تاریخ بھیرہ (ولیدپور) ضلع منٹو

محفوظ احمد مقبول احمد

پبلشر:
سر سلیمان ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی بھیرہ

یہ ۶۰۰ سال پرانا گاؤں ہے جو اس وقت سرکاری دستاویز میں نگر پنچایت ولید پور کا ایک حصہ سمجھا جاتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پندرہویں صدی کی دوسری دہائی کے اخیر یعنی ۱۴۲۰ء کو بھیرہ کے قیام کا سال مانا جا سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ محمد ابن شیخ خضر جونپوری جن کا سلطان ابراہیم شاہ شرقی (دور حکومت: ۱۴۰۲ء - ۱۴۴۰ء) عقیدت مند تھا، کی وفات ۲۴ ستمبر ۱۴۰۸ء بمطابق ۸ جمادی الاولی ۸۱۱ھ بروز پیر ہوئی اور ان کی وفات سے متاثر ہو کر اس کے بعد ہی اس نے مرحوم کے بیٹے شیخ مشید کو یہ علاقہ عطاء کیا تھا۔ بعد میں کچھ لوگوں کی بد دیانتی کی وجہ سے شیخ مشید نے اپنے دونوں بیٹوں شیخ معروف اور شیخ علی صاحبان کو اس علاقہ کی نگرانی کے لیے یہاں بھیجا جنہوں نے یہاں مستقل رہائش اختیار کی اور پھر انہیں حضرات نے ولید پور کے قریب میں سلطان پور کے نام سے یہ بستی آباد کی جو بعد میں بھیرہ کے نام سے معروف ہوئی۔

اب اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ۱۴۰۸ء میں شیخ محمد کی وفات کے ایک یا دو سال بعد ۱۴۰۹ء یا ۱۴۱۰ء میں بادشاہ ابراہیم شاہ شرقی نے یہ علاقہ آپ کے بیٹے شیخ مشید کو عطاء کیا ہوگا اور انہوں نے اپنے ماتحتوں کو اس کی دیکھ بھال و رکھوالی کے لیے دے دیا لیکن چند ہی سالوں بعد (اس کو ۱۴۱۵ء تسلیم کر لیجیے) ان لوگوں نے بد دیانتی شروع کر دی تو مجبوراً شیخ مشید نے اپنے دونوں بیٹوں شیخ معروف اور شیخ علی صاحبان کو یہاں بھیجا اور ان لوگوں نے کچھ سالوں بعد (اس کو ۱۴۲۰ء فرض کر لیجیے) یہاں یہ بستی قائم کی تو اس اعتبار سے ۲۰۲۰ء تک اس کے قیام کو چھ سو سال مکمل ہو جاتے ہیں۔

(اقتباس از کتاب)

تاریخ بھیرہ (ولید پور) ضلع مئو

محفوظ احمد مقبول احمد

نام کتاب: تاریخ بھیرہ (ولید پور) ضلع مئو
مصنف: محفوظ احمد مقبول احمد
سن طباعت: جنوری ۲۰۲۶ء
صفحات: ۶۶۷
قیمت: ۵۰۰ روپے
ناشر: سر سلیمان ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر سوسائٹی بھیرہ

ملنے کا پتہ:
سر سلیمان ایجوکیشنل اینڈ ویلفئر سوسائٹی، بھیرہ، ولید پور، مئو،
Mob. +91 993 596 1698 / 860 406 1698 / +966 543 591 645

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	صفحۂ انتساب	۴۰
۲	عرضِ مؤلف	۴۱
	تأثرات	
۳	تأثرات: مولانا ظفر احمد صاحب قاسمی مکی بھیروی	۴۶
۴	تأثرات: مولانا ابرار احمد صاحب قاسمی بھیروی	۴۸
۵	تقریظ: مولانا جاوید اختر صاحب قاسمی بھیروی	۵۰
۶	تقدیم: مولانا رفیق احمد صاحب قاسمی، نئی دہلی	۵۲
۷	مقدمہ: مفتی منظور احمد صاحب قاسمی بھیروی	۵۶
	ابتداء کتاب	
	جغرافیائی و تاریخی پس منظر	
۸	نام اور محل وقوع	۶۵
۹	قیام اور اس کا تاریخی پس منظر	۶۵
۱۰	اس نام سے پائی جانے والی بستیاں	۶۶
۱۱	وجہ تسمیہ	۶۷
۱۲	مدت قیام	۷۳
۱۳	آبادی	۷۴
۱۴	رقبہ	۷۴
۱۵	پیشہ	۷۴
۱۶	پارچہ بافی کی ابتداء	۷۶
۱۷	عوام الناس کا عام مزاج	۷۷
۱۸	مذہب و مسلک اور ذات برادری	۷۸

تعلیم اور شرح خواندگی

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۹	تعلیم	۸۱
۲۰	شرح خواندگی	۸۲

رسم و رواج

۲۱	عیادت وتعزیت	۸۴
۲۲	تسلی کے کلمات	۸۴
۲۳	بھاتی	۸۹
۲۴	پنچ بجھی	۸۹
۲۵	اختلافات کا تصفیہ	۸۹
۲۶	اتحاد واتفاق	۹۰
۲۷	افطار پارٹی	۹۰
۲۸	عید ملن	۹۰
۲۹	قربانی کے گوشت کی تقسیم	۹۱
۳۰	دینی اجلاس	۹۲
۳۱	تبلیغی جماعت	۹۲
۳۲	جشن میلاد النبی ﷺ	۹۳
۳۳	شب برأت	۹۳
۳۴	تعزیہ داری	۹۴
۳۵	ہولی	۹۴
۳۶	دیپاولی/دیوالی/دِوالی	۹۵
۳۷	دسہرا	۹۶
۳۸	چھٹھ کا میلہ	۹۶

قدیم اور معروف جگھیں

۳۹	ہریکھا	۹۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۰	تانے والا باغ	۹۸
۴۱	آٹو اسٹینڈ	۹۹
۴۲	مُکھلّی	۹۹
۴۳	گولا بازار	۱۰۰
۴۴	امام باڑہ	۱۰۰
۴۵	گرام پنچایت کے دو کمرے	۱۰۱
۴۶	باغ محلّہ پچھمّ	۱۰۱
۴۷	قبرستان محلّہ پچھمّ	۱۰۲
۴۸	پوکھری	۱۰۲
۴۹	قبرستان	۱۰۳
۵۰	قبرستان کمیٹی کا قیام	۱۰۵
۵۱	برگد کا درخت	۱۰۵
۵۲	برگد کا درخت محلّہ پچھمّ	۱۰۷
۵۳	دریائے ٹونس رتمساندی	۱۰۸
۵۴	دریائے ٹونس رتمساندی اتر پردیش۔فیض آباد تا بلیا	۱۰۸
۵۵	دریائے ٹونس رتمساندی مدھیہ پردیش۔ستنا تا الہٰ آباد	۱۱۱
۵۶	دریائے ٹونس رتمساندی اتر اکھنڈ۔اتر کاشی تا دہرادون	۱۱۲
۵۷	بریج رپل	۱۱۳
۵۸	دھرارا گھاٹ	۱۱۴
۵۹	سیلاب	۱۱۴
مساجد ، مدارس ، اسکول ، لائبریریاں اور شوالے		
۶۰	جامع مسجد محلّہ پچھمّ	۱۱۷
۶۱	اونچی مسجد محلّہ پچھمّ	۱۱۹
۶۲	مسجد ذی النورین رداالان والی مسجد	۱۲۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۶۳	مسجد ابو ہریرہ محلّہ پورب، پردھان بابا کا باغ	۱۲۳
۶۴	نئی جامع مسجد محلّہ پورب	۱۲۴
۶۵	مسجد ابوحنیفہ۔کھیت والی مسجد	۱۲۸
۶۶	مسجد محمدی نئی بستی	۱۲۹
۶۷	مسجد عمر فاروق گولا بازار	۱۳۰
۶۸	مسجد ابراہیم خلیل اللہ تانے والا باغ	۱۳۱
۶۹	عیدگاہ قاسمی	۱۳۱
۷۰	مسجد ام بدر السفیح / مسجد عائشہ	۱۳۳
۷۱	جامع مسجد قدم رسول	۱۳۴
۷۲	غوثیہ مسجد	۱۳۵
۷۳	رضا مسجد	۱۳۶
۷۴	برکاتی مسجد	۱۳۷
۷۵	نوری جامع مسجد	۱۳۷
۷۶	قادری مسجد	۱۳۸
۷۷	مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب	۱۳۹
۷۸	مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب	۱۴۸
۷۹	مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم	۱۴۹
۸۰	مدرسۃ البنات العزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم	۱۵۰
۸۱	مدرسہ گلشن فاطمۃ الزہراء للبنات محلّہ پورب	۱۵۰
۸۲	آزاد لائبریری	۱۵۲
۸۳	مخدومیہ لائبریری محلّہ پچھّم	۱۵۲
۸۴	سر شاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول، گولا بازار	۱۵۳
۸۵	پراتھمک ودیالے محلّہ دکھن	۱۵۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۸۶	آزاد ملی جونیئر ہائی اسکول، آٹو اسٹینڈ	۱۵۸
۸۷	شنکر مندر، محلّہ پچھّم	۱۵۹
۸۸	ہنومان مندر، دریائے ٹونس	۱۵۹
	تاریخی حادثات و واقعات	
۸۹	گولا بازار میں کھپریل مکان کے منہدم ہونے کا حادثہ	۱۶۱
۹۰	بجلی کا حادثہ، محلّہ پورب	۱۶۱
۹۱	شہد کی مکھیوں کے چھتہ میں ابال	۱۶۲
۹۲	مسجد قدم رسول میں لکڑی کے بڑھنے کا واقعہ	۱۶۳
۹۳	ولید پور میں گیس سیلنڈر حادثہ	۱۶۳
	ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات	
۹۴	پہلا فساد	۱۶۷
۹۵	دوسرا فساد	۱۶۷
۹۶	تیسرا فساد	۱۶۸
۹۷	چوتھا اور آخری فساد	۱۶۹
	سیاسی منظر نامہ	
۹۸	پہلا الیکشن	۱۷۵
۹۹	دوسرا الیکشن	۱۷۶
۱۰۰	تیسرا الیکشن	۱۷۶
۱۰۱	چوتھا الیکشن	۱۷۷
۱۰۲	پانچواں الیکشن	۱۷۷
۱۰۳	چھٹا الیکشن	۱۷۸
۱۰۴	ساتواں الیکشن	۱۷۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۰۵	آٹھواں الیکشن	۱۸۰
۱۰۶	نواں الیکشن	۱۸۱
۱۰۷	دسواں الیکشن	۱۸۲
۱۰۸	گیارہواں الیکشن، بحیثیت ٹاؤن ایریا پہلا الیکشن	۱۸۳
۱۰۹	بارہواں الیکشن، بحیثیت ٹاؤن ایریا دوسرا الیکشن	۱۹۱
	سیاسی شخصیات	
۱۱۰	شمبھولال معروف بہ لالہ جی، آزادی کے بعد پہلے پردھان	۱۹۶
۱۱۱	محمد رمضان سابق نائب پردھان	۱۹۶
۱۱۲	محمد علی پردھان	۱۹۶
۱۱۳	وکیل احمد پردھان محلّہ پچھّم بھیرہ	۱۹۸
۱۱۴	ممتاز احمد نائب پردھان محلّہ پچھّم بھیرہ	۱۹۹
	فاروقی خانوادے کے علماءِ کرام	
۱۱۵	مولانا شاہ ابوالخیر	۲۰۲
۱۱۶	ملا محمود بھیروی جونپوری	۲۰۶
۱۱۷	مولانا مخدوم شاہ اسماعیل	۲۱۱
۱۱۸	شیخ محمد شاہ ابن مخدوم شاہ اسماعیل	۲۱۵
۱۱۹	مولانا شاہ ابوالغوث گرم دیوان بھیروی ثم لہراوی	۲۱۶
۱۲۰	مولانا حافظ شاہ ابواسحاق	۲۲۲
۱۲۱	مولانا احسان علی بھیروی	۲۲۴
۱۲۲	مولانا محمد عزیز بھیروی	۲۲۴
۱۲۳	مولانا شاہ علی احمد بھیروی	۲۲۵
۱۲۴	مولانا شاہ محمد عثمان فدائی مرحوم	۲۲۶
۱۲۵	شاہ عبدالحق بھیروی	۲۲۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۲۶	مولانا شاہ محمد علی بھیروی	۲۲۷
۱۲۷	شاہ رحیم اللہ بھیروی	۲۲۸
۱۲۸	مولانا محمد اسلم فاروقی بھیروی ثم غازی پوری محلّہ پچھّم	۲۲۸
	دیوبندی مکتب فکر اور ماضی کے علماءِ کرام	
۱۲۹	مولانا محمد شفیع مفتاحی، نیا پورہ	۲۳۴
۱۳۰	مولوی حکیم عبدالرشید محلّہ پچھّم	۲۳۵
۱۳۱	مولانا محمد عمر محلّہ پورب، نئی جامع مسجد	۲۳۵
۱۳۲	مولانا عبدالمجید گولا بازار	۲۳۷
۱۳۳	مولانا محمد یوسف ابن مولانا عبدالمجید، گولا بازار	۲۳۸
۱۳۴	مولانا محمد یونس ابن مولانا عبدالمجید گولا بازار	۲۳۹
۱۳۵	مولانا حکیم محمد بشیر الدین قاسمی، نیا پورہ	۲۳۹
۱۳۶	مولانا عبدالحلیم مفتاحی، نیا پورہ	۲۴۱
۱۳۷	مولانا حکیم محمد شریف نزد نئی جامع مسجد	۲۴۲
۱۳۸	مولانا عبدالستار نعمانی ابن حافظ عبدالغفور مرحوم محلّہ تکیہ	۲۴۳
۱۳۹	مولانا محمد حسنین مفتاحی گول کھمبا	۲۴۵
۱۴۰	مولانا اعجاز احمد اعظمی ابن قاضی محمد شعیب کوثر مرحوم	۲۴۵
۱۴۱	مولانا ڈاکٹر محمد احمد مظاہری، نزد مدرسہ رحیمیہ	۲۵۹
۱۴۲	مولانا ریاض احمد قاسمی مدنی نزد مسجد ذی النورین	۲۶۰
۱۴۳	مولوی عبدالغفار نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ	۲۶۳
۱۴۴	مولانا ڈاکٹر امیر الدین قاسمی ابن حاجی حفیظ اللہ، نیا پورہ	۲۶۴
۱۴۵	مولانا سعید الرحمٰن ابن مولوی عبدالغفار نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ	۲۶۵
۱۴۶	مولانا مقبول احمد مظہری ابن عبدالحی، آٹو اسٹینڈ	۲۶۶
	دیوبندی مکتب فکر کے موجوہ علماءِ کرام	
۱۴۷	مولانا ڈاکٹر عزیز الرحمٰن قاسمی محلّہ تکیہ	۲۶۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۴۸	مولانا ممتاز احمد قاسمی ابن عبدالمجید محلّہ پورب	۲۷۰
۱۴۹	مولانا محمد اقبال قاسمی محلّہ پچھّم، مقیم لندن	۲۷۱
۱۵۰	مولانا شمس الحق قاسمی نزد مسجد ذی النورین، مقیم حال ممبئ	۲۷۴
۱۵۱	مولانا محمد ابراہیم قاسمی، محلّہ پچھّم	۲۷۷
۱۵۲	مولانا عطاء الحق قاسمی، محلّہ تکیہ	۲۷۹
۱۵۳	مولانا ظفر احمد قاسمی مکی، آٹو اسٹینڈ	۲۸۰
۱۵۴	مولانا امتیاز احمد ندوی نزد نئی جامع مسجد	۲۸۵
۱۵۵	مولانا خیر البشر قاسمی ابن حاجی عبدالباری نیا پورہ	۲۸۵
۱۵۶	قاری محمد سلمان اختر نزد نئی جامع مسجد	۲۹۰
۱۵۷	مولانا انصار الحق قاسمی ابن حاجی محمد مصطفیٰ	۲۹۱
۱۵۸	مولانا محمود احمد ندوی، آٹو اسٹینڈ	۲۹۲
۱۵۹	مولانا عبداللہ قاسمی ابن حافظ نثار احمد مرحوم، محلّہ پچھّم	۲۹۵
۱۶۰	مولانا سیف الدین مظاہری ابن شمس الضحیٰ مرحوم محلّہ، پورب	۲۹۷
۱۶۱	مولانا ودود احمد قاسمی ابن معظم علی مرحوم محلّہ تکیہ، مقیم حال ممبئ	۳۰۰
۱۶۲	مولانا مفتی منظور احمد قاسمی، نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ	۳۰۱
۱۶۳	مولانا کلام الدین قاسمی ابن حاجی انوار الحق، نیا پورہ	۳۰۵
۱۶۴	مولانا انوار احمد ابن شمس الحسن، محلّہ پورب	۳۰۶
۱۶۵	مولانا انوار احمد قاسمی ابن ماسٹر رشید احمد ، محلّہ پورب	۳۰۶
۱۶۶	مولانا جاوید اختر قاسمی ابن ماسٹر شفیع احمد	۳۰۷
۱۶۷	مولانا ابرار احمد قاسمی ابن حاجی عطاء الحق	۳۱۴
۱۶۸	مولانا عزیز الحق قاسمی ابن منشی عبدالسمیع	۳۱۷
۱۶۹	مولانا محمد ساجد قاسمی ابن مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی	۳۱۹
۱۷۰	مولانا انوار احمد قاسمی ابن مختار احمد مرحوم محلّہ پچھّم	۳۲۰
۱۷۱	مولانا محمد ارشد ابن مولانا شمس الحق، مقیم حال ممبئ	۳۲۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۷۲	مولانا ذکاء اللہ قاسمی محلّہ تکیہ	۳۲۲
۱۷۳	مولانا محمد منور قاسمی گولا بازار	۳۲۳
۱۷۴	مولانا عبدالقدوس قاسمی محلّہ پچھّم	۳۲۴
۱۷۵	مولانا عبدالرحمٰن قاسمی محلّہ پچھّم	۳۲۵
۱۷۶	مولانا افروز احمد قاسمی مُکھلّی	۳۲۶
۱۷۷	مولانا معاذ احمد قاسمی محلّہ پچھّم	۳۲۶
۱۷۸	مولانا محمد شاہد قاسمی ابن قمر الدین محلّہ پورب	۳۲۸
۱۷۹	مولانا عبداللہ قاسمی ولد ڈاکٹر حسام الدین محلّہ تکیہ	۳۲۸
۱۸۰	مولانا ظہیر الحق قاسمی ابن محمد انصر قریشی مرحوم، گولا بازار	۳۲۹
۱۸۱	مولانا محمد خالد ابن مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی	۳۳۰
۱۸۲	مولانا عبدالحق ابن مولانا عطاء الحق محلّہ تکیہ	۳۳۱
۱۸۳	مولانا محمد اسماعیل قاسمی ابن مولانا محمد ابراہیم	۳۳۲
۱۸۴	مولانا محمد عارف ابن مولانا اعجاز احمد اعظمی	۳۳۳
۱۸۵	مولانا محمد راشد ابن مولانا ریاض احمد قاسمی	۳۳۳
۱۸۶	مولانا جمال اختر قاسمی ابن مختار احمد محلّہ پورب	۳۳۴
۱۸۷	مولانا ابوسعد ابن ضیاء الحق مرحوم بڑھئی ٹولہ	۳۳۵
۱۸۸	مولانا محمد عامر قاسمی ابن فضل حق، مقیم حال ممبئ	۳۳۵
۱۸۹	مولانا محمد عابد قاسمی ابن مولانا اعجاز احمد اعظمی	۳۳۷
۱۹۰	مولانا رشید احمد مفتاحی ابن مختار احمد محلّہ پچھّم	۳۳۸
۱۹۱	مولانا ابواسامہ قاسمی ابن محمد ادریس مرحوم	۳۳۸
۱۹۲	مولانا احسن ظفر قاسمی ولد مولانا ظفر احمد قاسمی	۳۳۹
۱۹۳	مولانا جمشید احمد قاسمی ابن ابوبکر نیا پورہ	۳۴۰
۱۹۴	مولانا سلمان ریاض ابن مولانا ریاض احمد قاسمی	۳۴۰
۱۹۵	مولانا محمد سلمان ابن مشتاق احمد زعفرانی	۳۴۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۹۶	مولانا اشتیاق احمد قاسمی ابن ماسٹر نور العین	۳۴۱
۱۹۷	مولانا ضمیر احمد قاسمی ابن مولانا ممتاز احمد قاسمی	۳۴۳
۱۹۸	مولانا شہاب الدین قاسمی ابن عبد المجید محلّہ پچھمّ	۳۴۳
۱۹۹	مولانا محمد اسلم ابن مولانا ڈاکٹر امیر الدین نیا پورہ	۳۴۳
۲۰۰	مولانا محمد نعمان قاسمی ابن ڈاکٹر عبد الباسط	۳۴۴
۲۰۱	مولانا محمد اقبال قاسمی ابن خیر اللہ مرحوم	۳۴۷
۲۰۲	مولانا وسیم الحق قاسمی ابن شفیع الرحمٰن مرحوم	۳۴۷
۲۰۳	مولانا نسیم اختر ابن حاجی نیاز احمد، پچھمّ	۳۴۹
۲۰۴	مولانا محمد طلحہ ندوی قاسمی ابن مولانا اقبال احمد لندن	۳۴۹
۲۰۵	مولانا محمد عامر قاسمی ابن مولانا اعجاز احمد اعظمی	۳۵۰
۲۰۶	مولانا محمد فیصل نعمانی ابن حافظ نثار احمد گولا بازار	۳۵۰
۲۰۷	مولانا وسیم اختر قاسمی نزد نئی جامع مسجد	۳۵۱
۲۰۸	مولانا محمد یاسر قاسمی ابن ڈاکٹر حسام الدین محلّہ تکیہ	۳۵۳
۲۰۹	مولانا انیس الحق ابن مولانا عطاء الحق محلّہ تکیہ	۳۵۴
۲۱۰	محفوظ احمد مقبول احمد۔ مؤلف کتاب	۳۵۴
۲۱۱	مولانا محمد اسلم ابن شمس الدین محلّہ پچھمّ	۳۵۷
۲۱۲	مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی ابن حاجی مشتاق احمد	۳۵۸
۲۱۳	مولانا عزیز اللہ نعمانی ولد حافظ ضرار احمد گول کھمبا	۳۵۹
۲۱۴	مولانا محمد راشد قاسمی ابن مولانا اعجاز احمد	۳۵۹
۲۱۵	مولانا محمد عمار ابن حاجی مقبول احمد نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ	۳۶۰
۲۱۶	مولانا محمد ساجد ابن احسان الحق مدرسہ رحیمیہ	۳۶۰
۲۱۷	مولانا محمد داؤد ابن ابرار الحق تانے والا باغ	۳۶۱
۲۱۸	مولانا فیض الحسن قاسمی ابن محمود الحسن بڑھئی ٹولہ	۳۶۱
۲۱۹	مولانا محمد سلیم قاسمی ابن محفوظ الرحمٰن نیا پورہ	۳۶۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۲۰	مولانا ضیاء الحق ابن ظہیر الحق محلّہ پورب	۳۶۲
۲۲۱	مولانا فیض الحق قاسمی ابن حاجی امتیاز احمد	۳۶۲
۲۲۲	مولانا محمد وسیم قاسمی ابن نظام الحق نیا پورہ	۳۶۳
۲۲۳	مولانا عبداللہ ابن عبدالمعید محلّہ پورب	۳۶۳
۲۲۴	مولانا شاہ عالم ابن ابوبکر نیا پورہ	۳۶۴
۲۲۵	مولانا اسجد قاسمی ابن مولانا مقبول احمد مرحوم	۳۶۴
۲۲۶	مولانا محمد عرفات قاسمی ابن مولانا اعجاز احمد	۳۶۵
۲۲۷	مولانا شمشاد احمد ولد حاجی اشفاق احمد مکھلی	۳۶۷
۲۲۸	مولانا محمد سعود ولد حاجی حبیب الرحمٰن نیا پورہ	۳۶۸
۲۲۹	مولانا محمد عابد ابن حافظ نثار احمد گولا بازار	۳۶۸
۲۳۰	مولانا مفتی محمد ابراہیم مئوی، نئی بستی	۳۶۸
۲۳۱	مولانا محمد عمر ابن ماسٹر محمد الیاس محلّہ تکیہ	۳۶۹
۲۳۲	مولانا عبدالواسع ابن حافظ نیاز احمد محلّہ پچھمّ	۳۷۰
۲۳۳	مولانا عبداللہ ابن حافظ عزیز الرحمٰن تانے والا باغ	۳۷۰
۲۳۴	مولانا نعیم اختر ابن حاجی نیاز احمد محلّہ پچھمّ	۳۷۱
۲۳۵	مولانا عبداللہ ابن انوار الحق محلّہ پچھمّ	۳۷۱
۲۳۶	مولانا سعید الظفر قاسمی ابن عبدالغنی محلّہ تکیہ	۳۷۱
۲۳۷	مولانا محمد حارث ابن قاری سلمان اختر، مقیم گھوسی	۳۷۳
۲۳۸	مولانا فرخ جمال ابن ظہیر الحسن مرحوم محلّہ پورب	۳۷۵
۲۳۹	مولانا محمد اسعد قاسمی ابن حافظ نثار احمد مرحوم، محلّہ پورب	۳۷۵
۲۴۰	مولانا ابوطلحہ ابن عبدالقیوم محلّہ پچھمّ	۳۷۷
۲۴۱	مولانا ابوہریرہ ابن خلیل الرحمٰن نیا پورہ	۳۷۷
۲۴۲	مولانا کرامت علی ابن عبدالحی محلّہ پورب	۳۷۸
۲۴۳	مولانا محمد حامد ابن نیاز احمد مرحوم	۳۷۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۴۴	مولانا زاہد فیصل ابن ظفر احمد	۳۷۹
۲۴۵	مولانا محمد ارشد قاسمی ابن حاجی مسعود احمد	۳۸۰
۲۴۶	مولانا احمد ظفر ابن مولانا ظفر احمد قاسمی، آٹو اسٹینڈ	۳۸۱
۲۴۷	مولانا زہیر منظور قاسمی نزد مدرسہ رحیمیہ	۳۸۱
۲۴۸	مولانا خیر اللہ ابن حافظ حفیظ الرحمٰن نیا پورہ	۳۸۲
۲۴۹	مولانا ابو اللیث ابن خلیل الرحمٰن نیا پورہ	۳۸۳
۲۵۰	مولانا محمد عاصم ابن عبد المعید مستری	۳۸۴
۲۵۱	مولانا محمد یاسر ابن حاجی مقبول احمد نزد مدرسہ رحیمیہ	۳۸۴
۲۵۲	مولانا عبد الواحد ابن ریاض احمد محلّہ پورب	۳۸۴
۲۵۳	مولانا محمد ہاشم ابن افتخار احمد محلّہ پورب	۳۸۵
۲۵۴	مولانا محمد زاہد ابن حافظ نظام الدین	۳۸۶
۲۵۵	مولانا ابو سعد ابن عبد القیوم محلّہ پچھّم	۳۸۶
۲۵۶	مولانا رفیق انور ابن انوار الحق گھڑی ساز محلّہ پورب	۳۸۶
۲۵۷	مولانا محمد کاشف ابن حافظ نثار احمد، گولا بازار	۳۸۶
۲۵۸	مولانا محمد نسیم ابن حاجی عبد القوی مرحوم مکھلی	۳۸۷
۲۵۹	مولانا اسلام الدین ولد انصار احمد نزد نئی جامع مسجد	۳۸۷
۲۶۰	مولانا وصی اللہ ابن ماسٹر نور العین محلّہ پچھّم	۳۸۷
۲۶۱	مولانا حمزہ علی ابن ماسٹر عبد العلی محلّہ پورب	۳۸۷
۲۶۲	مولانا محمد اسعد ابن مسعود احمد نزد مدرسہ رحیمیہ	۳۸۸
۲۶۳	مولانا عبد الماجد ابن خلیل الرحمٰن محلّہ پچھّم	۳۸۸
۲۶۴	مولانا ظفر مسعود ابن صلاح الدین نیا پورہ	۳۸۸
۲۶۵	مولانا عزیز الحق ابن مظہر الحق نیا پورہ	۳۸۹
۲۶۶	مولانا ابو اللیث ابن ظہیر الدین، مسجد ذی النورین	۳۸۹
۲۶۷	مولانا محمد عاقل ابن قاری سیف الدین	۳۹۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۶۸	مولانا محمد اسحاق ابن حافظ ودود احمد گولا بازار	۳۹۰
۲۶۹	مولانا شاہ عالم ابن ماسٹر خیر البشر محلّہ پورب	۳۹۰
۲۷۰	مولانا عبداللہ ابن ماسٹر نور العین محلّہ پچھّم	۳۹۱
۲۷۱	مولانا محمد داؤد ابن حاجی انصار الحق محلّہ پورب	۳۹۱
۲۷۲	مولانا محمود الفائز ابن نیاز احمد، مسجد ذی النورین	۳۹۱
۲۷۳	مولانا مشیر الحق ابن مظہر الحق نیا پورہ	۳۹۱
۲۷۴	مولانا ظفر حفیظ ابن حافظ حفیظ الرحمٰن تانے والا باغ	۳۹۲
۲۷۵	مولانا نعیم اختر ابن ظہور احمد مرحوم، محلّہ تکیہ	۳۹۲
۲۷۶	مولانا سہیل احمد ابن منظور احمد نیا پورہ	۳۹۳
۲۷۷	مولانا انیس الحق ابن مولانا ابرار احمد قاسمی	۳۹۳
۲۷۸	مولانا طلحہ عزیز ابن حافظ عزیز الرحمٰن	۳۹۳
۲۷۹	مولانا مشیر الحق ابن عبدالحق نزد نئی جامع مسجد	۳۹۴
۲۸۰	مولانا شکیل احمد ابن ریاض احمد نئی بستی	۳۹۴
۲۸۱	مولانا محمد عامر ابن حاجی عبدالقیوم محلّہ پچھّم	۳۹۵
۲۸۲	مولانا نعیم اختر ابن مختار علی تکیہ	۳۹۵
۲۸۳	مولانا محمد خالد ابن انوار احمد مرحوم محلّہ تکیہ	۳۹۶
۲۸۴	مولانا کلیم الرحمٰن ابن ابوالکلام محلّہ پچھّم	۳۹۶
۲۸۵	مولانا محمد حارث ابن حافظ محمد سہیل محلّہ تکیہ	۳۹۶
۲۸۶	مولانا امام الدین ابن عبدالباری مرحوم، گول کھمبا	۳۹۷
۲۸۷	مولانا عزیز الحق ابن حافظ نیاز احمد محلّہ پچھّم	۳۹۸
۲۸۸	مولانا طفیل احمد ابن منظور احمد نیا پورہ	۳۹۹
۲۸۹	مولانا محمد توفیق ابن حاجی خیر البشر محلّہ پچھّم	۳۹۹
۲۹۰	مولانا محمد طارق ابن عبدالحی محلّہ پورب ہوٹل	۳۹۹
۲۹۱	مولانا ابوالمحامد ابن ڈاکٹر مظفر الاسلام محلّہ تکیہ	۴۰۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۹۲	مولانا صہیب منظور ابن مفتی منظور احمد قاسمی	۴۰۰
۲۹۳	مولانا وثیق الرحمٰن ابن محمد ابوذر محلّہ پچھم	۴۰۱
۲۹۴	مولانا محمد اسامہ ابن قاری سیف الدین	۴۰۲
۲۹۵	مولانا محمد شاہد ابن محمود الحسن بڑھئی ٹولہ	۴۰۲
۲۹۶	مولانا انیس الحق ابن حاجی عبد القیوم محلّہ پچھم	۴۰۲
۲۹۷	مولانا حذیفہ عزیز ابن حافظ عزیز الرحمٰن محلّہ پورب	۴۰۳
۲۹۸	مولانا مامون سلمان ابن محمد صالح محلّہ پچھم	۴۰۳
۲۹۹	مولانا محمد عادل ابن عبد الباری محلّہ تکیہ	۴۰۴
۳۰۰	مولانا مہتاب فیضی ولد فیض الحق نیا پورہ	۴۰۵
۳۰۱	مولانا ابوسعد ابن ابوشحمہ محلّہ پورب	۴۰۵
۳۰۲	مولانا ضیاء کمال ابن نیاز الحق نیا پورہ	۴۰۵
۳۰۳	مولانا عبد السلام ابن مولانا کلام الدین قاضی ٹولہ	۴۰۶
۳۰۴	مولانا معاویہ عزیز ابن مولانا عزیز الحق قاسمی	۴۰۶
۳۰۵	مولانا اعجاز احمد مفتاحی ابن عتیق الرحمٰن، نئی بستی	۴۰۷
۳۰۶	مولانا محمد زاہد ابن مولانا محمد ساجد قاسمی محلّہ تکیہ	۴۰۷
۳۰۷	مولانا ابوالمکارم ابن ڈاکٹر مظفر الاسلام محلّہ تکیہ	۴۰۸
۳۰۸	مولانا فضیل اختر ابن عرفان احمد دوکاندار	۴۰۸
۳۰۹	مولانا رشاد انور قاسمی ابن مولانا امتیاز احمد ندوی	۴۰۹
۳۱۰	مولانا محمد ثاقب ابن حاجی شکیل احمد، نئی جامع مسجد	۴۰۹
۳۱۱	مولانا محمد راشد ابن مولانا محمد ساجد قاسمی محلّہ تکیہ	۴۱۰
۳۱۲	مولانا محمد حسان ابن حافظ قمر الدین محلّہ پچھم	۴۱۰
۳۱۳	مولانا یمان عبد اللہ ابن عبد اللہ نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۱۰
دیوبندی مکتب فکر اور ماضی کے حفاظ کرام		
۳۱۴	حافظ محمد طاہر، گول کھمبا	۴۱۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۱۵	حافظ عبدالواحد مرحوم، محلّہ پچھّم	۴۱۱
۳۱۶	حافظ محمد شفیع اللہ، مکھلی	۴۱۱
۳۱۷	حافظ عباداللہ، محلّہ پورب	۴۱۲
۳۱۸	حافظ محمد ابراہیم محلّہ پورب	۴۱۲
۳۱۹	حافظ نذیر احمد مرحوم، محلّہ تکیہ	۴۱۳
۳۲۰	حافظ عبدالغفور مرحوم، محلّہ تکیہ	۴۱۳
۳۲۱	حافظ فصیح اللہ (نابینا)، محلّہ پچھّم	۴۱۴
۳۲۲	حافظ عبدالغنی مرحوم ابن حافظ عباداللہ، محلّہ پورب	۴۱۴
۳۲۳	حافظ احمد کریم مرحوم نزد مسجد ذی النورین	۴۱۵
۳۲۴	حافظ عبیدالرحمٰن ابن قاری شاہ محمد، محلّہ پچھّم	۴۱۸
۳۲۵	حافظ محمد رفیع ابن نذیر احمد، نیا پورہ	۴۱۹
۳۲۶	حافظ شبراتی، نیا پورہ	۴۱۹
۳۲۷	حافظ عبداللہ ابن حافظ شبراتی، نیا پورہ	۴۱۹
۳۲۸	حافظ محمد اکبر ابن حافظ شبراتی، نیا پورہ	۴۱۹
۳۲۹	حافظ محمد عمر ابن حافظ عبداللہ، نیا پورہ	۴۱۹
۳۳۰	حافظ نثار احمد مرحوم گولا بازار	۴۲۰
۳۳۱	حافظ محمد عمر محلّہ پورب، مقیم خیر آباد	۴۲۰
۳۳۲	حافظ محمد عیسیٰ مرحوم گولا بازار	۴۲۱
۳۳۳	حافظ محمد ہاشم ابن شفیع الرحمٰن مرحوم، محلّہ پچھّم	۴۲۲
۳۳۴	حافظ حفیظ الرحمٰن ابن حاجی حافظ محمد عمر	۴۲۳
۳۳۵	حافظ نثار احمد ابن عبدالحکیم مرحوم، محلّہ پورب	۴۲۴
۳۳۶	حافظ عبدالحی ابن محمد عمر، محلّہ تکیہ	۴۲۴
۳۳۷	حافظ ظہیر احمد ابن مولانا حکیم شریف احمد مرحوم، محلّہ پورب	۴۲۴
۳۳۸	حافظ محمد یونس گولا بازار	۴۲۵

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	دیوبندی مکتب فکر کے موجودہ حفاظ کرام	
۳۳۹	حافظ نور الہدیٰ ابن عبد الحفیظ، محلّہ تکیہ	۴۲۶
۳۴۰	حافظ عبد الغفور ابن غلام محمد مرحوم، محلّہ پچھّم	۴۲۷
۳۴۱	حافظ ابو بکر مقیم محمد آباد گوہنہ	۴۲۸
۳۴۲	حافظ ضرار احمد ابن حاجی محمد یونس مرحوم، گول کھمبا	۴۳۰
۳۴۳	حافظ ودود احمد ابن مولوی محمد یوسف مرحوم، گولا بازار	۴۳۰
۳۴۴	حافظ شمس الحق ابن محمد سعید، نیا پورہ	۴۳۱
۳۴۵	حافظ عزیز الرحمٰن ابن حاجی عبد المنان مرحوم، تانے والا باغ	۴۳۱
۳۴۶	حافظ نظام الدین ابن عبد اللہ مرحوم، گول کھمبا	۴۳۲
۳۴۷	حافظ محمد اقبال ابن عبد السلام مرحوم محلّہ پورب	۴۳۳
۳۴۸	حافظ وکیل احمد قریشی، گولا بازار	۴۳۳
۳۴۹	حافظ محمد مصطفیٰ عرف نابینا حافظ جی محلّہ پورب	۴۳۳
۳۵۰	حافظ محمد سہیل ابن حافظ نذیر احمد مرحوم محلّہ تکیہ	۴۳۷
۳۵۱	حافظ نیاز احمد ابن عبد الحی مرحوم محلّہ پچھّم	۴۳۷
۳۵۲	حافظ حفیظ الرحمٰن ابن حاجی عبد المنان تانے والا باغ	۴۳۸
۳۵۳	حافظ اعجاز احمد ابن مختار احمد محلّہ پچھّم	۴۳۹
۳۵۴	حافظ حبیب الرحمٰن ابن محمد امین مؤذن مرحوم	۴۳۹
۳۵۵	حافظ محمد ہاشم ابن مولانا ممتاز احمد قاسمی محلّہ پورب	۴۳۹
۳۵۶	حافظ محمد قطب الدین ابن شمس الضحیٰ مرحوم محلّہ پورب	۴۴۰
۳۵۷	حافظ جمشید احمد ابن نذیر احمد حجام محلّہ پورب، مقیم کوپا گنج	۴۴۰
۳۵۸	حافظ فضل عظیم نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ	۴۴۰
۳۵۹	حافظ نفیس الحق ابن عبد القدیر مرحوم محلّہ پورب	۴۴۱
۳۶۰	حافظ عزیز الرحمٰن ابن محمد امین مؤذن مرحوم	۴۴۱
۳۶۱	حافظ حسان احمد نزد نئی جامع مسجد	۴۴۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۶۲	حافظ فضل اللہ ابن حافظ عبدالحی محلّہ پچھّم	۴۴۲
۳۶۳	حافظ محمد احمد ابن نثار احمد سی آر پی محلّہ تکیہ	۴۴۲
۳۶۴	حافظ محمد ارشد ابن احمد کریم محلّہ پورب ہوٹل	۴۴۳
۳۶۵	حافظ قاری محمد نفیس ابن حاجی عبدالقوی، مکھلی	۴۴۳
۳۶۶	حافظ ظفر احمد ابن حاجی محمد مصطفیٰ محلّہ تکیہ	۴۴۴
۳۶۷	حافظ محمد ابوذر ابن ضیاء الحق مرحوم بڑھئی ٹولہ	۴۴۵
۳۶۸	حافظ قاری امیر الدین نزد مسجد ذی النورین	۴۴۵
۳۶۹	حافظ محمد ساجد ابن ریاض احمد محلّہ پورب	۴۴۶
۳۷۰	حافظ اسرار احمد ابن عبدالستار مرحوم گولہ بازار	۴۴۶
۳۷۱	حافظ ودود احمد ابن قمر الزماں مرحوم محلّہ پورب	۴۴۶
۳۷۲	حافظ محمد شاہد ابن عبدالغنی مرحوم محلّہ پچھّم	۴۴۷
۳۷۳	حافظ نور محمد ابن شمس الدین محلّہ پچھّم	۴۴۷
۳۷۴	حافظ محمد عادل ابن مولانا اعجاز احمد مرحوم	۴۴۷
۳۷۵	حافظ محمد شریف نزد نئی جامع مسجد محلّہ پورب	۴۴۸
۳۷۶	حافظ محمد سالم ظفر ابن عبدالغنی محلّہ تکیہ	۴۴۸
۳۷۷	حافظ اسامہ ابن مولانا محمد ابراہیم محلّہ پچھّم	۴۴۹
۳۷۸	حافظ محمد عامر ابن ڈاکٹر حسام الدین محلّہ تکیہ	۴۵۰
۳۷۹	حافظ ابوشعیب ابن محمد خالد محلّہ پچھّم	۴۵۰
۳۸۰	حافظ عزیز الرحمٰن ابن نثار احمد نئی بستی، مقیم حال مئو	۴۵۰
۳۸۱	حافظ عزیز اللہ ابن عبدالوحید مؤذن، نئی جامع مسجد	۴۵۱
۳۸۲	حافظ منصور احمد ابن حافظ نور الہدیٰ، محلّہ تکیہ	۴۵۱
۳۸۳	حافظ نسیم اختر ابن حاجی انصار الحق، محلّہ تکیہ	۴۵۱
۳۸۴	حافظ کمال الدین ابن مشتاق احمد مرحوم مکھلی	۴۵۲
۳۸۵	حافظ محمد شاہد ابن ریاض احمد محلّہ پورب	۴۵۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۸۶	حافظ قمر الدین ابن حافظ عبد الغفور محلّہ پچھّم	۴۵۲
۳۸۷	حافظ محمد آصف ابن شمس الحق محلّہ پورب	۴۵۳
۳۸۸	حافظ ابو حنیفہ ابن ضیاء الحق مرحوم بڑھئی ٹولہ	۴۵۳
۳۸۹	حافظ محمد زاہد ابن ریاض احمد محلّہ پورب	۴۵۴
۳۹۰	حافظ محمد زکریا ابن شمس الدین محلّہ پچھّم	۴۵۴
۳۹۱	حافظ ضیاء الرحمٰن ابن حفظ الرحمٰن محلّہ پچھّم	۴۵۴
۳۹۲	حافظ عبد الرب ابن محمد ابوذر مرحوم محلّہ پچھّم	۴۵۴
۳۹۳	حافظ ولی الرحمٰن ابن جمشید احمد، آٹو اسٹینڈ	۴۵۴
۳۹۴	حافظ آصف علی ابن علی اختر محلّہ پورب	۴۵۵
۳۹۵	حافظ محمد دانش ابن عبد الستار محلّہ پچھّم	۴۵۵
۳۹۶	حافظ مجیب الرحمٰن ابن ریاض احمد عرف بھٹو محلّہ پورب	۴۵۵
۳۹۷	حافظ محمد زکریا ابن ماسٹر نور العین محلّہ پچھّم	۴۵۶
۳۹۸	حافظ عبد الماجد ابن مطیع الرحمٰن نئی بستی	۴۵۶
۳۹۹	حافظ عبد الفتاح ابن ابو ہریرہ گول کھمبا	۴۵۶
۴۰۰	حافظ صدق الظفر ابن عبد الغنی محلّہ تکیہ	۴۵۶
۴۰۱	حافظ نور الدین ابن حاجی ابو الکلام مرحوم محلّہ پورب	۴۵۷
۴۰۲	حافظ محمد یاسر ابن فضل حق نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۵۸
۴۰۳	حافظ محمد نمیر ابن محمد زبیر مرحوم محلّہ تکیہ	۴۵۸
۴۰۴	حافظ عتیق الرحمٰن ابن عبد القیوم محلّہ پورب	۴۵۹
۴۰۵	حافظ محمد طاہر ابن ڈاکٹر حسام الدین محلّہ تکیہ	۴۵۹
۴۰۶	حافظ نجم الدین ابن ماسٹر خیر البشر محلّہ پورب	۴۵۹
۴۰۷	حافظ محمد صدیق ابن خیر اللہ مرحوم محلّہ پورب ہوٹل	۴۵۹
۴۰۸	حافظ نفیس الحق ابن عبد الحق محلّہ پورب	۴۶۰
۴۰۹	حافظ محمد اواب ابن مولانا محمد ابراہیم محلّہ پچھّم	۴۶۰

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۱۰	حافظ نعیم الظفر ابن خلیل الرحمٰن محلّہ پچھّم	۴۶۰
۴۱۱	حافظ اویس احمد ابن حاجی ابوالکلام مرحوم محلّہ پورب	۴۶۱
۴۱۲	حافظ عزیز الحق ابن حاجی امتیاز احمد گول کھمبا	۴۶۱
۴۱۳	حافظ سراج الدین ابن انعام الحق کوٹا والے محلّہ پچھّم	۴۶۲
۴۱۴	حافظ سعید الظفر ابن شبیر احمد محلّہ پچھّم	۴۶۲
۴۱۵	حافظ محمد طاہر ابن امجد علی محلّہ پورب	۴۶۲
۴۱۶	حافظ محمد ابوذر ابن مولانا انوار احمد نزد نئی جامع مسجد	۴۶۳
۴۱۷	حافظ محمد داؤد ابن حافظ محمد عیسی مرحوم گولا بازار	۴۶۳
۴۱۸	حافظ زہیر منظور نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۶۳
۴۱۹	حافظ سعود الحسن ابن محمود الحسن بڑھئی ٹولہ	۴۶۳
۴۲۰	حافظ ابوطلحہ ابن قمر الدین مرحوم نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ	۴۶۴
۴۲۱	حافظ محمد اعظم ابن محمد اسلم مرحوم چکی والے	۴۶۴
۴۲۲	حافظ ولی الرحمٰن ابن حافظ عزیز الرحمٰن تانے والا باغ	۴۶۴
۴۲۳	حافظ حبیب الرحمٰن ابن حاجی جمال احمد محلّہ پچھّم	۴۶۴
۴۲۴	حافظ گلزار احمد ابن غیاث الدین صباغ محلّہ پورب	۴۶۵
۴۲۵	حافظ محمد ابراہیم ابن عبید اللہ محلّہ پچھّم	۴۶۵
۴۲۶	حافظ ابوشحمہ ابن عبد القیوم محلّہ پچھّم	۴۶۶
۴۲۷	حافظ محمد کاشف ابن حافظ نثار احمد، گولا بازار	۴۶۶
۴۲۸	حافظ ابوطلحہ ابن قاری محمد سلمان اختر، نئی جامع مسجد	۴۶۶
۴۲۹	حافظ نسیم احمد ابن حاجی عبد القوی مکھلی	۴۶۶
۴۳۰	حافظ شفیع الرحمٰن ابن حاجی شکیل احمد محلّہ پورب	۴۶۶
۴۳۱	حافظ شمیم اختر انصاری ابن شمس الدین مکھلی	۴۶۷
۴۳۲	حافظ محمد اسجد ابن حاجی مسعود احمد نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۶۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۳۳	حافظ شاہد جمال ابن امتیاز احمد محلّہ تکیہ	۴۶۷
۴۳۴	حافظ نفیس الحق ابن حافظ شمس الحق نیا پورہ	۴۶۷
۴۳۵	حافظ محمد عاقل ابن قاری سیف الدین محلّہ پورب	۴۶۷
۴۳۶	حافظ رئیس انور ابن مولانا امتیاز احمد ندوی نئی جامع مسجد	۴۶۸
۴۳۷	حافظ عبدالماجد ابن شمس الحسن محلّہ پورب	۴۶۸
۴۳۸	حافظ محمد عابد ابن عبدالباری محلّہ تکیہ	۴۶۸
۴۳۹	حافظ اسامہ عزیز ابن مولانا عزیز الحق محلّہ پورب	۴۶۸
۴۴۰	حافظ محمد اسماعیل ابن ابوبکر محلّہ پورب	۴۶۹
۴۴۱	حافظ عامر سہیل ابن بدرالدین گول کھمبا	۴۶۹
۴۴۲	حافظ منور علی ابن امجد علی محلّہ پورب	۴۶۹
۴۴۳	حافظ مبارک علی ابن عبدالولی محلّہ پورب، قدیم ہوٹل	۴۶۹
۴۴۴	حافظ محمد راشد ابن حافظ نظام الدین گول کھمبا	۴۶۹
۴۴۵	حافظ محمد عادل ابن ریاض احمد محلّہ پورب	۴۷۰
۴۴۶	حافظ انیس الحق ابن مولانا ابرار احمد گولا بازار	۴۷۰
۴۴۷	حافظ محمد اسماعیل ابن عبیداللہ محلّہ پچھّم	۴۷۰
۴۴۸	حافظ شاہد جمال ابن حبیب الرحمٰن محلّہ پچھّم	۴۷۰
۴۴۹	حافظ ابوحذیفہ ابن شکیل احمد محلّہ پچھّم	۴۷۰
۴۵۰	حافظ سعید الدین، محلّہ تکیہ	۴۷۱
۴۵۱	حافظ نعیم اختر ابن مختار علی تکیہ	۴۷۱
۴۵۲	حافظ محمد حارث، محلّہ تکیہ	۴۷۱
۴۵۳	حافظ عزیز الحق ابن حافظ نیاز احمد محلّہ پچھّم	۴۷۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۵۴	حافظ محمد حامد ابن فیض الحق محلّہ پورب ہوٹل	۴۷۱
۴۵۵	حافظ عزیز الرحمٰن ابن مولوی عبد الغفار نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۷۲
۴۵۶	حافظ معاذ احمد ابن عتیق الرحمٰن محلّہ پورب	۴۷۲
۴۵۷	حافظ عطاء الحق ابن حاجی جمال اختر محلّہ پورب	۴۷۲
۴۵۸	حافظ سعید اللہ ابن حاجی عبد اللہ مرحوم محلّہ پورب	۴۷۲
۴۵۹	حافظ محمد ارشد ابن فیضان احمد محلّہ تکیہ	۴۷۲
۴۶۰	حافظ محمد آصف ابن محمد اسلم مرحوم چکی والے	۴۷۲
۴۶۱	حافظ محمد احمد ابن حاجی جمال اختر	۴۷۳
۴۶۲	حافظ سرفراز انور ابن جمال انور محلّہ پورب	۴۷۳
۴۶۳	حافظ محمد علی ابن ارشاد احمد محلّہ پچھّم	۴۷۳
۴۶۴	حافظ حبیب الحق ابن حافظ نیاز احمد محلّہ پچھّم	۴۷۳
۴۶۵	حافظ محمد رابع ابن حافظ ظفر احمد تکیہ	۴۷۴
۴۶۶	حافظ عامر فیصل ابن حافظ نظام الدین گول کھمبا، نئی بستی	۴۷۴
۴۶۷	حافظ محمد صادق ابن محمود احمد ابن فدا مرحوم	۴۷۴
۴۶۸	حافظ صہیب منظور ابن مفتی منظور احمد	۴۷۴
۴۶۹	حافظ محمد راشد ابن حافظ نثار احمد مرحوم گولا بازار	۴۷۴
۴۷۰	حافظ محمد عاصم ابن حافظ قطب الدین محلّہ پورب	۴۷۵
۴۷۱	حافظ محمد محتشم ابن مطیع الرحمٰن محلّہ پورب صحن	۴۷۵
۴۷۲	حافظ ریاض الرحمٰن ابن عبد العلی ہوٹل والے	۴۷۵
۴۷۳	حافظ ابو دجانہ ابن شفیع الرحمٰن محلّہ پورب، صحن	۴۷۶
۴۷۴	حافظ محمد زید ابن حافظ اعجاز احمد محلّہ پچھّم	۴۷۶
۴۷۵	حافظ محمد اسامہ ابن مولانا قاری سیف الدین محلّہ پچھّم	۴۷۶
۴۷۶	حافظ ابو سعد ابن جمال اختر محلّہ پچھّم	۴۷۶
۴۷۷	حافظ ضیاء الرحمٰن ابن حاجی شکیل احمد محلّہ پورب	۴۷۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۷۸	حافظ محمد اظہر ابن حافظ نثار احمد	۴۷۷
۴۷۹	حافظ محمد ارشد ابن جاوید اختر محلّہ پورب	۴۷۷
۴۸۰	حافظ محمد شعبان ابن فیضان احمد محلّہ تکیہ	۴۷۷
۴۸۱	حافظ طارق معاذ ابن حاجی وحید الزماں محلّہ تکیہ	۴۷۷
۴۸۲	حافظ عادل ظفر ابن حافظ عبد الغفور محلّہ پچھّم	۴۷۷
۴۸۳	حافظ فیض الرحمٰن ابن ریاض احمد محلّہ پورب	۴۷۸
۴۸۴	حافظ محمد عاصم ابن حافظ ودود احمد محلّہ پورب	۴۷۸
۴۸۵	حافظ حذیفہ عزیز ابن حافظ عزیز الرحمٰن محلّہ پورب	۴۷۸
۴۸۶	حافظ محمد عارف ابن ریاض احمد محلّہ پورب	۴۷۸
۴۸۷	حافظ سیف اللہ ابن انوار الحق محلّہ پچھّم	۴۷۹
۴۸۸	حافظ محمد داؤد ابن عبید اللہ محلّہ پچھّم	۴۷۹
۴۸۹	حافظ محمد عامر ابن مولانا انوار احمد محلّہ پچھّم	۴۷۹
۴۹۰	حافظ محمد نعمان ابن حافظ ودود احمد گولا بازار	۴۷۹
۴۹۱	حافظ محمد شعیب ابن اخلاق احمد نزد مسجد ذی النورین	۴۸۰
۴۹۲	حافظ محمد ابراہیم ابن ظہیر الدین نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۸۰
۴۹۳	حافظ محمد یاسر ابن ابو اللیث محلّہ پچھّم	۴۸۰
۴۹۴	حافظ محمد ابوذر ابن رئیس احمد محلّہ پورب	۴۸۰
۴۹۵	حافظ محمد راشد ابن انوار الحق نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۸۱
۴۹۶	حافظ محمد عدنان ابن ارشاد احمد محلّہ پچھّم	۴۸۱
۴۹۷	حافظ محمد طلحہ ابن مولانا عبد اللہ قاسمی محلّہ پچھّم	۴۸۱
۴۹۸	حافظ ابو عبیدہ عزیز ابن حافظ عزیز الرحمٰن محلّہ پورب صحن	۴۸۱
۴۹۹	حافظ محمد ارقم ابن حافظ اقبال احمد محلّہ پورب	۴۸۲
۵۰۰	حافظ محمد حماد ابن عطاء اللہ نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۸۲
۵۰۱	حافظ محمد مجیب ابن مقصود احمد محلّہ پورب	۴۸۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۰۲	حافظ توقیر انور ابن فیض الحسن صباغ محلّہ پچھّم	۴۸۲
۵۰۳	حافظ عبدالسلام ابن مولانا کلام الدین قاسمی، قاضی ٹولہ	۴۸۲
۵۰۴	حافظ ابوالخیر نعمان ابن محمد صالح الیکٹریشن محلّہ پچھّم	۴۸۲
۵۰۵	حافظ محمد راشد ابن ممتاز احمد ابن محمد طاہر	۴۸۳
۵۰۶	حافظ آصف نذیر ابن اعجاز احمد محلّہ پچھّم	۴۸۳
۵۰۷	حافظ محمد حمران ابن مشتاق احمد زعفرانی محلّہ پچھّم	۴۸۳
۵۰۸	حافظ شہاب الدین ابن انصار احمد نزد نئی جامع مسجد	۴۸۳
۵۰۹	حافظ نفیس الحق ابن مولانا ابرار احمد قاسمی گولا بازار	۴۸۴
۵۱۰	حافظ محمد احمد ابن شمس الدین محلّہ پچھّم	۴۸۴
۵۱۱	حافظ فیصل حبیب ابن حافظ حبیب الرحمٰن محلّہ پورب صحن	۴۸۴
۵۱۲	حافظ وصی اللہ ابن حبیب الرحمٰن مرحوم ابن خیر اللہ محلّہ پورب	۴۸۴
۵۱۳	حافظ محمد ارشد ابن حاجی شکیل احمد محلّہ پورب	۴۸۵
۵۱۴	حافظ محمد عابد ابن فیض الحق محلّہ پورب ہوٹل	۴۸۵
۵۱۵	حافظ اوصاف حفیظ ابن حافظ حفیظ الرحمٰن تانے والا باغ	۴۸۵
۵۱۶	حافظ احسن عزیز ابن شمس الہدیٰ محلّہ پچھّم	۴۸۵
۵۱۷	حافظ کلیم قیصر ابن فضل الرحمٰن محلّہ پچھّم	۴۸۵
۵۱۸	حافظ شفیع اللہ ابن امتیاز احمد نزد مسجد ذی النورین	۴۸۶
۵۱۹	حافظ محمد اطہر ابن مولانا عبدالقدوس محلّہ پچھّم	۴۸۶
۵۲۰	حافظ محمد مطیب ابن مطیع الرحمٰن محلّہ پورب صحن	۴۸۶
۵۲۱	حافظ محمد ارشد ابن سلطان احمد نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ	۴۸۶
۵۲۲	حافظ محمد اصمہ ابن مولانا ذکاء اللہ نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ	۴۸۶
۵۲۳	حافظ ضیاء الرحمٰن ابن عبدالعلی ہوٹل والے محلّہ تکیہ	۴۸۷
۵۲۴	حافظ عبدالمومن ابن مولانا کلام الدین قاسمی، قاضی ٹولہ	۴۸۷
۵۲۵	حافظ محمد توصیف ابن حاجی خیر البشر محلّہ پچھّم	۴۸۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۲۶	حافظ عبدالمہیمن ابن مولانا محمد ساجد محلّہ تکیہ	۴۸۷
۵۲۷	حافظ عبدالواسع ابن حافظ محمد حسان محلّہ پورب	۴۸۸
۵۲۸	حافظ عکرمہ مدنی ابن حافظ قطب الدین محلّہ پورب	۴۸۸
۵۲۹	حافظ عبادالحق ابن حافظ نیاز احمد محلّہ پچھّم	۴۸۸
۵۳۰	حافظ ابو بشاری ابن شکیل احمد ابن وصی احمد، تکیہ	۴۸۸
۵۳۱	حافظ ذکاءاللہ ابن حافظ محمد مصطفیٰ عرب نابینا حافظ جی محلّہ پورب	۴۸۸
۵۳۲	حافظ محمد شاہد ابن عبدالغنی محلّہ تکیہ	۴۸۹
۵۳۳	حافظ محمد راغب ابن حافظ اقبال احمد محلّہ پورب	۴۸۹
۵۳۴	حافظ محمد عامر ابن انوارالحق نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۸۹
۵۳۵	حافظ انعام احمد ابن مولانا جاوید اختر قاسمی	۴۸۹
۵۳۶	حافظ فہیم الحق ابن حافظ نیاز احمد محلّہ پچھّم	۴۹۰
۵۳۷	حافظ محمد حنظلہ ابن بلال احمد مکھلی	۴۹۰
۵۳۸	حافظ محمد فرحان ابن امیر الدین مکھلی	۴۹۰
۵۳۹	حافظ اصیر م ابن محمد سلمان اختر نزد مسجد ذی النورین	۴۹۰
۵۴۰	حافظ اُصَیر م ابن حافظ ودود احمد محلّہ پورب	۴۹۰
۵۴۱	حافظ حسان احمد ابن مولانا جاوید اختر قاسمی	۴۹۱
۵۴۲	حافظ محمد سلیمان ابن حافظ محمد یونس گولا بازار	۴۹۱
۵۴۳	حافظ ابوطلحہ ابن ظہیر احمد قریشی محلّہ پورب	۴۹۱
۵۴۴	حافظ عمار یاسر ابن مولانا انوار احمد قاسمی نزد نئی جامع مسجد	۴۹۱
۵۴۵	حافظ محمد یاسر ابن مولانا ظہیر الحق گولا بازار	۴۹۱
۵۴۶	حافظ ولی اللہ ابن مولانا محمد اقبال قاسمی نئی جامع مسجد	۴۹۲
۵۴۷	حافظ عادل رشید ابن شکیل احمد نزد مدرسہ رحیمیہ	۴۹۲
۵۴۸	حافظ محمد اسماعیل ابن ظہیر الدین نزد مسجد ذی النورین	۴۹۲
۵۴۹	حافظ محمد عبادہ ابن مولانا ابواسامہ قاسمی محلّہ پچھّم	۴۹۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۵۰	حافظ عکاشہ زکی ابن مولانا محمد اسماعیل محلّہ پچھّم	۴۹۳
۵۵۱	حافظ محمد عدنان ابن مولانا ظہیر الحق قاسمی گولا بازار	۴۹۳
	بریلوی مکتب فکر اور ماضی کے علماءِ کرام	
۵۵۲	مولانا مولانا غلام محمد خان مصباحی بھیروی ثم بلرام پوری	۴۹۴
۵۵۳	حکیم نذیر احمد بھیروی ثم مبارکپوری	۴۹۵
۵۵۴	مولانا نصر اللہ رضوی بھیروی	۴۹۷
۵۵۵	مولانا عبد الحلیم نوری بھیروی	۵۰۰
	بریلوی مکتب فکر کے موجودہ علماءِ کرام	
۵۵۶	مولانا محمد احمد مصباحی سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور	۵۰۲
۵۵۷	مولانا عبد القیوم مصباحی بھیروی ثم بلرام پوری	۵۰۶
۵۵۸	مفتی احمد القادری مصباحی بھیروی امریکہ	۵۰۷
۵۵۹	مولانا محمد حسین شمسی	۵۰۹
۵۶۰	مولانا شکیل احمد شمسی	۵۱۰
۵۶۱	مولانا محمد ابو الوفاء رضوی ابن عبد الرضا محلّہ پچھّم	۵۱۱
۵۶۲	مولانا عرفان رضا مصباحی ابن مولانا محمد احمد مصباحی	۵۱۳
۵۶۳	مولانا محمد اشرف رضا ابن محمد عزیر محلّہ پچھّم کوٹ	۵۱۳
۵۶۴	مولانا عبد العزیز امجدی ابن محمد احمد تانے والا باغ	۵۱۴
۵۶۵	مولانا حامد رضا امجدی ابن جمیل احمد تانے والا باغ مقیم امریکہ	۵۱۴
۵۶۶	مفتی عالم گیر اشرف مصباحی ابن نور العین اشرفی	۵۱۵
۵۶۷	مولانا شاداب رضا شمسی ابن مولانا نصر اللہ محلّہ تکیہ	۵۱۶
۵۶۸	مولانا محمد یوسف ابن حاجی فیاض احمد	۵۱۷
۵۶۹	مولانا طارق انور قادری ابن محمد غفران	۵۱۷
۵۷۰	مولانا جہانگیر اشرف ابن نور العین اشرفی	۵۱۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۷۱	مولانا احمد رضا دانش مصباحی ابن مولانا نصر اللہ	۵۱۸
۵۷۲	مولانا فیضان رضا ابن مولانا محمد احمد مصباحی	۵۱۹
۵۷۳	مولانا دانش علی شمسی ابن اشفاق احمد صباغ، مکھلی	۵۱۹
۵۷۴	مولانا شاہد رضا شمسی ابن صلاح الدین	۵۱۹
	بریلوی مکتب فکر اور ماضی کے حفاظ کرام	
۵۷۵	حافظ محمد فولاد مرحوم	۵۲۰
۵۷۶	حافظ محمد یعقوب مرحوم	۵۲۰
۵۷۷	حافظ محمد سعید مرحوم	۵۲۰
۵۷۸	حافظ قاری محمد امین نوری مرحوم گولا بازار	۵۲۰
۵۷۹	حافظ فیض الرحمٰن مرحوم ابن قاری محمد امین گولا بازار	۵۲۲
	بریلوی مکتب فکر کے موجودہ حفاظ کرام	
۵۸۰	حافظ ابوالناشد فیضان احمد ضیائی ابن عین الحق محلّہ پورب	۵۲۳
۵۸۱	حافظ غلام یاسین ابن محمد وزیر محلّہ دکھن	۵۲۳
۵۸۲	حافظ عبدالسلام رضوی ابن حاجی فیاض احمد	۵۲۳
۵۸۳	حافظ عبدالسبحان شمسی ابن محمد احسان محلّہ پچھم	۵۲۴
۵۸۴	حافظ عبدالغفار مصباحی ابن محمد محمود محلّہ دکھن	۵۲۵
۵۸۵	حافظ نظام الدین ضیائی ابن فتح محمد محلّہ دکھن	۵۲۵
۵۸۶	حافظ انیس الرحمٰن شمسی ابن ماسٹر فضل الرحمٰن گولا بازار	۵۲۵
۵۸۷	حافظ محمد علی شمسی ابن محمد روزن محلّہ دکھن	۵۲۶
۵۸۸	حافظ سلطان احمد ضیائی ابن محمد رفیق شیخ محلّہ دکھن	۵۲۶
۵۸۹	حافظ شفیق الرحمٰن امجدی ابن ماسٹر فضل الرحمٰن گولا بازار	۵۲۶
۵۹۰	حافظ ابوشحمہ ضیائی ابن فضل حق محلّہ پچھم	۵۲۷
۵۹۱	حافظ محمد معراج رضا ابن مولانا عبدالقیوم مصباحی بھیروی	۵۲۷
۵۹۲	حافظ اشفاق احمد عزیزی ابن ممتاز احمد محلّہ پچھم	۵۲۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۵۹۳	حافظ محمد یونس رضوی ابن حاجی فیاض احمد	۵۲۸
۵۹۴	حافظ صبیح النبی رضوی ابن نور الہدیٰ گرافر مرحوم	۵۲۸
۵۹۵	حافظ محمد احمد امجدی ابن محمد لطیف انور محلّہ پچھّم	۵۲۸
۵۹۶	حافظ وارث علی مصباحی ابن حاجی اشفاق احمد مکھلی	۵۲۸
۵۹۷	حافظ محمد صادق رضا ابن محمد عزیر	۵۲۹
۵۹۸	حافظ جمیل الرحمٰن ابن حافظ فیض الرحمٰن بڑھئی ٹولہ	۵۲۹
۵۹۹	حافظ محمد دانش ابن غفران احمد تانے والا باغ	۵۲۹
۶۰۰	حافظ محمد شاہد رضا ابن جمیل احمد تانے والا باغ	۵۳۰
۶۰۱	حافظ محمد ابراہیم ابن حاجی فیاض احمد، بڑھئی ٹولہ	۵۳۰
۶۰۲	حافظ محمد مصطفیٰ ابن محمد سلیم شیخ محلّہ پچھّم	۵۳۰
۶۰۳	محمد کاظم رضا مصباحی ابن محمد عزیر	۵۳۰
۶۰۴	حافظ عطاء الصمد ابن محمد احمد مرحوم، تانے والا باغ	۵۳۱
۶۰۵	حافظ افضال احمد ابن ممتاز احمد محلّہ پچھّم	۵۳۱
۶۰۶	حافظ محمد کلیم رضا کاملی ابن محمد حنیف مرحوم	۵۳۱
۶۰۷	حافظ عبد الرحمٰن اویسی ابن حاجی عبد السلام محلّہ پچھّم	۵۳۱
۶۰۸	حافظ فرحان احمد ابن فیضان احمد محلّہ پچھّم	۵۳۲
۶۰۹	حافظ نجم الدین ابن عمر فاروق محلّہ پچھّم	۵۳۲
۶۱۰	حافظ مبارک حسین ابن محمد اسلم محلّہ پچھّم	۵۳۲
۶۱۱	حافظ لاریب دانش کاملی ابن ظفر احمد محلّہ پچھّم	۵۳۲
۶۱۲	حافظ شبیہ رضا ابن مولانا احمد القادری مصباحی، امریکہ	۵۳۲
	مسلم گریجوئیٹس / پوسٹ گریجوئیٹس	
۶۱۳	ماسٹر نذیر احمد ابن عبد الحکیم مرحوم محلّہ پورب	۵۳۳
۶۱۴	ڈاکٹر حسام الدین ابن مولانا عبد الستار مرحوم محلّہ تکیہ	۵۳۴
۶۱۵	محبوب احمد انصاری ابن عبد الحفیظ نجمی نزد مدرسہ رحیمیہ	۵۳۵

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۶۱۶	ریاض احمد ابن محمد رمضان محلّہ تکیہ مقیم حال دہلی	۵۳۵
۶۱۷	ماسٹر نور العین ابن حبیب اللہ گرہست محلّہ پچھم	۵۳۶
۶۱۸	عبد السمیع بھیروی، قانون گو، محلّہ پورب، مقیم مئو	۵۳۸
۶۱۹	مولانا ظفر احمد قاسمی مکی، آٹو اسٹینڈ	۵۳۹
۶۲۰	امتیاز احمد ابن عبد السلام مرحوم محلّہ پورب	۵۳۹
۶۲۱	ماسٹر خیر البشر ابن عبد الحکیم مرحوم محلّہ پورب	۵۴۰
۶۲۲	ماسٹر شمیم اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم نئی جامع مسجد	۵۴۰
۶۲۳	افتخار احمد ابن عبد الحکیم مرحوم محلّہ پورب۔ بابو	۵۴۱
۶۲۴	ڈاکٹر نسیم اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم، نزد نئی جامع مسجد	۵۴۲
۶۲۵	ماسٹر مرغوب الحق ابن ماسٹر عبد السمیع، نیا پورہ	۵۴۳
۶۲۶	وکیل احمد ابن عبد العظیم مرحوم مکھلی	۵۴۴
۶۲۷	سعید الظفر ابن قمر الدین مرحوم محلّہ پورب ہوٹل	۵۴۴
۶۲۸	محمد حامد بھیروی ثم مبارکپوری، کارگل یودھا	۵۴۵
۶۲۹	نعیم اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم نئی جامع مسجد	۵۴۶
۶۳۰	ماسٹر محمد نعیم ابن منشی عبد السمیع محلّہ پورب	۵۴۶
۶۳۱	محمد فضیل ابن حاجی مشتاق احمد محلّہ پورب	۵۴۷
۶۳۲	عبد الملک ابن حکیم ابو بکر نیا پورہ	۵۴۸
۶۳۳	ماسٹر محمد کلیم ولد ریاض احمد نیا پورہ	۵۴۸
۶۳۴	مولانا اشتیاق احمد ولد ماسٹر نور العین محلّہ پچھم	۵۴۹
۶۳۵	محمد مستقیم ابن حکیم ابو بکر نیا پورہ	۵۴۹
۶۳۶	ڈاکٹر عتیق الرحمٰن ابن محمد سعید مرحوم نیا پورہ	۵۴۹
۶۳۷	ظفیر الحسن ولد ڈاکٹر حسام الدین محلّہ تکیہ	۵۵۰
۶۳۸	مولانا وسیم الحق قاسمی محلّہ پورب	۵۵۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۶۳۹	ظفر نعمان ابن ظہیر الحسن محلّہ پورب	۵۵۱
۶۴۰	محمد خالد ابن ماسٹر نذیر احمد محلّہ پورب	۵۵۱
۶۴۱	محفوظ احمد ابن مقبول احمد نزد مدرسہ رحیمیہ	۵۵۱
۶۴۲	مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی محلّہ پورب	۵۵۱
۶۴۳	محمد نعمان ابن حاجی عبد السمیع مرحوم محلّہ پورب	۵۵۲
۶۴۴	ماسٹر ممتاز احمد شیخ ابن محمد احمد محلّہ دکھن پورہ	۵۵۲
۶۴۵	نسیم اختر ابن محمد ادریس مرحوم گولا بازار	۵۵۲
۶۴۶	ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ابن عبد السلام محلّہ پچھّم	۵۵۳
۶۴۷	محمد ظہیر انور ابن فیض الحسن صباغ	۵۵۳
۶۴۸	ظفیر الاسلام ابن افتخار احمد بابو محلّہ پورب	۵۵۴
۶۴۹	فیض الدین ولد مسعود اختر نزد مدرسہ رحیمیہ	۵۵۴
۶۵۰	مولانا نعیم اختر ابن حاجی نیاز احمد محلّہ پچھّم	۵۵۴
۶۵۱	محمد مظہر ابن حاجی مشتاق احمد محلّہ پورب	۵۵۵
۶۵۲	محمد جنید ابن حاجی عبد القیوم	۵۵۵
۶۵۳	مولانا محمد اسعد ابن حافظ نثار احمد محلّہ پورب	۵۵۵
۶۵۴	عبد الواسع ابن محمد احسان مرحوم محلّہ پچھّم	۵۵۵
۶۵۵	محمد محسن ولد مختار احمد محلّہ پچھّم، کوٹ	۵۵۶
۶۵۶	ڈاکٹر محمد اسعد ولد حاجی مشتاق احمد محلّہ پورب	۵۵۶
۶۵۷	مولانا کرامت علی محلّہ پورب	۵۵۷
۶۵۸	محفوظ الرحمٰن ابن ریاض احمد	۵۵۷
۶۵۹	شفیع الزماں ابن ممتاز احمد محلّہ دکھن پورہ	۵۵۷
۶۶۰	مولانا ابو اللیث نیا پورہ	۵۵۷

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۶۶۱	محمد شفیق انور ولد انوار الحق گھڑی ساز محلّہ پورب	۵۵۷
۶۶۲	جمال ہاشم ابن مقبول احمد نزد مدرسہ رحیمیہ	۵۵۸
۶۶۳	مولانا محمد یاسر ابن حاجی مقبول احمد محلّہ پورب	۵۵۹
۶۶۴	مولانا عبدالواحد، نئی بستی	۵۵۹
۶۶۵	ڈاکٹر فضیل احمد ابن حاجی خیر البشر محلّہ پچھّم	۵۵۹
۶۶۶	نعیم الظفر ابن شبیر احمد محلّہ پچھّم	۵۵۹
۶۶۷	مظفر سلیمان ابن ابوالوفاء مرحوم محلّہ پورب قدیم ہوٹل	۵۶۰
۶۶۸	مولانا رفیق انور ابن انوار الحق گھڑی ساز	۵۶۰
۶۶۹	عبدالرحمٰن ابن احمد کریم مرحوم محلّہ پچھّم	۵۶۰
۶۷۰	محمد اظہر ابن شمس الحق مرحوم	۵۶۱
۶۷۱	محمد ماجد جمال ابن حاجی عبدالوحید مکھلی	۵۳۱
۶۷۲	وسیم اختر ابن ظہور احمد مرحوم ہوٹل	۵۶۱
۶۷۳	ظہیر الحق ابن مولانا عطاء الحق قاسمی محلّہ تکیہ	۵۶۱
۶۷۴	ظفر الدین ولد مسعود اختر نزد مدرسہ رحیمیہ	۵۶۲
۶۷۵	فیضان رضا ابن اقبال احمد محلّہ دکھن پورہ	۵۶۲
۶۷۶	شمیم اختر ابن حاجی نیاز احمد محلّہ پچھّم	۵۶۲
۶۷۷	صدام حسین ابن محمد محلّہ پچھّم	۵۶۳
۶۷۸	اجمل حماد ابن عبدالاول نئی بستی	۵۶۳
۶۷۹	محمد جاوید ابن شبیر احمد حجام محلّہ پورب	۵۶۳
۶۸۰	محمد دانش ابن نعیم احمد محلّہ پورب، ہوٹل	۵۶۴
۶۸۱	محمد عمار ابن حاجی وحید الزماں	۵۶۴
۶۸۲	نسیم احمد ابن شمس الدین احمد مکھلی	۵۶۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۶۸۳	مہتاب عالم ابن محمد محبوب محلّہ دکھن پورہ	۵۶۵
۶۸۴	مولانا امام الدین قاسمی، گول کھمبا	۵۶۵
۶۸۵	عابد رضا ابن اقبال احمد محلّہ دکھن پورہ	۵۶۵
۶۸۶	محمد احمد ابن محمد اسلم مرحوم مکھلی	۵۶۵
۶۸۷	افضل انصاری ابن ظفر احمد مکھلی	۵۶۶
۶۸۸	فیض احمد ابن ضیاء الدین حجام محلّہ پورب	۵۶۶
۶۸۹	محمد واصف ولد محمد رمضان گول کھمبا	۵۶۷
۶۹۰	محمد عباد ابن مولانا محمد ابراہیم محلّہ پچھم	۵۶۷
۶۹۱	پرویز اختر ابن اشتیاق احمد سپاہی	۵۶۷
۶۹۲	عطاء الرحمٰن ابن ریاض احمد محلّہ پورب	۵۶۸
۶۹۳	امیر الدین ابن بشیر احمد محلّہ دکھن پورہ	۵۶۸
۶۹۴	زاہد علی ابن حاجی اشفاق احمد صباغ، مکھلی	۵۶۸
۶۹۵	ابو عاصم ابن مقبول احمد نزد مدرسہ رحیمیہ	۵۶۸
۶۹۶	محمد احمد ابن نظام الدین محلّہ دکھن پورہ	۵۶۹
۶۹۷	شاکر علی ابن اعجاز احمد صباغ مکھلی	۵۶۹
	غیر مسلم گریجوئیٹس / پوسٹ گریجوئیٹس	
۶۹۸	ماسٹر بال کرن یادو ابن رام رتن یادو ابن فاگو یادو	۵۷۰
۶۹۹	مرلی دھر ابن جے کشن ابن بھولا شر ما بڑھئی ٹولہ	۵۷۰
۷۰۰	نیبو لال قنوجیا ابن تریوینی قنوجیا ابن بلر	۵۷۰
۷۰۱	رام نیان یادو ابن رام رتن یادو ابن فاگو یادو	۵۷۱
۷۰۲	ماسٹر شیو ناتھ یادو ابن جگنو ابن سرجن یادو	۵۷۱
۷۰۳	شنکر رام ابن دوئج رام ابن بردھن رام، پوسٹ مین، محلّہ دکھن	۵۷۱
۷۰۴	رامانند یادو ابن موردھن ابن بیچو یادو	۵۷۲

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۷۰۵	ماسٹر درگا شنکر تیواری ابن سوامی ناتھ ابن رام ٹہل تیواری	۵۷۲
۷۰۶	سریندر یادوا بن بال کرن یادوا بن رام رتن یادو	۵۷۲
۷۰۷	نندلال ایڈوکیٹ	۵۷۳
۷۰۸	گیان چندرا بن پوجن ابن جگاس	۵۷۳
۷۰۹	پرمود کمار وشوکرما ابن مرلی دھرا بن جے کشن وشوکرما بڑھئی ٹولہ	۵۷۳
۷۱۰	اوم پرکاش ابن لال مین ابن جوگو	۵۷۴
۷۱۱	مہیش رام ابن ڈاکٹر شیو بچن ابن تلک دھاری محلّہ پچھّم دلت بستی	۵۷۴
۷۱۲	وریندر یادوا بن بال کرن یادوا بن رام رتن یادو	۵۷۴
۷۱۳	دیریندرا بن بچولال ابن جھولئی رام سونکر	۵۷۵
۷۱۴	سنجے یادوا بن صوبے دار یادو	۵۷۵
۷۱۵	وریندر کمار راؤ ابن مول چندرا بن بیہورام	۵۷۵
۷۱۶	امر جیت ابن لال چندر رام ابن نوبت	۵۷۵
۷۱۷	شرون کمارا بن مرلی دھرا بن جے کشن وشوکرما بڑھئی ٹولہ	۵۷۶
۷۱۸	ماسٹر امت کمار یادوا بن رام کرن یادوا بن رام رتن یادو	۵۷۶
۷۱۹	ماسٹر شمبھو پرسادا بن لال جی گپتا گولا بازار	۵۷۶
۷۲۰	امر سنگھ گوتم ابن شری پرسادا بن شیو پرساد	۵۷۷
۷۲۱	چندن کمارا بن رامیشور لال ابن جوکھو پرساد گپتا گولا بازار	۵۷۷
۷۲۲	آشوانی شرما عرف ڈبلو ابن نندلال ابن جیوت بڑھئی ٹولہ	۵۷۷
۷۲۳	دھنی ناتھ یادوا بن شیو بچن ابن گلاب یادو	۵۷۸
۷۲۴	نریندر ناتھ ابن ڈاکٹر مانک چندر بڑھئی ٹولہ	۵۷۸
۷۲۵	مہیندر ناتھ قنوجیا ابن نیبو لال ابن تریوینی قنوجیا	۵۷۸
۷۲۶	اوم پرکاش گپتا ابن راجندر پرسادا بن لال جی گپتا، گولا بازار	۵۷۹
۷۲۷	شیو ناتھ ابن کمٹو رام محلّہ پچھّم، دلت بستی	۵۷۹

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۷۲۸	سنجے کمار ابن وشوناتھ ہری محلّہ پچھّم، دلت بستی	۵۷۹
۷۲۹	گوتم پرساد ابن رامیشور لال ابن جوکھو پرساد گپتا گولا بازار	۵۸۰
۷۳۰	رام پرتاپ ابن طوفانی ابن رام روپ یادو	۵۸۰
۷۳۱	ماسٹر امیش چندر قنوجیا ابن نیبو لال ابن تریوینی قنوجیا	۵۸۰
۷۳۲	ماسٹر سرون کمار ابن ہریش چندر ابن بھگو گپتا گولا بازار	۵۸۰
۷۳۳	امت کمار عرف ببلو ابن نندلال ابن جیوت شرما بڑھئی ٹولہ	۵۸۱
۷۳۴	رام سیوک ابن سُکھو ابن فودی	۵۸۱
۷۳۵	راجیو رنجن ابن وشوناتھ ہری ابن گنپت محلّہ پچھّم، دلت بستی	۵۸۱
۷۳۶	پربھوناتھ ابن آنجہانی شیو بچن ابن گلاب یادو	۵۸۲
۷۳۷	دلیپ کمار سونکر ابن بندیاچل پرساد ابن لالتا سونکر	۵۸۲
۷۳۸	اودھیش کمار ابن رامیشور لال ابن جوکھو پرساد گپتا گولا بازار	۵۸۲
۷۳۹	دنیش چندر قنوجیا ابن نیبو لال ابن تریوینی قنوجیا	۵۸۲
۷۴۰	پرامانند ابن جگرناتھ وشوکرما ابن پلٹو بڑھئی ٹولہ	۵۸۳
۷۴۱	شیو بچن وشوکرما ابن شیام سندر ابن کتوارو وشوکرما	۵۸۳
۷۴۲	سرون کمار ابن ٹیگورناتھ رام ابن سدری	۵۸۳
۷۴۳	وریندر کمار محلّہ پچھّم، دلت بستی	۵۸۳
۷۴۴	شیو کمار ابن شیو شنکر محلّہ پچھّم، دلت بستی	۵۸۴
۷۴۵	سُنیل کمار ابن کنہیا لال ابن جوگارناتھ محلّہ پچھّم، دلت بستی	۵۸۴
۷۴۶	پریکھر شری واستوا ابن دنیش لال ابن جُوالا پرساد	۵۸۴
۷۴۷	آنند کمار ابن مرلی دھر ابن جے کشن، بڑھئی ٹولہ	۵۸۴
۷۴۸	سُرجیت ابن شنکر رام ابن دوئج رام دکھن، دلت بستی	۵۸۴
۷۴۹	اجیت کمار ابن شنکر رام ابن دوئج رام دکھن، دلت بستی	۵۸۵
۷۵۰	پنکج کمار ابن رامیشور لال ابن جوکھو پرساد گپتا گولا بازار	۵۸۵

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۷۵۱	سنگر یو بھارتی ابن ٹیگور ناتھ ابن سدری	۵۸۵
۷۵۲	ڈیوڈ کمار ابن رام چندر ابن شیو پوجن	۵۸۶
۷۵۳	کملیش کمار سونکر ابن رام بچن ابن چھیدی رام سونکر	۵۸۶
۷۵۴	راکیش کمار سونکر ابن رام بچن ابن چھیدی رام سونکر	۵۸۶
۷۵۵	راجنیس سہانی ابن نگما سہانی ابن گلو سہانی	۵۸۶
۷۵۶	ستیش کمار ابن رام کشور ابن دالینگر	۵۸۷
۷۵۷	راج کمار ابن ہریش چندرام ابن بجنو رام	۵۸۷
۷۵۸	پرویند کمار ابن مہیندر شرما ابن سیتا رام شرما	۵۸۷
۷۵۹	برجیش گونڈ عرف راہل ابن گورکھ ناتھ ملاح ٹولی	۵۸۷
۷۶۰	موہت کمار ابن اُبھیمنیو وشوکرما بڑھئی ٹولہ	۵۸۸
۷۶۱	ارون کمار راؤ ابن تلک دھاری	۵۸۸
۷۶۲	رام بھارتی ابن مٹھورام ابن جمُنا	۵۸۸
۷۶۳	ہیمنت کمار ابن مرلی دھر ابن جے کشن وشوکرما ، بڑھئی ٹولہ	۵۸۸
۷۶۴	شوبھم شری واستوا بن دنیش لال شری واستوا ابن جُوالا پرساد	۵۸۹
۷۶۵	دھرمیندر یادوا بن بہادر یادو	۵۸۹
۷۶۶	رام ملن یادوا بن بھگل یادو	۵۸۹
۷۶۷	متھلیش کمار ابن گنیش پرساد ابن شیو پوجن	۵۸۹
۷۶۸	سیلاش کمار ابن سبھاس چندر ابن آنجہانی پھول چندر	۵۸۹
۷۶۹	چندن سونکر ابن جگدیش ابن رام لال سونکر	۵۹۰
۷۷۰	رام پرویش ابن سنکر پرساد ابن دبر رام	۵۹۰
۷۷۱	ماسٹر آکاش تیواری ابن درگا شنکر تیواری	۵۹۰
۷۷۲	راج جیسوال ابن راجیند ر پرساد ابن رام لگن پرساد	۵۹۰
۷۷۳	دیوا کر یادوا بن دیوناتھ یادوا بن رام سومیر یادو	۵۹۱
۷۷۴	سنجے کمار ابن رادھے شیام ابن دیپ چندر گپتا	۵۹۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۷۷۵	اودھیش کمار سونکر ابن لوچن ابن سکھو سونکر	۵۹۱
۷۷۶	ماسٹر ابھینو تیواری ابن درگا شنکر ناتھ تیواری	۵۹۱
۷۷۷	رکچھا یادوا بن رام کمار یادو	۵۹۲
۷۷۸	سُجیت کمار ابن بسودیوا بن بنارسی	۵۹۲
۷۷۹	وپن کمار شرما ابن ونود شرما ابن بیج ناتھ شرما بڑھئی ٹولہ	۵۹۲
۷۸۰	سنجے کمار ابن کیلاش پرساد محلّہ پچھّم، دلت بستی	۵۹۲
۷۸۱	وجے کمار گپتا ابن ستیہ نارائن گپتا ابن رام گپتا	۵۹۲
۷۸۲	موہن کمار گپتا ابن ستیہ نارائن گپتا ابن رام گپتا	۵۹۳
۷۸۳	سانگ پریس گوتم ابن شنکر رام ابن دوئج رام	۵۹۳
۷۸۴	پربھوناتھ یادوا بن امبیکا یادو	۵۹۳
۷۸۵	چندر شیکھر رام ابن پریم چندرا بن پھاگو	۵۹۳
۷۸۶	سندیپ کمار ابن سوداگر رام محلّہ پچھّم، دلت بستی	۵۹۴
۷۸۷	کنہیالال ابن دیناناتھ ابن دوبر رام	۵۹۴
۷۸۸	سوربھ تریپاٹھی ابن نو دیشور تریپاٹھی	۵۹۴
۷۸۹	راکیش کمار ابن گنیش پرساد ابن شیو پوجن	۵۹۴
۷۹۰	سندیپ کمار ابن سوبھاس چندرا بن چارلر	۵۹۵
۷۹۱	سنتالال ابن متھورام ابن راج دیو	۵۹۵
۷۹۲	پنکج کمار سوبھاس چندرا بن پھول چندر	۵۹۵
۷۹۳	دلسنگار یادوا بن چندر بھوشن ابن چھتر دھن یادو	۵۹۵
۷۹۴	رنجیت کمار بن لہری رام ابن مٹی رام	۵۹۶
۷۹۵	امیش کمار ابن گنیش پرساد ابن شیو پوجن	۵۹۶
۷۹۶	مکیش کمار ابن ٹیگور ناتھ رام ابن سدری	۵۹۶
۷۹۷	نریندر کمار ابن سوریا ناتھ محلّہ پچھّم، دلت بستی	۵۹۶
۷۹۸	راجیو یادوا بن سدھیر یادوا بن جگنو یادو	۵۹۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۷۹۹	آدرش کمار ابن رمیش چندر سونکر	۵۹۷
۸۰۰	رتن لال ابن رمیش ابن بلجر سونکر	۵۹۷
۸۰۱	رام کرشن نشاد ابن رمیش چندر نشاد	۵۹۷
۸۰۲	سنگر یو وشوکرما ابن رمیش ابن سیتا وشوکرما	۵۹۷
۸۰۳	امبیکا نشاد ابن نگینہ نشاد ابن گالو نشاد	۵۹۸
۸۰۴	سنجے وشوکرما ابن شیام پرساد بڑھئی ٹولہ	۵۹۸
۸۰۵	رجنا یادوا بن سدھیر ابن جگنو یادو	۵۹۸
۸۰۶	جگدمبا پرساد گونڈ ابن رادھے شیام گونڈ	۵۹۸
۸۰۷	رام بچن وشوکرما ابن شیام سندر ابن کتوارو وشوکرما	۵۹۸
۸۰۸	اوم پرکاش ابن دُبر رام ابن بھولا	۵۹۹
	شعراء کرام	
۸۰۹	مولانا عثمان فدائی مرحوم	۶۰۰
۸۱۰	محمد موسیٰ قوال	۶۰۱
۸۱۱	عبدالحفیظ نجمی ابن خدا بخش مرحوم	۶۰۲
۸۱۲	محمد کریم قوال	۶۰۵
۸۱۳	الحاج قاضی محمد شعیب کوثر	۶۰۵
۸۱۴	مولانا محمد حسنین مفتاحی محسن	۶۰۷
۸۱۵	بیجناتھ وشوکرما عرف بیجو	۶۰۸
۸۱۶	نورالہدیٰ قمر بھیروی	۶۰۹
۸۱۷	عبدالسمیع فدا بھیروی	۶۱۰
۸۱۸	بشیر احمد بشیر	۶۱۳
۸۱۹	محبوب احمد محبوب ابن عبدالحفیظ نجمی	۶۱۶
۸۲۰	مولانا ابوالوفاء رضوی	۶۲۳

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۸۲۱	حافظ اسرار احمد اسرار گولا بازار	۶۲۳
	نمایاں شخصیات	
۸۲۲	سر شاہ محمد سلیمان محلّہ پچھّم سابق چیف جسٹس اینڈ، وی سی آف اے ایم یو	۶۲۷
۸۲۳	خدا بخش مرحوم نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ	۶۴۲
۸۲۴	لال شاہ بابا	۶۴۲
۸۲۵	دین محمد کامریڈ	۶۴۴
۸۲۶	ولی محمد عرف اشفاق احمد کامریڈ	۶۴۴
۸۲۷	غلام محمد کامریڈ	۶۴۵
۸۲۸	ماسٹر شفیع احمد	۶۴۵
۸۲۹	عبدالباقی مرحوم سابق ناظم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ	۶۵۰
۸۳۰	مقبول احمد۔ مرتب کتاب کے والد مرحوم	۶۵۱
۸۳۱	ماسٹر عبدالسمیع مرحوم نیا پورہ	۶۵۸
۸۳۲	ڈاکٹر بنگالی	۶۶۰
۸۳۳	الحاج منشی عبدالسمیع مرحوم محلّہ پورب، قدیم ہوٹل	۶۶۲
۸۳۴	حوالہ جات	۶۶۶

☆☆☆

صفحۂ انتساب

اپنے والد مرحوم کے نام جو عالم دین نہ ہونے کے باوجود ذی مطالعہ، ذی شعور، انتہائی با اخلاق، با مروت اور مثبت فکر و نظر کے حامل انسان تھے نیز اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اور ان کی مثبت ذہن سازی کے لیے پوری زندگی کوشاں رہے یہاں تک کہ اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔

مرقد پہ ان کی بارشِ رحمت ہو صبح و شام　　محشر میں شاد کام ہوں فردوس ہو مقام

محبوب احمد محبوب

اپنی والدہ محترمہ کے نام جن کی زندگی کا واحد مقصد ہی اپنی اولاد سے بے لوث محبت اور ان کی ہر طرح کی کامیابی کے لیے ہمہ وقت بارگاہِ ایزدی میں دعاء گو رہنا ہے۔

وہ مکتبِ حیات میں دعاؤں کا نصاب ہے　　کتابِ زندگی میں وہ محبتوں کا باب ہے

ہزار دوریوں پہ بھی بہت قریب ہے میرے　　وہی تو ہے کہ جس کے دل میں میرا اضطراب ہے

میری یہ سب سخنوری میرا فروغ شاعری　　یہ مہربان ماں کی اک دعاءِ مستجاب ہے

ڈاکٹر صبیحہ صبا

اپنے مشفق اساتذۂ کرام کے نام جن کو میں ہمیشہ سے ہی والد کے درجہ میں سمجھتا رہا ہوں اور جن سے ملاقات کے بعد والد جیسی اپنائیت کا احساس ہوتا ہے۔

اپنے دونوں معصوم بیٹوں اور دونوں معصوم بیٹیوں کے نام، اس امید کے ساتھ کہ وہ اپنی مٹی کی خوشبو، اپنے اسلاف کے علم و کردار اور ایمان و تہذیب کی روشنی کو اپنے دلوں میں زندہ رکھ سکیں۔ بھیرہ کی سرزمین جس نے علم، اخلاص اور خدمت انسانیت کے نقوش قائم کیے، انہیں اقدار کی روشنی ان کے کردار میں بھی جھلکے۔ اللہ کرے کہ یہ کتاب ان کے لیے اپنی تاریخ، اپنی پہچان اور اپنی علمی وراثت سے محبت کا ایک استعارہ بن جائے۔

محفوظ احمد مقبول احمد

ریاض، سعودی عرب

عرضِ مؤلف

میں تاریخ کا طالب علم ہوں نہ اس موضوع سے مجھے کوئی خاص دلچسپی رہی ہے بلکہ ہمیشہ ایک طرح کا بُعد رہا ہے لیکن قانونِ فطرت کے مطابق جس طرح انسان کو اپنے والدین کی خوبیوں یا خامیوں سے قطعِ نظر ان سے فطری محبت ہوتی ہے بعینہ اسی طرح یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ اُسے اپنی جائے پیدائش سے بھی غیر اختیاری محبت ہو جاتی ہے اور اِس محبت میں اُس وقت مزید اضافہ ہو جاتا ہے جب وہ اپنے وطن سے دور اور بہت دور سکونت پذیر ہو جائے۔ وطن اور اس کی سوندھی مٹی سے اِسی محبت و دلچسپی کی بناء پر مجھے بھی اپنے گاؤں کی تاریخ اور واقعات جاننے کا بچپن سے شوق رہا ہے چنانچہ ابتدائے عمر میں جب گھر، خاندان اور محلّہ و پڑوس کے بزرگ حضرات گاؤں اور قرب و جوار کے قصے کہانیاں بیان کرتے تو مجھے ان میں خاصی دلچسپی ہوتی اور میں ہمہ تن گوش ہو کر اسے سنا کرتا۔

دہلی کے زمانۂ طالب علمی کے فوراً بعد تلاشِ معاش کی فکر میں مجھے بیرونِ ملک کا سفر کرنا پڑا اور میں سعودی عرب کے شہر ریاض میں مقیم ہو گیا، پندرہ سولہ سالوں پر محیط یہاں ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وطن کے چپہ چپہ سے محبت اور بڑھ گئی ہے۔ وہاں کے ذرے ذرے سے یہاں تک کہ اُس طرف سے آنے والی ہواؤں کے جھونکوں میں میرے لیے محبت و دلچسپی کا سامان پیدا ہو گیا ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ شہر ریاض کے انتہائی بھیڑ بھاڑ والے علاقہ بطحاء کے بازار میں کبھی کبھی جمعہ کے دن صرف اس لیے جانا ہوتا ہے کہ وہاں اپنے گاؤں اور قرب و جوار کے بہت سارے لوگوں سے اکٹھا ملاقات ہو جاتی ہے اور ایک لمحہ کے لیے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ گھر واپسی ہو گئی ہے۔

وطن سے اسی قلبی محبت اور لگاؤ کی وجہ سے کئی بار دل کے اندر یہ خیال پیدا ہوا کہ گاؤں کی تاریخ کو موضوع بنا کر باضابطہ اس پر خامہ فرسائی کی جائے اور تاریخ میں گم گشتہ افراد کی بازیافت کے ساتھ ساتھ یہاں کے سماجی، معاشرتی اور جغرافیائی نشیب و فراز کا تاریخی جائزہ لیا جائے لیکن

اپنی کم علمی اور کم مائیگی کی وجہ سے میں اپنے اندر یہ ہمت نہیں جٹا پا رہا تھا۔ اسی دوران اچانک ایک دن حلقۂ احباب میں سے ایک حبیب کی فرمائش پر قبرستان میں واقع برگد کے قدیم درخت (جو ۱۵ر ستمبر ۲۰۱۹ء بروز اتوار اپنی عمر طبعی پوری کر کے گر کر ختم ہو گیا، مستقل تذکرہ اس کی جگہ پر آئے گا) کے اوپر میں نے ایک مختصر مضمون لکھا جسے دیکھ کر گاؤں کے ایک بزرگ عالم دین نے پیغام بھیجا کہ اگر برگد کے درخت پر تم مضمون لکھ سکتے ہو تو گاؤں کی تاریخ پر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے اور یہ اہم کام تم جیسے نوجوان فضلاء ہی بآسانی کر سکتے ہیں۔ مولانا کے اس پیغام نے میرے اندر سوئے ہوئے جذبات کو گویا بیدار کر دیا اور ایک طرح سے مہمیز کا کام کیا چنانچہ اس کے لیے قریبی دوستوں اور متعلقین سے مشورہ کیا، ہر ایک نے اس خیال کی تائید کی بلکہ ان میں سے بعض نے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ دوستوں کی تائید اور تعاون کی اس یقین دہانی کے بعد ۲۰۲۰ء بمطابق ۱۴۴۱ھ میں کام کا آغاز کر دیا لیکن آفس کی بڑھی ہوئی مشغولیات، گھریلو ذمہ داریوں اور ان دونوں باتوں سے زیادہ مشکل اس طویل بعد و مسافت کی وجہ سے کام کی رفتار بہت سست تھی تاہم کوشش جاری رہی۔ کم و بیش چھ سال کی جد و جہد کے بعد اُس وقت کا عزم و ارادہ آج کتابی شکل میں آپ کے سامنے موجود ہے۔

میں نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ گاؤں کے قیام کا تاریخی پس منظر، اس کا جغرافیائی نقشہ، قدیم مقامات، تاریخی واقعات، گاؤں کا سیاسی منظر نامہ، سیاسی و غیر سیاسی نمایاں شخصیات، ماضی کی عظیم ہستیاں اور بلا تفریق مذہب و مسلک موجودہ علماءِ کرام، حفاظِ عظام، گریجویٹس اور پوسٹ گریجویٹس کا بلا کم و کاست پوری حقیقت پسندی کے ساتھ تذکرہ کیا جائے۔ میری یہ بھی کوشش رہی ہے کہ ہر تاریخی بات اس کے حوالے کے ساتھ درج کی جائے چنانچہ خانوادۂ فاروقی سے تعلق رکھنے والے علماءِ کرام کا تذکرہ ماضی قریب کے نامور مؤرخ قاضی اطہر صاحب مبارکپوری (۷ر مئی ۱۹۱۶ء۔۱۴ر جولائی ۱۹۹۶ء) کی کتاب ''دیار پورب میں علم اور علماء'' سے من و عن نقل کر دیا گیا ہے تاکہ اس کی تاریخی حیثیت باقی رہے اور بریلوی مکتب فکر کے علماءِ کرام و حفاظِ عظام کی دستاویزی معلومات حاصل کرنے میں مولانا ابو الوفاء رضوی کی کتاب ''تذکرۂ علماءِ بھیرہ ولید پور'' سے مدد لی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جو بات جس ویب سائٹ یا جس

ذریعہ سے لی گئی ہے اس کا حوالہ ذکر کر دیا گیا ہے۔

اس کتاب کی ترتیب وتالیف سے قبل ۲۰۲۵ء تک گاؤں کے علماءِ کرام، حفاظ عظام، مسلم و غیر مسلم گریجوئیٹس، شعراء کرام، سیاسی وغیر سیاسی نمایاں شخصیات، فسادات اور انتخابات کی مکمل لسٹ تیار کرنے کی میں نے پوری کوشش کی ہے چنانچہ چار (۴) فرقہ وارانہ فسادات، ملک کی آزادی سے لے کر ۲۰۲۳ء تک ہونے والے بارہ (۱۲) الیکشن، پانچ (۵) سیاسی شخصیات، فاروقی خانوادہ کے چودہ (۱۴) اور دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے قدیم و جدید ایک چوراسی (۱۸۴) علماءِ کرام، دوسو سینتیس (۲۳۷) حفاظ عظام، بریلوی جماعت کے قدیم و جدید تئیس (۲۳) علماءِ کرام، اڑتیس (۳۸) حفاظِ عظام، اٹھہتر (۷۸) مسلم گریجوئیٹس، ایک سو گیارہ (۱۱۱) غیر مسلم گریجوئیٹس، تیرہ (۱۳) شعراء کرام، بارہ (۱۲) نمایاں شخصیات، گیارہ (۱۱) دیوبندی مساجد، چھ (۶) بریلوی مساجد، دو دیوبندی (۲) مدارس، تین (۳) بریلوی مدارس، تین (۳) اسکول، دو (۲) لائبریری اور دو (۲) مندروں کی تفاصیل اس کتاب میں ذکر کی گئی ہیں۔

فہرست کی ترتیب میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جو شخصیات دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں، ان میں جن کی وفات پہلے ہوئی ہے ان کا تذکرہ پہلے کیا جائے اور جو لوگ ابھی بقید حیات ہیں ان میں تاریخ پیدائش کے اعتبار سے جو عمر میں بڑے ہیں ان کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے اہم کام مواد کی فراہمی (Data Collection) کا تھا جو دوستوں ومخلصین کے مخلصانہ تعاون کے بغیر ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور تھا۔ اس لیے میں شکر گزار ہوں اپنے ان تمام معاونین کا جنہوں نے اس مہم کو سر کرنے میں اپنا تعاون پیش کیا، بطور خاص برادر خرد انجینئر ابو عاصم سلمہ، برادر عزیز مولوی عبد الماجد ابن خلیل الرحمٰن مرحوم محلّہ پچھّم متعلم دار العلوم دیوبند اور مولوی محمد طارق ابن عبد الحی محلّہ پورب کا کہ ان لوگوں نے کافی محنت وانتھک کوششوں سے مواد کی فراہمی میں اپنا مکمل تعاون پیش کیا۔ ساتھ ہی میں شکر گزار ہوں مفتی محمد شاداب صاحب قاسمی استاذ مدرسہ نور الاسلام ولید پور کا جنہوں نے اپنے مقامی طلبہ کے ذریعہ حفاظِ کرام کی ایک معتد بہ تعداد کی معلومات فراہم کر کے کام کو قدرے آسان کر دیا۔ ان کے علاوہ مکرمی ماسٹر محمد نعیم صاحب اعظمی صدر المدرسین

مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب، بھیرہ، برادر عزیز مولوی محمود الفائز ابن نیاز احمد صاحب نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ اور برادر عزیز مولوی امام الدین قاسمی ابن عبد الباری صاحب مرحوم استاذ مدرسہ عربیہ رحمانیہ ولید پور نے بھی مواد کی فراہمی میں خاصا تعاون پیش کیا۔ برادر مکرم الحاج منصور احمد صاحب نے بھی ہر موقعہ پر ہر طرح کا تعاون پیش کیا۔ ان کے علاوہ میں شکر گزار ہوں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں کسی بھی طرح کا تعاون پیش کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام حضرات کو اپنے شایان شان اجر عطاء فرمائیں۔

یہاں پر اس بات کا ذکر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب دراصل ایک فرد کی نہیں بلکہ متعدد اہلِ علم کی توجہ، رہنمائی اور مخلصانہ مشاورت کا ثمرہ ہے۔ اس مسودے کو حتمی شکل دینے سے قبل جن اکابر اہلِ علم نے اسے حرف بہ حرف پڑھ کر نہ صرف اپنی قیمتی آرا سے نوازا بلکہ ضروری اصلاحات کیں اور حوصلہ افزا کلمات بھی تحریر فرمائے، ان کا احسان راقم کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

بالخصوص مولانا مفتی منظور احمد صاحب قاسمی کا میں تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے غیر معمولی محنت، کامل انہماک اور پوری توجہ کے ساتھ مکمل مسودے کا دو بار مطالعہ فرمایا، اغلاط کی نشان دہی کی اور نہایت اخلاص کے ساتھ اصلاحی مشورے عنایت فرمائے جس سے کتاب کے علمی معیار میں نمایاں بہتری آئی۔

اسی طرح مولانا ظفر احمد صاحب قاسمی مکی، مولانا ابرار احمد صاحب قاسمی، مولانا جاوید اختر صاحب قاسمی، مولانا محمد نعمان صاحب قاسمی، قاری محمد سلمان اختر صاحب بھیرہ، مولانا وزیر احمد صاحب ندوی، ولید پور (مقیم شارجہ، امارات)، مولانا عبد الباری صاحب قاسمی (ریاض، سعودی عرب) اور استاذِ محترم مولانا محمد رفیق صاحب قاسمی، نئی دہلی نے بھی نہایت شفقت، دلچسپی اور علمی بصیرت کے ساتھ مسودہ ملاحظہ فرمایا اور اپنے قیمتی تبصروں سے راقم کی حوصلہ افزائی فرمائی، جس کے بغیر یہ کام اس درجہ اطمینان بخش نہ ہو پاتا۔

میں ان تمام حضرات کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی علمی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں، ان کے علم و عمل میں برکت دیں اور انہیں جزائے خیر سے نوازیں۔

میں نے کوشش کی ہے کہ لوگوں کے تذکرے اور خاکے میں عقیدت مندی کے بجائے

پوری حقیقت پسندی سے کام لیا جائے اور صرف اتنی ہی باتیں ذکر کی جائیں جو قابل ذکر ہیں تا کہ فن تاریخ کے اعتبار سے کتاب میں کسی طرح کا سُقم پیدا نہ ہو۔اس کے باوجود کتاب میں واقع ہر طرح کی کمی اور کوتاہی کے لیے میں مکمل ذمہ دار ہوں اور اس پر قارئین سے معذرت خواہ ہوں۔ اپنی بساط کے مطابق میں نے پوری کوشش کی ہے کہ مذکورہ بالا تفاصیل سے متعلق گاؤں کے ہر شخص کی معلومات (Data) مہیا کی جائے لیکن یہ کوشش اس سلسلہ کی پہلی کڑی اور نقش اول ہے اس لیے بہت ممکن ہے کہ ساری کوششوں کے باوجود کچھ لوگوں تک میری رسائی نہ ہوسکی ہو اور ان کا نام شامل کرنا باقی رہ گیا ہو تو ان سے معذرت خواہ ہوں، ساتھ ہی ان سے درخواست ہے کہ کتاب کے مطالعہ کے بعد اپنے ناموں کی نشان دہی فرمائیں تا کہ اگر توفیق الٰہی ہوئی اور کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا یا آئندہ کسی اور صاحب نے اس موضوع پر کام کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو بھی شامل کتاب کیا جاسکے، وما توفیقی الا باللہ۔

محفوظ احمد مقبول احمد

ریاض، سعودی عرب

۳۱/جنوری ۲۰۲۶ء، سنیچر

تأثرات

مولانا ظفر احمد صاحب قاسمی مکی بھیروی

شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ، شعبۂ نسواں

موضع بھیرہ جس کو آزادی سے پہلے آستانہ بھیرہ، پوسٹ ولید پور لکھا جاتا تھا، اس کا اصل نام سلطان پور تھا۔ یہ ایک مستقل بستی اور مختلف محلوں پر مشتمل گاؤں ہے۔ بھیرہ اور ولید پور کی آبادی بالکل علیحدہ علیحدہ تھی۔ بھیرہ، ولید پور کی بہ نسبت چھوٹا ہے، اس کی آبادی کم ہے۔ ان دونوں (بھیرہ اور ولید پور) کے درمیان پانچ چھ گھروں کا ایک محلّہ بھی تھا جس کو نیا پورہ کہا جاتا تھا۔ اب آبادی کی زیادتی اور مکانوں کے پھیلاؤ کی وجہ سے ایک دوسرے کی آبادی مل گئی ہے اور نگر پنچایت بننے کے بعد اب بھیرہ، ولید پور کا ایک حصہ بن گیا ہے۔

بھیرہ قدیماً سلطان پور کو بسے اور آباد ہوئے تقریباً چھ سو سال ہو چکے ہیں، اس طویل مدت کے اندر اس کی کوئی لکھی ہوئی تاریخ نہیں ملتی اگرچہ بھیرہ کا نام عالمی اور ملکی شہرت یافتہ شخصیات کے ضمن میں بہت سی جگہوں پر آیا ہے۔

تاریخ نویسی کوئی آسان فن نہیں ہے، یہ بڑی جد وجہد اور بہت محنت ومشقت کا متقاضی ہے، مزید اس میں دیانت وامانت کو مدنظر رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ مؤرخ کو جو چیز اور جو خبر جس طرح ملے اس کو من وعن اسی طرح بیان کرنا ہوتا ہے، اس کے بیان میں جذبات سے خالی ہو کر غلو ہونا چاہیے نہ مبالغہ آرائی۔

عزیزم مولوی محفوظ احمد قاسمی سلمہ نے تاریخ لکھی اور اس سے متعلق معلومات حاصل کرنے میں بڑی مشقت اٹھائی، ان معلومات کو جمع کرنا ایسا ہی ہے جیسا چیونٹیوں کے بل سے شکر کے دانے جمع کرنا۔ عزیزم سلمہ نے واقعی ایک ایک دانہ جمع کر کے یہ مرقع تیار کر کے منصۂ شہود پر لانے کے قابل بنایا۔

تاریخ بھیرہ لکھنے میں بہت ہی دیانتداری وایمانداری کا ثبوت دیا ہے۔ اسی وجہ

سے انہوں نے بھیرہ سے متعلق ہر چھوٹی بڑی چیز کا ذکر کر دیا۔ اپنے دیوبندی مکتب فکر کے علماء وحفاظ کے ساتھ ساتھ دوسرے مکتب فکر کے علماء وحفاظ کا بھی دیانتداری کے ساتھ ذکر کیا حتی کہ برادرانِ وطن میں جو پڑھے لکھے اور سربرآوردہ لوگ ہیں ان کا بھی ذکر امانتداری کے ساتھ کیا ہے۔ اس طرح یہ حقیقتاً اور واقعتاً بھیرہ کی مستند اور کامل تاریخ ہوگئی ہے جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس محنت کو شرف قبولیت سے نوازے اور پڑھنے والوں کے لیے علم کی زیادتی کا ذریعہ بنائے، آمین۔

بندہ: ظفر احمد قاسمی مکی بھیروی
۲۵ ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ
۱۸ اکتوبر ۲۰۲۵ء سنیچر

تأثرات

مولانا ابرار احمد قاسمی بھیروی
استاذ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد، مئو

تاریخ وتذکرہ کسی قوم کی اجتماعی یادداشت اور فکری وراثت کے امین ہوتے ہیں۔ تاریخ نویسی اور تذکرہ نگاری وہ آئینہ ہے جس میں ماضی کے حالات و واقعات، علاقوں کی تہذیب و ثقافت، قوموں کے عروج وزوال، انسانی جدوجہد اور کوشش وکاوش کے نقوش واثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ ماضی سے وابستگی زندہ قوموں کی علامت، ان کے تہذیبی شعور اور فکری تسلسل کے بقا کی نشانی اور ان کے مستقبل کے استحکام کی ضامن ہے۔ وہی قومیں ہمیشہ شاد وآباد رہتی ہیں جو ماضی کے چراغوں سے اپنے حال کو منور رکھتی ہیں، اپنے ماضی سے غافل اور اپنی عظمت رفتہ سے ناواقف اقوام وملل کا حال بے راہ اور مستقبل بے بنیاد ہوجاتا ہے۔ تاریخ وتذکرہ کی تدوین دراصل ایک علمی وملی فریضہ ہے، یہ ماضی کے سرمایہ کی حفاظت کا ذریعہ اور اسلاف واکابر کی یادوں کو زندہ رکھنے کا وسیلہ ہے، اس سے آنے والی نسلوں کے لیے عمل کی راہیں اور فکر کے زاویے روشن ہوتے ہیں۔

ماہِ شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق اگست ۲۰۱۲ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کا پہلا جلسۂ دستار بندی منعقد ہوا، اس موقعہ سے خاکسار نے خطبۂ استقبالیہ پیش کیا اور معتبر مآخذ ومراجع کی روشنی میں بھیرہ کی اجمالی تاریخ کا خاکہ پیش کیا جس کو کافی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا اور اس بات کا شدید تقاضا ہوا کہ اہل علم واہل دل کی اس قدیم بستی کی تاریخ مدون ہونی چاہیے اور اس کے اکابر واسلاف سمیت تمام علماء، شعراء، ادباء، فضلاء، نامور شخصیات اور عصری تعلیم یافتہ صاحبان کا تذکرہ مرتب ہونا چاہیے، ایسی تاریخ جو اس کے تمام معلوم ادوار کو محیط ہو اور ایسا تذکرہ جو اس کے تمام باشندوں اور طبقوں کو شامل ہو۔

یہ امر باعث مسرت ہے کہ مولانا محفوظ احمد ابن مقبول احمد بھیروی قاسمی نے بیرونِ ملک

ملازمت کی مصروفیات کے باوجود اس عظیم علمی و تاریخی خدمت کو انجام دینے کا بیڑہ اٹھایا، اپنے معاونین کا سہارا لیا، بڑوں سے معلومات حاصل کیں، کتابوں کی ورق گردانی کی، ریکارڈ کھنگالا، دستاویزات کا مطالعہ کیا اور بڑی عرق ریزی و تحقیق و جستجو سے اس وادیٔ پرخار کو عبور کیا۔

خدا نے آپ کو گوناگوں صلاحیتوں سے نوازا ہے، آپ دینی مدارس اور عصری جامعات دونوں کے تربیت یافتہ ہیں۔ قلم رواں اور سلیس ہے اور اسلوب شستہ و شگفتہ۔ زیر نظر تالیف ''تاریخ بھیرہ (ولید پور) ضلع مئو'' ان کی علمی بصیرت، تحقیقی جستجو اور تحریری صلاحیت کا روشن ثبوت ہے۔

یہ کتاب بھیرہ کی قدیم تاریخ، ماضی بعید کے اولیاء کرام، ماضی قریب کے علماء دین، موجودہ فضلاء، حفاظِ قرآن کریم، سیاسی شخصیات، دینی و عصری اداروں، مدارس و مساجد، مزارات اور دیگر تاریخی مقامات پر جامع روشنی ڈالتی ہے۔ مؤلف نے ہر طبقہ اور ہر متکلب فکر کے نمائندہ افراد کا غیر جانب دارانہ تذکرہ کیا ہے حتیٰ کہ غیر مسلم تعلیم یافتہ شخصیات کو بھی اس میں برابری کے ساتھ شامل کیا ہے۔ اس کتاب میں صدیوں پرانے برگد کے اُس درخت کا بھی ذکر ہے جو خود زمانہ کی گردشوں کا گواہ رہا ہے۔

ہم مؤلف موصوف کو اس علمی خدمت پر، اس تاریخی کتاب کی ترتیب و تدوین اور شاندار اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کے علم و قلم میں مزید زور اور توانائی بخشے اور اس کتاب کو آنے والی نسلوں کے لیے رہنما و مشعلِ راہ بنائے۔ آمین۔

ابرار احمد قاسمی بھیروی
مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد، مئو
یکم نومبر ۲۰۲۵ء بمطابق ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۷ھ

تقریظ

مولانا جاوید اختر قاسمی بھیروی

شیخ الحدیث جامعہ عربیہ مصباح العلوم، کوپا گنج، مئو

تاریخ محض گزرے ہوئے واقعات کا بیان نہیں بلکہ انسانی تمدن، فکری شعور، معاشرتی ارتقاء اور تہذیبی تسلسل کی جامع دستاویز ہے۔ قوموں کی اجتماعی یادداشت دراصل ان کی تاریخ میں محفوظ ہوتی ہے اور یہی تاریخی شعور مستقبل کی تعمیر کے لیے فکری بنیاد فراہم کرتا ہے۔

بھیرہ (ولید پور) ضلع مئو کی سرزمین علم وادب اور روحانیت کے اعتبار سے ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ یہ علاقہ نہ صرف جغرافیائی طور پر اہم ہے بلکہ اس کی تہذیبی تاریخ بھی غیر معمولی وسعت اور گہرائی رکھتی ہے۔ یہاں کے مکینوں نے مختلف ادوار میں دینی، تعلیمی اور ادبی میدانوں میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ ایک ایسے تسلسل کا حصہ ہیں جس نے پورے خطۂ پورب کی علمی فضا پر اثر ڈالا۔

زیرِ نظر کتاب "تاریخِ بھیرہ (ولید پور) ضلع مئو" اسی سلسلہ کی ایک علمی وتحقیقی کاوش ہے۔ اس تصنیف میں بھیرہ کے تاریخی پس منظر، علمی و ادبی ورثے، مذہبی اداروں، تہذیبی روایتوں اور شخصیات کو مستند حوالوں کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ماخذ کی تلاش میں قدیم کتابوں، تذکرہ جات، زبانی روایات، مقامی دستاویزات اور ہم عصر علمی ذرائع سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ تحقیق کا توازن اور صحت برقرار رہے۔

یہ امر قابلِ افسوس ہے کہ ہمارے خطہ کی بہت سی علمی وروحانی شخصیات تاریخ کے صفحات سے محو ہوتی جا رہی ہیں۔ ان کے علمی کارنامے اور فکری خدمات صرف یادوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ یہی احساس اس تحقیق کا بنیادی محرک بنا کہ بھیرہ کی علمی وتہذیبی تاریخ کو دستاویزی شکل میں محفوظ کیا جائے تاکہ آنے والی نسلیں اپنے ماضی سے واقف رہ سکیں۔

اس کتاب کی تالیف کے دوران خصوصی توجہ اس بات پر مرکوز رکھی گئی ہے کہ بیان و

تجزیہ میں غیر جانب داری اور تحقیقی دیانت برقرار رہے۔ بیانات کو محض جذباتی رنگ دینے کے بجائے انہیں تاریخی تناظر میں دیکھا گیا ہے، تاکہ قاری کو ایک مستند، متوازن اور فکری طور پر مربوط تصویر میسر آسکے۔

کتاب کے مؤلف برادر عزیز مولانا محفوظ احمد قاسمی سلمہ ابن جناب مقبول احمد صاحب مرحوم ایک جواں سال و جواں ہمت عالم دین ہیں، با اخلاق اور سنجیدہ ہیں، ابتداء سے ہی طبیعت کے اندر سنجیدگی پائی جاتی ہے، طالب علمی کے زمانہ میں ایک ممتاز طالب علم تھے، علمی ذوق اور تحقیقی مزاج رکھتے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند سے فضیلت کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی سے عربی زبان و ادب میں بی اے اور ایم اے کیے ہیں۔ اردو، عربی اور انگلش تینوں زبانوں کی اچھی معلومات رکھتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات پر مفید مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ زبان عام فہم، دلکش، شستہ اور ستھری ہوتی ہے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد بغرض معاش سعودی عرب کے شہر ریاض میں مقیم ہیں۔ اگر تعلیم و تعلم اور درس و تدریس سے منسلک ہوئے ہوتے تو آج ایک اچھے مدرس ہوتے اور مدارس کی دنیا میں ایک معتبر نام سے جانے و پہچانے گئے ہوتے۔

مؤلف موصوف اپنی اس اہم کاوش پر پورے گاؤں کی طرف سے عموماً اور یہاں کے علمی طبقہ کی طرف سے خصوصاً بہترین شکریہ کے مستحق ہیں۔ دعاء ہے کہ یہ تصنیف محققین، اساتذہ، طلبہ، اور عام قارئین کے لیے یکساں طور پر مفید و نافع ثابت ہو اور بھیرہ کے علمی و ادبی ورثے کی بازیافت میں ایک سنگِ میل کا درجہ حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید علمی و تحقیقی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایں دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

جاوید اختر عفی عنہ
خادم مدرسہ مصباح العلوم، کوپا گنج، مئو
۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۷ھ بمطابق یکم نومبر ۲۰۲۵، سنیچر

تقدیم

مولانا محمد رفیق قاسمی صاحب
استاذ معہد التخصص فی اللغۃ العربیۃ، نئی دہلی

جو کام کیا تم نے وہ رستم سے نہ ہوگا

تقریباً ۶۶۵ صفحات پر مشتمل ''تاریخ بھیرہ (ولید پور) ضلع مئو'' نامی کتاب دیکھ کر حیرت انگیز خوشی ہوئی جس کی متعدد وجوہات ہیں۔ برادرم مولوی محفوظ احمد دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد دو سال معہد التخصص فی اللغۃ العربیۃ، نئی دہلی میں زیرِ تعلیم رہے، اس کے بعد دیگر عصری اداروں سے وابستہ ہو کر مزید تعلیمی مراحل طے کیے اور ایک عرصہ تک یہیں دہلی میں بسلسلۂ تعلیم وملازمت مقیم رہے۔ تعلیم کا شوق تھا اور کارگہِ حیات میں ترقی کی لگن چنانچہ بعد میں سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض چلے گئے اور تاحال وہیں ملازم ومقیم ہیں۔ دہلی آمد اور یہاں قیام ان کی زندگی کا ٹرننگ پوئنٹ ہے۔

دورِ حاضر میں فضلائے مدارس اسلامیہ کے لیے جو معاشی زبوں حالی سے بالعموم دوچار ہوتے ہیں یہ ایک اچھا طریق کار ہوسکتا ہے کہ وہ اردو سے واقفیت کے علاوہ انگلش زبان معتد بہ حد تک سیکھ لیں تاکہ عربی اور انگلش میں ترجمہ وغیرہ کرنے کے لائق ہوجائیں اور یہ لیاقت ان میں دو سال کی منظّم محنت سے پیدا ہوجاتی ہے پھر ان کے لیے اندرونِ ملک وبیرونِ ملک خدمتِ ملک وملت ولذتِ کام ودہن کے وسیع امکانات پیدا ہوجاتے ہیں اور یہ بات عملاً بے شمار مثالوں سے ثابت ہوچکی ہے۔ دینی میدانوں میں بھی ان کی خدمات کا دائرہ بہت کشادہ اور مؤثر ہوسکتا ہے، وہ مضبوط شخصیت اور خود اعتمادی سے آراستہ ہوسکتے ہیں۔ موجودہ دور میں انگریزی وقت کی زبان ہے اور اپنے عہد کی زبان سے ناآشنا ہونا کسی بھی حال میں نیک فال نہیں ہوسکتا، تحریکِ مدارس کو اس سے بہت تقویت حاصل ہوسکتی ہے مگر اس ڈگر پر چلنے کے لیے مدارس کی تعلیم میں معتبر صلاحیت ناگزیر ہے تاکہ عربی زبان سے بحیثیت زبان آشنائی ہوسکے اور بعد ازاں انگریزی کے لیے بامقصد کاوش ضروری ہے۔ اِس وقت عربی زبان اُسی

صورت میں تسلی بخش فائدہ پہنچا سکتی ہے جب بقدر ضرورت انگریزی سے واقفیت ہو ورنہ یہ تعلیمی سفر تشنہ رہ جاتا ہے۔ زبان کوئی بھی بری نہیں ہوتی، سب زبانیں اللہ کی پیدا کردہ ہیں اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں "وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ" (القرآن ، الروم: ۲۲)

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے، بے شک اس میں جاننے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

اس کتاب کا موضوع ''تاریخ بھیرہ (ولید پور) ضلع منڈی'' ہے جو ماضی میں ضلع اعظم گڑھ اور فی الحال ضلع منڈی کا ایک قصبہ ہے، اس کی تاریخ پر خامہ فرسائی آسان نہ تھی کیونکہ نہ مصادر نہ مآخذ، نہ کوئی سورس نہ ریفرنس جب کہ تاریخ ہوتی ہی ہے ''داستانِ ماضی'' جو کچھ قیدِ تحریر میں لایا گیا ہے وہ کسی درخت کے برگ و بار نہ تھے بلکہ سرزمینِ حقیقت سے تلاش کردہ بیج اور پودے تھے، اس طرح یہ تحریر اپنے موضوع پر گراونڈ ریئلٹی یا نقش اول کہی جا سکتی ہے، البتہ آئندہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لیے یہ ایک مستند ماخذ کا کام کرے گی کیونکہ اس کے مصادر کتابی نہیں بلکہ زمینی اور واقعاتی ہیں جنھیں نہایت محنت ، دیانت ، جامعیت اور غیر جانب داری سے ترتیب دیا گیا ہے۔ محفوظ احمد صاحب خود قاسمی اور دیوبندی ہیں لیکن انھوں نے رجال کے تذکرہ میں یکساں طور پر دیگر مکاتبِ فکر کے افراد کا تذکرہ نہایت شرح وبسط کے ساتھ کیا ہے اور یہ دائرہ صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ وہاں کے غیر مسلم حضرات جو اپنی کارکردگی کے باعث قابل ذکر ہوئے ان کا بھی تذکرہ اس میں بے کم وکاست شامل ہے اس معذرت خواہی کے ساتھ کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی نام انسانی تگ ودو یا بشری فروگزاشت سے رہ گیا ہو تو صاحبِ تألیف کو آگاہ کیا جائے تاکہ اسے آئندہ شاملِ اشاعت کیا جا سکے۔ غرض کتاب اپنے موضوع پر نہایت جامع اور بھرپور ہے اور تحریری قالب میں ڈھلنے کے بعد ایک معتبر تحریری دستاویز کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ زبان تکلف اور تصنع سے بے نیاز سلیس اور رواں ہے جو موضوع کا تقاضا ہے اور ایسی بیانیہ تحریروں کے لیے علمی اسلوب ہی موزوں ہوتا ہے، ادبی اور خطابی اسلوب ایسے موضوعات کے لیے کارگر نہیں۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

صاحب تحریر نے ''عرض مؤلف'' کے عنوان سے جو تحریر آغازِ کتاب میں شامل کی ہے اس میں اس کا اظہار ہے کہ تالیفِ کتاب کا سبب ارضِ وطن سے ان کے قلبی لگاؤ جو فطری امر ہے، کے علاوہ وہاں سکونت پذیر بعض حضرات کی یہ خواہش محرک بنی کہ اگر یہاں برگد کے درخت پر کوئی تحریر لکھی جا سکتی ہے تو برگد کی مٹی کا اس سے زیادہ استحقاق بنتا ہے سو انھوں نے اس انہونے اور انمول کام کا بیڑہ اٹھا لیا اور اپنی انتھک کوششوں اور آبلہ پائیوں سے اس خوابیدہ خواب کو شرمندۂ تعبیر کر دیا حالانکہ یہ ضخیم کتاب ان کی ہمہ وقتی کاوش نہیں بلکہ جز وقتی کوشش ہے کیونکہ اس تمام عرصہ میں وہ دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ روزگار کی مصروفیتوں کے زیر بار رہے، لیکن ''تاریخِ وطن'' کا سودا ان کے سر پر سوار رہا۔

گو میں رہا رہینِ ستمہائے روزگار　　لیکن تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا

نوامیسِ فطرت نے اپنا وعدہ پورا کیا اور محنتوں کا ثمرہ معرضِ وجود میں آ گیا، بقول اقبال مرحوم

یہی آئین قدرت ہے یہی اسلوب فطرت ہے　　جو ہے راہِ عمل میں گامزن محبوب فطرت ہے

میرے خیال میں یہ ایک نہایت قابل قدر کارنامہ ہے کیونکہ یہ کوئی تقلیدی تاریخ نہیں بلکہ اجتہادی تخلیق ہے۔

صاحب کتاب ''ارضِ وطن'' اور ''ابنائے مسکن'' کے تشکر و امتنان کے مستحق ہیں جنھوں نے قلم و قرطاس کا جامہ پہنا کر انھیں زندۂ جاوید بنا دیا ورنہ:

مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے　　زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

''انتساب'' میں بھی عزیزم محفوظ احمد نے بڑی سعادتمندی، جامعیت اور فراخ دلی سے کام لیا ہے۔ اپنے والد مرحوم، والدہ محترمہ اور اپنے معصوم بچوں کے علاوہ اپنے اساتذہ کرام کو یہ کہہ کر دل کی گہرائیوں سے خراجِ تحسین پیش کیا کہ ''مشفق اساتذہ کرام کے نام جن کو میں ہمیشہ سے ہی والد کے درجہ میں سمجھتا رہا ہوں اور جن سے ملاقات کے بعد والد جیسی اپنائیت کا احساس ہوتا ہے''۔ بہت ممکن ہے کہ یہی اعتقادی سعادتمندی ہی اس عملی نیک بختی کا اصل باعث ہو۔

جمالِ ہم نشیں در من اثر کرد　　وگر نہ من ہمیں خاکم کہ ہستم

بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ انسانی ساخت و پرداخت کے یہی دو قطبین ہوتے ہیں، ایک والدین اور دوسرے اساتذہ۔ انسانی زندگی کی نشو و نما میں اگر والدین کا محور فطری ترتیب کے لحاظ سے

جسمانیت ہوتی ہے تو اساتذہ کی فکرمندیوں کا مرکز روحانیت ہوتی ہے چنانچہ بہت سے اربابِ فکر ودانش روحانی وفکری ارتقاء کو جسمانی ومادی نشو ونما پر ترجیح دیتے ہیں اور تاریخ انسانیت کے پیش نظر یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

اس موقعہ پر یہ تذکرہ بے محل نہیں معلوم ہوتا کہ عزیزم محفوظ احمد سے میرا بھی ربط روزِ اول سے تا ہنوز مسلسل جاری وساری ہی نہیں بلکہ رواں دواں ہے۔

میرے حلقۂ سخن میں ابھی زیر تربیت ہیں وہ گدا کہ جانتے ہیں رہ ورسمِ کج کلاہی

اقبال مرحوم

قیام دہلی کے دوران ایک بار وہ اپنے والد مرحوم کو بغرض ملاقات ہمارے گھر بھی لائے تھے بلاشبہ وہ میرے لیے ایک سعادتمندی کی بات تھی اور اُن کے لیے اپنے بچوں سے غیر معمولی لگاؤ وفکرمندی کی علامت مگر کچھ عرصہ بعد یہ جانکاہ خبر ملی کہ وہ اپنے بچوں کے لیے تعمیر آشیاں کے ایک حادثہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، میری چونکہ ان سے ملاقات تھی، مجھے بھی بہت قلق ہوا اور میرے دینی شعور کے مطابق یہ حادثہ حکماً حادثہ شہادت تھا، اللہ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کو اس صبر کا عظیم اجر دے۔

میری خواہش اور گزارش ہے کہ آپ اس سلسلۂ تحریر کو جاری رکھیں، یہ افادہ اور استفادہ کا بہت بڑا اور مفید ذریعہ ہے، اس سے زندگی کی مصروفیت اور معنویت بہت بڑھ جاتی ہے، تحریریں فکر انسانی کی عکاس اور آئینہ ہوتی ہیں۔ یہ پہلی کاوش ہے جسے دیکھ کر لگتا ہے کہ آپ نے اس میں کافی محنت کی ہے لیکن اسی محنت کی بناء پر ایک نئی چیز تیار ہوگئی جو آئندہ لوگوں کے لیے مشعل راہ ہوگی۔ میرے علاوہ دیگر حضرات نے بھی اپنے تأثرات میں اس کا اظہار کیا ہے، مجھے بھی اس کی بہت خوشی اور قدر ہے، میں اپنی جانب سے اس پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

محمد رفیق قاسمی
معہد التخصص فی اللغۃ العربیہ
نئی دہلی

مقدمہ

مفتی منظور احمد قاسمی بھیروی
استاذ جامعہ عزیزیہ سہریہ، نظام آباد، اعظم گڑھ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد،

علم تاریخ

تاریخ کا لغوی معنی

تاریخ مصدر ہے جس کا لغوی معنی ہے وقت کا بیان کرنا، **تاریخ الشیٔ** کسی چیز کے واقع ہونے کا وقت، اس کی جمع تواریخ ہے۔ (مصباح اللغات)۔

تاریخ کی اصطلاحی تعریف

اصطلاحی تعریفیں متعدد کی گئی ہیں لیکن نتیجہ کے اعتبار سے سب کا مفہوم تقریبا ایک ہی ہے۔ علم التاریخ ایسا علم ہے جس میں حوادث و واقعات مع تاریخ بیان کیے جائیں۔ (مصباح اللغات)۔ وہ احوال و واقعات جن سے کوئی فرد یا قوم گزرتی ہے۔ (القاموس الوحید)۔ تاریخ وہ علم ہے جس سے گزشتہ و موجودہ اقوام و قبائل کے حالات سمجھے جائیں۔ (تذکرۃ الفنون)۔ مشہور عثمانی مؤرخ شیخ احمد ابن مصطفیٰ کافیجی (۱۳۸۶ء۔۱۴۷۴ء) نے اپنی کتاب ۔ **"المختصر فی علم التاریخ"** میں یہ تعریف کی ہے کہ تاریخ، زمانہ کے حالات اور ان حالات کے متعلقات کی یقینی تلاش کا نام ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد حافظ شمس الدین سخاوی (۱۴۲۸ء۔۱۴۹۷ء) نے اپنی مشہور تصنیف **"الاعلانُ بالتَّوبیخِ لِمَن ذَمّ التَاریخَ"** میں صفحہ نمبر ۵۶ پر تاریخ کی تعریف **"التاریخ معرفۃ الازمان و ما یتعلق بھا من احوال الاشخاص و الوقائع و الاحوال لیُستعان بذلک علی مصالح الدین و الدنیا"** سے کی ہے یعنی تاریخ دراصل زمانوں کی معرفت، ان سے متعلق اشخاص، واقعات اور حالات کو جاننے کا نام ہے تاکہ اس

معرفت سے دینی و دنیوی مصالح میں مدد حاصل کی جا سکے۔

تاریخ کی ابتداء

تاریخ سے انسانی دلچسپی اتنی ہی قدیم ہے جتنا قدیم خود انسان ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت ہی سے بنی نوع انسان کی تاریخ کی ابتداء ہو جاتی ہے گویا زمین کی پشت پر جب سے انسانوں کا بسیرا ہوا اور تہذیب و تمدن کا پہلا سانچہ تیار ہوا اسی وقت سے تاریخ کی شروعات ہو جاتی ہے کیونکہ نسل انسانی کی فطرت و مزاج میں اس کی ابتداء آفرینش ہی سے یہ امر ودیعت ہے کہ موجودہ نسلوں کو گزشتہ نسلوں کے حالات و واقعات جاننے کی ہمیشہ جستجو رہتی ہے اور اسی جستجو کا نام تاریخ ہے۔ یہ عادتِ انسانی ہے کہ جب اس کی زندگی میں کوئی خاص واقعہ پیش آتا ہے یا اس کے زمانہ میں کوئی عظیم حادثہ رونما ہوتا ہے تو وہ اسے ہمیشہ یاد رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور اسی کوشش کا دوسرا نام تاریخ ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ بڑے واقعات و حادثات کو یاد رکھا جاتا ہے بلکہ اس کے آگے پیچھے روزمرہ پیش آنے والے چھوٹے موٹے حالات و واقعات کو بھی ان بڑے واقعات کی طرف منسوب کر کے محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، مثلاً طوفان نوحؑ، حضرت عیسیٰؑ کی ولادت باسعادت، واقعۂ اصحاب فیل، جنگ بدر، واقعۂ ۱۸۵۷ء اور ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی آزادی وغیرہ، یہ سب بڑے واقعات میں شمار ہوتے ہیں۔ لوگ بے شمار چھوٹے چھوٹے واقعات کو ان بڑے بڑے واقعات کی طرف نسبت کر کے کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ فلاں واقعہ طوفان نوحؑ سے اتنے برس پہلے یا اتنے برس بعد پیش آیا، یا فلاں شخص اتنے سو سال قبل مسیح یا اتنے سو سال بعد مسیح پیدا ہوا تھا مثلاً رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے ۵۷۱/سال بعد یا واقعۂ فیل کے پچاس دن بعد ہوئی۔ فلاں امر، واقعۂ فیل سے اتنے دن قبل ہے، فلاں چیز جنگ بدر سے اتنے دن پہلے یا اس سے اتنے دن بعد رونما ہوئی، فلاں صاحب ۱۸۵۷ء میں اور فلاں صاحب ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے، فلاں چیز کی بنیاد یا ابتداء ۱۸۵۷ء سے اتنے پہلے کی یا اتنے بعد کی ہے، فلاں چیز کی بنیاد سن ۱۹۴۷ء سے قبل رکھی گئی ہے یا اتنے سال بعد بنیاد پڑی ہے، بس اسی طرح چھوٹے واقعات کو بڑے واقعات کی طرف نسبت کر کے یاد رکھنے و لکھنے سے تاریخ کی بنیاد پڑ گئی، حاصل کلام یہ کہ تاریخ دانی و تاریخ نویسی عہد انسانی

کی ابتدائی داستان سرائی اور واقعات گوئی سے شروع ہو کر دور حاضر میں جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ہمہ گیر جامعیت وتحقیقات کی صورت میں آ پہنچی ہے۔ یہ قیمتی ومفید سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا جا رہا ہے اور آئندہ بھی دراز ترین ہوتا رہے گا۔

تاریخ وسوانح کی فضیلت

اس علم وفن کی فضیلت کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ تاریخ نویسی اور سیرت نگاری کی اصل، سوانح حیات اور نقوش زندگی تحریر کرنے کی بنیاد قرآن وحدیث میں موجود ہے چنانچہ انسانوں کی عبرت پذیری اور نصیحت یابی کے لیے کتاب وسنت میں جا بہ جا امم سابقہ کے عبرت آمیز حالات وواقعات مذکور ہیں۔ گزشتہ انبیاء ورسل کے نصیحت آموز اور ایمان افروز تذکرے مرقوم ہیں۔ سعادت انسانی اور دین ودنیا کی کامرانی سے بہرہ ور ہونے کے لیے اللہ اور اس کے رسول نے قرآن وحدیث میں سابقہ قوموں کے تذکرے بکثرت کیے ہیں کہ فلاں قوم نے اپنی بداعمالیوں کے کیسے نتائج دیکھے، کس طرح وہ ذلت کے میدان کی گرد وغبار بن کر منتشر ہو گئی اور فلاں قوم اپنے اعمال حسنہ کی بدولت کیسے کامیاب وفائز المرام ہوئی اور کس طرح وہ آسمانِ عزت کا ستارہ بن کر چمکی۔ انبیاء ورسل کے واقعات، فرعون، نمرود، قارون، عاد وثمود، ابوجہل وابولہب کے حالات سے ہم کو اس لیے نہیں روشناس کرایا گیا کہ ہم ان کو دل بہلانے کا سامان بنائیں یا نیند لانے کے لیے بطور کہانی سنائیں بلکہ ان سچے واقعات اور یقینی حالات سے ہمیں اس لیے باخبر کیا گیا کہ ہم اللہ ورسول پر ایمان کامل اور یقینِ محکم کی دولت سے سرفراز ہوں، ہمارے اندر اعمالِ صالحہ کا جذبہ، اعمال بد سے بچنے کی جرأت پیدا ہو اور قومیں ان سے عبرت وموعظت حاصل کر کے ترقی کی منازل طے کریں، بندگانِ خدا ذلت کے قعر اور نکبت کی پستی سے نکل کر بامِ ترقی کی راہ پر گامزن ہوں اور عروج کی انتہاء پر پہنچیں۔ الغرض یہ حقیقت عالم آشکارا ہو چکی ہے کہ انسانوں کی خیر وسعادت، اقوام عالم کی صلاح وفلاح کے اسباب میں سے اہم سبب اور قوموں کو زندہ رکھنے، نئی نسلوں کو زندہ کرنے کے سامانوں میں سے اہم سامان گزشتہ لوگوں کی تاریخ سے وابستہ اور ماضی کے حالات وواقعات سے مربوط ہو کر اثر پذیری، نتیجہ خیزی اور نصیحت آموزی کا عملِ پیہم ہے۔ حاصل یہ کہ انہیں مقاصد وعوامل کے پیش نظر قرآن کریم واحادیث رسول میں

انبیاء کرام وامم سابقہ کے واقعات ذکر کیے گئے ہیں۔

تاریخ کی اہمیت

مسلمانوں کی تاریخ اسلامی ایک خاص امتیاز و اہمیت رکھتی ہے۔ تاریخ نویسی و سیرت نگاری ملت اسلامیہ کا وہ ممتاز کردار ہے کہ آج پوری دنیا اس امتیازی وصف پر یہی نہیں کہ حیران و ششدر ہے بلکہ انگشت بدنداں ہے۔ فن تاریخ وسوانح، پچھلی امتوں کی سرگزشت، یا درفتگاں اور داستانِ ماضی کا تہذیب انسانی کی ارتقاء میں، معاشرتی زندگی اور تمدنی ترقی میں سنگ میل کا درجہ رہا ہے۔ قوموں کی تاریخ میں ہزاروں واقعات عبرت پذیری کے اور کتب تواریخ کے اوراق میں ہزاروں آثار وعلائم نتیجہ رسی کے موجود ہوتے ہیں۔ یہ علم وفن زمانۂ حال کو ماضی سے منسلک کرنے کا اور زمانۂ مستقبل کو ماضی سے مربوط کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ تاریخ وسیرت ایسا آئینہ ہے جس میں ماضی کے عکوس ونقوش صاف نظر آتے ہیں، یہ آئینۂ عبرت کے ساتھ آئینۂ بصیرت بھی ہے جس میں قوموں، خاندانوں، ملکوں، سلطنتوں اور حکمرانوں کی تباہی و بربادی کے نقشے، زوال و انحطاط کے اسباب نظر آتے ہیں، ان کے عروج وترقی کے بام واوج دکھائی دیتے ہیں اور سب سے بڑھ کر قوم وملت کے لیے آئندہ زندگی کے واسطے لائحۂ عمل مرتب کرنے کے کافی مواد بھی میسر آتے ہیں غرضیکہ تاریخ وسوانح اپنے اسلاف کے مذہبی، سیاسی، اخلاقی اور تمدنی حالات جاننے کا جامِ جم بھی ہے اور داستان ایمان فروشوں کی وسرگزشت ایمان افروزوں کی معلومات حاصل کرنے کا جامِ جہاں نما بھی۔

تاریخ کی افادیت

اس علم وفن کی ہمہ گیر اہمیت وافادیت ہی کے پیش نظر اقوام عالم میں صرف مسلمان ہی وہ قوم ہے جو سب سے زیادہ شاندار تاریخ رکھتی ہے۔ تاریخ نویسی وسوانح نگاری میں امت مسلمہ کا ماضی اس قدر تابناک وروشن ہے کہ دنیا کی کوئی بھی قوم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دنیا کی دوسری قوموں کی طرح اسلامی تاریخ میں صرف قصے و کہانیاں نہیں ہیں بلکہ اسلامی تاریخ اسلاف کے زریں ومستند کارناموں کا حسین مرقع اور ارباب فضل وکمال کے حالات وواقعات کا

دل آویز مجموعہ ہے۔ پیش رَو علماء، صلحاء، اصفیاء، اتقیاء اور عباقرۂ علم وفن کے تذکرے اسلامی تاریخ کے دامن میں موتی و ہیرے کی طرح مرصع ہیں۔ تاریخ وتذکرہ کو مفید عام بنانے کے لیے امت کے قلم کاروں نے اور زبان وتحریر کے شہ سواروں نے مختلف موضوعات پر زبردست کارہائے نمایاں انجام دے کر نوع بہ نوع کی کتابوں کو وجود بخشا ہے چنانچہ کسی نے تاریخ عام کو موضوع سخن بنا کر پوری دینا کے انسانوں کے حالات قلم بند کیے تو تاریخ اقوام عالم، تاریخ جہاں، تاریخ عالم، تاریخ اسلام اور تاریخ دنیا وغیرہ جیسی کتابیں وجود میں آئیں، کسی نے تاریخ خاص پر توجہ مرکوز کر کسی خاص قوم کے تذکرے یا کسی خاص سلطنت کے حالات رقم کیے تو تاریخ بنی ہاشم، بنی امیہ، خلافت راشدہ، خلافت بنوامیہ، خلافت بنوعباس، تاریخ سلطنت مغلیہ، سلطنت خداداد میسور، سلطنت عثمانیہ جیسی کتابیں منصۂ شہود پر آئیں۔ کسی نے علاقوں، خطوں اور مقامات کی تاریخ رقم کرنے کی کوشش کو عملی جامہ پہنایا تو تاریخ اندلس، تاریخ بغداد، تاریخ دمشق، تاریخ صقلیہ، تاریخ مصر، تاریخ ہند، تاریخ مکہ، تاریخ مدینہ، تاریخ الحرمین، تاریخ الاصفہان، تاریخ جرجان، تاریخ قزوین وغیرہ جیسی کتابیں عالم آشکارا ہوئیں۔ کسی نے الگ الگ طبقات کے اعیان کی تاریخ نویسی پر اپنے اشہب قلم کو مہمیز کیا تو طبقات الفقہاء، طبقات المحدثین، طبقات القراء، طبقات الشعراء اور طبقات المدلسین جیسی کتب کا اثاثہ امت مسلمہ کو ہاتھ آیا۔ ملت اسلامیہ کے جیالوں نے احادیث رسول کے تحفظ کے لیے توجہ مبذول کی تو ایک بہت ہی عظیم الشان علم وفن وجود پذیر ہوا جسے اسماء الرجال کا نام عطا ہوا، اس میں ہزار ہا ہزار رواۃِ حدیث کے کوائف واحوال، خلق وخصال مع تاریخ وسنین ونام ونسب محفوظ ہو گئے۔

الغرض تاریخ وتذکرہ کی افادیت اور مسلمانوں کے اس فن سے حد درجہ شغف ہی کے باوصف انہوں نے اسے نہایت باعظمت اور انتہائی پرشوکت فن بنا دیا۔ اس فن کی کتابوں میں گزشتہ نسلوں کے نشاناتِ عبرت وموعظت، ان کے اچھے و برے احوال وکوائف اور خصائل و اطوار بطور دروسِ نصیحت زیب قرطاس ہیں، تاہم تاریخ کے صفحات حق پرستی، صداقت شعاری اور عدل گستری کی ہزاروں داستانوں کے بھی شاہد عدل ہیں جن پر ملت اسلامیہ کو ہمیشہ فخر رہے گا۔

بھیرا کی تاریخ اور اعیان بھیرا کا تذکرہ

تاریخ وتذکرہ کے اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی کے طور پر یہ کتاب بھی ہے جو آپ کے ہم دست ہے یعنی بھیرا گاؤں کی تاریخ اور بلاتفریقِ مذہب ومسلک اس گاؤں کے گزشتہ و موجودہ مشاہیر کے نقوشِ حیات اور نمایاں شخصیات کے حالات وواقعات کتاب کی زینت ہیں۔ اسی طرح تاریخی آثار وشواہد کے تذکرہ میں بھی مذہب ومسلک سے اوپر اٹھ کر صرف وطن مالوف کی تاریخ پر توجہ مبذول کی گئی ہے چنانچہ ہر مسلک کے مدارس ومساجد کو اور برادران وطن کے منادر وعصری تعلیم گاہوں کو تاریخ کا حصہ بنا کر شامل کتاب کیا گیا ہے۔ بھیرا (ابتدائی نام سلطان پور، قدیم نام آستانہ بھیرا) ہندوستان میں شیراز ہند دیار پورب کی ایک چھوٹی سی بستی ہے جو اس وقت نگر پنچایت ولید پور کا ایک حصہ ہوگئی ہے۔ اس بستی کو آباد ہوئے صدیوں سال ہوئے، یہ چھوٹی سی بستی اپنے مکان ومکین دونوں اعتبار سے اپنی آفرینش ہی سے ہمیشہ شاداب وزرخیز، ہدایت خیز اور علم افروز رہی ہے، اس گاؤں کی بنیاد ڈالنے والی شخصیات نے اس کے لیے نہایت شاداب خطۂ ارضی اور زرخیز سرزمین کا انتخاب کیا۔ محل وقوع کے اعتبار سے یہ نسبتاً بلندی پر ہے، لب دریا اور ٹونس ندی کے دامن میں آباد ہے، تین طرف سے ندی اسے اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے، ہرے بھرے باغات، کھیتیاں اور سبزہ زار چہار جانب سے اپنی سبز چادریں گاؤں پر تان کر فضاؤں کو خوش گوار اور ہواؤں کو مشک بار بنائے ہوئے ہیں۔ جس طرح یہ سرزمین ابتدائی ایام سے اپنے مقام ومکان کے اعتبار سے سرسبز وشاداب وزرخیز رہی ہے اسی طرح اپنے فخر روزگار مکینوں، نامور ہستیوں، شہرہ آفاق فرزندوں، نابغۂ روزگار دانشوروں، یگانہ روزگار سپوتوں اور ان کے زریں کارناموں کی وجہ سے مردم خیز ومردم ساز بھی رہی ہے۔ اس کی خاک سے پیدا ہونے والے بہتیرے آسمانِ ہدایت ومعرفت کے نیر تاباں بن کر چمکے اور افق شریعت وطریقت کے آفتاب وماہتاب بن کر روشنی بکھیری، اس کی کوکھ سے جنم لینے والے کتنے افراد ایسے ہیں جو آبدار موتی وہیرے اور قیمتی لعل وگہر بن کر خود بھی شہیر ہوئے اور گاؤں کا شہرہ بھی بلند کیا۔ اس چھوٹی سی بستی کی زرخیزی وخوش بختی ہی کہی جائے گی کہ اس کی خاک کے پردے سے ہر علم وفن کے ماہرین اور ہر میدان میں اصحاب فضل وکمال پیدا ہوئے ہیں چنانچہ یہ گاؤں ہمیشہ سے ہی

شعراء وادباء، علماء وصلحاء، زعماء ونبلاء، دعاۃ وزہاد، متصوفین ومحدثین، منطق وفلسفی، وکیل وجج اور روحانی اساطین کا مسقط الراس ومسکن رہا ہے۔ ایک سے بڑھ کر ایک اساتذۂ فن اور صاحب ایمان ویقین اس کی زیر خاک آرام فرما ہیں۔

الغرض زیر نظر کتاب میں اسی نورانی بستی کی روشن تاریخ رقم ہے اور اس کی گود میں نشو نما پانے والی نمایاں وسرکردہ شخصیات اور عباقرۂ دوراں ومشائخ زماں کے حالاتِ زندگی قلم بند کیے گئے ہیں جن کے بلند وبالا کارناموں کا آوازہ صرف قرب وجوار اور دیار مشرق میں ہی نہیں بلکہ اس سے تجاوز کر کے ملک کے گوشہ گوشہ میں بلند ہوا نیز ملکی حدود پار کر بیرون ملک بھی شہرت کا پھریرا لہرایا۔

مرتب کتاب

فاضل مرتب بھی اسی بستی کے فرزند ہیں جس نے ایک سے ایک تاجور پیدا کیے، اسی مَہبَطِ علم وادب کی خاک سے پیدا ہیں، اسی کے آغوش علم وفن میں پلے بڑھے، جوان ہوئے ہیں اور اسی میکدۂ علم ومعرفت کے بادہ کش ہیں۔ گو کہ ابھی قلم وقرطاس کی خاردار وادی میں نو وارد ہیں، میدان تصنیف وتالیف میں پہلی بار قدم رکھا ہے، قلم کاروں اور تحریر وقلم کے شہسواروں کی بزم میں پہلی بار رونمائی ہو رہی ہے لیکن جواں سال وجواں ہمت ہیں، علمی وتحقیقی مزاج وذوق کے حامل ہیں، مطالعۂ کتب اور تلاش وتفحص کا شوق وسلسلہ رکھتے ہیں، اپنی خوش گفتاری، شیریں کلامی اور سنجیدہ مزاجی کے ساتھ شگفتہ نگاری، سادہ وعام فہم نگارش اور دلکش اسلوب تحریر پر گرفت مضبوط ہے، اظہار خیال پر قوت ہے۔ انہوں نے سالہا سال کی محنت وکاوش اور تحقیقی وعلمی مساعی کے ساتھ ساتھ گاؤں کے ثقہ، قابل اعتماد اور سن رسیدہ لوگوں سے تاریخی معلومات حاصل کی ہیں، جگہوں ومقامات کا مشاہدہ ومعائنہ خود وہاں جا کر کیا ہے، پرانی کتابوں سے بھی خوشہ چینی کی ہے، ممکنہ حوالہ جات کا بھی پوری طرح سے اہتمام کیا ہے، موجودہ لوگوں میں سے جن کا تذکرہ کتاب میں رقم ہے ان سے متعلق انہیں سے معلومات حاصل کی ہیں، مرحومین کے تعلق سے علم وآگہی ان کے متعلقین اور گھر والوں سے حاصل کیا ہے، گویا محنت شاقہ کے بعد تاریخ بھیرا اور ہُنر وَرانِ بھیرا کا تذکرہ لکھ کر نہایت قابل قدر اور عمدہ دستاویزی کام انجام دیا ہے اور ایک خاصے کی چیز منظر عام پر آ گئی۔

عرصہ سے موضع بھیرا کی مفصل تاریخ اور دانشوران بھیرا کے تذکرہ کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی، فاضل مؤلف نے یہ روشن کارنامہ انجام دے کر گویا فرض کفایہ کی ادائیگی کر دی ہے، ان کی جانفشانی وعرق ریزی ہی کا ثمرہ ہے کہ تاریخ وسوانح کے موضوع پر ایک باعظمت و پرشوکت کتاب ہمارے ہاتوں اور بصارتوں کے حوالے ہوئی، یہ کتاب ہر فرد کے لیے مفید، لائق مطالعہ اور اضافۂ علم میں معاون ہے۔ یہ تاریخی کتاب گو کہ ابھی نقش اول اور خشت اول کے طور پر ہے لیکن مستقبل کے مؤرخ اور سوانح نویس کے لیے مزید نقوش آرائی آسان ہوگئی ہے اور اس کی بنیاد پر تاریخ وسوانح کا محل تعمیر کرنا سہل ہوگیا ہے۔

موصوف مؤلف اپنی اس گرانقدر کاوش پر بلاتفریقِ مذہب وملت گاؤں کے ہر کہہ ومہ کی طرف سے بجا طور پر قابل صد مبارکباد اور بہترین شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس علمی و قلمی محنت کو شرف قبولیت سے نوازے، ان کے قلم کو سدا رواں دواں رکھے اور مزید علمی وتحقیقی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

فاضل مؤلف عزیزم مولانا محفوظ احمد قاسمی سلمہ ہم وطن بلکہ ہم سایہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کم سواد سے تھوڑا ہی سہی رشتۂ تلمذ بھی رکھتے ہیں شاید اسی حسن عقیدت کی بناء پر یا کسی اور حسن ظن کے سبب دوران تالیف بھی گاہے گاہے اپنی معلومات اور کتاب کے مشمولات ومندرجات کو میرے پاس بھیج کر تصویب یا تنقید کے سلسلہ میں میری رائے ومعلومات جاننے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور دوران ترتیب ہی ایک بار مجھ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کتاب مکمل ہونے کے بعد آپ کو نظر ثانی بھی کرنی ہوگی، میں نے اسی وقت پیشگی معذرت کر دی تھی لیکن اب جبکہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو مکمل مسودہ میرے پاس بھیج کر اپنی سابقہ خواہش کو مزید قوت وشرائط کے ساتھ دہرایا اور مجھے لکھا کہ "مسودہ پڑھ کر اپنے تاثرات لکھیں اور آپ من کل الوجوہ (مواد، زبان وبیان، انداز تحریر اور پروف ریڈنگ) جتنی زیادہ دقت نظری سے دیکھیں گے میرے لیے اتنی اطمینان بخش بات ہوگی، پڑھنے کے بعد اپنے ہر طرح کے مفید مشورہ سے نوازیں"۔ فون پر بھی اثنائے گفتگو اپنی خواہش کا اعادہ کرتے ہوئے ایک بار صاف لفظوں میں بتاکید کہا کہ اس کتاب پر تقریظ یا مقدمہ جو بھی ہو اسے آپ کو لکھنا ہے۔ بندۂ ناچیز نے ہر بار ہی اپنی کوتاہ فہمی اور

کم علمی کا عذر کیا اور واضح طور پر کہا کہ میرا دوشِ ناتواں اس بارِ گراں کا متحمل نہیں ہے لیکن عذر مسموع نہ ہوا پھر مجبوراً موصوف کی خواہش کا لحاظ کرتے ہوئے اول تا آخر مسودہ پر نظر ڈال کر حرفاً حرفاً بالاستیعاب مطالعہ کیا، بہت سے مقامات پر اصلاحات بھی کیں، مشورے بھی دیے اور بہت سی جگہوں پر حک واضافہ سے بھی دریغ نہیں کیا ہے اور ان کی فرمائش کی تکمیل میں یہ آڑی ترچھی تحریر بھی لکھ دی ہے، گر قبول افتد زہے عز وشرف۔ اللہ تعالیٰ اس گرانقدر کتاب کو لوگوں کے لیے مفید، مؤلف اور معاونین کے لیے نجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین!

منظور احمد القاسمی بھیروی

خادم جامعہ عزیزیہ

مقام سہریا، پوسٹ نظام آباد، ضلع اعظم گڑھ، یوپی

۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۷ھ بمطابق ۲۵ر اکتوبر ۲۰۲۵ء

ابتداء کتاب

جغرافیائی وتاریخی پس منظر

نام اور محل وقوع

قدیم نام سلطان پور اور موجودہ نام بھیرہ ہے، درمیان میں کچھ عرصہ تک آستانہ بھیرہ بھی لکھا اور بولا جاتا رہا۔ یہ صوبۂ اتر پردیش میں ضلع مئو سے تقریبا پچیس کلومیٹر مغرب، محمد آباد کے شمال مغرب اور خیر آباد کے شمال میں تین کلو میٹر کی دوری پر واقع ایک گاؤں ہے۔ ۱۹رنومبر ۱۹۸۸ء کو جب اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ نرائن دت تیواری نے مئو کو ضلع اعظم گڑھ سے الگ کر کے ایک مستقل ضلع بنایا، اس سے قبل یہ غیر منقسم اعظم گڑھ کا ایک حصہ تھا۔ اس کا حلقۂ اسمبلی محمد آباد گوہنہ (۳۵۵) ہے اور موجودہ ایم ایل اے (۲۰۲۲ء۔۲۰۲۷ء) سماجوادی پارٹی کے نمائندہ مسٹر راجیند رکمار ہیں۔ پارلیمنٹری حلقہ گھوسی (۱۸) ہے اور موجودہ ایم پی (۲۰۲۴ء۔۲۰۲۹ء) سماجوادی پارٹی سے ہی تعلق رکھنے والے راجیو رائے ہیں۔ اتر، دکھن اور پچھّم تین جانب سے یہ دریائے ٹونس سے گھرا ہوا ہے اور مشرق کی طرف سے آبادی کے اندر داخلہ کا صدر دروازہ ہے۔ گھوسی شاہراہ پر محمد آباد و خیر آباد پل سے نیچے اترتے ہی بائیں جانب ایک ذیلی راستہ بھی گاؤں میں چلا جاتا ہے۔ اس کی چوحدی کا وقوع کچھ اس طرح ہے کہ مغرب میں دیوکلی، ابراہیم پور، مبارکپور، اعظم گڑھ، مشرق میں صوفی گنج، بھات کول، بندی گھاٹ، کوئریاپار، پورہ معروف اور کوپا گنج، شمال میں ولید پور، بھدیڑ، جیَن پور، عظمت گڑھ اور جنوب کی جانب خیر آباد، محمد آباد، کرہاں، ماہ پور اور چریا کوٹ وغیرہ واقع ہیں۔

قیام اور اس کا تاریخی پس منظر

یہ تقریباً چھ سو سال پرانا گاؤں ہے جو اس وقت نگر پنچایت ولید پور کا ایک حصہ سمجھا جاتا

ہے۔ اُس وقت شیراز ہند جونپور سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ عالم دین مولانا مشید کے بیٹے مولانا معروف اور مولانا علی صاحبان نے وہاں سے نقل مکانی کر کے یہاں سکونت اختیار کی تھی اور ولید پور سے متصل سلطان پور کے نام سے ایک بستی قائم کی تھی جو بعد میں بھیرہ کے نام سے معروف ہوئی۔

اس نام سے پائی جانے والی متعدد بستیاں

اس نام سے پائی جانے والی ہندوستان میں چودہ بستیاں ہیں اور ایک شہر پاکستان میں بھی پایا جاتا ہے جن میں سے آٹھ صوبۂ اتر پردیش میں ہیں۔ ضلع مئو میں زیر بحث بھیرہ کے علاوہ ندوا سرائے اور پورہ معروف کے بیچ میں بائیں جانب آباد کلہا پور بھیرہ نامی بستی جس کی اسمبلی اور پارلیمانی دونوں سیٹ گھوسی ہے۔ تیسرے اعظم گڑھ ضلع میں محمد پور سے جونپور کے راستہ پر ٹھکماں بازار کے پاس لب سڑک ایک چھوٹی سے آبادی اسی نام سے پائی جاتی ہے جس میں مسلمانوں کے تقریباً پچیس تیس گھر پائے جاتے ہیں۔ چوتھے اتر پردیش، لکھنؤ ڈیویژن کے لکھیم پور کھیری ضلع میں ایک قصبہ بھیرہ کھیری کے نام سے پایا جاتا ہے جو ضلع لکھیم پور کھیری کا سب سے بڑا نگر پنچایت مانا جاتا ہے اور ہندو نیپال بارڈر سے پینتیس کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔

بحوالہ https://en.wikipedia.org/wiki/Bhira_Kheri

پانچویں اتر پردیش کے اسی ضلع لکھیم کھیری میں بیجوا بلاک اور پلیا تحصیل کے تحت بھی ایک گاؤں اسی نام سے موسوم ہے۔

http://www.onefivenine.com/india/villages/Kheri/Bijuwa/Bhira

چھٹیں سلطان پور، ساتویں سیتا پور اور آٹھویں امروہہ (اتر پردیش) میں بھیرہ نام کی ایک ایک بستی ہے۔ نویں ہوشیار پور، پنجاب، دسویں بھیوانی، ہریانہ، گیارہویں نو اپڑا، اڑسا، بارہویں پنچ، جموں وکشمیر اور تیرہویں اونا، ہماچل پردیش میں بھیرہ نام کی بستی پائی جاتی ہے۔

بحوالہ AI ChatGPT

چودہویں مہاراشٹر میں ممبئی سے ایک سو پچاس کلومیٹر کی دوری پر اسی نام سے ایک بستی ہے جہاں Bhira Hydroelectric Project کے نام سے پانی کے ذریعہ بجلی پیدا

کرنے کا ایک بڑا پلانٹ ہے اور اسی کے قریب دیو کنڈ نامی پانی کا جھرنا (Devkund Waterfall) بھی ہے جو ہندوستان کے خوبصورت ترین جھرنوں میں سے ایک مانا جاتا ہے۔
https://en.wikipedia.org/wiki/Bhira_Hydroelectric_Project

پندرہویں پڑوسی ملک پاکستان کے صوبۂ پنجاب میں ضلع سرگودھا کا ایک شہر بھی بھیرہ کے نام سے موسوم ہے۔ بھیرہ کا املاء پاکستان کے لوگ پنجابی زبان میں الف کے ساتھ یعنی ''بھیرا'' لکھتے ہیں اور اردو میں ہاء کے ساتھ یعنی ''بھیرہ''۔ اس لیے ہمیں بھی بھیرہ ''ہاء'' کے ساتھ زیادہ صحیح لگتا ہے۔

بحوالہ https://en.wikipedia.org/wiki/Bhera

وجہ تسمیہ

بھیرہ کس زبان کا لفظ ہے، اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے، کس وقت اور کیسے اس کا نام سلطان پور سے بھیرہ ہو گیا؟ اس کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟ تاریخ کی کسی معتبر کتاب سے ہمیں اس کا علم نہیں ہو سکا لیکن مقامی لوگوں کی قیاس آرائیاں مختلف ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ شاید یہ عربی لفظ ''بُحیرہ'' سے ماخوذ ہو جس کا معنی ''چھوٹا سمندر'' ہے اور یہ گاؤں بھی چونکہ تین طرف سے ندی سے گھرا ہوا ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اس لیے اس مناسبت سے اس کا نام بھیرہ رکھ دیا گیا ہو۔ دوسری وجہ یہ کہی جاتی ہے کہ محلّہ پچھّم میں مسجد قدم رسول اور اونچی مسجد کے مابین جو پوکھری ہے کسی زمانہ میں وہ بجیرہ کے نام سے موسوم تھی شاید وہی تلفظ بگڑ کر بھیرہ ہو گیا اور پھر اسی کی طرف نسبت کر کے گاؤں کا نام ہی بھیرہ رکھ دیا گیا ہو۔ تیسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ کسی زمانہ میں اس علاقہ کے اندر بکثرت ارہر کی کھیتی ہوا کرتی تھی، جدھر نظر جاتی ارہر ہی ارہر نظر آتی، کٹائی کے زمانہ میں ارہر کے کھلیان لگے ہوتے تھے اور ان کھلیانوں کو مقامی زبان میں بھیر کہا جاتا تھا، بھیروں کی اسی زیادتی کی وجہ سے اس گاؤں کو بھیرا کہا جانے لگا جو بعد میں بھیرہ کے نام سے مشہور ہوا۔ چوتھی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بھیرہ کی اصل شکل شاید ''بے راہ'' رہی ہو جو بعد میں بدل کر بھیرہ ہو گئی ہو کیونکہ ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا ہے کہ اس گاؤں کی طرف آنے والے سارے راستے انتہائی خراب اور بے ہنگم ہوا کرتے تھے، ساتھ ہی اس کے تین طرف ندی ہونے کی وجہ سے یہ علاقہ دیگر علاقوں سے کٹا ہوا تھا یعنی یہاں تک پہنچنے کے لیے ایک کے علاوہ

سارے راستے معدوم تھے اور یہ تقریباً بے راہ سا تھا جیسا کہ پاکستان کے صوبۂ پنجاب میں ضلع سرگودھا کے اندر اسی نام سے پائے جانے والے شہر کی وجہ تسمیہ بھی یہی بتائی جاتی ہے لیکن یہ ساری باتیں قیاسی ہیں ان کی کوئی تاریخی حقیقت نہیں ہے، واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

اس اجمال کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ بھیرہ ہی کے ایک بزرگ عالم دین مولانا شاہ ابو الخیر (۱۶۰۰ء۔۱۶۶۴ء) نے شیر وشکر نامی اپنی فارسی کتاب (غیر مطبوعہ) کے تیسرے باب میں لکھا ہے کہ اس خانوادہ کے جد امجد شیخ خضر اور ان کے صاحبزادے شیخ محمد دہلی سے جونپور تشریف لائے۔ شیخ خضر نے حضرت شیخ ابو الفتح رکن الدین بن شیخ الاسلام زکریا ملتانی سے سلسلۂ سہروردیہ میں بیعت کر کے خلافت حاصل کی تھی اور وہ اس سلسلہ کے مشائخ کبار میں شمار کیے جاتے تھے۔ بعد میں ملتان سے دہلی چلے آئے اور یہیں ان کے صاحبزادے شیخ محمد پیدا ہوئے جو اپنے والد سے تعلیم وتربیت حاصل کر کے ان کی حیات ہی میں مرجع خاص و عام بن گئے۔ اس زمانہ میں وسطی ایشیا کے علاقہ ٹرانسوکسیانا (Transoxiana) جو آج ازبکستان میں واقع ہے سے تعلق رکھنے والے تیمور لنگ بادشاہ نے روس و ایران کے بعد ملتان، دیپالپور اور لاہور (موجودہ پاکستان) کے گرد و نواح سے ہوتے ہوئے ۱۷؍دسمبر ۱۳۹۸ء بمطابق ۲۲؍صفر ۸۰۱ھ میں دہلی پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ اس کا قبضہ تھا کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ چاروں طرف سراسیمگی پھیلی ہوئی تھی۔ ماحول انتہائی پر آشوب تھا، نظام حیات تعطل کا شکار ہو کر رہ گیا تھا۔ تاریخی روایات کے مطابق ایک لاکھ سے زیادہ لوگ مارے گئے تھے (بعض مؤرخین اسے مبالغہ سمجھتے ہیں لیکن تعداد بہت زیادہ تھی)، عوام وخواص ہر ایک کو یکساں پریشانیوں کا سامنا تھا۔ حسب معمول زندگی کے مشن کو آگے بڑھانا ناممکن ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں کے علماء وفضلاء اور مشائخ کبار تیزی کے ساتھ دوسرے مقامات کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ شمالی ہندوستان کے مملکت جونپور میں اس وقت ابراہیم شاہ شرقی (دور حکومت: ۱۴۰۲ء۔۱۴۴۰ء) کی حکومت تھی جو ایک علم دوست بادشاہ سمجھا جاتا تھا اور جونپور اُس وقت علم وفن کا مرکز بنا ہوا تھا بلکہ یوں کہا جائے کہ وہ دہلی ثانی بنتا چلا جا رہا تھا۔ وہاں

بڑے بڑے علماء وصوفیاء کی خانقاہیں اور مدارس اسلامیہ موجود تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مغل بادشاہ، شاہ جہاں نے بعد کے ادوار میں اسے شیراز ہند کا نام دیا۔ حالات کی ستم ظریفی سے تنگ آ کر مولانا شاہ خضر اور ان کے صاحبزادے مولانا شیخ محمد نے بھی دوسرے بہت سے علماء وصلحاء کی طرح دہلی کو خیر باد کہہ کر جونپور کے لیے رخت سفر باندھا اور وہاں پہنچ کر سپاہ نامی محلّہ کے کھلے میدان میں ایک درخت کے نیچے بال بچوں کے ساتھ فروکش ہو گئے۔ سلطان ابراہیم شاہ شرقی کو اس بات کا علم ہوا تو اپنے علم دوست مزاج اور علماء سے محبت کی بناء پر اس نے ان کے لیے مکان کا انتظام کیا اور اس کے بعد یہ خاندان مستقل طور پر جونپور میں آباد ہو گیا۔ یہ نویں صدی ہجری کی ابتدائی دہائیوں کا واقعہ ہے۔

شیر وشکر میں حضرت مولانا ابوالخیر صاحبؒ نے لکھا ہے کہ شیخ خضر کی وفات کے بعد شیخ محمد ان کے جانشین ہوئے۔ سلطان ابراہیم شاہ نے کوشش کی کہ وہ کوئی شاہی عہدہ قبول کر لیں مگر انہوں نے منظور نہیں کیا۔ جونپور کے اصاغر واکابر علماء ان سے عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ شیخ محمد ایک صاحب تصانیف عالم تھے۔ مولانا ابوالخیر صاحب نے مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

وحضرت مخدوم قدس سرہ را در ایام تحصیل و حین حیات پدر بزرگوار تصانیف و تواليف بود در علوم دینیہ ، و امروز اثرے ازاں پیدا نیست ۔ (حضرت مخدوم شیخ محمد اپنی طالب علمی اور اپنے والد کی زندگی میں ہی دینی علوم میں تصنیف وتالیف کا کام کرنے لگے تھے مگر آج ان کے آثار نہیں ملتے)۔ ان کی وفات ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۸۱۱ھ بمطابق ۴/ اکتوبر ۱۴۰۸ء میں جونپور میں ہوئی۔

مولانا شیخ محمد بن خضر کے دو بیٹے تھے۔ شیخ وجیہ الدین اور شیخ مشید۔ شیخ وجیہ الدین سے نسل نہیں چلی۔ مولانا شاہ ابوالخیر صاحب نے اپنی مذکورہ کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے بعض مشائخ سے سنا ہے کہ بعض قصبات میں ان کی صاحبزادیوں کی اولاد موجود ہیں۔ مولانا شیخ مشید اپنے آبائے کرام کے طریقہ پر زندگی بسر کرتے تھے۔ ظاہری علوم وکمالات کی تحصیل وتکمیل کے بعد اپنے پدر بزرگوار سے طریقت حاصل کی اور مسند ارشاد وتلقین پر متمکن ہوئے۔ ابراہیم شاہ شرقی

آپ کے عقیدت مندوں اور نیاز مندوں میں تھا۔ قاضی سید عبدالملک مشہور بہ شاہ اجمل بہرائچی میر صدر جہاں سید اجمل جو علوم شریعت وطریقت کے جامع اور ورع وتقویٰ میں بلند مقام رکھتے تھے نیز اپنے وقت کے نامور مشائخ میں شمار کیے جاتے تھے، وہ اور شیخ مشید دونوں بچپن کے یار غار اور ایک دوسرے کے غم خوار تھے۔ کہا جاتا ہے کہ دونوں کے تعلقات نے دوستی سے اوپر اٹھ کر برادرانہ حیثیت اختیار کر لی تھی۔ میر صدر جہاں سید اجمل نے بارہا سلطان کی طرف سے اور خود اپنی طرف سے درخواست کی کہ اگر بار خاطر نہ ہو تو فقراء اور آنے جانے والوں کے اخراجات کے لیے کچھ جاگیر دے دی جائے اور متعلقین کے گزر بسر کا انتظام کر دیا جائے مگر شیخ مشید اس کے لیے آمادہ نہ ہوتے تھے۔ جب سید اجمل کا اصرار بہت زیادہ بڑھا تو استخارہ کے بعد تحصیل محمد آباد میں ولید پور اور قرب وجوار کا علاقہ قبول کر لیے جہاں اس خانوادے کے اکثر افراد جس میں مولانا شاہ ابوسعید، ان کے صاحبزادے مولانا شاہ حاجی ابوالخیر، شاہ اسماعیل، قاضی منجھن قاضیٔ جونپور، شیخ بڑے، مولانا شاہ ابوالغوث گرم دیوان، مولانا شاہ ابواسحاق وغیرہ آ کر آباد ہو گئے۔ مولانا شاہ حاجی ابوالخیر نے اپنی کتاب میں آگے لکھا ہے:

تا بجهت پاس خاطر سید اجمل بعد تقدیم استخاره از ارواح بزرگان دوازده قریه بجهت خرچ فقراء قبول فرمودند، و ازاں جمله قریه ولیدپور که امروز اکثر قبیله در آں جا توطن دارند. (سید اجمل کا دل رکھنے کے لیے بزرگوں کی ارواح سے استخارہ کرنے کے بعد فقراء کے خرچے کے واسطے بارہ گاؤں قبول کر لیے، ان ہی میں سے موضع ولید پور ہے جس میں آج قبیلہ کے اکثر لوگ سکونت پذیر ہیں)۔

شمس الدین حیدری جو بھیرہ کے ایک بڑے بزرگ حضرت مولانا شاہ ابوالغوث گرم دیوان (جنوری ۱۶۸۹ء۔۲۰ر دسمبر ۱۷۶۴ء) کے خلیفہ تھے، نے مناقب غوثی کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، اس کے آٹھویں باب میں وہ لکھتے ہیں کہ شیخ محمد بن خضر کی وفات سے سلطان ابراہیم شاہ شرقی (دور حکومت: ۱۴۰۲ء۔۱۴۴۰ء) کو بہت رنج ہوا اور اس نے ان کے بیٹے شیخ مشید کو یہ جاگیر عنایت کی۔ ان کی عبارت کچھ اس طرح ہے:

سلطان ابراهیم از تعزیت نهایت کوفته شد، آخر الامر حضرت مشید

را صدر و جانشین آں مسند محتشم گردانید ، بکمال نیاز مندی در پرگنه محمد آباد قریه ولیدپور با دیگر مواضع در وجهِ معاش مقرر داشت.

(سلطان ابراہیم شاہ شرقی سوگ سے نڈھال ہو گیا تھا۔ آخر حضرت شیخ مشید کو صدر و جانشین بنا کر اس مسند پر بیٹھا دیا اور بہ کمال نیاز مندی تحصیل محمد آباد میں دوسرے مواضع کے ساتھ قریہ ولید پور کو گزر بسر کے لیے مقرر فرما دیا تھا)۔

اس جاگیر کا تذکرہ اعظم گڑھ گزیٹیئر (Azamgarh Gazetteer) میں بھی ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ بارہ گاؤں کون کون تھے۔ البتہ یہ یقین ہے کہ ولید پور اور بھیرہ (سلطان پور) کے مغرب میں مبارک پور سے متصل لہرا تک اس کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ تجلی نور میں ہے "از **اولاد حضرت شیخ محمد در مواضع بھیرا و لھرا اعظم گڑہ سکونت پذیر هست**" (ج ۱، ص ۴۸)۔ چنانچہ شاہ ابوالغوث گرم دیوان (متوفی ۱۱۷۸ھ بمطابق ۱۷۶۴ء) نے سلطان پور (بھیرہ) کا قیام ترک کر کے لہرا (وحدت آباد) میں سکونت اختیار کی اور یہاں خانقاہ و مدرسہ تعمیر کر کے درس و تدریس اور ذکر و شغل میں مشغول ہو گئے اور یہیں وفات پا کر مدفون ہوئے۔ مولانا شاہ ابوالخیر صاحب نے مزید لکھا ہے کہ اس شاہی جاگیر کی نگرانی اور انتظام کے لیے چند ملازم رکھے گئے تھے جو ان کی آمدنی وصول کرتے تھے، ان میں دو ملازم سرخیل اور مرغوب نامی نے شیخ مشید کے نام و نسب کی آڑ میں اکثر علاقے ان کے مالکوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لیے اور بڑے کر و فر کی زندگی بسر کرنے لگے البتہ اجناس اور غلہ جات وغیرہ سال بہ سال جونپور کی خانقاہ کے لیے روانہ کرتے رہے۔ شیخ مشید کو ملازموں پر اعتماد تھا، وہ اپنی دینی مصروفیات کی وجہ سے اس صورت حال سے بالکل بے خبر تھے، ان کو اس کی طرف توجہ کرنے کی فرصت ہی نہیں تھی، اسی دوران میر صدر جہاں سید اجمل، سلطان شاہ شرقی کی طرف سے بنگالہ کی سفارت پر گئے تھے یعنی سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے میر صدر جہاں سید اجمل کو اپنا نمائندہ بنا کر گاڑہ/گور Gaur جو موجودہ بنگلہ دیش میں اور ہندوستان کے مغربی بنگال کی سرحد پر اُس وقت ایک عظیم الشان شہر تھا، کے دورہ پر بھیجا تھا، یہاں بنگالہ سے مراد یہی گاڑہ شہر ہے۔

بحوالہ AI ChatGPT

واپسی میں جب ان علاقوں سے گزرے تو ان کو ان حالات کا علم ہوا، انہوں نے جونپور پہنچ کر شیخ مشید سے اس کو بیان کیا، اس کے بعد شیخ مشید کے دونوں صاحبزادے شیخ معروف اور شیخ علی ایک جماعت کے ساتھ یہاں آئے اور زمینداری کے جملہ انتظامات کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مولانا ابوالخیر صاحب نے لکھا ہے:

بفرمودن امیر مذکور ، حضرت شمس العلماء و زبدۃ الاتقیاء مخدوم شیخ معروف کہ اکبر اولاد مخدوم (مشید) بودند با جماعت صوفیاں و طلبہ بقریۂ مذکورہ آمدند، آنہا مواضعات مخدوم رسمی نمودند. مدتے بریں بگذشت سال دیگر برادر خرد تر مخدوم شیخ علی ہم باشارۂ امیر مذکور (مشید) آمدند، وبتدریج املاک و مواضع بستند، بعد وفات شیخ مشید سکونت دریں قریہ اختیار افتاد.

(امیر مذکور کے حسب الحکم شمس العلماء، زبدۃ الاتقیاء مخدوم شیخ معروف جو کہ مخدوم (مشید) کے بڑے لڑکے ہیں، صوفیوں اور طالب علموں کی ٹولی کے ساتھ یہاں آئے اور ان مواضعات پر قبضہ کیا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد دوسرے سال ان کے چھوٹے بھائی مخدوم شیخ علی بھی امیر مذکور (شیخ مشید) کے اشارہ پر آئے، دھیرے دھیرے املاک ومواضعات پر قبضہ کیا۔ اور شیخ مشید کی وفات کے بعد اسی گاؤں میں رہنے لگے)۔

شیخ مشید نے جونپور میں انتقال کیا اور ان کے لڑکے شیخ معروف اور شیخ علی قریہ ولید پور کے قریب سلطان پور کے نام سے ایک بستی آباد کر کے اس میں سکونت پذیر ہوئے (جو بعد میں بھیرہ کے نام سے معروف ہوئی)۔ شیخ علی کی کئی اولاد تھیں، ان کے چھوٹے صاحبزادے شیخ بایزید جاگیر اور زمینداری کے نگراں ومنصرم تھے، اور شیخ معروف جو قطب وقت اور صاحب ولایت تھے، اپنے والد شیخ مشید کے جانشین بنے، ان کے صاحبزادے شیخ چاند نے اپنے آباء و اجداد کے طریقہ پر ظاہری و باطنی علوم وفنون کی تحصیل وتکمیل کی تھی، ان کے دو صاحبزادے تھے، ایک شیخ ماہ دوسرے قاضی منجھن، ان دونوں کے بچپن تک جاگیر کا انتظام شیخ بایزید ابن شیخ علی کے ذمہ رہا، ان کے بعد تمام املاک دونوں بھائیوں یعنی شیخ معروف اور شیخ علی کی اولاد میں تقسیم ہو

گئی۔ شیخ ماہ کے دو صاحبزادے شیخ چاند اور شیخ عثمان تھے، شیخ چاند مدتوں تک خاندان کے امیر و رئیس رہے۔ ان کے ایک صاحبزادے شیخ بھیکہ اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ قاضی منجھن ملا محمود کے جد اعلیٰ جونپور میں عہدۂ قضاء پر فائز تھے اس لیے ان کا قیام زیادہ تر جونپور میں ہی رہتا تھا۔ مولانا ابوالخیر نے تصریح کی ہے کہ **شیخ قاضی منجھن مدتے بالزام حکام منصب قضائے جونپور رونقے دادند و ازیں جہت بیشتر اوقات در شہر جونپور بسر می بردند.** (شیخ قاضی منجھن ایک مدت تک جونپور کے منصب قضاء پر رونق افروز تھے اور اسی وجہ سے زیادہ تر وقت جونپور میں ہی بسر کرتے تھے)۔

بحوالہ دیار پورب میں علم اور علماء، قاضی اطہر مبارکپوری۔ www.KitaboSunnat.com)

مدت قیام

قاضی صاحب رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا عبارت سے بھیرہ کے سن قیام کا واضح اور صحیح علم نہیں ہوتا ہے لیکن ایک محتاط اندازے کے مطابق پندرہویں صدی کی دوسری دہائی یعنی ۱۴۲۰ء کو اس کے قیام کا سال مانا جا سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ محمد جن کا سلطان ابراہیم شاہ شرقی عقیدت مند تھا، کی وفات ۲۴ ستمبر ۱۴۰۸ء بمطابق ۳ جمادی الاولیٰ ۸۱۱ھ بروز پیر ہوئی ہے اور ان کی وفات سے متاثر ہو کر اس کے بعد ہی اس نے مرحوم کے بیٹے شیخ مشید کو یہ علاقہ عطاء کیا تھا۔ بعد میں کچھ لوگوں کی بد دیانتی کی وجہ سے شیخ مشید نے اپنے دونوں بیٹوں شیخ معروف اور شیخ علی کو اس علاقے کی نگرانی کے لیے یہاں بھیجا جنہوں نے یہاں مستقل رہائش اختیار کی اور پھر انہیں حضرات نے ولید پور کے قریب میں سلطان پور کے نام سے یہ بستی آباد کی جو بعد میں بھیرہ کے نام سے معروف ہوئی جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ اب اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ۱۴۰۸ء میں شیخ محمد کی وفات کے ایک یا دو سال بعد ۱۴۰۹ء یا ۱۴۱۰ء میں بادشاہ ابراہیم شاہ شرقی نے یہ علاقہ آپ کے بیٹے شیخ مشید کو عطاء کیا ہوگا اور انہوں نے اس کو اپنے ماتحتوں کو اس کی دیکھ بھال ورکھوالی کے لیے دے دیا لیکن چند ہی سالوں بعد (اس کو ۱۴۱۵ء تسلیم کر لیجیے) ان لوگوں نے بد دیانتی شروع کر دی تو مجبوراً شیخ مشید نے اپنے دونوں بیٹوں شیخ معروف اور شیخ علی کو یہاں بھیجا اور ان لوگوں نے کچھ سالوں بعد (اس کو ۱۴۲۰ء فرض کر لیجیے) یہاں یہ بستی قائم کی تو اس اعتبار سے ۲۰۲۰ء تک اس

کے قیام کو چھ سو سال مکمل ہو جاتے ہیں۔ (راقم الحروف)

آبادی

ایک اندازہ کے مطابق اس کی موجودہ آبادی کم وبیش بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) ہے۔ مسلم آبادی کا تناسب تقریباً ۶۰ رفی صد ہے جبکہ غیر مسلم آبادی ۴۰ رفی صد ہے یعنی بیس فی صد کے فرق کے ساتھ یہ ایک مسلم اکثریتی علاقہ ہے۔

رقبہ

اپنے طول وعرض کے اعتبار سے کم وبیش چار پانچ کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ اتر اور دکھن جانب اخیر تک آبادی ہے۔ اتر طرف پوکھری کے دوسری جانب سونکر اور دکھن جانب غیر مسلم حضرات کی دلت بستی آباد ہے۔ پورب جانب شروع میں کھیت کی شکل میں ابھی بہت سی زمینیں خالی پڑی ہوئی ہیں لیکن بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر سڑک کے کنارے پورب دکھن کی طرف مسلم حضرات کی نئی بستی کے نام سے ایک آبادی کی شروعات ہو چکی ہے جو تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔

پیشہ

یہاں کے مسلم حضرات کا آبائی پیشہ زمانۂ قدیم سے پارچہ بافی (Weaving) ہے۔ پاور لوم اور ہینڈ لوم (Powerloom & Handloom) کے ذریعہ کثیر تعداد میں لوگ ساڑیاں تیار کرتے ہیں۔ پچیس تیس سال قبل تک زیادہ تر ہینڈ لوم کے ذریعہ سوتی اور بنارسی ساڑیوں کا کاروبار کیا جاتا تھا لیکن گزشتہ دو تین دہائیوں میں مئوشہر کے اندر کپڑے کی صنعت میں زبردست ترقی اور پاور لوم کے ذریعہ بنارسی ساڑیوں کی کامیاب نقالی کے بعد اب لوگوں کا رجحان ہینڈ لوم کی طرف کم بلکہ نہیں کیبرابر اور پاور لوم کی طرف زیادہ ہو گیا ہے۔ لوگ ہینڈ لوم کے ذریعہ بنارس کی مہنگی ساڑیوں کے بجائے پاور لوم کے ذریعہ مئو کی سستی اور بہترین (Cheap & Best) ساڑیاں تیار کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہاں زیادہ تر لوگوں کا تعلق بنکر اور مزدور طبقہ سے ہے۔ لوگ خیر آباد، محمد آباد، مئو اور مبارک پور وغیرہ کے گرہست پارٹیز کے یہاں سے میٹیریل لا کر مزدوری پر ساڑیاں تیار کرتے ہیں جبکہ معدودے چند لوگ اپنا میٹیریل خرید کر خود کا پروڈکشن بھی

کراتے ہیں اور خود ہی مارکیٹ میں فروخت کرتے ہیں لیکن گزشتہ دس پندرہ سالوں کے اندر میٹیریل کی قیمتوں میں زبردست اچھال، حکومتِ وقت کی طرف سے کپڑے کے اکسپورٹ نظام میں مختلف طرح کی پابندیوں، مزدوروں کی مزدوری میں بڑی گراوٹ اور موجودہ بی جے پی حکومت کے جی ایس ٹی (Goods and Services Tax) نظام نے تو چھوٹے چھوٹے کاروباریوں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ یکم جولائی ۲۰۱۷ء کو نافذ ہونے والے اس نظام کے حکومت ہند نے اکثر ٹیکسوں کو ختم کر کے جی ایس ٹی کے نام سے صرف ایک ٹیکس (One Tax) بنا دیا ہے اور مرکزی وصوبائی حکومتوں کے وزیر مالیات پر مشتمل جی ایس ٹی کونسل (GST Council) ہی اس کے قواعد وضوابط کی ذمہ دار ہے۔ اس کے نظام کو پانچ مراتب میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جو 0% سے شروع ہو کر 5%, 12%, 18% اور 28% تک پہنچتا ہے۔ یہ ٹیکس ہر چھوٹے بڑے سامان تجارت پر اپلائی ہوتا ہے تاہم پٹرول کی مصنوعات، الکوحل سے بنے ہوئے مشروبات اور الکٹرانک سامان اس کے ضمن میں نہیں آتے ہیں بلکہ ان کا ٹیکس صوبائی حکومتوں میں نافذ ٹیکس کے نظام کے تحت ادا کیا جاتا ہے۔ رہی سہی کسر اتر پردیش کی موجودہ بی جے پی حکومت کی نے سماجوادی پارٹی کی طرف سے ایک طویل مدت سے فراہم کردہ بجلی سبسڈی کو گزشتہ دنوں ختم کر کے اور اس کی قیمتوں میں زبردست اضافہ کر کے پوری کر دی۔ مذکورہ وجوہات کی بناء پر مزدور طبقہ کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے گرہست لوگ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے چنانچہ ان کا رجحان بھی دوسرے پیشوں (Other Professions) کی طرف ہونا شروع ہوا لیکن موجودہ زمانہ میں مطلوبہ عصری تعلیم، تجارتی ذہن اور بقدر ضرورت سرمایہ (Required Capital) کے فقدان کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کو کوئی متبادل راستہ نظر نہیں آیا تو بہت تیزی کے ساتھ ان حضرات نے اپنا رخ خلیجی ممالک کی طرف کرنا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑی تعداد سعودی عرب، دبئی، قطر، کویت، عمان اور بحرین جیسے ممالک میں مقیم ہوگئی یہاں تک کہ اس وقت گاؤں کا شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جس میں سے ایک یا دو فرد بیرونِ ممالک ملازمت نہ کرتے ہوں۔ ان ممالک میں ملازمت کرنے کی وجہ سے گاؤں کے لوگوں میں مالی اعتبار سے بڑی حد تک خوش حالی آ چکی ہے، طرز حیات اور معیار زندگی میں بہت تبدیلی پیدا

ہوگئی ہے، لوگوں کے کھپریل اور مٹی کی دیواروں والے کچے مکانات اب اچھی اچھی عمارتوں بلکہ بلڈنگوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ جس گاؤں کے اندر کسی زمانہ میں لوگوں کے پاس ایک معمولی سائیکل کا ہونا باعث افتخار سمجھا جاتا تھا آج وہاں ہر گھر میں بائک اور بہتوں کے پاس اچھی اچھی بڑی گاڑیاں (Four Wheelers) موجود ہیں۔

پارچہ بافی کی ابتداء

اس علاقہ میں کپڑے کے کاروبار کی ابتداء مغلیہ دور میں سولہویں صدی کے اخیر یا سترہویں صدی کے اوائل میں ہوئی۔ اُس وقت یہ علاقہ مغل شہنشاہ شاہ جہاں کی بیٹی بیگم جہاں آراء کے ماتحت ہوتا تھا اور وہ دست کاری کی شوقین تھی۔ اس نے حکومت کی سرپرستی میں اس صنعت کو پروان چڑھایا اور تنسین (Tansen) نامی ایک کاریگر کو اس کے لیے ٹرینڈ کیا جس نے اس فن میں مہارت پیدا کی اور پھر اس علاقہ میں ہینڈلوم مشین لگائی۔ مغل دربار سے وابستہ ایرانی، افغانی اور ترکی نژاد کاریگروں کو یہاں لایا گیا جن میں خاص طور پر کپڑے بننے والے ہنرمند کاریگر شامل تھے، بعد میں گورکھپور وغیرہ سے مقامی کاریگروں اور مزدوروں کو لاکر یہاں بسایا گایا جنہوں نے اس صنعت کو مزید مستحکم کیا۔ ابتداء میں ماہی گیری کے جال (Fishing Nets) دھوتی، لنگی، گمچھا اور ہلکی ساڑیاں وغیرہ بنائے جاتے تھے لیکن اب اعلیٰ قسم کی عمدہ اور معیاری ساڑیاں تیار کی جاتی ہیں جو تقریباً پورے ہندوستان میں مشہور و معروف ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں آنجہانی وزیر اعظم جواہر لعل نہرو نے ضلع مئو کو ہینڈلوم کا مانچسٹر قرار دیا تھا یعنی جس طرح برطانیہ کا شہر مانچسٹر صنعتی انقلاب کے دوران ٹیکسٹائل انڈسٹری کا عالمی مرکز تھا اسی طرح ضلع مئو ہندوستان میں ہینڈلوم کے ذریعہ پارچہ بافی کے حوالے سے ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔

مستفاد از AI ChatGPT

برادران وطن کی اکثریت کھیتی اور مزدوری کرتی ہے، کچھ لوگ اپنے آباء واجداد کی اتباع میں بڑھئی گیری کے پیشہ کو اختیار کیے ہوئے ہیں اور شٹرنگ کارپنٹری کے علاوہ یہاں کی مسلم صنعت وحرفت کے پیش نظر پاورلوم و ہینڈلوم کی مشینیں بھی تیار کرتے ہیں اور یہ لوگ اس

میں بہت کامیاب ہیں یہاں تک کہ قرب و جوار کے گاؤں جیسے ولید پور، خیر آباد، محمد آباد، مبارکپور، کرہاں، مئو، جہانا گنج کے علاوہ کبھی کبھی دیگر اضلاع سے بھی لوگ اپنی مشینیں تیار کرانے کے لیے یہاں آتے ہیں۔ کچھ لوگ چائے خانے اور اشیائے خوردنی کی چھوٹی چھوٹی دکانیں کھول کر اپنی روزی روٹی کا انتظام کیے ہوئے ہیں، بعض لوگ دہلی اور ممبئی جیسے بڑے شہروں میں محنت مزدوری کر کے اپنی اور اپنے اہل وعیال کے گزر بسر کا انتظام کرتے ہیں جبکہ کچھ لوگ تعلیم جیسی عظیم نعمت سے بہرہ ور ہونے کے بعد سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری ملازمت اختیار کر ایک خوش حال زندگی بسر کر رہے ہیں۔

عوام الناس کا عام مزاج

ابتداء سے ہی گاؤں کے لوگوں کا مزاج عموماً دینی رہا ہے اور اس کی وجہ شاید اس کے بانیین کے مزاج کا آخری حد تک دینی ہونا ہے جیسا کہ گزشتہ سطروں میں گزر چکا ہے چنانچہ اس کے قیام کے روز اول سے لے کر آج تک ملک ہندوستان کے بہت سے جلیل القدر علماءِ کرام جیسے حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب جو مغل بادشاہ شاہ جہاں کے کافی مقرب رہے، ان کے بیٹے مولانا مخدوم شاہ اسماعیل صاحب، برادر نسبتی ملا محمود بھیروی جونپوری مصنف الشّمس البازغہ، مولانا شاہ ابوالغوث گرم دیوان صاحب، اُن کے لڑکے مولانا حافظ شاہ ابواسحاق، پوتے مولانا محمد علی بھیروی، مولانا شاہ علی احمد صاحب اور ماضی قریب میں حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی وغیرہ کا وطن اصلی اور مسکن یہی رہا ہے۔ یہاں کے معمر حضرات کا عام لباس لنگی، کرتا اور ٹوپی ہے۔ ان کے چہرے عموماً مشرع ہوتے ہیں جبکہ نوعمر، جوان ونوجوان طبقہ عموماً لنگی اور شرٹ پہنتا ہے، عام طور پر یہ لوگ تراشی ہوئی ڈاڑھی یا کلین شیو (Trimmed/Clean Sheven) ہوتے ہیں۔ دیگر نوجوان طبقے کی طرح ان لوگوں میں بھی تعلیم اور گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ کھیل کود کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ لوگ گاؤں کی سیاست میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ لوڈ شیڈنگ یا فارغ اوقات میں ہوٹلوں، چائے خانوں اور بازاروں میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے ملاقات، گفت وشنید اور مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔ شہروں کی طرح بھاگتی ہوئی زندگی یہاں نہیں پائی جاتی ہے، عام طور پر لوگ ایک دوسرے کے مونس وغم خوار ہیں۔ بلاتفریق مذہب وملت

لوگ ایک دوسرے کے دکھ، درد، ہنسی وخوشی میں شریک ہوتے ہیں۔ بیماروں کی عیادت کے لیے جانا، ان کی خیریت معلوم کرنا، حسب استطاعت تعاون کرنا، کمزور لوگوں پر کسی ناگہانی آفت ومصیبت کے وقت ان کی مدد کے لیے اجتماعی چندہ وغیرہ کرنا اور کسی کے انتقال پر جنازہ میں شرکت کرنا لوگوں کا عام مزاج ہے۔

مذہب ومسلک اور ذات برادری

دنیا کے بڑے بڑے اور معروف مذاہب جیسے اسلام، ہندومت، عیسائیت، یہودیت، بدھ مت، سکھ مت اور جین مت میں سے صرف مذہب اسلام اور ہندو مذہب کے ماننے والے یہاں پائے جاتے ہیں، ان کے علاوہ کسی تیسرے مذہب کا وجود نہیں ہے۔

مسلکی اعتبار سے یہاں صرف اہل سنت والجماعت کے ماننے والے پائے جاتے ہیں اور برصغیر کی تقسیم کے مطابق اس میں دو جماعتیں ہیں۔ ایک دیوبندی اور دوسری بریلوی، ان کے علاوہ کسی تیسری جماعت کا وجود نہیں ہے۔ اس میں اکثریت کا تعلق جماعتِ دیوبند سے ہے جبکہ بریلوی جماعت بھی خاصی تعداد میں موجود ہے۔ دونوں جماعت کے اپنے اپنے مساجد و مدارس ہیں اور ان سے تعلق رکھنے والے لوگ ان میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تیس چالیس سال قبل جب گاؤں میں مسلکی اختلافات شدید نہیں تھے اس وقت دونوں مسلک کے مساجد و مدارس الگ الگ تھے نہ عیدگاہیں الگ تھیں، امام وخطیب ایک ہوتا تھا، جنازہ کی نماز کے امام اور دونوں لوگوں کے نکاح کے قاضی بھی ایک ہوتے تھے، لوگ ایک دوسرے کے یہاں بے تکلف رشتہ داریاں کرتے تھے لیکن آج جب بدقسمتی سے مسلکی اعتبار سے لوگوں میں کافی دوریاں پیدا ہوچکی ہیں تو مساجد و مدارس، ائمہ وخطباء، اساتذہ وطلبہ سب الگ ہوگئے ہیں، ایک دوسرے کے یہاں شادی بیاہ کا سلسلہ تقریباً منقطع ہوچکا ہے حالانکہ اب بھی بہت سی قدیم رشتہ داریاں آپس میں پائی جاتی ہیں۔

گاؤں کے اندر مسلکی اختلافات کی ابتدائی تاریخ معلوم کرنے کی جب میں نے کوشش کی تو بزرگوں سے معلوم ہوا کہ کم وبیش تیس پینتیس سال قبل اتر پردیش کے ضلع فیض آباد میں دیوبندی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک معروف عالم دین مولانا نور محمد صاحب ٹانڈوی جن

کی طبیعت کے اندر مناظرانہ فکر شامل تھی ایک مرتبہ یہاں کسی جلسہ میں تشریف لائے اور اپنی طبیعت کی افتاد کی بناء پر کچھ ایسی باتیں کہہ گئے جو بریلوی جماعت کی شان کے خلاف تھیں۔ معروف ہے کہ مذکورہ ضلع سے ہی تعلق رکھنے والے بریلوی جماعت کے بھی ایک مشہور عالم دین جن کی مناظرانہ تقاریر کا دور دور تک شہرہ تھا، اس جماعت کے لوگوں نے جواب آں غزل کے طور پر مولانا موصوف کو دعوت دی، آپ تشریف لائے اور دیوبندی جماعت کے خلاف دھواں دھار تقریر کی، اس کے بعد سے ہی دونوں جماعتوں کے درمیان کشیدگی بڑھتی گئی۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اور دونوں جماعت کے علماءِ کرام، مدارس ومساجد کے ذمہ داران نے پورے ملک کے اندران کے درمیان تقسیم کا کام کیا تو یہاں بھی لوگوں کے مابین دوریاں بڑھتی گئیں اور نوبت بایں جارسید کہ آج ان میں آپس میں کافی دوریاں پیدا ہوچکی ہیں یہاں تک کہ عوام الناس بطور خاص علماء ایک دوسرے سے سلام ومصافحہ تک کرنے سے گریز کرنے لگے ہیں اور یہ شدت بریلوی جماعت کے اندر زیادہ پائی جاتی ہے۔

اہل سنت والجماعت کے علاوہ یہاں شیعہ مسلک کا وجود نہیں ہے، کچھ عرصہ پہلے تک ایک دو گھر کا میلان شیعیت کی طرف تھا لیکن مرور ایام کے ساتھ ان کی نسل جدید کا تعلق بھی مکمل طور پر سنی جماعت سے ہو چکا ہے البتہ ماہِ محرم میں تعزیہ داری وغیرہ کی رسم بریلوی، شیخ اور قریشی سبھی جماعتیں مل کر ادا کرتی ہیں جواب بہت حد تک کم ہوچکی ہے جبکہ اس سے متصل بستی ولید پور میں شیعہ حضرات کی ایک معتد بہ تعداد موجود ہے، ان کے بچے انہیں کے مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور بعض لوگ ایران میں بھی پڑھ رہے ہیں۔

مذہب اسلام کے متبعین میں یہاں مختلف برادریوں کے لوگ جیسے انصاری، شیخ، قریشی، صدیقی، خان، صباغ، شاہ اور حلال خور وغیرہ موجود ہیں لیکن اکثر لوگوں کا تعلق انصاری برادری سے ہے۔ ہر برادری کے لوگ اپنی اپنی پسند اور سہولت کے مطابق پیشہ اختیار کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ انصاریوں میں اکثر کا تعلق دیوبندی جماعت سے ہے۔ شیخ برادری میں اکثریت کا تعلق ابتداء سے بریلوی مکتب فکر سے رہا ہے جبکہ ان کی ایک معتد بہ تعداد کا میلان دیوبندی جماعت کی طرف بھی ہے۔ قریشی جماعت ہمیشہ سے دیوبندی جماعت سے متعلق رہی ہے الا ماشاء اللہ اور صباغ حضرات

میں اکثریت کا تعلق جماعت دیوبند سے ہے جبکہ کچھ لوگ بریلوی جماعت سے بھی متعلق ہیں۔ شاہ برادری کے لوگ ابتداء سے ہی دیوبندی خیال کے ہیں اور حلال خور برادری سے تعلق رکھنے والے جو چند گھر پائے جاتے ہیں وہ بریلوی خیالات کے حامل ہیں۔

یہ تو مذہب اسلام کے متبعین اور ان سے متعلق برادریوں کا تذکرہ تھا ان کے علاوہ یہاں برادران وطن کی بھی خاصی تعداد موجود ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور ان میں بھی مختلف برادریوں کے لوگ جیسے پنڈت، بنیا، لوہار، بڑھئی، ملاح، کنہار، سونار، قنوجیا، سونکر اور دلت وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ ان میں ہر برادری کے لوگ اپنی اپنی پسند اور سہولت کے مطابق پیشہ اختیار کر اپنی زندگی گزر بسر کر رہے ہیں جیسا کہ آگے کی سطروں میں ذکر کیا جائے گا۔

☆☆☆

تعلیم اور شرح خواندگی

تعلیم

تعلیم کے تئیں مسلم قوم کا عمومی مزاج دینی ہے۔ مادیت کے اس زمانے میں جب کہ تعلیم جیسی انمول شئ کے حصول کا مقصد صرف اور صرف دولت بن چکی ہے، یہاں پر عصری تعلیم کی بہ نسبت لوگ اب بھی اپنی اولاد کے لیے دینی تعلیم کے حصول کو ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں پھیلے ہوئے مختلف جماعتوں کے مدارس اسلامیہ بطور خاص دارالعلوم دیو بند سے فارغ التحصیل علماء اور گاؤں وقرب و جوار کے مدارس دینیہ سے فارغ حفاظ کرام کی ایک بڑی تعداد یہاں موجود ہے۔ ہمارے حالیہ سروے کے مطابق اس چھوٹے سے گاؤں میں قدیم وجدید کم وبیش دوسو علماءِ کرام اور ڈھائی سو حفاظ کرام کی تعداد اس وقت موجود ہے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد مزید تعلیم کے لیے جب ہمارا داخلہ جونیئر ہائی اسکول کھلیسا میں کرایا گیا تو ہمارے علاوہ صرف دو مسلم طلبہ اور تھے جو سائیکل پر سوار ہو کر ہمارے ساتھ وہاں پڑھنے جاتے تھے، باقی جانے والے طلبہ غیر مسلم سماج سے تعلق رکھتے تھے جبکہ معدودے چند نیشنل انٹر کالج محمد آباد بھی جاتے تھے، اسکول کے اُس ماحول اور گاؤں کے دینی ماحول میں عدم موافقت کی وجہ سے بہت بار مجھے سبکی کا احساس ہوتا اور میں والد مرحوم (اللہ انہیں غریقِ رحمت کریں) سے اس کا اظہار کرنے کے لیے والدہ محترمہ کو ذریعہ بناتا چنانچہ بعد میں مجھے وہاں سے نکال کر دینی تعلیم کے حصول کے لیے مدرسہ میں داخل کر دیا گیا لیکن آگے آرہا ہے کہ کپڑے کی تجارت کے حالات خراب ہونے کے بعد بہت تیزی کے ساتھ لوگوں کا میلان خلیجی ممالک کی طرف ہوا، گاؤں کی محدود زندگی اور تنگ ماحول سے نکل کر ان ممالک کا رخ کرنے کے بعد جب مالی حالت قدرے اچھی ہوئی تو یہاں کی نسل نو میں کسی حد تک تعلیم کے تئیں

بیداری پیدا ہوئی اور اس کی اہمیت کا احساس ہوا پھر انہیں اپنے ماتحتوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کی فکر دامن گیر ہوئی اور اس کی طرف انہوں نے اپنی توجہات مبذول کیں چنانچہ بتدریج اب عصری تعلیم کی طرف بھی لوگوں کا رجحان بڑھنے لگا ہے اور ملک کے بڑے تعلیمی ادارے جیسے جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، یونیورسٹی آف الہٰ آباد اور لکھنؤ یونیورسٹی وغیرہ میں داخلہ کے حصول کے لیے لوگ اپنے بچوں کو بھیجنا شروع کر دیے ہیں اگر چہ ابھی تک اس کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں ظاہر ہو سکا ہے لیکن اس بڑھتے ہوئے رجحان کے تئیں یہ امید کی جا سکتی ہے کہ مستقبل قریب میں نہ سہی مستقبل بعید میں یہاں سے بھی وہ لعل وگوہر پیدا ہونگے جن سے دینی و دنیوی دونوں افق پر گاؤں کا نام روشن ہوگا۔

شرح خواندگی

۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق یہاں کی مکمل شرح خواندگی ۷۰.۳۰ % ہے جو صوبۂ اتر پردیش کی اوسط شرح خواندگی (67.68%) سے زیادہ ہے۔

بحوالہ www.census2011.co.in

لیکن اس تناسب میں مسلم اور غیر مسلم دونوں حضرات شامل ہیں اس لیے زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ قرب وجوار کے عام مسلمانوں کی طرح یہاں کے مسلمان بھی تعلیم جس کے ذریعہ ملک عزیز میں مسلمانوں کی بقاء کی جنگ لڑی جا سکتی ہے کے تئیں ابھی بیدار نہیں ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی بڑی آبادی میں مسلم وغیر مسلم طلبہ وطالبات کے لیے ابھی تک ایک بھی معیاری تعلیمی ادارہ قائم نہیں ہو سکا ہے اور قرب وجوار میں جو پرائیویٹ ادارے قائم ہیں وہ مکمل طور پر کارپوریٹ سیکٹر یا کمپنیوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ صاحب ثروت واستطاعت حضرات جلد از جلد سامنے آئیں اور اسلامک ماحول میں انگلش میڈیم اسکولوں کا زیادہ سے زیادہ قیام کریں تا کہ نسلِ نو کو ان کے فکری ارتداد سے بچایا جا سکے اور یہ کام علماءِ کرام کی قیادت و سرپرستی میں ہی بہتر طور پر انجام دیا جا سکتا ہے۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلم آبادی ساٹھ فی صد اور غیر مسلم آبادی چالیس فی صد یعنی مسلم آبادی کے بیس فی صد زیادہ ہونے کے باوجود مسلم گریجوئیٹس کی تعداد صرف اٹھہتر ہے جبکہ غیر مسلم گریجوئیٹس کی تعداد ایک سو گیارہ ہے۔

ایک غیر مسلم شخص کی درخواست پر ۲۲/ مارچ ۲۰۲۴ء کو الہ آباد ہائی کورٹ کی طرف سے سرکار سے ملحق اور پرائیویٹ مدارس پر پابندی کے سلسلہ میں ۹۲/ صفحات پر مشتمل جو فیصلہ آیا ہے اور جس میں کورٹ نے یہ کہتے ہوئے کہ مدارس کی تعلیم اور حکومت کی طرف سے ان کی فنڈنگ ملک کے سیکولرازم کے خلاف ہے، حکومت سے جواب مانگا تھا، اس کے بعد تو لوگوں کے اوپر فرض کے درجہ میں ضروری ہو گیا ہے کہ اس بات کی طرف جلد از جلد توجہ دیں اور زیادہ سے زیادہ اپنے اسکول قائم کریں تا کہ ان کے اندر دینی ماحول میں ضروری عصری تعلیم دی جا سکے۔

☆☆☆

رسم ورواج

دنیا کے ہر ملک، ہر شہر اور ہر گاؤں کی طرح یہاں بھی بہت سارے رسم و رواج (Customs & Traditions) پائے جاتے ہیں جو زمانۂ قدیم سے چلے آ رہے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے کچھ کا تذکرہ بر سبیل مثال کیا جا رہا ہے۔

عیادت وتعزیت

بیماروں کی عیادت اور کسی کے انتقال پر جنازے میں شرکت کا لوگ اہتمام کرتے ہیں۔ بچپن سے ہم نے یہ روایت دیکھی ہے کہ جب کسی کے یہاں میت ہو جاتی ہے تو ان کے گھر کے باہر فرش پر کوئی چادر وغیرہ بچھا کر تقریباً پورے گاؤں یا کم از کم محلّہ کے لوگ کچھ دیر وہاں بیٹھتے ہیں، خود ہی میت کے رشتہ داروں اور قریبی متعلقین کو مطلع کرتے ہیں، قبر کھودنے والوں سے رابطہ کر کے اس کا انتظام کرتے ہیں اور پھر غسل سے لے کر تجہیز وتکفین کے سارے مراحل محلّہ و پڑوس کے لوگ ہی پورا کرتے ہیں، بڑے بڑے شہروں کی طرح اس کے لیے با اجرت پیشہ ور (Paid Professinals) لوگوں کی خدمات نہیں حاصل کی جاتی ہیں۔

تسلی کے کلمات

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد عموماً قبرستان میں ہی امام صاحب میت کے ورثاء، متعلقین اور دیگر حضرات کے سامنے تسلی کے عنوان سے ایک مختصر سا بیان کرتے ہیں جس میں قبر وحشر کی ضروری باتوں کے ساتھ ان کو اس بات کا احساس دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ اپنے اس غم میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ گاؤں کے ہم تمام لوگ دکھ اور رنج والم کی اس گھڑی میں آپ کے ساتھ کھڑے ہیں اور آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اگرچہ بظاہر یہ صرف ایک رسم ہے لیکن اس عمل میں صاحب معاملہ کے لیے تسلی کا ایک بڑا سامان ہوتا ہے۔ اس لیے اس پر پابندی سے عمل کیا جا رہا ہے۔ یہاں پہنچ کر ایک بات یاد آ گئی جس کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اپریل ۲۰۲۴ء کی بات ہے، سالانہ چھٹیاں گزارنے کے لیے میں وطن مالوف گیا ہوا تھا۔ اسی دوران اپنے پڑوس کے ایک معروف قصبہ میں ایک نماز جنازہ کے اندر شرکت کا اتفاق ہوا۔ نماز جنازہ اور تدفین سے فراغت کے بعد جب ان کے گھر واپس آئے تو لوگ محلّہ کے صحن میں جمع ہو گئے، کچھ دیر تک بیٹھے رہے پھر آپس میں چہ می گوئیاں شروع ہو گئیں، معلوم ہوا کہ لوگ امام صاحب کا انتظار کر رہے ہیں تا کہ وہ تسلی کے کلمات ادا کریں۔ امام صاحب کسی وجہ سے نماز جنازہ اور تدفین کے بعد یہاں واپس نہیں آ سکے تھے۔ تھوڑی دیر انتظار اور آپس کی چہ می گوئیوں کے بعد جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ حضرت موجود نہیں ہیں تو کسی دوسرے عالم دین کی تلاش شروع ہوئی جو مجلس کے سامنے تسلی کے کلمات ادا کر سکیں۔ اتفاق ایسا کہ اس وقت مجلس میں کوئی ایسے عالم دین موجود نہیں تھے جو اس ذمہ داری کو ادا کریں۔ لوگ بیٹھے رہے، انتظار ہوتا رہا، کوئی ایسے عالم مل نہیں رہے تھے جو اس فریضہ کو انجام دیں، لوگوں میں بے چینی بڑھنے لگی، کوئی اپنی جگہ سے ہل نہیں رہا تھا گویا کہ یہ نماز جنازے کا ایک حصہ ہے اور لوگ اپنی جگہ پر بیٹھ کر طرح طرح کی باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے امام صاحب کے خلاف بھی نازیبا کلمات کہہ ڈالے۔ میں مجلس میں بیٹھا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا بالآخر جب مجھے یہ محسوس ہو گیا کہ لوگ اس وقت تک یہاں سے نہیں اٹھیں گے جب تک اس فریضے کو ادا نہ کر دیا جائے تو میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور لوگوں کو مخاطب کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں میت کے ورثہ کے لیے تسلی کے چند کلمات ادا کیا اور میت کی مغفرت کے لیے مختصراً دعاء کی جب جا کر لوگ اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنے گھروں کو واپس گئے۔

کسی کے انتقال پر اسلامی طریقہ یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے جو فرض کفایہ ہے یعنی اگر محلّہ کے چند لوگ نماز جنازہ ادا کر دیں تو یہ فرض سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور اگر ایک شخص بھی میت کی نماز جنازہ ادا نہ کرے تو محلّہ اور گاؤں کے سارے لوگ گنہگار ہوں گے، اس کے بعد میت کو دفن کر دیا جائے پھر اس کے ورثہ سے تعزیت کی جائے، دفن سے پہلے بھی تعزیت درست ہے۔ تعزیت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین دن کے اندر ورثاء و متعلقین سے تعزیت کی جائے نہ کہ مجمع عام سے نیز جو لوگ وطن سے دور رہتے ہوں وہ لوگ جب بھی ملاقات

ہو تعزیت کر سکتے ہیں، اس میں حرج نہیں۔

ہمارے اطراف میں نماز جنازہ کے بعد تسلی کے نام پر یہ جو طریقہ رائج ہو گیا ہے کہ لوگ اس کو اس طرح ضروری سمجھنے لگے ہیں گویا کہ یہ بھی نماز جنازہ کا ایک حصہ ہے اور نماز جنازہ اس وقت تک ادا نہ ہو گی جب تک کہ اس کو ادا نہ کر لیا جائے جیسا کہ مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ شریعت کے اندر اس طرح کی ایجاد کو بدعت کہا جاتا ہے اور ہر بدعت گمراہی کا سبب ہوتی ہے۔ **إياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. الحديث الصحيح**

اگر کوئی شخص دین کے اندر اس طرح کی ایجاد کرے گا تو وہ اس کے منہ پر ماردی جائے گی۔ **من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (البخاری ومسلم)**

ایک شخص کا دوبار تعزیت کرنا یا قبر اور گھر کے دروازے کے پاس تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

وتكره التعزية ثانياً وعند القبر و عند باب الدار . (الدر المختار)

مذکورہ عبارت کے تحت علامہ شامی فتاویٰ ظہیریہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں **ويكره الجلوس على باب الدار للتعزية لأنه عمل اهل الجاهليه وقد نهى عنه وما يصنع فی بلاد العجم من فرش البسط والقيام على قوارع الطريق من اقبح القبائح.** یعنی تعزیت کرنے کے لیے گھر کے پاس بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ زمانۂ جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے، اور عجم ممالک میں فرش بچھا کر بیٹھنا یا گھر کی چوکھٹوں پر کھڑے ہونا یہ سب تو انتہائی قبیح عمل ہے۔

شامی ہی میں دوسری جگہ ہے **ويكره الاجتماع عند صاحب البيت ويكره له الجلوس فی بيته حتىٰ ياتی من يعزی بل اذا فرغ ورجع الناس من الدفن فليتفرقوا ويشتغل الناس بامورهم و صاحب البيت بأمره.**

اس واقعہ کے بعد اصلاح معاشرہ کی غرض سے سوشل میڈیا پر جب میں نے مندرجہ بالا تحریر لکھی تو اُس جگہ کے بعض علماء کو یہ بات پسند نہیں آئی چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے دارالعلوم دیوبند سے استفتاء کیا۔ دارالعلوم نے اپنے فتوے میں لکھا کہ اگر ان چیزوں کا التزام کیا جانے لگے تو یہ شکل بدعت کی حد میں داخل ہو کر ناجائز ہو جائے گی۔ ذیل میں دیوبند کا فتویٰ نقل کیا جا رہا ہے۔

Darul Ifta, Darul Uloom Deoband
دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

استفتاء نمبر مع علامت مفتی: ۲۰۵۶/د ۲۰۵۶/د ..... تاریخ اندراج: ۲۰۱۲/۱۲/۳۰ ۱۴۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں نماز جنازہ کے بعد تسلی کے کلمات ادا کرنے کا رواج اس حد تک عام ہو گیا ہے کہ جب تک اس کو ادا نہ کر لیا جائے عام طور پر لوگ اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے ہیں جیسا کہ نیچے مذکور ایک واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

گزشتہ دنوں ایک مرحومہ رشتہ دار کی نماز جنازہ میں شرکت کا اتفاق ہوا، نماز جنازہ اور تجہیز وتکفین سے فراغت کے بعد جب ان کے گھر واپسی ہوئی تو لوگ محلہ کے صحن میں جمع ہو گئے، کچھ دیر تک بیٹھے رہے پھر آپس میں چہ می گوئیاں شروع ہو گئیں، معلوم ہوا کہ لوگ مولانا صاحب کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ تسلی کے کلمات ادا کریں اور مولانا صاحب کسی وجہ سے نماز جنازہ اور تجہیز وتکفین کے بعد یہاں واپس نہیں آسکے تھے۔ تھوڑی دیر انتظار اور آپس کی چہ می گوئیوں کے بعد جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ حضرت موجود نہیں ہیں تو کسی دوسرے عالم دین کی تلاش شروع ہوئی جو مجلس کے سامنے تسلی کی کلمات ادا کر سکیں۔ اتفاق ایسا کہ اس وقت مجلس میں کوئی ایسے عالم موجود نہیں تھے جو اس ذمہ داری کو ادا کر سکیں۔ لوگ بیٹھے رہے، انتظار ہوتا رہا، کوئی ایسے عالم مل نہیں رہے تھے جو اس فریضہ کو انجام دے سکیں، لوگوں میں بے چینی بڑھنے لگی، کوئی اپنی جگہ سے ہل نہیں رہا تھا گویا کہ یہ نماز جنازہ کا ایک حصہ ہے اور لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر طرح طرح کی باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے مولانا صاحب کے خلاف بھی نازیبا باتیں کہہ ڈالیں۔ میں بھی اس مجلس میں بیٹھا یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا بالآخر جب مجھے یہ محسوس ہو گیا کہ لوگ اس وقت تک یہاں سے نہیں اٹھیں گے جب تک کہ اس فریضے کو ادا نہ کر دیا جائے تو میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور لوگوں کو مخاطب کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں میت کے ورثہ کے لیے تسلی کے چند کلمات ادا کیے اور میت کی مغفرت کے لیے مختصر دعا کی جب جا کر لوگ اپنی جگہوں سے اٹھے اور اپنے گھروں کو واپس گئے۔ صرف یہی ایک واقعہ نہیں ہے بلکہ اب عام طور پر لوگوں کا یہی مزاج بن چکا ہے اور بڑی اہمیت کے ساتھ اس پر عمل [illegible]

سوال یہ ہے کہ کیا قرآن وحدیث میں منصوص تعزیت کے طریقے کے علاوہ اس طرح کا طریقہ [illegible] ہے؟ کیا اس کو بدعت سے نہیں تعبیر کیا جائے گا؟ [illegible] ایاکم ومحدثات الأمور، فان کل [illegible] ضلالة (الحدیث الصحیح) من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (البخاري ومسلم) [illegible]

[illegible] احمد اعظمی گڑھ

۹۵۵۷۸۰۷۳۸۴

(۲)

جواب ۲۰۵

تدفین کے بعد تعزیت کے لئے جمع ہونے اور کسی عالم دین سے تسلی کے کلمات سننے کا اہتمام کرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدا ومصلیا و مسلما الجواب وباللہ التوفیق والعصمۃ: تعزیت کا سنت طریقہ یہ ہے کہ تدفین کے بعد یا تدفین سے قبل میت کے گھر والوں کے یہاں جا کر ان کو تسلی دے اور ان کی دلجوئی کرے صبر کی تلقین و ترغیب دے اور ان کے اور میت کے حق میں دعائیہ جملے کہے (فتاویٰ رحیمیہ ۵۷۱/۳ مکتبہ احسان دیوبند) اور یہ مدت تعزیت تین دن ہے، تعزیت کے لیے کوئی مخصوص شکل شریعت نے متعین نہیں کی ہے، لہذا تعزیت کے لیے کسی عالم کا انتظام کرنا، اور اس کے انتظار میں رہنا، کچھ افراد کا مجمع ہونا، تدفین کے بعد کیا جانا لازم نہیں ہے، اگر ان چیزوں کا التزام کیا جانے لگے تو یہ شکل بدعت کی حد میں داخل ہوکر ناجائز ہوجائے گی۔ منها: وضع الحدود: كالنذر للصيام قائما لا يقعد، ضاحيا لا يستظل، والاختصاص في الانقطاع للعبادة، والاقتصار من المأكل والملبس على صنف دون صنف من غير علة. ومنها: التزام الكيفيات والهيئات المعينة، كالذكر بهيئة الاجتماع على صوت واحد، واتخاذ يوم ولادة النبي ﷺ عيدا، وما أشبه ذلك. ومنها: التزام العبادات المعينة في أوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة، كالتزام صيام يوم النصف من شعبان وقيام ليلته.(الاعتصام للشاطبي ۵۳/۱ دار ابن عفان) ولا يخفى أن الاعتقاد يشمل ما كان معه عمل أو لا، فإن من تدين بعمل لا بد أن يعتقده كمسح الشيعة على الرجلين وإنكارهم المسح على الخفين وذلك، وحينئذ فيساوي تعريف الشمني لها بأنها ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله ﷺ من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما اهـ فافهم (شامي ۵۶۰/۱ دار الفكر بيروت) (امداد الفتاوی "جو امر کلیا یا جزئیا دین میں نہ ہو اس کو۔۔۔ جزو دین علما و عملا بنا لینا۔۔۔ بدعت ہے ۲۸۵/۵ زکریا دیوبند) (براہین قاطعہ "كما نرى الاجتماع الى اهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة" اس حدیث میں اجتماع مطلق فرمایا ہے۔ ۲۳۱،۲۳۴) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

بھاتی

اس کے بعد باہر سے آئے ہوئے میت اور اس کے ورثاء کے مہمانوں کے لیے ناشتہ اور قریبی رشتہ داروں کے کھانے وغیرہ کا انتظام پڑوس و گھر خاندان کے قریبی لوگ ہی کرتے ہیں جس کو مقامی زبان میں بھاتی کہا جاتا ہے۔ اس سے بھی لوگوں کی سماجی اور معاشرتی ذمہ داریوں کا احساس ہوتا ہے۔ یہاں پر اس بات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے دوسرے دن صاحب خانہ کی طرف سے غریبوں کی مدد اور صدقہ وغیرہ کے نام پر اہتمام سے کھانا بنانے کی ایک رسم چل پڑی ہے جس میں گھر، خاندان اور محلّہ و پڑوس کے قریبی لوگوں کو دعوت طعام دی جاتی ہے اور یہ سلسلہ ایک ضروری رسم کی شکل اختیار کرتا چلا جا رہا ہے یہاں تک کہ جو لوگ معاشی اعتبار سے کمزور ہیں ان کے اوپر یہ ایک طرح کا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس پر قدغن لگائی جائے اور اس کو ختم کیا جائے۔

پنچ بجھی

کسی کے یہاں شادی بیاہ کے موقع پر محلّہ و پڑوس کے لوگ ہی سارا انتظام سنبھالتے ہیں۔ میرج ہال اور ہوٹل وغیرہ میں شادی کرنے کا ابھی تک یہاں رواج نہیں ہے۔ اس موقع پر زمانۂ قدیم سے ایک خاص روایت چلی آ رہی ہے جو عرف عام میں ''پنچ بجھی'' کے نام سے معروف ہے۔ اس میں شادی سے چند روز قبل لوگ اپنے گھر پر ایک میٹنگ منعقد کرتے ہیں جس میں محلّہ اور پڑوس کے ذی شعور و صائب الرائے حضرات کو دعوت دی جاتی ہے اور وہ حضرات شادی سے متعلق ضروریات، کاموں کی تقسیم اور اس کے انتظام و انصرام کے متعلق صاحب معاملہ کی رہ نمائی کرتے ہیں اگرچہ وہ ساری تیاریاں پہلے ہی مکمل کر چکے ہوتے ہیں لیکن یہ ایک رسم ہے جو چلی آ رہی ہے اور لوگ اسے نبھائے بھی جا رہے ہیں۔ اس سے انتظام و انصرام کی بھولی بسری باتیں بھی صاحب معاملہ کو یاد آ جاتی ہیں اور اس کی تکمیل میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

اختلافات کا تصفیہ

گھر خاندان اور رشتہ داروں کے مابین پائے جانے والے کسی بھی طرح کے گھریلو یا

خاندانی اختلافات کا تصفیہ بھی پنچ بجھی کی اسی مجلس میں کیا جاتا ہے اور لوگ ایک کو دوسرے سے صلح و مصالحت کرانے میں عموماً کامیابی حاصل کر لیتے ہیں۔ اس سے بھی یہاں کے حسن معاشرت کا پتہ چلتا ہے۔

اتحاد و اتفاق

ان سب کے علاوہ سبھی مذہب و مسلک کے لوگ عمومی طور پر آپس میں مل جل کر رہتے ہیں۔ موجودہ وقت میں جب کہ حکومتی سطح پر فرقہ واریت کو فروغ دینے کی کھلم کھلا کوششیں ہو رہی ہیں یہاں پر بظاہر اب بھی اس کا کوئی خاص اثر نظر نہیں آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلا کسی امتیاز کے لوگ ایک دوسرے کے یہاں شادی بیاہ اور دیگر خوشی و غمی کی تقریبات میں بلا تکلف شرکت کرتے ہیں۔ راقم کو خوب یاد ہے کہ اس کی اور برادران خرد کی شادی کے مواقع پر گاؤں میں غیر مسلم احباب و متعلقین کے لیے ان کے محلّہ میں باقاعدہ الگ سے ایک شاندار ولیمہ کا اہتمام کیا گیا تھا اور یہ ذمہ داری انہیں میں سے چند سربرآوردہ حضرات کو سونپ دی گئی تھی جسے انہوں نے بخوبی نبھایا تھا۔

افطار پارٹی

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں مستطیع حضرات اپنے محلّہ، پڑوس اور دیگر متعلقین کو اپنے یہاں افطار پر مدعو کرتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں کی طرح یہاں افطار میں باقاعدہ کھانا نہیں ہوتا ہے بلکہ افطار کے ساتھ ہی ہلکے کھانے پر اکتفاء کیا جاتا ہے، افطار کرنے کے بعد لوگ نماز کے لیے مسجد تشریف لے جاتے ہیں اور پھر وہیں سے اپنے گھروں کو واپس ہو جاتے ہیں، ہمارے خیال میں افطار کا یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے کہ اس میں داعی اور مدعو دونوں کے لیے سہولت ہوتی ہے۔

عید ملن

عید کے تہوار کے موقع پر پوری دنیا کی طرح یہاں بھی نماز دوگانہ کے بعد لوگ ایک دوسرے سے سلام و مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں، ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

نماز کے بعد متصلاً قبرستان جا کر اپنے مُردوں کے لیے دعائے مغفرت اور ان کے لیے ایصال ثواب کرتے ہیں۔ عیدگاہ سے واپسی پر دوست واحباب کے یہاں سوئیاں کھانے جاتے ہیں، عورتیں تو باقاعدہ گھر، خاندان اور رشتہ دار کی عورتوں کے یہاں اس کے لیے بچوں کے ذریعہ پیغام بھیجواتی ہیں لیکن مرورایام کے ساتھ اب اس میں کمی آچکی ہے چنانچہ یکے بعد دیگرے گزشتہ عیداور بقرعید کے موقعہ پر سالانہ چھٹیاں وطن میں گزارنے کا اتفاق ہوا تو اندازہ ہوا کہ شہروں کی طرح اب یہاں بھی لوگ عیدین کی نماز وغیرہ سے فراغت کے بعد کمبل لے کر سو جاتے ہیں اور پھر نماز ظہر کے وقت بیدار ہوتے ہیں۔ کچھ مسلم حضرات اپنے غیر مسلم پڑوسیوں اور دوستوں کے یہاں بھی عید کی مٹھائیاں بھیجتے ہیں، والد مرحوم کے زمانہ سے اب تک ہمارے گھر میں اس کا خاص اہتمام ہوتا چلا آرہا ہے اور آپ کے انتقال کے بعد ہم نے اس روایت کو مزید وسعت کے ساتھ باقی رکھا ہے لیکن یہ کام ابھی بہت محدود حد تک ہی ہو رہا ہے، موجودہ وقت میں جب ایک خاص سیاسی پارٹی کے لوگ ہندو و مسلم کے مابین نفرت و عداوت کے بیج بونے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہے ہیں لوگوں کو چاہئے کہ اس عمل کو زیادہ سے زیادہ عام کریں تاکہ خلوص و محبت اور اتحاد و اتفاق کے ذریعہ نفرت کے ماحول میں محبت کا بازار سجایا جاسکے۔

قربانی کے گوشت کی تقسیم

عیدالاضحیٰ کے موقع پر مستطیع اور غیر مستطیع تقریباً ہر گھر میں قربانی ہونے کے باوجود قربانی کے گوشت کو اپنے خاندان، پڑوسیوں، دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرنے کی روایت (Tradition) زمانۂ قدیم سے چلی آرہی ہے۔ اس موقع پر لوگ قربانی کا گوشت ان کے یہاں بھیجتے ہیں اور بدلے میں وہ بھی ان کو گوشت دیتے ہیں۔ لین دین کا یہ سلسلہ اتنا دراز ہوتا ہے کہ بسا اوقات قربانی نہ کرنے والے شخص کے یہاں بھی گوشت اتنی وافر مقدار میں جمع ہو جاتا ہے کہ بعد میں لانے والوں سے انہیں معذرت کرنی پڑتی ہے۔ بڑے جانور میں بھینس اور چھوٹے جانوروں میں خصی کی قربانی کی جاتی ہے، یہاں گائے کی قربانی کا ماحول نہیں ہے اور موجودہ حالات کے تناظر میں یہ مناسب بھی نہیں ہے۔ برادران وطن میں سے بہت سے غریب اور مزدور طبقہ کے لوگوں کو اس دن کا انتظار رہتا ہے اور چھوٹے جانور

کے ساتھ وہ بڑے جانوروں کا گوشت بھی لے کر جاتے ہیں۔

دینی اجلاس

لوگوں میں دینی مزاج پیدا کرنے اور انہیں دین کی تعلیمات سے قریب کرنے کے لیے برصغیر میں مروجہ دینی جلسوں کی روایت کے مطابق وقتاً فوقتاً یہاں بھی دینی جلسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں قرب وجوار کے مقررین اور علماءِ کرام کو دعوت دی جاتی ہے اور وہ حضرات اصلاحِ معاشرہ کے عنوان پر قرآن وحدیث کی روشنی میں لوگوں کے سامنے دین کی باتیں پیش کرتے ہیں لیکن آج کے زمانہ میں یہ مروجہ جلسے ایک فیشن بلکہ پروفیشن بن گئے ہیں الا ماشاءاللہ، سامعین اس کو ذہنی سیر وتفریح کا ذریعہ سمجھنے لگے ہیں اور مقررین کی اکثریت بہترین ذریعۂ آمدنی، ان حضرات کو ایک بھاری نذرانہ پیش کرنا ہوتا ہے بلکہ بہت سے پیشہ ور مقررین (Professional Speakers) کی طرف سے باقاعدہ اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دینی جلسوں سے ان کی روح جاتی رہی اور لوگوں کو فائدہ کے بجائے نقصان ہونے لگا بایں طور کہ دیر رات تک جلسہ میں جاگنے کی وجہ سے صبح میں فجر کی نماز فوت ہو جاتی ہے اور ایک ہی رات کے اندر لاکھوں روپے مفت میں ضائع ہوتے ہیں۔ آج کے اس مشغول ترین اور سہولت پسند زمانہ میں دعوت وتبلیغ کا بہترین اور مؤثر ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہفتہ یا مہینہ میں ایک دن متعین کر کے کسی ایک نماز کے بعد امام صاحب کسی خاص موضوع پر زیادہ سے زیادہ دس منٹ خطاب کریں۔ ہمارے خیال میں اس کا جو اثر ہوگا وہ لاکھوں لاکھ روپے لگا کر ہونے والے جلسوں سے حاصل نہیں ہوگا جیسا کہ سعودی عرب کی مساجد میں ایک زمانہ سے ہم یہ دیکھتے چلے آرہے ہیں۔

تبلیغی جماعت

لوگوں میں دینی مزاج کو عام کرنے اور نمازوں کا اہتمام کرنے کے لیے تبلیغی جماعت کے لوگ اپنے مخصوص انداز میں لوگوں کے گھروں پر جا کر انہیں دین کی دعوت دیتے ہیں۔ انتہائی پیار ومحبت کے ساتھ ان کی ٹھوڑیوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں۔ اس جماعت کے اندر در آئی تمام تر خامیوں کے باوجود ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عام لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف یہی جماعت زیادہ مؤثر اور بہتر انداز میں دعوت دے رہی ہے۔

جشن میلاد النبی ﷺ

بارہ ربیع الاول کے موقع پر ہر سال بریلوی مکتب فکر کی طرف سے جشن عید میلاد النبی کا پروگرام منعقد کیا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر ہرے جھنڈے کے ساتھ دن میں نظم اور نعت خوانی کرتے ہوئے ایک جلوس نکالا جاتا ہے، گھر گھر جا کر کسی مدرسہ یا کسی انجمن کے لیے چندہ کیا جاتا ہے اور رات میں مختلف جگہوں پر میلاد و نعتِ نبی پیش کرنے کے لیے اسٹیج لگایا جاتا ہے، علماءِ کرام کی تقریریں ہوتی ہیں، اخیر میں کھڑے ہو کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام پیش کیا جاتا ہے اور پھر شیرینی کی تقسیم پر پروگرام کا اختتام ہوتا ہے۔ یہ روایت دن بہ دن ترقی کرتی چلی جا رہی ہے چنانچہ امسال حیدآباد میں ایک صاحب نے باقاعدہ جماعت کے ساتھ جشن عید میلاد النبی کی نماز ادا کی اور بعض لوگوں کو احرام کی چادر لپیٹ کر طواف کی شکل میں چلتے ہوئے ایک ویڈیو میں دیکھا گیا۔ اس طرح کی چیزیں بلا شک وشبہ بدعت ہیں، ایسا کرنے والے حضرات کو اس سے احتیاط کرنی چاہیے۔

شب برأت

احادیثِ شریفہ میں شب برأت یعنی پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کے پیش نظر ہم نے اپنے بچپن سے دیکھا ہے کہ لوگ اس رات میں بطور خاص جاگ کر نماز، دعاء، تلاوتِ قرآن اور استغفار وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ جو لوگ سال بھر قرآن کی تلاوت نہیں کر پاتے ان کو بھی اس رات میں قرآن کے کچھ حصے پڑھ لینے کی توفیق میسر ہو جاتی ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد گھر کے مرد اور بچے قبرستان جا کر اپنے مُردوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت وایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ یہ روایت آج تک چلی آ رہی ہے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ عمل بدعت ہے لیکن شب برأت کی فضیلت پر ضعیف ہی سہی احادیث موجود ہیں لہذا ان احادیث سے مجموعی طور پر یہ رات رحمت و مغفرت کی رات ثابت ہوتی ہے اور فضائل کے باب میں ضعیف احادیث پر بھی عمل ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کے اندر نیک عمل کا جذبہ باقی رہے۔ نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رات قبرستان جانا بھی روایات سے ثابت ہے لہذا انفرادی طور پر قبرستان جانا اور دعاء کرنا بھی جائز و مستحب ہے البتہ

خرافات، اجتماعات اور آتش بازی جیسی رسومات سے پرہیز از حد ضروری ہے۔

تعزیہ داری

سابق میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہاں شیعہ جماعت کا وجود نہیں ہے لیکن تعزیہ داری کی رسم بریلوی مکتبِ فکر، قریشی حضرات، صباغ اور شیخ برادری کے کچھ لوگ ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ لوگ اپنے کندھوں پر تعزیہ اٹھائے ہوئے تقریباً پورے گاؤں کا چکر لگاتے ہیں اور شام کو گولا بازار میں بنے ہوئے روضہ کے اندر تعزیہ کا پھول مالا وضع کر کے مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم، محلّہ پچھّم میں اس کو واپس رکھ دیتے ہیں کیونکہ مدرسہ تعمیر ہونے سے قبل اس جگہ صرف امام باڑہ ہی تھا۔ اس موقع پر لاٹھی اور تلوار کی فنکاری کا مظاہرہ بھی کیا جاتا تھا۔ ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا ہے کہ محلّہ پچھّم، باغ میں جہاں اس وقت دونوں جماعت کے مدرسے قائم ہو گئے ہیں باقاعدہ فن حرب وضرب کا پروگرام منعقد کیا جاتا تھا، اس فن کے ماہرین اپنے اپنے فن کا مظاہرہ کرتے تھے اور تماشبین کی ایک بھیڑ اس سے محظوظ ہوتی تھی لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا اس فن سے لوگوں کی دلچسپیاں کم ہوتی گئیں اور پرانے لوگ بھی راہیِ ملک عدم ہو گئے اس لیے اب یہ پروگرام تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ ایک تعزیہ اور اٹھایا جاتا ہے جو محلّہ پورب لال چوک سے شروع ہو کر گولا بازار تک ختم ہو جاتا ہے، یہ ایک بار دن میں اور ایک بار رات میں منایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی زمانہ میں ایک تیسرا تعزیہ بھی اٹھایا جاتا تھا جو گولا بازار میں بنے امام باڑہ سے اٹھتا پھر گھوم پھیر کر اسی میں رکھ دیا جاتا تھا۔ جب اس امام باڑہ کے ذمہ داروں نے امام باڑہ کو مسجد عمر فاروق، گولا بازار کی ملکیت میں دے دیا اور امام باڑہ ختم ہو گیا تو کچھ عرصہ بعد تعزیہ اٹھانے کا یہ عمل بھی ختم ہو گیا۔

ہولی

ہم نے بچپن سے دیکھا ہے کہ گاؤں میں برادران وطن کے یہاں ہولی کا تہوار پورے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ یہ برصغیر ہند میں برادران وطن کا ایک قدیم مذہبی تہوار ہے جو خاص طور سے ملک ہندوستان میں منایا جاتا ہے لیکن اب یہ ایشیا کے دیگر ممالک میں بھی پھیل چکا ہے۔ ساتھ ہی ہندوستانی مہاجرین کی وجہ سے ساؤتھ افریقہ، ملیشیا، مغربی دنیا کے بہت سے حصے جیسے یوکے، امریکہ اور کناڈا میں بھی اب اس کا وجود ہو گیا ہے۔ اس کو رنگوں یا محبت کا تہوار بھی کہا

جاتا ہے۔ یہ تہوار ہنسی مذاق، ذہنی و جسمانی سیر و تفریح، معافی تلافی اور شکستہ تعلقات کو استوار کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ یہ موسم سرما و گرما کے بیچ میں منایا جاتا ہے۔ اس کی مدت ایک دن اور ایک رات ہوتی ہے جو پورنیما (چودھویں کے چاند) کی شام سے شروع ہوتی ہے، ہندی کلینڈر کے مطابق پھاگون (مارچ کا درمیانی) مہینہ ہوتا ہے۔ اس کی شام کو ہولیکا دہن یا چھوٹی ہولی جبکہ دن کو ہولی یا رنگ والی ہولی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی ابتداء رات میں ہولیکا دہن سے ہوتی ہے یعنی شہر سے باہر لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، وہاں ہندو مذہب کے عقیدہ کے مطابق آگ لگائی جاتی ہے، مذہبی روایات کو ادا کیا جاتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس آگ میں ان کی زندگی کے تمام منفی اور ناپسندیدہ واقعات جل کر راکھ ہو جائیں۔ اس کے بعد صبح میں رنگ والی ہولی شروع ہوتی ہے جس میں بلا تفریق مرد و عورت، چھوٹے و بڑے ہر ایک اپنے متعلقین کو مختلف قسم کے رنگ لگا کر ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے اور شام میں لوگ عمدہ لباس زیب تن کر کے دوستوں و رشتہ داروں سے ملاقات کے لیے جاتے ہیں۔

بحوالہ https://en.wikipedia.org/wiki/Holi

دیپاولی / دیوالی / دِوالی

یہ بھارت میں منائے جانے والے برادران وطن کے مذہبی اور سماجی تہواروں میں سے ایک اہم تہوار ہے جو ہر سال اکتوبر یا نومبر کے مہینہ میں منایا جاتا ہے۔ اسے بھی اپنے بچپن سے گاؤں میں ان کے ذریعہ منائے جاتے ہم نے خوب دیکھا ہے۔ سکھ، بدھ اور جین مذہب کے لوگ بھی اسے مناتے ہیں۔ دیپاولی درحقیقت دیپوں کا ایک تہوار ہے جو برائی پر اچھائی، تاریکی پر روشنی، جہالت پر علم اور ناامیدی پر امید کی فتح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس کا تاریخی پس منظر کچھ یوں ہے کہ رام چندر جی چودہ سال کی جلاوطنی کی زندگی گزارنے کے بعد جب وطن واپس لوٹے تو ایودھیا کے لوگ ان کے استقبال میں اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل پڑے اور پورے راستے میں گھی کے چراغ جلائے جس کی وجہ سے پورا علاقہ روشنی سے جگمگا اٹھا۔ اسی وقت سے یہ روایت چل پڑی جو ہر سال دہرائی جاتی ہے۔ کئی ہفتہ قبل ہی دیوالی کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں، لوگ اپنے گھروں و دکانوں کی صفائی میں لگ جاتے ہیں، گھروں میں مرمت اور سفیدی

(Maintenance & Whitewash) وغیرہ کا کام شروع ہو جاتا ہے، گلیوں کو سنہری جھنڈیوں سے سجایا جاتا ہے۔ دیوالی کے دن نیپال، بھارت، سری لنکا، میانمار، ماریشس، گویانا، ملیشیا، سنگاپور، فیجی، پاکستان اور آسٹریلیا وغیرہ کے بارڈر پر سرکاری چھٹی ہوتی ہے۔ اس کی اہمیت ہندو مذہب میں ایسے ہی ہے جیسے مسلمانوں کے یہاں عید کا تہوار۔

بحوالہ https://hi.wikipedia.org/wiki/dipawali

دسہرا

یہ بھی برادران وطن کے مذہبی تہواروں میں سے ایک اہم تہوار ہے جو ہر سال ہندی کے چھٹے یا ساتویں ماہ بھادو یا کنوار (ستمبر/اکتوبر) کی دس تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ اس کی تاریخی حیثیت کے بارے میں مؤرخین کی آراء مختلف ہیں لیکن جو تاریخ ہمیں حقیقت سے قریب تر معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ہندو مذہب کی مقدس کتاب ''راماین'' میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ سری لنکا کے بادشاہ راون (Ravana) کی بہن شورپنکھ (Shurpanakha) رام (Rama) اور ان کے چھوٹے بھائی لکشمن (Lakshmana) کو اپنا دل دے بیٹھی تھی اور ان میں سے کسی ایک سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن ان دونوں نے انکار کر دیا تو اس نے رام کی بیوی سیتا کو جان سے مارنے کی دھمکی دے دی، لکشمن کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو غصہ میں آ کر انہوں نے اس کے کان اور ناک کاٹ دیے۔ اس کے بعد بہن کی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے راون نے رام کی بیوی سیتا کا اغوا کر لیا۔ ابتداء میں رام نے اسے باعزت رہا کرنے کی درخواست کی لیکن جب وہ نہیں مانا تو رام و لکشمن نے بھگوان ہنومان اور بندروں کی ایک فوج کے ساتھ سری لنکا پر حملہ کر دیا، ان کے درمیان جنگ ہوئی اور دس تاریخ کو رام نے راون کا قتل کر دیا، اسی دن سے دسہرا کا یہ تہوار منایا جانے لگا۔

بحوالہ www.tourmyindia.com

چھٹھ کا میلہ

دیگر تہواروں کی طرح ہندو سماج کی طرف سے گاؤں میں چھٹھ کے میلے کا تہوار بھی منایا جاتا ہے۔ یہ برصغیر ہند میں ہندو مذہب کا ایک قدیم تہوار ہے جو بطور خاص ہندوستان کے

صوبۂ اتر پردیش، بہار، جھارکھنڈ، مغربی بنگال دہلی اور ممبئی کے علاوہ نیپال کے متعدد صوبوں جیسے کوشی، گنڈا کی، باگمتی، لومبینی اور مدھیش کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک امریکہ، آسٹریلیا، سنگاپور، کناڈا، جاپان اور لندن وغیرہ میں منایا جاتا ہے۔ اس کا تذکرہ ہندو مذہب کی دونوں مقدس کتاب راماین اور مہابھارت میں بھی آیا ہے۔ اس میں سورج اور شاشٹھی دیوی (چھٹی مَیّا) کی عبادت کی جاتی ہے تاکہ روئے زمین پر ان کی رحمتیں نازل ہوں اور لوگوں کی مرادیں پوری ہوں۔ ہندو مذہب کی عورتیں بطور خاص اس میں روزہ رکھتی ہیں۔ مختصراً اس کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ جب رام چندر جی اور سیتا ایودھیا لوٹے تو لوگوں نے دیپاولی منائی جیسا کہ گزر چکا ہے اور چھٹے دن رام کی حکومت قائم کی گئی، رام و سیتا نے اس دن روزہ رکھا نیز سیتا نے چھٹھ پوجا ادا کیا، اسی کے بعد ان کے دونوں بیٹے لَو و اور کوش (Luv & Kush) پیدا ہوئے۔ مہابھارت کے مطابق چھٹھ پوجا دروپدی یا کونتی نے لکشا گریہہ سے نجات کے بعد ادا کیا تھا۔ اسی وقت سے یہ روایت چل پڑی اور آج بھی اس کو ادا کیا جارہا ہے۔

بحوالہ https://en.wikipedia.org/wiki/Chhath

☆☆☆

قدیم اور معروف جگہیں

ہریکھا

گاؤں میں داخلہ کے لیے مین روڈ یعنی چوراہے سے پورب جانب ایک چھوٹا سا میدانی علاقہ ہے، اس سے تھوڑا آگے صوفی گنج نامی مسلم اکثریتی ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ اس کے چاروں طرف کھیت کی شکل میں لوگوں کی خالی زمینیں پڑی ہوئی ہیں جس میں کسان حضرات اپنی اپنی کھیتیاں کرتے ہیں۔ کسی زمانہ میں وہاں پر ایک چھوٹی سی پوکھری ہوا کرتی تھی، گرمی کے زمانہ میں اس میں پانی کم ہو جاتا تو لوگ اس کے نیچے کی مٹی اور ڈھیلے جو صاف ستھرے اور سفیدی مائل ہوتے تھے کو نکال کر اپنے گھروں کو لے جاتے اور اس سے اپنے مکانات کے کچے فرش اور دیواروں کی صفائی (لپائی پوتائی) کا کام لیتے تھے، یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگوں کے مکانات میں مٹی کی موٹی موٹی دیواریں اور فرش کچے ہوا کرتے تھے لیکن اب اس طرح کے مکانات تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ اس کے اردگرد کی خالی زمینیں بنجر تھیں۔ لوگ اس طرف قضائے حاجت وغیرہ کے لیے جاتے تھے۔ وہاں برگد کا ایک چھوٹا سا درخت تھا، اب اس کے قریب ہی نگر پنچایت کی پولیس چوکی بن گئی ہے۔

تانے والا باغ

مکھلی کے پاس سے جو راستہ ولید پور جاتا ہے اس سے نیچے اترتے ہی وہاں سے اخیر پورب جانب دلت بستی تک ایک لمبا چوڑا میدان تھا جو تانے والے باغ یا عرف عام میں کھرَیّا باغ کے نام سے معروف تھا، اس میں پیپل، برگد، مَہُوا اور املی وغیرہ کے کچھ درخت تھے، گاؤں کے لوگ اس میں فٹبال بھی کھیلا کرتے تھے۔ اس کی وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ گاؤں کے لوگ اپنے ہینڈلوم پر ساڑیوں کے کام کے لیے اس میں تانا بناتے تھے جیسا کہ ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا ہے اس لیے اس کا نام تانے والا باغ پڑ گیا لیکن مرور ایام کے ساتھ یہ باغ اپنا وجود کھو بیٹھا اور اب اس

میں مکانات تعمیر ہو چکے ہیں اور لوگ وہاں بود و باش اختیار کر لیے ہیں۔

آٹو اسٹینڈ

تانے والے باغ کے سامنے روڈ پر گاؤں کا آٹو اسٹینڈ ہے جہاں سے لوگ آٹو رکشہ کے ذریعہ محمد آباد، خیر آباد اور کیلنڈر تک جاتے ہیں، پھر وہاں سے اگلی سواری پر سوار ہو کر آگے کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ پچیس تیس سال قبل یہ کام چوراہے سے لیا جاتا تھا اور لوگ کھیریا کی طرف سے آنے والے آٹو پر بیٹھ کر آگے جاتے تھے، گولا بازار سے چوراہے تک کی مسافت تقریباً ایک کلومیٹر ہے، گرمی اور برسات کے موسم میں یہاں سے چوراہے تک جانا بطور خاص عورتوں اور بچوں کے لیے ایک تکلیف دہ امر تھا، بعد میں یہ راستہ جب کولتار کی پکی سڑک میں تبدیل ہو گیا اور آٹو ڈرائیور اپنے آٹو کو لے کر اسی راستہ سے ولید پور جانے لگے تو یہ تھوڑا قریب ہو کر سُکھئی کے گھر کے پاس منتقل ہو گیا اور قدرے راحت ہو گئی لیکن اب یہ مستقل طور پر تانے والے باغ کے سامنے قائم ہو گیا ہے جس سے لوگوں کو بہت سہولت ہو گئی ہے۔

مُکھلّی

آٹو اسٹینڈ سے پچھّم جانب آبادی کی طرف تھوڑا آگے چل کر ایک چھوٹا سا تراہا ہے جو مکھلی کے نام سے معروف ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تانے والے باغ سے متصل ایک پوکھری ہے جس میں لوگوں کے گھروں کا گندا پانی جمع ہوتا ہے، اس پوکھری کا منہ اتر پچھّم جانب تمساندی میں کھلتا ہے جس کی وجہ سے اسے منہ کھُلی کہا جاتا تھا، مرور ایام کے ساتھ وہ لفظ تبدیل ہو کر مکھلی ہو گیا اور پھر اس جگہ کا نام ہی مکھلی پڑ گیا۔ ایک دوسرا قیاس یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ اس کی اصل ہندی زبان کا لفظ مکھیالے ہے۔ گاؤں کے لوگ دن بھر کی مشغولیات کے بعد شام کے فارغ اوقات میں یہیں بیٹھتے ہیں، مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیالات کرتے ہیں، ملی اور سماجی مسائل پر گفتگو ہوتی ہے۔ الیکشن کے زمانہ میں بانسواڑی کے درخت کے نیچے اور پوکھری کے اوپر چٹائی بچھا کر مستقل طور پر لوگ بیٹھتے ہیں، سیاسی حکمت عملی تیار کی جاتی ہے، اس کے لیے خاکے و منصوبے بنائے جاتے ہیں یہاں تک کہ یہیں سے گاؤں کی سیاست کا رخ طے کیا جاتا ہے

اس لیے اس کو مکھیالے کہا جا سکتا ہے اور اسی کی بگڑی ہوئی شکل مکھلی ہے، اگر چہ یہاں پر اس طرح کا اجتماع یا بیٹھک بہت بعد میں شروع ہوئی ہے لیکن یہ قیاس بھی معقول لگتا ہے۔

گولا بازار

مکھلی پر مین روڈ سے پچھّم کی طرف جاتے ہوئے ڈھائی تین سو میٹر کے فاصلہ پر راستہ کے داہنی جانب مسجد عمر فاروق کے سامنے ایک صحن ہے جس کا رقبہ تقریباً پانچ چھ بسوا ہوگا، کچھ ماہ قبل اس میں نگر پنچایت کی طرف سے بڑے بڑے دو ٹن شیڈ لگا دیے گئے تھے جس میں دوکاندار حضرات اپنی اپنی دوکانیں لگاتے تھے اور پورب جانب سابق چیئر مین شمیمہ علی کی زیر نگرانی دس سیٹ کا ایک بیت الخلاء بھی تعمیر کر دیا گیا ہے۔ اب وہ ٹن شیڈ ہٹا کر اس کو خالی میدان کی شکل دے دی گئی ہے۔ ہر بدھ کے دن اس میں گاؤں کا ہفتہ واری بڑا بازار اور ہر سنیچر کو چھوٹا بازار لگتا تھا جہاں سے لوگ اپنے راشن کا سامان دال، چاول، آٹا، گیہوں اور سبزیاں وغیرہ خریدتے تھے۔ گاؤں کے بنیا حضرات کے علاوہ ولید پور اور قریب کے دیہی علاقوں سے بھی کچھ لوگ اپنی اپنی دوکانیں لگاتے تھے اور سال میں ایک دن شب برأت سے پہلے والے بدھ کو نسبتاً بڑا بازار لگتا تھا جو ''دھکا کی بازار'' کے نام سے جانا جاتا تھا، اس بازار میں محمد آباد سے مغزیات، سوجی، میدے اور پٹاخے وغیرہ کی دوکانیں آتی تھیں۔ گاؤں کے تقریباً سارے لوگ رمضان کے لیے مغزیات و مسالہ جات اسی دن خرید لیتے تھے نیز کچھ لوگ شب برأت کے حلوہ کا سامان و پٹاخے بھی خریدتے تھے۔ ہمارے بچپن میں یہاں املی کے بڑے بڑے دو پھلدار درخت بھی تھے، املی کے موسم میں بچے اس پر پتھر پھینک کر کچی اور پکی دونوں طرح کی عمدہ املیاں حاصل کرتے اور اس سے خوب لطف اندوز ہوتے تھے۔ یہ جگہ گولا بازار کے نام سے موسوم ہے۔

امام باڑہ (تعمیر قدیم: ۱۰۰۴ھ بمطابق ۱۵۹۶ء)

گولا بازار میں مسجد عمر فاروق کے اتر جانب تقریباً دس بارہ فٹ کی دوری پر واقع ہے۔ اس کے پیچھے ایک چوک بھی ہے جس کا رقبہ کم و بیش آدھ بسوا کے قریب ہے۔ مسجد کے دکھن جانب اس کی کچھ خالی زمین ہے۔ سن ہجری کے اعتبار سے ۴۴۲ سالہ اور سن عیسوی کے اعتبار سے یہ ۴۲۹ سالہ قدیم امام باڑہ ہے اور انجمن حسینیہ اہل سنت بھیرہ کے زیر اہتمام ہے۔ انجمن حسینیہ

گاؤں کی ایک قدیم دینی انجمن ہے جس کے ذمہ داران شیخ برادری کے لوگ ہیں۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں اس انجمن کا دورِ شباب تھا لیکن جیسے جیسے پرانے لوگ گزرتے گئے اور نئے لوگوں کے لیے روزی روٹی کا مسئلہ ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہوتا گیا تو یہ انجمن کمزور پڑتی گئی اور اب بالکل پژمردہ ہوکر رہ گئی ہے اگرچہ ہر سال ماہ محرم الحرام میں اب بھی امام باڑہ کی تجدید کاری کا کام ہوتا ہے۔ اس کے دروازے پر لگے کتبہ کے مطابق اس کی تعمیر قدیم ۱۰۰۴ھ بمطابق ۱۵۹۶ء ہے جبکہ تعمیر جدید یکم محرم الحرام ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۲ ستمبر ۲۰۱۷ء ہے۔ اس پر ایک شعر لکھا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

نام دو جگر گوشۂ مختار انام سید الشہداء امام حسن و امام حسین

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جگر گوشوں کے نام۔ شہیدوں کے سردار امام حسن و امام حسین۔

یہ عمارت اور اس سے متصل جنوب مغرب کی جگہ (جہاں پر متعدد قبریں تھیں، یہ جگہ اب مسجد میں داخل ہو چکی ہے) روضہ سے مشہور تھی۔ امام باڑہ کی سفالہ پوش عمارت مسجد سے دو تین میٹر کے فاصلہ پر دکھن جانب لب سڑک تھی، اس میں تعزیہ رکھا جاتا تھا، اب اس عمارت کا بھی بیشتر حصہ مسجد میں داخل ہو چکا ہے، کچھ حصہ مسجد کے جنوب راستہ پر خالی پڑا ہے جو امام باڑہ کے مالکان کا ہے۔

گرام پنچایت کے دو کمرے

گولا بازار میں اتر جانب گرام پنچایت کے دو کمرے ہیں جو امتداد زمانہ کی وجہ سے بوسیدہ اور کمزور ہوکر گر گئے ہیں۔ ہم لوگ بچپن سے دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ وہ یونہی خالی پڑے ہوئے ہیں، موجودہ وقت میں گرام پنچایت کی طرف سے اس کو کسی کام میں نہیں لایا جاتا ہے لیکن کسی وقت میں شاید ان کا اچھا استعمال ہوتا رہا ہوگا۔ اُس کے اردگرد کی زمینیں اب سر سلیمان جونیئر ہائی اسکول کی تحویل میں آگئی ہیں۔

باغ محلّہ پچھّم

اِس وقت جہاں مدرسۃ البنات العزیزیہ خیر العلوم اور مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کی شاخ قائم ہے وہاں پہلے پورب سے پچھّم تک ایک بڑا سا میدان تھا جس میں کچھ درخت تھے اور وہ

''محلّہ پچھّم کا باغ'' کے نام سے جانا جاتا تھا جو پڑوس میں رہنے والے عبدالعلی خان اوران کے خاندان کی ملکیت میں تھا۔ گاؤں میں ہونے والے مختلف قسم کے دینی، ادبی، سماجی اور سیاسی پروگرام اس میں منعقد کیے جاتے تھے لیکن امتدادِ زمانہ کے ساتھ باغ ختم ہوگیا اور وہ زمین نصف نصف دونوں مدرسہ کے ذمہ داران نے خرید کر یہاں مذکورہ دونوں مدرسے قائم کردیا۔

قبرستان محلّہ پچھّم

مدرسہ عزیزیہ خیرالعلوم محلّہ پچھّم کے بالکل سامنے ایک بڑا سا میدان ہے جو قبرستان کی زمین ہے، اس میں بہت سے پرانے لوگوں کی قبریں بھی ہیں لیکن اب وہاں تدفین کا سلسلہ بند ہو چکا ہے۔ پہلے اس میں بہت سے درخت تھے لیکن اب وہ بھی ختم ہو چکے ہیں۔ اس کے بغل میں واقع پوکھری کا پانی اس میں داخل ہوگیا ہے اور اب یہ جگہ قابل استعمال نہیں رہی جبکہ کسی زمانہ میں لوگ اس کو کھیل کود، تانا بنانے اور دیگر کاموں میں استعمال کرتے تھے۔

پوکھری

گاؤں میں واقع بڑی بڑی چار پوکھریاں ہیں اور چاروں اپنے محل وقوع کے اعتبار سے تمساندی کے قریب ہیں اس لیے سیلاب کے زمانہ میں جلد ہی اس سے مل جاتی ہیں اور ان میں پانی بھر جاتا ہے۔

پہلی پوکھری، مکھلی اور گولا بازار میں سونکر اور مسلم آبادی کے درمیان حدفاصل ہے۔ اس طرف آباد لوگوں کے گھروں کا گندا پانی اس میں جاتا ہے اور اس کا رقبہ تقریباً دو بیگہا ہوگا۔ یہ پورب سے شروع ہوکر اتر پچھّم کے راستے تمساندی میں مل جاتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔ اس کے اوپر دکھن جانب روڈ پر واقع لوگوں نے چھانی چھپر اور گومتی وغیرہ ڈال کر دکانیں بنا رکھی تھیں، کچھ لوگوں نے تو پکے مکانات بھی تعمیر کر ڈالے تھے لیکن کچھ سالوں قبل حکومتِ اتر پردیش کے حکم پر مقامی انتظامیہ کے ذریعہ ان مکانات اور چھپروں پر بلڈوزر چلا کر ان کو منہدم کردیا گیا اور وہ جگہ خالی کرادی گئی۔

دوسری پوکھری محلّہ پورب میں ہے، اس کو یہاں کی مقامی اصطلاح میں ڈِگھوَا کہا جاتا ہے، اس کا رقبہ بھی کم وبیش دو بیگہا پر مشتمل تھا جو موجودہ وقت میں چاروں طرف سے پٹاؤ ونئی نئی

عمارتوں کی وجہ سے کچھ کم ہو گیا ہے، اس میں بھی لوگوں کے گھروں کا گندا پانی جمع ہوتا ہے۔

تیسری پوکھری محلّہ تکیہ میں وصی احمد ممبر، ڈاکٹر عبدالباسط مرحوم اور میوا قنوجیا کے گھر کے سامنے واقع ہے، اس کو بَرَوّا کہتے ہیں، یہ بھی کم وبیش دو بیگھا کے رقبہ پر مشتمل ہے اور اس میں بھی لوگوں کے گھروں کا گندا پانی جمع ہوتا ہے۔ یہ دکھن طرف سے قبرستان کے راستے کھیتوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے تمساندی میں ملتی ہے۔ اس پوکھری کے اوپر بھی اتر طرف پورب سے پچھّم تک بہت سے لوگوں نے اپنے کچے پکے مکانات بنا لیے تھے لیکن اکتوبر ۲۰۲۲ء میں مقامی انتظامیہ کے ذریعہ ان پر بھی بلڈوزر چلا کر منہدم کر دیا گیا اور وہ جگہ خالی کرا دی گئی۔

چوتھی پوکھری محلّہ پچھّم میں ندی کے دکھن جانب مسجد قدم رسول اور اونچی مسجد کے درمیان واقع ہے یہ تقریباً آٹھ دس بسوا جگہ پر پھیلی ہوئی ہے، اس میں بھی لوگوں کے گھروں کا گندا پانی جمع ہوتا ہے۔

قبرستان

کم وبیش چھ بیگھا کے طویل وعریض رقبہ پر پھیلا ہوا گاؤں کا یہ قدیم قبرستان ہے جو آبادی کے دکھن جانب دریائے ٹونس کے بالکل اوپر واقع ہے۔ اس کے قیام کا صحیح اندازہ تو نہیں ہو سکا لیکن گاؤں کی سن رسیدہ شخصیات کے مطابق یہ تقریباً تین سو سال پرانا قبرستان ہے۔ اگرچہ اس کے علاوہ گاؤں میں متعدد چھوٹے چھوٹے دیگر قبرستان بھی موجود تھے جو امتداد زمانہ کے ساتھ ختم ہو گئے لیکن مقامی تحصیل اور سرکاری کاغذات میں اصل مقام تدفین یہی ہے۔ حکومتِ اتر پردیش کے مالی بجٹ ۱۳/۲۰۱۲ء کے تحت ضلع پنچایت چیئرمین سُنیل سنگھ چوہان اور مہاپردھان محترمہ کنچن یادو (بہو ماسٹر بیدیہی یادو، دیولاس) کے زیر نگرانی ۳۱/اگست ۲۰۱۲ء میں اس کی چہار دیواری کرائی گئی اور اس کے بعد یکم اگست ۲۰۱۵ء بمطابق ۱۶/شوال ۱۴۳۶ھ بروز سنیچر علاقائی ترقیاتی فنڈ برائے ممبرانِ پارلیمنٹ (MP Area Development Fund) کے تحت بہوجن سماج پارٹی سے راجیہ سبھا کے سابق ممبر عالی جناب سالم انصاری صاحب، مئو نے ۸۲۵,۰۰۰ روپے (آٹھ لاکھ پچیس ہزار روپے) کی لاگت سے دوبارہ اس کی احاطہ بندی کرائی۔ ۱۹۸۸ء سے پہلے تک بلا تفریقِ مذہب وملت مسلمان اور ہندو دونوں لوگ یہیں اپنے مُردوں کی

تدفین اوران کا اتم سنسکار کرتے تھے لیکن اس کے بعد ایک صبح ایسی آئی جس دن یہاں کا ہندو مسلم اتحاد پارہ پارہ ہوکر رہ گیا، ان کے درمیان اخوت ومحبت کی مضبوط عمارت پل بھر میں زمیں بوس ہوگئی اور نفرت وعداوت کی ایک ایسی آندھی چلی جس نے دونوں قوموں کے دلوں سے دوستی و بھائی چارگی کے شجر سایہ دار کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اوران کی قد آور شاخوں کو خس و خاشاک کی طرح اڑادیا۔ تفصیل ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات کے ضمن میں آرہی ہے۔

یہاں پہنچ کر ایک واقعہ کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ابھی چند سالوں پہلے کی بات ہے، سالانہ چھٹیاں گزارنے کے لیے ناچیز وطن عزیز گیا ہوا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد چند احباب کی معیت میں حسب معمول قبرستان جانا ہوا تو دیکھا کہ کچھ غیر مسلم نوجوان لڑکے وہاں پر کرکٹ کھیل رہے ہیں، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ لوگ روزانہ اس وقت یہاں یہ کھیل کھیلتے ہیں۔ ہمیں یہ بات ناگوار گزری کیوں کہ ہمارے لیے یہ ایک قابل احترام جگہ ہے۔ چنانچہ آپس کے مشورہ کے بعد طے ہوا کہ ان کو روکا جائے۔ ہر ایک اپنی اپنی صواب دید کے مطابق رائے پیش کر رہا تھا، کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ چل کر ان کا اسٹیمپ اکھاڑ دیا جائے، کسی نے کہا کہ ان کے والدین سے شکایت کی جائے اور وہاں پر موجود ایک معتبر شخصیت نے کہا کہ نہیں بلکہ آسان حل یہ ہے کہ مقامی پولیس اسٹیشن میں ان کے خلاف شکایت (FIR) درج کرائی جائے اور لوگوں نے اس رائے کی تائید بھی کر دی۔ میں نے سوچا کہ پہلے مثبت انداز میں کوشش کرنی چاہئے چنانچہ اگلے دن اپنے دوست مولانا محمد نعمان قاسمی صاحب کے ساتھ فاتحہ کے بعد ان لوگوں کے پاس گیا جب وہ لوگ حسب معمول اپنا کھیل کھیل رہے تھے۔ ایک کھلاڑی کو روک کر ان سے پوچھا کہ آپ لوگوں میں ٹیم کا کپتان کون ہے، ہمیں ان سے ملنا ہے؟ انہوں نے شاید یہ سمجھا کہ ہم میچ وغیرہ کھیلنے کی باتیں کرینگے چنانچہ ایک صاحب کی طرف اشارہ کر دیا، میں نے ان کو بلایا اور باقی لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنا کھیل جاری رکھیں لیکن دو چار لوگ مزید جمع ہو گئے۔ پھر دعاء وسلام کے بعد میں نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھئے یہ ہماری قبرستان ہے اور ہمارے لیے یہ انتہائی قابل احترام جگہ ہے، ہمیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ آپ لوگ یہاں کرکٹ کھیلیں۔ آج آپ لوگ مکمل کر لیجیے لیکن کل سے کسی اور جگہ کا انتخاب کر لیں اور یہاں نہ کھیلیں، انہوں نے ہماری باتیں دھیان سے

سنیں اور اس کے بعد جب تک میں رہا ان لوگوں کو وہاں کھیلتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ یہ صرف ایک مثال ہے لیکن اس جیسے بہت سے واقعات کتابوں میں مل جائیں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مثبت انداز میں کسی مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے تو وہ زیادہ خوبصورت انداز میں حل ہوسکتا ہے۔ یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نہ کرے لیکن مسلک کی بنیاد پر اگر آئندہ کبھی آپس میں کوئی اختلاف ہوتا ہوا نظر آئے تو عقلمند لوگوں کا شیوہ یہی ہے کہ آپسی گفت وشنید کے ذریعہ ہی اسے حل کرلیا جائے۔

قبرستان کمیٹی کا قیام

قبرستان کی دیکھ بھال اور دیگر انتظام وانصرام کے پیش نظر ۱۰/اکتوبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۵/صفر ۱۴۰۷ھ بروز جمعہ قبرستان کمیٹی کا قیام عمل میں آیا جس میں صدر، سیکریٹری، خازن اور دیگر ذمہ داران کے ساتھ مختلف ممبران کا انتخاب ہوا۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، قاری محمد سلمان اختر

برگد کا درخت

برگد کا یہ درخت گاؤں کی مذکورہ قبرستان میں واقع تھا۔ قبرستان اور اس سے متصل جگہ کو سَت بَرَوّا (سات بر) بھی کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں وہاں ایک ہی قسم کے چھوٹے بڑے برگد کے سات درخت تھے، اسی نسبت سے اس کو سَت بروّا کہا جاتا تھا۔ شکل وصورت کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ وہ انتہائی قدیم درخت تھا۔ اس کی عمر کا صحیح اندازہ گاؤں کی معمر ترین شخصیات کو بھی نہیں ہے۔ کچھ بزرگ حضرات جو کم وبیش ایک صدی کی عمر مکمل کر کے تقریباً پچیس سال قبل اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، کا بھی کہنا تھا کہ ان حضرات کے دادا لوگوں کے مطابق انہوں نے بھی اس کو بچپن سے ایسا ہی دیکھا اور پایا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک محتاط اندازہ کے مطابق اس کی عمر کم وبیش ڈھائی سو سال ہوسکتی ہے اور یہ کوئی بعید بات نہیں ہے کیوں کہ علم نباتات کے ماہرین کے مطابق برگد کے درخت کی عمر ایک ہزار سال تک ہوتی ہے۔

برگد کے پتوں یا نرم شاخوں سے دودھیا رنگ کا گاڑھا محلول نکلتا ہے جسے برگد کا دودھ کہا

جاتا ہے۔ یہ جسم پر لگ جائے تو سیاہ نشان بن جاتا ہے اور اگر تھوڑی دیر ہوا میں رکھ دیا جائے تو ربر کی طرح جم جاتا ہے۔ اس کے دودھ کو قدیم زمانہ میں دوا کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کے پتوں کو جلا کر زخم پر لگایا جاتا تھا۔ برگد کے درخت کو بوہڑ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بدھ مذہب کا مقدس درخت شمار کیا جاتا ہے کیوں کہ روایات کے مطابق گوتم بدھ کو اسی درخت کے نیچے ہدایت ملی تھی۔ برگد کا درخت ہی ہندوستان کا قومی درخت مانا جاتا ہے۔ جب یہ اپنی ایک خاص عمر سے بڑا ہو جائے تو اس کا جسم موٹا اور چوڑا ہو جاتا ہے، اس کی شاخوں سے ریشے نکل کر لٹکتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ زمین سے آ لٹکتے ہیں بعضے تو زمین کے اندر گھس کر اپنی جڑ مضبوط کر کے موٹے تنے اور چھوٹے درخت کی شکل اختیار کر جاتے ہیں گویا کہ ہاتھی کے سونڈ ہوں۔ چنانچہ اس درخت کے ریشوں کو بھی ہم نے اپنے بچپن میں خوب دیکھا بلکہ برتا ہے کیوں کہ ہم لوگ اپنے ہم عمر احباب کے ساتھ قبرستان جا کر اس کی خاموش مگر سنجیدہ ڈاڑھی کو پکڑ کر ذہنی و جسمانی طور پر خوب لطف اندوز ہوتے تھے اور اسی کے ذریعہ اس کے اوپر چڑھ کر ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اچھل کود کیا کرتے تھے۔ اس درخت کی عمر کے پس منظر میں اگر یہ بات کہی جائے کہ یہ درخت ہمارے گاؤں کی سب سے بزرگ شئ تھی تو یہ بات کسی بھی طرح غلط نہ ہوگی۔ اس بڈھے درخت نے گاؤں کی صدیوں کا نشیب و فراز دیکھا تھا۔ اہل بھیرہ کے لیے اس کا سب سے بڑا فائدہ اس کا محل وقوع تھا کیوں کہ یہ گاؤں کی قبرستان کے بیچ میں واقع تھا چنانچہ سخت گرمی کی چلچلاتی دھوپ میں میت کی تدفین کے لیے لوگوں کو جب وہاں جانا پڑتا تو ایک سایہ دار درخت کی حیثیت سے یہ ان کے لیے اپنا سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا اور اگر ہلکی بارش کے زمانہ میں لوگوں کو وہاں جانے کی ضرورت پیش آ جاتی تو یہ اپنے قد و قامت اور جثہ کے اعتبار سے ان کے لیے ایک بڑی چھتری کا کام کرتا۔ اِس نے اپنی بچپن کی عمر سے لے کر اپنے وجود کے آخری دن تک گاؤں کے بے شمار لوگوں کو آتے اور جاتے نہ صرف دیکھا بلکہ ان کی مدت حیات پوری ہونے کے بعد ہمیشہ ہمیش کے لیے ان کو اپنی آغوش میں لے لیا ہے اور وہ لوگ آج تک اس کی گود میں لیٹ کر رَوح و ریحان کی کھڑکیوں سے باد بہاراں کا مزہ لے رہے ہیں۔

اہالیان بھیرہ کے لیے افسوس کی بات ہے کہ ایک طویل مدت تک لوگوں پر سایہ فگن

رہنے کے بعد ۱۵ ستمبر ۲۰۱۹ء بمطابق ۱۵ محرم ۱۴۴۱ھ بروز اتوار صبح نو بجے یہ شجر سایہ دار اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر خود بخود دلڑھک کر زمین پر گر پڑا اور ہمیشہ ہمیش کے لیے ہم سے جدا ہو گیا۔ اس کے متبادل کے طور پر چند سالوں قبل لوگوں نے پورب دکھن جانب پانی کی سرکاری مشین کے قریب ایک دوسرا برگد کا درخت لگایا ہوا ہے جو دھیرے دھیرے ایک قد آور درخت کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اللہ کریں کہ مستقبل میں یہ تلافی مافات ثابت ہو۔

برگد کا درخت محلّہ پچھّم

برگد کا یہ درخت محلّہ پچھّم میں مولانا شاہ ابوالخیر صاحب (۱۶۰۰ء۔۱۶۴۹ء) اور ان کے بیٹے مولانا مخدوم شاہ اسماعیل صاحب (۱۶۲۵ء۔۱۶۹۵ء) کی قبر کے پاس تھا۔ یہ تقریباً چار صدی پرانا درخت تھا، کہا جاتا ہے کہ مولانا مرحوم نے اسے اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا۔ قد و قامت اور جسامت کے اعتبار سے یہ قبرستان والے درخت کے قریب قریب تھا۔ اس سے متصل پوکھری اور بغل میں دریا تھا اس لیے وہاں کا موسم کافی سہانا ہوتا تھا، گرمی کے دنوں میں دوپہر کے وقت لوگ اس کے نیچے چارپائی یا چادر وغیرہ بچھا کر آرام کرتے اور بچے اس کے نیچے دیر دیر تک کھیلا کرتے تھے۔ اس پر بڑی تعداد میں چمگادڑ (Bat) رہتے تھے اسی لیے مقامی زبان میں اختصار کے ساتھ اس کو گدُر بَر کہا جاتا ہے۔ ہندوستانی اور برصغیر کے دیہی ماحول میں چمگادڑ کا برگد کے درخت سے گہرا تعلق رہا ہے۔ برگد اپنی شاخوں، پھیلے ہوئے سائے اور مضبوط تنے کی بناء پر چمگادڑ کے لیے ایک محفوظ اور موزوں مسکن ہوتا ہے۔ پرانے برگد کی شاخوں میں موجود قدرتی دراڑیں اور کھوکھلے حصے چمگادڑ کے لیے آرام اور افزائشِ نسل کی جگہ بن جاتے ہیں۔ چمگادڑ قدرت کی ایک نہایت عجیب و غریب اور منفرد مخلوق ہے۔ یہ ممالیہ جانور ہے جو قدرتی طور پر پرواز کی صلاحیت رکھتا ہے۔ پرندوں کے برعکس چمگادڑ کے پر پنکھوں سے نہیں بلکہ ایک باریک جھلی سے بنے ہوتے ہیں جو اس کے لمبے ہاتھوں اور انگلیوں کے درمیان پھیلی ہوتی ہے۔ سائنسی اعتبار سے چمگادڑ کو Order: Chiroptera میں شمار کیا جاتا ہے جو یونانی الفاظ Cheir (ہاتھ) اور Pteron (پر) سے ماخوذ ہے یعنی ہاتھ جیسے پر۔ اس کے پر نہایت مضبوط مگر لچکدار ہوتے ہیں۔ آنکھیں اکثر چھوٹی ہوتی ہیں لیکن سماعت کی حس غیر معمولی طور پر تیز ہوتی ہے۔ انہیں دن

میں سورج کی روشنی میں نظر نہیں آتا چنانچہ دن کے وقت یہ آرام کرتے ہیں اور رات میں سرگرم ہو جاتے ہیں، شام ہوتے ہی خوراک کی تلاش میں نکل پڑتے ہیں اور بہت دور تلک چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں رات کا جانور (Nocturnal Animal) بھی کہا جاتا ہے۔ چمگادڑ کی سب سے حیرت انگیز خصوصیت آوازوں کی بازگشت کے ذریعہ چیزوں کو دریافت کرنا (Echolocation) ہے۔ اس نظام کے تحت یہ بلند آوازیں نکالتے ہیں جو کسی رکاوٹ یا شکار سے ٹکرا کر واپس آتی ہیں۔ واپس آنے والی آوازوں کی مدد سے چمگادڑ اندازہ لگالیتا ہے کہ سامنے موجود چیز کہاں ہے، کتنی دور ہے اور اس کا حجم کیا ہے۔ ہم نے بھی اپنے بچپن میں ان کو اس طرح کی آوازیں نکالتے ہوئے خوب دیکھا ہے جس سے ایک طرح کا شور بپا ہوتا تھا اور یہ قریب میں رہنے والے لوگوں کے لیے کسی حد تک خلل کا سبب ب بھی بنتا تھا۔

۲۲/اگست ۲۰۰۵ء بروز پیر رات میں طوفانی بارش ہوئی جس کی وجہ سے بغل میں واقع دریا بالکل بھر گیا، پورے گاؤں میں سیلاب آ گیا، دریا کا پانی لوگوں کے گھروں پر دستک دینے لگا اور اسی طوفانی بارش کی وجہ سے ۲۷/اگست ۲۰۰۵ء بروز سنیچر یہ درخت بھی گر کر ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا اور ایک چار سو سالہ قدیم یادگار اپنی انتہاء کو پہنچ گئی۔

دریائے ٹونس/تمسا ندی

درحقیقت اس نام سے پائی جانے والی ہندوستان میں تین ندیاں ہیں۔ (۱) اتر پردیش، (۲) مدھیہ پردیش، (۳) اتراکھنڈ اور تینوں کی تفاصیل اس قدر مدغم ہیں کہ اصل حقیقت تک پہنچنے میں کافی دشواری ہوتی ہے اس لیے میں کوشش کر رہا ہوں کہ ذیل میں ان کا تذکرہ قدرے تفصیل کے ساتھ کروں تاکہ صحیح صورت حال کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۱) دریائے ٹونس/تمسا ندی اتر پردیش (فیض آباد تا بلیا)

یہ ندی اتر پردیش کے ضلع فیض آباد سے نکل کر بلیا میں گنگا ندی سے ملتی ہے۔ اس کا اصل نام تمسا ندی ہے لیکن ٹونس کے نام سے معروف ہے۔ اس کا رقبہ تقریباً ۲۱۵/کلومیٹر ہے جو صوبہ کے چھ معروف اضلاع فیض آباد، امبیڈکر نگر، اعظم گڑھ، مئو، غازی پور اور بلیا پر مشتمل ہے۔ اس کی ابتداء فیض آباد میں مَوئی بلاک کے لکھنی پور نامی ایک چھوٹے سے گاؤں سے ہوتی ہے اور

وہاں یہ مڑھا ندی کے نام سے جانی جاتی ہے۔ وہاں سے تقریباً ۵۸ر کلومیٹر آگے بڑھنے کے بعد امبیڈکر نگر سے نکلنے والی بِسوی (Biswi) نامی ندی سے اکبر پور میں مل جاتی ہے اور وہیں پر ان دونوں مشترکہ ندیوں کا نام ٹونس ندی ہو جاتا ہے جو درحقیقت تمسا کی لسانی وصوتی تبدیلی ہے۔ یہ ندی گنگا و گومتی ندی کے بائیں جانب سے بہتی ہے اور فیض آباد میں رودولی، امین گنج، سوہوال، بیکا پور، تارون اور گوسائی گنج سے ہوتے ہوئے امبیڈکر نگر میں داخل ہوتی ہے پھر وہاں سے اکبر پور اور جلال پور ہوتے ہوئے ضلع اعظم گڑھ میں اہیرَ ولا (Ahiraula)، جیَن پور اور اعظم گڑھ شہر میں داخل ہوتی ہے اس کے بعد مئو میں ولید پور، بھیرہ، خیر آباد، محمد آباد، مئو شہر اور پورہ معروف سے ہوتے ہوئے غازی پور چلی جاتی ہے جہاں سیورا اور چک کھدائی سے ہوتے ہوئے بلیا کے صلاح آباد گاؤں میں جا کر گنگا ندی سے مل جاتی ہے۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ (Central Pollution Control Board) کی ۱۸ر ۲۰۱۷ء کی رپورٹ (Water Quality Monitoring Data) کے مطابق اس کا پانی Class D کے ضمن میں آتا ہے جو جنگلی ضروریات اور ماہی گیری کے کام میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس ندی کے قریب تقریباً ۸۶ر گاؤں (۵۰ داہنی جانب اور ۳۶ بائیں جانب) آباد ہیں جن کی آبادی ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۱۵۹۸۸۶ ہے اور ایک تخمینہ کے مطابق ۲۰۲۱ء کی مردم شماری (اگر ہوئی ہوتی) میں یہ آبادی بڑھ کر ۱۸۲۸۷۴ ہوگئی ہوتی جبکہ اس کے گندے نالوں (Sewage) کے پانی کی مقدار یومیہ تناسب کے اعتبار سے بیس ملین لیٹر (20 MLD) تک پہنچ جاتی۔ اس ندی کے کنارے آباد ہونے والے معروف گرام پنچایت اور چھوٹے چھوٹے گاؤں کے نام حسب ذیل ہیں۔

ندی کے داہنی جانب آباد چھوٹی چھوٹی بستیاں

ضلع فیض آباد/ایودھیا میں پورَین، مدار پور، بھداول، فیروز پور مخدومی، مانگی، ابراہیم پور، بودے پور، اگیٹھوا، گوٹھوارا، مہدَونا خاص، رام پوروا، چندی پور نگرہا، برگودا، سرائے سورا، پپری، بیبی پور، اسلام پور، پرامانند پور اور دیوری رنجیت سنگھ۔ ضلع امبیڈکر نگر میں راجپال دھاروا، جاجورا، کاجے پور، میزودا، واہوریک پور، بنجی پور، کیزیر پور، کسارووا، مرزا پور، داؤد پور، میرا پور، جلال پور، نصو پور،

کوٹوا، بدرالدین پور، ٹکری، روندولی، بچھلیا اور کھارو سیش پٹی۔ ضلع اعظم گڑھ میں ہنسا پور، اکرام پور، دِلیا اور اوجھولی۔ ضلع مئو میں خیر آباد، محمد آباد، سونجان، بیضاء پور، چکیا اور نصیرت پور۔ ضلع غازی پور میں کُسوم۔ ضلع بلیا میں ھیکم پور امہٹ اور رام پور چھت۔

ندی کے بائیں جانب آباد چھوٹی چھوٹی بستیاں

ضلع فیض آباد یا ایودھیا میں مجناوا، بسوان، مہدونا خاص اور باہر پور۔ ضلع امبیڈکر نگر میں مداوا، پرتاپ پور چھمو رکھا، کاتوی، بندی پور، فتح پور پاخان پور، پچھّم پٹی، مسلم پٹی اور چاند پور کھلسا۔ ضلع اعظم گڑھ میں غوث پور، چونہتا، چھتر پور، بدو پور، بلیا کلیان پور، برما اور اُساری مافی۔ ضلع مئو میں مڑہا، ولید پور، بھیرہ، منداھا، چمارا ہی، اگونا، کوتوا کورپا، کرتھی جعفر پور (پورہ معروف) اور بھارکنڈل۔ ضلع غازی پور میں سیورا اور چک کھدائی۔ ضلع بلیا میں اترسواک علا، چاند پور، آم گھاٹ، کوٹھوا، ٹِکا دیواری، ناگپورہ، کودرا، چیروئیا اور گنگھارا۔

بحوالہ www.uppcb.com/pdf/River-Tamsa-22july19.pdf

اس ندی کا تذکرہ والمیکی رامائن میں ایودھیا کے قریب بہنے والی چھوٹی ندیوں کی شکل میں ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جنگل جاتے وقت رام چندر جی، لکشمن اور سیتا نے اپنی پہلی رات اسی ندی کے کنارے پر گزاری تھی اسی لیے ہندو مذہب میں اس ندی کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رامائن وغیرہ میں مذکور تمسا ندی سے یہی ندی مراد ہے کیوں کہ ایودھیا میں رام چندر جی کے جنم بھومی ہونے کی بات بھی معروف ہے نہ کہ مدھیہ پردیش کی تمسا ندی جیسا کہ بعض لوگوں کو اشتباہ ہو گیا ہے۔ کالی داس نے اپنی کتاب رگھوونش کے صفحہ نمبر ۲۷۹ اور ۲۷۵ پر ایودھیا میں تمسا ندی کے پاس وہ مقام بھی بتایا ہے جہاں تپسوی شرون کمار کی موت ہوئی تھی۔ یہاں سے تقریباً ۱۹ کلومیٹر کی دوری پر واقع تڑ ڈیہہ نامی گاؤں ہے جہاں مقامی افسانہ نگاروں کے مطابق شری رام چندر جی نے جلا وطنی کے سفر کے دوران تمسا ندی کو عبور کیا تھا وہ گھاٹ آج بھی رام چَورا کے نام سے مشہور ہے۔ تلسی داس نے بھی اپنی کتاب رام چرتر مانس میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

چونکہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر مختلف فیکٹریوں، کارخانوں اور شہروں کا تقریباً 171.26 MLD (171.26 ملین لیٹر یومیہ) گندا پانی مختلف نالوں اور نالیوں (Drains

Sewage &) کے ذریعہ اس ندی میں جاتا ہے اس لیے اس وقت اس کا پانی بالکل خراب، گندا اور بہت کم ہو چکا ہے جبکہ ایک وقت تھا جب یہ انتہائی صاف شفاف ہوتا تھا۔ بلا تفریق مذہب وملت پورے گاؤں کے لوگ اس میں غسل کرنے اور اپنے کپڑے دھونے کے لیے جاتے تھے۔ موسم گرما میں صبح، دوپہر، شام یہاں تک کہ رات میں بھی نہانے والوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا ہے کہ کچھ لوگ دسمبر اور جنوری کی سخت سردیوں میں بھی پابندی سے صبح سویرے غسل کرنے پہنچ جاتے تھے۔ پورب، پچھّم اور دکھن ہر محلّہ کے لوگوں نے اپنی سہولت کے مطابق اپنے محلے میں الگ الگ گھاٹ بنا رکھے تھے اور وہ اسی علاقہ میں اپنی ضروریات کے لیے جایا کرتے تھے۔ ہمارے محلے کے گھاٹ پر ایک خوبصورت سیڑھی بنی ہوئی تھی جس پر لوگ اپنے کپڑے دھوتے تھے۔ بڑی عمر کے لوگوں، نوجوانوں اور چھوٹے بچوں کے لیے الگ الگ جگہیں بنائی گئی تھیں، سیڑھی کے بغل میں داہنی جانب کا حصہ معمر حضرات، سامنے والا نوجوانوں کے لیے اور بائیں طرف کا حصہ بچوں کے لیے خاص تھا۔ بائیں جانب سے تھوڑی دوری پر ہندو دھوبی عورتیں اپنے اپنے پتھر لگا کر گاؤں کے لوگوں کے کپڑے دھویا کرتی تھیں۔ موجودہ وقت میں اس کا پانی خراب ہو جانے کی وجہ سے لوگوں کی یہ ساری دلچسپیاں (Activities) ختم ہو گئی ہیں اور گرمی کے زمانہ میں تو پانی سوکھ کر بہت کم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگ کھڑے کھڑے ندی پار کر لیتے ہیں لیکن حکومت اتر پردیش کی جانب سے اتر پردیش آلودگی کنٹرول بورڈ (UPPCB) کی یہ کوشش ہے کہ اس کی گندگی کی صفائی کر کے دوبارہ اس کے پانی کو کم از کم غسل اور کپڑے دھونے کے قابل بنایا جائے جس کے لیے حکومت نے ایک بڑی رقم مختص کی ہے لیکن اکثر سرکاری کاموں کے بجٹ کی طرح اس کا بجٹ بھی قریبی ذمہ داروں کی نذر ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔

(۲) دریائے ٹونس/تمساندی مدھیہ پردیش (ستنا تا الہٰ آباد)

یہ صوبۂ مدھیہ پردیش کے کیمور علاقہ (تحصیل میہر Maihar ضلع ستنا) میں ۶۱۰/میٹر (۲۰۰۰ فٹ) کی بلندی پر واقع تاماکنڈ (Tamakund) نامی چشمہ سے نکلتی ہے اسی لیے اس کو تمساندی بھی کہا جاتا ہے اور وہاں کے ستنا اور ریوا (Satna & Rewa) جیسے زرخیز

اضلاع سے گزرتی ہوئی اتر پردیش میں بیلن (Belan) ندی، سون بھدر کے واسطے الہٰ آباد میں گنگا اور جمنا کے سنگم سے تین سو گیارہ کلومیٹر کی دوری پر وہاں کے سِرسا (Sirsa) نامی نگر پنچایت میں گنگا ندی سے مل جاتی ہے۔ اس کی مکمل لمبائی دوسو چونسٹھ (۲۶۴) کلومیٹر جبکہ سارے نالوں (Drainage) کو ملا کر اس کی لمبائی ۱۶۸۶۰ر مربع کلومیٹر ہے۔ یہ جب ریوا کی بلندی سے نکل کر شمال کے نشیبی علاقہ کی جانب جاتی ہے تو صرف ستر میٹر میں سمٹ کر رہ جاتی ہے اور اس کو پوروا چشمہ (Purwa Fall) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس سے نکلنے والے بعض معروف چشمے حسب ذیل ہیں۔

دریائے بیہر (Beehar River) پر چچئی چشمہ (Chachai Falls) ۱۲۷ر میٹر، مہانا ندی (Mahana River) پر کیوٹی چشمہ (Keoti Falls) ۹۸ر میٹر اودا ندی پر اوڈا چشمہ (Odda Falls) ۱۴۵ر میٹر۔ اس ندی کے کنارے ٹیونتھار، پتھر ہٹا، چیرووا، پیپراؤں، مالپار، چک گھاٹ، میجا اور میہر وغیرہ نامی بستیاں آباد ہیں۔

بحوالہ https://en.wikipedia.org/wiki/Tamsa_River

(۳) دریائے ٹونس/تمسا ندی اتراکھنڈ (اتر کاشی تا دہرادون)

یہ صوبۂ اتراکھنڈ کے گڑھوال علاقہ میں ضلع اتر کاشی کی ۶۳۱۵ر میٹر اونچی بندر پونچھ (Bandarpunch) نامی گھاٹی سے نکلتی ہے اور دہرادون شہر سے چھپن ۵۶ر کلومیٹر کی دوری پر کالسی نامی قصبہ میں دون پہاڑی کے شمال مغربی حصہ کے ذریعہ جمنا ندی سے ملتی ہے۔ اس کی لمبائی ۱۴۸ر کلومیٹر ہے اور یہ جمنا ندی کی سب سے بڑی معاون ندی کے طور پر جانی جاتی ہے، معاون ہونے کے باوجود نقطۂ اتصال کے پاس استثنائی طور پر اس کا پانی جمنا کے پانی سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی اصل روپین اور سوپین (Rupin River & Supin River) نامی دو ندیوں کا سنگم ہے۔ روپین ندی ٹونس کے شمالی حصہ میں ہماچل پردیش اور اتراکھنڈ کے بارڈر کے قریب سے نکلتی ہے اور سوپین ندی ٹونس کے شمال پوربی حصہ میں ہرکی دون گھاٹی سے نکلتی ہے، یہ دونوں ندیاں نیتوار نام کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں مل جاتی ہیں اور یہیں پر اس کا نام تمسا ندی پڑتا ہے۔ دریائے پَبَر (Pabbar River) اور دریائے آسن (Asan River)

اس کی دو معاون ندیاں ہیں۔ پیر ندی مغرب کی جانب سے اس سے ملتی ہے اور مشرق کی جانب سے گنگا تک جاتی ہے۔ آسن ندی (Asan River) دو چھوٹی ندیوں سے مل کر بنی ہے۔ White Water Rafting (دریا کی سیر و سیاحت) سیاحوں کے لیے اس ندی کا ایک دلچسپ کھیل ہے، دریا کی سیر و سیاحت (Rafting) کی ایک معروف شخصیت جیک موریسن (Jack Morrison) کے مطابق ریفٹنگ کے لیے اترا کھنڈ کی اس ٹونس ندی کا شمار دنیا کے دس ممتاز ندیوں میں ہوتا ہے۔ اس کے ارد گرد آباد ہونے والے گاؤں میں سنکری، نیٹوار، موری، ہانول، مہاسو، مَیندرتھ، تیونی، اٹل، کووانو اور ڈاک پتھر وغیرہ نام معروف ہیں۔ بحوالہ ttps://www.euttaranchal.com/uttarakhand/tons-river

برتیج رپل (تعمیر: ۱۹۷۸)

گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ بھیرہ تین طرف سے ندی سے گھرا ہوا ہے چنانچہ خیر آباد، محمد آباد، ابراہیم پور، مبارکپور، مئو اور اعظم گڑھ وغیرہ آنے جانے کے لیے لوگ کشتی کا استعمال کرتے تھے۔ اس کے لیے لکڑی کا بنا ہوا ایک دیسی پل تھا جو کافی مضبوط اور پائیدار تھا، اس پر سے گاڑیاں بھی بآسانی گزر جاتی تھیں مگر سیلاب کے زمانہ میں جب ندی کا پانی اوپر آجاتا تو وہ استعمال کے قابل نہیں رہ جاتا جس کی وجہ سے لوگوں کو کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور لوگ ہمیشہ ایک پل کی تعمیر کے لیے فکرمند رہا کرتے تھے۔ گاؤں میں آنے والے ہر چھوٹے بڑے سیاسی لیڈران کے سامنے اس کا تذکرہ کرتے۔ بزرگوں سے سنی روایت کے مطابق اندرا گاندھی کے دور اقتدار (Tenure) میں گاؤں کی ایک معروف سماجی شخصیت عالی جناب حاجی محمد صابر صاحب مرحوم نے اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس کام کے لیے دہلی تک کا سفر کیا۔ لوگوں کی کوششیں رنگ لائیں، برسوں کی تمنا پوری ہوئی اور پل کی تعمیر کی درخواست منظور ہوگئی چنانچہ ۱۹۷۸ء میں جنوب مشرق، تحصیل محمد آباد کے راستہ پر اس وقت اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ رام نریش یادو (۱۹۲۸ء۔۲۰۱۶ء) کے ہاتھوں اس پل کی بنیاد رکھی گئی۔ اس طرح گاؤں کی رفتار تیز ہوگئی اور دوسری جگہوں کے لیے آمد و رفت بہت آسان ہوگئی۔

آنجہانی رام نریش یادو کی پیدائش یکم جولائی ۱۹۲۸ء میں اعظم گڑھ میں ہوئی، آپ کے

والد ایک اسکول ٹیچر تھے اور ایک متوسط خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ پیشہ کے اعتبار سے آپ ایک کامیاب وکیل تھے اور اعظم گڑھ کورٹ میں پریکٹس کرتے تھے۔ ۲۳؍جون ۱۹۷۷ء تا ۲۸؍فروری ۱۹۷۹ء آپ اتر پردیش کے وزیر اعلی رہے۔ تعلق جنتا پارٹی سے تھا لیکن بعد میں کانگریس پارٹی میں شامل ہو گئے تھے۔ ۲۶؍اگست ۲۰۱۱ء تا ۷؍ستمبر ۲۰۱۶ء آپ نے مدھیہ پردیش میں گورنر کی حیثیت سے بھی خدمت انجام دی اور ۲۲؍نومبر ۲۰۱۶ء کو لکھنؤ میں انتقال ہوا۔

دھرارا گھاٹ

آبادی کے پچھّم دکھن جانب دریائے ٹونس پر یہ ایک گھاٹ ہے جو گاؤں میں دھرارا گھاٹ کے نام سے معروف ہے۔ کافی سالوں قبل جب خیر آباد اور گھوسی شاہراہ پر پل (Bridge) نہیں بنا تھا تو خیر آباد، ابراہیم پور اور مبارک پور وغیرہ جانے آنے کے لیے گاؤں کے لوگ اسی راستہ کو استعمال کرتے تھے اور کشتی کے ذریعہ دریا پار کرتے تھے۔ سیلاب کے زمانہ میں جب دریا کا پانی بڑھ جاتا تو عام لوگوں کو اس وقت کشتی کی سواری میں عجیب خوف محسوس ہوتا تھا لیکن ملاح حضرات اس میں بھی بے تکلف اپنا کام کرتے تھے۔ ہم نے بھی اپنے بچپن میں اس راستہ کا خوب استعمال کیا ہے۔ گاؤں کے کچھ بادبان انتہائی معمولی کرایہ پر یہ خدمت انجام دیتے تھے۔ آج بھی یہ گھاٹ موجود ہے لیکن گھوسی شاہراہ پر پل کی تعمیر اور دریا کا پانی اس وقت کافی کم ہو جانے کی وجہ سے یہ راستہ تقریباً متروک ہو چکا ہے اور اب مڑہاں ولید پور کی جانب دوسرے نئے پل کے تعمیر ہونے جانے کے بعد تو یہ سلسلہ بالکلیہ ہی ختم ہو جائے گا۔ خیر آباد میں سالانہ تبلیغی اجتماع کے انعقاد کے موقع پر گاؤں کے لوگ اب بھی ندی کے اوپر لکڑی اور بانس بلیوں کا ایک پل تعمیر کر لیتے ہیں جس سے اجتماع میں شرکت کرنے والے لوگوں کو کافی سہولت ہو جاتی ہے۔

سیلاب

جب ندی موجود ہے تو قانون فطرت کے مطابق سیلاب کا آنا ایک بدیہی امر ہے چنانچہ اس ندی میں بھی متعدد مرتبہ سیلاب آئے جن کی تفصیل ۱۹۳۱ء اور اس کے بعد سے ملتی ہے۔ عام طور پر بارش کی زیادتی سیلاب کا سبب بنتی ہے۔ ذیل میں ہم ان سیلابوں کی تاریخ کا مختصر تذکرہ کر رہے ہیں۔

۱۹۳۱ء کا سیلاب

اس سیلاب کی تفصیل میسر نہیں ہو سکی لیکن بزرگوں سے سنا ہے کہ اس میں لوگوں کو بہت

سارے نقصان سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

۱۹۳۸ء کا سیلاب

اپنی نوعیت کا زبردست سیلاب تھا اور اس میں بہت سارا جانی و مالی نقصان ہوا تھا۔

۱۹۵۵ء کا سیلاب

یہ وہ بھیانک سیلاب ہے جس کا تذکرہ متعدد بار بزرگوں سے سنا ہے، اس کی ہلاکت خیزیوں کا تذکرہ کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ مشہور مؤرخ حضرت مولانا محمد عثمان صاحب معروفی نے اپنی کتاب ''ایک عالمی تاریخ'' میں لکھا ہے کہ اس سیلاب میں منڈی کا نہایت پائیدار و ٹھوس پل بھی ٹوٹ گیا اور اس ایک ایک تہائی حصہ سیلاب کی لہروں میں بہہ گیا تھا۔ پارے گاؤں میں چاروں طرف سے باندھ بنا کر اس کی حفاظت کی جارہی تھی، رات دن کے کسی بھی وقت اگر خبر ملتی کہ فلاں جگہ کا باندھ ٹوٹ گیا ہے تو پورے گاؤں کے لوگ فوراً نکل پڑتے اور اس کا سدباب کرتے۔

۱۹۷۱ء کا سیلاب

یہ اگست کے اواخر میں آیا تھا اور کہتے ہیں کہ کم و کیف کے اعتبار سے ۱۹۵۵ء کے سیلاب کے برابر یا اس سے کچھ بڑھ کر تھا، ہر طرف پانی ہی پانی تھا، یہ سیلاب کم و بیش ڈیڑھ ماہ یکساں بر قرار رہا، گاؤں کے کنارے سے کشتی چلتی اور محمد آباد یا خیر آباد کی آبادی میں جا کر رکتی، یہ تین کلو میٹر کا فاصلہ تھا، ضروریات زندگی کی فراہمی اور اس کا انتظام ایک مشکل امر ہو گیا تھا، گاؤں کی جامع مسجد سیلاب کے حصار میں آ گئی تھی، پنج وقتہ نمازوں کے لیے محلّہ کے لوگ مشکل سے پہنچ پاتے تھے، جمعہ کا دن آیا تو مسجد تک پہنچنے کا مرحلہ سنگین ہو گیا، راستہ گھٹنوں تک غرقاب تھا، لوگوں پر خوف و ہراس کا تسلط تھا، گاؤں کی حفاظت کے لیے ہر طرف باندھ باندھے گئے تھے، رات دن باندھ کی حفاظت کے لیے پہرہ دیا جاتا تھا کہ مبادا کسی طرح باندھ ٹوٹ جائے یا کچھ حصہ کھل جائے تو پورا گاؤں غرقاب ہو جائے گا۔ اس میں دریا کے کنارے آباد ساری بستیاں شدید متاثر ہوئیں، کچے مکانات زمیں بوس ہو گئے اور آمد و رفت کی ساری راہیں مسدود ہو گئی تھیں۔

بحوالہ حکایت ہستی، ص ۳۰۰۔۳۰۱

۱۹۷۳ء کا سیلاب

یہ ایک ہلکا سیلاب تھا جس کی جلد ہی گھر واپسی ہوگئی اور لوگوں کو کسی بڑی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

۱۹۷۶ء کا سیلاب

یہ بھی ایک معمولی سیلاب تھا اور لوگ کسی بڑی پریشانی سے بچ گئے۔

۱۹۸۰ء کا سیلاب

سنا ہے کہ اس سیلاب میں بھی لوگوں کو کافی دشواریاں ہوئی تھیں، گاؤں سے نکلنا بند ہو گیا تھا، جگہ جگہ باندھ بنائے گئے تھے، دہشت کا ایسا ماحول تھا کہ راتوں کو جاگ کر لوگ وقت گزارتے تھے اور کشتیوں میں بیٹھ کر جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد جاتے تھے۔

۱۹۸۷ء کا سیلاب

یہ سیلاب مزید ہلاکت خیز اور بھیانک تھا، مسلسل کئی روز تک بارش ہونے کی وجہ سے پانی اوپر چڑھتا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دریا کے کنارے ساری آبادیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، بے شمار کچے مکانات گر گئے تھے۔

۲۰۰۵ء کا سیلاب

۲۲/اگست ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۶/رجب ۱۴۲۶ھ پیر کی رات میں طوفانی بارش شروع ہوئی جس کا سلسلہ بدھ تک جاری رہا۔ اس تیز ترین بارش نے صرف دو دن میں دریا کے اندر طوفان بپا کر دیا۔ سیلاب چڑھا اور پانی لوگوں کے دروازے تک دستک دینے لگا۔ ۲/ستمبر تک انتہائی خوف و ہراس اور بے بسی کے عالم میں لوگوں نے وقت گزارا پھر ۳/ستمبر کو پانی کم ہونا شروع ہوا جب جا کر چین و سکون کی سانس لی گئی اور زندگی معمول کے مطابق ہونے لگی۔

بحوالہ والد صاحب مرحوم کی ذاتی ڈائری

جولائی ۲۰۱۹ء کا سیلاب

یہ ایک معمولی سیلاب تھا جو جلد ہی ختم ہو گیا اور لوگوں کو کسی بڑی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

مساجد، مدارس، اسکول، لائبریریاں اور شوالے

ذیل میں ہم یہاں کے مساجد و مدارس، اسکولوں، لائبریریوں اور شوالوں کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کریں گے تا کہ ان کی تاریخی حیثیت کا علم ہو سکے۔ دیوبندی مکتب فکر کے ماتحت چلنے والی مساجد کی کل تعداد گیارہ ہے جبکہ بریلوی جماعت سے متعلق کل چھ مسجدیں ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ اور مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے دیوبندی جماعت کے دو مدرسے پائے جاتے ہیں جبکہ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم، مدرسۃ البنات العزیزیہ خیر العلوم اور مدرسہ گلشن فاطمہ نسواں کے نام سے بریلوی مکتب فکر کے تین مدارس موجود ہیں۔ سر شاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول (ماتحت حکومت اتر پردیش)، پراتھمک ودیالیہ (ماتحت حکومت اتر پردیش) کے نام سے دو اسکول بھی موجود ہیں اور آزاد ملی جونیئر ہائی اسکول کے نام سے ایک تیسرا پرائیویٹ اسکول بھی تھا جو کووِڈ ۱۹ کے زمانہ میں بند ہو گیا۔

جامع مسجد محلّہ پچھّم (تعمیر قدیم: ۱۶۴۶ء بمطابق ۱۰۵۶ھ)

یہ تقریباً چار سو سالہ قدیم مسجد ہے جو گاؤں کے محلّہ پچھّم میں واقع ہے اور یہاں کی سب سے قدیم مسجد مانی جاتی ہے۔ لوگوں میں معروف ہے کہ یہ شاہی مسجد ہے لیکن تاریخی طور پر ہمیں اس کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا۔ اس بات کا امکان ہے کہ شاہ جہاں بادشاہ کے دربار میں امیر الامراء نواب شائستہ خان جو مولانا شاہ ابو الخیر صاحب بھیرویؒ (۱۰۰۸۔۱۰۵۹ھ) کے معتقدین میں سے تھے اور ان سے حدیث، تفسیر اور تصوف کی تعلیم حاصل کی تھی نیز روایتوں سے ان کا بھیرہ آنا بھی ثابت ہے جیسا کہ قاضی اطہر صاحب مبارک پوریؒ نے اپنی کتاب ''دیار پورب میں علم اور علماء'' کے صفحہ نمبر ۴۳۸ پر مولانا مخدوم شاہ اسماعیل صاحب کے تذکرہ کے ضمن میں لکھا ہے، نے شاہ جہاں بادشاہ کے مشورہ پر اس کی تعمیر کرائی ہو، واللہ اعلم۔ بھیرہ آنے سے متعلق عبارت کچھ اس طرح ہے ''امیر الامراء نواب شائستہ خان، مخدوم اسماعیل کے

والد شاہ ابوالخیر کے معتقدوں میں تھا، وہ مخدوم اسماعیل کی روحانیت اور مشیخت کا شہرہ سن کر حاضر خدمت ہوا اور کمال عقیدت کا اظہار کیا، مخدوم اسماعیل نے اس کو اپنی خاص تسبیح عنایت کی''۔

عمارت پر موجود کتبہ کے مطابق اس کی تعمیر قدیم ۱۰۵۶ھ بمطابق ۱۶۴۶ء اور تعمیر جدید ۱۳۷۸ھ بمطابق ۱۹۵۹ء ہے۔ اس کا رقبہ ستر فٹ چوڑا اور پچانوے فٹ لمبا ہے۔ سقف اصلی کی طرف دو منزلہ عمارت ہے جبکہ درمیان میں تین منزلیں ہیں۔ مسجد کے اصل حصہ کے علاوہ سائبان، برآمدہ اور ایک صحن بھی موجود ہے۔ گراؤنڈ فلور پر بیس صفیں اور اوپر کی تمام منزلوں پر مع صحن تیئیس (۲۳) صفوں کی گنجائش ہے۔ ایک صف میں چالیس آدمی یعنی بیک وقت تقریباً ایک ہزار سات سو بیس نمازی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں قبل تک نماز پنج گانہ کے مستقل امام حافظ عبدالغفور صاحب تھے لیکن اپریل ۲۰۱۸ء میں جب مولانا محمد ابراہیم صاحب قاسمی افریقہ سے مستقل طور پر وطن عزیز واپس آ گئے تو آپ نے امامت کی ذمہ داری سنبھال لی ہے۔ گزشتہ تیئیس سالوں سے جمعہ کی امامت کا فریضہ حضرت مولانا جاوید اختر قاسمی صاحب ادا کر رہے ہیں، آپ سے قبل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب جمعہ کی نماز کے مستقل امام تھے اور آپ نے کم و بیش اٹھارہ سال تک بلا انقطاع یہ خدمت انجام دی لیکن درازئ عمر اور ضعفِ صحت کی وجہ سے جب آپ اس فریضہ کی انجام دہی سے قاصر ہو گئے تو یہ ذمہ داری حضرت مولانا جاوید اختر صاحب قاسمی کو سونپ دی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب سے قبل آپ کے والد مرحوم حضرت مولانا عبدالستار نعمانی صاحب جمعہ کی نماز کے امام تھے۔

مسجد کا تاریخی تذکرہ چل رہا ہے تو یہاں ایک واقعہ کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ۱۹۹۴ء کی بات ہے، مسجد میں تعمیری کام ہو رہا تھا، دیواریں مکمل ہو چکی تھیں اور چھت لگنی ابھی باقی تھی کہ اچانک ایک ناخوش گوار واقعہ پیش آ گیا۔ ہوا کچھ یوں کہ مسجد کے بغل میں دکھن جانب بریلوی جماعت کا مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم واقع ہے اور دس محرم کے دن وہ لوگ یہیں سے تعزیہ داری کی رسم ادا کرتے ہیں جو مسجد کے در و دیوار سے ہو کر گزر کرتی ہے چنانچہ مسجد کے بارجے کو لے کر دونوں جماعت میں اختلاف ہو گیا۔ بریلوی حضرات کا کہنا تھا کہ آپ لوگ بارجہ نہ رکھیں ورنہ ہمیں تعزیہ لے کر جانے میں دقت ہوگی جبکہ دیوبندی جماعت کا خیال تھا کہ یہ مسجد کی زمین ہے اور اس میں

بارجہ رکھنے کا انہیں حق حاصل ہے اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی بات پر اختلاف بڑھا اور کافی شدت اختیار کر گیا۔ یہاں تک کہ بریلوی جماعت نے اس پر اسٹے (Stay) دائر کر دیا، مسجد کی تعمیر کا کام وہیں رک گیا اور تقریباً پانچ سال تک رکا رہا۔

کتنی عجیب بات ہے کہ مسجد و مدرسہ جہاں انسان اپنے معبود حقیقی کے سامنے جبین نیاز خم کرتا ہے اور جہاں قال اللہ وقال الرسول کا درس دیا جاتا ہے اسی کے لیے لوگ آپس میں دست و گریباں ہو گئے، کورٹ میں مقدمہ چلا، دونوں فریق نے پیروی شروع کی، تاریخیں پڑنے لگیں اور فریقین فولو کرنے لگے، کورٹ اپنا کام کرنے لگا اور لوگ اس کے پیچھے بھاگنے لگے، وقت گزرتا گیا، تعمیر کے کام میں لگائی گئی لکڑیاں اور بلیاں وغیرہ خراب ہونے لگیں، دھیرے دھیرے لوگوں کے جذبات بھی ماند پڑنے لگے لیکن مسجد کا کام ویسے ہی معلق رہا، تقریباً پانچ سال کا طویل عرصہ گزر گیا اور حل ندارد۔ اس دوران کورٹ کے چکر میں جانبین نے اپنے اپنے قیمتی اوقات کا بے دریغ خون کیا اور مسجد و مدرسہ کا مال مفت میں ضائع ہوا۔ تقریباً تیس سال قبل جانبین کے لاکھوں روپئے اس معمولی نزاع میں برباد ہو گئے۔ وقت اور مال کی اس طویل بربادی کے بعد بالآخر فریقین کو احساس ہوا اور آپس میں مصالحت کر کے معاملہ طے کیا گیا پھر یہ طویل المدت اختلاف اپنی انتہاء کو پہنچا۔ **وللہ الحمد علی ذلک.**

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے اختلافات میں انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ اس کی ظاہر بیں آنکھیں اصل مسئلہ کو نہیں دیکھ پاتیں اور وہ انا (Ego) کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے پھر شعوری یا لاشعوری طور پر اسی انا کی تسکین میں لگا رہتا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اس طرح کے معاملات میں ہمیشہ نرمی سے کام لے اور اپنا تھوڑا نقصان گوارہ کر متوقع بڑے نقصان سے بچ جائے، یہی عقل مند لوگوں کا شیوہ ہے۔

اونچی مسجد محلّہ پچھمّ (تعمیر قدیم: ۱۷۸۶ء بمطابق ۱۲۰۰ھ)

یہ مسجد محلّہ پچھمّ میں دکھن جانب ندی کے عین اوپر واقع ہے۔ اس کی قدیم تعمیر ۱۷۸۶ء بمطابق ۱۲۰۰ھ اور تعمیر جدید ۱۲ ستمبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ بروز جمعہ عمل میں آئی یعنی کم و بیش یہ ڈھائی سو سالہ قدیم مسجد ہے۔ سنا ہے کہ اسی محلّہ کے رہنے والے سرشاہ محمد سلیمان مرحوم

سابق چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ، سابق جج سپریم کورٹ اور سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے خاندان کے لوگوں نے یہ زمین مسجد کے لیے وقف کی تھی۔ اس کا رقبہ ایک اندازہ کے مطابق پچاس فٹ لمبا اور پچاس فٹ چوڑا ہے۔ سقف اصلی کے علاوہ اس کے اندر ایک سائبان ہے۔ اندر سات صف اور سائبان میں چار صف کی گنجائش ہے۔ اتر جانب تقریباً دس فٹ چوڑا اور بیس پچیس فٹ لمبا ایک برآمدہ بھی ہے جس میں کم وبیش سات صف کی گنجائش ہے یعنی بیک وقت تقریباً پانچ سو نمازی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے موجودہ امام مولانا عبداللہ قاسمی ابن حافظ نثار احمد صاحب مرحوم گولہ بازار (مقیم محلّہ پچھّم) ہیں۔ مذکورہ برآمدہ میں عالی جناب الحاج جمال احمد صاحب کی زیر نظامت ۲۰۱۲ء سے مدرسہ تحفیظ القرآن کے نام سے حفظِ قرآن کا ایک مدرسہ بھی چلتا ہے، حافظ قاری نفیس احمد صاحب اس کے پہلے استاذ تھے، موجودہ استاذ مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب بھیرہ اور حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب، تانے والا باغ بھیرہ ہیں۔ مذکورہ دونوں اساتذۂ کرام کی تنخواہیں اور دیگر انتظام وانصرام کی ذمہ داری ناظم مذکور کے برادر کلاں مولانا محمد اقبال قاسمی صاحب مقیم حال لندن سنبھالتے ہیں۔ اب تک کے ریکارڈ کے مطابق اس مدرسہ سے ایک سو سے زائد طلبہ حفظ قرآن کریم کی تعلیم مکمل کر چکے ہیں۔ یہ مسجد دریائے ٹونس کے ٹھیک اوپر واقع ہے۔ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے یہ جگہ انتہائی خوبصورت ہے۔ اس کو دیکھ کر آگرہ میں تاج محل کے نیچے دریائے جمنا کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دریا کا پانی خراب ہونے سے قبل یہاں بھی کچھ اسی جیسا خوش نما منظر رہا ہوگا۔

مسجد ذی النورین/دالان والی مسجد

(تعمیر قدیم: سن تخمینی ۱۸۳۰ بمطابق ۱۲۴۶ھ، تعمیر جدید اول ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۳۹۶ھ، تعمیر جدید ثانی ۱۶/نومبر ۲۰۱۸ء بمطابق ۸/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ، جمعہ)

مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ سے متصل یہ مسجد گاؤں کے وسط میں واقع ہے۔ اس کا قدیم ترین نام کوئیواں والی مسجد ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ مسجد کی تعمیر اول کے وقت اس کے صحن میں ایک قدیم کنویں کا وجود تھا، اس کنویں کا کچھ حصہ مسجد کے اندر اور کچھ حصہ باہر تھا، بعد کے کسی زمانہ میں اس کا نام تبدیل کر کے دالان والی مسجد رکھ دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس وقت مسجد کے دکھن جانب ایک

بڑا دالان تھا جس میں گاؤں کے بچے قرآن پاک کا ناظرہ وغیرہ پڑھتے تھے، اسی لیے مسجد کا نام بھی دالان والی مسجد پڑ گیا تھا۔ اُس کے بعد غالباً ۲۰۰۱ء کا سال تھا، مسجد کے اس نام پر بھی عدمِ اطمینان کی وجہ سے اس کے امام حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم نے ایک میٹنگ منعقد کی اور مصلیان کے مشورہ سے ایک بار پھر اس کا نام تبدیل کر کے مسجد ذی النورین رکھ دیا گیا۔ اس وقت ناچیز کی طالب علمی کا زمانہ تھا اور بحیثیت ایک ادنیٰ مصلّی کے میٹنگ میں شریک تھا، جب اِس نام پر اتفاق ہو گیا تو مولانا موصوف نے پوچھا کہ محفوظ احمد (مولانا ہمیشہ مجھے میرے پورے نام سے مخاطب کرتے ہیں) تم بتاؤ کہ صحیح نام مسجد ذوالنورین ہوگا یا مسجد ذی النورین؟ مضاف اور مضاف الیہ کا قاعدہ ذہن میں رکھ کر میں نے کہا کہ حضرت صحیح ترکیب مسجد ذی النورین ہے۔ اِس کے سن قیام کا کسی معتبر ذریعہ سے کوئی علم نہیں ہو سکا لیکن گاؤں کے سن رسیدہ اور معمر حضرات کی محتاط روایت کے مطابق یہ مسجد کم از کم دو صدی پرانی ہے۔ مسجد کا رقبہ کوئی خاص بڑا نہیں ہے۔ قبلہ کا رخ سیدھا کرنے کے لیے پچھّم جانب تقریباً تین فٹ زمین خالی چھوڑنی پڑی تھی جو ایک چبوترے کی شکل میں تعمیرِ جدید سے پہلے تک باقی تھی۔ اتر جانب کچھ جگہ خالی تھی جس کو ایک چھوٹے سے کمرہ کی شکل دے کر جنریٹر اور مسجد کے دیگر سامان رکھنے کا کام لیا جاتا تھا اور اسی جانب لوہے کا ایک چھوٹا سا ذیلی دروازہ بھی تھا جو اُس جانب سے آنے والے لوگوں کے لیے کھلا رہتا تھا۔ پورب جانب مسجد کا صدر دروازہ تھا جس کے باہر نیم کے دو درخت تھے جو ابھی کچھ دنوں پہلے تک موجود تھے۔ دکھن جانب وضو خانہ اور چھت کی سیڑھیاں تھیں جبکہ دکھن پورب جانب کونے میں حمام اور استنجاء خانہ واقع تھا۔ سقف اصلی کے علاوہ ایک سائبان اور چار صفوں پر مشتمل ایک صحن تھا۔ پوری مسجد کے اندر مکمل نوصف کی گنجائش تھی جس میں کم و بیش تین سو نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے تھے۔ اپنے رقبہ کی اس تنگی کے باوجود یہ مسجد گاؤں میں واقع تمام مساجد کے لیے ہمیشہ سے ہی مرکز کا درجہ رکھتی رہی ہے کیوں کہ گاؤں کے تمام جید اور بڑے علماءِ کرام اسی مسجد میں اپنی نماز پنج گانہ ادا کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ زمانۂ طفولیت میں ہم نے دیکھا ہے کہ نماز عیدین کی ادائیگی کے لیے لوگ پہلے اسی مسجد کے پاس جمع ہوتے پھر پوری شان و شوکت کے ساتھ یہیں سے عید کی نماز ادا کرنے کے لیے روانہ ہوتے تھے۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی گئی مسجد

کا رقبہ نمازیوں کے لیے تنگ ہوتا گیا، بطور خاص شبِ برأت کے دن اور رمضان کے ماہِ مبارک میں اگر بارش ہوگئی یا رمضان سردیوں کے زمانے میں واقع ہوگیا تو مسجد کا اصلی حصہ اور سائبان ناکافی ہوجانے کی وجہ سے لوگوں کو کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ مصلیان نے آپس کے مشورہ کے بعد صحن والے حصہ میں ایک ٹن شیڈ لگا دیا تاکہ بارش اور دھوپ سے کسی حد تک حفاظت ہو سکے۔ حضراتِ مصلیان کا یہ عمل بارش کی حد تک تو کامیاب رہا لیکن مئی اور جون کی سخت گرمیوں اور چلچلاتی دھوپ میں جب سورج کی شعاعیں چھن چھن کر بدن کے ہر حصہ میں داخل ہونے لگتی ہیں، اس وقت ٹن شیڈ کے اندر نماز پڑھنا ایک مشکل ترین امر ہوگیا، اس لیے ایک بار پھر اس کے ہٹا دینے کے سلسلہ میں چہ می گوئیاں شروع ہوگئیں لیکن ایسی صورت میں اُسی سابقہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا چنانچہ مسجد کے امام صاحب کی اجازت اور مصلیان کے جذبۂ خیر کے سامنے مسجد کی تعمیر جدید ثانی کا فیصلہ لیا گیا اور ۱۶؍نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ گاؤں وقرب وجوار کے معزز علماءِ کرام کے مبارک ہاتھوں سے اس کی نئی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ تھوڑے بہت فرق کے ساتھ مسجد اپنی سابقہ ساخت پر اب بھی باقی ہے۔ چھت کی اونچائی چودہ فٹ ہے، صحن کو ختم کر کے اس کو بھی مسقّف کر دیا گیا ہے، صفوں کی تعداد نو کے بجائے دس ہوگئی ہے، دکھن کے علاوہ ایک سیڑھی اور وضوخانہ اتر جانب بھی بنا دیا گیا ہے اور اتر جانب کا دروازہ ختم کر کے پچھّم طرف کر دیا گیا ہے۔ یہ مسجد چونکہ راقم کے گھر کے بغل میں واقع ہے اور یہ اسی مسجد کا مستقل مصلی بھی ہے اس لیے اس کی تعمیر میں اس نے بھی خوب دلچسپی لی بلکہ پیش پیش رہا۔ خوب یاد ہے کہ ناچیز ہی کے مشورہ پر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب دامت برکاتہم نے سعودی عرب میں مقیم مسجد کے مصلیان کے نام ایک خط لکھا تھا کہ آپ حضرات اس کی تعمیر کے لیے مالی وسائل کی فراہمی میں تعاون کریں۔ مولانا محفوظ احمد کو مسجد کی طرف سے اس کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ تھوڑی سی جد وجہد کے بعد نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ ایک بات اور یاد آرہی ہے کہ مئو کے رہنے والے انجینئر ارشاد احمد مرحوم کو بلا کر مسجد کا نقشہ ناچیز نے ہی بنوایا تھا اور اس نقشہ میں ایک خوبصورت سی بالکنی بھی نکالی گئی تھی لیکن تعمیر کے وقت معلوم نہیں کس بنیاد پر لوگوں نے بالکنی ختم کر دی اور عام مساجد کی طرح اس مسجد کی بھی تعمیر مکمل کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تعمیر جدید کا کوئی خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ اگر

بالکنی بنائی گئی ہوتی تو مسجد کی صفوں میں کافی توسیع ہوگئی ہوتی جو تعمیر جدید کا اصل مقصد تھا چنانچہ اسی وقت سے گراؤنڈ فلور کے علاوہ پہلی منزل کی تعمیر کی ضرورت محسوس کی جانے لگی اور سات سال گزرنے کے بعد ۱۱ر نومبر ۲۰۲۵ء بمطابق ۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۷ھ بروز منگل چندہ کے عنوان پر محلّہ تکیہ میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا گیا اور مالیات کی فراہمی کے بعد ۱۷ر فروری ۲۰۲۶ء بمطابق ۲۸ر شعبان ۱۴۴۷ھ بروز منگل پہلی منزل کی چھت لگی۔ اس تعمیر کے بعد رقبہ تقریباً دوگنا ہوگیا ہے اور موجودہ تنگی ختم ہوگئی ہے کیوں کہ اوپر کا رقبہ بھی نیچے والے رقبہ کے برابر ہے۔ اس طرح اب مسجد میں بیک وقت کم وبیش چھ سو نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں جو اس محلّہ کے لیے کافی ہے۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم اپنے والد حضرت مولانا عبدالستار صاحب نعمانی کے بعد ایک طویل عرصہ تک اس میں امامت کے فرائض انجام دیتے رہے لیکن کم وبیش دو دہائی سے مختلف امراض میں مبتلاء ہوجانے کے بعد جب آپ کے لیے یہ کام ممکن نہیں رہا تو آپ کے بعد اس مسجد کا کوئی متعین امام نہیں رہا اور سالوں تک معاملہ یوں ہی چلتا رہا پھر ماضی قریب کے کئی سالوں تک مولانا محمد نعمان قاسمی اور مولانا ذکاء اللہ قاسمی نے مشترکہ طور پر یہ فریضہ انجام دیا۔ اس کے بعد یکم اگست ۲۰۲۱ء کو ہر نماز کے لیے الگ الگ پانچ امام متعین کر دیے گئے۔ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی معذوری کے بعد امامت سے متعلق کم وبیش یہی سلسلہ چلا آرہا ہے لیکن صورت حال اب اس بات کی متقاضی ہے کہ مستقل امامت کے لیے ایک باتنخواہ امام متعین کر دیا جائے جو مکمل ذمہ داری کے ساتھ اس اہم فریضہ کو انجام دے سکے۔ اگست ۲۰۲۱ء میں سنی سینٹرل وقف بورڈ سے رجسٹریشن کے لیے مسجد کی ایک کمیٹی تشکیل دے کر مطلوبہ کاغذات متعلقہ ڈیپارٹمنٹ میں جمع کرنے کے بعد مسجد کا رجسٹریشن بھی کرا دیا گیا ہے۔ ذمہ داران کے نام حسب ذیل ہیں۔

صدر کمیٹی: حافظ نور الہدیٰ ابن عبدالحفیظ مرحوم، نائب صدر: حافظ سالم ظفر ابن عبدالغنی، سکریٹری: حاجی منصور احمد ابن مقبول احمد مرحوم، نائب سکریٹری: حاجی وحید الزماں ابن مظفر الحسن، ممبر: فضل عظیم ابن مولانا ڈاکٹر محمد احمد مرحوم، ممبر: مختار علی ابن عبدالقادر مرحوم۔

مسجد ابو ہریرہ، پردھان بابا کا باغ (تعمیر: ۲۹/۵/۲۰۱۱ء بمطابق ۲۵/۶/۱۴۳۲ھ، جمعہ)

گاؤں میں پورب دکھن جانب واقع ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ اس کے قیام کا پس منظر کچھ

یوں ہے کہ الحاج محمد علی صاحب مرحوم سابق پردھان کے باغ سے متصل الحاج محمد صابر صاحب مرحوم کا بھی ایک وسیع وعریض باغ تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ باغ حصہ داروں میں تقسیم ہوکر اپنا وجود کھو بیٹھا۔ حاجی صاحب مرحوم کے لڑکے الحاج منشی عبدالسمیع صاحب مرحوم کو اپنی ذاتی زمین پر مسجد بنوانے کا بڑا شوق تھا چنانچہ مرحوم نے اپنے بڑے بھائی حافظ محمد عمر صاحب مرحوم (مقیم محمد آباد) کے حصے کی زمین خرید کر اس کا نصف حصہ مسجد کی تعمیر کے لیے وقف کر دیا اور مَن بَنٰی لِلّٰہِ مَسجِداً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیتاً فِی الجَنَّۃِ کی نبوی بشارت کے مستحق قرار ہوئے۔

۲۹ر مئی ۲۰۱۱ء بمطابق ۲۵ر جمادی الاخریٰ ۱۴۳۲ھ بروز جمعہ وقت کے معروف عالم دین حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی نور اللہ مرقدہ اور قرب وجوار کے دیگر معزز علماءِ کرام کے ہاتھوں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس کی لمبائی تقریباً بیالیس فٹ اور چوڑائی پندرہ فٹ ہے۔ مکمل رقبہ تقریبا ۶۳۰ر اسکوائر فٹ پر مشتمل ہے۔ سقف اصلی کے علاوہ اس میں ایک سائبان بھی ہے۔ مسجد کے اصل حصہ میں تین صف ہے جبکہ سائبان میں ایک صف کی جگہ ہے۔ ہر صف میں کم وبیش پچیس نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس طرح بیک وقت اس میں ایک سو آدمی نماز ادا کر سکتے ہیں۔

نئی جامع مسجد، محلّہ پورب (تعمیر قدیم: ماقبل ۱۹۰۰ء، تعمیر جدید ۲۶ر اکتوبر ۲۰۱۸ء)

یہ مسجد محلّہ پورب کے اخیر میں واقع ہے۔ اس کا شمار گاؤں کی قدیم مساجد میں ہوتا ہے۔ عرصۂ دراز سے یہ نئی مسجد کے نام سے معروف ہے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی اس کی وجہ تسمیہ اور اس کے قیام کی حتمی تاریخ کا علم ہمیں نہیں ہوسکا لیکن مسجد کے سابق متولی جناب احمد کریم صاحب عمر پچاسی سال کی روایت کے مطابق عیسوی سن کے حساب سے ۱۹۰۰ء اور سن ہجری کے اعتبار سے ۱۳۱۷ھ سے پہلے اس کی تعمیر ہو چکی تھی۔ اس وقت کی معروف شخصیت الحاج خلیل احمد صاحب مقیم مبارکپور کے جدامجد نے مسجد کے لیے اپنی زمین وقف کی تھی۔

متولیان کرام

فراہم شدہ معلومات کے مطابق اس کے قدیم متولی حاجی امان اللہ صاحب مرحوم

تھے لیکن ایک بار جب ان کو حج بیت اللہ کے سفر پر جانا ہوا تو لوگوں کے مشورہ سے اپنے بیٹے حاجی بشیر احمد صاحب مرحوم کو یہ ذمہ داری سونپ گئے اور بعد میں جب حاجی بشیر احمد صاحب بھی زیارت حرمین کو جانے لگے تو مصلیان کے اتفاق رائے سے آپ کے بھتیجے جناب احمد کریم ابن عبد الحکیم صاحب مرحوم محلّہ پورب، قدیم ہوٹل کو ۱۹۶۷ء میں یہ ذمہ داری سپرد کی گئی، ایک طویل عرصہ تک بحسن وخوبی آپ یہ ذمہ داری انجام دیتے رہے۔ اُسی زمانہ میں جناب محمد شعیب صاحب مقادم ابن صوفی عبد الرحمٰن صاحب خلیفہ مقیم حال خیر آباد نے مسجد کے دکھن جانب واقع اپنے آبائی حصہ کی زمین مسجد کے لیے وقف کر دی جس کو بعد میں مسجد کی توسیع کے وقت اس میں ضم کر دیا گیا۔ پیرانہ سالی اور ضعف صحت کی وجہ سے جب متولی موصوف اس خدمت کی انجام دہی سے قاصر ہو گئے تو لوگوں کے مشورہ سے جون ۲۰۱۸ء میں محلّہ کے ایک صالح نوجوان محمد راشد ابن حاجی نور الحسن صاحب کو مسجد کا متولی بنایا گیا جو تا حال اس کے ذمہ دار ہیں۔

تعمیری مراحل

اس طویل مدت میں یہ مسجد تعمیر وتوسیع کے متعدد مراحل سے گزری چنانچہ کہتے ہیں کہ بالکل ابتدائی زمانہ میں یہ مٹی کی موٹی دیواروں اور چھپر کی چھت کی بنی ہوئی تھی۔ بعد میں لاہوری اینٹ اور کھپریل کے ذریعہ دوبارہ تعمیر ہوئی جو عرصۂ دراز تک باقی رہی اور پھر ۱۹۶۹ء میں پوری مسجد شہید کر کے تیسری بار اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس وقت احمد کریم صاحب کی تولیت کا زمانہ تھا۔ ایک مضبوط، وسیع اور خوبصورت مسجد کی تعمیر ہوئی۔ ماہر فنکاروں کے ذریعہ فن تعمیر کا خوب مظاہرہ کیا گیا۔ چونا رابش کی دیواریں، نقش ونگار اور روغن ومالش سے مرصع، ٹائلز اور دانے سے مزین یہ مسجد گاؤں کی خوبصورت ترین مسجد قرار دی گئی لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، مصلیان کی تعداد بڑھتی گئی اور تقریباً پچاس سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد مسجد کی دیواریں کمزور ہونے لگیں اور چھت سے پانی ٹپکنے لگا تو چوتھی بار اس کی تعمیر جدید کا فیصلہ لیا گیا چنانچہ ۲۶/اکتوبر ۲۰۱۸ء بمطابق ۱۷/صفر ۱۴۴۰ھ بروز جمعہ گاؤں وقرب وجوار کے متعدد علماءِ کرام کے ہاتھوں اس کی تعمیر جدید کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

جدید رقبہ

گراؤنڈ فلور کے علاوہ اس میں دو منزلیں ہیں، ساتھ ہی ایک خوبصورت مینارہ کی تعمیر بھی کی گئی ہے۔ گراؤنڈ فلور پر سقف اصلی کا رقبہ 54x32 فٹ ہے جس میں آٹھ صف ہوتی ہے اور ہر صف میں چھتیس آدمی آتے ہیں۔ صحن 40x15 فٹ ہے جس میں چار صف اور ہر صف میں اٹھائیس نمازی آتے ہیں۔ شمالی برآمدہ 14x40 فٹ ہے جس میں سات صف اور ہر صف میں دس آدمی کی گنجائش ہے۔ مشرقی برآمدہ 40x12 فٹ ہے جس میں تین صف اور ہر صف میں اٹھائیس آدمی آتے ہیں۔ جنوبی برآمدہ 5x15 فٹ ہے جس میں چار صف اور ہر صف میں چار آدمی آتے ہیں۔ اس طرح گراؤنڈ فلور پر ٹوٹل پانچ سو ستر آدمی کی گنجائش ہے۔

فرسٹ فلور

فرسٹ فلور پر ہال کا رقبہ بعینہ گراؤنڈ فلور کے سقف اصلی کا رقبہ (54x32 فٹ) ہے جس میں آٹھ صف اور ہر صف میں چھتیس آدمی آتے ہیں۔ شمالی بالکنی 45x17 فٹ ہے جس میں گیارہ صف اور ہر صف میں دس آدمی آتے ہیں۔ مشرقی بالکنی 40x16 فٹ ہے جس میں چار صف اور ہر صف میں اٹھائیس آدمی آتے ہیں۔ جنوبی بالکنی 5x15 فٹ ہے جس میں چار صف اور ہر صف میں چار آدمی آتے ہیں۔ اس طرح فرسٹ فلور پر پانچ سو چھبیس لوگوں کی گنجائش ہے۔

سیکنڈ فلور

شمالی بالکنی 17x49 فٹ ہے جس میں بارہ صف اور ہر صف میں دس آدمی آتے ہیں۔ مشرقی بالکنی 40x16 فٹ ہے جس میں چار صف اور ہر صف میں اٹھائیس آدمی آتے ہیں۔ جنوبی برآمدہ 8x15 فٹ ہے جس میں چار صف اور ہر صف میں چھ آدمی آتے ہیں۔ اس طرح سیکنڈ فلور پر دو سو چھپن لوگ بیک وقت سما سکتے ہیں۔

بیک وقت مجموعی مصلیان کی گنجائش

بیک وقت ایک ہزار تین سو باون (۱۳۵۲) نمازی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مینارہ

مسجد میں ایک خوبصورت مینارہ بھی ہے جس کی چوڑائی تین میٹر اور زمین سے اس کی

اونچائی باسٹھ فٹ جبکہ بنیاد سے نواسی فٹ ہے۔

ائمۂ کرام

ابتداء میں اس کا کوئی متعین امام نہیں تھا بلکہ مصلیان میں سے کوئی بھی لائق مصلی نماز پڑھادیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد موجودہ مؤذن جناب عبدالوحید صاحب کے والد مرحوم مولانا محمد عمر صاحب (۱۸۹۴ء۔۱۹۵۶ء) کو امام منتخب کیا گیا جو پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد مولانا ممتاز احمد صاحب قاسمی کو یہ ذمہ داری سونپی گئی اور ایک مدت دراز تک آپ نے بھی یہ خدمت انجام دی پھر مولانا کی دوسرے محلّہ میں نقل مکانی کے بعد کچھ عرصہ تک مولانا انوار احمد قاسمی ابن الحاج ماسٹر رشید احمد صاحب مرحوم نے امامت کی لیکن تلاش معاش کی فکر میں مولانا موصوف کے سعودی عرب چلے جانے کے بعد نوجوان عالم دین مولانا محمد اقبال کو نماز پنج گانہ کا امام متعین کیا گیا اور تا حال بحسن وخوبی آپ اس فریضہ کو انجام دے رہے ہیں۔ ان ائمہ کرام کے درمیانی زمانہ میں وقتاً فوقتاً متعدد لوگوں نے امامت کی جن میں ایک قابل ذکر نام قاری محمد سلمان اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم کا ہے۔

نماز جمعہ کی ابتداء

۲۰۰۳ء سے قبل صرف محلّہ پچھّم کی جامع مسجد میں ہی جمعہ کی نماز ادا کی جاتی تھی جس کی وجہ سے اخیر پورب اور نئی بستی کے لوگوں کو برسات اور سخت سردیوں کے زمانے میں کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا چنانچہ گاؤں میں موجود علماءِ کرام سے مشورہ کے بعد ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۴/رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ اس مسجد میں بھی نماز جمعہ کی ابتداء کی گئی تا کہ لوگوں کے لیے سہولت ہو جائے اور لوگ خوش دلی و دل جمعی کے ساتھ اس میں شرکت کر سکیں۔ نماز جمعہ کے قیام کے بعد اس کے پہلے امام حضرت مولانا ریاض احمد صاحب قاسمی مدنی (وفات: اگست ۲۰۱۵ء) متعین کیے گئے اور مئی ۲۰۰۹ء میں برین ہیمریج (Brain Hemorrhage) کا شکار ہونے سے قبل تک آپ یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ مولانا موصوف کی بیماری کے بعد مولانا عزیز الحق قاسمی صاحب اس کے دوسرے امام متعین ہوئے جو تا حال امامت وخطابت کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ ۲۰۱۹ء میں وقف بورڈ سے رجسٹریشن بھی کرادیا گیا ہے۔ لوگوں کو چاہئے مسجد کے نام پر بھی غور کر

کے کوئی اچھا سا نام متعین کر لیں۔

مسجد ابوحنیفہ رکھیت والی مسجد (تعمیر: سن تخمینی ۱۹۲۵ء، تعمیر جدید ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۰ء)

کھپریل کی دوصفوں پر مشتمل سو فٹ لمبی اور بیالیس فٹ چوڑی یہ ایک متوسط سی مسجد تھی۔ اس کی تعمیر کا صحیح سن کسی معتبر ذریعہ سے نہیں معلوم ہو سکا لیکن ایک محتاط اندازہ کے مطابق یہ ایک صدی پرانی مسجد ہے۔ قدیم نام کھیت والی مسجد اور جدید نام مسجد ابوحنیفہ ہے۔ یہ محلّہ پورب میں نئی جامع مسجد کے بالکل مخالف اتر جانب صباغ حضرات کے مکان کے بغل میں واقع ہے۔ اندرون مسجد سات صف ہے، سائبان میں چار صف اور ہر صف میں بیس آدمی کی گنجائش ہے۔ صحن میں چار صف ہے۔ ایک صف میں سولہ آدمی آتے ہیں۔ بالکنی (Balcony) میں سات صف اور ہر صف میں بیس نمازی۔ اس کے علاوہ وضو خانہ سے متصل دو صف ہے اور ایک صف میں پندرہ آدمی کی گنجائش ہے۔ گویا بیک وقت کم وبیش پانچ سو نمازی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے پڑوسی اور صباغ برادری سے تعلق رکھنے والے جناب نظام الدین صاحب مرحوم کے بیان کے مطابق گاؤں میں خیرو (وفات سن تخمینی: ۱۹۹۰ء) نامی ایک شخص ہوا کرتے تھے جو تقریباً ایک سو سے زائد سال کی عمر پائے تھے اور ترک وطن کر کے گھوسی میں سکونت اختیار کر لی تھی، ان کے خاندان کے کچھ لوگ مئو وقرب وجوار میں منتشر ہو گئے، انہوں نے اپنی ساری زمین شریک شکمی کے طور پر قاری محمد امین صاحب مرحوم گولا بازار کے حوالے کر دی تھی اور باقی ماندہ تھوڑی سی زمین مسجد کے لیے وقف کر دی جس پر مٹی کی دیوار اور کھپریل کی چھت پر مشتمل ایک چھوٹی سی مسجد تیار کی گئی اور لوگ اس میں نماز ادا کرنے لگے لیکن بعد کے زمانہ میں بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر جب اس کا رقبہ تنگ ہو گیا تو حضراتِ مصلیان نے اس سے متصل زمین خرید کر اس میں توسیع کا کام کیا۔ بہت دنوں تک اسی قدیم عمارت میں نماز پنج گانہ ادا کی جاتی رہی لیکن ایک زمانہ کے بعد اس عمارت کے بوسیدہ اور جگہ کے تنگ ہو جانے کی وجہ سے مسجد کی منتظمہ کمیٹی نے اس کی تعمیر جدید کا فیصلہ لیا چنانچہ ۱۵/اکتوبر ۲۰۱۰ء بمطابق ۷/ذی القعدہ ۱۴۳۱ھ بروز جمعہ مئوشہر کے معروف بزرگ حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن صاحب امام وخطیب شاہی جامع مسجد کٹرہ، مئو و دیگر علماءِ کرام کے دست مبارک سے اس کی تعمیر جدید کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس کے موجودہ امام

الحاج حافظ ودود احمد صاحب برادر خرد مولانا ظفر احمد صاحب قاسمی مکی ہیں اور متولی مسجد کے پڑوسی حافظ قاری نفیس احمد صاحب استاذ مدرسۃ الالاح سرائے میر ہیں۔

مسجد محمدی، نئی بستی (تعمیر: دسمبر ۱۹۹۷ء بمطابق شعبان ۱۴۱۸ھ)

قدیم آبادی سے باہر اخیر پورب اور مین روڈ کے دکھن جانب نئی بستی کے نام سے جب ایک نئی آبادی قائم ہوگئی اور لوگ وہاں آباد ہونا شروع ہوگئے تو نماز پنج گانہ اور نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے ایک مسجد کے قیام کی سخت ضرورت محسوس ہوئی کیوں کہ وہاں سے نئی جامع مسجد، مسجد ابوحنیفہ یا جامع مسجد محلّہ پچھّم تک پہنچنے کے لیے مصلیان کو قدرے دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا چنانچہ لوگوں کو اس کی فکر دامن گیر ہوئی اور ایک مسجد کے قیام پر مسلسل غور وخوض ہونے لگا۔ بالاخیر اللہ کے ایک بندے حاجی محمد ادریس صاحب شیخ (اللہ انہیں غریق رحمت کریں) نے ۱۹۹۷ء میں اپنی ایک بسوا زمین مسجد کے لیے وقف کر دی اور اسی سے متصل سوا سات بسوا زمین (تیس ہزار روپئے فی بسوا کے حساب سے یعنی دو لاکھ سترہ ہزار پانچ سو روپے) میں جامع مسجد کی نیت سے خریدی گئی۔ پھر دسمبر ۱۹۹۷ء بمطابق شعبان ۱۴۱۸ھ میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ایک ٹن شیڈ ڈال کر نماز پنج گانہ کی ابتداء کر دی گئی۔ مسجد کی تعمیر کے بعد پہلی مرتبہ مغرب کی نماز ادا کی گئی اور امامت حضرت مولانا عبدالستار صاحب نعمانی مرحوم نے کی۔ اُس وقت اس میں چار صف تھی اور ہر صف میں پچیس آدمی آتے تھے پھر ۲۵/اپریل ۲۰۱۴ء بمطابق ۲۵/جمادی الاخریٰ ۱۴۳۵ھ بروز جمعہ حضرت مولانا اسلام الحق صاحب مرحوم امیر تبلیغی جماعت مئو کے مبارک ہاتھوں اس کی تعمیر جدید کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اِس وقت اُس کی لمبائی سوفٹ چار انچ اور چوڑائی نوے فٹ ہے۔ مسجد کے پورب جانب سائبان کے علاوہ چھوٹی ہوئی زمین تینتیس (۳۳) فٹ ہے۔ سقف اصلی میں سات صف اور سائبان میں تین صف ہے۔ ہر صف میں پینسٹھ آدمی کی گنجائش ہے یعنی بیک وقت اس میں چھ سو پچاس (۶۵۰) نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نماز پنجگانہ کے موجودہ امام ومتولی مولانا ممتاز احمد صاحب قاسمی اور مؤذن جناب انصار الحق صاحب شیخ ہیں۔

دراصل بالکل ابتداء میں ہی اس محلّہ میں یہ زمین لوگوں کے مشورہ سے ایک بڑی جامع مسجد بنانے کی ارادہ سے خریدی گئی تھی لیکن بوجوہ چند نماز جمعہ کا قیام ٹلتا رہا پھر مارچ ۲۰۲۰ء میں

عالمی وباء کووڈ ۱۹ کی وجہ سے جب پورے ملک کے اندر لاک ڈاؤن نافذ ہو گیا اور نماز پنج گانہ بشمول جمعہ کی نماز کے لیے جامع مسجد جانا مشکل امر ہو گیا تو اس مسجد میں بھی نماز جمعہ شروع کی گئی اور پھر اس کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ مسلسل باقی رکھا گیا۔ پہلا خطبہ مولانا ممتاز احمد صاحب قاسمی نے دیا اور نماز جمعہ حافظ نظام الدین صاحب نے پڑھائی۔ اس میں نماز جمعہ کے امام حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کے داماد مفتی محمد ابراہیم صاحب، مئو (مقیم نئی بستی، بھیرہ) ہیں جو یہاں کے مستقل طور پر رہائش پذیر ہو چکے ہیں۔

مسجد عمر فاروق گولا بازار (تعمیر قدیم: سن تخمینی ۱۹۲۵ء، تعمیر جدید ۲۰۱۸ء بمطابق شوال ۱۴۳۹ھ)

یہ مسجد گولا بازار میں واقع ہے۔ اس کے سن تأسیس کا صحیح علم نہیں ہو سکا لیکن بزرگوں کی روایت کے مطابق مسجد ابوحنیفہ کی طرح یہ مسجد بھی کم وبیش ایک صدی قدیم ہے۔ ابتداء میں یہ کھپریل یا پتلو کی چھت پر مشتمل تھی۔ اس کے پورب جانب میدان کی شکل میں نگر پنچایت کی خالی زمین ہے جہاں پر زمانۂ قدیم سے ہر بدھ کے دن گاؤں کا ایک بڑا بازار لگتا ہے اور ہر سنیچر کو ایک چھوٹا بازار لگتا تھا جو اب موقوف ہو گیا ہے، لوگ وہاں سے اپنے راشن و غلے وغیرہ کا سامان خریدتے تھے۔ پچھّم جانب ایک کنواں اور خالی زمین ہے جہاں لوگ پہلے اپنا کوڑا کرکٹ ڈالتے تھے۔ اتر اور دکھن جانب امام باڑہ کی زمین ہے، اتر جانب چھوٹا سا ایک روضہ اب بھی موجود ہے۔ مسجد کی لمبائی اکتالیس فٹ اور چوڑائی پچاس فٹ ہے، اندر تین صف، سائبان میں دو صف اور صحن میں چار صف کی گنجائش ہے۔ ہر صف میں کم وبیش پینتیس چالیس آدمی آتے ہیں گویا بیک وقت تقریباً ساڑھے تین سو آدمی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مختلف ادوار میں اس کی تعمیر کا تھوڑا بہت کام ہوتا رہا جس سے مسجد کی شکل بدلتی رہی، چنانچہ کتبہ پر مکتوب ایک تاریخ ۲۴ر فروری ۱۹۸۵ء بمطابق ۴ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ بروز اتوار ہے۔ اس کے بعد ۲۰۰۰ء میں مسجد کے سائبان کی تعمیر کا کام مکمل ہوا، پھر ۲۰۱۸ء میں باقاعدہ اس کی تعمیر جدید عمل میں آئی۔ پہلے اس مسجد کا کوئی متعین نام نہیں تھا لیکن سال ۲۰۰۰ء میں جب مسجد کے سائبان کا کام چل رہا تھا تو اسی وقت لوگوں کے مشورہ سے اس کا نام مسجد عمر فاروق رکھا گیا۔ اس کے موجودہ امام مولانا شہاب الدین قاسمی، مؤذن جناب عبد الرحمٰن صاحب برادر حافظ عبد الغفور صاحب اور متولی مسجد کے پڑوسی

حافظ اسرار احمد صاحب قریشی استاذ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد ہیں۔

مسجد ابراہیم خلیل اللہ تانے والا باغ (۲۸/مارچ ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۰/ربیع الاول ۱۴۲۹ھ جمعہ)

یہ مسجد آٹو اسٹینڈ کے پاس اتر جانب تانے والے باغ میں واقع ہے، اس کی مکمل زمین تین بسوا ہے۔ نصف زمین (ڈیڑھ بسوا) گاؤں کے ایک صاحب خیر جناب عبدالرزاق صاحب برادر محمد امین صاحب مرحوم جو ہجرت مکانی کر کے ممبئی میں مقیم ہو گئے ہیں، نے مسجد کے لیے وقف کی تھی۔ تین چوتھائی (پون بسوا) زمین مولانا ظفر احمد صاحب قاسمی اور ان کے برادران نے مسجد کی توسیع کے لیے اپنی زمین سے وقف کی، اس کے بعد مزید توسیع کے لیے تین چوتھائی (پون بسوا) زمین خریدی گئی چنانچہ اس کی موجودہ لمبائی پینتالیس فٹ اور چوڑائی اٹھارہ فٹ ہو گئی ہے۔ فی الحال سقف اصلی کی تعمیر ہو چکی ہے جس میں چار صف ہے اور ہر صف میں تقریباً تیس آدمی ہوتے ہیں، گویا بیک وقت ایک سو بیس نمازی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ابتداء میں یہ مسجد ایک چھوٹے سے ٹن شیڈ پر مشتمل تھی لیکن مصلیان کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد کے ذمہ داران نے اس کی تعمیر جدید کا فیصلہ لیا چنانچہ ۱۳/فروری ۲۰۱۹ء بمطابق ۸/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۰ھ بروز بدھ مولانا عبدالعزیز صاحب ندوی ڈائریکٹر ہیون گارڈن اسکول خیر آباد کے ہاتھوں اس کی جدید بنیاد رکھی گئی۔ یہاں پر اس بات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی تعمیر جدید مولانا موصوف ہی کی توجہات کا ثمرہ ہے کیوں کہ مولانا نے اپنے ذاتی تعلقات کی بناء پر خلیجی ملک کویت کی کسی خیراتی تنظیم سے ایک خطیر رقم (تقریباً نو لاکھ روپئے) مسجد کی تعمیر کے لیے پیش کی، وضوخانے کی تعمیر ابھی باقی ہے۔ مسجد کے موجودہ امام اس کے پڑوسی حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب استاذ مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم بھیرہ ہیں اور متولی الحاج حفیظ اللہ صاحب مرحوم تھے۔ مرحوم کے انتقال کے بعد پانچ چھ ماہ کی مدت تک توقیر احمد ابن ظہیر الدین صاحب متولی رہے لیکن بعد میں مولانا محمود احمد صاحب ندوی کو یہ ذمہ داری سونپ دی گئی اور تا حال وہی متولی ہیں۔

عیدگاہ قاسمی (تعمیر: ۲۷/جون ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۳/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۹ھ، جمعہ)

کم وبیش دو بیگھا زمین پر پھیلی ہوئی آبادی کے دکھن جانب مقامی قبرستان سے متصل، جانب اتر یہ ایک خوبصورت عیدگاہ ہے۔ اس کا جانبی دروازہ قبرستان میں کھلتا ہے۔ اس کے

چاروں طرف چھوٹے، بڑے گیارہ مینارے ہیں۔ پچھّم جانب کے نصف حصہ میں تعمیر اور فرش کا کام مکمل ہو چکا ہے اور پورب جانب ابھی نصف حصہ باقی ہے۔ پورے صحن میں تقریباً چالیس صف کی گنجائش ہے جس میں کم وبیش سات ہزار نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ عیدگاہ کے چاروں طرف قد آدم سے اونچی دیواریں اور محراب کے دونوں جانب لمبے لمبے اور خوبصورت میناروں نے اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا دیا ہے۔ موسم بہاراں میں اس کے چاروں طرف لہلہاتی کھیتیوں سے اس کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ اس کے قیام کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ محلّہ پچھّم کے رہنے والے سہد یو اور پردیسی یادو کے خاندان میں مورت لال نامی ایک برادر وطن کی چھتیس بسوا اراضی خالی پڑی تھی جس کو وہ اپنی ضروریات کی بناء پر فروخت کرنا چاہ رہے تھے۔ جب اس بات کا علم گاؤں کے لوگوں کو ہوا تو چند سربرآوردہ شخصیات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے کر فوراً ان سے رابطہ کیا گیا اور ابتدائی گفت وشنید کے بعد تیرہ ہزار روپے (۱۳۰۰۰ روپے فقط) فی بسوا پر معاملہ طے ہو گیا اور ۲۷ر جنوری ۲۰۰۶ء بمطابق ۲۶ر ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ بروز جمعہ چار لاکھ اڑسٹھ ہزار روپے فقط (۴۶۸۰۰۰ روپے) میں پوری زمین خرید لی گئی۔ فوراً بطور پیشگی رقم (Down Payment) پچاس ہزار روپے ادا کر دیے گئے لیکن اس وقت بہت بڑا مسئلہ مالیات کی فراہمی کا درپیش آیا کیوں کہ مجلس منتظمہ کے پاس مطلوبہ رقم موجود نہیں تھی لیکن کہتے ہیں کہ ہمت مرداں مدد خدا چنانچہ اہالیان بھیرہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو ہر مستطیع نے اس کارِ خیر کے لیے اپنا سینہ کھول دیا اور جس سے جو بھی ہو سکا اس نے اس پروجکٹ کے لیے بھرپور تعاون کیا، کچھ لوگوں نے بطور قرض ایک بڑی رقم پیش کی۔ پھر کیا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے زمین کے رجسٹریشن کا کام مکمل ہو گیا اور جو گاؤں ایک مدت سے عیدگاہ جیسی نعمت سے محروم تھا اب اس کے پاس ایک معقول زمین کا بندوبست ہو چکا تھا۔ زمین کی فراہمی کے بعد جب اس کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو ایک بار پھر وہی مالیات کا مسئلہ کھڑا ہو گیا لیکن قربان جایئے گاؤں کے لوگوں کے جذبۂ سخاوت پر کہ انہوں نے ایک بار پھر اپنی فیاضی وسخاوت کا ایسا مظاہرہ کیا کہ پورے گاؤں میں چندہ کا جا بجا سلسلہ شروع ہو گیا اور بہت جلد ایک معتد بہ رقم کی وصولیابی کے بعد ۲۷ر جون ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۳ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۹ھ بروز جمعہ گاؤں اور قرب وجوار کے معزز علماءِ کرام اور بزرگان دین

کے مبارک ہاتھوں سے اس کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ علاقہ کے معروف مستری جناب کیلاش اور ان کی ٹیم نے تعمیر کا کام انجام دیا۔ یہاں اس بات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عموماً تعمیرات کے کاموں میں لوگوں کو جن تجربات سے دوچار ہونا پڑتا ہے انہیں تجربات سے یہاں بھی منتظمہ کمیٹی کو دوچار ہونا پڑا یعنی لوگوں کی توقعات کے برخلاف جمع شدہ رقم صرف میناروں کی تعمیر میں ہی ختم ہوگئی اور منتظمہ کمیٹی کو ایک بار پھر ایک نئے چیلینج کا سامنا کرنا پڑا لیکن خانۂ خدا کی تعمیر کے لیے جود وسخا کا نہ ختم ہونے والا وہ جذبہ ہی تھا جس کے سامنے چٹانیں چور چور ہوتی نظر آئیں اور اپنی محنت ومزدوری کی کمائی ہوئی دولت کے ساتھ لوگ ایک بار پھر کمر بستہ ہوگئے چنانچہ ایک مختصر سی تگ ودو کے بعد دوبارہ جو کام شروع ہوا تو ہوتا ہی چلا گیا یہاں تک کہ تکمیل کو پہنچ گیا۔

۲۰۰۸ء میں جب عیدگاہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو پہلی نماز حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قاسمی کی امامت میں ادا کی گئی۔ حضرت مولانا جاوید اختر صاحب قاسمی اُس سال حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تھے لیکن واپسی کے بعد سے آج تک آپ ہی کی امامت میں یہاں عیدین کی نمازیں باقاعدہ ادا کی جارہی ہیں۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، والد صاحب مرحوم

مسجد ام بدرا لسفیح / مسجد عائشہ (تعمیر: ۳۱/اکتوبر ۲۰۱۹ء بمطابق ۳/ربیع الاول ۱۴۴۱ھ)

یہ مسجد قبرستان اور عیدگاہ جاتے ہوئے عام راستہ کے پچھّم جانب کھیت میں واقع ہے۔ اس کا اصل نام مسجد ام بدرا لسفیح ہے لیکن عوام الناس میں مسجد عائشہ کے نام سے معروف ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر جب اُس جانب مکانات بننا شروع ہوئے تو نئی آبادی میں نماز کی ادائیگی کے لیے لوگوں کو ایک مسجد کی فکر دامن گیر ہوئی اور اس کے لیے جناب عرفان احمد ابن امیر الدین دکاندار کی کوششوں سے ۳۰/دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۷/ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بروز منگل تینتیس ہزار روپے فی بسوا کے حساب سے ۹۹,۰۰۰ روپے (ننانوے ہزار روپے فقط) میں حاجی محمود شیخ سے تین بسوا (60x62) زمین مسجد کے لیے خریدی گئی۔ اس کے بعد سترہ سال تک یہ زمین خالی پڑی رہی لیکن جب اُس جانب خاطر خواہ مکانات بن ہوگئے، لوگوں نے

اقامت اختیار کر لی اور مسجد کے تعمیر کی ضرورت محسوس ہونے لگی تو اس کی تعمیر کے لیے کوشش شروع ہوگئی۔ حسن اتفاق کہ مولانا عبدالعزیز صاحب ندوی ڈائریکٹر ہیون گارڈن انگلش میڈیم اسکول خیرآباد جن کی توجہ سے پہلے ہی تانے والے باغ میں مسجد ابراہیم خلیل اللہ کی تعمیر ہو چکی تھی، سے رابطہ کیا گیا اور اپنے ذاتی تعلقات کی بنیاد پر کویت کی رفاہی تنظیموں یا وہاں کے اہل خیر حضرات کے تعاون سے اپنی نگرانی میں انہوں نے اس مسجد کی تعمیر شروع کرائی چنانچہ ۳۱/اکتوبر ۲۰۱۹ء بمطابق ۳/ربیع الاول ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قاسمی بھیرہ، مولانا جاوید اختر صاحب قاسمی بھیرہ اور مولانا موصوف کے ہاتھوں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ مسجد کا اندرونی حصہ 32x15 ہے جس میں تین صف ہوتی ہے اور ہر صف میں تقریباً پچیس آدمی آتے ہیں جبکہ سائبان 32x10 ہے جس میں دو صف ہوتی ہے اور ٹوٹل ایک سو پچیس لوگ آسکتے ہیں یعنی بیک وقت اس میں کم وبیش دو سو نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد میں سترہ فٹ اونچا ایک مینارہ بھی ہے جس سے اس کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے۔ وضو خانہ کی تعمیر ابھی باقی ہے۔ اس کے متولی جناب حافظ نیاز احمد صاحب محلّہ پچھّم، سابق استاذ شعبۂ حفظ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ ہیں۔

جامع مسجد قدم رسول (تعمیر جدید: ۳۰/اکتوبر ۲۰۰۹ء بمطابق ۱۱/ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ، جمعہ)

یہ مسجد محلّہ پچھّم میں اونچی مسجد کے بالمقابل پورب جانب دریائے ٹونس کے اوپر واقع ہے۔ اس کا شمار گاؤں کی قدیم ترین مساجد میں ہوتا ہے لیکن تعمیر قدیم کی تاریخ کا صحیح علم نہیں ہوسکا البتہ یہ بات روایتاً معروف ہے کہ حضرت مولانا شاہ علی احمد صاحبؒ (۱۸۱۴ء-۱۸۹۴ء) نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔ اس اعتبار سے کم وبیش یہ پونے دو سو سالہ قدیم مسجد مانی جاسکتی ہے۔ اس کی لمبائی ۸۸/فٹ اور چوڑائی ۴۵/فٹ ہے۔ ماضی قریب تک اس کی دیواریں کھپریل کے چھت پر مشتمل تھیں۔ سقف اصلی کے علاوہ ایک سائبان اور ایک صحن تھا۔ دائیں اور بائیں جانب کچھ زمین خالی پڑی تھی جس میں بیل، شریفہ اور دیگر پھلوں کے کچھ درخت تھے۔ سقف اصلی میں تین صف، سائبان میں ایک صف اور صحن میں تین صف کی گنجائش تھی لیکن ۱۰/ذی القعدہ ۱۴۳۱ھ بمطابق ۳۰/اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز جمعہ جناب ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان کی تولیت میں صوفی سید نجم الدین صاحب قادری سہروردی جھونسوی، حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اور

حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی دامت برکاتہم کے ہاتھوں اس کا جدید سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سقف اصلی کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جبکہ اسی کے بقدر سائبان اور صحن کی تعمیر ابھی باقی ہے۔ دکھن جانب تقریباً تیرہ چودہ فٹ چوڑا راستہ باہر کو چلا جاتا ہے جو ابھی بند ہے، اس کی تعمیر کے بعد مسجد کا حسن مزید بڑھ جائے گا۔ تعمیر شدہ عمارت میں مکمل دس صفوں کی گنجائش ہے، ایک صف میں پچاس نمازی آتے ہیں یعنی بیک وقت اس میں پانچ سو لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔

۲۴ راگست ۲۰۱۸ء بمطابق ۱۲ رذی القعدہ ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی نے مغرب کی نماز پڑھا کر اس کا افتتاح کیا۔ جدید عمارت کے پیچھے جناب ممتاز احمد صاحب اور ان کے برادران کی جانب سے وقف کردہ مسجد کی اچھی خاصی زمین ابھی خالی پڑی ہے جس کو بعد میں مکتب یا تحفیظ القرآن الکریم کے لیے بآسانی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے سابق متولی جناب عبد الرزاق صاحب مرحوم تھے اور موجودہ متولی جناب ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان ہیں۔ نماز پنج گانہ کے موجودہ امام قاری قمر الزماں ابن امیر احمد مرحوم، نماز جمعہ کے امام مولانا ابوالوفاء صاحب رضوی اور عیدین کی نماز کے امام مولانا محمد احمد صاحب مصباحی ہیں۔ مؤذن کے فرائض جناب محمد سفیان انصاری انجام دے رہے ہیں۔ گاؤں میں دیوبندی اور بریلوی جماعت کے درمیان مسلکی اختلافات سے قبل اس مسجد کی تولیت اور اس کا انتظام وانصرام دیوبندی جماعت کے ماتحت تھا، دونوں مسلک کے لوگ ایک ہی ساتھ اس میں نمازیں پڑھتے تھے، دونوں لوگوں کی نماز عیدین بھی اس میں ایک ہی ساتھ ہوتی تھی اور حافظ احمد کریم صاحب مرحوم نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ اس کے مستقل متولی تھے لیکن جب دونوں جماعتوں کے درمیان مسلکی اختلافات پیدا ہو گئے اور بریلوی جماعت کے پاس کوئی مستقل مسجد نہیں تھی تو دونوں جماعت کے اتفاق رائے سے یہ مسجد ان کے حوالے کی گئی، اس کے بعد سے اس کا تعلق بریلوی مکتب فکر سے ہو گیا اور اب اس کا انتظام وانصرام انجمن امجدیہ اہل سنت کے زیر اہتمام ہے۔

غوثیہ مسجد (تعمیر: ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴۱۸ھ)

یہ مسجد بھی محلّہ پچھّم میں واقع ہے۔ ۱۹۹۸ء میں حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی اور آپ کے برادر خرد مولانا مفتی احمد القادری صاحب کے ہاتھوں اس کی بنیاد رکھی گئی۔ مسجد کے

اندرونی حصہ میں تین صف اور صحن میں ایک صف کی جگہ ہے۔ ہر صف میں نو آدمی آتے ہیں اس طرح بیک وقت چھتیس نمازی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔اس کے متولی جناب عبدالحفیظ صاحب شیخ، امام حافظ محمد مصطفیٰ صاحب ضیائی اور مؤذن محمد اقبال صاحب شیخ ہیں۔اس مسجد کا تعلق بھی بریلوی مکتب فکر سے ہے۔

رضا مسجد (تعمیر: ۴؍دسمبر ۱۹۹۲ء بمطابق ۸؍جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ، جمعہ)

یہ مسجد محلّہ پورب میں حضرت مولانا مفتی احمد القادری صاحب مصباحی کے دولت خانہ کے قریب اور عبدالخالق صاحب مرحوم کے مکان کے بغل میں واقع ہے۔اس کا وجود درحقیقت مولانا مصباحی کی نظر کرم کا مرہون منت ہے۔آپ کا مکان دیوبندی جماعت کے بالکل بیچ میں واقع ہے اور وہاں بریلوی مسلک کی کسی مسجد کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ حضرات کو کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس لیے ان حضرات کو اس محلّہ میں ایک مسجد کی تعمیر کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی تھی چنانچہ اُسی محلّہ کے رہنے والے دو سن رسیدہ بزرگ برادران جناب محمد یاسین صاحب مرحوم اور جناب محمد مزمل صاحب مرحوم جولا ولد تھے کے مکان کو خرید کر بابری مسجد کی شہادت سے صرف دو روز قبل ۴؍دسمبر ۱۹۹۲ء بروز جمعہ حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدیؒ کے بدست رضا مسجد کے نام سے اس کی بنیاد رکھی گئی۔اُس وقت آج کی طرح گاؤں میں مسلکی اختلافات شدید نہیں تھے،ایک دوسرے کی مساجد و مدارس کی تعمیر میں دونوں جماعت کے لوگ حصہ لیتے تھے چنانچہ بلاتفریق مسلک تمام لوگوں نے اس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اس وقت ہمارے بچپن کا زمانہ تھا۔تعمیر کے موقع پر چندہ کی مناسبت سے مقامی شاعر جناب قمر صاحب مرحوم کا مندرجہ ذیل شعر ابھی تک ذہن کے کسی گوشہ میں پڑا ہوا تھا جو اچانک یاد آ گیا:

نہ کر تاخیر اپنا قیمتی گوہر لٹانے میں رضائے رب اکبر ہے رضا مسجد بنانے میں

اس کی لمبائی تقریبا پندرہ فٹ اور چوڑائی دس فٹ کے قریب ہے۔مسجد کے اندرونی حصہ میں تین صف اور سائبان میں دو صف کی جگہ ہے۔ایک صف میں پندہ آدمی آسکتے ہیں۔گویا بیک وقت ایک سو نمازی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔مسجد کے ابتدائی حصہ میں دارالحفظ والقرأت کے نام سے ایک دو منزلہ عمارت تعمیر کر دی گئی ہے جس میں طلبہ کو حفظِ قرآن مجید اور قرأت کی تعلیم دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ دکھن جانب جناب عبدالرحمٰن صاحب کی مسجد سے متصل زمین بھی

مسجد کے نام پر خرید لی گئی ہے اور اس کے معاً بعد مولانا احمد القادری صاحب کی زمین ہے جہاں آج کل ایک مدرسہ تعمیر ہو رہا ہے۔ مسجد سے متصل حصہ کو مسجد کی توسیع کے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ اس کے متولی اور ذمہ دار مولانا احمد القادری صاحب ہیں۔ نماز پنج گانہ کے پہلے امام الحاج محمد یونس مرحوم تھے اور موجودہ امام حافظ عبد السلام رضوی ابن حاجی فیاض احمد صاحب ہیں۔ اذان کی خدمت جناب نور العین صاحب اشرفی انجام دے رہے ہیں۔ یہ مسجد بھی انجمن امجدیہ اہل سنت کے زیر اہتمام ہے۔

برکاتی مسجد (تعمیر: ۲۸ر نومبر ۲۰۰۸ء بمطابق ۳۰ر ذی القعدہ ۱۴۲۹ھ، جمعہ)

یہ مسجد گاؤں کے دکھن پچھّم جانب واقع ہے۔ مفتی احمد القادری صاحب کی وقف کردہ زمین پر ۲۸ر نومبر ۲۰۰۸ء بمطابق ۳۰ر ذی القعدہ ۱۴۲۹ھ بروز جمعہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی اور حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضوی مرحوم کے ہاتھوں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اندر دو صف اور باہر ایک صف کی جگہ ہے۔ مولانا نصر اللہ صاحب کی وفات کے بعد اس کے متولی و امام جناب امجد رضا ابن محمد عزیز صاحب ہیں اور مؤذن جناب محمد یوسف شیخ ابن محمد وزیر صاحب مرحوم ہیں۔ اس کا جدید سنگ بنیاد ستمبر ۲۰۱۶ء بمطابق ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ بروز جمعہ حضرت مصباحی صاحب اور حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب مرحوم کے ہاتھوں رکھا گیا۔ اس مسجد کا تعلق بھی بریلوی جماعت سے ہے۔

نوری جامع مسجد (تعمیر جدید: ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۴۱۳ھ)

یہ ایک دو منزلہ مسجد ہے جو محلّہ نوری نگر میں واقع ہے۔ اس کی تعمیر جدید ۱۹۹۳ء میں ہوئی ہے۔ اس کے اندر تین صف، سائبان میں ایک صف اور صحن میں دو صف کی جگہ ہے۔ ایک صف میں بیس آدمی آتے ہیں یعنی بیک وقت ایک سو بیس نمازی اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے متولی جناب محمد حنیف شیخ ہیں۔ حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب کی وفات کے بعد حافظ نظام الدین صاحب ضیائی سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم نماز جمعہ کے امام ہیں جبکہ نماز پنج گانہ کے کوئی مستقل امام نہیں ہیں اور نہ ہی مستقل طور پر کوئی مؤذن متعین ہیں۔ اس مسجد کا تعلق بھی بریلوی جماعت سے ہے۔

قادری مسجد (تعمیر: ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۴۲۳ھ)

یہ مسجد بھی محلّہ نوری نگر میں واقع ہے۔ مولانا نصر اللہ صاحب رضوی اور مولانا عبدالحلیم صاحب مرحوم کے ہاتھوں ۲۰۰۳ء میں اس کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس کے اندرون میں پانچ صف اور صحن میں دو صف کی جگہ ہے۔ ایک صف میں تیس آدمی آتے ہیں۔ گویا بیک وقت اس میں دوسو دس نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے متولی جناب وکیل احمد صاحب شیخ ہیں اور امام ومؤذن مستقل طور پر متعین نہیں ہیں۔ اس مسجد کا تعلق بھی بریلوی جماعت سے ہے۔

☆☆☆

مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب

(آغاز مدرسہ ۱۹۲۶ء بمطابق ۱۳۴۴ھ، تعمیر قدیم ۱۹۳۵ء بمطابق ۱۳۵۴ھ، تعمیر جدید ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۴۲۰ھ)

مدرسہ کی تعمیر جدید کے وقت قدیم عمارت سے حاصل شدہ لکڑی پر کندہ کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کا آغاز ۱۹۲۶ء بمطابق ۱۳۴۴ھ میں ہو چکا تھا لیکن باقاعدہ عمارت کی تعمیر ۱۹۳۵ء میں اس وقت عمل میں آئی جب محلّہ کے ایک اہل خیر جناب خدا بخش صاحب مرحوم (راقم کے جدِ امجد) نے اس مقصد کے لیے اپنی زمین وقف کی۔ اس مختصر سی وضاحت کے بعد مندرجہ ذیل تحریر ملاحظہ کریں۔

قیام اور اس کا تاریخی پس منظر

۱۹۳۵ء کی بات ہے، مسجد ذی النورین (دالان والی مسجد) کے چھوٹے سے کمرہ میں گاؤں کے نوعمر بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک کا ناظرہ، اردو، ہندی اور حساب وغیرہ کی بنیادی تعلیم دی جاتی تھی لیکن بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر گاؤں میں موجود وقت کے دور اندیش اور اپنی ظاہری آنکھوں سے پس پردہ دیکھنے والے اہل دانش وبینش کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ اس طرح لشتم پشتم تعلیم جیسے اہم مشن کو آگے نہیں بڑھایا جا سکتا بلکہ اس کے لیے ایک مضبوط عمارت کے ساتھ ساتھ ایک ایسے ادارہ کی ضرورت ہے جس کے مستحکم نظام کے تحت تعلیم کے اس مشن کو مستقل طور پر آگے بڑھایا جا سکے اور اس کے ذریعہ گاؤں کے معصوم بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے ساتھ ان کے ذہنی وفکری ارتقاء کا سامان فراہم کیا جا سکے ورنہ وہ دن دور نہیں جب وقت کا سرپٹ گھوڑا تعلیم کی پشت پر سوار ہو کر بہت دور نکل چکا ہوگا اور ہمارے نوخیز بچے صرف اِس وجہ سے اُس کا پیچھا نہیں کر سکیں گے کہ ہم نے اُن کو اِس قیمتی زیور سے کما حقہ آراستہ و پیراستہ نہیں کیا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس کے لیے ایک ایسے ادارہ کا انتظام اور ایک ایسی عمارت کی تعمیر کی جائے جہاں بیٹھ کر ہمارے بچے زندگی کے اس مشن کو آگے بڑھا سکیں اور ایک مستحکم و مضبوط ابتدائی تعلیم کی بنیاد پر اپنے اندر اعلیٰ تعلیم کے حصول کا جذبہ پیدا کر سکیں کیوں کہ مسجد کے یہ قدیم و بوسیدہ کمرے اب اس کے لیے کافی نہیں رہے۔ مصرع: اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے۔ چنانچہ وقت کے نباض، لوگوں کے مابین اپنی زیرک و دانائی میں معروف اور اپنی

باتوں کو انتہائی حسن اسلوبی کے ساتھ پیش کرنے کا سلیقہ رکھنے والے عالی جناب خدا بخش صاحب مرحوم کی قیادت میں چند لوگوں پر مشتمل بشمول محمد علی صاحب مرحوم (سابق پردھان) اور محمد رمضان صاحب مرحوم (سابق نائب پردھان) ایک قافلہ گاؤں کی ایک بڑھیا دادی کے پاس جاتا ہے جن کو اللہ رب العزت نے زمین و جائداد کی دولت سے خوب نوازا تھا اور اتفاق بھی کچھ ایسا کہ کوئی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ان کی وفات کے بعد ان کی جائداد کا کوئی وارث موجود نہیں تھا جس کی وجہ سے اس بات کا قوی امکان بلکہ خدشہ تھا کہ وہ جائداد ضائع ہو جائیں اور ان کا صحیح استعمال نہ ہو سکے۔ علیک سلیک اور رسمی گفتگو کے بعد موصوف مرحوم نے اپنا مدعا کچھ یوں بیان کیا کہ دادی ماں! بچوں کی دینی و ابتدائی تعلیم کے لیے گاؤں میں کوئی مکتب نہیں ہے، اس کے لیے ہمیں ایک مناسب زمین کی تلاش ہے، اللہ نے آپ کو جائداد جیسی عظیم نعمتوں سے خوب نوازا ہے، اگر آپ کی ذات سے یہ کام ہو جائے تو ہم گاؤں والوں کے اوپر آپ کا احسان عظیم ہوگا اور آپ کے لیے ذخیرہ آخرت لیکن کہتے ہیں کہ سارے وسائل اور اسباب و ذرائع کی فراہمی کے باوجود توفیق الٰہی کے بغیر کوئی کام ممکن نہیں ہوتا چنانچہ اس بوڑھی دادی ماں نے نہ صرف زمین دینے سے انکار کر دیا بلکہ طیش اور جذبات میں آ کر یہ تک کہہ ڈالا کہ ''اِے کھُدا بگھّس! تو ہرو تو جمین ہے، تو ہیں کا ہیں نہ دیدے تو'' (اے خدا بخش! آپ کے پاس بھی تو زمین ہے، آپ ہی کیوں نہیں دیدیتے)؟ اتنا سننا تھا کہ مجلس پر سکتہ طاری ہو گیا اور ایک خاموشی کا ماحول چھا گیا، سب کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور کوئی کسی سے کچھ بول نہ سکا۔ کچھ دیر بعد جب مہر سکوت ٹوٹی تو جناب خدا بخش صاحب کی حرارت ایمانی پھڑک اٹھی تھی، ان کی غیرت اسلامی کو جوش آ چکا تھا اور ان کی دینی حمیت کے بحر تلاطم میں ایک طغیانی کی سی کیفیت پیدا ہو چکی تھی چنانچہ سر محفل ہی اہل محفل سے پکار اٹھے کہ اٹھیں، چلیں اور دستِ سوال دراز کرنے کے بجائے اپنے ان دراز ہاتھوں کو آگے بڑھائیں، میں اپنی فلاں اراضی تعلیم کے اس مشن کے لیے فی سبیل اللہ وقف کرتا ہوں۔ اتنا سننا تھا کہ لوگوں کے سینے فرطِ جذبات سے بھر اٹھے، ان کے دلِ مشتاق میں ایک بار پھر ابال پیدا ہو گیا اور بے اختیار پورا ماحول نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر کی پرنور صداؤں سے گونج اٹھا۔ اس پورے واقعہ کا نقشہ اسی اہل خیر کے ایک لائق فرزند اور

بھیرہ کی معزز ترین شخصیت عالی جناب الحاج بشیر احمد صاحب بشیر (وفات: ۱۰/ مارچ ۲۰۲۱ء) نے اپنی ایک نظم میں کچھ اس طرح کھینچا ہے جو مدرسہ کی تعمیر جدید کے موقعہ پر متعدد بار پڑھی جا چکی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

نظم

دین ہمیں دین کے رہبر سے ملا ہے
ایمان کا یہ تحفہ ہم سب کو شہِ فخرِ پیمبر سے ملا ہے

سرکار دو عالم کی ہے شان نرالی
اسریٰ کی رات سارے نبیوں کی امات کی

سرکاردو عالم جب عرش بریں پہنچے
امت کی بخششوں کا انعام لے کر لوٹے

مژدہ یہ مسرت کا محبوب خدا شافع محشر سے ملا ہے
دین ہمیں دین کے رہبر سے ملا ہے

گونج اٹھا فضاؤں میں وحدت کا ترانہ ہے
ایسے میں تمہیں دولت مکتب پہ لٹانا ہے

ایماں کی حرارت کو اب جوش میں لانا ہے
یہ بابِ سخاوت ہے حاتم کا گھرانہ ہے

چرچا ہے زمانہ میں مانگے سے سوا ہم کو اس در سے ملا ہے
دین ہمیں دین کے رہبر سے ملا ہے

بھیرہ شریف میں جب مکتب نہ مدرسہ تھا
کچھ صاحبِ ایماں کے احساس دل میں جاگا

دالان میں مسجد کی کچھ بچے لگے پڑھنے
قلت ہوئی جگہ کی تعداد لگی بڑھنے

ہم کو یہ پتہ اپنے کچھ اہل وفا اہل شناور سے ملا ہے
دین ہمیں دین کے رہبر سے ملا ہے

رہتی تھیں محلے میں اک مول بہو دادی
مکتب کے لیے ان سے لوگوں نے زمیں مانگی

کہنے لگیں غصہ میں ہو کر کے یہ برجستہ
دیدے اے خدا بخش ہے تو رے بھی تو حاطہ

یہ درس گہہِ قرآں مرحوم خدا بخش تونگر سے ملا ہے
دین ہمیں دین کے رہبر سے ملا ہے

مکتب کے گدا خالی لے کر کے آئے کاسہ
راہِ خدا میں دے دو بچوں کے اپنے صدقہ

اللہ نے اے مومن ہے تم کو غنی بنایا
اہل وفا بنایا دل کا دھنی بنایا

چندہ بہت سا ہم کو اے صاحب ایماں تیرے در سے ملا ہے
دین ہمیں دین کے رہبر سے ملا ہے

اے میرے خدا دیدے توفیق مجھ کو اتنی
کچھ نظم رہوں لکھتا مسجد کی مدرسہ کی

جو روح کو تڑپا دے جو قلب کو گرما دے
ملت کے لیے لکھنا اشعار بشیر ایسے

شاعر تو نہیں لیکن یہ فیض ہمیں حضرت مضطر سے ملا ہے
دین ہمیں دین کے رہبر سے ملا ہے۔

الفاظ کی تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ گاؤں کے سابق پردھان عالی جناب الحاج محمد علی صاحب مرحوم اور عالی جناب محمد رمضان صاحب مرحوم نے بھی گاؤں کے ایک معتبر عالم دین حضرت مولانا جاوید اختر قاسمی صاحب کے سامنے اس واقعہ کی مزید وضاحت کچھ اس طرح کی کہ خدا بخش صاحب مرحوم کی قیادت میں لوگوں کا یہ قافلہ اُس دادی ماں کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ اپنی فلاں زمین جہاں اس وقت جناب حافظ فضل عظیم ابن مولانا ڈاکٹر محمد مظاہری مرحوم کا مکان ہے، مدرسہ کے لیے وقف کر دیں الخ۔۔۔اس کے بعد سے پھر یہ مدرسہ ہے، ہم ہیں اور آپ ہیں۔

وجہ تسمیہ

اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کسی معتبر ذریعہ سے کوئی صحیح بات نہیں معلوم ہو سکی لیکن کہا جاتا ہے کہ اس وقت گاؤں میں ایک بزرگ تھے، شاہ رحیم اللہ (سن تخمینی: ۱۸۸۵ء۔۱۹۴۸ء) نام تھا۔ انہیں بزرگ کے اسم گرامی پر اس کا نام مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ رکھا گیا جو قرین قیاس بھی ہے۔ جنوری اور فروری ۱۹۴۷ء بمطابق ربیع الاول ۱۳۶۶ھ کے رجسٹر حاضری طلبہ میں اس کا نام مدرسہ رحمانیہ بھیرہ درج ہے۔ ریکارڈ تلاش کرتے ہوئے رجسٹر میں ایک بات ہمیں یہ بھی ملی کہ اُس وقت دیولاس کے میلے کی مناسبت سے ایک روز کی چھٹی ہوتی تھی، شکار کی بھی تعطیل ہوئی اور اس سے ایک سال قبل یہ تعطیل ناظم صاحب کی اجازت سے دو روز کی ہوئی تھی، ایسے ہی چھڑ بون کے میلے کی بھی تعطیل ہوئی تھی۔

نظامت

دیگر اداروں کی طرح اس مدرسہ کے انتظام وانصرام کو بھی منظّم انداز میں چلانے کے لیے مختلف ادوار میں مختلف نظماء کا انتخاب عمل میں آتا رہا جنہوں نے اپنی صلاحیت وصالحیت کے ذریعہ اس کے انتظامی امور کو بہ سے بہتر بنانے کا فریضہ انجام دیا چنانچہ مدرسہ کے قدیم رجسٹر سے موصول شدہ ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبد المجید صاحب (وفات: ۱۹۶۷ء بمطابق ۱۳۸۷ھ) ۴؍مئی ۱۹۴۴ء بمطابق ۱۱؍جمادی الاولیٰ ۱۳۶۳ھ بروز جمعرات کم وبیش نو سال تک ناظم رہے۔ ناظم مرحوم کے بعد کوئی حتمی معلومات نہیں مل سکی جس سے معلوم ہو کہ آپ کے بعد ناظم

کون ہوئے تھے لیکن ہمارے اندازے کے مطابق آپ کے بعد گاؤں کی بزرگ ترین شخصیت حضرت مولانا عبدالستار صاحب نعمانی (۱۹۱۴ء۔۲۰۰۴ء) منتخب ہوئے ہونگے جنہوں نے ایک طویل عرصہ تک فی سبیل اللہ اس کی نظامت کا فریضہ انجام دیا۔ اس کے بعد عالی جناب عبدالباقی صاحب مرحوم (وفات: ۲۰۰۸ء) تقریباً چوبیس سال تک اس کی نظامت کی ذمہ داریوں کو خالصتاً لوجہ اللہ اپنے کندھوں پر اٹھائے رہے۔ پھر جب اپنی بیماری کی وجہ سے درمیان سال ہی آپ نے استعفیٰ دے دیا تو ۲۲/ مارچ ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۸/محرم ۱۴۲۴ھ بروز سنیچر جناب حاجی جمال احمد صاحب، محلّہ پچھّم کو ناظم منتخب کیا گیا اور ۳۱/دسمبر ۲۰۰۵ء کو مابقیہ تین سالہ مدت کی تکمیل کے بعد ۲۲/جنوری ۲۰۰۶ء کو اگلے پانچ سال کے لیے دوبارہ آپ ہی کا انتخاب عمل میں آیا، اس طرح آپ نے آٹھ سال (۲۰۰۳۔۲۰۱۰) تک بحیثیت ناظم اعلیٰ خدمت انجام دی۔ حاجی جمال احمد صاحب ۲۰۰۳ء میں ناظم منتخب ہوئے اور آپ سے قبل جناب عبدالباقی صاحب تقریباً چوبیس سال ناظم رہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، اس سے حساب لگایا جاسکتا ہے کہ عبدالباقی صاحب مرحوم کی نظامت کی ابتداء ۱۹۷۹ء میں ہوئی ہوگی اور حضرت مولانا عبدالستار صاحب نعمانی مرحوم کی مدت نظامت مئی ۱۹۴۴ء سے ۱۹۷۸ء کے اخیر یعنی تقریباً ۳۵/سال تک رہی ہے۔ اس کے بعد جنوری/۲۰۱۱ء سے دسمبر ۲۰۲۰ء تک عالی جناب الحاج ماسٹر نذیر احمد صاحب نے دس سال تک نظامت کی۔ پھر ۲۵/فروری ۲۰۲۱ء بمطابق ۱۲/رجب ۱۴۴۲ھ بروز جمعرات بعد نماز عشاء حضرت مولانا انصار الحق صاحب قاسمی جو پہلے مدرسہ ہذا کے ناظم تعلیمات تھے کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا جن کی نظامت میں تادم تحریر مدرسہ اپنی زندگی کی راہ پر حسب معمول رواں دواں ہے۔

اساتذۂ کرام

چونکہ مدرسہ اپنے قیام سے لے کر اب تک اپنی عمر کی ایک لمبی مدت طے کر چکا ہے جیسا کہ شروع میں ذکر کیا گیا۔ اس لیے اساتذۂ کرام کی ایک بڑی تعداد نے وقت اور حالات کے تقاضے کے مطابق گاؤں کے نونہالوں کو اپنے چشمۂ علم وفیض سے سیراب کیا جن میں سے کچھ قدیم وجدید لوگوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) حافظ شفیع اللہ صاحب مرحوم بھیرہ (۲) حافظ عبدالغنی صاحب مرحوم بھیرہ

(۳) مولانا محمد عمر صاحب مرحوم بھیرہ (۴) مولوی حکیم عبدالرشید صاحب مرحوم بھیرہ (۵) مولانا عبدالستار صاحب مرحوم بھیرہ (۶) مولانا ہدایت اللہ صاحب مرحوم خیرآباد (۷) مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم بھیرہ (۸) حافظ محمد یوسف صاحب مرحوم بھیرہ (۹) مولانا شکراللہ صاحب مرحوم ولید پور (۱۰) مولانا اشفاق احمد صاحب مرحوم ولید پور (۱۱) ماسٹر شفیع احمد صاحب مرحوم بھیرہ (۱۲) ماسٹر منظور احمد صاحب مرحوم ولید پور (۱۳) مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم ولید پور (۱۴) مولانا عبدالجبار صاحب مضطر مرحوم ولید پور (۱۵) مولانا ممتاز احمد صاحب قاسمی بھیرہ، (۱۶) ماسٹر مقبول احمد صاحب مرحوم ولید پور (۱۷) مولانا خلیل وارث صاحب قاسمی قاضی ٹولہ، مقیم حال بہادر گنج (۱۸) ماسٹر جمشید احمد صاحب معروفی (۱۹) ماسٹر فیاض احمد صاحب مئو وغیرہم۔

طلبہ

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مدرسہ کے قیام سے لے کر آج تک بے شمار لوگوں نے اس منبعِ علم وعرفان سے خوب خوب سیرابی حاصل کی جن میں سے بعض حضرات علم وعمل، زہد و تقویٰ اور معرفت وبصیرت کے ایسے بلند مقام پر پہنچے کہ بڑے بڑے اداروں کے تعلیم یافتہ حضرات اُن کے سامنے پستہ قد نظر آتے ہیں۔ اس مدرسہ کے ذریعہ علماء وصلحاء اور عصری اداروں کے تعلیم یافتہ حضرات کی وہ جماعت بھی پیدا ہوئی جن پر آج گاؤں کے لوگوں کو بجا طور پر فخر حاصل ہے۔ ایک لمبا وقت گزرنے کے بعد ان میں سے بہت سارے لوگ اپنی مدت حیات پوری کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن بہت سارے لوگ ابھی بقید حیات ہیں جو ملک وبیرونِ ملک کے مختلف کونوں میں پھیلے، مختلف خدمات انجام دیں اور یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ بلاشبہہ اس سعادت عظمیٰ کا سہرا قوم کے اُسی محسن ومخلص کے سر جاتا ہے جس نے اپنے ذاتی مفاد پر قوم کے مفاد کو ترجیح دے کر خالصتاً لوجہ اللہ اپنی قیمتی زمین مدرسہ کے لیے وقف کر دی تھی۔ (اللہ انہیں غریق رحمت کریں)۔ باری تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ یہ ان کے لیے صدقہ جاریہ میں شمار ہوگا۔ اگر کہا جائے کہ گاؤں کے تمام لوگوں پر اس چھوٹے سے مدرسہ کا جو احسان عظیم ہے، اگر وہ اس کا بدلہ ادا کرنا چاہیں تو یہ ممکن نہیں ہے، تو یہ بات کسی بھی طرح غلط نہ ہوگی کیوں کہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے

ابتدائی تعلیم بنیاد کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر بنیادی تعلیم مضبوط رہی تو آگے کی تعلیم بھی مضبوط اور مستحکم ہوتی ہے اور خدانہ کرے اگر بنیاد کمزور ہوگئی تو اخیر تک طالب علم کمزوری کا شکار رہتا ہے جیسے ایک عالیشان عمارت کے لیے اس کی بنیاد ہی سب سے اہم ہوتی ہے، اگر اس کی بنیاد خراب ہوگئی تو اخیر تک وہ عمارت ناپائیدار اور کمزور رہتی ہے۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

دعاء ہے کہ اللہ تعالی مدرسہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا کریں تاکہ گاؤں کے بچے اس منبع علم وعرفان سے زیادہ سے زیادہ سیراب ہوسکیں۔ یہاں پہنچ کر مدرسہ کے ارباب حل وعقد سے ہم اپنے کچھ احساسات کا بھی اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ اپنی اس طویل عمر میں مدرسہ نے یقیناً بہت سارے نشیب وفراز دیکھے ہونگے جس کا علم صرف اور صرف ذمہ دارانِ مدرسہ کو ہی ہوگا اور وہی ہیں جنہوں نے ہر طرح کے نازک موڑ پر اسے سنبھالا ہوگا لیکن اسی کے ساتھ راقم کی ناقص فہم کے مطابق مدرسہ کو مزید ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے سنجیدہ غور وخوض کی سخت ضرورت ہے۔ ایک وقت تھا جب مدرسہ میں پرائمری درجات کے علاوہ حفظ قرآن کریم کے ساتھ عربی درجات کی تعلیم بھی دی جاتی تھی لیکن آج عربی تعلیم تو کجا حفظ قرآن کی تعلیم بھی اپنے وجود کی جنگ لڑتی نظر آرہی ہے۔

مہنگائی کے اس دور میں جب ہر شخص کے سامنے روزی روٹی کا مسئلہ درپیش ہے، اس کی اپنی ضروریات اژدہے کی طرح منہ پھاڑے اس کے سامنے کھڑی ہوئی ہیں اور وہ مکمل طور پر اسی میں پیچاں وغلطاں ہے جس کی وجہ سے مدرسہ کی ترجیحات ثانوی درجہ اختیار کر جاتی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرات اساتذۂ کرام کی طرح ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم کا انتخاب بھی باتنخواہ کیا جائے اور وہ حضرات بھی دیگر اساتذۂ کرام کی طرح تدریس کی خدمات انجام دیں تاکہ اپنے اہل وعیال کی معاشی ذمہ داریوں سے یکسو ہوکر وہ اپنے فرض منصبی کو یکسوئی کے ساتھ ادا کرسکیں اور مدرسہ کا شب وروز، اس کا انتظام وانصرام ہمہ وقت ان کی نگاہوں کے سامنے رہے تو اس کی ترقی میں چار چاند لگ جائے گا اور اس کے لیے گاؤں کے جو اعلیٰ اور تجربہ کار دماغ گاؤں سے باہر کام کر رہے ہیں ان سے رابطہ ودرخواست کر کے جلد از جلد ان کی گھر واپسی کرائی جائے اور ان کی

علمی صلاحیت وانتظامی تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے۔

مسجد ذی النورین کے دکھن جانب نئی عمارت کی تعمیر (۱۹۵۸ء بمطابق ۱۳۷۷ھ)

ایک لمبی مدت تک مدرسہ اپنی قدیم عمارت میں چلتا رہا لیکن جب طلبہ کی تعداد بڑھ گئی تو جدید کمروں کی تعمیر ناگزیر ہوگئی چنانچہ ۱۹۵۸ء بمطابق ۱۳۹۷ھ میں مسجد ذی النورین سے متصل دکھن جانب ایک خالی زمین خرید کر نئی عمارت کی تعمیر کی گئی اور درجہ ایک تا درجہ پانچ نیز حفظ وقرأت کی تعلیم وہاں منتقل کر دی گئی پھر ۱۹۹۹ء کے اخیر میں جب قدیم عمارت کی جدید تعمیر کی گئی تو ایک بار پھر ان درجات کو اپنی پرانی جگہ پر منتقل کر کے شعبۂ نسواں کے عربی و پرائمری درجات کی تعلیم یہاں جاری کر دی گئی۔ یہاں پر اس عمارت کے امتداد (Extension) کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مدرسہ سے متصل اس کے پڑوسی جناب محمد سعید صاحب مرحوم (موجودہ ناظم اعلیٰ مولانا انصار الحق صاحب قاسمی کے بڑے والد) جو اپنی زندگی میں ہی ہجرت کر کے بھیونڈی مقیم ہو گئے تھے کے صاحبزادگان محمد یوسف مرحوم، محمد حنیف مرحوم اور محمد مبین صاحبان نے دو بسوا زمین پر مشتمل اپنا مکان فروخت کرنے کا ارادہ کیا تو مدرسہ کے ذمہ داران نے پونے چار لاکھ روپے میں وہ جگہ خرید لی اور ۲۰۲۲ء میں وہاں ایک شاندار عمارت تعمیر کی گئی جس میں آج پرائمری وعربی شعبۂ نسواں قائم ہے۔

قدیم بلڈنگ کی تعمیر جدید (۳؍دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۵؍شعبان ۱۴۲۰ھ، جمعہ)

قدیم عمارت چونکہ کھپریل کے صرف چار بڑے کمروں پر مشتمل تھی اس لیے طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اس کی تعمیر جدید ضروری ہوگئی چنانچہ ۳؍دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۵؍شعبان ۱۴۲۰ھ بروز جمعہ قرب وجوار کے متعدد علماءِ کرام کے ذریعہ اس کا جدید سنگ بنیاد رکھا گیا جس میں اب بچوں کے پرائمری درجات اور درجۂ حفظ کی تعلیم ہوتی ہے۔

شاخ محلّہ پچھمّ (قیام: ۲۸؍مارچ ۲۰۱۴ء بمطابق ۲۷؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ، جمعہ)

جب طلبہ کی تعداد بڑھ گئی اور دن بہ دن پڑھتی چلی گئی تو مدرسہ کی دونوں قدیم عمارتیں تنگ ہوگئیں اور ایک نئی شاخ کا قیام ضروری ہوگیا چنانچہ ۲۸؍مارچ ۲۰۱۴ء بمطابق

۲۷ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ بروز جمعہ حضرت مولانا عبد المعید صاحب قاسمی سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور، حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب شیخ الحدیث مدرسہ ہذا اور قرب وجوار کے دیگر علماءِ کرام کے ہاتھوں محلّہ پچھّم میں جامع مسجد کے سامنے اتر جانب ایک نئی شاخ کا قیام عمل میں آیا۔ تاریخی ریکارڈ کے لیے اس بات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمین پہلے اس کے مالکان جناب عبد العلی خان و برادران سے جامع مسجد محلّہ پچھّم کے لیے خریدی تھی لیکن بعد میں کمیٹی کے متفقہ فیصلہ سے اس کو مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے لیے فروخت کر دیا گیا اور پھر وہاں مدرسہ کی شاخ قائم ہوئی۔

شاخ محلّہ پورب (قیام: ۲۰۱۵ء بمطابق ۱۴۳۶ھ)

اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ جب طلبہ کی تعداد بڑھ گئی اور دن بہ دن پڑھتی ہی چلی گئی تو مدرسہ کی قدیم بلڈنگ تنگ ہوگئی اور ایک نئی شاخ کا قیام ناگزیر ہوگیا چنانچہ محلّہ پچھّم کی شاخ کے قیام کے بعد اُس وقت مدرسہ کے ناظم الحاج جمال احمد صاحب، محلّہ پچھّم کی مدت نظامت (۲۰۰۳۔۲۰۱۰) میں محلّہ پورب میں بھی ایک زمین خریدی گئی اور ماسٹر نذیر احمد صاحب کی مدت نظامت (۲۰۱۰ء۔جنوری ۲۰۲۱ء) کے پہلے دور میں وہاں مدرسہ کی مزید ایک شاخ قائم کی گئی۔

فارسی وعربی شعبۂ نسواں کا قیام (سن قیام: شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق جون ۲۰۱۹ء)

گاؤں کی بچیوں کو اعلیٰ دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق جون ۲۰۱۹ء میں شعبۂ نسواں فارسی وعربی کا قیام عمل میں آیا جس کی ابتداء فارسی کے سال اول سے کی گئی۔ یہ ایک پانچ سالہ عالمہ کا کورس ہے۔ پہلے سال ہی پچاس طالبات نے داخلہ لیا اور بحیثیت پہلے استاذ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب قاسمی مدنی بھیرہ کے علاوہ مزید ایک استاذ کا تقرر عمل میں آیا، اب یہ شعبہ اپنی عمر کے آٹھویں سال میں داخل ہو چکا ہے اور کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ پہلے سال میں بیالیس، دوسرے سال میں پچیس اور تیسرے سال میں انیس طالبات نے ردائے فضیلت حاصل کی۔ اس شعبہ کے قیام سے امید ہے کہ گاؤں کی بچیوں اور خواتین کے اندر دینی مزاج پیدا ہوگا اور آنے والی نسلوں کی وہ دینی تربیت و پرورش کر سکیں گی۔ اے کاش کہ جلد از جلد حفظ قرآن کریم شعبۂ نسواں اور ان کے لیے مستقل ہائی اسکول تک کی تعلیم کا بھی انتظام ہو جاتا۔

مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب (قیام: ۱۷؍فروری ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۵؍ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ)

مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پڑھنے والے بچوں کی تعداد جب زیادہ ہوگئی اور موجودہ اساتذۂ کرام کے ذریعہ ان کی مطلوبہ تعلیم وتربیت ایک مشکل ترین امر ہوگیا تو گاؤں کی کچھ دوراندیش شخصیات کو اس کی فکر لاحق ہوئی، انہوں نے مدرسہ کے ذمہ داران سے اپنی تشویش کا اظہار کیا اور محلّہ پورب میں ایک نئی شاخ کے قیام کی درخواست کی لیکن بوجوہ چند جب مدرسہ کے منتظمین کے لیے کئی سالوں تک نئی شاخ قائم کرنے کی کوئی سبیل نہ بن سکی تو یہ حضرات ایک نیا مدرسہ قائم کرنے کے بارے میں غور وفکر کرنے لگے اور اس سلسلہ میں مشورہ طلب کرنے کے لیے حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب بھیروی اعظمیؒ (وفات: ستمبر ۲۰۱۳ء) استاذ مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان سے تفصیل بیان کی، پوری بات سننے کے بعد مولانا نے فرمایا کہ آپ لوگ مزید ایک سال تک انتظار کر لیجیے، اگر اس کے بعد بھی کوئی سبیل نہیں بن پائے گی تو دیکھا جائے۔ ایک سال گزرنے کے بعد بھی جب کوئی شکل نہیں بنی تو یہ لوگ دوبارہ مولانا مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزشتہ باتوں کی بنیاد پر مولانا کی ایماء پر ایک نئے مدرسہ کے قیام کا فیصلہ لیا۔ چنانچہ جناب خیر اللہ صاحب مرحوم، حاجی ابوالکلام صاحب مرحوم، حاجی انصار الحق صاحب مرحوم (فرنیچر والے)، جناب عبدالحی صاحب ابن منشی عبدالسمیع صاحب مرحوم اور ان کے چند رفقاء نے قدم آگے بڑھایا، گاؤں کی مزید ایک سنجیدہ شخصیت حافظ محمد عیسیٰ صاحب مرحوم کا بھی انہیں مکمل تعاون حاصل ہوا اور محلّہ پورب نئی بستی میں حافظ مرحوم کی ہی زمین پر انتہائی سادگی کے ساتھ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی کی رہنمائی میں ایک عارضی درسگاہ قائم کی گئی۔ کچھ وقت بعد جناب عبدالستار صاحب قریشی و جناب عبدالجبار صاحب قریشی محلّہ پورب، لال چوک کے غیر آباد مکان کی در و دیوار کو درست کر کے مدرسہ کو حافظ محمد عیسیٰ صاحب کی زمین سے یہاں منتقل کر دیا گیا اور بہت سالوں تک یہ مدرسہ اسی میں چلتا رہا۔ شعبۂ اطفال اور پرائمری درجات کے علاوہ قرآن کریم کے حفظ کے لیے بھی دو درسگاہیں قائم کر دی گئیں۔ اس کے بعد ۱۷؍فروری ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۵؍ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ بروز پیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی سابق صدر شعبۂ افتاء دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب

شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قاسمی بھیرہ، حضرت مولانا جاوید اختر صاحب قاسمی بھیرہ شیخ الحدیث مدرسہ مصباح العلوم کوپاگنج، حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب قاسمی بھیرہ اور قرب و جوار کے متعدد علماءِ کرام کے مبارک ہاتھوں مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے باقاعدہ ایک مدرسہ کا قیام عمل میں آیا جس میں حافظ وقاری نفیس احمد صاحب بھیروی پہلے استاذ مقرر ہوئے اور مدرسہ کی نظامت کی ذمہ داری حافظ محمد عیسیٰ صاحب مرحوم کے سپرد کی گئی۔ حافظ مرحوم ایک اچھے منتظم اور باصلاحیت انسان تھے، انہوں نے پوری دیانتداری و جفاکشی کے ساتھ زندگی کی آخری سانس تک اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ بعد میں موجودہ عمارت سے پورب تھوڑا دکھن جانب مدرسہ کی ذاتی زمین خرید لی گئی ہے جس پر 20x16 کے سات مسقّف کمروں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جبکہ دو کمرے ابھی ٹن شیڈ کے ہیں لیکن یہ مدرسہ کی ضرورت سے بہت کم ہے اس لیے شعبۂ حفظ کو پہلے ہی مسجد ابو ہریرہ میں منتقل کر دیا گیا تھا جہاں سے اب تک فارغ ہونے والے طلبہ کی تعداد کم وبیش پچیس ہے، ان کے سروں پر حفظ قرآن کی دستار سجانے کے لیے اب تک تین پروگرام منعقد ہو چکے ہیں۔ بوجوہ چند فی الحال شعبۂ حفظ کو موقوف کر دیا گیا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے مدرسہ کی صدارت کا فریضہ گاؤں کے ایک باصلاحیت استاذ ماسٹر محمد نعیم صاحب اعظمی انجام دے رہے ہیں۔ ۱۲/مئی ۲۰۱۳ء کو حافظ محمد عیسیٰ صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد مدرسہ کی نظامت کی ذمہ داری جناب نیاز احمد ابن محمد رمضان صاحب مرحوم محلّہ تکیہ کے حوالے کی گئی اور تقریباً ساڑھے بارہ سال تک بحسن وخوبی مدرسہ کی نظامت کے فرائض کی انجام دہی کے بعد گزشتہ ۲۱/دسمبر ۲۰۲۵ء بمطابق ۲۹/جمادی الاخریٰ ۱۴۴۷ھ بروز اتوار آپ اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے بعد ۳۱/جنوری ۲۰۲۶ء بمطابق ۱۱/شعبان ۱۴۴۷ھ بروز سنیچر مولانا محمد اقبال قاسمی نائب ناظم کو ترقی دے کر ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم (قیام: ۱۳/جون ۱۹۷۸ء بمطابق ۷/رجب ۱۳۹۸ھ، منگل)

یہ جامع مسجد محلّہ پچھّم کے دکھن جانب مولانا علی احمد شاہ کی قبر کے بالکل سامنے مغرب میں واقع ہے، اس جگہ پر ایک بہت قدیم امام باڑہ تھا جس میں تعزیہ رکھا جاتا تھا، بعد میں اس

کی زمین میں توسیع کر کے اس پر مدرسہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا تعلق بریلوی جماعت سے ہے۔ مرورِ ایام کے ساتھ جب گاؤں میں رہنے والے دیوبندی اور بریلوی مکاتب فکر کے درمیان دوریاں پیدا ہوگئیں، مسلکی اختلافات بڑھ گئے اور دونوں لوگوں نے اپنی اپنی مساجد و مدارس کو الگ کرلیا تو نتیجتاً اس مدرسہ کا قیام عمل میں آیا۔ درجہ اطفال سے لے کر جونیئر ہائی اسکول تک اس میں تعلیم ہوتی ہے۔ جناب عبدالرزاق صاحب مرحوم ایک لمبی مدت تک اس کے ناظم رہے، آپ کے بعد حاجی فیاض احمد کو ناظم منتخب کیا گیا اور ان کے بعد نظام الدین صاحب شیخ ناظم بنائے گئے۔ گزشتہ دنوں کسی وجہ سے مینجمنٹ کمیٹی میں اختلاف ہوگیا اور یہ اختلاف اس حد تک بڑھا کہ معاملہ تھانے اور پولیس اسٹیشن پہنچ گیا پھر آپسی صلح و مصالحت سے معاملہ کو رفع دفع کیا گیا لیکن انتظامیہ کمیٹی کے اندر دو گروپ ہوگیا اور دوسرے گروپ نے اس مدرسہ کے دکھن جانب پورب سائڈ میں جناب محبوب احمد صاحب شیخ کے ٹیوب ویل کے قریب میں اپنا ایک الگ مدرسہ قائم کرلیا ہے۔

مدرسۃ البنات العزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم (سن قیام: ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۴۲۴ھ)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، یہ ایک نسواں مدرسہ ہے، اس میں پرائمری درجات کے ساتھ عربی و فارسی کی تعلیم ہوتی ہے اور عالمہ تک کا نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ اس کا تعلق بھی بریلوی جماعت سے ہے۔ طالبات کے لیے اس میں باقاعدہ ہاسٹل کا انتظام ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے لیے قرب و جوار کے علاوہ دیگر اضلاع سے بھی مسلم طالبات یہاں آتی ہیں۔ یہ مدرسہ بھی مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم کے ماتحت ہے لیکن اختلاف کے بعد کچھ دنوں کے لیے بند ہوگیا تھا پھر چند لوگوں کی کوششوں سے دوبارہ کھولا گیا، نشأۃ ثانیہ کے بعد اس میں طالبات کا ہاسٹل ختم کر دیا گیا ہے۔ چند ماہ قبل تک اس کے مکمل ذمہ دار جناب ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان تھے لیکن حالیہ دنوں میں ایک نئی کمیٹی کا قیام عمل میں لاکر مولانا اشرف علی ابن عزیز احمد صاحب کو ناظم منتخب کر دیا گیا ہے۔

مدرسہ گلشن فاطمۃ الزہراء للبنات (قیام: یکم ستمبر ۲۰۱۲ء بمطابق ۱۴ر شوال ۱۴۳۳ھ، سنیچر)

محلّہ پورب میں صباغ حضرات کے مکانات کے بیچ و بیچ واقع یہ ایک مدرسہ ہے۔

حافظ عبدالسلام ابن حاجی فیاض احمد اس کے بانی و مکمل ذمہ دار ہیں اور آپ ہی نے اپنے قیام امریکہ کے دوران ڈاکٹر مقبول احمد صاحب مرحوم کا مکان خرید کر اس کو قائم کیا تھا۔ اس میں شعبۂ اطفال سے پرائمری درجہ پانچ تک تعلیم ہوتی ہے۔ کل طلبہ کی تعداد تقریباً ساٹھ ہے اور اس میں تین مدرسین خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ مدرسہ بھی بریلوی جماعت کے زیر اثر ہے۔

☆☆☆

آزاد لائبریری (سن قیام: ۱۹۳۶ء بمطابق ۱۳۵۵ھ)

مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے زیر انتظام آزاد لائبریری کے نام سے یہ گاؤں کی سب سے قدیم لائبریری ہے۔ مدرسہ کے باقاعدہ قیام کے ایک سال بعد ۱۹۳۶ء بمطابق ۱۳۵۵ھ میں شائقین علم کے ذوق کے پیش نظر مدرسہ کے ذمہ داران کی طرف سے اس کا قیام عمل میں آیا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، ادب، سیرت وسوانح اور ناول وغیرہ کے موضوعات پر مختصر کتابیں اس میں موجود ہیں۔ گاؤں کے اہل ذوق حضرات اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ اُس وقت لوگ اس کے لیے ایک روپیہ ماہانہ چندہ دیا کرتے تھے۔ جس وقت کی یہ باتیں ہورہی ہیں اس وقت بلاتفریقِ مذہب وملت لوگوں کے مابین اخوت ومحبت کا معیار یہ تھا کہ بہت سے غیر مسلم حضرات بھی اس کے لیے چندہ دیتے تھے جن میں سے چند نام یہ ہیں، منورام، شہدیورام، وندھیاچل، مہادیوکلو، ستیہ نارائن اور منشی رام چندر لال وغیرہ۔

مخدومیہ لائبریری محلّہ پچھمّ

یہ لائبریری، انجمن مخدومیہ اہل سنت بھیرہ قائم شدہ ۱۱ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۵ جنوری ۱۹۸۴ء بروز اتوار کے ماتحت چلنے والی ایک چھوٹی سے لائبریری ہے۔ مختلف علوم وفنون پر مشتمل اس میں بہت سی کتابیں ہیں۔ لوگ اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

☆☆☆

سرشاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول، گولا بازار

(قیام: ۱۶؍دسمبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۳؍ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ بروز بدھ)

محمد آباد بلاک کے ماتحت اس وقت کم وبیش ایک سو پندرہ پرائمری اسکول اور ساٹھ جونیئر ہائی اسکول چل رہے ہیں۔ یہ اسکول انہیں جونیئر ہائی اسکولوں میں سے ایک ہے۔ اس کے قیام کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ تحصیل سگڑی، جین پور ضلع اعظم گڑھ کے بُھوَ نا بزرگ نامی گاؤں سے تعلق رکھنے والے اور ٹیچرز مسیحا کہے جانے والے، حکومت اتر پردیش میں سیکنڈری تعلیمی بورڈ کے جنرل سکریٹری، کانگریس پارٹی کی طرف سے ایم ایل سی رہے جناب پنچانن رائے (۱۹۴۳ء۔۲۰۰۷ء) کسی تقریب میں شرکت کرنے کے لیے ۲۰۰۳ء کے اخیر میں اپنے مادر علمی بی آر کے انٹر کالج، ولید پور تشریف لائے تھے، جس میں گاؤں کے بزرگ شاعر الحاج بشیر احمد صاحب بشیر (۱۹۳۲ء۔۲۰۲۱ء) اور آپ کے قریبی ساتھی آنجہانی بیج ناتھ وشوکرما عرف بیجو (۱۹۳۴ء۔۲۰۱۴ء) نے ایک سواگت گان پیش کیا۔ اول الذکر نے پوری فنی مہارت کے ساتھ اس استقبالیہ نظم میں ایک شعر ایسا پیش کیا جس میں گاؤں کی اس تاریخ کی طرف اشارہ تھا کہ ہمارے گاؤں بھیرہ میں سرشاہ سلیمان (۱۸۸۶ء۔۱۹۴۱ء) سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، چیف جسٹس الہٰ آباد ہائی کورٹ اور جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا دہلی (موجودہ سپریم کورٹ) کی شکل میں ایک ایسی شخصیت گزری ہے جس پر آج صرف ہمیں ہی نہیں بلکہ پورے دیار مشرق کو ناز ہے لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہی کہی جائے گی کہ نسل جدید بہت تیزی کے ساتھ اس شخصیت کو بھولتی چلی جارہی ہے یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب لوگوں کے حافظہ سے ان کا نام ونشان تک محو جائے گا اور وہ تاریخ کے صفحات میں کہیں گم ہوکر رہ جائیں گے اس لیے ان کے نام اور ان کی شخصیت کو تادیر باقی رکھنے کے لیے گاؤں میں ان کے نام سے اگر ایک جونیئر ہائی اسکول کا قیام کردیا جائے تو وہ تادیر وہ ہمارے مابین زندہ رہ سکیں گے۔ اُس سُواگت گان (Welcome Note) کے اشعار کچھ یوں تھے۔

تم ماتر بھوم کے ہو سپوت کنڑ کنڑ نے یہی پکارا ہے سواگت آج تمہارا ہے سواگت آج تمہارا
آگمن آپ کا سن کے میرے دل میں خوشی سمائی کھل اٹھے نہر دیے کے من اپون ہر دل کی کلی مسکائی

سوکھی بگیا میں جیسے کوئی برسا جائے جل دھارا ہے سواگت آج تمہارا ہے سواگت آج تمہارا
شری پنچانن رائے ایم ایل سی بیچ ہمارے آئے سواگت میں سب شکچھک کنڑ ہیں اپنی آنکھ بچھائے
آپ چمکتے رہیں سدا جیسے عنبر میں تارا ہے سواگت آج تمہارا ہے سواگت آج تمہارا
بھیرا میں جونیئر ہائی اسکول اگر ہو جاتا چیف جسٹس سر سلیمان کا نام امر ہو جاتا
کام یہ ہو جائے گا فورا آپ جو کر دیں اشارا ہے سواگت آج تمہارا ہے سواگت آج تمہارا
کچھ بھی تو نہیں پاس میرے بس پیار بھینٹ کرتے ہیں کویتا کے مہکتے پھولوں کا اپہار بھینٹ کرتے ہیں
یکتا کے ہر موڑ پہ بیجو و بشیر نے ہے للکارا ہے سواگت آج تمہارا ہے سواگت آج تمہارا

نظم تمام ہوئی تو اس نے مہمان خصوصی کے دل و دماغ پر ایک گہرا اثر مرتب کیا اور اسی محفل میں انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ وہ گاؤں میں ایک جونیئر ہائی اسکول کے قیام کی پوری کوشش کریں گے چنانچہ لکھنؤ پہنچتے ہی اس کی فائل تیار کر وزیر تعلیم کی خدمت میں پیش کی اور جلد از جلد اس پر کارروائی کی درخواست کی پھر ۱۶ر دسمبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۳ر ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ بروز بدھ گولا بازار میں مسجد سے اتر پور بی جانب پوکھری کے اوپر ایک خالی سرکاری زمین پر شری پنچانن رائے جی کے ہاتھوں سر شاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول کے نام سے ایک اسکول کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور تقریباً دو سال بعد ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۶ء بمطابق ۹ر ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ بروز سنیچر ایم ایل سی موصوف کے ہاتھوں ہی اس کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ اپنی افتتاحی تقریر میں آپ نے بتایا کہ دیگر سرکاری کاموں کی طرح جب اس کام میں بھی تھوڑی تاخیر ہوگئی تو تقریباً پندرہ روز بعد ایک ملاقات میں میں نے وزیر تعلیم صاحب سے مذاقاً کہا کہ اس کام میں تاخیر صرف اس لیے ہو رہی ہے کہ یہ ایک مسلم نام کا اسکول کھلنے جا رہا ہے، اس پر انہوں نے معذرت کی اور اس کے کاغذات مکمل کر کے اپنی دستخط کے ساتھ میرے حوالے کر دیا چنانچہ آج میں اس اسکول کا افتتاح کر رہا ہوں۔ دوران تقریر آپ نے سامعین کو مخاطب کر کے کہا کہ آج اس اسکول کا قیام درحقیقت بشیر چچا کی کوششوں و محنتوں کا ثمرہ ہے نیز آپ نے فرمایا کہ بی آر کے انٹر کالج میں اپنی طالب علمی کے زمانہ سے ہی میں بشیر چچا اور بیجو چچا کی دوستی کو دیکھتا چلا آ رہا ہوں حالانکہ بھیرہ میں ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات بھی ہوئے لیکن یہ لوگ ہمیشہ ایک ساتھ رہے، لوگوں کو ان کی ایکتا اور بھائی چارگی سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

اسکول کا رقبہ تقریباً دو بسوا پر مشتمل ہے۔اس طرح کے پرائمری یا جونیئر ہائی اسکول کے لیے حکومت کی طرف سے زمین کے رقبہ کی جو شرط ہے وہ 20x18 فٹ کے تین کلاس روم، ایک چھوٹا آفس، کچن اور ایک باتھ روم کی جگہ ہونی چاہئے۔اس میں درجہ چھ، سات اور آٹھ تک کی تعلیم ہوتی ہے۔ستمبر ۲۰۲۱ء کی چھاتر پرگتی رپورٹ کے مطابق اس میں کل ایک سو تہتر طلبہ زیر تعلیم ہیں جس میں جنرل کیٹگری (General Category) یعنی عام یا غیر مخصوص طبقات کا ایک طالب علم، شیڈیول کاسٹ (Schedule Castes) یعنی درج فہرست ذات یا پسماندہ ذات کے ۸۱، شیڈیول ٹرائبز (Schedule Tribes) یعنی درج فہرست قبائل یا قبائلی لوگ کے ۶، بیک ورڈ کلاسیز (Backward Classes) یعنی پسماندہ طبقات کے ۵۵ اور مائینوریٹیز (Minorities) یعنی اقلیتوں کے ۳۰ طلبہ ہیں۔ ذیل میں ان برادریوں کی ہم مختصر وضاحت کر رہے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

تعریف	اردو اصطلاح	انگریزی اصطلاح
وہ طبقات جو کسی بھی خصوصی تحفظ یا مراعات کے تحت نہیں آتے یعنی معاشرتی و اقتصادی طور پر عام سطح پر موجود ہیں۔	عام/غیر مخصوص طبقات	General (Category)
وہ سماجی طبقات جو تاریخی طور پر پسماندہ ہیں اور حکومت کے خصوصی تحفظات و مراعات کے مستحق ہیں۔	درج فہرست ذات	Schedule Castes (SCs)
وہ قبائل یا مقامی گروہ جو معاشرتی و اقتصادی طور پر پسماندہ اور جغرافیائی طور پر الگ تھلگ ہوں۔	درج فہرست قبائل/ قبائلی لوگ	Schedule Tribes (STs)
وہ سماجی و اقتصادی طور پر کمزور طبقات جو ترقی میں پیچھے رہ گئے ہوں اور خصوصی اقدامات کے مستحق ہوں۔	پسماندہ طبقات	Backward Classes (BCs)

وہ گروہ جو کسی ملک یا معاشرہ میں تعداد یا اثر و رسوخ میں کم ہوں جیسے مذہبی یا لسانی اقلیتیں۔	اقلیتیں	Minorities
وہ برادری جسے ریاست/مرکز نے سماجی و تعلیمی پسماندگی کی بنیاد پر او بی سی فہرست میں رکھا ہو۔	دیگر پسماندہ طبقات	Other Backward Class (OBC)

اسکول کے سنگ بنیاد کے وقت دیوار پر لگائے گئے کتبہ پر جو نام درج ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں۔شری پنچانن رائے، وکیل احمد پردھان، بین سنگھ، جگدیش رائے، رام ورِکچھ رام یادو، راجیش تواری، جے پرکاش رائے، ممتاز احمد انصاری نائب پردھان، محمد علی سابق پردھان، محمد عارف، کامریڈ بشیر احمد کو آرڈینیٹر۔اور افتتاح کا جو پتھر لگایا گیا ہے اس پر درج نام کچھ اس طرح ہیں۔شری پنچانن رائے، شمیمہ علی گرام پردھان، وکیل احمد سابق پردھان، جگدیش رائے، منوہر پرساد، جے پرکاش رائے، پروین کمار رائے، بین سنگھ، اشوک پانڈے اور محمد علی۔

آج جب اس اسکول کے قیام کو اکیس سال ہو مکمل چکے ہیں یہ بات افسوس ناک ہے کہ عام طور پر گاؤں اور دیہی علاقوں میں سرکاری اسکولوں میں تعلیم کا جو گرا ہوا معیار ہوتا ہے اس اسکول کا معیار بھی اس سے کم نہیں ہے۔اس کی وجہ مینجمنٹ کمیٹی اور ٹیچروں کی مشترکہ لاپرواہی کہی جا سکتی ہے۔ بلاک کے ذمہ داران کو چاہئے کہ سختی کے ساتھ اس کا محاسبہ کریں تا کہ تعلیم کا معیار بلند ہو سکے۔سرکاری اسکولوں میں تعلیم کا گرا ہوا معیار ہی اس بات کی بنیادی وجہ ہے کہ تعلیم و تعلم کے میدان سے تعلق رکھنے والا ہر ٹیچر سرکاری اسکول میں ٹیچر بننا تو پسند کرتا ہے بلکہ اس کے لیے حتیٰ المقدور کوشاں رہتا ہے لیکن اپنی اولاد کو کسی سرکاری اسکول میں تعلیم دلانا ہرگز گوارہ نہیں کرتا۔

یہاں پہنچ کر ایک بار پھر اپنے بزرگوں کی حکمت عملی پر ذہن میں سوال گردش کرنے لگا کہ جس طرح ملک عزیز کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرانے کے بعد کسی مصلحت یا مجبوری کے تحت ہمارے بزرگوں نے حکومت میں شمولیت یا حصہ داری سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی جس کا نتیجہ آج جگ ظاہر ہے بعینہ اسی طرح اس اسکول کے قیام کے مطالبہ سے لے کر سنگ بنیاد رکھے جانے تک اپنے ہی لوگوں کی کوششیں کارفرما رہیں لیکن نہ معلوم کیوں

قیام کے بعد اس کو دوسروں کے حوالے کر دیا گیا اور آج اپنوں کے بجائے دوسرے لوگ اس سے مستقل طور پر مستفید ہو رہے ہیں۔

پراتھمک ودیالے، محلّہ دکھن (سن قیام: ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴۱۸ھ)

یہ اسکول محلّہ دکھن میں دلت بستی کے پاس قبرستان سے تھوڑا پہلے مین راستہ کے پورب جانب کھیت میں واقع ہے اور محمد آباد بلاک کے ماتحت چلنے والے اسکولوں میں سے ایک ہے۔ حاجی انوار احمد صاحب ولید پور سابق پردھان گرام پنچایت کی مدت پردھانی (۱۹۹۵ء۔۲۰۰۰ء) میں ۱۹۹۸ء میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ محمد آباد بلاک کی طرف سے ماسٹر ننکو پرنسپل پرائمری اسکول ولید پور کے ذریعہ جب پردھان موصوف کو اس کی منظوری اور قیام کی اطلاع بھیجوائی گئی تو آپ نے اس کے لیے کسی مناسب جگہ کی تلاش شروع کی چنانچہ سب سے پہلے گولا بازار میں نگر پنچایت بھون کے بغل میں جہاں آج سر شاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول قائم ہے، جگہ دیکھی گئی لیکن وہ صرف دو بسوا زمین تھی جو اس کام کے لیے کافی نہیں تھی اس لیے اس کو ترک کرنا پڑا پھر دلت بستی محلّہ پچھّم میں قبرستان اور آنگن واڑی کے پاس ایک جگہ دیکھی گئی لیکن وہاں رہنے والے کچھ مقامی لوگوں کے عدم اتفاق کی وجہ سے وہ جگہ بھی کینسل کرنی پڑی اور اخیر میں موجودہ اسکول کی جگہ پر نظر پڑی جو گرام سماج (GS) کی زمین تھی اور وہاں اس محلّہ کے لوگ اپنے جانور وغیرہ باندھا کرتے تھے، یہ جگہ اس کام کے لیے کافی تھی کیوں کہ اس کا رقبہ تقریباً ایک ایکڑ (۳۲ ربسوا) زمین پر پھیلا ہوا ہے۔ اسکول میں کل دس کمرے ہیں۔ چار سال قبل تک اس کے پرنسپل بھانو پرتاپ سنگھ تھے لیکن کسی معاملہ میں وہ پولیس کی حراست میں جیل چلے گئے تو سرکنڈہ کے قریب ایک گاؤں کے رہنے والے ماسٹر راجیش کمار کو انچارج بنایا گیا۔ اس وقت اس میں تین ٹیچر (ایک انچارج، ایک سہا یک ادھیاپیکا اور ایک شکچھا متر) ہیں۔ ضابطہ کے مطابق اسٹاف کی تعداد پانچ ہونی چاہیے لیکن یہ تعداد کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔ ۲۰۲۳ء کے سیشن میں پڑھنے والے طلبہ کی کل تعداد ۱۰۲ تھی، یہ تعداد گھٹتی اور بڑھتی رہتی ہے، اس میں صرف تین مسلم طالب علم تھے جبکہ حکومتِ اتر پردیش کی جانب سے یہ تعلیم بالکل فری ہے یہاں تک کہ کاپی، کتاب اور اسکول یونیفارم کے لیے طلبہ کو کم وبیش پندرہ سو روپے کا وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ مسلم سماج کے جو والدین

اپنی اولاد کی تعلیم کے لیے مدارس کی معمولی فیس کا بھی انتظام نہیں کر پاتے ان کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو ان اسکولوں میں داخل کریں تاکہ کم از کم وہ بنیادی تعلیم حاصل کر سکیں۔

آزاد ملی جونیئر ہائی اسکول، آٹو اسٹینڈ (سن قیام: ۲۰۱۲ء بمطابق ۱۴۳۳ھ)

آٹو اسٹینڈ کے پاس لب سڑک اتر جانب کرایہ کی ایک بلڈنگ میں فرسٹ فلور پر واقع یہ ایک جونیئر ہائی اسکول تھا۔ ۲۰ر اپریل ۲۰۱۲ء بمطابق ۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ بروز اتوار مولانا عبدالرحمٰن قاسمی محلّہ پچھّم کے ذریعہ اس کا قیام عمل میں آیا اور مولانا موصوف ہی اس کے ڈائریکٹر تھے۔ Lower Kindergarten (LKG) سے درجہ آٹھ تک تعلیم ہوتی تھی۔ اس میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد تقریباً ۱۰۰ر تھی جس میں ہندو و مسلم سب شامل تھے۔ ٹیچر کی تعداد سات تھی جن میں چار مرد اور تین خواتین تھیں۔ یہ الایمان ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی بھیرہ کے ماتحت چل رہا تھا جس کے سرپرست حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قاسمی بھیرہ، صدر حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قاسمی ندوی خیرآباد اور جنرل سکریٹری مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی بھیرہ تھے۔ ۲۰۲۰ء میں جب کووِڈ ۱۹ کی وجہ سے پورے ملک میں لاک ڈاؤن لگ گیا تو مالی بحران کا شکار ہو کر یہ ادارہ بند ہو گیا۔

☆☆☆

شنکر مندر، محلّہ پچھّم (قیام: ۱۹۶۶ء بمطابق ۱۳۸۵ھ)

محلّہ پچھّم، ملاح ٹولی میں واقع کم وبیش بیس فٹ لمبا اور بیس فٹ چوڑا یہ ایک مندر ہے جس میں برادران وطن اپنے مذہب کے مطابق عبادت و ریاضت کرتے ہیں۔ گاؤں میں ہندو سماج ایک کے سماج سیوک آنجہانی اشوانی کمار کی ترغیب پر جناب رام ٹہل تریپاٹھی نے اپنے گھر کے صحن کی ذاتی زمین اس کے لیے وقف کی تھی۔ اس سماج کی متعدد سر برآوردہ شخصیات جیسے آنجہانی جوالا پرساد، آنجہانی ویشنو سیٹھ، آنجہانی بیجناتھ عرف بیجو وشوکرما، آنجہانی دینیش لال شری واستو، آنجہانی بھوانی سیٹھ اور ان کے متعدد رفقاء کے ذریعہ ۱۹۶۶ء میں اس کا قیام عمل میں آیا لیکن اس کی باقاعدہ تعمیر اور اس میں مورتی نصب کرنے کا عمل ۱۹۶۸ء میں ہوا۔ جدید تعمیر ۱۹۸۰ء میں مختلف لوگوں کے تعاون سے ہوئی اور تعمیراتی کام کی تکمیل کے لیے گاؤں کے قدیم کرانہ مرچینٹ جناب لال جی گپتا اور ان کے والد آنجہانی بھگّو گپتا انتہائی مناسب قیمتوں پر سامان کی فراہمی کر کے اس کے تعاون میں حصہ لیا کرتے تھے۔ جون ۲۰۲۵ء سے قبل تک پنڈت گوپال صاحب (وفات: جون ۲۰۲۵ء) اس کے ذمہ دار تھے لیکن ان کی وفات کے بعد اب ان کے بھائی اور بھتیجوں کو ذمہ دار بنایا جا سکتا ہے کیونکہ بقول اُس سماج کے لوگوں کے پنڈت مرحوم کے بیٹے شاید اس ذمہ داری کو نہ نبھا سکیں۔ پنڈت گوپال تقریباً پچاس پچپن سال کی عمر میں وفات پائے، وہ لمبے قد وقامت والے سنجیدہ انسان تھے۔ ان کا خاندان گاؤں میں پنڈت برادری کا اکیلا خاندان ہے۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، مرلی وشوکرما

ہنومان مندر، دریائے ٹونس (قیام: ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۳۸۹ھ)

۱۹۷۰ء کے قریب کی بات ہے، گاؤں میں کہیں سے ایک بندر داخل ہو گیا جس کے اچھل کود کی وجہ سے لوگوں کے گھروں میں نقصان ہو رہا تھا اور بچوں میں ایک طرح سے خوف و ہراس کا ماحول بنا ہوا تھا چنانچہ ایک مسلم شخص نے گولی مار کر اسے ہلاک کر دیا۔ ہندو مذہب کے مطابق بندر چونکہ ایک مقدس جانور ہے اور یہ لوگ اسے معبود کا درجہ دیتے ہیں، اس لیے ان حضرات کو یہ بات ناگوار گزری اور اسی موضوع کو لے کر دونوں جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا، حالات کشیدہ ہو گئے، قریب تھا کہ بظاہر معمولی نظر آنے والا یہ واقعہ فرقہ وارانہ رنگ اختیار کر جائے اور فساد

بھڑک اٹھے لیکن دونوں طرف کے سربرآوردہ حضرات کی کوششوں سے معاملہ رفع دفع ہوا اور بالاخیر ہندو جماعت کے لوگوں نے اُس بندر کی لاش کو دریائے ٹونس کے اوپر گرام سماج کی ایک خالی زمین میں دفن کردی، جب ہی سے وہ جگہ ہنومان گڑھی کے نام سے معروف ہوگئی۔ دھیرے دھیرے وہاں ہنومان کی پوجا شروع ہوگئی اور بعد میں ایک خوبصورت وشاندار مندر کی عمارت بھی تعمیر کردی گئی لیکن ابھی مورتی نصب کرنے کا کام باقی ہے۔ مندر کے سامنے پیپل کا ایک درخت ہے جو ہمارے بچپن میں ایک چھوٹا سا پودا تھا لیکن اب بڑھ کر ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا ہے، اس کے سامنے تقریباً ڈھائی فٹ اونچا ایک بڑا سا چبوترہ ہے جو یقینی طور پر آنے والے وقت میں مندر کے پروگرام وغیرہ کے انعقاد کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ اگر لوگوں نے اسی وقت توجہ دی ہوتی اور اس کی روک تھام کے لیے قانونی دائرہ میں رہ کر پرامن کوشش کی ہوتی تو ندی جیسی عام جگہ (Common Place) ہونے کے باوجود آج وہ ایک دھرم کے ماننے والوں کی مذہبی جگہ نہ بنتی۔

درختے کہ اکنوں گرفت است پائے بہ نیروئے شخصے بر آید زجائے

گزشتہ چھٹی میں بذات خود جا کر مندر کا مشاہدہ کیا اور اس کے ذمہ داروں سے ملاقات بھی کی۔ معلوم ہوا کہ ہمارے علاقہ سے ضلع پنچایت کی ممبر محترمہ کنچن لتا یادو (ماسٹر بیدیہی یادو دیولاس کی بہو) کی کوششوں سے ضلع پنچایت مئو کے صدر جناب سنیل سنگھ چوہان کے ذریعہ ۲۰۱۲/۱۳ء میں ریاست اتر پردیش کی مالیاتی اسکیم کے تحت گھاٹ کی طرف جانے کے بقدر راستہ چھوڑ کر اس کی مکمل باؤنڈری کردی گئی ہے اور ایک بڑا سا دروازہ لگا دیا گیا ہے۔ میرے خیال میں اس کا موجودہ رقبہ کم وبیش ایک بیگھا ہوگا جس کا اکثر حصہ نگر پنچایت کی ملکیت تھی جبکہ ہندو جماعت کی ایک بزرگ شخصیت کے بقول کچھ حصہ خرید بھی گیا ہے۔ اس کے موجودہ ذمہ دار آنجہانی بھوانی سیٹھ کے لڑکے کا جو سیٹھ ہیں۔ ہمارے بچپن میں بے تکلف اور ہر وقت لوگوں کا ندی کی طرف آنا جانا لگا رہتا تھا اور ہر شخص اس پر اپنا حق سمجھتا تھا لیکن اب مندر کی تعمیر کے بعد ادھر جاتے ہوئے اجنبیت کا احساس ہوتا ہے۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، مرلی وشوکرما

☆☆☆

تاریخی حادثات وواقعات

گولا بازار میں کھپریل مکان کے منہدم ہونے کا حادثہ (۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴۲۲ھ)

حافظ محمد عیسیٰ مرحوم گولا بازار کے پڑوسی جناب عبدالستار قریشی مرحوم کا مٹی کی موٹی موٹی دیواروں پر مشتمل کھپریل مکان مئی ۲۰۰۱ء کے اواخر یا جون کے اوائل میں کمزور ہوجانے کی وجہ سے کے دن عین اُس وقت آگے کی طرف لڑھک کر گر پڑا جب لوگ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر اپنے گھروں کو لوٹے ہی تھے۔ صاحبِ مکان کے بیٹے وکیل احمد مرحوم کی اہلیہ اور گائے کا ایک بچھڑا اس کی زد میں آگئے۔ حادثہ کی اطلاع ہوتے ہی پورے گاؤں کے لوگ آناً فاناً وہاں پہنچے۔ اتفاق سے میں بھی بالکل ابتدائی مرحلہ میں پہنچ گیا تھا اور ہمارے پڑوسی محمد نعمان ابن عبدالستار مرحوم مقیم حال خیرآباد کے ساتھ جلدی جلدی مٹی ہٹا رہا تھا کہ اچانک کسی عورت کا دوپٹہ نظر آیا، بسرعت تمام مٹی ہٹائی گئی تو مالک مکان کی بہو (وکیل احمد مرحوم کی اہلیہ فرزانہ خاتون) اس میں دبی ہوئی نظر آئیں لیکن جب تک ہم انہیں نکالنے میں کامیاب ہو پاتے کافی تاخیر ہوچکی تھی اور منوں مٹی کا وزن برداشت نہ کرو وہ اپنی جان جاں آفریں کے حوالہ کرچکی تھیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کے بڑے بیٹے شکیل احمد قریشی ہمارے ہم عمر ہیں۔

بجلی کا حادثہ، محلّہ پورب (۲۸/اگست ۲۰۱۶ء بمطابق ۲۵/ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ بروز اتوار)

۲۸/اگست ۲۰۱۶ء بروز اتوار بوقت ڈھائی بجے دوپہر محلّہ پورب میں لائٹ چلی گئی، معلوم ہوا کہ لال چوک کے پاس لگے ٹرانسفارمر میں کوئی تکنیکی خرابی (Technical Fault) پیدا ہوگئی ہے چنانچہ محلّہ کے ایک ذمہ دار شخص جناب قمرالدین ابن محمد امین مرحوم (عمر تقریباً ساٹھ سال) چند نوجوان لڑکوں کے ساتھ وہاں پہنچے تاکہ خرابی معلوم کراس کی اصلاح کی تدبیر کرسکیں اور عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ اگر مین الیکٹریک آفس سے کوئی خرابی نہ ہو تو مقامی لوگ ذاتی طور پر اپنے ٹرانسفارمر کی خرابی درست کرلیتے ہیں۔ چنانچہ موصوف نے فون کرکے ہیڈل سے

یہاں کی لائٹ کٹوادی اور خرابی کو درست کروادیا۔ کام ختم ہونے کے بعد آپ اور محمد عابد ابن حافظ محمد اقبال نامی ایک پچیس سالہ نوجوان جو چار پانچ سال بعد سعودی عرب سے جلد ہی واپس آیا تھا، لوہے کی لگی سیڑھی وہاں سے ہٹا رہے تھے کہ اچانک لائٹ آ گئی اور اس سیڑھی سے لگا ہوا تار کسی طرح اوپر اٹھ کر گیارہ ہزار وولٹ والے تار (High Tension) سے ٹچ ہو گیا جس کی وجہ سے سیڑھی پر کرنٹ اتر گیا، یہ دونوں حضرات بری طرح اس کی زد میں آ گئے اور ان کے پورے جسم پر کرنٹ دوڑ گیا۔ آناً فاناً اسناد کیئر ہاسپٹل محمد آباد لے جایا گیا لیکن ڈاکٹروں نے وہاں دونوں لوگوں کو مردہ قرار دے دیا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون.**

شہد کی مکھیوں کے چھتہ میں ابال

کم و بیش بائیس تیئس سال پرانی بات ہے، عید سے ایک دن قبل بعد نماز عصر ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے پڑوسی جناب ارشاد احمد قریشی عرف نوری کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا، لوگ نماز جنازہ اور تدفین کے لیے قبرستان گئے ہوے تھے کہ اچانک برگد کے درخت پر چھتہ بنائے شہد کی مکھیوں کو کسی نے چھیڑ دیا اور ان میں بری طرح ابال پیدا ہو گیا، دراصل کئی دن پہلے سے ہی کچھ شریر بچے وہاں جا کر ان کو چھیڑ کر بھاگ جاتے تھے چنانچہ گزشتہ کئی دنوں سے وہ غصہ میں تھیں، آج جب کسی نے چھیڑا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں موجود لوگوں پر وہ پوری طرح لپٹ پڑیں اور از سر تا پیر جس کو جہاں جگہ ملی وہیں ڈنک مارنا شروع کر دیا۔ مجمع کثیر تھا، گاؤں کے علاوہ کچھ لوگ باہر سے بھی آئے ہوئے تھے، ہر شخص پریشان ہو گیا، کسی کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے؟ لوگ چاروں طرف بھاگنے لگے، کچھ لوگ بھاگتے بھاگتے ندی میں کود پڑے لیکن جب سانس لینے کے لیے سر پانی سے باہر نکالتے تو وہ پھر لپٹ جاتیں، بار بار ایسا ہوتا رہا، کچھ لوگ گیہوں کے تیار کھیت میں بیٹھ گئے اور دیر تلک بیٹھے رہے لیکن وہ اوپر منڈلاتی رہتیں جیسے ہی یہ لوگ سر اوپر اٹھاتے حملہ کر دیتیں، لوگ دور تلک بھاگتے گئے، وہ پیچھا کرتی اور ڈنک مارتی گئیں۔ بیشتر لوگ گاؤں اور آبادی میں پہنچ گئے لیکن وہ تعاقب کرتی رہیں اور ڈنک مارتی رہیں۔ ایک شخص کے اوپر بیک وقت جب مکھیوں کا ایک غول حملہ کرتا تو اس کی نگاہوں کے آگے اندھیرا چھا جاتا، اسے ایسا محسوس ہوتا کہ دن کے اجالے کے باوجود وہ رات

کے مہیب اندھیروں میں پہنچ گیا ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی، انتہائی پریشان کن صورت حال پیدا ہوگئی تھی چنانچہ کسی طرح وہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچانے میں ہی لوگوں نے عافیت سمجھی۔ اگلے دن عید کا دن تھا، اُس وقت عید کی نماز جامع مسجد محلّہ پچھم میں ہوتی تھی، جو لوگ کل کا منظر دیکھے ہوئے تھے وہ فاتحہ خوانی کے لیے قبرستان نہیں گئے، جو لوگ صرف سنے تھے دیکھے نہیں تھے وہی فاتحہ پڑھنے گئے اور مجمع کو دیکھتے ہی ایک بار پھر وہ حملہ آور ہوگئیں، لوگ پہلے سے ہوشیار تھے، بھاگنا شروع کر دیے یہاں تک کہ ایک صاحب گر گئے اور ان کا پیر ٹوٹ گیا لیکن آج پہلے سے ہوشیار رہنے کی وجہ سے کچھ ہی لوگ ان کی زد میں آئے اور زیادہ تر لوگ بچ نکلے۔

مسجد قدم رسول میں لکڑی کے بڑھنے کا واقعہ

لوگوں میں معروف ہے کہ مسجد کی تعمیر کے وقت لکڑی کی جو بلّیاں خرید کر لائی گئی تھیں ان میں سے ایک لکڑی مطلوبہ لمبائی سے تھوڑی چھوٹی واقع ہوگئی، لوگوں کو تشویش ہوئی اور مسجد کے ذمہ داران ذہنی طور پر پریشان ہوگئے کہ ایک چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے غیر ضروری طور پر مسجد کی رقم دوبارہ خرچ کرنی پڑے گی۔ اس وقت گاؤں میں ایک بزرگ شاہ علی احمدؒ (۱۸۱۴ء۔۱۸۹۴ء) رہا کرتے تھے، لوگوں نے جب انہیں یہ بات بتائی تو آپ نے لکڑی دوبارہ لگانے کا مشورہ دیا، چنانچہ آپ کے کہنے پر اگلے روز جب اس کو دوبارہ لگایا گیا تو خلاف توقع لکڑی بڑھی ہوئی تھی اور مطلوبہ ضرورت کے مطابق بالکل پوری ثابت ہوئی۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو سخت حیرت ہوئی کہ کل تلک جو لکڑی کافی حد تک چھوٹی تھی، آج اچانک وہ بڑی کیسے ہوگئی۔ یقیناً یہ مذکورہ بزرگ کی کرامت اور ان کی دعاؤں کی برکت ہی کہی جاسکتی ہے کہ اللہ نے اس کی اصل سائز سے اسے تھوڑی بڑی کر مسجد کی ضرورت پوری فرما دی۔ وہ لکڑی آج بھی مسجد کے اندر موجود ہے۔ گزشتہ چھٹی میں بذات خود مسجد میں جا کر میں نے اس کو دیکھا۔ تاریخ کی کسی معتبر کتاب میں ہمیں اس واقعہ کا ذکر نہیں مل ملتا لیکن گاؤں کے لوگوں سے روایتاً یہ سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے اور یہ بات خلاف عقل بھی نہیں ہے کیوں کہ کرامات اولیاء حق ہیں۔

ولید پور میں گیس سیلنڈر حادثہ (۱۴/اکتوبر ۲۰۱۹ء بمطابق ۱۴/صفر ۱۴۴۱ھ، پیر)

اگرچہ یہ واقعہ بھیرہ میں نہیں بلکہ ولید پور میں پیش آیا لیکن حادثہ اتنا شدید اور اتنا تکلیف دہ

تھا کہ پورا علاقہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اس لیے اس کو بھی بھیرہ کے ضمن میں ذکر کر دیا جا رہا ہے تا کہ تاریخی ریکارڈ میں محفوظ ہو جائے اور بوقت ضرورت کام آ سکے۔

۱۴/اکتوبر ۲۰۱۹ء بمطابق ۱۴/صفر ۱۴۴۱ھ پیر کے دن بوقت ۶:۴۵ بجے صبح ولید پور کے محلّہ بچلہ پورہ بازار، پربھو ہوٹل کے سامنے، مندر کے بغل میں چھوٹو بڑھئی کے گھر گیس سیلنڈر پھٹنے کا حادثہ پیش آیا۔ ذرائع کے مطابق صبح کے وقت کچن میں رکھا ہوا گیس سیلنڈر اس وقت پھٹ پڑا جب گھر کی عورتیں اہل خانہ کے لیے ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔ دھماکہ کی آواز اس قدر شدید تھی کہ تقریباً ایک کلومیٹر سے زیادہ دوری تک اس کی آواز سنی گئی۔ آواز سن کر پاس پڑوس کے لوگ فوراً جمع ہو گئے اور اہل خانہ کی مدد کرنے میں لگ گئے۔ اس انسانی ہمدردی کو ابھی چند لمحوں سے بھی کم گزرا تھا کہ دھماکہ کی تاب نہ لا کر گھر کی دو منزلہ عمارت دھڑام دھڑام کی آواز کے ساتھ زمیں بوس ہونا شروع ہو گئی اور موقع پر موجود بہت سارے لوگ اس ناگہانی مصیبت کی زد میں آ گئے۔ عمارت کا گرنا تھا کہ پورے محلّہ میں کہرام مچ گیا۔ پورے قصبہ اور قرب وجوار کے علاقے میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ جس نے سنا فوراً جائے حادثہ کا رخ کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے انسانوں کا ایک امنڈتا ہوا سیلاب وہاں اکٹھا ہو گیا اور ملبہ کے اندر دبے ہوئے انسانوں کو نکالنے میں لوگ تن من دھن کی بازی لگا دیے۔ بلا تفریق مذہب وملت ہر ایک نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر متاثرین وزخمیوں کو وہاں سے نکالنے کی پوری کوشش کی۔ یہی وہ موقع ہوتا ہے جہاں ایک انسان کی انسانیت جاگ جاتی ہے، اس کی رگِ حمیت پھڑک اٹھتی ہے اور بلا کسی امتیاز کے وہ صرف اپنے انسان ہونے کا فرض ادا کرتا ہے، یہاں بھی یہی ہوا چنانچہ محلّہ بھٹی کا رہنے والا امتیاز احمد ابن محمد یعقوب مرحوم نامی ایک ۲۶/سالہ نوجوان جس کی ابھی ایک سال قبل شادی ہوئی تھی اور وہ اہل خانہ کی مدد کرنے وہاں پہنچا تھا، کچھ ہی دیر بعد اس کی بھی لاش ملبہ کے اندر سے برآمد ہوئی اور اس کے بعد لاشوں کی برآمدگی کا سلسلہ جو شروع ہوا تو ایک دو تین چار نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے یہ تعداد بڑھتے ہوئے اٹھارہ تک پہنچ گئی اور جو لوگ دوسروں کا آنسو پونچھنے آئے تھے خود اپنے پیچھے آنسوؤں کا نہ تھمنے والا ایک سیلاب چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پورا گاؤں رنج وغم میں ڈوب گیا، سارے سرکاری وغیر سرکاری اسکول اور مدارس بند ہو گئے۔ گاؤں کے

پورے ماحول میں صف ماتم بچھ گئی، جس کو دیکھو ہائے ہائے وائے وائے کر رہا ہے۔ وطن سے ہزاروں کلومیٹر دور ہم پردیسیوں کا بھی پورا دن حادثہ کی پل پل کی خبریں حاصل کرنے میں گزر گیا اور آفس کی ہزار مشغولیات کے باجود پورے دن دل بجھا بجھا سا رہا۔ مرنے والوں میں مسلم و غیر مسلم دونوں طبقہ کے لوگ تھے۔ دس لوگ بری طرح زخمی بھی ہو گئے۔

مرنے والوں کی تفصیل

اس حادثہ میں اٹھارہ لوگوں کی وفات ہوئی جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) موراتی دیوی زوجہ تلسی دھوبی، عمر ۵۰ سال

(۲) سریندر وشوکرما ولد آنجہانی وشوناتھ، عمر ۴۰ سال

(۳) چمیلی والدہ کنہیا وشوکرما

(۴) منشاء زوجہ کنہیا وشوکرما

(۵) سریتا بنت کنہیا وشوکرما، عمر ۲۲ سال

(۶) سونم بنت کنہیا وشوکرما

(۷) شیمپی بنت کنہیا وشوکرما

(۸) انشو ولد تلسی دھوبی، عمر ۱۸ سال

(۹) شیوم ولد رام درس یادو، عمر ۱۰ سال

(۱۰) نیدھی بنت سریندر وشوکرما، عمر ۱۰ سال

(۱۱) ابھیشیک ولد تلسی دھوبی، عمر ۱۰ سال

(۱۲) سوجیت ولد بھرگوناتھ دھوبی، عمر ۹ سال

(۱۳) سومیتا زوجہ بھرگوناتھ قنوجیا

(۱۴) ساوتری زوجہ کتوار قنوجیا

(۱۵) ممتا بنت چھوٹو وشوکرما

(۱۶) امتیاز احمد ولد عبدالقدوس، محلّہ بھٹی، عمر ۲۶ سال

(۱۷) حافظ ذیشان احمد ولد جاوید اختر، محلّہ بچلہ پورہ، عمر ۱۶ سال

(۱۸) یاسر غنی ولد جاوید اختر، محلّہ بچلہ پورہ، عمر ۱۰ سال۔

زخمی ہونے والوں کی تفصیل

حادثہ میں زخمی ہونے والے دس لوگوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) رام بالک ولد کیشر گپتا

(۲) شیلیس ورما ولد رام آسرے ورما

(۳) مونا بنت چھوٹو وشوکرما

(۴) سُمن بنت کنہیا وشوکرما

(۵) سویتا زوجہ کتواری قنوجیا

(۶) سُمترا زوجہ بدری قنوجیا

(۷) اندراوتی زوجہ دودھ ناتھ یادو

(۸) ارچنا بنت برجو قنوجیا

(۹) سنجنا بنت چھوٹو وشوکرما

(۱۰) سونی بنت کنہیا۔

آفیشل اطلاع کے مطابق یہ گیس سیلنڈر رکا ایک حادثہ تھا لیکن مقامی لوگوں کا خیال ہے کہ یہ صرف سیلنڈر حادثہ نہیں بلکہ اس کے پیچھے حقیقت کچھ اور ہوسکتی ہے جس کو ایک بڑی مصلحت کے پیش نظر پردۂ خفاء میں رکھا گیا۔ واضح ہو کہ یہ واقعہ عین اس وقت پیش آیا جب الہ آباد ہائی کورٹ کی اپیل پر ۹ رنومبر ۲۰۱۹ء بروز سنیچر ملک کی عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ کے پانچ ججوں رنجن گگوئی، شرد اروند بوبڑے، دھنجے یشونت چندراچوڑ، اشوک بھوشن اور ایس عبدالنذیر کے پینل کی جانب سے بابری مسجد کا آخری وحتمی فیصلہ آنا تھا اور پورے ملک میں کسی انہونی کا خدشہ بنا ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

☆☆☆

ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات

ملک عزیز کی انگریزی حکومت سے آزادی کے بعد گاؤں میں مختلف اوقات میں متعدد ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات ہوئے جس کی فراہم شدہ معلومات ہم یہاں درج کر رہے ہیں۔

پہلا فساد (۱۹۷۵)

پہلا فساد ۱۹۷۵ء کے تھوڑا آگے پیچھے پیش آیا، کہا جاتا ہے کہ اس کی بنیادی وجہ محلّہ پچھّم، کوٹ میں ندی کے قریب کوٹھاری مائی کے بنیاد کی جگہ تھی جو آج بھی موجود ہے۔ حالات کافی خراب تھے۔ پورے گاؤں میں پی اے سی تعینات تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا جو بڑے اضطراب و بے چینی کے عالم میں گزرا۔ عید کے دوسرے دن بعد نماز ظہر برادران وطن کوٹھاری مائی کو دھار گرانے گئے، پولیس اور تھانے دار وہاں موجود تھے، فساد بھڑک اٹھنے کا قوی اندیشہ تھا لیکن محلّہ پچھّم کے رہنے والے جناب عبدالخالق صاحب مرحوم نے تلوار ہاتھ میں لے کر پوری بہادری و جوانمردی کے ساتھ نعرۂ تکبیر بلند کیا تو پورے محلّہ بلکہ پورے گاؤں سے نکل کر لوگ وہاں پہنچ گئے۔ دوسرے لوگ خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اور حکام بھی وہاں سے ہٹ گئے اس طرح وہ فتنہ فرو ہوا۔ اس وقت محمد علی صاحب مرحوم گاؤں کے پردھان تھے۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، قاری محمد سلمان اختر

دوسرا فساد (۱۵/مارچ ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۴/رجب ۱۴۰۷ھ، اتوار)

دوسرا فساد ۱۵/مارچ ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۴/رجب ۱۴۰۷ھ بروز اتوار قبرستان اور ہولیکا دہن کی زمین کو لے کر واقع ہوا۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ گاؤں کا قبرستان کافی طویل و عریض ہے، تقسیم سے قبل اس کا رقبہ اور بھی وسیع تھا۔ اس فساد سے کافی عرصہ پہلے کی بات ہے جب آج کے مقابلہ میں زمین اور جائداد کی اہمیت بہت کم ہوتی تھی، گاؤں کے برادران وطن قبرستان کے ایک چھوٹے سے حصہ میں اپنے مُردوں کا انتم سنسکار اور ہولی کے تہوار کے موقع پر ہولیکا دہن کرنے لگے۔

زمانۂ قدیم سے چلے آرہے اتحاد واتفاق و آپسی بھائی چارے کے پیش نظر مسلم سماج نے کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا جس کی وجہ سے ان حضرات کو ایک خاموش اجازت مل گئی۔ وقت گزرتا گیا، یہ لوگ اپنے مذہب کے مطابق اپنے مردوں کی آخری رسومات اور ہولی کا دہن وہیں ادا کرتے رہے یہاں تک کہ امتدادِ زمانہ کے ساتھ اس کو اپنا حق سمجھنے لگے اور بات یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ اس پر اپنی ملکیت ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ جب مسلم سماج کو اس بات کا علم ہوا تو قانونی کارروائی کے ذریعہ اس پر پابندی لگائی نتیجتاً دونوں فریق کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگئی اور دن بہ دن حالات کافی خراب ہوتے گئے یہاں تک کہ ۱۵/مارچ ۱۹۸۷ء کو امن و امان کی بحالی کے لیے سرکاری انتظامیہ کو پی اے سی اور فورس تعینات کرنی پڑی۔ اس وقت گاؤں میں عجیب خوف وہراس کا ماحول تھا جو کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ معلوم ہورہا تھا لیکن جلد ہی حالات سازگار ہوگئے اور لوگ معمول کی زندگی بسر کرنے لگے۔ یہ بھی محمد علی صاحب مرحوم کی پردھانی کا زمانہ تھا۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، قاری محمد سلمان اختر

تیسرا فساد (۲۲/اکتوبر ۱۹۸۷ء بمطابق ۲۸/صفر ۱۴۰۸ھ، جمعرات)

سات مہینے کے اندر یہ دوسرا فساد تھا۔ ہوا یوں کہ ۲۲/اکتوبر ۱۹۸۷ء بمطابق ۲۸/صفر ۱۴۰۸ھ بروز جمعرات صبح دس بجے بلا کسی معقول وجہ کے اُسی متنازع قبرستان کے اندر برادران وطن کے ایک گروپ نے مسلم جماعت کے چند لوگوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ جیسے ہی اس کی خبر مسلم آبادی میں پہنچی تو ردعمل (Reaction) کے طور پر یہ لوگ بھی بھڑک اٹھے اور لاٹھی ڈنڈا لے کر وہاں پہنچ گئے لیکن جب تک حملہ آوار فرار ہو چکے تھے۔ اس واقعہ سے پورے گاؤں میں سنسنی پھیل گئی، تھوڑی دیر کے لیے لوگوں کے کاروبار بند ہوگئے لیکن جلد ہی حالات سازگار ہوگئے۔ اسی درمیان اچانک خبر ملی کہ ملاح برادری کے کچھ لوگوں نے ایک مسلم شخص کو بری طرح پیٹ دیا ہے اور اس کے گھر کا ساز وسامان بھی لوٹ لیا ہے، شام تک پی اے سی بھی آگئی۔ قریب تھا کہ جوابی کارروائی کی وجہ سے ماحول کافی خراب ہو جاتا لیکن اس موقعہ سے مسلم سماج کے لوگوں نے سوجھ بوجھ سے کام لیا اور کوئی جوابی کارروائی نہیں کی۔ اس کے بعد گھوسی اور اعظم گڑھ کی طرف سے پولیس انتظامیہ کی مداخلت کے بعد حالات کنٹرول میں آئے لیکن کئی لوگوں کا اچھا خاصا مالی نقصان ہو

گیا۔ اس موقع پر محمد علی پردھان اور بعض دیگر سیاسی لیڈران نے کافی محنت کی۔ پی اے سی کا قیام کافی دنوں تک رہا، بالآخر ۹ر نومبر ۱۹۸۷ء کی شام میں وہ لوگ واپس گئے۔ اس وقت بھی محمد علی مرحوم گاؤں کے پردھان تھے۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، قاری محمد سلمان اختر

چوتھا اور آخری فساد (۱۷ر جولائی ۱۹۸۸ بمطابق ۳ر ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ، اتوار)

گزشتہ فساد کے نو ماہ بعد ۱۷ر جولائی ۱۹۸۸ بمطابق ۳ر ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ بروز اتوار گاؤں میں چوتھا ہندو مسلم فرقہ وارانہ فساد ہوا۔ اس وقت محمد علی مرحوم کو شکست دے کر آنجہانی وشوناتھ پرساد گپتا، ولید پور (سابق پردھان سنجے گپتا، وفات: ۱۹ر اگست ۲۰۲۱ء کے والد) گرام پنچایت کے پردھان منتخب ہو چکے تھے لیکن ابھی چارج نہیں سنبھالے تھے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ مقامی قبرستان کے آگے خالی کھیت میں کچھ مسلم بچے چکئی کھیل رہے تھے (یہ کبڈی کی طرح ایک قسم کا کھیل ہے جس میں دو جماعت ہوتی ہے اور زمین پر مربع یا گول دائرہ کھینچ کر ایک حد بنا دی جاتی ہے، ایک جماعت دائرہ کے اندر ہوتی ہے اور دوسری دائرہ سے باہر۔ اندر کے لوگوں کو اپنے پیر سے باہر والے مخالف گروپ کے پیروں کو چھونا ہوتا ہے اور باہر والا گروپ اندر والے گروپ سے ہاتھ ملا کر ان کو دائرے سے باہر کھینچنے کی کوشش کرتا ہے، جو گروپ اپنی کوشش میں کامیاب ہوتا ہے وہی فاتح کہلاتا ہے۔ یہ کافی دلچسپ کھیل ہوتا ہے اس میں بچے، نوجوان اور جوان سبھی لوگ دلچسپی لیتے ہیں)۔ اس کھیل کی وجہ سے آس پاس کی کاشت اور بانس کے درختوں کو نقصان پہنچ رہا تھا جس کی وجہ سے بَرَوّا پر کے رہنے والے ایک یادو نے دو مسلم بچوں کو (نام قصداً نہیں لکھا گیا ہے) پینڈلی میں لاٹھی سے مار دیا اور ان کے پیروں میں چوٹ کے نشانات آ گئے۔ ردعمل کے طور پر ان میں سے ایک کے چچا جواب مرحوم ہو چکے ہیں، اس کے گھر کے لوگ اور گاؤں کے دیگر بہت سے لوگوں نے یادو کا پیچھا کیا لیکن وہ اپنی جان بچا کر قریب کی دلت بستی میں بھاگ نکلا پھر رات میں انہیں کے گھر کے ایک مسلم شخص کو لوم چلاتے ہوئے تنہا پا کر کچھ یادو لوگوں نے لاٹھی سے مار کر کافی گھایل کر دیا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ پہل یادو لوگوں نے کی تھی جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پہل مسلم شخص کی طرف سے ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بعد گاؤں کے کچھ مسلم نوجوان جو اس طرح کے مواقع پر پیش

پیش رہا کرتے تھے (ان کے نام قصداً نہیں لکھے گئے ہیں)، کافی متحرک ہو گئے۔ پورے گاؤں میں بھگدڑ مچ گئی۔ بڑھئی ٹولہ، گولا بازار اور محلّہ پچھّم کے ساتھ مختلف جگہوں پر بلم، بھالا، بم اور لاٹھیاں چلیں، متعدد لوگ زخمی اور بری طرح گھایل ہوئے۔ دس بجے رات تک یہ سب ہوتا رہا۔ دوسری طرف چونکہ کوئی خاص تیاری نہیں تھی اس لیے زیادہ نقصان انہیں کو اٹھانا پڑا۔ رات کے ایک بجے پولیس آئی اور گھایل ہوئے افراد کو ہسپتال لے گئی۔ ۱۸؍جولائی پیر کے دن صبح سے ہی گاؤں میں پولیس کی آمد شروع ہو گئی اور دوپہر ہونے تک عبدالقادر مرحوم کے ہوٹل کے پاس پولیس کا ایک اڈہ بن چکا تھا۔ دوپہر کے بعد گرفتاری شروع ہو گئی، کوئی بھی آدمی کہیں نظر آ جاتا تو پولیس والے اسے گرفتار کر لیتے اور بری طرح مارتے تھے۔ لوگ اپنے گھروں میں قید ہو گئے۔ کنارے کنارے کے مکانات پہلے ہی خالی ہو گئے تھے۔ پولیس والے لوگوں کے گھروں کا دروازہ کھلوا کر یا توڑ کر زبردستی گھسنے لگے اور گرفتار کر کے پٹائی کرنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پندرہ بیس مسلمان گرفتار ہو گئے جبکہ غیر مسلم لوگوں میں سے صرف تین یا چار لوگ گرفتار ہوئے وہ بھی ایک دوسرے معاملے میں۔ دراصل ہوا یہ تھا کہ لہری چکی والے کی چکی مشین کے پاس سے نثار احمد سی آر پی کے لڑکے کی سائیکل چوری ہو گئی تھی، مذکورہ تین یا چار گرفتاریاں اسی ضمن میں ہوئی تھیں۔ مسلم گرفتار شدگان کے چند نام یہ ہیں۔ محمد علی مرحوم سابق پردھان، آپ کے لڑکے ابوالقیس مرحوم، عبدالباقی مرحوم سابق ناظم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، نورالعین ابن عبدالشکور مرحوم، ابوالوفاء مرحوم، شمشاد احمد مرحوم، ریاض احمد قریشی، محمد ارشد ابن انوار الحق، عبدالخالق مرحوم، حاجی مختار احمد اور منظور احمد وغیرہ جبکہ غیر مسلم میں مورت، امیش اور مکھرام کے لڑکے گرفتار ہوئے۔ ۱۹؍جولائی بروز منگل بھی گرفتاری کا سلسلہ مستقل جاری رہا، لوگوں کا اپنے گھروں سے نکلنا بند ہو گیا، بالکل کرفیو کی شکل پیدا ہو گئی۔ گرفتاری کی ابتداء سے ہی پولیس والے ایک ہندو شخص کو اپنے ساتھ لیے ہوئے تھے (نام قصداً نہیں لکھا گیا ہے) اور اسی کی نشاندہی پر لوگوں کے گھروں میں چھاپہ پڑتے تھے۔ شام کو قرب و جوار کے بہت سے نیتا و پردھان گاؤں میں آئے اور گھوم کر گاؤں کا جائزہ لیے جن میں رضوان کوتوال بھی نوادہ کے پردھان کے ساتھ آئے۔ گاؤں کے لوگوں کو تسلی دی کہ اب کچھ نہیں ہوگا، ہم لوگ آگے سے کارروائی کر رہے ہیں، آپ لوگوں کو جو

کچھ لینا ہوا ایک گھنٹے کے اندر لے لیں کیوں کہ ہم لوگ ایک گھنٹے تک موجود ہیں۔ ان کے جانے کے بعد پولیس نے گرفتاری بند کر دی، لوگ بچ بچا کر تھوڑا بہت اپنے گھروں سے نکلنے لگے لیکن رات میں پھر سناٹا رہا۔ ۲۰؍جولائی بروز بدھ تھوڑے بہت مرد و عورت باہر نکلنے لگے، پولیس والوں نے دورہ بند کر دیا لیکن خوف و ہراس کا ماحول بدستور قائم رہا۔ بارہ بجے دن میں ولید پور سے گپتا پردھان آئے اور بولے کہ شام کو بازار لگے گا چنانچہ وہ اور حاجی عبدالاول اپنی اپنی دوکان لے کر آئے اور لوگوں نے حسب ضرورت اناج وضرورت کا سامان وغیرہ خریدا۔ ڈر و خوف کی وجہ سے گاؤں کے دوکانداروں نے اپنی دوکان نہیں لگائی اور بازار صرف نام کا لگا۔ شام تین بجے مئو کوپا گنج کے ودھایک اقبال احمد، امتیاز نیتا اور کنھیا نیتا وغیرہ نے گاؤں کا دورہ کیا، لوگوں کو تسلی دی اور اپنا اپنا کام شروع کرنے کو کہا۔ ۲۱؍جولائی جمعرات کی صبح سے پولیس کا خوف کم ہو گیا مگر دفعہ ۱۴۴؍نافذ رہی، ہوٹلوں، چائے خانوں اور عام جگہوں پر اجتماعی شکل میں لوگوں کا اکٹھا ہونا اور بیٹھنا ممنوع رہا، یہ صورت حال ۲۲؍جولائی تک رہی۔ ۲۳؍جولائی سنیچر کے دن بہت سے لوگ ضمانت کے لیے گئے، تیس بتیس آدمی جو بے قصور پکڑ لیے گئے تھے ان کی ضمانت ہو گئی اور نامزد لوگوں کی ضمانت کے لیے ۲۸؍تاریخ کا دن متعین کر دیا گیا۔ ۲۴؍جولائی اتوار کے دن رات آٹھ بجے گولا بازار میں ایک بار پھر بم کی ایک دھماکے دار آواز سنائی دی جبکہ پولیس والے اور پی اے سی کے نوجوان باغ میں موجود تھے۔ کم ہوتا ہوا خوف و ہراس بم کی آواز سے ایک بار پھر بڑھ گیا، لوگ اپنے اپنے گھروں میں گھس گئے۔ ۲۵؍جولائی کو بقرعید کا دن تھا، لوگوں میں خوف تھا کہ کہیں پھر نہ فساد بھڑک اٹھے لیکن الحمدللہ کچھ ہوا نہیں اور لوگوں نے امن وسکون کے ساتھ بقرعید منائی۔ ۳۱؍جولائی سے پی اے سی والوں نے پورے گاؤں میں گھوم کر شام آٹھ بجے تمام دوکانیں بند کرنے کا تاکیدی حکم جاری کر دیا جس کی وجہ سے وقت متعین پر دوکانیں بند ہو جاتیں اور لوگ اپنے گھروں میں مقید ہو جاتے۔ ۶؍اگست سنیچر کو بارہ بجے دن میں قاری امین صاحب کے ٹیوب ویل کے پاس پھر ایک بم دھماکہ ہوا جس میں وہاں کھیتوں میں پانی چلا رہے ایک مسلم اور ایک ہندو دھوبی شخص (ان کے نام قصداً نہیں لکھے گئے ہیں)) کو پوچھ تاچھ کے لیے پولیس والوں نے اپنی حراست میں لے لیا لیکن کسی طرح کی شرکت (Involvement) ثابت نہ ہونے

کی وجہ سے شام تک انہیں رہا کر دیا گیا۔

گزشتہ سال ڈیڑھ سال کے واقعات کی وجہ سے فسادات کا زہر پورے گاؤں میں پھیلا ہوا تھا، ماحول کافی خراب ہو گیا تھا اور فریقین ایک دوسرے کے درپے تھے یہاں تک کہ ان پر کنٹرول کرنے کے لیے پولیس انتظامیہ کو فوری مداخلت کرنی پڑی اور پی اے سی (Provincial Armed Constabulary) کے جوانوں کو بلا کر پورے گاؤں میں تعینات کر دیا گیا جو کم وبیش ایک سال تک گاؤں کے تانے والے باغ میں خیمہ زن رہے۔ پی اے سی (PAC) حکومت اتر پردیش کی ایک مخصوص پولیس ہے جو صرف ڈپٹی انسپکٹر جنرل (DIG) اور اعلیٰ سطحی حکام کے حکم پر کام کرتی ہے، اس کا انتظام صوبہ کی اہم اہم جگہوں پر کیا جاتا ہے، عام طور پر میلوں، تہواروں، کسی اہم موقعہ، الیکشن کے قیام، قدرتی آفات کے دوران امن وامان قائم کرنے، طلبہ کی اسٹرائک اور مزدوروں کی ہڑتال ختم کرنے، منظّم جرائم، فرقہ وارانہ فسادات کی روک تھام اور دہشت گردی مخالف کارروائیوں میں حصہ لینے کے لیے ان کو تعینات کیا جاتا ہے۔ پی اے سی نیم خودکار بندوقوں سے لیس ہوتی ہے اور بھیڑ وغیرہ پر قابو پانے کے لیے عام طور پر لاٹھی چارج کرتی ہے۔ بالکل کرفیو جیسا ماحول تھا، لوگ انتہائی خوف وہراس کے عالم میں مبتلاء تھے۔ امن وامان کو برقرار رکھنے کے لیے دفعہ ۱۰۷ (جرم پر اکسانا یا مدد کرنا) اور ۳۰۷ (اقدامِ قتل) کے تحت لوگوں کی گرفتاریاں شروع ہوگئی تھیں، زیادہ گرفتاری مسلم گروپ کے سربرآوردہ حضرات کی ہوئی تھی جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا، بہتوں کا جسمانی اور مالی نقصان ہوا، کچھ لوگ تو ایک لمبی مدت تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے پڑے رہے۔

قبرستان کی زمین میں پورب جانب خالی زمین پر جو بنجر زمین سمجھی جاتی تھی اور ابتداء سے ہی مسلم سماج کی تحویل میں تھی، مسلم فریق نے کچھ پیڑ پودے لگا دیے تھے جس کی وجہ سے ہندو فریق کو ہولیکا دہن اور مُردوں کے انتم سنسکار کے عمل میں دشواری پیش آتی تھی جبکہ بقول ان کے ایک زمانہ سے وہیں پہ یہ عمل ہوتا چلا آرہا ہے اس لیے انہوں نے اعتراض کیا چنانچہ اس سلسلہ میں دس دس افراد پر مشتمل ایک ہندو مسلم ایکتا کمیٹی بنا کر میٹنگ منعقد کی گئی۔ اس میٹنگ میں موجود جانبین کے درمیان یہ طے پایا کہ ہندو فریق وہیں پر ہولیکا دہن کر سکتا ہے جہاں پیڑ پودے لگائے گئے

ہیں۔ گاؤں کے امام حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قاسمی نے جمعہ کی نماز میں اس موضوع پر تقریر کی اور لوگوں کو سمجھایا کہ اگر چہ بظاہر اس میں ہمارا نقصان ہے لیکن مصلحت کا تقاضہ یہی ہے اور کوئی دوسرا فساد بھڑک اٹھنے سے بہتر ہے کہ ذمہ داران کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا جائے۔ لوگوں میں ناگواری کا احساس تھا اور نوجوان طبقہ اس فیصلے سے مطمئن نہیں تھا۔ طے شدہ فیصلہ کے مطابق ہندو فریق نے اپنی رسومات کے پیش نظر وہاں ریڑھ کا ایک درخت گاڑ دیا لیکن کچھ ہی دن گزرے تھے کہ مسلم فریق کے کسی فرد نے وہ درخت اکھاڑ پھینکا، زمین کی پیمائش ہوئی پھر اُس زمین پر اسٹے کر دیا گیا، ہندو گروپ میں کافی کھلبلی مچ گئی، بات کافی زور پکڑ گئی اور معاملہ عدالت تک چلا گیا۔ ہندو فریق نے کوشش کر کے ہولی سے دو روز قبل اسٹے ختم کرا دیا اور گاؤں میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کے بڑے بڑے حکام آنے جانے لگے۔ ہندو فریق نے اُس سال بڑے تزک و احتشام کے ساتھ ہولیکا جلایا اور نئے پیڑ پودے جو لگائے گئے تھے ان میں سے کچھ جل گئے کچھ جھلس گئے۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں پیش آیا البتہ صبح میں ہوٹلوں اور عوامی مقامات پر مسلم نوجوان بڑوں کو ذمہ دار ٹھہرا کر اپنی شکست کا چرچا کرتے ہوئے پائے گئے۔

بحوالہ ذاتی ڈائری والد صاحب مرحوم

بزرگوں کی مختلف باتوں کو سننے، ان کی آراء کو جاننے اور پوری کہانی کے تانے بانے ملانے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس کے بعد یہ اختلاف ایک دوسری شکل اختیار کر گیا اور موقع سے فائدہ اٹھا کر ہندو سماج کے لوگوں نے اس بات کا مطالبہ شروع کر دیا کہ ہمارے لیے بھی قبرستان کی زمین کا ایک حصہ (تقریباً دو بسوا زمین) خاص کر دیا جائے تا کہ آفیشلی ہم بھی وہیں پر اپنے مُردوں کا انتم سنسکار اور ہولیکا دہن کر سکیں۔ ماحول کی نزاکت کو سمجھ کر دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے اُسوقت گرام پنچایت کے سابق پردھان عالی جناب الحاج محمد علی مرحوم، سابق نائب پردھان محمد رمضان مرحوم اور دیگر سربرآوردہ لوگوں نے اس مطالبہ پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا اور معاملہ تقریباً طے ہو گیا کہ فریق ثانی کو ان کے مطالبہ کے مطابق زمین دے کر معاملہ کو یہیں ختم کر لیا جائے اور بقیہ زمین حسب سابق مسلمانوں کے قبضہ میں رہے گی لیکن گاؤں کے نوعمر اور کم تجربہ کار لوگوں کو بزرگوں کا یہ فیصلہ سخت ناگوار گزرا اور وہ اس بات کے لیے قطعاً تیار نہیں ہوئے، انہوں نے اس کو اپنی شکست وانا کا

مسئلہ بنالیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پولیس انتظامیہ کی مداخلت سے بعد میں پوری زمین کو دو جگہ تقسیم کرنا پڑا اور دو بسوا کے بجائے نو سو کڑی یعنی بتیس بسوا سے زیادہ زمین ان کے حوالے کرنی پڑی۔ اس طرح پہلے کے بالمقابل ہمیں ایک بہت بڑے نقصان سے دوچار ہونا پڑا۔

انسانی زندگی کے تجربات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فرد یا قوم اگر چھوٹے نقصان کو قبول کرلے تو بڑے نقصان سے بچنے کا امکان اس کے لیے اب بھی باقی رہتا ہے لیکن اس کے برعکس اگر چھوٹے نقصان پر راضی نہ ہو تو اس سے بڑے نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اسی بات کو فقہی قاعدہ میں اَھوَنُ البَلِیَتَین سے تعبیر کیا گیا ہے جس کی اصل بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض عملی واقعات ہیں، مثال کے طور پر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ آسان تر کو اختیار فرماتے جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو، اگر گناہ ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے۔ (مَا خُیِّرَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بَینَ اَمرَینِ اِلّا اَخَذَ اَیسَرَھُمَا مَا لَم یَکُن اِثماً ، فَاِن کانَ اِثماً کانَ اَبعَدَ النَّاسِ مِنہ، بخاری و مسلم).

گاؤں کی تاریخ میں یہ وہ سیاہ دن تھا جب یہاں کا ہندو مسلم اتحاد پارہ پارہ ہوکر رہ گیا، ان کے درمیان اخوت ومحبت کی مضبوط عمارت پل بھر میں زمیں بوس ہوگئی اور نفرت وعداوت کی ایک ایسی آندھی چلی جس نے دونوں قوموں کے دلوں سے دوستی و بھائی چارگی کے شجر سایہ دار کو اس کی جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور اس کی قد آور شاخوں کو خس وخاشاک کی طرح اڑا کر ہمیشہ کے لیے ایک بدنما داغ ثبت کر ڈالا۔ اگر چہ مرور ایام کے ساتھ اب اس میں بہت حد تک کمی پیدا ہو چکی ہے اور لوگ اس قدیم زخم کو بھول چکے ہیں لیکن یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو گاؤں کی تاریخ کا ایک اٹوٹ حصہ بن چکا ہے اور مٹائے نہ مٹے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک بار پھر آپسی اتحاد کو اس کی پہلی شکل میں قائم ودائم کیا جائے تاکہ گاؤں میں امن وامان کی فضاء برقرار رہ سکے اور لوگ آپس میں اخوت ومحبت کے ساتھ شیر وشکر ہوکر رہنا شروع کریں۔

☆☆☆

سیاسی منظر نامہ

۱۵/اگست ۱۹۴۷ء میں ملک کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد ۲۶/جنوری ۱۹۵۰ء میں جب جمہوری نظام کا نفاذ ہوا تو بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئیں، بہت سے قوانین میں تغیر وتبدل واقع ہوا، ملک کے دستور میں کچھ نئے قوانین کا اضافہ کیا گیا، بعض قدیم قوانین کو حذف کیا گیا اور مختلف سیاسی تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں۔ ذیل میں ہم کوشش کریں گے کہ آزادی کے بعد سے لے کر مئی ۲۰۲۳ء تک گاؤں میں ہونے والے الیکشن کا سیاسی منظر نامہ پیش کریں تا کہ اس سے گاؤں کی سیاسی تاریخ کا علم ہو سکے۔

۱۹۴۷ء سے لے کر ۲۰۲۳ء تک یعنی چھہتر سال کے عرصہ میں گاؤں میں ہونے والے الیکشن کی کل تعداد بارہ ہے۔ آزادی کے فوراً بعد جب گاؤں و دیہی علاقوں میں الیکشن کا باضابطہ کوئی نظام نہیں تھا جیسا کہ آگے کی سطروں سے معلوم ہوگا تو گاؤں کے سربرآوردہ قسم کے لوگ اتفاق رائے سے کسی شخصیت کا انتخاب کر لیتے تھے اور وہی گاؤں کا پردھان کہلاتا تھا۔ بھیرہ اور ولید پور اپنے قیام اور آبادی کے اعتبار سے مستقل طور پر الگ الگ دو گاؤں ہیں لیکن آزادی کے بعد جب اتر پردیش پنچایتی راج ایکٹ ۱۹۴۷ء (The U.P. Panchayat Raj Act 1947) بنا تو ان کے شدت اتصال کی وجہ سے دونوں گاؤں کو ملا کر ولید پور کے نام سے ایک گرام پنچایت بنا دی گئی اور اسی وقت سے گاؤں میں باقاعدہ گرام پردھان کا انتخاب ہونے لگا۔

http://panchayatiraj.up.nic.in/docs/ActsnRules/GP-Act-Eglish.pdf

پہلا الیکشن

تلاش بسیار کے بعد بھی پہلے اور دوسرے الیکشن کی متعین تاریخ کا علم ہمیں نہیں ہو سکا لیکن موجودہ ذرائع سے فراہم شدہ معلومات کے مطابق تیسرا الیکشن ۱۹۶۲ء بمطابق ۱۳۸۲ھ میں

ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے پہلا اور دوسرا الیکشن گزشتہ بارہ سالوں کے اندر ہوا۔ پہلے الیکشن میں گاؤں کے سربرآوردہ حضرات جمع ہوئے اور آپسی اتفاق رائے سے پردھان کا انتخاب کیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ برادران وطن سے تعلق رکھنے والے وقت کے سماجی کارکن جناب لہری چکی والے کے والد شمبھو لال معروف بہ لالہ جی (وفات: ۱۹۷۵ء) نے شیعہ جماعت سے تعلق رکھنے والے مولانا فیاض حسین صاحب مرحوم ولید پور کا نام پردھان کے لیے پیش کیا مگر آپ نے ازراہِ تواضع یہ ذمہ داری شمبھو لال کو سونپ دی اور آپ نے قبول بھی کر لیا۔ اس طرح آپ گاؤں کی تاریخ میں پہلے پردھان منتخب ہوئے، واللہ اعلم بالصواب۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان

دوسرا الیکشن

ہندو پاک کے مابین وطن عزیز کی تقسیم کے بعد پورے ملک میں ہندو و مسلم کے درمیان جو ماحول بنا تھا اس کا اثر بڑے بڑے شہروں سے نکل کر چھوٹے چھوٹے گاؤں اور دیہاتوں تک پہنچ گیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ دور افتادہ گاؤں بھی اس کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا چنانچہ دوسری بار کے الیکشن میں برادران وطن اور مسلمانوں کے مابین بہت حد تک کشیدگی کا ماحول پیدا ہو گیا تھا، دونوں جماعت کے لوگ اپنے اپنے ہم خیال شخص کو پردھان کا عہدہ سپرد کرنا چاہتے تھے۔ محمد علی پردھان اور مہادیو پرساد امیدوار تھے۔ اس وقت بیلیٹ پیپر یا آج کی ترقی یافتہ شکل الیکٹرانک ووٹنگ مشین (EVM) کے ذریعہ ووٹ نہیں ہوتا تھا اس لیے موقعہ پر آئے ادھیکاریوں نے دونوں امیدواروں کے سپورٹرز کو الگ الگ لائن میں کھڑا کر دیا، پھر قطار کی لمبائی رسی سے ناپ کر مہادیو پرساد کو جیت دلائی اور وہ گاؤں کے دوسرے پردھان منتخب ہوئے۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان

تیسرا الیکشن (۱۹۶۲ء بمطابق ۱۳۸۲ھ)

تیسرا الیکشن ۱۹۶۲ء بمطابق ۱۳۸۲ھ میں ہوا، اُس وقت تک طریقۂ انتخاب ترقی یافتہ شکل اختیار کر چکا تھا اور منظّم انداز میں الیکشن کی کارروائی مکمل کی جانے لگی تھی چنانچہ یہ انتخاب

بیلیٹ پیپر (Ballot Paper) کے ذریعہ ہوا اور اس میں خاص مقابلہ محمد علی پردھان بھیرہ اور پھول چند یادو پراس کھاڑ کے درمیان تھا۔ محمد علی کامیاب ہوئے اور مسلسل دس سال تک پردھان رہے، اس دوران کوئی دوسرا الیکشن نہیں ہوا۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان

چوتھا الیکشن (۲۸ رمئی ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ، اتوار)

بڑی جد و جہد اور تگ و دو کے بعد چوتھے الیکشن کا مختصر علم ہمیں حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی کے والد مرحوم الحاج قاضی محمد شعیب صاحب کوثر کی ذاتی ڈائری سے ہوا جس میں اس کی تاریخ ۲۸ رمئی ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ بروز اتوار درج ہے۔ ۲ رجون ۱۹۷۲ بمطابق ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ بروز جمعہ کاؤنٹنگ ہوئی۔

کوثر صاحب مرحوم چونکہ ایک اچھے اور کہنہ مشق شاعر تھے اس لیے اپنے ذوق کے مطابق انہوں نے اپنے اس نوشتہ پر ایک شعر بھی لکھا تھا جو مندرجہ ذیل ہے۔

مسلسل کوششوں کے بعد کوثر دن یہ آیا ہے　　خداوند دو عالم کی عنایت ساتھ لایا ہے

بحوالہ ذاتی ڈائری، قاضی محمد شعیب کوثر صاحب مرحوم

اس میں بھیرہ اور ولید پور کا الگ الگ انتخاب ہوا، ولید پور اتری اور ولید پور دکھنی کے نام سے۔ ولید پور اتری یعنی ولید پور سے وشوناتھ پرساد گپتا، گھر پتری ساہو اور محمد رمضان کے درمیان مقابلہ ہوا، وشوناتھ گپتا کو کامیابی ملی اور ولید پور دکھنی یعنی بھیرہ سے عبدالرؤف، بلجیت رام اور محمد علی کے درمیان مقابلہ ہوا، محمد علی صاحب مرحوم کامیاب ہوئے لیکن اس تقسیم کا ریکارڈ سرکاری دفاتر کے کاغذات میں درج نہیں تھا اس لیے اگلے انتخاب میں اس کو دوبارہ ایک کر دیا گیا۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان

پانچواں الیکشن (۲۸ راپریل ۱۹۸۲ء بمطابق ۴ رجب ۱۴۰۲ھ، بدھ)

۲۸ راپریل ۱۹۸۲ء بمطابق ۴ رجب ۱۴۰۲ھ بروز بدھ دونوں کو ملا کر گرام سبھا ولید پور کے نام سے پانچواں الیکشن ہوا، ۳۰ راپریل ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۳ رشوال ۱۴۰۸ھ

بروز بدھ کاؤنٹنگ ہوئی۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، قاضی محمد شعیب کوثر صاحب مرحوم

عبدالرؤف، بلجیت رام، محمد علی، محمد رمضان، وشوناتھ پرساد گپتا، قمرالدین اور گھرپتری ساہو امیدوار تھے۔ اس میں خاص مقابلہ محمد علی بھیرہ اور گھرپتری ساہو، ولید پور کے درمیان رہا۔ محمد علی نے جیت حاصل کی اور آپ لگاتار تیسری بار اور گاؤں کے تیسرے پردھان مقرر ہوئے۔ یہی وہ وقت تھا جب وزیراعظم راجیو گاندھی نے پنچایتی راج ایکٹ کے نفاذ کا اعلان کیا تھا، جس کے کچھ حصوں کا نفاذ ۱۹۸۸ء میں ہوا اور کئی اسکیموں جیسے جے آر وائی (Jawahar Rozgar Yojna)، ایس آر وائی رایس جی آر وائی (Sampoorna Grameen Rozgar Yojna) اور گرام ندھی وغیرہ کے تحت گاؤں کی ترقی کے لیے پردھان اور سکریٹری کے جوائنٹ اکاؤنٹ میں ڈائریکٹ رقم آنی شروع ہوئی۔ اس سے پہلے حکومت کی طرف سے گرام پنچایت کے لیے کوئی رقم مختص نہیں تھی۔ اسی وقت ہر پانچ سال بعد نئے الیکشن کے لیے قانون بھی بنایا گیا۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان

چھٹا الیکشن (۵/جون ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۰ شوال ۱۴۰۸ھ، اتوار)

چھٹا الیکشن ۵/جون ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۰/شوال ۱۴۰۸ھ بروز اتوار ہوا۔ کل ۸/امیدوار میدان میں تھے۔ بھیرہ سے محمد علی پردھان چناؤنشان اونٹ، بیجناتھ وشوکرما عرف بیجو بڑھئی چناؤ نشان ٹریکٹر، حافظ فیض الرحمٰن ولد قاری محمد امین چناؤنشان قلم دوات اور رام سروپ ساہ چناؤ نشان چھتری، محمد رمضان چناؤنشان گھڑی۔ ولید پور سے وشوناتھ گپتا چناؤنشان کار، نظام الدین چناؤنشان کرسی اور مدن ہریجن، نارا، چناؤنشان گھوڑا۔ الیکشن سے ایک ہفتہ قبل تک یہ ماحول تھا کہ لڑائی محمد علی اور بیجو کے درمیان ہوگی لیکن عین الیکشن کے دن یہ دیکھنے کو ملا کہ دیوبندی اور بریلوی مسلک سے قطع نظر ہر ایک نے محمد علی پردھان کے لیے جان توڑ کوشش کی یہاں تک کہ پراس کھاڑ کے کچھ یادو اور محلّہ پچھّم کے کچھ دلت نے بھی کھل کر آپ کا ساتھ دیا۔ بیجو کا گروپ ناامید ہوتا نظر آنے لگا لیکن اچانک صورت حال بدلی اور گپتا پردھان مضبوط ہوتے نظر آئے

یہاں تک کہ لوگوں کا یہ خیال ہوگیا کہ اب لڑائی محمد علی اور گپتا کے درمیان ہوگئی ہے۔ رمضان پردھان کا زور بالکل ختم ہوگیا، نظام الدین کا مسلم ووٹوں کی وجہ سے کچھ زور باقی تھا، فیض الرحمٰن، سروپ ساہ اور مدن کا کوئی تذکرہ ہی نہیں تھا بالآخر وشوناتھ پرساد گپتا کو چالیس یا پچاس ووٹوں سے جیت حاصل ہوئی اور آپ پردھان منتخب ہوئے، محمد علی دوسرے اور بیجو تیسرے نمبر پر آئے۔ پول شدہ ووٹوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (وارڈ نمبر ۱ : ۸۴۵ ووٹ)، (وارڈ نمبر۲: ۸۰۵)، (وارڈ نمبر۳: ۵۸۸)، (وارڈ نمبر۴: ۶۹۵)، (وارڈ نمبر۵: ۷۸۸)۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، والد صاحب مرحوم

ساتواں الیکشن (۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ)

مذکورہ قانون کے تحت ساتواں الیکشن ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ میں ہوا اور پنچایتی راج ایکٹ کے تحت عورتوں کو ۳۳/ فی صد ریزرویشن ملا، پسماندہ طبقات (Backward Classes) کے لوگوں کو ۲۷/ فی صد، درج فہرست ذات (Schedule Casts) کو ۲۳/ فی صد، باقی کو جنرل (General) کر دیا گیا اور پنچایت کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا گیا۔

گرام پنچایت

اس پنچایت میں گرام پردھان اور گرام سبھا کے ممبران کا انتخاب گاؤں کی عوام کرتی ہے۔

چھیتر پنچایت / بی ڈی سی

اس پنچایت میں بی ڈی سی ممبر کا چناؤ اس حلقہ کے ووٹر کرتے ہیں اور پورے بلاک کے مختلف گاؤں سے Block Development Commettee (BDC) کے ممبران منتخب کیے جاتے ہیں اور یہ ممبران اپنی ووٹنگ کے ذریعہ بلاک پرمکھ کا انتخاب کرتے ہیں، ان کی میٹنگ بلاک آفس میں منعقد ہوتی ہے۔

ضلع پنچایت / مہا پردھان

یہ پنچایت ضلعی سطح کی ہوتی ہے اور اس کے ممبران کا حلقہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ اس میں پورے حلقہ کے ووٹر اپنے نمائندہ کا انتخاب کرتے ہیں اور یہ نمائندہ ضلع پنچایت کا ممبر یا

مہا پردھان کہلاتا ہے۔ پورے ضلع سے یہ ممبران یا مہا پردھان منتخب ہو کر ضلع پر جاتے ہیں اور اپنی ووٹنگ کے ذریعہ ضلع پنچایت ادھیکاری کا چناؤ کرتے ہیں۔ ان کی میٹنگ ڈسٹرکٹ بورڈ (ضلع پنچایت کاریالے) میں ہوتی ہے۔ اس کے صدر کے اختیارات وسیع ہوتے ہے۔

اس مرتبہ مذکورہ تینوں پنچایتوں کا الیکشن ایک ساتھ ہوا جس میں گرام پردھان کے امیدوار محمد علی بھیرہ، شری نواس یادو پراس کھاڑ، چندر یت یادو، رام باز یادو اور انوار احمد ولید پور تھے۔ خاص مقابلہ انوار احمد اور محمد علی مرحوم کے درمیان رہا۔ ولید پور سے انوار احمد کامیاب ہوئے۔ چھیتر پنچایت کے لیے ولید پور بھیرہ سے کل آٹھ بی ڈی سی کے ممبران کا حلقہ بنا جس میں تین ممبر بھیرہ کے حلقہ سے چنے جانے تھے اور بقیہ پانچ ممبران ولید پور سے۔

چھیتر پنچایت / بی ڈی سی

وارڈ نمبر ایک اور دو ملا کر ایک وارڈ بنا جس میں بلجیت کے مدمقابل جناب ممتاز احمد صاحب نائب پردھان کامیاب ہوئے۔ وارڈ نمبر تین اور چار سے جناب ثناء اللہ صاحب اور پانچ و چھ سے جناب سریش سونکر کامیاب ہوئے۔

ضلع پنچایت / مہا پردھان

ضلع پنچایت کے انتخاب میں بھدیڑ کے رہنے والے چندر جیت راجبھر کامیاب ہو کر اس حلقہ سے مہا پردھان منتخب ہوئے۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان

آٹھواں الیکشن (۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴۲۰ھ)

۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴۲۰ھ میں گاؤں میں گرام پنچایت کا آٹھواں الیکشن ہوا، اس میں بھی تینوں الیکشن ایک ساتھ ہوا۔ پردھان کے لیے انوار احمد، امتیاز احمد، محمد علی، وکیل احمد اور لکشمی گپتا بطور امیدوار میدان میں تھے۔ خاص مقابلہ انوار احمد اور وکیل احمد کے درمیان رہا جس میں بھیرہ سے وکیل احمد کامیاب ہوئے۔ اس الیکشن میں محمد علی پردھان مرحوم کے گروپ نے متفقہ طور پر وکیل احمد کو اپنا امیدوار منتخب کیا تھا، اس کے لیے پورے گاؤں میں ماحول سازی کی گئی۔

ہندو، مسلم، دیوبندی، بریلوی ہر ایک نے ان کو ووٹ اور سپورٹ کیا جس کا نتیجہ ان کی کامیابی کی شکل میں نکلا اور وہ کامیاب ہوئے، نائب پردھان ممتاز احمد انصاری منتخب ہوئے اور مہا پردھان کے عہدہ پر سُکھئی سونکر بھیرہ کی بہو چندر کا سونکر فائز ہوئیں لیکن اس الیکشن کے بعد بھیرہ میں اس طرح کا ماحول نہ بن سکا نتیجتاً اس کے بعد سے ۲۰۲۳ء کے الیکشن تک یہاں کوئی پردھان یا چیئر مین منتخب نہیں ہوا۔

بی ڈی سی کے لیے وارڈ نمبر ایک اور دو سے راما نند یادو، تین و چار سے شمس الدین مرحوم عرف موچھو اور پانچ و چھ سے حافظ عبدالحی صاحب خیر آبادی کامیاب ہوئے۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان

نواں الیکشن (۱۷/اگست ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۲/رجب ۱۴۲۶ھ، بدھ)

نواں الیکشن ۱۷/اگست ۲۰۰۵ء بروز بدھ ہوا، ۲۸/اگست بروز اتوار کاؤنٹنگ ہوئی، اس الیکشن میں حکومت کی طرف سے گرام پردھان کا عہدہ خواتین کے لیے ریزرو کر دیا گیا تھا، مختلف امیدوار میدان میں تھے۔ بھیرہ سے اہلیہ وکیل احمد چناؤ نشان اناج اُساتا ہوا کسان، اہلیہ ابوالقیس مرحوم ابن محمد علی پردھان چناؤ نشان کرنی، اہلیہ رام اشیس ٹال والے چناؤ نشان کھڑاؤں، اہلیہ ممتاز احمد چناؤ نشان کاراور ولید پور سے اہلیہ انوار احمد چناؤ نشان املی، اہلیہ محمد احمد عرف علی چناؤ نشان کوٹ، اہلیہ لکشمی گپتا چناؤ نشان کتاب، شکیلہ چناؤ نشان کیرم بورڈ، سبھاوتی دیوی یادو چناؤ نشان گدا اور رگھوبر لال عرف رگھو پانسار چناؤ نشان کیمرہ امیدوار تھے۔ اس میں خاص مقابلہ اہلیہ انوار احمد، اہلیہ لکشمی گپتا اور اور اہلیہ محمد احمد عرف علی کے درمیان رہا، علی کی اہلیہ شمیمہ علی کامیاب ہوئیں اور ۲۱۶۸/ووٹ حاصل کر کے گاؤں کی تاریخ میں پہلی خاتون پردھان منتخب ہوئیں۔ لکشمی گپتا ۲۱۴۶/ووٹ حاصل کر دوسرے نمبر پر آئے، انوار احمد ۲۰۰۰/ووٹ کے ساتھ تیسرے، ابوالقیس ۱۸۲۹/ووٹ کے ساتھ چوتھے اور وکیل احمد ۱۴۰۰/ووٹ حاصل کر کے پانچویں نمبر پر آئے۔

یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ وکیل احمد جو موجودہ پردھان (Pradhan Sitting) تھے لیکن ان کے قریبی سمجھے جانے والے اور گاؤں کی سیاست میں اچھا اثر و رسوخ رکھنے والے جناب ممتاز احمد نائب پردھان کا کسی بات پر ان سے سیاسی اختلاف ہو گیا جو دنیائے سیاست

کی عام بات ہے اور اگلے الیکشن میں آپ نے ان کو سبق سکھانے کا ارادہ کر لیا چنانچہ ان کے مدمقابل عہدۂ پردھانی کے لیے اپنا پرچۂ نامزدگی داخل کر دیا، نتیجہ کے طور پر دھان موصوف پہلے نمبر سے سیدھے پانچویں نمبر پر پہنچ گئے جبکہ گزشتہ الیکشن میں آپ نے ۳۰۰/ ووٹوں سے جیت حاصل کی تھی یہاں تک کہ آپ اپنی ممبری بھی نہ بچا سکے۔

بی ڈی سی ممبران

وارڈ نمبر ایک دو سے اہلیہ رامانند یادو، وارڈ نمبر تین اور چار سے انوار الحق مرحوم محلّہ پچھّم اور پانچ و چھ سے اہلیہ افتخار احمد نیا پورہ کامیاب ہوئیں۔

ضلع پنچایت/مہا پردھان

اس الیکشن میں بھدیڑ سے تعلق رکھنے والے رام پرتاپ یادو کامیاب ہو کر اس علاقہ سے مہا پردھان منتخب ہوئے۔ بحوالہ ذاتی ڈائری، ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان

دسواں الیکشن (۲۰۱۰ء بمطابق ۱۴۳۱ھ)

دسواں الیکشن ۲۰۱۰ء بمطابق ۱۴۳۱ھ میں ہوا جس میں پردھانی کے لیے بھیرہ سے ابوالقیس، وکیل احمد، اہلیہ ممتاز احمد اور ولید پور سے انوار احمد، محمد احمد عرف علی، لکشمی گپتا اور سنجے گپتا وغیرہ امیدواروں نے حصہ لیا۔ خاص مقابلہ علی اور سنجے گپتا کے درمیان رہا اور سنجے کامیاب ہوئے لیکن تقریباً چار سال بعد جولائی ۲۰۱۴ء میں حکومت اتر پردیش کی جانب سے گرام پنچایت کی کمیٹی تحلیل کر دی گئی اور گاؤں کو گرام پنچایت سے ترقی دے کر نگر پنچایت کا درجہ دے دیا گیا جس کا باضابطہ الیکشن تھوڑی تاخیر کے ساتھ نومبر ۲۰۱۷ء میں ہوا۔

بی ڈی سی ممبران

وارڈ نمبر ایک و دو سے بلی رام، تین و چار سے حاجی وحید الزماں اور پانچ و چھ سے ڈاکٹر نسیم کامیاب ہوئے۔

ضلع پنچایت/مہا پردھان

اس پنچایت میں وارڈ کی تقسیم کچھ اس طرح کی گئی کہ اس میں مہا پردھانی کا دو حلقہ بنایا

گیا۔ پہلا اتراری کے نام سے تھا جو ولید پور کے وارد نمبر ۶ تک شامل تھا اور یہ عورتوں کے لیے ریزروتھا جس میں دیولاس کے رہنے والے جناب بیدیہی یادو کی بہو کنچن لتا کامیاب ہوئیں اور اس حلقہ سے مہا پردھان منتخب ہوئیں۔ دوسرا حلقہ ولید پور کے نام سے تھا جو یہاں کے وارڈ نمبر ۷ اور کچھ دیگر گاؤں جیسے خیر آباد وغیرہ کو ملا کر بنایا گیا جس میں ولید پور سے وصی احمد عباسی (عبدالقادر مرحوم بلڈنگ میٹیریل والے کے چھوٹے بھائی) کامیاب ہوئے اور مہا پردھان منتخب ہوئے۔

بحوالہ ذاتی ڈائری، ممتاز احمد صاحب سابق نائب پردھان

نوٹ: انٹرنیٹ اور گوگل کی پیچ وخم کھاتی ہوئی تمام گلیاروں کی رہ نوردی کے باوجود مضمون میں درج زیادہ تر تاریخی معلومات ہمیں سرکاری ذرائع سے میسر نہ ہوسکیں چنانچہ اس کے لیے گاؤں کی سن رسیدہ اور سیاسی شخصیات کے ذریعہ فراہم کردہ معلومات پر ہی اعتماد کرنا پڑا۔

گیارہواں الیکشن، بحیثیت ٹاؤن ایریا پہلا الیکشن

(۲۹ر نومبر ۲۰۱۷ء بمطابق ۱۱ر ربیع الاول ۱۴۳۹ھ، بدھ)

جب کسی گاؤں یا دیہی علاقہ کی آبادی، انفراسٹرکچر (سڑک، پانی، بجلی، صحت وغیرہ) معاشی سرگرمیاں یا شہری طرز زندگی میں ایسی تبدیلی آجاتی ہے کہ وہ دیہی سطح سے نکل کر شہری رشہری نما (Semi-Urban) ہو جاتا ہے تو حکومت اسے گرام پنچایت کے بجائے نگر پنچایت کا درجہ دیتی ہے۔ نگر پنچایت ایک اصطلاح ہے جو اُس مقامی بلدیاتی ادارہ کے لیے استعمال ہوتی ہے جو دیہی (گاؤں) سے شہری رشہری نما (Semi Urban) ہونے والے علاقہ کے لیے تشکیل دی جاتی ہے۔ اسے ٹرانزیشنل ایریا بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ علاقہ جو ابھی مکمل شہر نہیں ہوا مگر گاؤں جیسا بھی نہیں رہا۔ اس کا مقصد اسے شہری بلدیاتی نظام (Urban Local Body) کے تحت بہتر خدمات اور ترقیاتی پروگرام مہیا کرنا ہوتا ہے۔

اپنے قیام اور تاریخی پس منظر کے اعتبار سے ابتداء سے ہی بھیرہ ایک مستقل گاؤں رہا ہے لیکن ملک کی دستور سازی کے بعد جب گرام پنچایت ایکٹ بنا تو جغرافیائی، سماجی اور معاشرتی اعتبار سے بھیرہ اور ولید پور کے شدت اتصال کی وجہ سے دونوں کو ملا کر ایک ہی گرام پنچایت

ولید پور کے نام سے رجسٹرڈ کر دی گئی اور ان دونوں جگہوں کا پردھان ایک ہی ہونے لگا جیسا کہ گزشتہ سطروں میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ جولائی ۲۰۱۴ء سے قبل تک گرام پنچایت ولید پور کے نام سے اس کا انتظام وانصرام حکومت اتر پردیش کے شعبۂ ''گرام پنچایت'' کے تحت ہوا کرتا تھا اور اس کے ذمہ دار کی حیثیت ''گرام پردھان'' کی ہوتی تھی۔ اُس وقت یہ گرام پنچایت بشمول بھیرہ و دیگر مضافات ضلع مئو کی سب سے بڑی گرام پنچایت کے طور پر جانی جاتی تھی لیکن یہاں کی بڑھی ہوئی آبادی اور دیگر ضروریات کے پیش نظر محمد آباد حلقۂ اسمبلی سے سماجوادی پارٹی کے سابق ایم ایل اے جناب بیج ناتھ پاسوان کی درخواست پر یکم جولائی ۲۰۱۴ء کو حکوت اتر پردیش نے بھیرہ اور ولید پور کا مکمل انضمام کر کے ولید پور کے نام سے اسے ایک مستقل نگر پنچایت کا درجہ دے دیا۔

۱۲/مارچ ۲۰۱۳ء کو والد محترم کے انتقال کے موقع پر جب ایم ایل اے موصوف تعزیت کے لیے غریب خانہ پر تشریف لائے تو تعزیتی کلمات کے بعد ہر سیاسی لیڈر کی طرح انہوں نے بھی اپنے موضوع سے متعلق گفتگو شروع کر دی اور دوران گفتگو بہت سارے لوگوں کے مابین آپ نے یہ بات کہی کہ میں نے بذات خود اپنے ہاتھوں سے درخواست لکھی تھی اور اس میں نگر پنچایت کا نام مکمل ''ولید پور بھیرہ نگر پنچایت'' لکھ کر دیا تھا لیکن اخیر مرحلہ میں (اس وقت تک پرستاؤ میں یہ نام پاس ہو چکا تھا) بھیرہ حذف ہو کر صرف ولید پور کیسے رہ گیا مجھے اس کا علم نہیں۔ آج بھی میری ہینڈ رائیٹنگ میں لکھی ہوئی درخواست کو ریکارڈ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

۲۹/نومبر ۲۰۱۷ء کو پہلی بار گاؤں میں چیئرمینی کا پہلا الیکشن ہوا جس میں قرب و جوار کی متعدد سیٹوں کے ساتھ یہ سیٹ بھی دیگر پسماندہ طبقات (OBC) کے لیے ریزرو کر دی گئی تھی جس کی وجہ سے جنرل، ایس سی، ایس ٹی اور بیک ورڈ طبقہ کے لوگ الیکشن میں حصہ لینے سے قاصر ہو گئے۔ یکم دسمبر ۲۰۱۷ء بروز جمعہ کاؤنٹنگ ہوئی اور شمیمہ علی زوجہ محمد احمد عرف علی، ولید پور (سابق پردھان) تین ہزار دو سو دو (۳۲۰۲) بشمول ۸۲۶ ووٹ بھیرہ سے حاصل کر کے کامیاب ہوئیں اور گاؤں کی تاریخ میں پہلی چیرمین منتخب ہوئیں۔

عہدۂ چیئرمین کے امیدوار

چیئرمین کے عہدہ کے لیے کل گیارہ امیدار میدان میں تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) شمیمہ علی زوجہ محمد احمد عرف علی، ولید پور (سابق پردھان)، ۳۲۰۲/ووٹ (سمبل، پیس پارٹی)، پہلی پوزیشن، (16.52%)۔

(۲) فرزانہ خاتون زوجہ الحاج انوار احمد، ولید پور (سابق پردھان) ۲۶۲۹/ووٹ، دوسری پوزیشن، (13.58%)۔

(۳) ساوِتری گپتا زوجہ سنجے گپتا، ولید پور (سابق پردھان)، ۲۵۲۸/ووٹ، تیسری پوزیشن۔

(۴) محمودہ خاتون زوجہ انعام الحق مرحوم، کوٹا والے، بھیرہ، ۱۶۹۴/ووٹ۔

(۵) شیلا زوجہ رام لکھن، ولید پور، ۱۱۴۸/ووٹ۔

(۶) مینا زوجہ لکشمی گپتا، ولید پور، ۵۷۱/ووٹ۔

(۷) سنتوش زوجہ ستیش کمار یادو، ولید پور، ۲۹۶/ووٹ۔

(۸) مسرت جہاں زوجہ ابوبکر ابن قمر الدین مرحوم، بھیرہ، ۲۰۰/ووٹ۔

(۹) رکمانی زوجہ رامانند، ولید پور، ۱۱۸/ووٹ۔

(۱۰) حمیرا خاتون زوجہ منصور احمد مرحوم، ولید پور (علی چیئرمین کی والدہ)، ۷۴/ووٹ۔

(۱۱) رخسانہ خاتون زوجہ محمد وسیم بھیرہ، ۷۱/ووٹ۔

(۱۲) خورشیدہ خاتون زوجہ نسیم اختر ابن اظہار الحق مرحوم بھیرہ، ۲۰/ووٹ۔

ٹوٹل ووٹ: ۱۹۳۷۹، (انیس ہزار تین سو اناسی)

پول ووٹ: ۱۳۰۹۴ (تیرہ ہزار چورانوے)

خراب ووٹ: ۵۱۸ (پانچ سو اٹھارہ)

درست پول ووٹ: ۱۲۵۷۶ (بارہ ہزار پانچ سو چھہتر)

نوٹا: ۲۵/ووٹ

پول فی صد: ۶۷.۵۷

کامیاب سبھاسد ممبران

سبھاسد کے لیے مکمل سولہ وارڈ بنائے گئے جس کی تفصیل درجہ ذیل ہے۔

وارڈ نمبر ایک، کوڈرا، فاتح امیدوار: پریتی بھارتی زوجہ امر سنگھ گوتم، حاصل شدہ ووٹ ۳۳۳ بمقابلہ مانتی دیوی زوجہ پریم چند، حاصل شدہ ووٹ ۱۳۳، پول ووٹ ۶۷۷، کل ووٹ ۹۶۱

وارڈ نمبر دو، عیدگاہ نارا، فاتح امیدوار: نارائن ابن دل سگار، حاصل شدہ ووٹ ۲۹۰ بمقابلہ راج کمار ابن راج بلی، حاصل شدہ ووٹ ۱۸۴، پول ووٹ ۹۴۸، کل ووٹ ۱۲۷۷

وارڈ نمبر تین، ڈیہوارا، فاتح امیدوار: راج کمار ابن سبھاش، حاصل شدہ ووٹ ۲۷۳ بمقابلہ راجیند رابن لکشمی رام، حاصل شدہ ووٹ ۱۶۸، پول ووٹ ۸۸۱، کل ووٹ ۱۳۵۰

وارڈ نمبر چار، مٹھیا، فاتح امیدوار: کملاوتی زوجہ لالسا، حاصل شدہ ووٹ ۱۵۴ بمقابلہ جگ بنتی زوجہ درشن، حاصل شدہ ووٹ ۱۴۲، پول ووٹ ۶۷۴، کل ووٹ ۸۷۸

وارڈ نمبر پانچ، مرچیا نیا پورہ، فاتح امیدوار: ہریندر ابن شنکر، حاصل شدہ ووٹ ۱۷۸ بمقابلہ شاہد جمال ابن عبدالباقی، حاصل شدہ ووٹ ۱۶۶، پول ووٹ ۹۹۶، کل ووٹ ۱۳۳۲

وارڈ نمبر چھ قطب پور، فاتح امیدوار: دیوناتھ یادو ابن سُمیر یادو، حاصل شدہ ووٹ ۱۳۲ بمقابلہ لالو ابن کملا، حاصل شدہ ووٹ ۱۱۴، پول ووٹ ۷۱۰، کل ووٹ ۱۰۱۲

وارڈ نمبر سات بھیرہ اتری کوٹ، فاتح امیدوار: برجیش عرف راہل ابن گورکھ ناتھ، حاصل شدہ ووٹ ۱۹۲ بمقابلہ حاجی اعجاز احمد ابن عبدالعظیم، حاصل شدہ ووٹ ۱۶۶، پول ووٹ ۹۰۷، کل ووٹ ۱۲۸۰

وارڈ نمبر آٹھ ڈڑھوا، فاتح امیدوار: لال بہاری عرف گڈو ابن سنت لال، حاصل شدہ ووٹ ۱۷۸ بمقابلہ عزیر ابن خدا بخش، حاصل شدہ ووٹ ۱۴۰، پول ووٹ ۶۸۳، کل ووٹ ۹۱۹

وارڈ نمبر نو بھٹی، فاتح امیدوار: انصار الحق ابن محمد رضوان عرف بھائی جان، حاصل شدہ ووٹ ۳۳۲ بمقابلہ محمد احمد عرف علی ابن منصور مرحوم (چیئرمین)، حاصل شدہ ووٹ ۳۲۹،

پول ووٹ ۹۱۸، کل ووٹ ۱۳۱۸

وارڈ نمبر دس محلّہ اتر، فاتح امیدوار: بلقیس زوجہ مطیع الرسول، حاصل شدہ ووٹ ۲۳۱ بمقابلہ فرحانہ خاتون زوجہ خالد کمال، حاصل شدہ ووٹ ۱۶۷، پول ووٹ ۸۴۹، کل ووٹ ۱۲۳۳

وارڈ نمبر گیارہ محلّہ ڈیہ، فاتح امیدوار: ظفر عقیل ابن وکیل احمد، حاصل شدہ ووٹ ۲۷۱ بمقابلہ وِپن کمار ابن رمیش چندر، حاصل شدہ ووٹ ۲۰۴، پول ووٹ ۷۳۷، کل ووٹ ۱۱۰۶

وارڈ نمبر بارہ بچلہ پورہ، فاتح امیدوار: فرزانہ خاتون زوجہ بدر عالم، حاصل شدہ ووٹ ۱۸۰ بمقابلہ اوشا زوجہ ونود، حاصل شدہ ووٹ ۱۴۶، پول ووٹ ۸۹۳، کل ووٹ ۱۲۵۱

وارڈ نمبر تیرہ قاضی ٹولہ، فاتح امیدوار: شکیلہ زوجہ اقبال احمد، حاصل شدہ ووٹ ۲۹۵ بمقابلہ سچیتا نند زوجہ پریم چندر، حاصل شدہ ووٹ ۱۳۸، پول ووٹ ۷۸۹، کل ووٹ ۱۲۷۸

وارڈ نمبر چودہ بھیرہ دکھنی، فاتح امیدوار: محسنہ خاتون زوجہ ماسٹر شمیم اختر، حاصل شدہ ووٹ ۳۰۲ بمقابلہ چمپا زوجہ چھیدی، حاصل شدہ ووٹ ۲۰۴، پول ووٹ ۷۶۴، کل ووٹ ۱۲۳۶

وارڈ نمبر پندرہ بھیرہ پوربی، فاتح امیدوار: محمد اجمل ابن عبدالاول، حاصل شدہ ووٹ ۴۶۷ بمقابلہ محمد نعیم ابن سمیع اللہ مرحوم، حاصل شدہ ووٹ ۲۳۸، پول ووٹ ۹۳۳، کل ووٹ ۱۵۱۴

وارڈ نمبر سولہ پراس کھاڑ، فاتح امیدوار: سُدامی ابن چندر بیلی، حاصل شدہ ووٹ ۱۸۱ بمقابلہ پربھا زوجہ رِسی کیش، حاصل شدہ ووٹ ۱۲۷، پول ووٹ ۴۶۷، کل ووٹ ۱۴۳۴

سبھا سد کے ضمن میں ہم نے صرف پہلی اور دوسری پوزیشن کی تفصیل درج کردی ہے۔ ہر وارڈ کے ایک ایک کنڈیڈیٹ کی تفصیل مندرج ذیل لنک پر دیکھی جاسکتی ہے۔

https://sec.up.nic.in/eleclive/IndividualULBResult.aspx

یہ رہی وارڈ اور ووٹوں کی تفاصیل۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ کسی ملک، شہر یا گاؤں کی تاریخ لکھتے وقت انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ مبنی برحقیقت ہر بات بلاکم وکاست تحریر کردی جائے۔ اس لیے جب گاؤں کی تاریخ لکھی جارہی ہے اور بطور خاص سیاست کا ذکر چل رہا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے سیاسی مزاج کا بھی مختصر جائزہ لیا جائے۔ اگرچہ گاؤں کے لوگوں کا عمومی مزاج دینی ہے اور لوگ علماءِ کرام کے ساتھ اب بھی گہری وابستگی وعقیدت رکھتے

ہیں لیکن ملک عزیز کی آزادی سے لے کر اب تک ہمارے اسلاف و کبار علماءِ کرام کے ہمیشہ کانگریس پارٹی کے معاون و مساعد ہونے کے برخلاف موجودہ وقت میں یہاں کے اکثر و بیشتر لوگوں کا رجحان سماجوادی پارٹی کی طرف ہے جبکہ کچھ لوگ ابتداء سے ہی بہوجن سماج پارٹی سے وابستہ رہے ہیں اور معدودے چند لوگوں کا تعلق کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا سے بھی رہا ہے لیکن جیسے جیسے کمیونسٹ پارٹی کمزور ہوتی گئی یہ لوگ بھی حالات کے شکار ہوتے گئے اور اب تقریباً ناپید ہو چکے ہیں۔ ماضی کی سطروں میں گزر چکا ہے کہ بھیرہ اور ولید پور اپنے قیام کے اعتبار سے اگرچہ دو الگ الگ گاؤں ہیں لیکن ملک کی آزادی کے بعد جب نگر پنچایت ایکٹ کا نفاذ ہوا تو دونوں گاؤں کو ملا کر ایک کر دیا گیا، بعد کے زمانہ میں یہ اس طرح ایک ہوئے کہ گویا لازم اور ملزوم کی حیثیت اختیار کر گئے یہاں تک کہ باہر کے لوگ سمجھنے لگے کہ یہ ایک ہی گاؤں کا مرکب نام ہے۔ دونوں جگہ کے لوگ آپس میں شیر و شکر کی طرح رہتے ہیں۔ ایک دوسرے سے اچھے مراسم ہیں۔ لوگ بے تکلف آپس میں کاروبار، ایک دوسرے کے یہاں شادی بیاہ اور دیگر معاملات کرتے ہیں۔ اگرچہ کبھی کبھی کھیل کود کے موضوع پر نوجوان طبقہ کے درمیان عارضی طور پر دوریاں ہو جاتی تھیں جیسا کہ ہم نے اپنے بچپن میں دیکھا ہے لیکن یہ دوریاں وقتی اور عارضی ہوتی تھیں۔ ان تمام تر ہم آہنگی اور یکسانیت کے باوجود انسانی فطرت کے مطابق دونوں جگہ کے لوگ احساس برتری کے شکار ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر اپنی فوقیت ثابت کرنے کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں کیوں کہ قانونِ فطرت کے مطابق جس طرح اولاد کو اپنے والدین سے محبت ہوتی ہے اسی طرح انسان کو اپنی جائے پیدائش سے بھی فطری محبت ہو جاتی ہے، فطرت کے اِس عمل میں اُس کی عادات و اطوار اور اختیارات و منشاء کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اگرچہ تعلیم کا بول بالا، مرور ایام اور فکر و خیالات میں وسعت کے ساتھ اب یہ احساسات بہت حد تک کم ہو گئے ہیں لیکن الیکشن کا موقع آتے ہی ایک بار پھر خاموش کشیدگی کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے اور دونوں جگہ کے لوگوں کی یہ خواہش بلکہ پوری کوشش ہوتی ہے کہ ان کا اپنا امیدوار کامیاب ہووے۔ اس کے لیے رشتہ داریوں اور تعلقات کے ساتھ روپیوں پیسوں کے ذریعہ ہر طرح کے ممکنہ سیاسی ہتھکنڈے بھی اختیار کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کچھ اس الیکشن میں بھی ہوا۔ بھیرہ کے کچھ نوجوانوں نے

الیکشن سے عین قبل یہ کوشش کی کہ یہاں کے تینوں امیدواروں (تینوں اس لیے کہ محمد وسیم ابن حسین احمد صرف نام کے کینڈیڈیٹ تھے، ان کا ووٹ بینک صفر کے برابر تھا) کی آپس میں مصالحت کران کو ایک کر دیا جائے۔ اس کے لیے انہوں نے لوگوں سے مشورہ کیا، محنت کی اور تینوں امیداروں کی موجودگی میں راتوں رات سیکڑوں لوگوں پر مشتمل ایک میٹنگ منعقد ہوئی۔ قرعہ اندازی کے ذریعہ ناموں کا تعین ہوا۔ قرعۂ فال انعام الحق مرحوم کے نام نکلا اور اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ اب بقیہ دو امیدوار انہیں کو سپورٹ کریں گے۔ مجلس برخواست ہوگئی، صبح میں کم ازکم ایک ہزار لوگوں پر مشتمل ایک ریلی نکالی گئی جسے دیکھ کر اول وہلہ میں لوگوں کو ایسا محسوس ہوا کہ دوسرے امیدوار اس اتحاد کے سامنے خس وخاشاک کی طرح اڑ جائیں گے، لوگوں کی خوش گمانی یا ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی اس حد تک بڑھ گئی کہ لوگ سمجھنے لگے کی اب جیت یقینی ہے بلکہ بھاری ووٹوں سے جیت ہوگی لیکن کہا جاتا ہے کہ کسی بڑی کامیابی کے لیے جذبات سے لبریز نوجوانوں کے ساتھ بزرگوں کی رہنمائی اور ان کی مضبوط حکمت عملی کی سخت ضرورت ہوتی ہے کیوں کہ جذبات اور حکمت عملی گاڑی کے دو پہیے کی طرح ہیں، اگر ان میں سے ایک پہیہ بھی خراب ہوگیا تو گاڑی کا چلنا ناممکن ہوجاتا ہے اور سوئے اتفاق کہ یہاں یہ چیز مفقود ہوگئی یا کم ازکم بہت تاخیر کے ساتھ وجود میں آئی چنانچہ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا لوگوں کو شبہہ ہونے لگا اور مرور ایام کے ساتھ تصویر واضح ہوتی چلی گئی کہ اس اتحاد کے تئیں کچھ لوگ دل سے مطمئن نہیں ہیں اور ان کو یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔ بظاہر وہ اس معاہدہ پر خاموش ہوگئے ہیں لیکن وہ دل سے راضی نہیں ہیں۔ تین امیدواروں میں سے دوسرے مضبوط امیدوار نے اپنے قول وفعل سے یہ واضح کر دیا کہ وہ اس اتحاد کے ساتھ نہیں ہیں۔ نتیجہ جگ ظاہر تھا، جو امید تھی، معاملہ بالکل اس کے برعکس ہوگیا اور انعام الحق صرف ۱۶۹۴ ووٹوں تک ہی محدود ہوکر رہ گئے۔

اس صورت حال اور مذکورہ سبب کے علاوہ ناکامی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب راقم کے نزدیک یہ بھی ہے کہ اتحاد کے مبادیات طے کرنے میں لوگوں سے بنیادی غلطی ہوئی تھی۔ صرف ان تین امیدواروں کے اتحاد کو لوگوں نے اپنی کامیابی کی ضمانت سمجھ لی جبکہ یہ تینوں کینڈیڈیٹ مسلم تھے نیز دیوبندی جماعت سے تعلق رکھتے تھے اور گاؤں میں ایک بہت بڑی

تعداد برادران وطن و بریلوی جماعت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی بھی ہے، یہاں کی سیاست کا رخ متعین کرنے اور اس کا فیصلہ لیتے وقت ان کو نظر انداز کرنا اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ سیٹ کے ریزرو ہونے سے پہلے ویریندر نامی ایک متوقع مضبوط غیر مسلم امیدوار (SC) اور آخر الذکر جماعت سے تعلق رکھنے والے گاؤں کے ایک معروف سیاسی رہنما جن کا اپنی اپنی جماعت کے لوگوں میں اچھا اثر ورسوخ تھا سے خاطر خواہ رابطہ نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے وہ لوگ ذہنی طور پر معاون و مددگار ثابت نہ ہو سکے جبکہ اس طرح کے مواقع پر ظاہری اتحاد کے ساتھ ساتھ دلوں پر حکمرانی کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ کچھ نکات پر سمجھوتا کرنا ہوتا ہے تاکہ ہر شخص ذمہ داری سمجھ کر اپنے فریضہ کو انجام دے سکے۔ لوگوں کو چاہیے تھا کہ دونوں جماعت کے لیڈران سے نہ صرف ملاقات کرتے بلکہ ان کے ساتھ کچھ باتوں پر کچھ معاہدہ کیے ہوتے تاکہ ان کا تعاون یقینی ہو جاتا۔ مقولہ مشہور ہے کہ سیاست میں مستقل دوستی ہوتی ہے نہ مستقل دشمنی بلکہ جو چیز مستقل ہوتی ہے وہ صرف مفاد ہے۔

اس مختصر سے تجزیہ کے بعد ان سطور کے لکھنے والے کا ذاتی خیال یہ ہے کہ بھیرہ اور ولید پور کی کشمکش سے قطعِ نظر لوگوں کو چاہیے کہ الیکشن کے وقت کسی ایسے امیدوار کا انتخاب کریں جس کے اندر گاؤں، سماج اور معاشرے کی خدمت کرنے کا جذبہ بدرجۂ اتم موجود ہو، اس کے اندر سیاسی بصیرت پائی جاتی ہو، طبیعت اور مزاج کے اندر سنجیدگی و پختگی ہو، مذہبی اور مسلکی منافرت سے پاک ہو، گاؤں کی ترقی اور فلاح و بہبود اس کی اولین ترجیحات میں شامل ہو، ہمارا گاؤں ایک بنکر اکثریتی علاقہ ہے اس لیے بنکروں کے مسائل سے خصوصی واقفیت اور دلچسپی رکھتا ہو بلکہ اسی سماج میں سے ہوتا کہ ان کی بنیادی ضروریات اور ان کے رگ وپے سے واقف ہو، تعلیم و تعلم کے میدان کا شہسوار ہو، بزم یاراں میں ریشم کی طرح نرم اور بزم اعداء میں فولاد کے مانند سخت ہونے کا ہنر جانتا ہو، اپنے گرد و نواح میں رونما ہونے والے واقعات اور وقوع پذیر ہونے والی سیاسی تبدیلیوں سے واقف ہو، سیاست کی فرسودہ پگڈنڈیوں پر چلنے اور اس کے بل کھاتے ہوئے گلیاروں سے بحسن وخوبی نکل جانے کا ہنر جانتا ہو، ملکی سیاسی حالات پر گہری نظر رکھتا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو وہ دن دور نہیں جب یہ قصبہ نگر پنچایت کی حدود سے نکل کر نگر پالیکا کی

سرحدوں کو عبور کرتا ہوا نظر آئے گا۔

مقابلہ کی اس دنیا میں کامیابی کے لیے لازمی شرط ہے کہ آپ میدان میں اتریں تو پوری تیاری کے ساتھ اتریں۔ اگر آپ کم تیاری کے ساتھ زندگی کے میدان میں اتر گئے تو ناکامی کے سوا آپ کے لیے کوئی اور چیز مقدر نہیں ہوگی۔ آپ کی تیاری دو پہلوؤں کے اعتبار سے ہونی چاہیے۔ ایک یہ کہ وہ باقاعدہ ہو اور دوسرے یہ کہ وہ زمانہ کے تقاضے کے مطابق ہو۔ اگر آپ کی تیاری باقاعدہ اور منظم نہیں ہے تو آپ زندگی کے اسٹیج پر شاعر اور خطیب بن کر رہ جائیں گے۔ اور اگر آپ کی تیاری وقت کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے تو آپ کو صرف تاریخ کے عجائب خانوں میں جگہ ملے گی۔

بارہواں الیکشن، بحیثیت ٹاؤن ایریا دوسرا الیکشن

(۱۱؍مئی ۲۰۲۳ء بمطابق ۲۱؍شوال ۱۴۴۴ھ بروز جمعرات)

گرام پنچایت کو نگر پنچایت میں تبدیل ہونے کے بعد چیئرمینی کا دوسرا الیکشن ۱۱؍مئی ۲۰۲۳ء بروز جمعرات منعقد ہوا اور کاؤنٹنگ ۱۳؍مئی ۲۰۲۳ء بروز سنیچر ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں ہوئی۔ قرب و جوار کی بہت ساری نگر پنچایت کے ساتھ اس نگر پنچایت کی سیٹ بھی دیگر پسماندہ ذات (OBC) کے لیے خاص کر دی گئی تھی۔ ساوتری گپتا ولید پور زوجہ آنجہانی سنجے گپتا (سابق پردھان) چار ہزار چار (۴۰۰۴) ووٹ حاصل کر کے دوسری چیئرمین منتخب ہوئیں۔ یہ اتفاق ہی ہے کہ پہلی بار نگر پنچایت کی چیئرمین ایک خاتون تھیں اور اس بار بھی ایک خاتون ہی منتخب ہوئیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلی بار نمائندہ چیئرمین خاتون کے شوہر محمد احمد عرف علی تھے اور اس بار خاتون چیئرمین کے بیٹے سوربھ گپتا ان کے نمائندہ ہیں۔

اس الیکشن میں بھیرہ کے اندر خلاف معمول بالکل نیا ماحول دیکھنے کو ملا، اس بار گاؤں میں قدیم سیاسی گروپ ختم ہو گئے بلکہ دم توڑ گئے، کنگ میکرز یا پالیسی سازوں کا زور کمزور پڑ گیا، لوگوں نے ان کی باتوں کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا، ان کے خیالات بدل گئے، لوگوں میں بالخصوص نوجوان طبقہ میں ایک نئی فکر پیدا ہوئی یہاں تک کہ ایک ہی گھر میں والد کو الگ، بیٹے کو الگ، ایک

بھائی کو الگ اور دوسرے بھائی کو الگ امیدوار کو ووٹ دیتے دیکھا گیا۔ اس موقع پر ولید پور اور بھیرہ میں جو خاموش کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے اس کے باوجود بھیرہ سے کچھ ذمہ دار لوگوں نے بالکل کھل کر ولید پور میں امیدواروں کو ووٹ اینڈ سپورٹ کیا۔

کل ۱۴۶۲۳ (چودہ ہزار چھ سو تئیس) ووٹ پول ہوئے یعنی ۶۴.۹۲% ووٹنگ ہوئی جبکہ گزشتہ پنج سالہ میں یہ تعداد ۶۷.۵۶% تھی۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

عہدۂ چیئرمین کے امیدوار

اس الیکشن میں چیئرمین کے عہدہ کے لیے کل تیرہ امیدوار میدان میں تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) ساوتری گپتا زوجہ آنجہانی سنجے گپتا ، ولید پور (سابق پردھان)، ۴۰۰۴/ ووٹ، پہلی پوزیشن۔

(۲) حاجی وحید الزماں، بھیرہ، ۲۵۲۹/ووٹ، دوسری پوزیشن۔

(۳) محمد احمد عرف علی، ولید پور (سابق چیئرمین)، ۲۱۴۶/ووٹ، تیسری پوزیشن۔

(۴) حاجی انوار احمد، ولید پور (سابق پردھان)، ۱۹۹۱/ووٹ۔

(۵) محمد عارف، ولید پور، ۱۷۶۷/ووٹ۔

(۶) شیو بچن یادو، بھیرہ، ۱۴۵۳/ووٹ۔ اصلا یہ سٹھیاؤں کے قریب ایک گاؤں کے باشندے ہیں لیکن بھیرہ میں زمین خرید کر اپنا آفس بنالیا تھا اور یہیں رہ کر اپنی زمین ہموار کر رہے تھے۔

(۷) پریم چندر، ۲۹۶/ووٹ۔

(۸) رام وجے یادو، ۱۳۳/ووٹ۔

(۹) ستیش کمار یادو، ۱۱۵/ووٹ۔

(۱۰) سنجیو ورما، ۸۲/ووٹ

(۱۱) رامانند، ۷۳/ووٹ۔

(۱۲) ششی کلا، ۱۵/ووٹ۔

(۱۳) ام سلمہ زوجہ محمد عارف، ۷/ووٹ۔
(۱۴) مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں (Nota)، ۱۲/ووٹ۔
ٹوٹل ووٹ: ۲۲۵۲۲ (بائیس ہزار پانچ سو بائیس)
پول ووٹ: ۱۵۱۶۹ (پندرہ ہزار ایک سو انہتر)
درست پول ووٹ: ۱۴۶۲۳ (چودہ ہزار چھ سو تئیس)
خراب ووٹ: ۵۴۶ (پانچ سو چھیالیس)
پول فی صد: ۶۷.۳۵

https://sec.up.nic.in/site/IndividualULBResult2023.aspx

کامیاب سبھا سد ممبران

حسب سابق سبھا سد کے لیے کل سولہ وارڈ تھے جس میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

وارڈ نمبر ایک، کوڈرا، بھیرہ، فاتح امیدوار: محمد دانش ابن محمد نعیم، حاصل شدہ ووٹ: ۳۰۵، کل ووٹ: ۱۲۱۶، پول ووٹ: ۹۰۲

وارڈ نمبر دو، نارا، فاتح امیدوار: عذرا پروین زوجہ حاجی محمد جاوید ابن حاجی سراج الدین مرحوم۔، حاصل شدہ ووٹ: ۲۶۷، کل ووٹ: ۱۴۱۹، پول ووٹ: ۱۰۲۸

وارڈ نمبر تین، ڈیہوارا، فاتح امیدوار: تبسم بانو زوجہ حسام الدین شیخ۔، حاصل شدہ ووٹ: ۴۲۰ کل ووٹ: ۱۵۱۴، پول ووٹ: ۹۸۹

وارڈ نمبر چار، مٹھیا، فاتح امیدوار: کملا وتی زوجہ لالسا۔ حاصل شدہ ووٹ: ۲۸۴ کل ووٹ: ۱۰۶۹، پول ووٹ: ۷۸۷

وارڈ نمبر پانچ، مرچیا نیا پورہ، فاتح امیدوار: رشی سونکر۔ حاصل شدہ ووٹ: ۳۳۰، کل ووٹ: ۱۵۳۳، پول ووٹ: ۱۱۲۷

وارڈ نمبر چھ قطب پور، فاتح امیدوار: رمیش۔ حاصل شدہ ووٹ: ۳۳۹ کل ووٹ: ۱۳۴۷، پول ووٹ: ۹۱۰

وارڈ نمبر سات بھیرہ اتری کوٹ، فاتح امیدوار: انصار احمد۔ حاصل شدہ ووٹ: ۴۲۷ کل ووٹ: ۱۳۸۰، پول ووٹ: ۱۰۵۳

وارڈ نمبر آٹھ ڈڑھوا، فاتح امیدوار: شہانہ خاتون زوجہ شکیل احمد۔ حاصل شدہ ووٹ: ۲۶۵ کل ووٹ: ۱۱۷۶، پول ووٹ: ۸۳۰

وارڈ نمبر نو بھٹی، فاتح امیدوار: انصار الحق ابن محمد رضوان۔ حاصل شدہ ووٹ: ۳۷۴ کل ووٹ: ۱۵۹۱، پول ووٹ: ۱۰۴۷

وارڈ نمبر دس محلّہ اتر، فاتح امیدوار: رضیہ زوجہ جاوید عالم۔ حاصل شدہ ووٹ: ۲۹۴ کل ووٹ: ۱۴۹۸، پول ووٹ: ۹۰۷

وارڈ نمبر گیارہ محلّہ ڈیہہ، فاتح امیدوار: اظہار احمد۔ حاصل شدہ ووٹ: ۳۸۴، کل ووٹ: ۱۲۲۵، پول ووٹ: ۷۷۸

وارڈ نمبر بارہ بچلہ پورہ، فاتح امیدوار: صابرہ زوجہ محمد اعظم۔ حاصل شدہ ووٹ: ۳۲۳، کل ووٹ: ۱۵۹۹، پول ووٹ: ۱۰۵۵

وارڈ نمبر تیرہ قاضی ٹولہ، فاتح امیدوار: کامتا پرساد۔ حاصل شدہ ووٹ: ۲۴۸، کل ووٹ: ۱۴۹۴، پول ووٹ: ۸۸۶

وارڈ نمبر چودہ بھیرہ دکھنی، فاتح امیدوار: جمیلہ خاتون زوجہ نصر الدین دوکاندار۔ حاصل شدہ ووٹ: ۳۴۱، کل ووٹ: ۱۳۸۸، پول ووٹ: ۸۴۱

وارڈ نمبر پندرہ بھیرہ پوربی، فاتح امیدوار: محمد اجمل ابن عبدالاول۔ حاصل شدہ ووٹ: ۶۰۵، کل ووٹ: ۱۷۰۷، پول ووٹ: ۱۱۰۹

وارڈ نمبر سولہ پراس کھاڑ، فاتح امیدوار: پپو یادو ابن امبیکا۔ حاصل شدہ ووٹ: ۲۵۲، کل ووٹ: ۱۳۶۶، پول ووٹ: ۹۵۰

https://sec.up.nic.in/site/IndividualULBResult2023.aspx

گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ نگر پنچایت کم وبیش بیس فی صد فرق کے ساتھ مسلم اکثریتی نگر پنچایت ہے۔ مسلم ووٹ ۵۸ % ہے اور ہندو ووٹ ۴۲% ہے۔ مسلم اکثریتی

علاقہ ہونے کے باوجود یہاں کا چیئرمین غیر مسلم سماج سے منتخب ہوا۔ بلا شبہ اس کی وجہ مسلم امیدواروں کی کثرت اور ووٹوں کی تقسیم رہی۔ ولید پور میں تین مضبوط مسلم امیدوار تھے اور بھیرہ میں ایک یعنی کل چار مسلم مضبوط امیدوار میدان میں تھے۔ غیر مسلم حضرات نور امیدوار تھے لیکن ان کی اکثریت نے خاموشی کے ساتھ ایک امیدوار کے نام پر اتفاق کر لیا اور اسی کو ووٹ اینڈ سپورٹ کیا جیسا کہ حاصل شدہ ووٹوں کی تعداد دیکھ کر بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے جبکہ مسلم سماج کے لوگ ایسا نہیں کر سکے جس کی وجہ سے ان کا ووٹ منتشر ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً پندرہ سو کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا غیر مسلم امیدوار کامیاب ہو گئیں اور نگر پنچایت کی پوری تاریخ میں جیت اور ہار کا اتنا بڑا فرق پہلی بار دیکھنے کو ملا۔ موجودہ حالات کے تناظر میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر مسلم سماج نے سوجھ بوجھ اور دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا اور اگلے الیکشن میں کسی ایک نام پر اتفاق نہیں کیا تو ہمیشہ اسی طرح کا نتیجہ دیکھنے کو ملتا رہے گا۔ ولید پور کے لوگوں کو چاہیے کہ اپنے تینوں امیدواروں میں سے کسی ایک نام پر متفق ہو جائیں یا پھر بھیرہ میں چونکہ صرف ایک امیدوار ہے اس لیے اس امیدوار کو ووٹ اینڈ سپورٹ کریں ورنہ اسی طرح کا نتیجہ سامنے آتا رہے گا۔

☆☆☆

سیاسی شخصیات

شمبھولال معروف بہ لالہ جی، پہلے گرام پردھان (وفات: ۱۹۷۵ء بمطابق ۱۳۹۵ھ)

ملک عزیز میں دستور سازی کے بعد جب گرام پنچایت ایکٹ بنا اور موجودہ طریقۂ انتخاب سے قطع نظر ایک انتخابی عمل کے ذریعہ پردھان کا انتخاب ہونا شروع ہوا تو شمبھولال گاؤں کی تاریخ میں پہلے پردھان منتخب ہوئے۔ آپ جناب لہری چکی والے کے والد تھے۔ گزشتہ ملاقات میں موصوف نے تفصیل سے اپنے آنجہانی والد کے بارے میں بتایا اور کہا کہ آپ کی شخصیت ایک بارعب شخصیت تھی۔ انتہائی زیرک و دانا انسان تھے۔ اردو سے ہائی اسکول تک کی تعلیم تھی، بے تکلف اردو لکھتے، پڑھتے اور بولتے تھے، عظمت گڑھ کے کسی اسکول میں تعلیم حاصل کی تھی۔ اس وقت کی ہائی اسکول کی تعلیم بھی باعتبار صلاحیت آج کے گریجویشن کے مساوی کہی جا سکتی ہے۔ آپ کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب ہندو مسلم ایکتا کا بول بالا تھا، لوگ مل جل کر اخوت و محبت کے ساتھ رہتے تھے۔ ۱۹۷۵ء میں انتقال ہوا۔

محمد رمضان سابق نائب پردھان (۱۹۲۶ء۔ ۱۵ فروری ۲۰۱۵ء)

محلّہ تکیہ میں آپ کا مکان ہے۔ نیاز احمد صاحب مرحوم سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب اور ریاض احمد صاحب (مقیم دہلی) کے والد تھے۔ کم گو اور سنجیدہ انسان تھے۔ گاؤں کی سیاست میں سرگرم اور متحرک رہتے تھے۔ کرتا، لنگی اور سر پر لمبی ٹوپی آپ کا لباس تھا، چہرہ پر ہلکی سفید ڈاڑھی تھی۔ کسی زمانہ میں گاؤں کے نائب پردھان منتخب ہوئے تھے۔ ۸۹ سال کی عمر میں ۱۵/فروری ۲۰۱۵ء بمطابق ۲۶/ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ بروز اتوار انتقال ہوا۔

محمد علی پردھان (ولادت: سن تخمینی ۱۹۱۲ء۔ وفات: ۱۵/جنوری ۲۰۱۶ء)

گاؤں کی پوری مدت پردھانی میں سب سے طویل مدت تک پردھانی کرنے والے

پردھان گزرے ہیں۔شخصیت بارعب تھی۔معروف ہے کہ ۲۸ سال تک آپ گاؤں کے پردھان رہے لیکن ہمیں فراہم شدہ معلومات کے مطابق آپ کی مدت پردھانی چھبیس سال (۱۹۶۲ء تا ۱۹۸۸ء) ہورہی ہے نہ کہ اٹھائیس سال۔نام محمد علی ابن اصغر علی ابن بہادر تھا۔ابتدائی تعلیم بھیرہ کی قدیم جامع مسجد محلّہ پچھّم میں حکیم مولوی عبدالرشید صاحب مرحوم (انوارالحق مرحوم اور مشتاق زعفرانی مرحوم کے دادا) سے حاصل کی تھی۔اس وقت کُشتی، کسرت اور پہلوانی کا دور دورہ تھا۔ آپ کا شمار علاقہ کے معروف پہلوانوں میں ہوتا تھا۔آبائی پیشہ پارچہ بافی کے برخلاف کھیتی باڑی، باغ اور پشو پالن آپ کا مشغلہ تھا۔زیادہ تعلیم یافتہ شخص نہیں تھے لیکن خداداد سیاسی بصیرت اور سیاسی سوج بوجھ بہت اچھی تھی۔سماجی کاموں سے گہرا تعلق تھا۔ایک بار کسی سماجی تقریب میں کمیشنر آف گورکھپور عالیجناب یوسف قریشی اور کلکٹر آف اعظم گڑھ محترمہ کلثوم گہرہ اپنی ٹیم کے ساتھ بھیرہ تشریف لائے تھے۔آپ کی قیادت میں پورے گاؤں کو دلہن کی طرح سجادیا گیا۔اُس زمانہ میں عام طور پر لوگوں کے مکانات مٹی کی دیواروں اور کھپریل کی چھتوں کے ہوتے تھے۔ہر گلی کوچے کو اس طرح سجایا گیا کہ آسمان نظر نہیں آتا تھا۔چشم دید گواہوں کے مطابق راستوں کی کچی زمین کو برابر کرکے گوبر اور گیلی مٹی سے لپائی پوتائی کے بعد اس طرح رنگ دیا گیا کہ آج کے زمانہ کے ماربلز اور ٹائلز بھی نظریں چرانے لگیں۔استقبالیہ میں اُس وقت کے معروف قوال عالیجناب الحاج بشیر احمد صاحب اور آپ کی ٹیم نے اپنے خوبصورت ساز ونغمات کے ساتھ قوالی پیش کی اور ایک ایسا سماں باندھا کہ مہمانان کرام متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔واپس جاکر اپنے لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا تو لوگ ہفتوں تک بھیرہ کی زیارت کے لیے آتے رہے۔۱۹۸۸ء میں جب گاؤں میں ہندو مسلم کے درمیان فرقہ وارانہ فساد بھڑک اٹھا تھا تو دیگر بہت سارے لوگوں کے ساتھ پندرہ دن تک آپ بھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہے۔اس وقت علاقہ کے معروف سیاسی رہنما آنجہانی رام دھن صاحب ایڈوکیٹ ممبر آف پارلیمنٹ حلقہ لال گنج اعظم گڑھ اور آپ کے رفقاء دہلی سے اعظم گڑھ آپ سے ملاقات کے لیے آئے۔ممبر موصوف کی کوششوں سے جلد از جلد لوگوں کی جیل سے رہائی ہوئی۔جن لوگوں سے آپ کے سیاسی تعلقات تھے ان میں سے چند نام یہ ہیں۔آنجہانی رام دھن ایڈوکیٹ ممبر آف پارلیمنٹ حلقہ لال گنج اعظم گڑھ، کلپناتھ رائے

ایڈوکیٹ ممبر آف پارلیمنٹ کانگریس پارٹی حلقہ مئو، شری پربھنس صاحب بی ڈی او، آنجہانی شری راج کمار رائے ممبر آف پارلیمنٹ جنتا دل حلقہ مئو، شری رتن کمار سری واستوسی اومحمد آباد گوہنہ، محترمہ رانا خاتون سابق چیئر مین مئو و پرنسپل مہیلا کالج محمد آباد گوہنہ، آنجہانی نگیندر کمار سنگھ ایس ڈی ایم محمد آباد گوہنہ ثم ڈی آئی جی اعظم گڑھ بعدہ کمشنر آف فیض آباد اور وشونا تھ پرتاپ سنگھ (وی پی سنگھ) سابق وزیر اعلیٰ اتر پردیش وسابق وزیر اعظم ہند۔

۱۵ر جنوری ۲۰۱۶ء بمطابق ۵ر ربیع الآخر ۱۴۳۷ھ بروز جمعہ ایک سو چار سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

وکیل احمد پردھان محلّہ پچھّم بھیرہ (ولادت: ۳ر اپریل ۱۹۵۵ء بمطابق ۲۰ر شعبان ۱۳۷۴ھ، بدھ)

رنگ گورا اور قد لمبا ہے۔ کرتا اور بغیر سلی ہوئی لنگی آپ کا عام لباس ہے۔ طبعاً شریف و سلجھے ہوئے انسان ہیں۔ ۲۰۰۰ء میں ہونے والے پردھانی کے الیکشن میں گاؤں کے پردھان منتخب ہوئے اور یہ مدت پردھانی ۲۰۰۵ء تک چلی۔ آپ کا تعلق شیخ برادری سے ہے، محلّہ پچھّم کے اخیر میں تمسا ندی کے عین اوپر جنوب مشرق میں آپ کا مکان ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول اور ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد گھریلو کاموں میں مشغول ہو گئے۔ ۲۰۰۰ء کے اس الیکشن میں ولید پور سے تین مضبوط امیدوار میدان میں تھے اور بھیرہ سے صرف یہی ایک۔ بھیرہ کے ہندو مسلم، دیوبندی اور بریلوی کے درمیان لوگوں نے کچھ ایسا ماحول بنایا کہ ان سب لوگوں نے مکمل اتحاد کے ساتھ آپ کو ووٹ اینڈ سپورٹ کیا نتیجتاً آپ کامیاب ہو کر پردھان منتخب ہوئے۔ موصوف ایک شریف اور غیر سیاسی انسان ہیں، آپ کا کوئی سیاسی بیک گراؤنڈ ہے نہ اس کی پیچ وخم کھاتی ہوئی گلیوں سے آپ کو مطلوبہ حد تک واقفیت ہے، سیاسی داؤ پیچ کی معلومات کم بلکہ نا کے برابر ہے۔ درحقیقت آپ اس میدان کے شہسوار ہیں ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی مدت پردھانی میں آپ کے کچھ قریبی لوگوں نے حتی الامکان فائدہ اٹھایا اور کچھ سیاسی ذہنیت کے لوگ اپنے ذاتی مفادات کے پیش نظر آپ سے کچھ ایسا کام کروانا چاہ رہے تھے جو از روئے اصول غلط تھا چنانچہ انجام کی پرواہ کیے بغیر آپ نے ان سے صاف طور پر معذرت کر

لی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ آپ کے سیاسی حریف ہو گئے اور بعد میں جب الیکشن کا وقت آیا تو ان کو ہرانے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالے چنانچہ آپ کامیاب نہ ہو سکے اور پھر گاؤں کے سیاسی منظر نامہ سے آپ کا نام اوجھل ہو گیا۔

ممتاز احمد نائب پردھان محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۳ر ستمبر ۱۹۵۵ء بمطابق ۲۵ محرم ۱۳۷۵ھ، منگل)

متوسط قد، گورا رنگ، چہرہ پر سفید ڈاڑھی، قدرے بھوری آنکھیں، خوب رو، کم گو اور دانشور انسان ہیں۔ آپ کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمیشہ کسی گہری سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں۔ اسم گرامی ممتاز احمد ابن عبد الغنی ابن حاجی محمد صابر ابن عبد الکریم ابن محمد رمضان ہے۔ ۱۳ر ستمبر ۱۹۵۵ء بمطابق ۲۵ر محرم ۱۳۷۵ھ بروز منگل بھیرہ کے محلّہ پچھّم میں ولادت ہوئی۔ آپ کا مکان مدرسۃ البنات العزیزیہ محلّہ پچھّم کے اتر جانب بالکل اس کے سامنے واقع ہے۔ درجہ چار تک کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اس کے بعد ۱۹۷۰ء میں نیشنل ہائر سیکنڈری اسکول محمد آباد سے جونیئر ہائی اسکول کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۷۲ء میں ٹاون انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی لیکن معاشی پریشانیوں اور گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے ہائی اسکول کے امتحان میں شرکت نہ ہو سکی اور تعلیمی سلسلہ یہیں موقوف ہو گیا۔ گھر میں سب سے بڑے ہونے کی وجہ سے اپنے آبائی پیشہ دست کاری میں والد کا ہاتھ بٹانے لگے۔

سیاست کا شوق بچپن سے تھا۔ آپ کا ننہال بھیرہ ہی میں واقع ہے اور اُس وقت وہاں کے لوگوں کا تعلق کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا سے تھا جس سے آپ بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور آپ کی شخصیت پر اس کا پورا اثر پڑا، اس کے نظریات آپ کو اچھے لگے، چنانچہ اسی نظریے پر آپ بھی چل پڑے اور آج بھی اسی پر قائم ہیں۔ بقول آپ کے، آپ کے ابتدائی درجات کے استاذ ماسٹر شفیع احمد صاحب مرحوم بھی کمیونسٹ نظریہ کے حامل تھے اور ان سے بھی آپ کو بہت کچھ سیکھنے، سمجھنے و جاننے کا موقع ملا۔ میڈل اسکول محمد آباد گوہنہ میں ماسٹر سید انصار حسین صاحب و پرنسپل ماسٹر ظل الرحمٰن صاحب سے بھی تعلیمی، سماجی اور سیاسی ہر پہلو پر بہت کچھ جانکاری حاصل ہوئی۔ سماجی کاموں میں آپ کو ابتداء سے ہی دلچسپی تھی اور عوامی خدمات (Social Services) کا جذبہ آپ کے اندر بچپن سے موجود تھا اس لیے حسب استطاعت اس میں حصہ لیا کرتے تھے۔

آپ کی انہیں دلچسپیوں کو دیکھ کر محمد علی پردھان مرحوم نے ۱۹۸۲ء میں آپ کو ممبری کا الیکشن لڑنے کا مشورہ دیا مگر ووٹر لسٹ میں آپ کا نام نہ ہونے کی وجہ سے آپ الیکشن میں حصہ نہ لے سکے۔ آپ کے سیاسی کیریر کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سیاسی کیریر

۱۹۹۵ء میں Block Development Committee (BDC) کے وارڈ نمبر ایک و دو سے ممبری کا الیکشن لڑے اور کامیاب ہوئے۔

۲۰۰۰ء میں گرام سبھا کے وارڈ نمبر دو سے گرام پنچایت ممبری کا الیکشن لڑے اور کامیاب ہوئے۔ اسی سال آپ نے پردھانی کا الیکشن لڑنے کا بھی ارادہ کیا تھا لیکن گاؤں کے لوگوں کا وکیل احمد پردھان کے نام پر اتفاق ہو جانے کے بعد آپ نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور ان کو ووٹ اینڈ سپورٹ کیا۔

۲۰۰۰ء میں ہی نائب پردھانی کا الیکشن لڑے اور کامیاب ہوئے۔ پندرہ ووٹوں میں سے آپ کو دس ووٹ حاصل ہوئے اور آپ کے مقابلہ میں عبدالمنان صاحب ولید پور دوسرے نمبر پر تھے۔

۲۰۰۵ء میں وارڈ نمبر تین سے گرام پنچایت ممبری کا الیکشن لڑے اور کامیاب ہوئے۔

۲۰۰۵ء میں ہی پردھانی کا پہلا الیکشن لڑے جس میں آپ کو شکست ہوئی، تقریباً سات سو ووٹ حاصل ہوئے تھے اور محمد احمد عرف علی، ولید پور سے کامیاب ہوئے۔

۲۰۱۰ء میں دوبارہ پردھانی کا الیکشن لڑے لیکن اس میں بھی شکست ہوئی، تقریباً ایک ہزار تین سو پچاس ووٹ حاصل ہوئے اور ولید پور سے سنجے گپتا کامیاب ہوئے۔

سنجے گپتا کی مدت پردھانی (Tenure) میں ہی حکومت اتر پردیش کی جانب سے گاؤں کی گرام پنچایت کو ختم کر کے جولائی ۲۰۱۴ء میں اسے نگر پنچایت کا درجہ دے دیا گیا جس کا اگلا الیکشن نومبر ۲۰۱۷ء میں ہوا اور شمیمہ علی زوجہ سابق پردھان محمد احمد عرف علی پہلی چیئر مین منتخب ہوئیں، تفصیل سیاسی منظر نامہ کے تحت گزر چکی ہے۔

یہ رہی آپ کے سیاسی کیریر کی تفصیل۔ ہمارے خیال میں مذکورہ مدت میں اگر گاؤں کی تمام سیاسی شخصیات کی صلاحیت و قابلیت کا جائزہ لیا جائے تو ہر اعتبار سے آپ کا پلڑہ بھاری نظر

آئے گا لیکن یہ آپ کی بدقسمتی ہی کہی جاسکتی ہے کہ لوگوں کی توجہ آپ کی طرف نہ ہوسکی بطور خاص ۲۰۱۷ء میں ہونے والے چیئرمینی کے الیکشن میں۔ مسلکی اختلافات اور ذاتی مفادات سے قطع نظر لوگوں نے اگر آپ کے نام کا انتخاب کیا ہوتا اور آپ کو ایک موقع فراہم کیا ہوتا تو پانچ سال کی مدت میں گاؤں میں بہت سی تبدیلیاں ہونے کی توقع کی جاسکتی تھی۔

جب میں غور کرتا ہوں کہ ساری صلاحیت و قابلیت کے باوجود کیا وجہ رہی کہ گاؤں کی عوام نے آپ کو کبھی قبول نہیں کیا تو ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ سیاست میں چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر کے ہمیشہ بڑے بڑے مقاصد پہ نگاہ رکھنی ہوتی ہے، مسلکی و جماعتی اختلافات سے اوپر اٹھ کر پوری قوم کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر کوئی بھی فیصلہ لینا ہوتا ہے، قوم کے مفاد کے پیش نظر بسا اوقات بہت سے ذاتی مفادات کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے، اور بہت بار اپنے خود ساختہ اصولوں سے سمجھوتا کر کے عام جنتا کی رائے کے مطابق چلنا پڑتا ہے لیکن یہ ساری خصوصیات یہاں مفقود نظر آتی ہیں۔ شاید یہی وجہ رہی ہو کہ ساری صلاحیت و قابلیت کے باوجود آپ کما حقہ کامیاب نہ ہوسکے۔

☆☆☆

فاروقی خانوادہ کے علماءِ کرام

سرزمین بھیرہ کے قیام سے لے کر آج تک بہت سے عظیم اور جلیل القدر علماءِ کرام یہاں پیدا ہوئے بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اس گاؤں کی بنیاد ہی ان مقدس ترین شخصیات کے مبارک ہاتھوں رکھی گئی جیسا کہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے لیکن اس کے قیام سے لے کر تقریباً دو سو سال کے اندر گزرے ہوئے علماءِ کرام کا تذکرہ ہمیں کہیں نہیں مل سکا اس لیے یہاں پر ہم انہیں علماءِ کرام کا ذکر کر رہے ہیں جن کی معلومات میسر ہو سکی ہیں۔

وضاحت

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری محسوس ہوتی ہے کہ اس عنوان کے تحت خانوادۂ فاروقی سے تعلق رکھنے والے علماءِ کرام کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے "دیار پورب میں علم اور علماء، مصنف قاضی اطہر مبارکپوری" نامی کتاب میں موجود تذکرہ نقل کر دیا گیا ہے تاکہ اس کی تاریخی حیثیت باقی رہے۔ (راقم)

مولانا شاہ ابوالخیر (۱۰۰۸ھ۔۱۲ر شوال ۱۰۵۹ھ بمطابق ۱۶۰۰ء۔۱۹/اکتوبر ۱۶۴۹ء)

مولانا حاجی شاہ ابوالخیر بن شیخ ابوسعید بن شیخ معروف ثانی بن شیخ عثمان بن شیخ ماہ بن شیخ چاند بن شیخ معروف بن شیخ مشید بن شیخ محمد بن شیخ خضر فاروقی بھیروی شاہ ابوالغوث گرم دیوان کے پردادا اور گیارہویں صدی ہجری کے علماءِ کبار میں سے ہیں۔

شاہ ابوالخیر کی ولادت ۱۰۰۸ھ بمطابق ۱۶۰۰ء میں بھیرہ میں ہوئی۔ آپ کے دادا شیخ معروف ثانی نے آپ کا نام یوں رکھا تھا کہ جس وقت ان کو اپنے صاحبزادے شیخ ابوسعید کی پیدائش کی خبر ملی وہ کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے، اسی حال میں نومولود بچے کا نام تلاش کیا تو دو نام سامنے آئے، ایک ابوسعید اور دوسرا ابوالخیر۔ دادا نے کہا کہ اس بچے کا نام ابوسعید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو جو بچہ دے گا اس کا نام ابوالخیر ہوگا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کرنے کے بعد طلب علم میں مختلف شہروں کا سفر کیا اور متعدد علماء سے استفادہ کر کے مروجہ علوم وفنون کی تکمیل کی۔ نیز جوانی ہی میں مولانا شیر محمد برہان پوری متوفی ۱۰۸۲ھ بمطابق ۱۶۷۱ء سے بیعت وخلافت کا شرف پایا۔ مولانا شیر محمد بن حسن حسینی برہان پوری مشہور مشائخ میں سے تھے۔ عالم گیر بادشاہ دکن کی صوبہ داری کے زمانہ میں ان کو جلوت وخلوت اور سفر میں ہمیشہ ساتھ رکھتا تھا۔ شاہ ابوالخیر کی علمی شہرت ان کے ایام شباب ہی میں ہوگئی تھی اور دیار پورب سے لے کر دہلی تک ان کے علم وفضل کا تذکرہ ہونے لگا تھا حتی کہ ۱۰۳۶ھ بمطابق ۱۶۲۷ء میں جب شاہ جہاں بادشاہ تخت نشین ہوا تو انہوں نے دہلی کا سفر کیا۔ امیر الامراء نواب شائستہ خاں نے نہایت ادب واحترام کے ساتھ ان کو اپنے یہاں رکھا اور ان سے حدیث، تفسیر وتصوف کی تعلیم حاصل کی۔ شاہ جہاں نے بھی ان کے ساتھ نیاز مندی اور قدر دانی کا معاملہ کیا اور نواب شائستہ خاں کے ذریعہ درخواست کی کہ وہ کوئی شاہی منصب یا جاگیر قبول کر لیں مگر انہوں نے استغناء کا اظہار کیا، نواب شائستہ خاں کی والدہ نیک عورت تھیں اور شاہانہ جاہ وجلال میں رہنے کے باجود کسب حلال کے لیے دست کاری کرتی تھیں انہوں نے شاہ ابوالخیر کی خدمت میں اپنی کچھ پسماندہ رقم نذر کرنی چاہی مگر انہوں نے اسے بھی قبول نہیں کیا۔

ایک مرتبہ شاہ ابوالخیر شاہ جہاں کے ہمراہ سیالکوٹ گئے، شاہ جہاں نے وہاں کے مشہور بزرگ شاہ میر کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا، شاہ ابوالخیر موجود تھے۔ شاہ میر نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اس ہدیہ کے مستحق شاہ ابوالخیر ہیں۔ انہوں نے بڑی محنت سے علم حاصل کیا ہے۔ شاہ میر کا یہ جملہ کام کر گیا اور اس سے شاہ ابوالخیر کے احساس پر اس قدر بار گزرا کہ اسی وقت شاہی دربار سے بے تعلقی کا تہیہ کر لیا۔

شاہ ابوالخیر نے ۱۰۵۶ھ بمطابق ۱۶۴۶ء میں حج وزیارت کا ارادہ کیا، اس موقع پر نواب شائستہ خان نے عرض کیا کہ میرا جہاز بیت اللہ کو جا رہا ہے اگر آپ اجازت دیں تو افسروں اور ملازموں کو خدمت کے لیے کچھ ہدایات کر دوں، شاہ ابوالخیر نے یہ کہہ کر اس پیش کش کو بھی نا منظور کر دیا کہ ''واے بر ہمت وے کہ در راہ دوست وسیلۂ غیر درمیان آرد'' اس شخص کے عشق پر افسوس ہے جو محبوب سے ملنے کے لیے دوسرے کو ذریعہ بناتا ہے۔

اسی موقع پر شاہ ابوالخیر نے شیر وشکر کے نام سے فارسی زبان میں ایک کتاب تصنیف کی جس میں چار ابواب ہیں۔ جن میں حرمین شریفین کی تاریخ، حج وزیارت کے مناسک ومسائل اور اپنے خاندانی حالات درج کیے، اس موضوع پر شاید یہ پہلی کتاب تھی جو اُس دور اور اِس دیار میں لکھی گئی لیکن افسوس کہ وہ کتاب زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔ شاہ صاحب نے حج وزیارت کے بعد کچھ مدت حرمین شریفین میں رہ کر وہاں کے علماء ومشائخ سے فیض حاصل کیا اور واپسی پر علائق دنیا سے یکسو ہو کر بھیرہ میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ شمس الدین حیدری جو حضرت مولانا شاہ ابوالغوث گرم دیوان کے خلیفہ تھے کی کتاب مناقب غوثی میں لکھا ہے: معاودت بوطن فرمود و بلباس آزادانہ در ولید پور تشریف آورد، در سلطان پور کہ الآن بہ بھیرا مشہور است، بارا قامت نہاد۔ وطن واپس آئے، عام لباس میں ولید پور تشریف لائے اور سلطان پور جو ان دنوں بھیرہ سے معروف ہے میں سکونت اختیار کی۔

شاہ ابوالخیر کے نکاح میں یکے بعد دیگرے تین بیویاں تھیں، پہلی بیوی شیخ عبداللہ چریا کوٹی کی صاحبزادی تھیں جن کے بطن سے شاہ اسماعیل پیدا ہوئے۔ دوسری بیوی ملا محمود جونپوری کی بہن تھیں جن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور تیسری بیوی شیخ محمود قریشی بائسی مبارکپوری کی صاحبزادی تھیں جن کے بطن سے کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔ مناقب غوثی میں ہے:

''سہ زن در سلک ازدواجش درآمدہ بودند، اول دختر شیخ عبداللہ کہ ازو فرزند آں قدوۃ العارفین شیخ اسماعیل قدس سرہ بود، شیخ اسماعیل مردے در غایت عالیشان، صاحب کمالات بود، چنانچہ مزار متبرکہ او در قصبہ چریا کوٹ حاجت روائے خلق است، مخدوم اسماعیل قدس سرہ از دختر شیخ عبد اللہ بود، دیگر دختر شیخ محمد، اخت ملا محمود جونپوری اماں ازاں صدف گوہرے بساحل سلامت نہ رسید، دیگر دختر شیخ محمود قریشی المعروف بائسی مبارکپوری ازدھم فرزندے باقی نماند''

شاہ ابوالخیر کے نکاح میں تین بیویاں تھیں۔ پہلی بیوی شیخ عبداللہ چریا کوٹی کی صاحبزادی

تھیں جن کے بطن سے شیخ اسماعیل پیدا ہوئے۔ شیخ اسماعیل بہت عالی مرتبت انسان اور صاحب کمال بزرگ تھے، چریا کوٹ میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ (یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ شیخ اسماعیل کی قبر محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ان کے والد مرحوم شاہ ابوالخیر کی قبر کے بغل میں ہے نہ کہ چریا کوٹ میں جیسا کہ آگے چل کر صفحہ نمبر ۴۴۰ پر قاضی صاحب نے خود اس کی وضاحت کی ہے)۔ مخدوم اسماعیل قدس سرہ، شیخ عبداللہ چریا کوٹی کی دختر کے بطن سے تھے۔ شاہ ابوالخیر کی دوسری بیوی شیخ محمد کی دختر اور ملا محمود جونپوری کی بہن تھیں لیکن ان کے صدف سے بھی کوئی گوہر ساحل حیات پر سلامتی کے ساتھ نہیں آیا۔ ان کی تیسری رفیقۂ حیات شیخ محمود قریشی بائسی مبارک پوری کی صاحبزادی تھیں، ان سے بھی کوئی بیٹا باقی نہیں رہا۔

آپ کا مکان بھیرہ میں دریائے ٹونس کے کنارے آبادی کے مغرب میں نہایت پرفضا مقام پر واقع تھا، انہوں نے اپنے مکان کے سامنے صحن میں برگد کا درخت لگایا تھا جس کے نیچے ایک چبوترہ تھا اور وہ اسی پر بیٹھتے تھے۔ مناقب غوثی میں ہے کہ شاہ ابوالخیر ایک دن احباب کے ساتھ اسی چبوترے پر بیٹھے تھے اور یکبارگی اٹھ کر اسی کے قریب اپنی چھڑی سے قبر کا نشان بنا دیا، لوگوں نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی، اتفاق کی بات کی اسی دن بخار میں مبتلاء ہوئے اور اسی مرض میں ۱۲ر شوال ۱۰۵۹ھ بمطابق ۱۹ر اکتوبر ۱۶۴۹ء بروز منگل انتقال کر گئے۔ اس وقت آپ کی عمر اکیاون سال تھی اور صاحبزادہ اسماعیل نے ان کو قبر کے نشان کی جگہ دفن کیا۔

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ شاہ ابوالخیر علوم ظاہری و باطنی کمالات میں نہایت بلند مقام کے مالک تھے اور انہوں نے شاہ جہاں بادشاہ و نواب شائستہ خاں کے دربار میں باریاب ہو کر ایک مدت تک شہرت و ناموری کی زندگی بسر کی مگر آخر میں ان پر طریقۂ سہروردیہ کا رنگ اتنا گہرا چڑھا کہ بقول شیخ شمس الدین حیدری وہ ذیل میں مذکور صفات کے حامل ہو گئے تھے۔

"آں کاشف اسرار دقائق، آں واقف اشارات حقائق، آں ممتاز بخلقت اولیاء امتی کانبیائے بنی اسرائیل، آں سرفراز بمناصب العلماء ورثۃ الانبیاء بے قیل و قال، آں سالک مقامات تجرید، آں مستغرق مشاهدات توحید، مصفی از آلائش خیال غیر، حضرت حاجی ابو الخیر قدس سرہ"

وہ اسرار دقائق کے کھولنے والے، حقیقت کے اشارات کے واقف کار، وہ اولیاء اللہ میں علماء امتی کأنبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے بعض علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں) کے لقب سے ممتاز، وہ العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء دینی علوم میں نبیوں کے وارث ہیں) کے منصب پر بغیر حجت وتکرار سرفراز ہیں، وہ مقامات تجرید کے سالک، وہ مشاہدات توحید میں ڈوبے ہوئے، وہ خیال غیر کی آلودگی سے پاک حضرت ابوالخیر قدس سرہ۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۴۳۲ تا ۴۳۶

ملا محمود بھیروی جونپوری (رمضان ۱۰۱۵ھ۔۹ ربیع الاول ۱۰۶۲ھ بمطابق دسمبر ۱۶۰۶ء۔۴/۲/۱۶۵۲ء)

ملا محمود بھیروی جونپوری کا تذکرہ قاضی اطہر صاحب مبارک پوری مرحوم کی کتاب ''دیار پورب میں علم اور علماء'' میں صفحہ ۳۰۳ سے ۳۸۳ تک تفصیل کے ساتھ موجود ہے، ہم یہاں اختصار کے ساتھ ان کا ذکر وہاں سے نقل کر رہے ہیں، جن صاحب کو تفصیلی تذکرہ مطلوب ہو وہاں مراجعت کر سکتے ہیں۔

ملا محمود کے ہم وطن، ہم خاندان، معاصر، اور رشتہ دار مولانا شاہ ابوالخیر فاروقی (بھیروی) متوفی ۱۰۵۹ھ نے اپنی کتاب شیر وشکر میں ملا صاحب کا تذکرۂ جمیل کرتے ہوئے لکھا ہے:

ایشان را حق سبحانہ بمزید کرم فرزندے کرامت نمود کہ یگانہ انفس و آفاق و آفتاب مکارم اخلاق است، فرزند حال او را دفترے جداگانہ می بایست کہ برخے ازاں نوشتہ آید و اما اجمال ایں احوال آنکہ وھو الامام الاعظم، والمولیٰ المکرم، جامع المناقب، شمس المشارق والمغارب السراج الوھاج فی الملۃ الحنیفۃ، البحر المواج فی العلوم الحقیقۃ علم الھدیٰ و العلامۃ المقتدیٰ وملک العلماء الراسخین افتخار الملۃ والدین شیخ محمود بن محمد مد اللہ تعالیٰ ظلالہ علی راس المستفیدین (اللہ تعالیٰ نے شیخ محمد کو ایک ایسا فرزند مرحمت فرمایا جو انسانوں اور کائنات میں بے مثال اور مکارم اخلاق کا آفتاب ہے۔ اس فرزند کے حالات مختصر طور پر بیان کرنے کے لیے علیحدہ دفتر چاہئے، مجمل طور پر یہ ہے کہ وہ امام اعظم مولانائے مکرم، جامع مناقب، آفتاب مشرق ومغرب، ملت حنیفہ کے روشن چراغ

،علوم حقیقہ کے بحر ذخار، مینارۂ ہدایت، علامۂ مقتدیٰ، ملک العلماء، راسخین دین وملت کے افتخار شیخ محمود ابن محمد ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے سایہ کو طالبان فیض کے سروں پر قائم رکھے)۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۳۰۷

اسی حوالہ کی طرف مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ نے ''تذکرۂ علماءِ اعظم گڑھ'' میں صفحہ ۸۷ پر شاہ ابوالخیر صاحب بھیروی کے تذکرہ کے ضمن میں لکھا ہے: اسی موقعہ پر شاہ صاحب نے اپنی مشہور کتاب ''شیر وشکر'' تصنیف کی تھی جس میں حرمین شریفین کی تاریخ، حج و یارت کے احکام وآداب اور آخر میں اپنے خاندانی حالات درج کیے، یہی کتاب ان کے خانوادہ بالخصوص ملا محمود بھیروی جونپوری مصنف شمس بازغہ وغیرہ کے حالات کا سب سے مستند ماخذ ہے۔

کہتے ہیں کہ ہندوستان کے اسلامی عہد میں اتنا بڑا حکیم اور فلسفی (Philosopher) پیدا نہیں ہوا تھا۔ بہت ممکن ہے کہ مغل بادشاہ شاہ جہاں نے اپنے دور کے اسی عالم کے فضل وکمال کی بناء پر پورب شیراز ماست کہا ہو۔ آپ کے علمی تبحر کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے استاذ استاذ الملک ملا محمد افضل اپنے اس شاگرد کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ جب سے علامہ تفتازانی اور جرجانی دنیا سے رخصت ہوئے ہیں کسی نے اس طرح دو فاضل کا اجتماع ایک شہر میں نہیں دیکھا یعنی ملا محمود جونپوری اور دیوان عبد الرشید جس فضیلت کے ساتھ ایک دور میں ہیں۔

مولانا آزاد علی بلگرامی نے سبحۃ المرجان میں والہانہ اور عقیدت مندانہ انداز میں لکھا کہ وہ یورپ کے علماء میں یگانہ اور بے نظیر تھے، اشراقیوں اور مشائیوں کے نقاد اور خلاصہ تھے۔

جامع المعقول والمنقول مولانا عبدالحی فرنگی محلی (وفات: ۱۳۰۴ھ) نے لکھا ہے۔ **ھو العلامة فی عصرہ الفهامة فی دهرہ محقق العلوم الحکمیة مدقق العلوم العقلیة مولانا محمود الجونفوری** یعنی وہ علامۂ زمانہ، فہامۂ وقت، علوم حکمت کے محقق، علوم عقلی کے مدقق ملا محمود جونپوری تھے۔

تذکرۂ علماءِ ہند میں ملا صاحب کے بارے میں لکھا ہے۔ **در علوم حکمیه و ادبیه پایه بلند داشت، اگر بوجودش سر زمین جونپوربمرز بوم شیراز تفاخر می جست**

روا بـــودے یعنی حکمت وادب کے علوم میں بلند پایہ تھے اگر جونپور کی سرزمین ان کی ذات پر شیراز سے اترائے تو کچھ برا نہیں، روا ہے۔

نام اور نسب نامہ

آپ کا نام اور نسب نامہ کچھ اس طرح ہے۔ ملا محمود ابن شیخ محمد ابن شیخ بڈھ (بڑے) ابن شیخ محمود ابن شیخ قاضی منجھن (قاضی معین) ابن شیخ چاندا ابن شیخ معروف ثانی ابن شیخ مشید ابن شیخ معروف اول ابن شیخ محمد ابن شیخ خضر ابن سلطان غیاث الدین محمد ابن سلطان تاج الدین محمد ابن سلطان عز الدین محمد ابن ابو الفوارس مؤید الدین سلطان سلیمان شاہ ابن نعمان شاہ بادشاہ ابن مظفر الدنیا والدین سلطان السلاطین سلطان احمد فرخ شاہ ابن امیر بہاء الملۃ مسعود ابن امام الائمہ مولانا واعظ الاصغر ابن امام الائمہ مولانا واعظ الاکبر ابن ابو الفتح ابن امام اسحاق ابن امام سالم ابن حضرت عبداللہ ابن امیر المومنین ابو حفص عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما۔

ملا صاحب والد کی طرف سے فاروقی اور والدہ کی طرف سے عثمانی تھے۔ صحیح معنوں میں نجیب الطرفین اور لا یدریٰ اَی جانبہ اُطول کے مصداق تھے۔ ان کے نانا شیخ محمد بن شیخ سلطان محمود عثمانی تھے، ملا صاحب نے ادب وعربیت کی تعلیم انہیں سے حاصل کی تھی۔

ولادت اور مولد ومنشاء

ملا صاحب اپنے گھر کی روایت کے مطابق سلطان نور الدین جہانگیر کی سلطنت کے دوسرے سال رمضان ۱۰۱۵ھ بمطابق جنوری ۱۶۰۷ء میں پیدا ہوئے، مولانا ابوالخیر نے شیر وشکر میں تصریح کی ہے: ولادت با سعادتش در ماہ مبارک سنہ ہزار و پانزدہ واقع شد۔ ملا صاحب کی جائے پیدائش جونپور ہے جیسا کہ انہوں نے خود الفرائد کے شروع میں تحریر فرمایا ہے: **امـا بـعـد فیـقـول الـعـبـد الـملتجیٰ الی ربه الصمد ومحمود بن محمد الفاروقی محتدا، الجونفوری مولدا.**

ملا صاحب کے پردادا شیخ منجھن جونپور کے قاضی تھے اور زیادہ تر وہیں رہتے تھے، جونپور ان کا قدیم آبائی وطن تھا اور ملا صاحب کا ننہال بھی جونپور میں تھا، پھر جونپور اور ولید پور بھیرہ کے درمیان اسی پچاسی میل کی مسافت ایسی نہیں تھی کہ آمد ورفت میں دقت ودشواری ہو۔ یہ درست ہے

کہ ملا صاحب کے دادا شیخ بڑے اور ان کے والد شیخ محمد اپنے وطن میں رہے مگر یہ واقعہ ہے کہ ان کی ولادت جونپور میں ہوئی اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے کہ وہ ولید پور میں پیدا ہوئے جیسا کہ ''ہندوستان کی قدیم درسگاہوں'' اور بعض دوسری کتابوں میں مذکور ہے۔ ملا صاحب اپنے نانا کے یہاں جونپور میں پیدا ہوئے اور وہیں ان کی نشوونما ہوئی۔ ان کے والد شیخ محمد ۲ ربیع الاول ۱۰۲۷ھ بمطابق ۲۸ فروری ۱۶۱۸ء میں فوت ہوئے، اس وقت ملا صاحب کی عمر بارہ سال سے بھی کم تھی اور نانا شیخ شاہ محمد زندہ تھے۔ انہوں نے اپنے نواسے کو اپنی تعلیم و تربیت میں پروان چڑھایا۔

تعلیم

ملا صاحب کی تعلیم کے سلسلہ میں ان کے صرف دو تین اساتذہ کے نام ملتے ہیں۔ ایک ان کے نانا شیخ شاہ محمد، دوسرے نانا کے بڑے بھائی استاذ الملک ملا محمد افضل جونپوری اور تیسرے ملا شمس نور برونوی۔ ملا صاحب نے نانیہال میں قرآن شریف ختم کرنے کے بعد نانا سے علوم آلیہ نحو و صرف اور ادب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا ابوالخیر نے تشریح کی ہے کہ بعد ختم قرآن در تحصیل علوم ادبیہ در خدمت جد مادری آغاز کردند، ومن برابر بودم پدر بزرگوار شیخ شاہ محمد علوم و فنون میں یگانۂ وقت اور شرافت و مکارم اخلاق میں ممتاز تھے، مولانا ابوالخیر بھی ان سے اکتساب علم وفن کرتے تھے اور انہوں نے ان کو **شیخ العصر البحر المدقق العلامة المحقق** کے القاب سے یاد کیا ہے۔ ملا صاحب جونپور میں اپنے نانا کے یہاں پیدا ہوئے، وہیں سن شعور کو پہنچے اور عربی کی ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی۔

ملا محمود میں بچپن ہی سے خداداد ذہانت و ذکاوت تھی اور گھر ہی اپنے نانا اور ان کے بڑے بابا سے پوری تعلیم حاصل کی تھی، ان دونوں بزرگوں کی خصوصی توجہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ طالب علمی کے ہی زمانہ میں ملا صاحب ایسی شہرت اور ناموری حاصل ہوگئی کہ ان کے سامنے بڑے بڑے علماء علمی مسائل میں گفتگو کرنے میں احتیاط برتتے تھے۔

ملا صاحب بچپن میں علمی مجلسوں میں شریک ہو کر علمی مباحث میں گفتگو اور مناظرہ کرتے اور بڑے بڑے اہل علم کو خاموش کر دیتے اور ایسی ایسی علمی باتیں کرتے تھے جن سے علماءِ جونپور متحیر رہتے تھے۔

دیوان محمد رشید عثمانی جونپور (۱۰۰۰ھ۔۱۰۸۳ھ) اور ملا محمود جونپوری (۱۰۱۵ھ۔۱۰۶۲ھ) دونوں استاذ الملک ملا محمد افضل کے عزیز ترین تلامذہ میں سے تھے۔ اثنائے درس کبھی کبھی ان دونوں میں علمی نوک جھونک بھی ہو جاتی تھی۔ ملا صاحب کی طبیعت اخاذ، ذہن تیز، اور حافظہ قوی تھا اور اس قدر محنتی تھے کہ تھوڑی مدت میں تمام طالب علموں پر سبقت لے گئے اور سترہ سال کی عمر میں مروجہ علوم سے فارغ ہو کر اشراقی علماء اور مشائی حکماء کے سرخیل بن گئے۔

ملا صاحب کے تقریباً تمام سوانح نگاروں نے سترہ سال کی عمر میں تحصیل و تکمیل سے فراغت کی تصریح کی ہے، اس حساب سے ۱۰۳۲ھ میں سلسلۂ تعلیم ختم ہوا اور اسی سال ان کے نانا شیخ شاہ محمد کا وصال ہوا۔ والد کا انتقال زمانۂ طالب علمی میں جب ملا صاحب صرف بارہ سال کے تھے ۱۰۲۷ھ میں ہو گیا تھا۔ اس حادثہ کے پانچ سال بعد ملا صاحب فارغ ہوئے۔ بعض اقوال کے مطابق ملا صاحب حافظ قرآن بھی تھے مگر ان کی تصریح ان کے حالات میں نہ مل سکی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ جونپور ہی میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اگرچہ ملا صاحب مستقل طور پر جونپور میں رہتے تھے مگر بوقت ضرورت شاہی دربار میں آنا جانا لگا رہتا تھا، ملا محمود دیار پورب کے ان چند اعاظم رجال میں سے تھے جن کو شاہ جہاں بادشاہ اور ان کے امراء و وزراء کی خصوصی توجہات حاصل تھیں۔ شاہ جہاں، شہزادہ محمد شجاع، آصف خان شائستہ خان اور سعد اللہ خان وغیرہ ان کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ مستقل جاگیروں اور وقتی نوازشوں کے علاوہ ملا صاحب کو بادشاہ کی طرف سے منصب سہ صدی ذات حاصل تھا اور وہ نہایت فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے مگر درس و تدریس کا سلسلہ برابر جاری رہا، جونپور کے مدرسہ شاہی میں درس دیتے تھے۔

ملا محمود بھی حکماء و فلاسفہ کی طرح نازک خیال اور زندہ دل آدمی تھے، حکمت و فلسفہ اور شعر و ادب کا اجتماع بہت کم ہوتا ہے مگر ملا صاحب حکیم و فلسفی کے ساتھ ساتھ شاعر و ادیب بھی تھے۔

وفات

ملا محمود کی وفات جونپور میں ۹ ربیع الاول ۱۰۶۲ھ میں ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۴۷ سال تھی۔ ملا صاحب کی وفات علم و فن کی وفات تھی اس لیے ارباب علم و فن میں آپ کا بڑا ماتم

ہوااوران کے استاذ ملامحمد افضل کواپنے شاگرد رشید کی وفات پراس قدر رنج وغم ہوا کہ چالیس دن تک ان کے لب پر مسکراہٹ نہ آسکی اوراس غم میں وہ بھی انتقال فرما گئے۔ کہنے والے نے استاذ و شاگرد کی موت پر یہ تاریخ وفات کہی "زمحمود و افضل بگو آہ آہ "یعنی۱۰۶۲ھ۔

اولاد

ملامحمود کی ایک صلبی اولاد ملامحمد دائم ابن ملامحمود کے علاوہ کسی کا تذکرہ اب تک نظر سے نہیں گزرا۔

تلامذہ

ملامحمود نے ۱۰۳۲ھ سے ۱۰۶۲ھ تک کی زندگی تعلیم وتدریس اورتصنیف وتالیف میں بسر کی۔اس تیس سالہ درس میں صدہا تلامذہ ان کی درسگاہ سے فارغ ہوئے۔ان کے تلامذہ میں بادشاہ شاہ جہاں، شاہزادہ محمد شجاع اور وزراء میں آصف خان شائستہ خان، سعداللہ خان جیسے ارباب جاہ وحشم بھی شامل ہیں۔ان کے علاوہ چند مشہور تلامذہ کے نام ہیں: ملامحمد باقی جونپوری، ملا شیخ محمد صادق برونوی جونپوری، ملاعبدالجلیل برونوی جونپوری، مولانا عطاءاللہ اصفہانی گھوسی اور قاضی عبدالرحمٰن کمال پوری وغیرہ وغیرہ۔

تصانیف

۱ : الفرائد فی شرح الفوائد . حاشیة الفرائد ، ۲ : الشمس البازغة ، ۳: الدوحة المیادة فی حدیقة الصورة والمادة، ۴: رسالة فی الکلی والجزئی، ۵ : رسالة ارتفاع النقیضین ، ۶ : رسالة فی وحدة الوجود، ۷: رساله تحقیق و قدر، ۸: رساله اقسام نسواں.

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۳۰۳ تا ۳۵۳

مولانا مخدوم شاہ اسماعیل

(۲۲ رمضان ۱۰۳۴ھ۔۱۶ جمادی الاخریٰ ۱۱۰۶ھ بمطابق ۲۸ رجون ۱۶۲۵ء۔۲۷ جنوری ۱۶۹۵ء)

مولانا مخدوم شاہ اسماعیل بن مولانا شاہ ابوالخیر ۲۲ رمضان ۱۰۳۴ھ بمطابق ۲۸ رجون ۱۶۲۵ء بروز سنیچر بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ان کی والدہ شیخ عبداللہ چریا کوٹی کی دختر تھیں۔ایام طفولیت

میں والد وغیرہ سے تحصیل علم کر کے اپنے والد کے شیخ و مرشد میر سید شیر محمد برہان پوری کی خدمت و صحبت سے اکتساب فیض کیا اور وطن واپس آ کر عبادت و ریاضت میں لگ گئے۔

ان کا خاندان طریقۂ سہروردیہ کا علمبردار تھا، وہ خود اسی سلسلہ میں اپنے والد کے خلیفہ و جانشین تھے۔ ان کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اکثر اوقات حالت سکر میں رہا کرتے تھے جس کی وجہ سے بعض نامناسب اور غیر شرعی امور کا صدور ہو جاتا تھا اور جب حالت صحو میں ہوتے تو ان کو اس کا احساس ہو جاتا تھا۔ شمس الدین حیدری نے لکھا ہے کہ چونکہ طائفۂ سہروردیہ کے یہاں کرامت کا اخفاء صراط مستقیم ہے اس لیے مخدوم اسماعیل نے ''خود را در فرقۂ ملامتی انداخت'' یعنی اپنے کو فرقۂ ملامتیہ میں شامل کر لیا تھا حتی کہ ان کے خلاف فضا پیدا ہو گئی اور قاضی کو احتساب کے لیے آنا پڑا۔ اس وقت بھی وہ شغل جام و سبو میں تھے اور قاضی کو دیکھ کر انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

عیب رنداں مکن اے زاہد پاکیزہ سرشت کہ گناہ دیگراں بر تو نخواہند نوشت

(اے پاکیزہ طبیعت زاہد! رندوں کے عیب مت نکالو کیونکہ دوسروں کے گناہ تمہارے نام پر نہیں لکھے جائیں گے)

اور ایک جام قاضی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

تا برخ زیبائے تو افتاد زاہد را نظر تسبیح زہدش یکطرف ماند و مصلیٰ یکطرف

(جب پاکیزہ صورت تیرا چہرہ زاہد کی نگاہ پر پڑا، تو اس کی تسبیح ایک طرف رہ گئی اور مصلیٰ بھی دوسری طرف یعنی تیرا حسن دیکھ کر اس کا سارا زہد و تقویٰ جاتا رہا)

یہ عجیب بات ہے کہ حیدری صاحب نے مخدوم اسماعیل کی غیر شرعی باتوں کو ستر کرامت کا سبب بتا کر ان کے بارے میں اس قسم کی باتیں نقل کی ہیں اور چند سطروں کے بعد ان کے عجیب و غریب کرامات کا دفتر کھول دیا ہے جن میں سے بعض حسن اتفاق کی قبیل سے ہیں اور بعض کی صحت مشکل ہے۔ پھر نیک مقصد کے لیے غیر شعوری اور نامناسب روش اختیار کرنا طریقت و ولایت کیسے ہو سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مخدوم اسماعیل کے بارے میں اس قسم کی باتیں ان کے غلبۂ حال کی وجہ سے مشہور ہوئیں۔ ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکثر اوقات استغراق میں رہا کرتے تھے جس کی وجہ سے بعض نامناسب امور سرزد ہو جاتے تھے، جن پر ان کے صاحبزادے

شیخ محمد شاہ شدید نکیر کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ محمد شاہ حق پر ہے۔ ایک مرتبہ مخدوم اسماعیل نتھو پور (گھوسی) اپنی سسرال جا رہے تھے، راستہ میں ایک فقیر ملا جو شرعی حدود سے باہر تھا، اس نے مخدوم اسماعیل کو فرقۂ ملامتیہ سے سمجھ کر یہ کہتے ہوئے بھنگ کا پیالہ پیش کیا کہ بعض نادان اسے حرام سمجھتے ہیں، مخدوم اسماعیل نے یہ سن کر کہا کہ ''ایں حرام، تو حرام و پیر تو حرام''۔

گرمی کے دنوں میں عام طور پر صرف ستر پوشی کی حد تک کپڑا پہنتے تھے، کسی کو برہنہ دیکھتے تو اپنے بدن کے کپڑے اتار کر دے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ صاحبزادے محمد شاہ نے ایک کپڑا یہ کہہ کر دیا کہ یہ تبرک آپ مجھے عنایت فرمائیں گے، اس لیے وہ قبا بچ گئی۔ اگر کوئی اسے مانگتا تو کہتے کہ یہ میرے لڑکے کی ہے، یہ قبا سبز رنگ کی تھی، مخدوم اسماعیل کے پوتے شاہ ابوالغوث گرم دیوان کے پاس متروکات و تبرکات میں تھی، اس کو شمس الدین حیدری نے دیکھا تھا۔

صاحبزادہ محمد شاہ اپنے والد کی کیفیات کا بڑا لحاظ رکھتے تھے تاکہ ان کے معمولات میں فرق نہ آنے پائے۔ مخدوم اسماعیل کبھی کبھی رعایا کی خبر گیری یوں کیا کرتے تھے کہ ان سے دریافت کرتے کہ تم لوگ میرے لڑکے محمد شاہ کو لگان وغیرہ ادا کرتے ہو؟ اور جب وہ نفی میں جواب دیتے تو کہتے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے، زمین اللہ تعالیٰ کی ہے تم لوگ اس پر قابض و متصرف رہو اور محمد شاہ کے کارندوں کو روپیہ پیسہ نہ دیا کرو۔ جاگیر کا سارا انتظام محمد شاہ ہی کرتے تھے انہوں نے رعایا سے کہہ دیا تھا کہ اگر والد صاحب تم لوگوں سے لگان وغیرہ کے بارے میں کچھ پوچھیں تو کہنا کہ ہم سرکاری آدمیوں کو کچھ نہیں دیتے۔

عالمگیر بادشاہ، مولانا سید محمد برہان پوری کے معتقدوں میں سے تھا، اس کو جب سلطنت ملی تو ان کو دربار میں آنے کی دعوت دی، انہوں نے بادشاہ کو اپنے مرید مخدوم اسماعیل کے مقام و مرتبہ سے مطلع کیا، بادشاہ نے الہ آباد (موجودہ پریاگ راج) کے ناظم خانجہاں کو حکم دیا کہ مخدوم اسماعیل کو عزت و احترام کے ساتھ اردوئے معلیٰ میں لانے کی کوشش کرو، اس وقت مخدوم اسماعیل بھیرہ میں تھے۔ خان جہاں نے حکم شاہی کے مطابق کوشش کی مگر مخدوم اسماعیل نے بے نیازی کے ساتھ انکار کر دیا۔

امیر الامراء نواب شائستہ خاں مخدوم اسماعیل کے والد شاہ ابوالخیر کے معتقدوں میں تھا، وہ

مخدوم اسماعیل کی روحانیت ومشیخت کا شہرہ سن کر حاضر خدمت ہوااور کمال عقیدت کا اظہار کیا، مخدوم اسماعیل نے اس کو اپنی خاص تسبیح عنایت کی۔

شیخ محمد واصل شمس پوری کا بیان ہے کہ میں جس زمانہ میں ناظم جونپور کے ماتحت سپہ گری کی ملازمت کررہا تھا مجھے مخدوم اسماعیل سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا، اسی درمیان میں دائرۂ لشکر محمد آباد گوہنہ میں وارد ہوا جہاں سے بھیرہ قریب تھا اور ہم چند سپاہی مخدوم اسماعیل کی زیارت کے لیے چلے، راستہ میں سب نے اپنی اپنی مرادیں بیان کیں، میں نے صرف زیارت کا اشتیاق ظاہر کیا، جب ہم ان کی خدمت میں پہنچے تو مجھ سے کہا کہ ''بابا بیشتر بیا کہ طالب دوستانِ حق توئی''۔ (اے عزیز! ذرا قریب آؤ کیوں کہ دوستوں کی چاہت رکھنے والے اصل میں تم ہی ہو)۔

قاضی نوراللہ گوپال پوری کا بیان ہے کہ ایک دن میں اور میرے بھائی قاضی خوب اللہ دونوں مخدوم اسماعیل کی خدمت میں بھیرہ پہنچے، جب واپسی کی اجازت چاہی تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ فقیر کے یہاں سوکھی روٹی ملے گی۔ اس لیے آگے جا کر لذیذ غذا کی خواہش ہے۔ اس کے بعد ہم دونوں بھائی وہاں سے نکلے، راستہ میں معلوم ہوا کہ ملا چھتن جونپوری ایک تقریب میں محی الدین پور آئے (بھیرہ کے قریب ہی دریائے ٹونس کے کنارے مڑ ہا محی الدین پور واقع ہے جو عرف عام میں مُہَدّی پور کے نام سے معروف ہے)، میں نے اپنے بھائی خوب اللہ سے کہا کہ ہم نے ایک مدت تک ملا چھتن صاحب سے فیض اٹھایا ہے، ان سے ملاقات کے لیے چلنا چاہئے، چنانچہ ہم دونوں بھائی محی الدین پور پہنچے، اس وقت دوپہر کے کھانے کے لیے دسترخوان چنا جارہا تھا اور ملا صاحب کے ساتھ ہم نے انواع واقسام کے کھانے کھائے۔

قاضی نوراللہ ہی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مخدوم اسماعیل کی خدمت میں حاضر تھا، باتوں باتوں میں میرے بھائی خوب اللہ کا ذکر آیا، میں نے کہا کہ فی الحال وہ گھر پر بے کار ہیں مخدوم اسماعیل نے کہا کہ انہوں نے محنت سے تعلیم حاصل کی، وہ بہت اچھے عالم ہیں مگر اس دیار میں ان کی قدر نہیں ہے، میرا خیال ہے کہ ان کے بارے میں حاکم سے بات چیت کروں، اگر اس سے کام نہ چلے تو بادشاہ کے یہاں سلسلۂ جنبانی کروں۔ اس واقعہ کے چند ہی دنوں بعد راجہ

عظمت خان نے بہ آرزوئے تمام قاضی خوب اللہ کو عظمت گڑھ بلا کر ان کا وظیفہ مقرر کر دیا مگر کچھ دنوں کے بعد حالات سے مجبور ہو کر وظیفہ بند کر دیا اور قاضی خوب اللہ برداشتہ خاطر ہو کر دہلی چلے گئے جہاں بادشاہ کی عنایت کے مستحق ہوئے۔ اس کے بعد مخدوم اسماعیل کی وہ باتیں مجھے یاد آئیں جن کا تذکرہ ایک مجلس میں کیا تھا۔

مخدوم اسماعیل ۷۲ر سال کی عمر میں ۱۶ر جمادی الاخریٰ ۱۱۰۶ھ بمطابق ۲۷ر جنوری ۱۶۹۵ء بروز بدھ بوقت چاشت انتقال فرمائے۔ انتقال سے پہلے جو خاندانی اور روحانی تبرکات از قسم خرقہ و امانت محفوظ تھے ان کو صاحبزادے محمد شاہ کو حوالے کیا پھر تیمّم کر کے تکیہ سامنے رکھا اور قبلہ رو ہو کر ایک رکعت نماز ادا کی اور دوسری رکعت میں جاں بحق ہو گئے اور بھیرہ ہی میں اپنے والد کی قبر کے پاس دفن کیے گئے۔ تقریباً سارا بیان مناقب غوثی سے ماخوذ ہے، نزہتہ الخواطر میں تاریخ مکرم کے حوالے سے مخدوم اسماعیل کی ولادت ۱۰۴۳ھ درج ہے۔ جبکہ مناقب غوثی میں ۱۰۳۴ھ ہے۔ اسی طرح نزہتہ الخواطر میں تاریخ وفات ۱۵ر جمادیٰ الاخریٰ ہے۔ آج بھی باپ بیٹے دونوں بزرگوں کی قبریں برگد کے درخت کے نیچے ایک خستہ حال چہار دیواری میں موجود ہیں۔ برگد کا درخت چمگادڑوں کا مسکن ہے، اتر جانب گڑھئی ہے، عجیب حسرت و عبرت کا مقام ہے۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۴۳۶ تا ۴۴۰

اب یہاں پر بریلوی جماعت کی طرف سے باقاعدہ ایک خوبصورت سا روضہ بنا کر اس کے چاروں طرف باؤنڈری کر دی گئی ہے اور ہر سال ۱۱ر شوال کو مولانا شاہ ابوالخیر صاحب کے نام پر قدرے چھوٹا اور ۹ر رجب کو مولانا شاہ اسماعیل صاحب کا پورے تزک و احتشام کے ساتھ عرس لگنا شروع ہو گیا ہے جو دن بہ دن بڑھتا ہی جا رہا ہے، گزشتہ تین سال سے قوالی بھی ہو رہی ہے۔ (راقم)

شیخ محمد شاہ ابن مخدوم شاہ اسماعیل (وفات: ۱۵ر صفر ۱۱۱۴ھ بمطابق ۱۱ر جولائی ۱۷۰۲ء)

شیخ محمد شاہ اپنے زمانہ کے رئیسوں اور جاگیرداروں میں سے تھے اور رئیسانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ جب تک ان کے والد زندہ رہے بیٹے کی ناز برداری کرتے رہے، بیٹے نے بھی باپ کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، والد کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین بنے۔ شیخ محمد شاہ ایک مرتبہ اپنے رئیسانہ تزک و احتشام کے ساتھ شیخ فرید بن شیخ بھوج

بن شیخ محمد ماہ جونپوری کی شادی میں مگہر گئے۔اس تقریب سے واپس آنے کے بعد ذہن ومزاج میں تبدیلی پیدا ہوگئی اور دوسرے ہی دن پالکی پر سوار ہوکر سفر کے لیے نکلے۔عبدالکریم نامی منصرم نے ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی مگر شیخ محمد شاہ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ تم جاگیر اور گھر کا انتظام دیکھو، میں جلد ہی واپس آجاؤنگا اور شاہراہ سے ہٹ کر اُوسر کے راستہ سے بنارس کے لیے روانہ ہوئے۔ دریا پر پہنچ کر بدن کے اچھے کپڑے کمہاروں کو بطور انعام دے دیے اور خود سادہ لباس پہن کر بنارس پہنچے، وہاں کچھ رہ کر عظیم آباد اور بنگالہ گئے، ان مقامات کے مشائخ کی خدمت وصحبت سے فیض پایا اور واپس آگئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد دوسرا سفر الہٰ آباد کا کیا اور وہاں کے علماء ومشائخ کی زیارت کی۔

قیام الہٰ آباد کے زمانہ میں بیمار پڑ گئے اور بیماری کی حالت میں وطن واپس آئے تو دیکھا کہ ان کے باغ کے کنارے غیر مسلم رعایا نے ایک چبوترہ بنا کر اس پر مٹی کا ہاتھی بٹھا رکھا ہے اور اس کی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔ یہ حرکت شیخ محمد شاہ کو سخت ناگوار گزری اور اس جگہ ایک عمدہ سا چبوترہ بنوایا جس پر صبح شام بیٹھا کرتے اور اسی پر نماز پڑھتے تھے۔

اسی مرض میں ۱۵ر صفر ۱۱۱۴ھ بمطابق ۱۱ر جولائی ۱۷۰۲ء بروز منگل وفات پائی۔''محمد شہ بہشتی'' تاریخ وفات ہے۔یہ تمام احوال مناقب غوثی سے لیے گئے ہیں۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۴۴۰ تا ۴۴۱

مولانا شاہ ابوالغوث گرم دیوان بھیروی ثم لہراوی

(ربیع الاول ۱۱۰۰ھ۔۲۵ر جمادیٰ الاخریٰ ۱۱۷۸ھ بمطابق جنوری ۱۶۸۹ء۔۲۰ر دسمبر ۱۷۶۴ء)

محبوب الرحمٰن مولانا شاہ ابوالغوث گرم دیوان بن شیخ محمد شاہ فاروقی بھیروی لہراوی ابن مخدوم شاہ اسماعیل خاندان فاروقیہ سہروردیہ بھیرہ کے حسنات وبرکات میں سے ہیں اور آخری زمانہ میں اس دیار میں آپ کی ذات بابرکات سے بڑا فیض پہنچا۔آپ کی ولادت پیر کی شب ماہ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ بمطابق جنوری ۱۶۸۹ء میں بھیرہ میں ہوئی۔آپ کی والدہ ماجدہ شیخ میر خان صدیقی تھوپوری کی دختر تھیں۔اس وقت آپ کے دادا مخدوم اسماعیل زندہ تھے، انہوں نے پوتے کی پیدائش کی خوش خبری سن کر دعائیں دیں اور بشارت کے کلمات کہے۔

دیوان صاحب سے پہلے آپ کے ایک بھائی پیدا ہوئے تھے جو نہایت حسین وجمیل تھے مگر بچپن میں ہی ان کا انتقال ہو گیا تو آپ کی دادی نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ محمد شاہ کو کوئی بے شکل وصورت ہی اولاد دیدے چنانچہ اس کے بعد دیوان صاحب پیدا ہوئے جو بظاہر قبول صورت نہیں تھے۔

والد صاحب سے بیعت وارادت

دیوان صاحب کے بچپن میں آپ کے والد محمد شاہ جاگیر اور زمینداری کے انتظامات دیکھتے تھے اور ان کو بچے کی تعلیم وتربیت کی فرصت بہت کم ملتی تھی۔ اس لیے دادا مخدوم اسماعیل نہایت پیار اور توجہ کے ساتھ پوتے کی پرورش اور تعلیم وتربیت پر نظر رکھتے تھے۔ دیوان صاحب چھ سال کے ہوئے تو دادا کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد والد نے آپ کی تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دی۔ دیوان صاحب بچپن سے بلوغ تک جسمانی امراض میں مبتلاء رہے اس کے باوجود بچپن ہی سے خاندانی روایت کے حامل رہے۔ خرافات وبدعات سے بچپن ہی سے نفرت تھی۔ دس سال کی ہی عمر سے روزہ، نماز اور نوافل میں پیش پیش رہا کرتے تھے، روحانیت کا خاندانی ذوق بھی اسی عمر میں پیدا ہو گیا تھا۔ گیارہ سال کے ہوئے تو والد صاحب نے ترک وتجرید کی زندگی اختیار کر لی اور علائق دنیا سے یکسو ہو کر تصفیۂ باطن اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اسی زمانہ میں دیوان صاحب کو طریقۂ سہروردیہ کے بعض اشغال اور وظائف کی تعلیم وتلقین کی اور تیرہ سال کی عمر میں اتنی استعداد وصلاحیت پیدا ہو گئی کہ والد صاحب ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۱۳ھ بمطابق ۱۶ ستمبر ۱۷۰۱ء بروز جمعہ ان سے بیعت لے کر آباء واجداد کی روحانی وراثت ان کے حوالے کر دی، اس کے بعد ایک سال بھی گزرنے نہیں پایا تھا کہ والد صاحب نے ۱۵ صفر ۱۱۱۴ھ بمطابق ۱۱ جولائی ۱۷۰۲ء بروز منگل انتقال کیا۔

دیوان صاحب کا بیان ہے کہ عمر کے تیرہویں سال میں میرے دل میں خیال گزرا کہ والد صاحب کی زندگی کے دن اب کم ہی رہ گئے ہیں، وہ دو سال سے علائق دنیا سے الگ ہو چکے ہیں اس لیے ان سے بیعت کر کے خاندانی روحانیت کی وراثت حاصل کر لینی چاہیے مگر والد کا ادب واحترام اس گزارش سے مانع ہوا، ان کی ہیبت کا حال یہ تھا کہ میں ان سے نظر نہیں ملا سکتا تھا، اس لیے ایک صاحب کے ذریعہ بات کرائی اور کچھ دنوں کے بعد ان کے دل میں یہ بات آئی

کہ اگر چہ ابوالغوث پر روحانی اسرار ورموز کا انکشاف دوسری جگہ سے ہوگا لیکن فی الحال بطور برکت کے ان کو روحانیت سے تعلق ہو جانا چاہئے چنانچہ والد صاحب نے میری گزارش پر مجھے اپنی بیعت وارادت سے نوازا۔

بنارس، غازی پور اور کچھوچھہ کے تعلیمی اسفار

دیوان صاحب کی عمر ان کے والد کے انتقال کے وقت چودہ سال کی تھی۔ ابتدائی تعلیم خاندانی مدرسہ میں اپنے والد وغیرہ سے حاصل کر چکے تھے اور ان کے انتقال کے بعد تحصیل وتکمیل کے لیے باہر گئے۔ انہوں نے چند ہی سال پہلے دیکھا تھا کہ ان کے والد نے بنارس وغازی پور وغیرہ کا علمی وروحانی سفر کیا تھا، اس لیے دیوان صاحب نے اپنے تعلیمی سفر کی پہلی منزل بنارس کو بنایا مگر وہاں کے مدرسوں اور خانقاہوں سے دل بستگی نہ ہوسکی اس لیے وہاں سے غازی پور آکر وطن واپس آ گئے۔ اس درمیان میں گھر سے کارندوں کے خطوط آتے تھے جن میں جلد آنے کی تاکید رہتی تھی۔ بنارس اور غازی پور سے واپس آ کر کچھ دنوں وطن میں رہے پھر کچھوچھہ جا کر دیوان صاحب نے کن علماء ومشائخ سے تعلیم حاصل کی اور دینی وروحانی فیض پایا، سوائے مولانا شاہ رمضان کے کسی بزرگ کا نام معلوم نہیں، نیز اسی دور میں ایک بزرگ میر سید غلام احمد صاحب سے دیوان صاحب نے تعلیم حاصل کی جو محمد آباد میں رہتے تھے اور دیوان صاحب کے خانگی معاملات میں بہت دخیل تھے۔ مناقب غوثی میں ہے ''**و اُو علم ظاهری از سید الواصلین ، محبوب العاشقین میر سید غلام احمد که بزرگ ترین اولاد سلطان التارکین ، سید العابدین حضرت شاه موسیٰ عاشقان اودهی است، قدس سره حاصل نمود**'' (انہوں نے ظاہری علم سید الواصلین، محبوب العاشقین میر سید غلام احمد سے حاصل کیا جو سلطان التارکین، سید العابدین حضرت شاہ موسیٰ عاشقان اودھی کے بڑے بیٹے تھے)۔

مولانا شاہ فتح محمد الہٰ آبادی سے بیعت وخلافت

دیوان صاحب کچھ مدت وطن میں گزارنے کے بعد پھر بنارس گئے اور وہاں سے الہ آباد پہنچے، یہاں ان کے استاذ میر سید غلام احمد سے ملاقات ہوئی، وہ بڑی محبت وشفقت سے پیش

آئے، دیوان صاحب نے ان سے اپنا مقصد بیان کیا کہ وہ یہاں روحانی مرشد و مربی کی تلاش میں آئے ہیں، میر سید غلام احمد نے مولانا شاہ فتح محمد کی طرف رہنمائی کی اور دیوان صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا فتح محمد نے عزت و احترام کے ساتھ دیوان صاحب کا استقبال کیا اور ان کو طریقۂ چشتیہ کے جملہ اعمال و اشغال کی تلقین کر کے تھوڑے ہی دنوں میں درجۂ کمال کو پہنچا دیا اور خلافت بھی دیدی۔ اس کے بعد دیوان صاحب بھیرہ آ کر اپنے آباو اجداد کے انداز پر ارشاد و تلقین اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔

مولانا سید فتح محمد حسینی سیدانوی الہٰ آبادیؒ اپنے زمانے کے علماءِ کبار اور مشائخ عظام میں تھے۔ علماءِ عصر سے تعلیم حاصل کر کے طریقۂ چشتیہ کی تلقین و تربیت راجہ سید ابراہیم بن راجہ عبدالحق بن راجہ سید یسین مانک پوری سے حاصل کی، جو راجہ سید مبارک بانی مبارک پور کی اولاد امجاد میں سے تھے۔ ان کو مریدوں کی تربیت میں ملکۂ وہبی حاصل تھا۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ رجب ۱۱۴۳ھ بمطابق جنوری ۱۷۳۱ء میں سیدانہ مضافات الہٰ آباد میں فوت ہوئے۔

گرم دیوان کا خطاب

دیوان صاحب کا خطاب گرم دیوان ہے، اس سلسلہ میں تذکرۂ علماءِ ہند میں ہے کہ

وے را گرم دیوان ازاں گویند کہ جسم مبارکش در بعض اوقات بخرق عادت بدرجۂ غایت گرم می شد کہ نان گندم بران تواں پخت.

(ان کو گرم دیوان اس لیے کہتے ہیں کہ بعض اوقات خرق عادت کے طور پر جسم اس قدر گرم ہو جاتا تھا کہ اس پر گیہوں کی روٹی پکائی جا سکتی تھی)۔ یہ روایت آج بھی اس قدر مشہور ہے کہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے، حالانکہ یہ واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ خطاب مولانا فتح محمد الہٰ آبادی کا عطیہ ہے۔ دیوان صاحب کے غالی عقیدت مند اور ان کے خلیفہ شیخ شمس الدین حیدری نے مناقب غوثی میں لکھا ہے کہ ''**بامر الٰہی از جناب ولایت مآب حضرت شاہ فتح محمد مرشد خود بخطاب گرم دیوان سرفرازی یافت**''.

یعنی دیوان صاحب بحکم خداوندی اپنے مرشد حضرت شاہ فتح محمد کی طرف سے گرم دیوان کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ نیز حیدری صاحب نے مناقب غوثی میں دیوان صاحب کی

کرامتوں کے مستقل باب میں بہت سی کرامتوں کا بیان کیا ہے مگر ان میں روٹی کی کرامت کا تذکرہ نہیں ہے، اگر کوئی بات رہی ہوتی تو وہ اسے ضرور بیان کرتے۔

اساتذہ وشیوخ

دیوان صاحب کے اساتذہ وشیوخ میں ہم کو مندرجہ ذیل حضرات کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔

بھیرہ میں آپ کے والد شیخ محمد شاہ، کچھوچھہ میں مولانا شاہ رمضان، محمد آباد میں میر سید غلام احمد، الہٰ آبادی سیدانہ میں مولانا فتح محمد اور جیسا کہ معلوم ہوگا دیوان صاحب نے لُہرا جانے کے بعد راجہ سید خیر اللہ اور ان کے بھائی راجہ سیدانی سے طریقۂ چشتیہ میں خرقۂ خلافت پایا۔

متاہل زندگی کا آغاز

جیسا کہ معلوم ہوا کہ دیوان صاحب نے اپنے والد کے انتقال کے بعد مختلف شہروں کے اساتذہ وشیوخ ظاہری و باطنی سے علوم و معارف حاصل کیے اور تقریباً چوبیس سال کی عمر میں فاتحۃ الفراغ پڑھ کر مولانا سید محمد سیدانوی الہٰ آبادی کے خلیفہ ہوئے، نیز انہوں نے ہی دیوان صاحب کو گرم دیوان کا خطاب مرحمت فرمایا، اس کے بعد دیوان صاحب کی متاہل زندگی کا آغاز ہوا۔ والد نے اپنی زندگی ہی میں صاحبزادے کی نسبت ان کے ماموں شیخ منور خاں بن شیخ میر خاں صدیقی ساکن نتھو پور سپاہ کی دختر فاطمہ سے طے کر دی تھی۔ دیوان صاحب کی فراغت کے بعد ان کے ماموں زاد بھائی شیخ عبداللہ نے کوشش کی کہ نکاح وغیرہ سے فرصت مل جائے، نیز دیوان صاحب کی والدہ ماجدہ کی بھی یہی خواہش تھی مگر وہ ٹال مٹول کرتے رہے، آخر راجہ سید خیر اللہ مانک پوری ساکن محمد آباد (جو بعد میں دیوان صاحب کے مرشد ہوئے) کی کوشش سے نکاح کے لیے آمادہ ہو گئے اور رسم و رواج سے دور رہ کر نہایت سیدھے سادھے طریقہ سے یوں شادی ہو گئی کہ دیوان صاحب تاریخ مقررہ پر مولانا سید غلام اور چند دیگر ارباب علم و فضل کو لے کر سپاہ پہنچ گئے حتیٰ کہ اپنے دونوں بھائی شیخ احمد شاہ اور شیخ محمد واجد کو بھی ساتھ نہیں لیا، اور نہایت سادگی سے شادی کی تقریب انجام پائی۔

مسلسل حوادث اور مرشد کی خدمت میں حاضری

دیوان صاحب کی شادی کے تھوڑے دنوں بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی نسبت بچپن ہی میں ان کے بھانجے شیخ عبدالحکیم خان صدیقی ساکن سپاہ سے طے ہو گئی تھی لیکن وہ مر گئی، اس کے

بعد علی اکبر نام کا ایک بچہ پیدا ہوا جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا، اس کے بعد ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۲۵ھ بمطابق ۱۵ مئی ۱۷۱۳ء بروز پیر بیوی کا بھی انتقال ہو گیا، اس کے بعد دوسرے سال ۲۱ ربیع الثانی ۱۱۲۶ھ بمطابق ۶ مئی ۱۷۱۴ء بروز اتوار دیوان صاحب کی والدہ ماجدہ بھی دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ ان مسلسل حوادث کی وجہ سے دیوان صاحب سخت پریشانی میں مبتلاء ہو گئے اور جمعیت خاطر میں شدید انتشار پیدا ہو گیا۔ اس لیے قلبی سکون کی تلاش میں اپنے پیر و مرشد مولانا فتح محمد کی خدمت میں الہٰ آباد گئے، مولانا فتح محمد ان کو لے کر اپنے گاؤں سیدانہ گئے اور چند روز اپنے ساتھ رکھ کر تسلی دی اور مشورہ دیا کہ دیوان صاحب اپنے وطن واپس چلے جائیں چنانچہ وہ وہاں سے بھیرہ واپس آ گئے۔ اس کے بعد دیوان صاحب کی دوسری شادی شیخ غلام رسول ساکن مصطفیٰ آباد کی دختر سے ہوئی، شیخ غلام رسول اپنی بستی کے اعیان و اشراف میں تھے، مصطفیٰ آباد مبارک پور کے ملحقات میں ہے۔

وحدت آباد عرف لُہرا میں مستقل سکونت

دیوان صاحب کے آباء و اجداد کو سلطان ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے جو بارہ مواضعات پرگنہ محمد آباد گوہنہ میں ملے تھے، ان میں ایک گاؤں لُہرا بھی تھا جو مبارک پور سے چند کلومیٹر کی دوری پر جانب جنوب میں واقع ہے، اس کے پاس ہی گجھڑا اور فخر الدین پور نامی گاؤں ہیں۔ ماضی قریب تک اس کے پاس بہت بڑا جنگل تھا جو اب کھیت وغیرہ میں تبدیل ہو چکا ہے اور جس طرح بھیرہ کا نام پہلے سلطان پور تھا اسی طرح لُہرا کا نام وحدت آباد تھا لیکن یہ دونوں نام رواج نہ پا سکے۔ دیوان صاحب جاگیرداری اور زمینداری کے جھمیلوں سے یکسوئی حاصل کرنے کے لیے بھیرہ سے لُہرا چلے گئے تھے اور گھر و جاگیر کے انتظام کے لیے اپنے چھوٹے بھائی شیخ احمد شاہ کو بھیرہ میں رکھا۔ وہاں جانے کے بعد ایک حجرہ بنا کر ذکر و شغل اور رشد و ہدایت میں منہمک ہو گئے۔

یہ وہی لہرا گجھڑا ہے جہاں ایک واقعہ کے بعد تقریباً چھبیس سال قبل عید الاضحیٰ کے موقع پر مسلمانوں کے لیے حکومت کی طرف سے قربانی کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی اور وہ پابندی آج تک چلی آ رہی ہے۔ (راقم)

اتباع سنت اور بدعت سے اجتناب

دیوان صاحب کا خاندان کئی صدیوں سے ارباب علم وفضل کا گہوارہ رہا ہے۔ اس میں شاہ ابوالخیر، ملا محمود جونپوری بھیروی، قاضی منجھن جیسے بہت سے علوم شرعیہ کے علماء، فضلاء اور روحانی و احسانی معدن کے مشائخ و عارفین گزرے ہیں۔ طریقۂ سہروردیہ اس خاندان کا ورثہ رہا ہے جس کی وجہ سے شریعت وطریقت گویا ایک حقیقت کے دو نام تھے۔ دیوان صاحب بھی اپنے آباء کرام کی طرح شریعت وطریقت کے جامع بن کر رہے بلکہ مزید براں آپ نے طریقۂ چشتیہ میں بھی کمال پیدا کیا اور زندگی کے ہر مرحلہ میں اتباع سنت کے ساتھ بدعات وخرافات سے اجتناب فرمایا۔

وفات حسرت آیات

حضرت شاہ ابوالغوث گرم دیوان نے ۲۵ر جمادیٰ الاخریٰ ۱۱۷۸ھ بمطابق ۲۰ر دسمبر ۱۷۶۴ء بروز جمعرات عشاء کی نماز کے بعد انتقال فرمایا۔ وفات سے چند دن پہلے بدن میں شدید قسم کا درد ہوا، جس سے جوڑ جوڑ میں سخت تکلیف ہوگئی تھی اور لُہر امیں مکان وخانقاہ کے پاس والے باغ میں کھیرنی کے درخت کے نیچے دفن کیے گئے۔ نزہۃ الخواطر میں تاریخ مکرم کے حوالہ سے دیوان صاحب کا نام ابوالغیث درج ہے جو صحیح نہیں ہے، اسی طرح تاریخ وفات کے سلسلہ میں ۱۱۷۷ھ بمطابق ۱۷۶۳ء اور مدفن ولید پور درج ہے لیکن یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۴۲۹ تا ۴۶۰

مولانا حافظ شاہ ابواسحاق (وفات ۱۲۳۴ھ بمطابق ۱۸۱۸ء)

مولانا شاہ ابواسحاق بھیروی، شاہ ابوالغوث گرم دیوان بھیروی کے بیٹے اور خلیفہ ہیں۔ آپ کی ولادت بھیرہ میں ہوئی۔ والدہ ماجدہ غالباً شیخ غلام رسول مصطفیٰ آبادی کی دختر تھیں۔ حافظ صاحب نے اپنے والد ماجد سے قرآن مجید حفظ کر کے انہیں سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ نے مولانا قاضی عبد الصمد بن ابوالحسن چریا کوٹی (وفات: ۱۱۷۱ھ بمطابق ۱۷۷۵ء) کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ پھر مزید تعلیم کی تکمیل کے لیے حضرت مولانا محمد

فاخر (وفات: ۱۱۶۴ھ بمطابق ۱۷۵۰ء) کی خدمت میں الہٰ آباد کا سفر کیا۔ مولانا محمد فاخر صاحب اپنے زمانے کے زبردست محدث و بزرگ تھے۔ آپ فقہی مسائل میں مجتہدانہ شان رکھتے تھے، کتاب وسنت اور اجتہاد پر عمل کرتے تھے۔ آپ کے تلمیذ رشید مولانا حافظ ابو اسحاق پر بھی یہی رنگ غالب ہوا۔ آپ زہد وتقویٰ کے ساتھ کتاب وسنت کا بے حد اہتمام کرتے تھے۔ آپ کی ذات وصفات اور علم وعمل کے بارے میں صاحب تذکرۂ علماءِ ہند نے لکھا ہے کہ مظہر محاسن اخلاق شاہ ابو اسحاق کی ذات شریف نادرۂ روزگار تھی اور صحابۂ کرام کی یاد تازہ کرتی تھی۔ زہد وتقویٰ آپ کا شعار تھا۔ احادیث کی تصحیح میں وہبی ملکہ رکھتے تھے۔ امر بالمعروف کے سلسلہ میں چھوٹے بڑے اور امیر وغریب کی تمیز نہیں کرتے تھے۔ قرآن حکیم کے بعد صحیح بخاری کو اصح الکتب قرار دے کر اس سے بہت زیادہ اعتناء رکھتے تھے۔ مولانا فاخر صاحب سے سند فراغت لے کر لُہرا آئے اور اپنے والد ماجد سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے ان کے خلیفہ وجانشین بنے اور پوری عمر یہیں رہ کر تعلیم و تلقین میں زندگی بسر کر دی، کسی ایک روایت سے ان کا باہر جانا معلوم نہیں ہوتا یہاں تک کہ ۱۲۳۴ھ بمطابق ۱۸۱۸ء میں غازی پور میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن کیے گئے۔

اساتذۂ کرام

۱: شاہ ابو الغوث گرم دیوان بھیروی (آپ کے والد ماجد)، ۲: مولانا قاضی عبد الصمد بن ابو الحسن چریا کوٹی، ۳: حضرت مولانا محمد فاخر الہٰ آبادی۔

تلامذہ

مولانا احمد علی عباسی چریا کوٹی متوفی ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۸۵۵ء، مولانا حکیم امان اللہ مبارکپوری متوفی ۱۲۹۹ھ بمطابق ۱۸۸۱ء، حافظ عبد اللطیف امام جامع مسجد مبارکپور کے والد مولوی دھنا سیٹھ مبارک پوری، مولوی نیر حوشیعی مبارکپوری (استاذ اور شاگرد اگرچہ مسلک کے اعتبار سے الگ تھے مگر دونوں میں تعلقات نہایت خوش گوار تھے، استاذ نے ان کو اہل سنت کے ساتھ اتنا قریب کر دیا تھا کہ وہ بلا تکلف سنیوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھتے تھے)۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۴۶۱ تا ۴۶۴

مولانا احسان علی بھیروی (متوفی ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء)

نام احسان علی اور والد صاحب کا نام فصیح الدین تھا، آپ کی تاریخ پیدائش کا علم نہیں ہو سکا۔ آپ ہمارے دیار کے اجلۂ علماء میں سے تھے۔ ابتدائی درسی کتابیں بھیرہ میں یہاں کے اساتذہ سے پڑھیں، اس کے بعد مولانا علی احمد عباسی چریا کوٹی متوفی ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۸۵۶ء کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہیں کی صحبت میں رہ کر جملہ علوم وفنون کی تکمیل، اس کے بعد دہلی کا سفر کیا اور مولانا محبوب علی جعفری کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر فقہ وحدیث کی تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی اور وطن مالوف واپس ہوئے۔ یہاں چند دن قیام فرما کر حج بیت اللہ کے سفر میں نکلے اور ۱۲۷۳ھ بمطابق ۱۸۵۷ء میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر ہندوستان واپس آئے۔ اس حج کے بعد بھی کئی بار حجاز تشریف لے گئے اور حج وزیارت کی دولت سے بہرہ مند ہوئے۔ مولانا احسان علی وعظ وتقریر میں اپنے دور کے امام تھے۔ بے شمار گم کردۂ راہ آپ کے وعظ سے ہدایت یاب ہوئے۔ نزہۃ الخواطر میں مذکور ہے کہ وکان آیۃ ظاہرۃ فی الموعظۃ والتذکیر ھدی اللہ سبحانہ خلقا کثیرا من عبادہ۔ یعنی مولانا احسان علی وعظ وتقریر میں واضح آیت تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے بندوں کو آپ کے ذریعہ ہدایت بخشی۔ آپ کی وفات ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ء میں ہوئی۔

نزہۃ الخواطر، ج ۷، ص ۲۱

مولانا محمد عزیز بھیروی (متوفی ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء)

مولانا شاہ محمد عزیز بن مولانا شاہ علی احمد بھیروی کی ولادت اور نشو نما بھیرہ میں ہوئی۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد مولانا علی احمد صاحب سے پڑھ کر مدرسہ حنفیہ جونپور میں مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی متوفی ۱۲۸۵ھ بمطابق ۱۸۶۸ء سے منقولات ومعقولات کی مروجہ کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد سہارنپور جا کر مولانا احمد علی محدث سہارنپوری (وفات: ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء) سے حدیث کی تعلیم حاصل کی پھر دہلی جا کر مولانا نذیر حسین دہلوی (۱۲۲۰ھ-۱۳۲۰ھ بمطابق ۱۸۰۵ء-۱۹۰۲ء) سے حدیث کی سند لی۔ نیز لکھنؤ میں حکیم محمد ابراہیم لکھنوی سے علم طب حاصل کیا۔

مولانا عزیز صاحب بھی اپنے والد کی طرح نہایت صالح اور بزرگ عالم تھے، ساتھ ہی ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے نہایت ہی وجیہ وشکیل تھے، ذہانت وفطانت میں بہت آگے تھے، اپنے والد ماجد کے وصال سے دوسال قبل ہی ۱۳۱۰ھ بمطابق ۱۸۹۲ء وفات پائی۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۴۶۶ تا ۴۶۷

مولانا شاہ علی احمد بھیروی (۱۲۲۹ھ۔۱۶ر صفر ۱۳۱۲ھ بمطابق ۱۸۱۴ء۔۱۹ر اگست ۱۸۹۴ء)

نام شاہ علی احمد، والد صاحب کا نام نعمت اللہ، دادا محترم کا نام محمد اطہر اور جد امجد کا اسم گرامی محمد واجد شاہ بھیروی تھا۔ آپ کی پیدائش ۱۲۲۹ھ بمطابق ۱۸۱۴ء میں بھیرہ میں ہوئی جیسا کہ تذکرۂ علماء ہند میں مذکور ہے لیکن نزہۃ الخواطر میں ۱۲۳۸ھ بمطابق ۱۸۱۳ء لکھا ہے۔ آپ ابواسحاق بھیروی لہراوی کے نواسے اوران کے خلیفہ وجانشین ہیں۔ آپ کے پردادا شیخ محمد واجد شاہ، ابوالغوث گرم دیوان کے بھائی ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار شیخ نعمت اللہ سے حاصل کر کے اپنے نانا کے مرید وخلیفہ مولانا احمد علی چریا کوٹی متوفی ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۸۵۵ء اور مولانا قاضی محمد سلیم مچھلی شہری متوفی ۱۲۶۶ھ بمطابق ۱۸۵۰ء قاضی دارالقضا محمد آباد گوہنہ سے پڑھا۔ بعد میں اپنے نانا شاہ ابواسحاق سے بیعت کر کے ان کے خلیفہ ہوئے۔

مولانا علی احمد صاحب نہایت ذہین وذکی اور قوی الحافظہ عالم تھے۔ زہد وتقویٰ اور اتباع سنت میں اپنے نانا کی مثال تھے، قوام وصوام بزرگ تھے، آپ کی مجلس ذکر الٰہی سے معمور رہا کرتی تھی، کسی کی مجال نہیں تھی کہ ان کے سامنے دوسرے کی غیبت کرے۔ ۱۶ر صفر ۱۳۱۲ھ بمطابق ۱۹ر اگست ۱۸۹۴ء بروز اتوار بھیرہ میں انتقال کیا اور جامع مسجد کے باہر صحن میں دفن کیے گئے۔ ایک قول کے مطابق آپ کی وفات کی تاریخ ۱۶ر صفر ۱۳۱۷ھ بمطابق ۲۵ر جون ۱۸۹۹ء ہے۔ آپ کی تعلیم کے بارے میں تذکرۂ علماءِ ہند میں لکھا ہے:

"اکثر کتب درسیه از فاضل ادیب مولوی محمد سلیم مچھلی شهری مرحوم آموخته و چندے ازاں از مولوی علی احمدعباسی چریا کوٹی رحمة اللہ علیه گرفته"۔ یعنی اکثر درسی کتابیں مولانا محمد سلیم مچھلی شہر سے جبکہ ان میں سے بعض کتابیں مولانا علی احمد عباسی چریا کوٹی سے پڑھیں۔

اسی کتاب میں مولانا محمد علی چریا کوٹی کا یہ بیان درج ہے کہ بندہ تیس سال سے زائد مدت سے ان کی خدمت سراپا برکت سے فیض یاب ہے مگر آج تک ان کی زبان سے کوئی ایسی بات نہیں سنی جس میں کسی کی شکوہ شکایت ہو اور ان کی مجلس ذکر الٰہی سے کبھی خالی نہیں دیکھی۔

کہنا چاہئے کہ مولانا علی احمد صاحب خانوادہ سہروردیہ بھیرہ کے حسنات و برکات کے آخری نمونہ تھے۔ مولانا کی ذات اپنے زمانہ میں دینی امور میں لوگوں کے لیے مرجع تھی اور ارباب دین و دیانت شرعی امور میں ان کو حجت قرار دیتے تھے۔

نوادہ (مبارکپور) کے مشہور بزرگ حافظ ضیاء اللہ صاحب متوفی ۱۳۵۴ھ بمطابق ۱۹۳۵ء مولانا کے خاص معتقدوں میں سے تھے اور اکثر ان کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ وہ حسب عادت ایک مرتبہ مولانا کی زیارت کے لیے بھیرہ گئے، ان کے ساتھ ایک اور شخص تھا، ولید پور پہنچ کر اس شخص نے ایک صاحب سے سلام و مصافحہ کے بعد ان کے ہاتھ کا بوسہ لیا جو عرس وقوالی و رسرود و نغمہ کی حد تک صوفی تھے، اس کے بعد جب دونوں مولانا علی احمد صاحب کی خدمت میں بھیرہ پہنچے تو مولانا نے حافظ ضیاء اللہ صاحب سے سلام کے بعد مصافحہ فرمایا اور جب دوسرے شخص نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو مولانا نے یہ کہہ کر اپنا ہاتھ کھینچ لیا کہ سلام تو ہر شخص کے لیے ضروری ہے، کیا ہر شخص سے مصافحہ بھی ضروری ہے؟ اور واپس ہوتے وقت بھی مولانا نے یہی کہہ کر اس سے مصافحہ نہیں کیا۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۴۶۵ تا ۴۶۶

مولانا شاہ محمد عثمان فدائی مرحوم (۱۸۶۰ء۔۱۹۱۹ء بمطابق ۱۲۷۶ھ۔۱۳۳۷ھ)

اصل نام محمد عثمان فاروقی تھا۔ آپ ہندوستان کی معروف شخصیت، الٰہ آباد ہائی کورٹ کے پہلے مسلم چیف جسٹس، فیڈرل کورٹ آف انڈیا (موجودہ سپریم کورٹ) کے جج اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر شاہ محمد سلیمان (۱۸۸۶ء۔۱۹۴۱ء) کے والد محترم ہیں۔ معروف عالم دین ملا محمود بھیروی جونپوری مصنف شمس بازغہ کا شمار آپ کے جد امجد میں ہوتا ہے۔ آپ کا مکان دریائے ٹونس کے عین اوپر واقع تھا جو امتداد زمانہ کی وجہ سے اب دوسرے لوگوں کی تحویل میں ہو گیا ہے۔ مولانا عثمان فدائی نے ابتدائی تعلیم اپنے خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی اور

بعد ازاں مختلف صوفی بزرگوں سے روحانی تربیت حاصل کی۔

پیشہ کے اعتبار سے آپ ایک مشہور و معروف وکیل تھے اور جونپور کی ضلعی عدالت میں پریکٹس کرتے تھے۔ آپ کا شمار جونپور کی عدالت کے اہم ممبران میں ہوتا تھا۔

یکم دسمبر ۱۹۱۹ء بمطابق ۸ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ بروز پیر انتقال ہوا۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی تھیں جن کا نام بالترتیب شاہ محمد سفیان، شاہ محمد سلیمان، شاہ محمد سلمان، شاہ محمد حبیب اور بہن کا نام شاہ حبیب تھا۔ قدرے تفصیلی تذکرہ شعراء کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۶۰۰ پر کیا گیا ہے۔

بحوالہ Wikipedia & AI Chat GPT

شاہ عبدالحق بھیروی

دیوان صاحب کے بھتیجے ہیں۔ شمس الدین حیدری نے سفر غازی پور کے ضمن میں ایک مقام پر ان کے بارے میں لکھا ہے:

"خلیفۂ بر حق شاہ عبد الحق برادر زادۂ حقیقی آنحضرت کہ دراں وقت در کسب حقائق ممتاز بودند، محرم راز ساختند " یعنی دیوان صاحب کے حقیقی بھتیجے اور خلیفۂ برحق شاہ عبدالحق اُن دنوں روحانی علوم حاصل کرنے میں ان کی خدمت میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور علوم تصوف میں راز دار ہوئے۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۴۵۳

مولانا شاہ محمد علی بھیروی

مولانا شاہ محمد علی بن عبدالعلیم بن شاہ ابوالغوث گرم دیوان بھیروی، شاہ ابواسحاق کے بھتیجے اور شاہ ابوالغوث گرم دیوان کے پوتے ہیں۔ (گرم دیوان کی کل چھ اولادتھیں، پہلی بیوی فاطمہ بنت منور خان صدیقی، سپاہ کے بطن سے ایک بیٹی اور علی اکبر نامی ایک بیٹا، دوسری بیوی سے حافظ شاہ ابواسحاق، شاہ عبدالعلیم، قطب الدین اور شیخ عبدالکریم۔ عام طور پر شاہ ابواسحاق کا تذکرہ ہی کتابوں میں موجود ہے اور عبدالعلیم صاحب کا تذکرہ نہیں ملتا۔ دیار پورب میں علم اور علماء کے اندر صفحہ نمبر ۴۶۱ پر قاضی اطہر صاحب نے حافظ شاہ ابواسحاق کے تذکرہ میں ضمناً

عبدالعلیم صاحب کو شاہ ابو اسحاق صاحب جوگرم دیوان کے لڑکے تھے، کا بھائی لکھا ہے۔ قاضی صاحب کی عبارت مندرجہ ذیل ہے)۔

''تعجب ہے کہ مناقب غوثی میں حافظ صاحب اور ان کے بھائی عبدالعلیم کا تذکرہ ضمناً بھی کہیں نہیں ہے جبکہ دیوان صاحب کی دونوں بیویوں، ایک لڑکی، صاحبزادہ علی اکبر، دو بھائی شیخ احمد شاہ اور شیخ محمد واجد، اور بھتیجے شیخ عبدالحق وغیرہ کا تذکرہ ضمناً سہی موجود ہے''۔

مولانا شاہ محمد علی نہایت نیک اور متقی عالم تھے، ابتدائی کتابیں اپنے وطن بھیرہ میں پڑھ کر آرکاٹ (Arcot)، ضلع رانی پت، تمل ناڈ گئے جونواب والا جاہ کی علمی قدر دانی اور ملا بحر العلوم عبدالعلیم فرنگی محلی متوفی ۱۲۳۵ھ بمطابق ۱۸۱۹ء کی تدریسی شہرت کی وجہ سے مرجع بنا ہوا تھا، وہاں ملا بحر العلوم عبدالعلیم فرنگی محلی سے مروجہ علوم وفنون کی تکمیل کی۔ اس کے بعد حج وزیارت کو تشریف لے گئے اور تین سال تک مدینہ منورہ میں قیام کر کے حرمین شریفین کے علماء ومشائخ سے حدیث وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اور ۲۳ رسال کے بعد وطن واپس آئے۔ نواب والا جاہ محمد علی خاں والی مدراس نے ان کا وظیفہ جاری کیا تھا۔ تھوڑی مدت وطن میں رہ کر یہیں انتقال کیا۔

دیار پورب میں علم اور علماء، صفحہ ۴۶۴ تا ۴۶۵ بواسطہ تذکرۂ علماءِ ہند، ص ۱۷

شاہ رحیم اللہ بھیروی (سن تخمینی: ۱۸۸۵ء۔ ۱۹۴۸ء بمطابق ۱۳۰۲ھ۔ ۱۳۶۷ھ)

سنا ہے کہ فاروقی خاندان کے آخری زمانہ میں ایک بزرگ تھے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی آپ کے حالات کا علم نہیں ہو سکا یہاں تک کہ آپ کا زمانہ بھی نہ معلوم ہو سکا۔ البتہ لوگوں میں معروف ہے کہ آپ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے بانیین میں سے ہیں اور اس کی باقاعدہ تأسیس ۱۹۳۵ء میں ہوئی ہے۔ مدرسہ کی تأسیس کے وقت اگر آپ کی عمر پچاس سال فرض کر لی جائے اور ترسٹھ سال کی عمر میں وفات کو تسلیم کر لیا جائے تو آپ کی ولادت ۱۸۸۵ء اور وفات ۱۹۴۸ء میں مانی جا سکتی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

مولانا محمد اسلم فاروقی بھیروی ثم غازی پوری، محلّہ پچھّم

(۱۹۱۳ء۔ ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۳۳۱ھ۔ ۱۴۰۱ھ)

سرزمینِ بھیرہ ہمیشہ سے ہی علماء وصلحاء اور خطباء ودانشوران کا گہوارہ رہی ہے،

بے شمار مایۂ ناز علمی ہستیاں یہاں پیدا ہوئیں جنھوں نے ہر دور میں اصلاحِ امت اور دعوت دین کا فریضہ انجام دیا، انہیں علمی ہستیوں میں سے ایک ہستی مولانا الحاج محمد اسلم صاحب فاروقی بھیروی ثم غازی پوری شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی ہے جنہیں ضلع مئو کے قریب واقع ضلع غازی پور کے گاؤں دلدارنگر و کمسار علاقے میں دینی تعلیم کی بنیاد کہا جاتا ہے۔ آپ فاروقی خانوادہ کے آخری چشم و چراغ ہیں۔

مولانا محمد اسلم صاحب فاروقی کی پیدائش بھیرہ ضلع مئو میں ہوئی لیکن تعلیم و تعلم سے فراغت کے بعد آپ نے اپنا میدانِ عمل پڑوس کے ضلع غازی پور کو بنایا۔ دارالعلوم دیوبند کے تعلیمی ریکارڈ کے مطابق ۱۳۴۸ھ بمطابق ۱۹۳۰ء میں آپ دارالعلوم میں داخل ہوئے تھے جس وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی اور ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۳ء میں وہاں سے فراغت ہوئی۔ اس اعتبار سے آپ کا سن ولادت ۱۳۳۱ھ بمطابق ۱۹۱۳ء تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی ولادت محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ہوئی، والد صاحب کا نام منشی محمد خلیل میاں تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسب سلطان الاولیاء حضرت مخدوم عیسیٰ تاج دہلوی ثم جونپوری سے ملتا ہے جو عہد شرقیہ میں دہلی سے ہجرت کر کے جونپور آباد ہو گئے تھے۔ آپ کی شادی امیلا بازار، تحصیل گھوسی ضلع مئو میں ہوئی تھی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اس کے بعد متوسطات تک کی تعلیم اس وقت کے معروف ادارہ مدرسہ ناصر العلوم گھوسی میں حاصل کی اور وہاں اس وقت کے اساتذہ میں دو مشہور شخصیتیں موجود تھیں۔ ایک ضلع مئو سے تعلق رکھنے والے نامور مقرر مولانا بشیر احمد غالب پوری (وفات: ۱۹۴۶ء بمطابق ۱۳۶۵ھ)، دوسرے مولانا علی احمد صاحب چریا کوٹی ثم سرائے میری (وفات: ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۵۹ء)۔ یہ دونوں حضرات فاضل دیوبند تھے۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ۱۳۴۸ھ بمطابق ۱۹۳۰ء میں آپ دارالعلوم دیوبند گئے اور ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۳ء میں امتیازی نمبرات کے ساتھ سند فراغت حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا حسین احمد مدنی، علامہ محمد ابراہیم بلیاوی، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا اعزاز علی امروہوی کے نام قابل ذکر ہیں۔ بخاری شریف آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے پڑھی، آپ حضرت مدنیؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور انہیں سے بیعت بھی ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد لاہور چلے گئے جو اس وقت غیر منقسم

ہندوستان کا حصہ تھا اور وہاں کے مشہور بزرگ و شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے درسِ قرآن میں شریک ہوکر ان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اسی وقت مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ بھی وہاں مصروفِ استفادہ تھے، اس طرح مولانا فاروقیؒ کو ایک اعتبار سے حضرت علی میاں ندویؒ کا ہم درس بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد غالباً حضرت مدنیؒ کے ایماء پر ہی غازی پور کے علاقے میں تشریف لائے۔ غازی پور سے پہلے قصبہ گھوسی ضلع مئو سے کچھ آگے امیلا بازار (Amila Bazar) نامی گاؤں میں کچھ دنوں تک رہے پھر وہاں سے جلال پور ٹانڈہ چلے گئے، بعد ازاں غازی پور میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ابتداء میں کمسار، دلدار نگر ضلع غازی پور کی مشہور بستی دیویتھا (Dewaitha) آئے یہاں مدرسہ ربانیہ کے نام سے ایک مکتب کی بنیاد رکھی جہاں بیٹھ کر مسلم بچے اور بچیوں کی دینی تعلیم و عوام الناس کی اصلاح و تربیت کا کام شروع کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب وہ پورا علاقہ جہالت و بدعت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، علم دین کی بے حد کمی تھی، غیر اسلامی رسومات مسلم معاشرے میں جڑ پکڑے ہوئے تھیں، شادی بیاہ کی تقریبات ہندوانہ رسم و رواج کے مطابق ہو رہی تھیں، جاہل اور بدعتی پیروں کا دور دورہ تھا۔ گاؤں کے کچھ لوگ جو کاروبار اور ملازمت کے سلسلے میں باہر رہتے تھے اور ان کا تعلق علماءِ دیوبند سے تھا وہی لوگ مولانا کے اخراجات کے لیے کچھ رقم بھیجا کرتے تھے، اس وقت غالباً سات روپیہ ماہانہ آپ کی تنخواہ تھی۔ یہ ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۴ء کے اخیر زمانہ کی بات ہے۔ مولانا فاروقیؒ نے عمل پیہم اور یقین محکم کے ساتھ ان نامساعد حالات میں اپنے مشن کو جاری رکھا بالآخر ماحول میں خوشگوار تبدیلی آنی شروع ہوگئی اور رفتہ رفتہ پوری بستی مولانا کے حسنِ اخلاق اور حکمتِ عملی سے حد درجہ متاثر ہوئی اور آپ کی گرویدہ ہوگئی۔ مولانا چونکہ فن عملیات کی بھی اچھی معلومات رکھتے تھے بلکہ اس میں آپ کو بڑا درک حاصل تھا اس کی وجہ سے قرب و جوار کے لوگ بھی آپ سے مراجعت کرنے لگے۔ دیویتھا کے دورانِ قیام آپ نے جو اہم کارنامے انجام دیے ان میں فیاض احمد نامی ایک ہونہار طالب علم کو اس حد تک تیار کرنا تھا جو باہر جا کر کسی بھی بڑے ادارے میں داخل ہو سکے اور تعلیم کی تکمیل کے بعد دین کی خدمت کر سکے، وہی لڑکا بعد میں مولانا قاری فیاض احمد الحسینیؒ کے نام سے مشہور ہوا اور پورے علاقے میں علمی اور دینی انقلاب کا

ذریعہ بنا۔ اسی زمانے میں ایک اور خوش گوار بات پیش آئی کہ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ اپنے تلمیذ رشید مولانا فاروقی کے یہاں تشریف لائے، آپ کے مبارک قدم کی یہ برکت کہی جاسکتی ہے کہ اس وقت سے اب تک یہ گاؤں دیوبندیت کا مرکز بنا ہوا ہے، اسی موقعہ پر مولانا فاروقیؒ نے اپنے عزیز شاگرد قاری فیاض احمد کی میزان نامی صرف کی کتاب حضرت مدنیؒ سے شروع کرائی، اس طرح حضرت مولانا قاری فیاض احمد الحسینی کو میزان اور بخاری شریف یعنی درسِ نظامی کی پہلی اور آخری دونوں کتابیں حضرت مدنیؒ سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ علاقہ کمسار و دیوبیتھا میں دینی تعلیم اور اخلاقی مشن کی بنیاد استوار اور مستحکم کرنے کے بعد مولانا فاروقیؒ، مولانا ابوالحسن صدیقیؒ کی طلب پر غازی پور شہر میں قائم مسلکِ دیوبند کا ترجمان نوخیز ادارہ مدرسہ دینیہ غازی پور تشریف لائے اور مسندِ صدارت کو زینت بخشی۔ مدرسہ دینیہ میں نظامِ تعلیم و تربیت کو معیاری بنانے کے علاوہ ارباب انتظام کے ساتھ مل کر مدرسہ دینیہ کی شہرت اور ہمہ گیر ترقی میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا، اس زمانے میں دو باکمال اور ہونہار طالب علم آپ کی شاگردی میں آئے جو آگے چل کر ملک گیر شہرت کے حامل ہوئے۔ ایک ممتاز عالم دین و سیاسی رہنما مولانا سید احمد ہاشمیؒ سابق ممبر آف پارلمنٹ و جنرل سیکریٹری جمعیت علماءِ ہند دہلی اور دوسرے مشہور مؤرخ و معروف قلمکار مولانا عزیز الحسن صدیقی (وفات: ۱۳؍جولائی ۲۰۲۵ء) مہتمم مدرسہ دینیہ غازی پور۔

مولانا صدیقی صاحب نے اپنی آپ بیتی میں مولانا فاروقی کا جا بجا ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ''میں بلا تکلف عرض کرتا ہوں کہ اگر میں اپنے والدِ محترم کا زمانہ نہ پایا ہوتا، بڑے ماموں مولانا اسمٰعیل ذبیح کو نہ دیکھا ہوتا اور مولانا محمد اسلم صاحب فاروقیؒ کی محبت نہ ملی ہوتی، انہوں نے ہماری تربیت نہ کی ہوتی اور مدرسہ دینیہ کی فضاؤں میں سانس لینے کا موقع نہ ملا ہوتا تو خدا جانے میں کہاں ہوتا''۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں ''علاقہ کا ایک مشہور گاؤں دیوبیتھا تھا جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے وہیں پر مولانا اسلم فاروقیؒ مستقل طور پر اقامت پذیر تھے ان کو مدرسہ دینیہ کے مہتمم مولانا عمر فاروق صاحبؒ نے مامور کیا تھا''، ایک اور جگہ رقمطراز ہیں ''ہم اور ہاشمی صاحب مدرسہ میں مولانا اسلم صاحب فاروقیؒ سے پڑھ کر دکان پر جا کر والد صاحب (مولانا ابوالحسن صدیقیؒ) سے قدوری پڑھا کرتے تھے''۔ تقریباً دس سال تک مدرسہ دینیہ کی مسندِ صدارت کو رونق بخشنے کے بعد

مولانا فاروقیؒ جمشید پور جھارکھنڈ چلے گئے پھر کچھ عرصے تک راؤرکیلا صوبہ اڑیسہ (Rourkela, Orissa) میں اصلاحِ معاشرہ اور اشاعتِ علم دین کے سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں پھر جلالپور آ کر مدرسہ دینیہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ اسی زمانہ میں مولانا کے خاص شاگرد مولانا قاری فیاض احمد الحسینیؒ نے دلدار نگر غازی پور میں مدرسہ مخزن العلوم کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا، مولانا فاروقیؒ اپنے شاگرد کی درخواست پر دلدار نگر آ گئے اور زندگی کی آخری سانس تک یہیں رہے اور اس نوزائیدہ ادارہ کو خوب خوب پروان چڑھایا۔ دارالاہتمام کے بغل میں کمرہ نمبر دو میں مولانا کا قیام ہوتا تھا، بلاتفریق مسلک وملت علاقہ کے تمام لوگ مولانا سے محبت کرتے تھے، مولانا بہت ہی ہنس مکھ انسان تھے کسی سے بھی ملتے تو بڑی بشاشت اور خندہ پیشانی سے ملتے، تواضع اور عاجزی کے خوگر تھے، دل کھول کر مہمان نوازی کیا کرتے، نماز تہجد کے پابند تھے، ان کا درس انتہائی عمدہ ہوتا تھا، مشکل سے مشکل تعبیرات واشکالات کو چٹکیوں میں حل فرمادیتے تھے اور طلباء مطمئن ہوکر اٹھتے تھے۔ مولانا مرحوم اعلیٰ درجہ کے خطیب بھی تھے، جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے ان کا بیان بہت ہی پُرمغز اور تاریخی ہوتا تھا، ان کا بیان زیادہ تر دارالعلوم دیوبند، جمعیت علماءِ ہند اور اصلاحِ معاشرہ پر ہوتا تھا، خود اپنے وطن بھیرہ میں برابر تشریف لاتے، علاوہ ازیں اہل بھیرہ جب بھی کوئی چھوٹا یا بڑا پروگرام کرتے وہ پروگرام آپ ہی کی صدارت میں منعقد ہوتا۔ نسل نو کے دینی مزاج کے تئیں مولانا کا جذبہ عظیم تھا اور اس کے لیے کوشش بھی کرتے تھے کہ علاقہ کے ہر گاؤں میں کم از کم ایک مضبوط فاضل دیوبند تیار ہوجائے، علماءِ دیوبند سے آپ بے حد محبت فرماتے تھے۔ مولانا مرحوم مدرسہ دینیہ کے مستقل رکن تھے، آزادی کی تحریکات میں بڑی سرگرمی کے ساتھ شریک رہے، جمعیت علماء ضلع غازی پور کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۸۰ء میں آپ حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہوئے۔ سفرِ حج پر جانے کے بعد معلوم نہیں کیسے یہ افواہ پھیل گئی کہ حج کے دوران مولانا کا انتقال ہوگیا، غازی پور کے سبھی علاقوں میں قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا سلسلہ شروع ہوگیا جبکہ یہ خبر غلط تھی، سفر حج سے واپسی کے بعد مولانا فرماتے تھے کہ میں وہ خوش نصیب انسان ہوں جس کی حیات میں ہی اس کے لیے ایصال ثواب کیا گیا۔ اس سفر سے واپسی کے بعد آپ ایک سال بقید حیات رہے۔ مولانا کا وطن

اصلی اگر چہ بھیرہ تھا لیکن دعوت وتبلیغ کی غرض سے غازی پور کو آپ نے وطن ثانی بنالیا تھا اس لیے ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۸۱ء، سنیچر کی شب میں ایک مختصر علالت کے بعد جب آپ دنیا سے رخصت ہوئے تو اسی کی خاک کے پیوند بھی بنے۔ اللہ مغفرت فرمائیں، بڑے کام کے آدمی تھے۔ جمعہ کا دن تھا غسلِ جمعہ کیا، نماز جمعہ مسجد میں ادا کی، شام تک طبیعت بدستور تھی، مغرب کے بعد کھانا بھی تناول فرمایا عشاء کی نماز پڑھ کر آئے، سینے میں ہلکا سا درد اور بے چینی کی کیفیت محسوس ہوئی، مدرسہ کے سارے اساتذہ وطلباء جمع ہو گئے، زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا، کلمہ پڑھتے پڑھتے روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگلے دن اساتذہ وطلباء اور دیگر عقیدت مندوں کی موجودگی میں تجہیز وتکفین کے بعد مدرسہ مخزن العلوم کے مغربی گوشے میں علم وعمل اور خلوص وللہیت کا یہ آفتاب و ماہتاب دنیائے علم ومعرفت کو اپنی شعاعوں سے تقریباً نصف صدی تک منور کرنے کے بعد ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گیا۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد بیشمار ہے جنہوں نے ہر میدان میں اپنے علمی نقوش چھوڑے تاہم ان میں مولانا محمد عمر بنارسیؒ، مولانا قاری فیاض احمد الحسینیؒ بانی مدرسہ مخزن العلوم دلدارنگر، مولانا سید احمد ہاشمی ممبر آف پارلیمنٹ، مؤرخ اسلام مولانا عزیز الحسن صدیقی صاحب سابق مہتمم مدرسہ دینیہ غازی پور، مولانا غلام رسول قاسمی صاحب بانی ومہتمم مدرسہ عرفان العلوم مغل سرائے، مولانا احمد الحسینی صاحب مہتمم مدرسہ مخزن العلوم دلدارنگر وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

☆☆☆

دیوبندی مکتب فکر اور ماضی کے علماءِ کرام

مولانا محمد شفیع مفتاحی، نیاپورہ (سن تخمینی: ۱۹۱۲ء۔۱۹۴۰ء)

مولانا محمد شفیع مفتاحی کا مکان نیاپورہ پر تھا، آپ فتح محمد ابن حضرت میاں جی ضیاء اللہؒ کے لڑکے اور مولانا حکیم بشیر الدین قاسمی کے بھتیجے تھے۔ آپ کے دادا حضرت میاں جی جامعہ نورالاسلام ولید پور کے بانیین میں سے ہیں۔ مدرسہ مفتاح العلوم، مئو کے فارغ التحصیل اور باصلاحیت عالم دین تھے۔ مدرسہ ہذا کے داخلۂ رجسٹر میں آپ کے داخلہ کا سن مذکور نہیں ہے لیکن فراغت ۱۹۳۷ء بمطابق ۱۳۵۷ھ میں مذکور ہے۔ فراغت کے وقت آپ کی عمر اگر ۲۵ رسال تسلیم کر لی جائے تو آپ کا سن ولادت ۱۹۱۲ء مانا جاسکتا ہے۔ آپ کے چچا مولانا حکیم بشیر الدین صاحب کی فراغت ۱۹۳۳ء اور پیدائش ۱۹۰۹ء کی ہے، اس اعتبار سے بھی آپ کی پیدائش کے لیے ۱۹۱۲ء کے آس پاس کے سن کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بچپن ہی میں آپ کے والد فتح محمد کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور آپ یتیم ہو گئے چنانچہ مکمل پرورش و پرداخت اور تعلیم و تربیت آپ کے دادا میاں جی ضیاء اللہ اور دونوں چچا نذیر احمد (وفات: ۱۹۷۷ء) و مولانا حکیم بشیر الدین (وفات: ۱۹۹۳ء) نے اپنی اولاد کی طرح کی اور تعلیم کے لیے آپ کو مئو ناتھ بھنجن بھیجا، مئو میں محدث جلیل ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب الاعظمیؒ کے دولت کدہ پر قیام ہوا، چونکہ مولانا اعظمیؒ کے والد بزرگوار مولانا محمد صابر صاحبؒ اور میاں جی ضیاء اللہؒ کے درمیان دوستانہ روابط تھے اس لیے آپ کا قیام حضرت اعظمی کے گھر ہی پر طے ہوا۔ از ابتداء تا دورۂ حدیث کی تعلیم جامعہ عربیہ مفتاح العلوم میں ہی ہوئی، آپ کے اساتذۂ کرام میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب الاعظمیؒ اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نعمانیؒ کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ مولانا محمد شفیع ایک جید الاستعداد عالم دین ہونے کے ساتھ فن تاریخ اور فارسی زبان میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ ایک بہترین کاتب بھی تھے۔ فراہم شدہ معلومات کے مطابق آپ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے ماتحت چلنے

والی آزاد لائبریری کے بانیین میں سے ہیں، آپ خود بھی مطالعہ کے شوقین تھے اور اپنے ہم عمروں کو اس پر کافی ابھارا کرتے تھے۔ خیر آباد میں زیتون نامی خاتون سے شادی ہوئی، ان سے رقیہ خاتون نام کی ایک بچی متولد ہوئی جو منظور احمد ابن فضل الرحمٰن صاحب مرحوم محلّہ پورب، صحن کی والدہ تھیں۔ اس بچی کی ولادت کے بعد مولانا کا عین جوانی کی عمر میں انتقال ہو گیا اور آپ کی بیوہ کی دوسری شادی محمد اکبر صاحب محلّہ پچھّم سے ہوئی، ان سے کئی اولاد ہوئیں۔

مولوی حکیم عبدالرشید محلّہ پچھّم (وفات: سن تخمینی ۱۹۵۵ء بمطابق ۱۳۷۴ھ)

آپ مولانا محمد ابراہیم قاسمی صاحب کے دادا تھے۔ والد کا نام نظام الدین ابن محمد حسین تھا۔ کسی مدرسہ سے مکمل سند یافتہ عالم نہیں تھے، غالباً شرح جامی تک کی تعلیم تھی لیکن نیک اور صالح انسان تھے، حکمت اور طبابت بھی کرتے تھے۔ فکر معاش کے ساتھ دین کی صحیح تبلیغ و اشاعت آپ کا مشغلہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے ذریعہ گاؤں میں بہت ساری بدعات و خرافات کا خاتمہ ہوا۔ آپ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مدرس بھی تھے اور آپ کے شاگردوں میں ایک نام مولوی محمد الیاس صاحب کا ہے۔ آپ کے لڑکے حکیم محمد احمد (وفات: غالباً ۱۹۸۱ء) تھے جو مولوی احمد کے نام سے معروف تھے اور آپ ہی سے فن طبابت سیکھ کر اس کو بطور پیشہ اختیار کیے ہوئے تھے۔ آپ کے اخلاف میں جناب مشتاق احمد صاحب زعفرانی (وفات: ۸/نومبر ۲۰۲۵ء) سے مراجعت کے بعد ان کے بتائے ہوئے اندازے کے مطابق میں نے آپ کا سن وفات ۱۹۵۵ء درج کر دیا ہے۔

مولانا محمد عمر، عبدالوحید مؤذن نئی جامع مسجد کے والد (۱۸۹۴ء۔۱۹۵۶ء)

اس گیتی ارضی پر بہت سی ایسی شخصیات گزری ہیں جنھوں نے شہرت اور نام و نمود سے دور رہ کر انتہائی سادگی کے ساتھ اپنی زندگی گزاری، دین حنیف کی حتی الامکان خدمت کی اور جب وقت موعود پر ان کا بلاوا آیا تو خاموشی کے ساتھ یہاں سے رخصت ہو گئے چنانچہ ایک بار ہندنژاد سعودی نیشنل ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی، فاضل دارالعلوم دیوبند (۱۹۳۲ء۔۲۰۱۷ء) سے ریاض میں ان کی رہائش گاہ پر میں نے پوچھا کہ حضرت! آپ کی اتنی اہم اہم تصانیف ہیں جن کا علمی دنیا میں ایک مقام ہے لیکن آپ کی شخصیت عوام الناس میں بالکل غیر معروف ہے، ایسا کیوں؟ کہنے لگے کہ بھئی میں ایک ریسرچ اسکالر ہوں کوئی تاجر نہیں کہ اپنی پروڈکٹس مارکیٹ میں لے جا کر

فروخت کروں اور اس سے نام و پیسہ کماؤں، ظاہر بات ہے کہ یہ اخلاص وللّٰہیت کی اعلیٰ مثال ہی کہی جاسکتی ہے۔ ایسے ہی مخلص اور نیک ناموں میں ایک نام حضرت مولانا محمد عمر صاحب بھیروی کا ہے۔ آپ جناب عبدالوحید صاحب مؤذن نئی جامع مسجد محلّہ پورب بھیرہ کے والد بزرگوار تھے۔ غالباً ۱۸۹۴ء بمطابق ۱۳۱۱ھ میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر اور گاؤں کے بزرگوں سے حاصل کرنے کے بعد فارسی وعربی کی اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ نے مدرسہ دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا اور از ابتداء تا انتہاء ساری کتابیں پڑھنے کے بعد وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد اپنے اساتذۂ کرام کے مشورہ پر آپ گیان پور، ضلع بھدوہی (Sant Ravidas Nagar)، اتر پردیش تشریف لے گئے اور ایک عرصۂ دراز تک وہاں درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیے۔ اس کے بعد حالات کے تقاضے کے پیش نظر اپنے وطن بھیرہ تشریف لائے اور یہاں کے مقامی مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مدرس ہوگئے۔ فارسی واردو کے علاوہ عربی کتابوں کے اسباق بھی آپ ہی سے متعلق رہے، ساتھ ہی اپنے محلّہ کی نئی مسجد میں امامت کی خدمت بھی انجام دیتے رہے۔ آپ ایک بہترین کاتب تھے، اس زمانہ میں چونکہ کمپیوٹر کی ایجاد نہیں ہوئی تھی تو کتابوں، اشہارات اور دیگر ہر طرح کی کتابت ہاتھ سے ہی کی جاتی تھی۔ بہت سے طلبہ آپ سے فن کتابت سیکھتے تھے۔ گاؤں میں آپ کے منبع علم وعرفان سے بہت سے لوگوں نے سیرابی حاصل کی جن میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب، مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے سابق ناظم اعلیٰ عالیجناب عبدالباقی صاحب مرحوم (وفات: ۲۰۰۸ء) اور جناب حافظ نورالہدیٰ صاحب کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ آپ نہایت سادہ مزاج، متقی، پرہیزگار اور خدا ترس انسان تھے۔ طبیعت کے اندر حد درجہ شرافت اور یکسوئی تھی۔ وقت کے بڑے پابند تھے۔

مولانا مرحوم کے دو چھوٹے بھائی تھے۔ ایک حاجی شفیع احمد صاحب جنہوں نے بھیرہ سے پچھّم جانب چھ سات کلومیٹر کی دوری پر واقع ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور دوسرے حاجی شمس الحسن صاحب مرحوم تھے جو ریاض احمد صاحب (تبلیغی جماعت) کے والد بزرگوار تھے۔ مولانا اپنے برادران میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کی سات اولاد (پانچ بیٹیاں، دو بیٹے) ہوئیں۔ بیٹوں میں عبدالوحید صاحب مؤذن جو تقریباً پچاس سال سے

بلاانقطاع اپنے والد کی مسجد میں اذان کا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور انتہائی نیک وصالح انسان ہیں، ہم نے آپ کے والد کو دیکھا نہیں ہے لیکن بزرگوں سے جو کچھ سن رکھا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ مکمل طور پر اپنے والد کے پرتو ہیں، آپ کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ معمولی کرتا تہبند اور سر پر کشتی نما لمبی ٹوپی آپ کا عام لباس ہے۔ پتلے دبلے اور ہلکے جسم وجسامت والے انسان ہیں۔ کہتے ہیں کہ خواہ کیسی ہی سردی، گرمی یا برسات کا موسم ہو آپ کبھی بھی اپنے وقت سے تخلف نہیں کرتے۔ بذات خود نماز کی اس حد تک پابندی اور دیگر لوگوں کو اتنی مستعدی کے ساتھ اس کی طرف بلانے ودعوت دینے کے طفیل اللہ کریم کی ذات سے امید قوی ہے کہ یہی عمل آخرت میں آپ کی مغفرت کا ذریعہ بنے گا۔ دوسرے عبدالمعید مستری ہیں، ان کے علاوہ آپ کی ایک اور نرینہ اولاد تھی جو مولانا کے گیان پور میں قیام کے دوران کم عمری ہی میں اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔ ۱۹۵۶ء بمطابق ۱۳۷۵ھ کے قریب آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

مولانا عبدالمجید گولا بازار (وفات: ۱۹۶۷ء بمطابق ۱۳۸۷ھ)

مولانا عبدالمجید گاؤں میں بڑے مولوی صاحب کے نام سے معروف تھے۔ آپ کے والد مرحوم کا نام خدا بخش عرف چھوٹک تھا جو مئو شہر سے نقل مکانی کر کے بھیرہ میں آباد ہوئے تھے۔ خدا بخش مرحوم کے تین بیٹے تھے۔ سب سے بڑے محمد زاہد جو حاجی محمد طاہر کے والد تھے، دوسرے عبدالواحد جو ماسٹر شفیع احمد مرحوم کے دادا تھے اور تیسرے مولانا عبدالمجید۔ آپ مولانا محمد یوسف مرحوم کے والد، مولانا ظفر احمد قاسمی اور مولانا محمود احمد ندوی صاحبان کے دادا اور مفتی منظور احمد قاسمی صاحب کے نانا تھے۔ متوسط قد، چوڑا سینہ، کسرتی بدن اور رعب دار چہرہ تھا۔ کانپور کے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد جب وطن لوٹے تو گاؤں میں جمعہ کی نماز بھی پڑھانے لگے، آپ سے قبل مولانا اعجاز احمد اعظمی مرحوم کے دادا صوفی عبدالحق نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔ فراہم شدہ معلومات کے مطابق آپ کی شادی محلّہ پچھّم، بھیرہ کے رہنے والے محمد سعید مرحوم کی پھوپھی سے ہوئی تھی لیکن بعد میں اہلیہ کا انتقال ہوگیا تو اتراری (خیرآباد) میں دوسری شادی ہوئی۔ ابھی آپ صحتمند وتوانا تھے کہ دوسری بیوی کا بھی انتقال ہوگیا اور اس کے بعد آپ نے تیسری شادی نہیں کی۔ وفات ۱۹۶۶ء میں ہوئی اور گاؤں کے آبائی قبرستان میں

تدفین ہوئی۔ ۵ رمئی ۱۹۴۴ء بمطابق ۱۲ رجمادی الاولیٰ ۱۳۶۳ھ، جمعہ تک تقریباً دس سال آپ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے ناظم بھی رہے۔

مولانا محمد یوسف ابن مولانا عبدالمجید، گولا بازار (۱۹۲۵ء۔۱۹۷۶ء)

مولانا محمد یوسف، مولانا عبدالمجید کے لڑکے تھے۔ دادا کا نام خدا بخش عرف چھوٹک مرحوم تھا۔ ولادت ۱۹۲۵ء بمطابق ۱۳۴۳ھ کے قریب محلّہ گولا بازار میں ہوئی۔ پرائمری درجات اور عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں گھر پر اپنے والد محترم سے پڑھنے کے بعد جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور، اعظم گڑھ میں داخل ہوئے اور وہاں عالم تک تعلیم مکمل کی پھر دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۷ء میں یہیں سے سند فراغت حاصل کی۔ یہ وہ وقت تھا جب ملک کے اندر تحریک آزادی پورے شباب پر تھی اور پورا ملک آزادی کے نعروں سے گونج رہا تھا چنانچہ حالات کی ابتری کے پیش نظر آپ لوگوں کا سالانہ امتحان نہ ہوسکا اور ششماہی امتحان کے نمبرات کو ہی سالانہ امتحان کے نتائج کا معیار قرار دیا گیا۔ آپ کے اساتذۂ کرام میں بطور خاص مولانا قاری ریاست علی بحری آبادی اور مفتی نظام الدین صاحب سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ دارالعلوم مئو سے فراغت کے بعد گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں استاذ مقرر ہوئے اور پھر پوری زندگی اسی مدرسہ کے ہوکر رہ گئے چنانچہ اخیر عمر تک یہیں پڑھاتے رہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ کی طرف سے آپ کا تقرر پرائمری درجہ دو اور تین کے لیے ہوا تھا لیکن گاؤں کے جو طلبہ عربی و فارسی پڑھنا چاہتے تھے آپ ان کو عربی و فارسی کی کتابیں بھی پڑھاتے تھے۔ طلبہ کو آپ بڑی محبت سے پڑھاتے، بچے آپ سے بہت ڈرتے تھے، طلبہ کا مزاج دینی بنانے کی آپ پوری کوشش کرتے تھے۔ بہت نیک، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ حضرت مولانا عبدالستار صاحب مرحوم کی عدم موجودگی میں آپ نماز پنج گانہ اور جمعہ کی نماز بھی پڑھاتے تھے۔

۱۴ رجولائی ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۷ ررجب ۱۳۹۶ھ بروز بدھ تقریباً سو سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اللہ نے آپ کو آٹھ اولاد عطاء کی تھیں جن میں سے ایک کا صغرسنی میں ہی انتقال ہوگیا، باقی تین بیٹے اور چار بیٹیاں موجود ہیں۔ بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولانا ظفر احمد قاسمی شیخ الحدیث، شعبۂ نسواں، مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ

(۲) حافظ ودود احمد (۳) مولانا محمود احمد ندوی استاذ فارسی وعربی، شعبۂ نسواں، مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ۔

مولانا محمد یونس، گولا بازار (وفات: مئی ۱۹۸۷ء بمطابق رمضان ۱۴۰۷ھ)

آپ مولانا محمد یوسف صاحب کے بڑے بھائی اور مولانا ظفر احمد صاحب کے بڑے والد تھے۔ والد صاحب کا نام مولانا عبدالمجید اور دادا کا نام خدا بخش عرف چھوٹک مرحوم تھا۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں حاصل کی، مولانا عبدالستار صاحب مرحوم کے ہم عصر تھے۔ ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم مئو سے سند فضیلت حاصل کی۔ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی نے اپنی کتاب "کھوئے ہوؤں کی جستجو" کے صفحہ نمبر ۱۴۳، طبع دوم میں لکھا ہے کہ آپ کی بزرگی اور تقوی وطہارت سب کے نزدیک مسلم تھی۔ بہت کم گو اور بے ضرر انسان تھے۔ اپنے ذریعۂ معاش میں نہایت محتاط اور صاحب زہد وورع تھے۔ ماہ رمضان المبارک میں فجر کی سنت پڑھتے ہوئے عین نماز کی حالت میں انتقال ہوا۔

تاریخ ولادت کا علم ہمیں نہیں ہوسکا لیکن وفات مئی ۱۹۸۷ء بمطابق رمضان ۱۴۰۷ھ میں ہوئی۔ سحری کھانے کے بعد نماز فجر کی سنت ادا کر رہے تھے، ابھی سجدہ میں گئے تھے کہ ایک طرف لڑھکنا شروع ہوگئے جب تک لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو پاتے آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ کیا رشک آفریں موت ہے۔ ایک تو روزے کی حالت، دوسرے فجر کی نماز اور تیسرے حالت سجدہ۔ آپ کے ایک بیٹے جناب محمود الحسن صاحب مرحوم محلّہ بڑھئی ٹولہ تھے۔

مولانا حکیم محمد بشیر الدین قاسمی، نیا پورہ (۱۹۰۹ء-۱۹۹۳ء بمطابق ۱۳۲۷ھ-۱۴۱۳ھ)

آپ جامعہ نورالاسلام ولید پور کے بانی میاں جی ضیاءاللہؒ کے سب سے چھوٹے لڑکے اور مولانا کلام الدین قاسمی صاحب، نیا پورہ (مقیم قاضی ٹولہ) کے دادا تھے۔ ۱۹۰۹ء میں ولادت ہوئی۔ اس وقت گاؤں میں باضابطہ کوئی دینی وعلمی ادارہ نہیں تھا، گھروں میں لوگ قرآن اور دینیات کی تعلیم حاصل کرلیا کرتے تھے۔ جو لوگ اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتے ان کو مرکزی قصبوں اور شہروں میں بھیجا کرتے تھے اس لیے حکیم صاحب مرحوم کو بھی کم عمری میں مئو ناتھ بھنجن بھیج دیا گیا اور وہیں رہ کر ابتداء سے موقوف علیہ تک کی تعلیم حاصل کی۔ حصول تعلیم کے لیے مئو

میں آپ کا قیام تیرہ سال رہا، ابتداء میں قیام محدث جلیل ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب الاعظمیؒ کے دولت کدہ پر رہا کیوں کہ مولانا مرحوم کے والد بزرگوار مولانا محمد صابر صاحب مئوی اور حکیم صاحب کے والد بزرگوار میاں جی ضیاء اللہؒ کے درمیان دوستانہ تعلقات گہرے تھے اس لیے حکیم صاحب کے قیام وطعام کا نظم مولانا اعظمیؒ کے گھر پر ہوا، اس مدت میں آپ کے اساتذۂ کرام میں حضرت مولانا اعظمیؒ کے علاوہ مولانا عبداللطیف صاحب نعمانیؒ قابل ذکر ہیں۔اس دوران مزید تعلیمی تفاصیل کا علم نہ ہوسکا، یہ بھی نہ معلوم ہوسکا کہ آپ نے مئو کے کس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ وقت مدرسہ مفتاح العلوم میں گزرا ہوگا، اس کے بعد تکمیل کے لیے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۳ء میں فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم کے اساتذۂ کرام میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ (بخاری شریف)، حضرت مولانا اعزاز علی امروہویؒ (شمائل ترمذی شریف، نسائی شریف) اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ (مسلم شریف) بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ گاؤں کے علماءِ کرام میں آپ سب سے پہلے فاضل دارالعلوم دیوبند ہیں۔دارالعلوم دیوبند سے رسمی فراغت کے بعد طب کی طرف رجحان پیدا ہوا تو میڈیکل سائنس میں Diploma of the Takmiluttib College Lucknow سے تکمیل الطب نامی تین سالہ ڈپلومہ کی ڈگری بھی حاصل کی چنانچہ وہاں سے فارغ ہونے والے طلبہ کی ڈائریکٹری میں آپ کے داخلے اور قیام کا تذکرہ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۶ء تک ہے۔طب سے فراغت کے بعد فن طبابت کو ہی آپ نے اپنا ذریعۂ معاش بنایا، اس فن سے آپ کو خاص لگاؤ تھا اور علاقہ کے معروف نباض وحکیموں میں شمار کیے جاتے تھے۔کم وبیش دس سال تک آپ مدرسہ نورالاسلام ولید پور کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔حکیم صاحب درس وتدریس سے وابستہ نہیں تھے لیکن علم اور اہل علم سے تعلقات مضبوط تھے چنانچہ محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی (بڑے مولانا) اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نعمانی (وفات: ۱۹۷۵ء) مئو سے آپ کے فیملی مراسم تھے۔مبارکپور کے علماءِ کرام سے خاص تعلق تھا چنانچہ مؤرخ اسلام قاضی اطہر صاحب مبارکپوری مرحوم، مولانا عبدالباری صاحب مرحوم سابق ناظم اعلیٰ جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مولانا

عبدالستار صاحب مرحوم، مولانا محمد عمر صاحب مرحوم اور وہاں کے دیگر علماءِ کرام جب بھیرہ تشریف لاتے تو آپ کے دولت کدہ پر بھی قیام فرماتے۔

۱۹۵۱ء میں جب ولید پور میں ڈاک خانہ قائم ہوا تو حکیم صاحب اس کے سب سے پہلے پوسٹ ماسٹر متعین ہوئے اور کئی سالوں تک اس سے بھی متعلق رہے۔ آپ علاقہ کی مشہور عصری درسگاہ بی آر کے انٹر کالج کے اساسی ارکان میں سے تھے چنانچہ ۸/ستمبر ۱۹۹۳ء بمطابق ۲۰/ربیع الاول ۱۴۱۴ھ بروز بدھ جب آپ کے انتقال کی خبر جب کالج کے لوگوں تک پہنچی تو اس دن اسکول بند کر دیا گیا اور وہاں کا ایک وفد تعزیت کے لیے آپ کے پسماندگان کے پاس پہنچا۔ اگلے روز پونے دس بجے تدفین عمل میں آئی، آپ کے قریبی دوست مولانا عبدالستار صاحب بھیروی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وقت کے بڑے بڑے علماءِ کرام جیسے مؤرخ اسلام قاضی اطہر مبارکپوری اور مولانا اعجاز احمد اعظمی بھیروی وغیرہ نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

آپ کا عقد حافظ احمد کریم صاحب مرحوم نزد مسجد ذی النورین (وفات: ۱۹۸۶ء) کے خاندان میں ہوا تھا جن سے چار لڑکے پیدا ہوئے، پہلے حاجی حکیم محمد، دوسرے حاجی انوار الحق، تیسرے مولوی حاجی انصار الحق اور چوتھے حکیم ابوبکر صاحب ہیں۔

مولانا عبدالحلیم مفتاحی، نیاپورہ (سن تقریبی: ۱۹۱۰ء-۱۹۹۶ء بمطابق ۱۳۲۸ھ-۱۴۱۶ھ)

مولانا عبدالحلیم مفتاحی ابن عبداللہ کا مکان نیاپورہ کی مسجد بیت المکرّم کے پورب جانب گلی میں واقع ہے، آپ کے گھر کے سامنے والے حصہ میں ایک لمبا سا برآمدہ ہے۔ مولانا مرحوم کے بارے میں معتبر ذرائع (Authentic Sources) سے مستند باتیں نہ معلوم ہوسکیں اس لیے مختلف لوگوں سے سنی ہوئی باتوں کو بنیاد بنا کر ہم نے ایک ہلکا سا خاکہ لکھ دیا ہے تاکہ ایک اساس فراہم ہو جائے۔ آپ اوپر مذکور مولانا بشیر الدین قاسمی مرحوم کے غالباً درسی ساتھیوں میں سے تھے۔ جامعہ عربیہ مفتاح العلوم، مئو اس وقت علاقہ کی قدیم معروف دینی درسگاہ تھی چنانچہ فارسی وعربی درجات کی تعلیم از ابتداء تا انتہاء یہیں حاصل کی اور ۱۹۳۳ء میں فراغت ہوئی۔ اساتذۂ کرام میں ابو المآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نعمانیؒ کے نام ہیں قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا اعظمیؒ سے

خاص تعلق تھا بلکہ بغرض تعلیم جب مئو جانا ہوا تو مولانا مرحوم کے دولت کدہ پر قیام رہا۔ آپ گندمی رنگ، دراز قامت اور متوسط جسامت والے انسان تھے، شخصیت بارعب تھی۔ لنگی، کرتا اور سر پر دیوبند والی دو پلی ٹوپی آپ کا عام لباس تھا، خاص خاص مواقع پر کرتا پائجامہ کے ساتھ شیروانی بھی پہنتے تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کو اپنا مشغلہ بنایا چنانچہ مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں ایک لمبی مدت تک استاذ اور ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ لوگوں کی دینی ذہن سازی اور نماز کی دعوت کے لیے مقامی طور پر اہتمام کے ساتھ تبلیغ کا کام کرتے تھے، اس کے لیے فضائل اعمال پڑھنے اور سننے کا اہتمام کرتے، آپ کی تبلیغ کا منفرد انداز یہ تھا کہ آپ فضائل اعمال لے کر لوگوں کے گھروں پر چلے جاتے، وہیں پڑھ کر ان کو سناتے اور عمل کی ترغیب دیتے۔ اصلاح معاشرہ کی غرض سے جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل آپ تقریر بھی کرتے تھے۔ تقریباً ۸۵/سال کی عمر میں ۱۹۹۶ء کے آس پاس انتقال ہوا، اولاد میں مولوی محمد نعمان (وفات: ۲۰۱۹ء) کے علاوہ تین لڑکیاں بھی تھیں۔

مولانا حکیم محمد شریف نزد نئی جامع مسجد محلّہ پورب (۱۹۲۳ء۔۱۹۹۸ء)

اسم اور مسمی میں ایسی یکسانیت زمانہ نے کم ہی دیکھی ہوگی۔ مولانا مرحوم اپنے نام کی طرح شریف انسان بھی تھے۔ غالباً ۱۹۲۳ء میں ولادت ہوئی، والد مرحوم کا نام حاجی عبدالحکیم تھا۔ آپ کے چھوٹے بھائی حاجی محمد یونس صاحب مرحوم گاؤں میں فن سپہ گری کے استاذ مانے جاتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اپنے والدین پھر مولوی حکیم عبدالرشید صاحب بھیرہ مرحوم سے حاصل کی اس کے بعد مدرسہ مفتاح العلوم مئو میں داخل ہوئے جہاں محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی (بڑے مولانا) سے ایک طویل مدت تک فیض حاصل کیا اور غالباً وہیں سے سندِ فراغت بھی حاصل کی۔ فراغت کے بعد مولانا اعظمی نے بارہ بنکی کے کسی مدرسہ میں تدریس کے لیے بھیج دیا۔ اسی دوران مولانا مرحوم کے ساتھ لکھنؤ جا کر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا اور ایک مدت تک بارہ بنکی میں خدمت انجام دینے کے بعد وہاں سے سبک دوش ہو کر ضلع بارہ بنکی میں ہی زید پور کے قریب واقع ایک گاؤں بنتی پور چلے گئے اور وہاں بھی چند سالوں تک درس و تدریس کی خدمات انجام دیں۔ بعد میں آپ

مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں بھی استاذ رہے۔

۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۱ء میں یکے بعد دیگرے دو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ دونوں مرتبہ بحری جہاز کے ذریعہ سفر ہوا۔ دوسرے حج میں مولانا اعظمیؒ نے آپ کے ذریعہ امام حرم کے نام ایک مکتوب ارسال کیا۔ مکتوب پاکر امام حرم نے خط کو بوسہ دیا، مولانا موصوف کے ہاتھوں کو چوم لیا اور آپ کو مہمان خصوصی کا اعزاز بخشا۔

درس وتدریس کے علاوہ طبابت وحکمت کے پیشہ کے ذریعہ بھی آپ نے ہمیشہ لوگوں کی خدمت کی اور اپنی زندگی کے آخری ایام تک اسی پیشہ سے منسلک رہے۔

۸؍فروری ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۱؍شوال ۱۴۱۸ھ بروز اتوار آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ پسماندگان میں چار بیٹے (ماسٹر رشید احمد مرحوم، خلیل احمد، حافظ ظہیر احمد مرحوم، مولانا امتیاز احمد ندوی) اور دو بیٹیاں ہیں۔

بحوالہ بیٹے حافظ ظہیر احمد مرحوم اور پوتے مولانا انوار احمد قاسمی

مولانا عبدالستار نعمانی محلّہ تکیہ (۱۹۱۴ء۔۲۰۰۴ء)

۲۰۰۴ء میں جب راقم السطور دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث شریف کا طالب علم تھا، ۲۳؍جولائی ۲۰۰۴ء بمطابق ۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ بروز جمعہ شام پونے پانچ بجے خبر ملی کہ مولانا عبدالستار صاحب نعمانی نوے سال کی عمر میں اس دارفانی سے رخصت ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ براہ راست مولانا مرحوم سے مجھے کچھ پڑھنے یا سیکھنے کا موقع نہیں ملا کیوں کہ جب میری طالب علمی کا زمانہ آیا تو مولانا موصوف اپنی پیرانہ سالی کی عمر کو پہنچ چکے تھے لیکن بزرگوں سے سنا ہے کہ آپ انتہائی باصلاحیت عالم دین تھے۔ اگرچہ درس وتدریس آپ کا مستقل مشغلہ نہیں تھا لیکن جو کچھ پڑھاتے تھے اسے طلبہ کے دل میں اتار دیتے اور ذہن ودماغ میں بسا دیتے تھے۔ ایک لمبی مدت تک آپ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے ناظم اعلیٰ اور کم وبیش پچیس سال تک گاؤں کی مرکزی جامع مسجد محلّہ پچھّم کے امام رہے۔ آپ صرف مدرسہ کے ناظم یا جامع مسجد کے امام ہی نہیں بلکہ پورے گاؤں کے پیشوا اور قائد بھی تھے۔ گاؤں کا کوئی بھی اہم کام آپ کی رائے اور مشورے کے بغیر انجام نہیں پاتا تھا۔ پورے گاؤں کو آپ کی قیادت تسلیم تھی۔ آپ انتہائی پختہ

رائے کے مالک انسان تھے۔ خاص خاص مواقع جیسے شب برأت، رمضان اور عیدین کی مناسبت سے جامع مسجد میں تقاریر بھی کرتے تھے۔ کسی خاص عوامی اور ہنگامی معاملات پر بھی آپ کی تقاریر ہوتیں اور لوگوں کو ان سے بڑی بصیرت حاصل ہوتی تھی۔ عیدین کی امامت کے علاوہ اپنے محلّہ کی مسجد ذی النورین میں پنج وقتہ نمازوں کے بھی امام تھے۔ آپ ایک بہترین قاری تھے، انتہائی معیاری انداز میں قرآن پڑھتے، نماز میں مسنون سورتوں کی قرأت کا اہتمام کرتے تھے۔ نماز میں آپ کی پابندی معروف تھی بالخصوص فجر کی نماز میں کبھی تخلف نہیں ہوتا تھا، آپ سحر خیزی کے عادی تھے، ہر موسم میں صبح صادق کے وقت بیدار ہو جاتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔

آپ کی تاریخ ولادت کا یقینی علم نہیں ہو سکا لیکن آپ کے بڑے فرزند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کے اندازے کے مطابق آپ کا سن ولادت ۱۹۱۴ء بمطابق ۱۳۳۲ھ ہو سکتا ہے۔ ولادت محلّہ تکیہ بھیرہ کے ایک دیندار گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد مرحوم الحاج حافظ عبد الغفور ابن حسین احمد ابن عبد الوہاب ایک دیندار و خدا ترس انسان تھے اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مدرسہ واقع کانپور سے تعلیم یافتہ تھے۔ اس وقت گاؤں میں باقاعدہ طور پر چونکہ کوئی مدرسہ نہیں تھا اس لیے مختلف لوگوں جیسے مولوی حکیم عبد الرشید محلّہ پچھّم اور محمد علی صاحب (محمد انس شہد والے کے دادا) سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اس کے بعد عربی و فارسی کی تعلیم کے لیے دار العلوم مئو تشریف لے گئے جہاں از ابتداء تا انتہاء تعلیم کے حصول کے بعد سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ اساتذۂ کرام میں مولانا قاری ریاست علی مرحوم، مولانا اسلام الحق مرحوم کو پانچ اور مولانا شیخ محمد صاحب مرحوم مئو کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔

مولانا مرحوم کے دو بڑے بھائی اور ایک بہن تھیں لیکن بھائیوں کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا اور بہن کی شادی سریاں، مبارک پور میں ہوئی جن کے پوتے غفران احمد علیگ جو کومون یونیورسٹی نینی تال، اتراکھنڈ (Kumaun Uniiversity, Nainital) کے الموڑا کیمپس میں پروفیسر رہے ہیں۔ آپ کی شادی حافظ محمد ابراہیم صاحب مرحوم نزد نئی جامع مسجد، محلّہ پورب، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی تھی۔ اولاد میں تین بیٹے (حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب، عتیق الرحمٰن مرحوم، ڈاکٹر محمد حسام الدین، بی اے ایم ایس) اور چار

بیٹیاں ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے بڑے بیٹے آپ کے پرتو اور علمی وارث ہیں جو آپ کی نیابت کا مکمل حق ادا کر رہے ہیں لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کے بعد آپ کی خاندان میں یہ نیابت شاید باقی نہ رہ سکے کیونکہ مولانا موصوف کے بعد آپ کے اولاد واحفاد میں کوئی فرد ایسا نظر نہیں آتا جو اس سلسلہ کو باقی رکھ سکے۔دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی لائق وفائق فرد پیدا فرمادیں جو اس نیابت وروایت کو باقی رکھ سکے۔

مولانا محمد حسنین مفتاحی گول کھمبا (۱۹۵۰ء۔۲۰۱۰ء)

متوسط قد، سانولا رنگ، چہرے پر قدرے چھوٹی گھنی ڈاڑھی تھی اور سر پر لمبی مخملی ٹوپی پہنتے تھے۔نام محمد حسنین ابن حاجی یادعلی ابن عبدالواحد ابن لال محمد تھا۔پاسپورٹ کے مطابق آپ کا سن ولادت ۶؍فروری ۱۹۵۰ء بمطابق ۱۸؍ربیع الآخر ۱۳۶۹ھ بروز پیر ہے لیکن اہل خانہ کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق درحقیقت آپ کی ولادت ۱۹۴۷ء میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا محمد یوسف مرحوم اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے حاصل کی۔عربی وفارسی کی تعلیم کا صحیح علم نہیں ہوسکا لیکن لوگوں کے بتانے کے مطابق از ابتداء تا انتہاء پوری تعلیم مدرسہ مفتاح العلوم مئو میں ہوئی۔حضرت مولانا حافظ عبدالحی صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد آپ کے ہم درس تھے۔آپ ایک ذہین طالب علم تھے۔فن طب سے کافی لگاؤ تھا چنانچہ اپنے ذاتی مطالعہ کی بنیاد پر ہومیو پیتھ کو کسب معاش کا ذریعہ بنایا اور قرب وجوار کے علاقے بھیرہ، محمد آباد، مبارکپور، جہانا گنج اور اخیر میں چریا کوٹ میں مطب قائم کیے اور وہیں پر ۱۸؍جنوری ۲۰۱۰ء بمطابق ۳؍صفر ۱۴۳۱ھ بروز پیر انتقال ہوا۔نعش کو بھیرہ لایا گیا اور مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔خیرآباد میں محلّہ پچھّم کے رہنے والے حاجی محمد عمر صاحب مرحوم کی دختر کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا تھا جن سے چار بچے اور دو بچیوں کی ولادت ہوئی۔بچوں کے نام محمد فیضان، شمس جاوید، آصف کمال اور جمال آصف ہیں۔

مولانا اعجاز احمد اعظمی ابن قاضی محمد شعیب کوثر مرحوم (۱۹۵۱ء۔۲۰۱۳ء)

مولانا محمد اسلم فاروقی کے تذکرہ کے ضمن میں اوپر گزر چکا ہے کہ سرزمین بھیرہ اپنے قیام کے روز اول سے ہی اہل اللہ اور علماء وصلحاء کا گہوارہ رہی ہے۔کچھ شخصیات یہاں ایسی گزری ہیں

جن کے علم وفضل اور بلند و بالا کمالات کی آواز مغل سلطنت کے ایوان بالا میں بھی سنائی دی ہے۔ زہد وورع، تقوی وطہارت، اخلاص وللّٰہیت اور علم وعمل کی اِس دنیا میں ایک معروف نام حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی مرحوم کا ہے جو ماضی قریب تک اپنی علمی عطر بیزیوں سے چمنستان ہند کو معطر کیے ہوئے تھے اور جن کے علم وعمل کا ایک عالم معترف تھا۔ مولانا مرحوم بیک وقت درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور وعظ وتقریر تینوں فنون پر یکساں عبور رکھتے تھے حالانکہ مدارس کی چہار دیواری کے اندر یہ تینوں کمالات بیک وقت ایک ہی ذات کے اندر بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ایک طرف اگر آپ بہترین مقرر، بہترین مدرس اور بہترین مصنف تھے تو دوسری طرف آپ کی ذات ایک بہترین مربی اور مردم ساز شخصیت کی بھی تھی حتی کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی مرحوم سابق استاذ دارالعلوم دیوبند کے بعد رجال سازی کا فن اگر کسی کے پاس موجود تھا تو بہت حد تک آپ کے اندر تھا۔ آپ ایک نرم خو انسان تھے، اپنے طلبہ سے اور طلبہ آپ سے بے حد محبت کرتے تھے، آپ ان کو روحانی اولاد کے ساتھ اپنی حقیقی اولاد کی طرح سمجھتے تھے۔ ہمارے طالب علمی کے زمانہ میں جب گاؤں آتے تو دل کے ہزار چاہنے کے باوجود اپنی کم ہمتی کی وجہ سے میں بہت کم آپ سے ملاقات کر پاتا لیکن جب ملاقات ہوتی تو دل چاہتا کہ یہ ملاقات طویل ہوتی چلی جائے۔ جب ہم طلبہ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے تو ہمارے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں کچھ اس طرح دباتے کہ اس میں عجیب قسم کی اپنائیت محسوس ہوتی اور طبیعت آپ کی طرف کھنچتی چلی جاتی۔

فکری طور پر آپ تعلیم نسواں کے قائل نہیں تھے۔ بہت طویل مدت کے بعد ایک مرتبہ اپنی ایک رشتہ دار بچی کی تعلیم کے سلسلہ میں ریاض سے میں نے آپ کو فون کیا اور بتایا کہ حضرت میں محفوظ احمد بول رہا ہوں، آپ کے پڑوسی مقبول احمد کا لڑکا۔ یہ سن کر اسی محبت بھرے انداز میں فوراً بولے کہ ہاں چل بول میں تجھے جانتا ہوں، کوئی ضرورت ہوگی جب ہی فون کیا ہے ویسے تو کبھی یاد کرتا نہیں۔ میں نے کہا کہ نہیں حضرت میں آپ کو فون کرنا چاہتا ہوں لیکن بلا ضرورت مجھے آپ سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی پھر اپنی عرضی پیش کی کہ شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ میں ہماری ایک رشتہ دار بچی کا داخلہ نہیں ہو سکا ہے اور آپ کے وہاں اچھے تعلقات

ہیں، اگر آپ تھوڑی کوشش کر دیں تو شاید اس کا داخلہ ہو جائے۔ یہ سن کر ہنستے ہوئے فرمایا کہ تو مجھ سے لڑکیوں کی تعلیم کی باتیں کرتا ہے اور ان کے داخلہ کے لیے مجھے فون کیا ہے، مجھ سے گناہ کروائے گا کیا؟ میں نے کہا کہ حضرت یہ گناہ نہیں آپ کے حق میں ذخیرۂ آخرت ہوگا تو بولے کہ اچھا تو بولنا سیکھ گیا ہے۔ پھر دریافت فرمائے کہ کس شعبہ میں داخلہ ہونا ہے؟ میں نے بتایا تو کہنے لگے کہ اس میں تو میرے تعلقات نہیں ہیں ویسے اس کا رول نمبر بتا دو اور کل اسی وقت فون کر لینا، اگلے دن میں نے فون کیا تو بولے کہ میری بات ہوگئی ہے اس بچی کو بھیج دو، جا کر داخلہ کی کارروائی مکمل کرا لے۔ اس سے بھی مولانا کی اعلیٰ ظرفی اور اخلاق عالیہ کا پتہ چلتا ہے کہ اپنے نظریہ کے خلاف جا کر ایک ضرورت مند بچی کے داخلہ کے لیے کوشش کی اگرچہ برادر خرد جمال ہاشم سلمہ جو اس وقت اسی کالج میں زیر تعلیم تھے کی کوششوں سے یہ مسئلہ پہلے حل ہو چکا تھا۔ راقم اس بات کو اپنی حرماں نصیبی سمجھتا ہے کہ اس کو مولانا مرحوم کی ذات سے براہ راست کسی طرح کے کسب فیض کا شرف حاصل ہوا نہ ہی آپ کی زندگی میں آپ کی ذات سے خاطر خواہ استفادہ کا موقع میسر ہوا۔

آپ انتہائی متقی، پرہیزگار، عالم باعمل اور دنیا سے بے رغبت انسان تھے۔ آپ کے تقوی وطہارت کا عالم یہ تھا کہ ہمارے بچپن میں محلّہ کی ایک معمر خاتون (جو اُس وقت کم عمر تھیں) ایک مرتبہ مجھ سے کہنے لگیں کہ ایک دن کسی ضرورت کے پیش نظر میں اپنے دروازے پر کھڑی تھی، نماز کا وقت تھا اور مولانا مرحوم سامنے سے آتے ہوئے نظر آئے، یہ سوچ کر کہ دیکھوں مولانا ادھر نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں یا نہیں میں دروازے سے تھوڑا پردہ کر کے کھڑی ہوگئی؟ مجھے یہ دیکھ کر ایک خوش گوار حیرت ہوئی کہ جیسے ہی مولانا صاحب کو اس بات کا احساس ہوا کہ یہاں کوئی نامحرم عورت کھڑی ہے انہوں نے فوراً اپنی نگاہیں جھکا لیں اور وہاں سے گزر گئے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ علماءِ کرام کو جب تھوڑی فارغ البالی میسر ہو جاتی ہے یا اس کے ذرائع پیدا ہو جاتے ہیں تو سب سے پہلے وہ اپنی اور اپنی اولاد بلکہ نسلوں تک کی آرام وآسائش کی فکر اور تدبیر کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن مولانا مرحوم ایسے نہیں تھے، کثیر العیال ہونے کے باوجود ان کے ذریعۂ معاش کی فکر کے بجائے آپ نے ہمیشہ اپنی اولاد کی دینی تعلیم وتربیت

کی فکر کی، اپنے اوران کے ذریعۂ معاش کے لیے کبھی فکر مند نہ ہوئے بلکہ دین کی خدمت کو ہمیشہ ترجیح دی۔ آپ کی دنیا سے بے رغبی کا عالم یہ تھا کہ شادی کے بعد جب آپ کی اہلیہ محترمہ آپ کے گھر آئیں تو ان سے مندرجہ ذیل جملوں کے ساتھ مخاطب ہوئے۔

"میں نہ دنیا کمانے کے کام کا ہوں، نہ دنیا کا کوئی کام کرونگا۔ اللہ کی عبادت، رسول کی اطاعت اور دین اسلام کی خدمت جس قدر مجھ سے بن سکے گی کرتا رہوں گا۔ معلوم نہیں تمہارے اخراجات وضروریات کو میں نباہ سکوں یا نہ نباہ سکوں؟ دین کی خدمت میں کبھی سفر، کبھی گھر، کبھی تنگی، کبھی فراخی سب سے سابقہ پڑے گا، اگر اس تنگی ترشی کے ساتھ بخوشی گزارا کرنا منظور ہو تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں تو میں ابھی زندگی میں تبدیلی لانے سے قبل آزاد کردوں"۔

حکایت ہستی، ص ۲۹۶، طبع سوم

ذیل میں ہم کوشش کرینگے کہ مولانا مرحوم کے احوال زندگی کا بالتفصیل تذکرہ کریں۔

۲۸ ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ بمطابق ۵ فروری ۱۹۵۱ء بروز پیر بوقت تین بجے شب محلّہ پورب، بھیرہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ والد مرحوم کا نام قاضی محمد شعیب کوثر ابن قاضی عبدالحق ابن حافظ محمد طاہر ابن پُر دل تھا۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ راسلامیہ رحیمیہ میں ہوئی اور ۳۰ رجون ۱۹۶۴ء کو پرائمری درجہ پانچ کی تکمیل ہوئی۔ اس کے بعد فارسی اور عربی اول کی تعلیم گاؤں ہی میں حضرت مولانا عبدالستار صاحب اور آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب سے حاصل کی۔ آپ کے انتقال کے موقعہ سے نیا پورہ پر ہونے والے تعزیتی اجلاس میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب نے فرمایا کہ جب والد صاحب نہیں ہوتے یا کسی ضروری کام میں مشغول ہوتے تو میں آپ کو پڑھا دیا کرتا اس طرح مجھے مولانا مرحوم کا استاذ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ بھیرہ میں جن اساتذۂ کرام سے آپ نے تعلیم حاصل کی ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حاجی محمد شعیب کوثر صاحب (آپکے والد)	قاعدہ بغدادی، عم پارہ اور اردو
(۲) حافظ عبدالغنی صاحب بھیرہ	قرآن شریف واردو
(۳) مولوی محمد یوسف صاحب بھیرہ	پرائمری درجہ دوم وسوم

(۴) ماسٹر شفیع احمد صاحب بھیرہ	پرائمری درجہ چہارم وپنجم
(۵) مولانا عبدالستار صاحب بھیرہ	فارسی وعربی اول
(۶) مولانا ممتاز احمد صاحب بھیرہ	گلستاں ومالابدمنہ
(۷) مولانا عزیز الرحمٰن صاحب بھیرہ	فارسی کے چند اسباق
(۸) حافظ احمد کریم صاحب بھیرہ	حفظ قرآن کریم

جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں

۱۹۶۶ء بمطابق شوال ۱۳۸۴ھ میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں داخل ہوئے اور عربی دوم سے عربی پنجم تک چار سال یہاں تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ احیاء العلوم میں جن اساتذۂ کرام سے آپ نے کسب فیض کیا ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولانا عبدالکافی صاحب مبارکپوری	ہدایۃ النحو، نورالایضاح اور شرح مائۃ عامل
(۲) مولانا عبدالمنان صاحب باسوپاری	کبری، مرقات، قدوری، نورالانوار اور ہدایہ اول
(۳) مولانا جمیل احمد صاحب مبارکپوری	القرأۃ الرشیدہ دوم وسوم، کافیہ، شرح تہذیب، شرح وقایہ اور مختصر المعانی
(۴) قاری حماد صاحب شیخوپور	تجوید قرآن
(۵) مولانا محمد مسلم صاحب بھوری	علم الصیغہ، فصول اکبری، شرح جامی، ہدیہ سعیدیہ،
(۶) مولانا محمد یحییٰ صاحب رسول پوری	نفحۃ الیمن
(۷) مولانا زین العابدین صاحب معروفی	ترجمۂ کلام پاک نصف اخیر، مقامات حریری، ہدایہ ثانی، سُلَّم اور ملاحسن
(۸) مولانا عبدالباری صاحب مبارکپوری	نورالانوار اور ترجمۂ کلام پاک (چند اسباق)
(۹) مولانا شمس الدین صاحب مبارکپوری	ترجمۂ کلام پاک نصف اول
(۱۰) مولانا محمد عثمان ساحر مبارکپوری	دیوان متنبّی
(۱۱) مولوی فیضان اللہ صاحب مبارکپوری	دیوان غالب (کچھ حصے)
(۱۲) قاری محمد ادریس صاحب مبارکپوری	تجوید (حَدَر)
(۱۳) قاضی اطہر صاحب مبارکپوری	مقامات حریری (چند اسباق)

(۱۴) مولانا بشیر احمد صاحب مبارکپوری شرح تہذیب چند اسباق

مؤخر الذکر تین بزرگ اس وقت مدرسہ احیاء العلوم کے مدرس نہیں تھے۔

دار العلوم دیوبند اور مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں

شوال ۱۳۸۸ھ بمطابق ۱۹۶۹ء میں دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے اور داخلۂ امتحان میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی لیکن دیوبند میں ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ اچانک ایک ہنگامہ کی وجہ سے دار العلوم چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد چند ہفتے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں زیر تعلیم رہے۔ دیوبند کے مختصر ایام طالب علمی میں مندرجہ ذیل اساتذۂ کرام کے نام شامل ہیں۔

(۱) مولانا محمد سالم صاحب دیوبند	جلالین شریف
(۲) مولانا قمر الدین صاحب بڑہل گنج	میبذی
(۳) مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی	عربی ادب
(۴) منشی امتیاز احمد صاحب دیوبند	خطاطی (چند ماہ)
(۵) مولانا اختر حسین صاحب عرف میاں صاحب	ہدایہ آخرین

پندرہ روز تک ذیل کے تین بزرگوں سے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں کسب فیض کیا۔

(۱) مولانا محمد اظہار صاحب بینا پارا	بدایۃ المجتہد (چند اسباق)
(۲) مولانا داؤد اکبر صاحب بمہور	ترجمۂ کلام پاک (چند اسباق)
(۳) ماسٹر مسلم صاحب اعظم گڑھ	انگلش

مدرسہ حسینیہ چلہ ضلع امروہہ میں

دار العلوم دیوبند سے نکلنے اور مدرسۃ الاصلاح میں چند ہفتے گزارنے کے بعد دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے لیے آپ مدرسہ حسینیہ چلہ ضلع امروہہ تشریف لے گئے اور مندرجہ ذیل اساتذۂ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کے بعد ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۹۶۹ء میں تعلیم سے رسمی فراغت حاصل کی۔

(۱) مولانا افضال الحق جوہر قاسمی صاحب، مئو	ترمذی شریف و بخاری شریف
(۲) مولانا عطاء اللہ صاحب دیوریا	مسلم شریف، ابن ماجہ
(۳) مولانا سید عبد الحی صاحب امروہہ	ربع داؤد شریف

(۴) مولانا عبدالمنان صاحب سیتامڑھی شمائل ترمذی

تبلیغی جماعت میں چلہ

تعلیم سے فراغت کے بعد بنگال کے ضلع بردوان میں تبلیغی جماعت کے ساتھ ایک چلہ لگایا۔ چلہ سے واپسی کے بعد بھیرہ میں سولہ ماہ تک قیام رہا، اسی دوران قرآن پاک کا حفظ بھی مکمل کیا، ساتھ ہی گاؤں کے نوجوان طبقہ کو قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھاتے رہے۔

حفظ قرآن کریم

قرآن کریم کے حفظ کے لیے اوقات کی ترتیب کچھ اس طرح تھی کہ رات کو دو بجے کے بعد اٹھ جاتے اور یاد کیے ہوئے حصوں میں سے کچھ حصہ تہجد میں پڑھتے، پھر ایک پاؤ یاد کرتے اور فجر کی نماز پڑھ کر اسے پختہ کر کے اپنے استاذ حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے گھر جا کر ان کو سناتے۔ اس کے بعد چار گھنٹے گھر کے کاموں میں مشغول رہتے، نماز ظہر کے بعد پھر قرآن کا دور اور دوسری کتابوں کا مطالعہ کرتے۔ عصر کی نماز کے بعد اپنے استاذ حضرت مولانا عبد الستار صاحب کی خدمت میں حاضری دیتے۔ مغرب کی نماز کے بعد گاؤں کے نوجوانوں کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھاتے۔ بعد نماز عشاء فوراً سو جاتے۔ اس نظام الاوقات کا فائدہ یہ ہوا کہ چھ ماہ کے اندر آپ نے قرآن کریم حفظ کر لیا۔

شادی خانہ آبادی

محلّہ پچھّم، بھیرہ کے رہنے والے جناب عبدالستار صاحب مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ بچپن میں ہی رشتہ طے کر دیا گیا اور اس وقت کے رواج کے مطابق دس سال کی عمر میں نکاح ہو گیا تھا۔ نماز کے بعد مسجد میں آپ کے دادا مرحوم نے نکاح پڑھایا۔ رخصتی ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۹۷۱ء میں عمل میں آئی۔

تدریسی زندگی

درس و تدریس کی ابتداء آپ نے مدرسہ حسینیہ چلہ ضلع امروہہ کی عارضی مدرسی سے کیا۔ اس کے بعد اپنے اساتذہ کے حکم سے میسور گئے اور چار ماہ تک وہاں شہر کی ایک مسجد میں امامت و خطابت اور وعظ و تقریر کا فریضہ انجام دیا۔ پھر جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس کے ذمہ داروں کے مطالبہ پر

یہاں چلے آئے اور شوال ۱۳۹۲ھ سے شعبان ۱۳۹۳ھ دو سال تک وہاں تدریس کی خدمت انجام دی۔

مدرسہ دینیہ غازی پور میں

۱۳۹۳ھ میں مدرسہ دینیہ غازی پور گئے، وہاں دو مرحلے میں آپ نے نو سال خدمات انجام دیں۔ پہلا مرحلہ ۱۳۹۳ھ سے ۱۳۹۷ھ تک اور دوسرا مرحلہ ۱۴۰۱ھ سے ۱۴۰۶ھ تک رہا۔

مدرسہ وصیۃ العلوم الہٰ آباد میں

مدرسہ دینیہ کے زمانۂ قیام میں خانقاہ وصی الٰہی کے ذمہ داروں کے اصرار پر خانقاہ کے ماتحت چلنے والے مدرسہ "مدرسہ وصیۃ العلوم" الہٰ آباد (موجودہ پریاگ راج) تشریف لے گئے۔ وہاں تدریس کے ساتھ حیات مصلح الامت کی تصنیف بھی قیام کا ایک سبب تھا۔ اسی کے ساتھ مدرسہ دینیہ غازی پور کی تعلیمی نگرانی بھی آپ کے سپرد تھی۔ مدرسہ وصیۃ العلوم الہٰ آباد کی تدریس کا زمانہ چار سال (۱۳۹۷ھ سے ۱۴۰۱ھ) پر محیط ہے پھر آپ باضابطہ طور پر مدرسہ دینیہ سے منسلک ہو گئے۔

مدرسہ ریاض العلوم گورینی میں

۱۴۰۶ھ میں مدرسہ دینیہ سے علیحدگی کے بعد مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور تشریف لے گئے، یہاں ۱۴۱۰ھ چار سال تک قیام رہا لیکن بعد میں وہاں کچھ ایسے احوال پیش آئے کہ آپ نے گورینی کو خیر باد کہہ دیا اور اپنے استاذ حضرت مولانا محمد مسلم صاحب بمہور کے حکم پر مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام شیخوپور تشریف لے گئے۔

مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ میں

شوال ۱۴۱۰ھ میں مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، ضلع اعظم گڑھ آ گئے اور یہاں اپنی زندگی کے قیمتی چوبیس سال گزارے۔ جب آپ یہاں آئے تو اس وقت یہ ایک معمولی مدرسہ سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ تعمیر کے نام پر چند کمرے اور تعلیم کے نام پر بیس پچیس طلبہ حفظ کے اور چار پانچ طلبہ عربی کے تھے۔ مکتب میں گاؤں کے بچے تعلیم کے وقت آتے اور چھٹی کے وقت چلے جاتے، یہی کل کائنات تھی۔ پھر آپ کی محنت، جہد مسلسل اور لگن سے عربی پنجم تک کے درجات قائم ہوئے، تعلیم و تعلم کا خوش گوار ماحول بنا، مدرسہ نے تعلیمی و تعمیری دونوں لحاظ سے ترقی شروع کی یہاں

تک کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک معمولی مدرسہ سے ملک کا ایک معروف ادارہ بن گیا۔ یہ خوشگوار انقلاب تمام تر حضرت مولانا کی جدو جہد کا ثمرہ تھا لیکن حالات کی ستم ظریفی اور قلب ونظر کی کم ظرفی دیکھئے کہ جس ادارہ کو چوبیس سال تک اپنے خون جگر سے سینچا تھا اس میں ایسے حالات پیدا کر دیے گئے کہ مجبوراً وآزردہ دلی کے ساتھ آپ کو اسے چھوڑنا پڑا اور فتنوں سے دامن بچا لینے ہی میں دین ودنیا کی عافیت محسوس کی چنانچہ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۰۱۳ء میں اس سے مکمل کنارہ کش ہوکر رمضان ۱۴۳۴ھ میں اپنے قائم کردہ ادارہ مدرسہ سراج العلوم چھپرہ ضلع مئو میں مستقل اقامت اختیار کر لی۔

مدرسہ سراج العلوم چھپرا ضلع مئو میں

رمضان ۱۴۳۴ھ میں آپ یہاں تشریف لائے اور اس مدرسہ کو ترقی دینے کا فیصلہ کیا، عربی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا، تعلیم کی باد بہاراں چلنے لگی لیکن وقت نے مہلت نہ دی، محض چند مہینوں بعد حق جل مجدہ کی طرف سے بلاوا آ گیا اور آپ ۲۲ ر ذی القعدہ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۸ ر ستمبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار رات گیارہ بج کر بیس منٹ پر اپنے مالک حقیقی کے حضور پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیعت وسلوک

ابتدائے شعور سے ہی حضرت مولانا کا رجحان تصوف وسلوک کی طرف تھا جیسا کہ آپ کی زندگی کے صفحات کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ فراغت کے بعد تبلیغی جماعت کے چلے سے جب واپس آئے تو سب سے پہلے اپنے علاقہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت مولانا حکیم منیر الدین صاحب امام وخطیب جامع مسجد مئو سے بیعت ہوئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب کے خلیفہ وجانشین حضرت مولانا قاری مبین احمد صاحب سے اصلاحی تعلق قائم کیا پھر پاکستان میں صوبۂ سندھ کے مشہور بزرگ عالم دین، سلسلۂ قادریہ کے نامور شیخ حضرت مولانا شاہ حماد اللہ صاحب ہالیجوی کے خلیفہ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے تلمیذ رشید عارف باللہ حضرت مولانا عبدالواحد صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور ان سے اجازت وخلافت حاصل کی۔ اپنے شیخ کے حکم پر آپ بھی سالکین راہ طریقت کی

تربیت اور اصلاح وارشاد کے لیے بیعت کیا کرتے تھے۔ نہ جانے کتنے گم کردۂ راہ آپ کی نظر کیمیا اثر سے جادۂ حق پر گامزن ہوئے۔ آپ کے مسترشدین کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں دو نام نمایاں ہیں۔ ایک صوبۂ بہار کے مستند عالم دین حضرت مولانا مفتی تبارک حسین قاسمی صاحب پورنیہ اور دوسرے حضرت مولانا قاری عبدالحسیب صاحب انجان شہید ضلع اعظم گڑھ۔ یہ دونوں حضرات مولانا مرحوم کے فیض روحانی کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

سفر حج

مولانا کو اپنی حیات مستعار میں نو مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت میسر ہوئی۔ پہلا حج ۱۹۸۹ء میں اور آخری حج وفات سے ایک سال قبل ۲۰۱۲ء میں کیا۔ ۲۰۰۸ کے سفر حج میں ناچیز کو بھی میدان منیٰ وعرفات میں کئی ملاقات کا شرف حاصل رہا۔

سفر پاکستان

مولانا مرحوم نے دو مرتبہ پاکستان کا بھی سفر کیا۔ سفر کا مقصد اپنے شیخ ومرشد کی زیارت تھی۔ پہلا سفر ۶ ردسمبر ۱۹۹۶ء میں ہوا۔ اس سفر میں مولانا نے حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجوی کی سوانح ''تذکرۂ شیخ ہالیجوی'' تصنیف فرمائی۔ تقریباً ایک ماہ قیام کے بعد ۳ رجنوری ۱۹۹۷ء کو واپسی ہوئی۔ دوسرا سفر ۳ رستمبر ۲۰۰۷ء میں ہوا اور ۲۹ رستمبر ۲۰۰۷ء کو واپسی ہوئی۔

سفر بنگلہ دیش

شوال ۱۴۱۸ھ بمطابق فروری ۱۹۹۸ء میں بنگلہ دیش کی دارالحکومت ڈھاکہ کے عالمی تبلیغی اجتماع میں شرکت کی غرض سے اپنے قریبی احباب کے ایک وفد کے ساتھ آپ نے بنگلہ دیش کا سفر کیا، پندرہ دن کے اس سفر میں وہاں کے بہت سارے بڑے بڑے مدارس کا دورہ کیا اور وہاں کے ممتاز علماءِ کرام ومشائخ عظام سے ملاقاتیں ہوئیں۔

درس قرآن کا سلسلہ

درس وتدریس کے علاوہ فرصت کے اوقات میں مولانا نے درس قرآن کو اپنا مشغلہ بنایا چنانچہ ایک طویل مدت تک اپنے گاؤں بھیرہ کی مسجد ذی النورین میں بعد نماز تراویح لوگوں کے سامنے قرآن کریم کی تفسیر بیان کرتے رہے اور یہ سلسلہ بلا کسی انقطاع کے چلتا رہا یہاں تک کہ

مصلحت خداوندی سے حالات کچھ ایسے پیش آ گئے کہ آپ نے دوران رمضان گاؤں میں قیام کرنا ترک کر دیا اور شیخوپور میں قیام کرنے لگے پھر ۱۹۹۰ء سے شہر اعظم گڑھ کی جامع مسجد میں ہر اتوار کو بعد نماز مغرب درس قرآن کا یہ سلسہ شروع فرمایا جو تا وقت وفات بغیر تخلف کے مسلسل جاری رہا، سنا ہے کہ بلاتفریق مسلک آپ کے درس میں لوگ شرکت کرتے اور اس سے مستفیض ہوتے تھے۔

مجلّہ المآثر کی ادارت

محدث کبیر ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی (۱۹۰۱ء۔۱۹۹۲ء) کی وفات کے بعد ان کے علوم ومعارف کی اشاعت کے لیے سہ ماہی مجلّہ المآثر کا اجراء عمل میں آیا تو اہل علم و دانش نے اس کی ادارت کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی چنانچہ ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹۹۲ء سے یہ مجلّہ پوری شان وشوکت کے ساتھ جاری ہوا جس کے اداریہ سے لے کر مضامین کی فراہمی، اس کی ترتیب وایڈیٹنگ کی ذمہ داری پوری تندہی کے ساتھ بحسن وخوبی آپ نے انجام دی اور علمی دنیا میں اس کی ایک شناخت بنائی۔

ماہنامہ انوار العلوم کی ادارت

۱۹۹۶ء میں جامعہ عربیہ انوار العلوم جہانا گنج، اعظم گڑھ سے ایک ماہنامہ انوار العلوم کے نام سے جاری ہوا تو اس کی ادارت کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی گئی۔ یہ رسالہ زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکا اور ڈیڑھ سال کے بعد بند ہو گیا۔

ماہنانہ ضیاء الاسلام کی ادارت

ماہنامہ انوار العلوم کے بند ہونے کے بعد لوگوں کے تقاضہ پر مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ سے مولانا ضیاء الحق عرف حاجی بابو خیر آباد کی ادارت میں ۲۰۰۰ء میں الاسلام کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ جاری کیا جو رجسٹریشن کی کچھ مجبوریوں کی وجہ سے بعد میں ضیاء الاسلام کے نام سے موسوم ہوا۔ اس رسالہ کا اکثر حصہ مولانا کے مضامین ومقالات پر مشتمل ہوتا تھا۔ اخیر عمر میں جب کئی بیماریوں نے مکمل اپنے حصار میں لے لیا تو یہ رسالہ بھی اپنی زندگی کا وقت پورا کر کے بند ہو گیا۔

تصنیفات وتالیفات

(۱) تسہیل الجلالین شرح اردو جلالین شریف (جلد اول)

(۲) حدیث دوستاں (دینی واصلاحی اور علمی وادبی مکاتیب کا مجموعہ)
(۳) کھوئے ہوؤں کی جستجو (مختلف شخصیات پر لکھے گئے مضامین کا مجموعہ)
(۴) حیات مصلح الامت (حضرت مولانا وصی اللہ صاحب اعظمی کی مکمل سوانح حیات)
(۵) مدارس اسلامیہ، مشورے اور گزارشیں (مدارس سے متعلق مضامین کا مجموعہ)
(۶) بطواف کعبہ رقتم (سفرنامۂ حج)
(۷) تہجد گزار بندے (تہجد کی اہمیت وفضیلت اور تہجد گزار بندوں کا تفصیلی تذکرہ)
(۸) علوم ونکات (مجموعۂ مضامین)
(۹) ذکر جامی (ترجمان مصلح الامت مولانا عبدالرحمٰن جامی کے حالات زندگی)
(۱۰) حضرت چاند شاہ صاحب اور ان کا خانوادۂ تصوف (حضرت چاند شاہ صاحب ٹانڈوی اور ان کے خلفاء کے حالات)
(۱۱) تذکرۂ شیخ ہالیجوی (سندھ، پاکستان کے معروف شیخ طریقت وعالم حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجوی کا مفصل تذکرہ)
(۱۲) حیات سراج الامت (حضرت مولانا سراج احمد صاحب امروہوی کی سوانح حیات)
(۱۳) نمونے کے انسان (بزرگان دین کے واقعات وحکایات کا مجموعہ)
(۱۴) مودودی صاحب اپنے افکار ونظریات کے آئینے میں (مولانا یوسف بنوریؒ کی عربی کتاب الاستاذ المودودی کا اردو ترجمہ)
(۱۵) حکایت ہستی حصہ اول (خودنوشت سوانح، ابتدائے حیات سے اختتام طالب علمی تک)
(۱۶) کثرت عبادت، عزیمت یا بدعت؟
(۱۷) قتل ناحق قرآن وحدیث کی روشنی میں
(۱۸) تعویذات وعملیات کی حقیقت وشرعی حیثیت
(۱۹) شب برأت کی شرعی حیثیت
(۲۰) اخلاق العلماء (علماءِ کرام کے لیے خاص چیز)
(۲۱) دینداری کے دو دشمن (ابن رجب حنبلی بغدادی کا رسالہ "شرح حدیث ماذئبان جائعان" کا اردو ترجمہ)

(۲۲) فتنوں کی طغیانی (ٹی وی پر ایک فکر انگیز تحریر)
(۲۳) اہل حق اور اہل باطل کی شناخت
(۲۴) مالی معاملات کی کمزوریاں اور ان کی اصلاح
(۲۵) منصب تدریس اور حضرات مدرسین
(۲۶) حج وعمرہ کے بعض مسائل میں غلو اور ان کی اصلاح
(۲۷) برکات زمزم (ماء زمزم کی فضیلت واہمیت کا بیان)
(۲۸) تصوف ایک تعارف
(۲۹) خواب کی شرعی حیثیت
(۳۰) تکبر اور اس کا انجام
(۳۱) تذکرۂ مولانا عبدالقیوم فتح پوری
(۳۲) تسہیل المیبذی
(۳۳) حدیث درد دل (مجلّہ المآثر وماہنامہ ضیاء الاسلام کے اداریوں کا مجموعہ)
(۳۴) مسئلہ ایصال ثواب! ایک ذہنی طغیانی کا احتساب
(۳۵) المد التعظیمی لاسم الجلالۃ (اذان میں لفظ اللہ پر مد کرنے کی تحقیق)
(۳۶) اذکار سلسلۂ قادریہ
(۳۷) رمضان المبارک، نیکیوں کا موسم بہار
(۳۸) مروجہ جلسے! بے اعتدالیاں اور ان کی اصلاح

مرتب کردہ کتب

(۱) تالیفات مصلح الامت جلد پنجم (مطبوعہ)، جلد ششم (غیر مطبوعہ)
(۲) درد و درماں (حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کے ان مضامین کا انتخاب اور ان کی ترتیب جو مصائب وغیرہ کے اسباب اور ان کے حل پر مشتمل ہے)
(۳) محبت الٰہی اور نفس (حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی چند مجالس کا مجموعہ اور ان پر عناوین کی ترتیب)
(۴) احاطۂ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن (حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی کے طویل

سلسلۂ مضامین کی کتابی ترتیب)

(۵) مجالس مصلح الامت (۵ جلدیں) حضرت مولانا نے اخیر عمر میں اس کو اپنے شاگرد مفتی عطاء اللہ صاحب سے اپنی نگرانی میں مرتب کروایا اور اس کو قاری ولی اللہ صاحب فتح پور تال نرجا نے اپنے ادارہ مکتبہ اشرفیہ ممبئی سے شائع کیا۔

اولاد واحفاد

مولانا مرحوم کی اولاد میں سات بیٹے، تین بیٹیاں اور ان کی اولاد ہیں۔

(۱) مولانا حافظ محمد عارف (۲) حافظ محمد عادل (۳) مولانا حافظ محمد عابد قاسمی (۴) مولانا محمد عامر قاسمی (۵) مولانا حافظ محمد راشد قاسمی (۶) مولانا حافظ محمد عرفات قاسمی (۷) محمد احمد

(۱) عائشہ خاتون زوجہ مفتی اعجاز احمد قاسمی خیر آباد، مئو (۲) میمونہ خاتون زوجہ مولانا قاری ابرار الحق قاسمی صاحب چھپرہ، مئو (۳) رابعہ خاتون زوجہ مولانا فیض الحق قاسمی صاحب بھیرہ ولید پور، مئو۔

وفات حسرت آیات

مولانا کی وفات ۲۲ رذی قعدہ ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۸ رستمبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار، رات گیارہ بج کر بیس منٹ پر ہوئی۔ وفات کی خبر اسی وقت جنگل کی آگ طرح ملک و بیرون ملک پھیل گئی۔ بعد نماز ظہر تین بجے نماز جنازہ ادا کی گئی اور مولانا کے لائق و فائق بیٹے مولانا محمد عابد قاسمی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تقریباً تیس ہزار لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ مولانا مرحوم کی وصیت کے مطابق تدفین مدرسہ سراج العلوم، سراج نگر، چھپرہ ضلع مئو کی مسجد کے زیر سایہ مولانا کے مکان سے متصل آپ کی مملوکہ زمین میں عمل میں آئی اور اس طرح علم وعرفان کا یہ آفتاب و ماہتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ ناچیز اس وقت سالانہ چھٹیاں گزارنے کے لیے وطن میں موجود تھا اس لیے آپ کے جنازہ میں شرکت کی سعادت اسے بھی میسر ہوئی۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیے

حوالہ: مضمون میں درج تمام دستاویزی معلومات مولانا کی حیات وخدمات پر مشتمل ''سراپا اعجاز'' نامی کتاب سے لی گئی ہیں۔

مولانا ڈاکٹر محمد احمد مظاہری، نزد مدرسہ رحیمیہ (۱۹۳۹ء۔۲۰۱۴ء)

لمبے قد وقامت، گورا رنگ، وجیہ وشکیل چہرہ، چہرہ پر بھری ہوئی سفید ڈاڑھی اور سر پر دوپلی ٹوپی پہننے والے مولانا ڈاکٹر محمد احمد مرحوم کی ولادت ۳؍مئی ۱۹۳۹ء بمطابق ۱۳؍ربیع الاول ۱۳۵۸ھ بروز بدھ بھیرہ کے ایک دیندار گھرانے میں ہوئی۔ والد مرحوم کا نام حاجی محمد طاہر اور دادا کا نام محمد زاہد ابن خدا بخش عرف چھوٹک تھا۔ خدا بخش عرف چھوٹک مئوشہر سے نقل مکانی کر کے بھیرہ میں آباد ہوئے تھے جیسا کہ مولانا عبدالمجید صاحب مرحوم کے تذکرہ میں گزر چکا ہے۔ آپ کے والد حاجی محمد طاہر صاحب اپنے وقت میں پھیری کا کام کیا کرتے تھے جو اس خاندان میں مالی فراوانی وخوش حالی کا ذریعہ بنا۔ مولانا محمد احمد نے پرائمری کے ساتھ فارسی وعربی کی ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مولانا محمد یوسف مرحوم، مولانا محمد عمر مرحوم اور غالباً مولانا شکر اللہ مرحوم وغیرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد انگلش تعلیم کے حصول کے لیے آپ کو اسکول میں داخل کر دیا گیا لیکن بعض ہم عصر ساتھیوں جیسے مولانا اقبال احمد صاحب محلّہ پچھّم (مقیم حال لندن) اور مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب وغیرہ کے مشورہ اور خواہش پر بعد میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں داخل ہوئے جہاں عالم تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وقت کے معروف ادارہ جامعہ مظاہر علوم سہارن پور تشریف لے گئے اور وہیں سے ۱۹۶۰ء میں فضیلت کی سند حاصل کی۔ آپ کے درسی ساتھیوں میں مولانا عبدالجبار صاحب مضطرؒ ولید پور (وفات: ۲۳؍دسمبر ۲۰۰۳ء)، مظاہر علوم کے ساتھیوں میں شیخ محمد یونسؒ جونپور، مولانا محمد عاقل داماد شیخ محمد زکریاؒ اور ہم عصر ساتھیوں میں مولانا اقبال احمد بھیرہ (مقیم حال لندن) اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب بھیرہ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

دوران تعلیم آپ نے محمد آباد کے کسی اسکول سے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کا امتحان بھی پاس کیا تھا اور مظاہر علوم سہارنپور سے فراغت کے بعد میڈیکل سائنس میں بورڈ آف انڈین میڈیسین اتر پردیش (Board of Indian Medicine Uttar Pradesh) کے ماتحت چلنے والے تکمیل الطب طبیہ کالج لکھنؤ (Takmil-ut-Tib Tibbiya College, Lucknow) سے ۱۹۶۶ء میں ایف ایم بی ایس (Fazeluttib,

Bachelor of Medicine & Surgery) کی ڈگری حاصل کی اور اسی کو ذریعۂ معاش بنایا چنانچہ اپنے گاؤں بھیرہ اور قریب میں واقع قصبہ محمد آباد میں کچھ دنوں تک پریکٹس کی لیکن بعد میں میونسپل کارپوریشن آف گریٹر بامبے کے تحت چلنے والے ہاسپٹلوں کے امتحان میں شریک ہوئے جس میں آپ کو کامیابی ملی اور آپ ممبئی کے ایک سرکاری ہسپتال میں سرکاری ملازم ہوگئے۔ آپ کی ملازمت کا دورانیہ کم وبیش تیس سال پر محیط ہے، غالباً ۱۹۹۶ء میں یا اس سے ایک دو سال ما قبل یا مابعد ریٹائرڈ ہوئے، ریٹائرمنٹ کے بعد وطن واپسی ہوئی اور گھر ہی پر عبادت وریاضت اور ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی شادی حافظ عبید الرحمٰن مرحوم محلّہ پچھّم ، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی تھی۔ حافظ مرحوم کے لڑکے انوار الحق کے انتقال کے بعد ان کی اولاد بھیرہ سے نقل مکانی کر کے برئی پور، محمد آباد اپنے نانیہال میں جا کر آباد ہوگئی۔

۹ر فروری ۲۰۱۴ء بمطابق ۹ ر ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ بروز اتوار صبح اپنی سائیکل کے ذریعہ محمد آباد جا رہے تھے کہ محمد آباد پل سے قبل ترا ہے (تین مُہانی) کے پاس ہارٹ اٹیک ہوا اور وہیں گر پڑے۔ جب تک لوگوں کو اطلاع ہوئی اور آپ کو لے کر ہاسپٹل پہنچ پاتے آپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ پسماندگان میں چھ اولاد (پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا) ہیں جو اپنے اپنے حصے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لڑکے کا نام حافظ فضل عظیم ہے جن کے چھ بیٹے ہیں۔

مولانا ریاض احمد قاسمی مدنی نزد مسجد ذی النورین (۱۹۵۳ء۔۲۰۱۵ء)

استاذ محترم حضرت مولانا ریاض احمد قاسمی مدنی صاحب کا شمار قرب و جوار کے ان علماءِ کرام میں ہوتا ہے جنہیں دار العلوم دیوبند کے علاوہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور رابطۂ عالم اسلامی کے ماتحت چلنے والے ادارہ معہد تدریب الائمۃ والدعاۃ سے بھی کسب فیض کا موقع میسر ہوا۔ آپ کا رنگ گورا اور قد لمبا تھا۔ سر پر جالی دار گول ٹوپی پہنتے تھے۔ ۱۱ر مارچ ۱۹۵۳ء بمطابق ۲۵ ر جمادیٰ الاخری ۱۳۷۲ھ بروز بدھ محلّہ پورب بھیرہ میں جناب عبد السلام صاحب کے یہاں ولادت ہوئی۔ دادا کا نام دین محمد تھا۔ آپ کا قدیم مکان محلّہ پورب میں ہے لیکن آپ اپنا نیا مکان مسجد ذی النورین کے پاس بنوا کر یہاں رہنے لگے تھے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی محمد یوسف اور حافظ عبد الغنی مرحوم سے حاصل کی۔ اس

کے بعد فارسی کی کتابیں بھی مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ ہی میں مولوی محمد یوسف صاحب سے پڑھیں پھر عربی تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور گئے جہاں مفتی محمد یاسین صاحب مرحوم، مولانا جمیل احمد صاحب مرحوم، مولانا زین العابدین صاحب مرحوم، مولانا محمد مسلم صاحب مرحوم، مولانا نیاز احمد العمری صاحب مرحوم اور مولانا عبدالمنان صاحب مرحوم جیسے اکابر اساتذۂ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور عربی چہارم تک کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد کچھ ہنگامی صورت حال پیش آنے کی وجہ سے جامعہ قرآنیہ بڑی مسجد جونپور چلے گئے جہاں عربی پنجم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۹۷۳ء بمطابق ۱۳۹۳ھ میں سند فراغت حاصل کی۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور معہد تدریب الائمۃ والدعاۃ مکہ مکرمہ میں

دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے اردگرد کے ماحول میں رہتے ہوئے حالات کو پڑھنے، ماحول سے اوپر اٹھ کر سوچنے، سمجھنے اور کچھ الگ کر گزرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ حضرت الاستاذ بھی انہیں اصحاب فکر وخیالات میں سے ایک تھے چنانچہ بھیرہ جیسے دور افتادہ گاؤں میں ہوتے ہوئے بھی آپ کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ آپ نے اس کے لیے کوششیں کیں، کہا جاتا ہے کہ اگر عزم کے اندر پختگی اور ارادہ کے اندر صلابت ہو تو انسان کو اس کی منزل مقصود تک پہنچنے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی چنانچہ کامیابی آپ کے قدم بوس ہوئی اور آپ کو جامعہ کے کلیۃ الدعوہ والدعاۃ میں داخلہ میسر ہوا۔ ایک معتد بہ مدت تک وہاں سے خوشہ چینی کے بعد رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے ماتحت چلنے والے ادارہ تدریب الائمۃ والدعاۃ سے ایک سالہ تدریبی کورس (Training Course) مکمل کیا۔

رشتۂ ازدواجیت

تعلیم وتعلم کی مشغولیات سے فراغت کے بعد گھر والوں نے بھیرہ کی ایک سنجیدہ مزاج شخصیت جناب حاجی محمد احمد صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ آپ کو عقد نکاح میں مربوط کر دیا۔ آپ کے چار بچے اور دو بچیاں ہیں جن میں سے غانم نامی ایک بیٹا جو جسمانی طور پر معذور تھا تقریباً سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔

مغربی افریقہ کے آئیوری کوسٹ یا ساحل العاج نامی ملک میں

مکہ مکرمہ کی معروف اسلامی تنظیم رابطۂ عالم اسلامی اپنے فضلاء کو دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے اُس وقت حسب ضرورت دنیا کے مختلف ممالک میں ایک معقول مشاہرہ پر مبعوث کیا کرتی تھی لیکن بعثت کا یہ سلسلہ اب موقوف ہو چکا ہے چنانچہ حضرت مولانا کی معہد تدریب الائمۃ والدعاۃ سے فراغت کے بعد آپ کو بھی مغربی افریقہ میں بحر اوقیانوس کے کنارے واقع آئیوری کوسٹ (Ivory Coast / Cote d'Ivoire) یا جس کا دوسرا نام ساحل العاج ہے، نامی ملک کے دوسرے سب سے بڑے شہر بوا کی (Bouake) کے مرکزی ادارہ جامعہ دارالحدیث بھیجا گیا جہاں آپ مسلسل سات سال تک درس وتدریس کے فریضہ کی انجام دہی کے علاوہ قرب و جوار کے علاقوں میں دعوت وتبلیغ کا چراغ روشن کرتے رہے۔اس دوران بہت سارے طلبہ نے آپ کی سفارشات کی بنیاد پر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ اور جامعۃ الامام محمد بن سعود ریاض میں داخلہ حاصل کیا۔اس کے بعد جامعۃ الثقافۃ الاسلامیۃ میں تین سال تک تدریس کی خدمات انجام دیں۔

عالمگیریت (Globalization) کے اس زمانہ میں جب دنیا ایک گاؤں نہیں بلکہ ایک آنگن کی طرح ہو چکی ہے اور اسلام کی شعاعیں چاروں طرف پھیل چکی ہیں افریقی ممالک کے حالات جان کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب بھی وہاں دعوت وتبلیغ کی سخت ضرورت ہے۔

وطن عزیز واپسی

افریقہ کے بحر ظلمات میں کم وبیش دس سال تک دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے گھوڑے دوڑانے اور دین مجید کی قندیلیں روشن کرنے کے بعد رابطۂ عالم اسلامی کے حکم پر ۱۹۹۲ء میں آپ ملک عزیز واپس ہو گئے اور اپنے گاؤں سے قریب محمد آباد میں واقع مدرسہ ضیاء العلوم، سیدواڑہ میں تدریس اختیار کر لی، وہاں ایک سال مقیم رہے پھر جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور کے ذمہ داران کے مطالبہ پر ۱۹۹۳ء میں مبارک پور چلے گئے جہاں ۲۰۰۰ء تک تشنگان علوم نبویہ کی تشنگی کو بجھاتے رہے۔اسی دوران مولانا عبدالمعید صاحب مرحوم ناظم اعلی جامعہ عربیہ احیاء العلوم کی نظامت میں وہاں کا جلسۂ صد سالہ منعقد ہوا اور اس کے انتظام وانصرام میں

آپ نے انتہائی اہم رول ادا کیا۔ اس کے بعد عمر کی زیادتی کے پیش نظر گاؤں کے مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں منتقل ہو گئے۔

۲۰۰۴ء میں رابطۂ عالم اسلامی کی طرف سے دوبارہ آپ کو تدریب کے لیے مدعو کیا گیا جس میں تدریب کے ساتھ ساتھ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مختلف تاریخی مقامات کی زیارت بھی شامل تھی۔ وہاں سے واپسی کے چھ ماہ بعد کچھ عوارض کی بناء پر مدرسہ نور الاسلام ولید پور چھوڑ کر مئوشہر کے مدرسہ جامعہ تعلیم الدین، کھیری باغ چلے گئے جہاں ۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۹ء تک تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اسی دوران ایک دن درمیان درس آپ پر فالج کا حملہ ہوا، حملہ اتنا شدید تھا کہ آپ صحت یاب نہ ہو سکے اور ایک لمبی مدت تک بستر علالت پر پڑے رہنے کے بعد بالآخر ۱۰/اگست ۲۰۱۵ء بمطابق ۲۵/شوال ۱۴۳۶ھ بروز پیر اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ مغفرت کریں۔ پسماندگان میں چار بیٹے (محمد راشد قاسمی، محمد سلمان قاسمی، محمد غانم مرحوم، محمد عدنان) اور دو بیٹیاں ہیں۔ محمد غانم نامی بیٹا جو پیر سے معذور تھا، اپنے عنفوان شباب میں مولانا کی زندگی میں ہی انتقال کر گیا تھا۔

مولوی عبد الغفار نزد مدرسہ رحیمیہ (یکم جنوری ۱۹۵۳ء۔ ۲۹/جون ۲۰۱۸ء)

جسم و جثہ کے اعتبار سے بالکل ہلکے پھلکے، نحیف و لاغر، گندمی رنگ اور متوسط قد و قامت والے لیکن اخلاق کے اعتبار سے اعلیٰ انسان تھے۔ بزرگان دین اور اولیاء اللہ کے انتہائی قدر دان۔ حسن اخلاق کا عالم یہ کہ ایک مرتبہ گاؤں میں ہونے والے ایک دینی جلسہ میں آپ کی جانب سے مدعو کرنے کے لیے مولانا خلیل وارث ابن مولانا شکر اللہ صاحب مرحوم کے پاس میں دعوت نامہ لے کر گیا تو وقت پر موجود اپنے ایک دوست (استاذ محترم حضرت مولانا کاتب خیر البشر قاسمی صاحب، استاذ حدیث مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ شعبۂ نسواں) سے وہ کہنے لگے کہ جس شخص کی طرف سے یہ دعوت نامہ آیا ہے بظاہر وہ انتہائی ہلکا پھلکا انسان ہے لیکن اس کے اخلاق عالیہ اتنے وزنی ہیں کہ اگر ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں کئی علماءِ کرام کے اخلاق تو اس کے اخلاق کا پلڑہ بھاری ہو جائے گا۔ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں عربی سوم کے طالب علم تھے کہ اچانک طبیعت کچھ ایسی خراب ہوئی کہ دوبارہ تعلیم کی

طرف نہ لوٹ سکے لیکن شکل وصورت اور وضع قطع ہمیشہ اس طرح بنائے رکھا کہ پوری زندگی لوگ مکمل عالم دین ہی سمجھتے رہے یہاں تک کہ ذاتی طور پر اگر اس کا تذکرہ آپ نے ناچیز سے نہ کیا ہوتا تو شاید اسے بھی اس کا علم نہ ہوتا۔ آپ کو ٹی بی (Tuberculosis) کا مرض لاحق ہو گیا تھا جس کا اثر پوری زندگی صحت پر باقی رہا اور بالآخر وہی موت کا سبب بنا۔

۲۹ر جون ۲۰۱۸ء بمطابق ۱۵ر شوال ۱۴۳۹ھ بروز جمعہ چند دن بستر علالت پر رہنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں جن میں سے ایک بیٹے مولوی سعید الرحمٰن کا بھی عین جوانی کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

مولانا ڈاکٹر امیر الدین قاسمی ابن حاجی حفیظ اللہ، نیا پورہ (۱۹۴۵ء۔۲۰۱۹ء)

گورا رنگ، متوسط قد، سر پر لمبی ٹوپی سے عبارت مولانا ڈاکٹر امیر الدین کی ولادت ۸ر جولائی ۱۹۴۵ء بمطابق ۲۸ر رجب ۱۳۶۴ھ بروز اتوار محلّہ نیا پورہ میں ہوئی۔ تلاش وجستجو کے بعد بھی آپ کی پرائمری اور فارسی وعربی تعلیم کی دستاویزی تفاصیل موصول نہ ہو سکیں۔ قریبی لوگوں کی زبانی روایات کے مطابق آپ نے پرائمری تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور اور فارسی وعربی کی تعلیم جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں حاصل کی تھی۔ ہمارے زمانۂ طالبِ علمی میں آپ کے گھر کے پاس سے گزرتے ہوئے بارہا ہمیں آپ کی زیارت کا موقع میسر ہوتا تھا لیکن کیا معلوم تھا کہ ایک وقت اس کی ضرورت پڑے گی ورنہ اسی وقت مطلوبہ معلومات جمع کر لی گئی ہوتیں۔ فراہم شدہ دستاویزات سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے اور غالباً ۱۹۶۳ء میں فراغت ہوئی تھی کیوں کہ فضیلت کے علاوہ ۱۹۶۷ء میں جامعہ طبیہ دار العلوم دیوبند سے ہی آپ نے فاضل الطب نامی چار سالہ کورس Diploma in Unani Medicine (DUM) میں فرسٹ ڈیویژن ڈگری حاصل کی تھی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد علم طب کے ذریعہ خدمت خلق کو آپ نے اپنا ذریعۂ معاش بنایا چنانچہ اپنے بچپن سے ولید پور بازار میں ہم نے آپ کی کلینک دیکھی ہے جو آپ کی اخیر عمر میں گودام والے علاقہ میں منتقل ہو گئی تھی اور آپ کے بیٹے مولانا محمد اسلم قاسمی آج بھی اس میں بیٹھتے ہیں۔ آپ مدرسہ رحمانیہ ولید پور کی کمیٹی کے صدر بھی تھے۔

مولانا حکیم محمد شریف صاحب نزد نئی جامع مسجد، محلّہ پورب، بھیرہ کی دختر کے ساتھ آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کی پانچ اولاد (دو بچے اور تین بچیاں ہیں)۔

۹ ر دسمبر ۲۰۱۹ء بروز پیر آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں جو اپنے اپنے حصہ کی زندگی گزار رہے ہیں۔

مولانا سعید الرحمٰن ابن مولوی عبد الغفار (۱۹۹۰ء۔۲۰۲۰ء بمطابق ۱۴۱۰ھ۔۱۴۴۱ھ)

سعید الرحمٰن متوسط قد، معتدل بدن، گورے رنگ اور گول چہرے سے عبارت ہمارا اخص الخواص پڑوسی تھا۔ ایک حسین وجمیل اور خوبصورت نوجوان ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں سے مسکرا کر باتیں کرنا اس کی فطرت تھی اور خوش مزاجی وخوش خلقی تو گویا عادت ثانیہ۔ حسن اخلاق والد مرحوم سے وراثت میں پایا تھا۔ جب بھی ملاقات ہوتی بڑی عمدگی اور سلیقہ سے ملتا۔ والد کے انتقال کے بعد مجھ سے اور زیادہ قریب ہو گیا تھا، آخری ملاقات میں کہنے لگا کہ بھائی میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں، کوئی مناسب وقت بتائیں جس میں صرف میں ہوں اور آپ ہوں، میں نے کہا کہ میاں! میں تمہارے لیے ہمیشہ فری ہوں، تم جب چاہو آجاؤ لیکن کسی وجہ سے وہ ملاقات ممکن نہ ہوسکی اور میری ریاض واپسی ہوگئی۔ بعد میں کووڈ ۱۹ کے زمانہ میں ۱۶ ر اپریل ۲۰۲۰ء بمطابق ۲۲ ر شعبان ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات اچانک خبر ملی کہ مولوی سعید الرحمٰن کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. برادرم سعید الرحمٰن انتقال سے قبل بظاہر ٹھیک تھا، کوئی بڑی بیماری لاحق نہیں تھی جس سے اس کی موت کا شبہ کیا جاتا لیکن درحقیقت کافی دنوں سے اسے ٹی بی کی شکایت تھی جس کی وجہ سے اس کے پھیپھڑے خراب ہو گئے تھے اور یہی اس کی موت کا سبب بنا۔

کاغذات کے مطابق سعید الرحمٰن کی ولادت ۵ ر مارچ ۱۹۹۰ء بمطابق ۷ ر شعبان ۱۴۱۰ھ بروز پیر ہوئی۔ اس نے پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اور فارسی وعربی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور و مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ میں۔ اس کے بعد عربی دوم سے عربی سوم تک مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور میں پڑھا، پھر جامعہ نور الاسلام ولید پور واپس آکر عربی چہارم اور عربی پنجم پڑھنے کے بعد مدرسہ مفتاح العلوم مئو میں داخلہ لیا اور وہیں سے ۲۰۰۹ء بمطابق ۱۴۳۰ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد غالباً دو سال تک لال گنج ضلع اعظم گڑھ کے ایک مکتب میں پڑھایا۔ اس کے بعد سالار پور، مبارک پور میں کچھ ماہ

مدرس رہا اور پھر نظام آباد ضلع اعظم گڑھ کے کسی مکتب میں دو تین سال اسی سلسلہ سے منسلک رہا لیکن بعض اسباب کی بناء پر بعد میں تدریس ترک کر کے گھر ہی پر مستقل سکونت اختیار کر لی اور اس کا انتظام وانصرام دیکھنے میں مشغول ہو گیا۔ دو سال قبل والد مولوی عبدالغفار (وفات: ۲۹ رجون ۲۰۱۸ء) کے انتقال کے بعد گھر کی ساری ذمہ داریاں اسی کے کندھے پر آ گئی تھیں جسے بڑی حسن وخوبی کے ساتھ نبھا رہا تھا کہ اچانک اس کا بھی وقت موعود آن پہنچا اور تیس سال عین جوانی کی کی عمر میں وہ بھی اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ اللہ مغفرت کرے، بڑا نیک دل نوجوان تھا۔

مولانا مقبول احمد مظہری ابن عبدالحی، آٹو اسٹینڈ (۱۰ رمئی ۱۹۶۲ء۔ ۲۱ رمئی ۲۰۲۴ء)

متوسط قد، قدرے فربہ جسم، رنگ گورا اور گول چہرے بشرے والے با اخلاق انسان تھے۔ جب بھی ملاقات ہوتی انتہائی اخلاص اور محبت کے ساتھ ملتے تھے۔ نام مقبول احمد ابن عبدالحی ابن حافظ عبدالغنی مرحوم تھا۔ ۱۰ رمئی ۱۹۶۲ء بمطابق ۶ رذی الحجہ ۱۳۸۱ھ بروز جمعرات بھیرہ کے ایک دیندار گھرانے میں ولادت ہوئی۔ گاؤں کے مکتب مدرسہ رحیمیہ اسلامیہ میں دادا حافظ عبدالغنی مرحوم، مولانا عبدالجبار مرحوم ولید پور، مولانا محمد یوسف مرحوم بھیرہ اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم بھیرہ وغیرہ سے پرائمری تعلیم حاصل کی۔ فارسی وعربی درجات کی تعلیم جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں مولانا ممتاز احمد، مولانا نیاز احمد، مولانا عبدالمعید، مولانا لیاقت علی اور مولانا بشیر احمد وغیرہم سے حاصل کی۔ ۱۹۸۲ء میں جامعہ مظہر العلوم بنارس سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے ایک سال بعد ۱۹۸۳ء میں محلّہ پچھّم، بھیرہ کے رہنے والے جناب عبدالعظیم صاحب مرحوم (منیم جی) کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد کچھ دنوں تک گھریلو ذمہ داریوں میں مشغول رہے پھر تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب کے شہر ریاض چلے گئے اور وہاں ایک لمبی مدت تک ایک مزرعہ میں کام کیا پھر وطن واپس لوٹ کر آبائی پیشہ میں مشغول ہو گئے۔

۲۱ رمئی ۲۰۲۴ء بمطابق ۱۳ رذی القعدہ ۱۴۴۵ھ بروز منگل تقریباً دو بجے رات میں ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ دو تین روز سے ہارٹ اٹیک کا درد ہو رہا تھا اور بالآخر وہی موت کا سبب بن گیا۔ اولاد کی شکل میں آپ کی ایک بیٹی اور چار بیٹے ہیں۔ آپ اپنی اولاد کی عمدہ تعلیم وتربیت کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے چنانچہ وہ لوگ بھی اخلاق وعادات کی عمدگی میں اپنے والد کا پرتو ہیں۔

دیوبندی مکتب فکر کے موجودہ علماءِ کرام

مولانا ڈاکٹر عزیز الرحمٰن قاسمی محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۹۳۵ء بمطابق ۱۳۵۳ھ)

بھیرہ کے موجودہ علماءِ کرام میں ایک معتبر نام حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کا ہے۔ اس وقت آپ گاؤں کے سب سے قدیم فاضل دارالعلوم دیوبند ہیں۔ لمبے قد، پتلے دبلے، گندمی رنگ، باریک آواز اور خفیف جسامت والے انسان ہیں۔ سر پہ دو پلی ٹوپی، کرتا اور لنگی آپ کا عام لباس ہے۔ نہایت کریم النفس، شریف الطبع، صاحب زہد وورع، پیکر صدق وصفا اور اخلاص وللّٰہیت سے معمور شخصیت کے حامل ہیں۔ اسم گرامی عزیز الرحمٰن ابن مولانا عبدالستار ابن حاجی وحافظ عبدالغفور ابن حسین احمد ابن عبدالوہاب مرحوم ہے۔

ولادت اور ابتدائی تعلیم

۱۹۳۵ء میں محلّہ تکیہ کے ایک دیندار گھرانہ میں ولادت ہوئی۔ قرآن پاک کا ناظرہ، اردو، ہندی اور حساب وغیرہ کی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد غالباً ۱۹۴۸ء میں پرائمری اسکول ولید پور کے درجہ پنجم میں آپ کا داخلہ کرایا گیا۔ پھر ۱۹۴۹ء میں بی آر کے انٹر کالج (BRK Inter College) میں درجہ چھ میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ۱۹۵۰ء میں دوبارہ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں داخلہ لیا اور وہاں چار سال تک پڑھنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے ۱۹۵۴ء میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور گئے لیکن تین سال بعد سخت بیماری کی وجہ سے آپ کو تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ پھر ایک سال بعد بیماری سے شفاء یابی ہوئی تو ۱۹۵۸ء میں دارالعلوم مئو میں داخل ہوکر دوبارہ اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا اور وہیں پر فن تجوید بروایت حفص کی تکمیل بھی کی۔ اس کے بعد بقیہ علوم کی تکمیل کے لیے ۱۹۵۹ء میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ۱۹۶۰ء میں دورۂ حدیث شریف مکمل کرنے کے بعد سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

درس وتدریس

دارالعلوم دیوبند سے ۱۹۶۰ء میں رسمی فراغت کے بعد دو سال تک آپ گھریلو ذمہ داریوں میں مشغول رہے۔ پھر ۱۹۶۳ء میں مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد کے شعبۂ پرائمری (درجہ چار) اور شعبۂ فارسی سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ اس کے بعد مدرسہ عربیہ انوارالعلوم جہانا گنج ضلع اعظم گڑھ کے شعبۂ فارسی اور تجوید وقرأت میں آپ کا تقرر عمل میں آیا لیکن شومئی قسمت کہ چند ماہ بعد طبیعت کی سخت ناسازگی اور مسلسل بیماری کی وجہ سے آپ کو گھر واپس ہونا پڑا اور حالات کچھ ایسے بنتے گئے کہ اس کے بعد مستقلاً گھر ہی پر سکونت اختیار کرنی پڑی مگر درس وتدریس کے علمی انقطاع کے باوجود علم اور اہل علم سے آپ کا تعلق علیٰ حالہ باقی رہا چنانچہ گاؤں میں علماء وصلحاء کی تشریف آوری اور رمضان کے ماہ مبارک میں مدارس اسلامیہ کے سفراء کے قیام وطعام کا بہت حد تک آپ خیال رکھتے ہیں۔ گاؤں کے معروف حافظ قرآن استاذ الاساتذہ حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد جب مقامی مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں باقاعدہ شعبۂ حفظ کا قیام عمل میں آیا تو ایک دو مدرسین کے استعفے کے بعد ۱۹۹۰ء میں وہاں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور آپ حفظِ قرآن کریم کی خدمت انجام دینے لگے۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ حفظ قرآن کریم کی تدریس کے ابتدائی ایام میں آپ حافظ قرآن نہیں تھے لیکن کثرت تلاوت اور قرآن سے حد درجہ شغف کی وجہ سے جلد ہی پورا قرآن تقریباً حفظ ہوگیا۔ ایک مرتبہ کسی صاحب کے اعتراض پر کہ مولانا حافظ قرآن نہیں ہیں، آپ نے چند دنوں کے اندر پورا قرآن زبانی سنا کر ان صاحب کا ناطقہ بند کردیا۔ آپ کی اس خدمت کا زمانہ کم وبیش پچیس سال کے طویل عرصہ پر محیط ہے۔ اس طویل المدت خدمت کے دوران آپ نے شعبۂ حفظ کو مکمل طور پر سنبھالا اور خوب سے خوب تر نبھایا بھی لیکن زندگی کے نشیب وفراز کا کیا کہیے کہ ایک وقت ایسا آیا جب بوجوہ چند آپ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کی خدمت سے سبکدوش ہوگئے۔ اس کے بعد اونچی مسجد محلّہ پچھّم، بھیرہ کے شعبۂ تحفیظ القرآنِ الکریم میں آپ استاذ مقرر ہوئے جہاں تا حال خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی اس طویل المدت خدمت قرآن کے ذریعہ گاؤں میں بہت سے قابل قدر حفاظ کرام تیار ہوئے۔

امامت وخطابت

درس وتدریس کے علاوہ اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پنج گانہ کے آپ مستقل امام رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جب تک صحت ٹھیک تھی جمعہ وعیدین کی امامت بھی آپ ہی کرتے تھے۔آپ ایک خوش الحان قاری ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ زمانۂ طالب علمی میں جب ہم لوگ گاؤں میں مقیم تھے تو نماز فجر میں آپ کی دل نشیں قرأت، الفاظ کے زیر و بم کے ساتھ آواز کا حسب ضرورت اتار چڑھاؤ، مخارج وصفات کے ساتھ حروف کی ادائیگی اور تسلسل کے ساتھ آپ کا رواں انداز دیکھ اور سن کر دل جھوم جھوم جاتا تھا اور قرآن کے ترجمہ کا مبتدی طالب علم ہونے کے باجود ذہن آپ کی قرأت کی طرف سے بھٹکتا نہیں تھا۔ دل چاہتا تھا کہ آپ پڑھتے ہی جائیں اور رکوع تاخیر سے کریں۔ میں نے بارہا یہ محسوس کیا ہے کہ دوران نماز آپ کے انہماک کا عالم یہ ہوتا ہے جیسے آپ گوشت پوشت کا ایک جسم وجثہ نہیں بلکہ کوئی مجسمہ ہوں جس کو ایک جگہ نصب کر دیا گیا ہو۔اس دوران گاؤں والوں کی اصلاح کے لیے مسجد کے منبر ومحراب سے وقتاً فوقتاً آپ تقریر وخطابت بھی پیش فرماتے رہے۔آپ کے تقریر کا انداز بھی منفرد ہوتا تھا۔ٹھہر ٹھہر کر اطمینان وسکون کے ساتھ ایک ایک بات کو بالکل واضح طور پر ایسے بیان کرتے جیسے درسگاہ کے اندر طلبہ کو درس دے رہے ہوں۔تقریر کا یہی انداز زیادہ مؤثر اور کارگر ثابت ہوتا ہے۔امامت وخطابت کا یہ سلسلہ تقریباً سولہ سال تک بلا کسی انقطاع کے چلتا رہا لیکن پیرانہ سالی ومختلف امراض کی وجہ سے اب آپ اس کے مستطیع نہیں رہے اس لیے اب یہ ذمہ داری حضرت مولانا جاوید اختر قاسمی صاحب ادا کر رہے ہیں۔

حکمت وطبابت

جس وقت آپ دار العلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر وطن واپس آئے، اس وقت گاؤں میں ڈاکٹروں کی کافی کمی تھی۔ یہ ایک پسماندہ علاقہ تھا۔ بنیادی ضروریات کا فقدان تھا۔ بسا اوقات مریض کو چارپائی پر سلا کر پیدل محمد آباد لے جانا پڑتا تھا جو ایک تکلیف دہ عمل تھا۔مولانا موصوف نے محض خدمت خلق کے جذبہ سے محمد آباد جا کر وقت کے معروف معالج ڈاکٹر نعیم الحق صاحب مرحوم سے ہومیو پیتھک دواؤں کی معلومات اور اس کے استعمال کی بنیادی تعلیم حاصل کی پھر گاؤں میں ایک مطب کھول کر قوم کی طبی خدمات کا بیڑا اٹھایا۔ اللہ نے مولانا موصوف کے

ہاتھوں میں شفا بخشی ہے، چنانچہ بے شمار بیماروں کی صحت یابی کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے۔ چونکہ آپ کا مقصد خدمت خلق ہے اس لیے دواؤں کی قیمت بھی واجبی ہی ہوتی ہے۔

اخلاق کریمانہ

آپ کی شخصیت بے داغ اور نہایت صاف شفاف ہے۔ آپ نہایت حلیم، سادہ مزاج اور متواضع ہونے کے ساتھ ساتھ بے ضرر انسان ہیں۔ حسب استطاعت مریضوں کی عیادت کرنا، میت کی نماز جنازہ پڑھانا اور اس کے پسماندگان سے تعزیت کرنا آپ کی عادت ثانیہ ہے۔ گاؤں کی تبلیغی جماعت کی آپ ہمیشہ سے سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ جمعیت علماءِ ہند کے پلیٹ فارم سے بھی قوم وملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ جمعیت علماء ہند کی بھیرہ یونٹ کے آپ ہمیشہ سے صدر رہے ہیں۔ دینی ودنیوی مسائل میں آپ کی رائے کا بہت احترام کیا جاتا ہے۔ مولانا موصوف کی زندگی، آپ کی عبادت وریاضت، معاملہ ومعاشرت، عادات واطوار اور تواضع وانکساری پر اگر مفصل قلم اٹھایا جائے تو ایک طویل رسالہ تیار ہوسکتا ہے۔

مولانا ممتاز احمد قاسمی ابن عبدالمجید محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ)

نیک اور شریف الطبع انسان ہیں۔ اسم گرامی ممتاز حمد ابن عبدالمجید ابن نور محمد ابن مومن جراح ابن حیات احمد ہے۔ ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ میں بھیرہ میں ولادت ہوئی۔ پرائمری تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ہوئی اس کے بعد فارسی میں علم الصیغہ تک کی تعلیم بھی یہیں حاصل کی پھر جامعہ عربیہ احیاء العلوم میں داخل ہوئے جہاں عربی چہارم تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک سال مفتاح العلوم، مئو میں پڑھ کر دارالعلوم دیوبند کے لیے رخت سفر باندھا اور دو سال وہاں کے اساطین اساتذۂ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے عربی ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد فضیلت کی سند سے سرفراز ہوئے۔ دورۂ حدیث شریف کے امتحان سالانہ میں آپ نے اول پوزیشن حاصل کی تھی۔

تدریسی خدمات

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد اپنے اطراف کے معروف مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں تین چار ماہ تدریس کی خدمت انجام دی لیکن بوجوہ چند وہاں سے واپس آ گئے اور

گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں تین چار سال تک استاذ رہے، اس کے بعد کسی وجہ سے تدریسی سلسلہ سے سبکدوش ہوکر گھریلو کاروبار میں مشغول ہوگئے اور پھر اسی کے ہوکر رہ گئے۔

امامت

گھریلو کاروبار کے ساتھ ساتھ نئی جامع مسجد میں عرصۂ دراز تک آپ نے امامت کے فرائض بھی انجام دیے اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کو کبھی عذر پیش آنے کی صورت میں جامع مسجد محلّہ پچھّم میں نماز جمعہ کی امامت بھی کرتے تھے۔ پھر جب نقل مکانی کرکے نئی بستی منتقل ہوگئے تو وہاں کی مسجد محمدی میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ امامت کی ذمہ داری کے علاوہ آپ گاؤں کے دیگر فلاحی کاموں میں بھی برابر شریک رہتے ہیں جیسے آپ مدرسہ رحیمیہ کے زمانۂ قدیم تک نائب ناظم رہے۔ ایسے ہی گاؤں کی قبرستان کمیٹی کے صدر اور جمعیت علماء بھیرہ یونٹ کے رکن بھی ہیں۔

مولانا محمد اقبال قاسمی، مقیم لندن (ولادت: یکم اگست ۱۹۴۲ء بمطابق ۱۸؍رجب ۱۳۶۱ھ، سنیچر)

سرزمین بھیرہ میں کچھ شخصیات ایسی پیدا ہوئی ہیں جو پڑھ لکھ کر دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلیں اور لوگوں کے دل و دماغ پر اپنی صلاحیت و قابلیت کا سکہ بٹھایا انہیں شخصیات میں ایک شخصیت مولانا محمد اقبال قاسمی کی ہے۔ مولانا موصوف ایک طویل مدت سے وطن سے دور اور بہت دور مقیم ہوگئے ہیں اس لیے ان کے بارے میں لوگوں کو زیادہ علم نہیں ہے۔ میں ذیل میں مولانا موصوف کی فراہم شدہ معلومات درج کررہا ہوں تاکہ ان کی زندگی کے کچھ حالات کا علم ہوسکے۔ مولانا محمد اقبال قاسمی ابن شکر اللہ مرحوم کی ولادت محلّہ پچھّم میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مولانا عبدالستار نعمانی صاحب مرحوم سے ان کے گھر پر فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر عربی تعلیم کے حصول کے لیے مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور گئے جہاں ہدایہ تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مظاہر علوم سہارنپور چلے گئے اور وہاں درجۂ مشکوٰۃ شریف کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ہفتم و دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۱۹۶۰ء میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے گویا آپ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کے درسی ساتھیوں میں سے ہیں۔ فضیلت کے بعد شعبۂ افتا میں داخل

ہوکر افتا کا ایک سالہ کورس بھی کیا اور اس کے بعد مزید ایک سال یعنی ۱۹۶۲ء تک وہیں پر فتاویٰ کی تحقیق و تدقیق کا کام کیا یعنی آپ دارالعلوم دیوبند سے سند یافتہ مفتی بھی ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے اساتذۂ کرام میں مولانا فخر الدین صاحب، علامہ ابراہیم بلیاوی صاحب اور مولانا بشیر احمد خان صاحب (مولانا نصیر احمد خان کے بھائی) وغیرہ کے نام شامل ہیں، مظاہر علوم سہارنپور میں ہوتے ہوئے آپ نے مولانا حسین احمد مدنیؒ کے چند اسباق میں بھی شرکت کی۔ آپ کا شمار علامہ ابراہیم بلیاوی کے خاص شاگردوں میں ہوتا تھا چنانچہ دیوبند سے فراغت کے بعد علامہ بلیاوی نے مرادآباد کے حیات العلوم نامی مدرسہ میں آپ کو تدریس کے لیے بھیجا لیکن منتظمین کے ساتھ عدم اتفاق کی وجہ سے آپ وہاں سے ایک ہفتہ میں ہی دیوبند واپس ہوگئے۔ دیوبند سے وطن واپسی کے سفر میں اتفاقاً ٹرین میں حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ سے ملاقات ہوگئی۔ علیک سلیک کے بعد دوران سفر مولانا نعمانی نے آپ کی تعلیمی تفصیلات کے بارے میں دریافت فرمایا، مولانا چونکہ ایک قیافہ شناس انسان تھے اس لیے آپ کی صلاحیت کو بھانپ گئے اور آپ سے فرمایا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں ایک استاذ کی ضرورت ہے اور حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے یہ ذمہ داری میرے سپرد کی ہے اس لیے اہل خانہ سے ملاقات کے بعد اگر آپ چاہیں تو لکھنؤ آ جائیں، مجھے آپ کو وہاں پاکر خوشی ہوگی۔ مولانا کی اس پیشکش پر آپ لکھنؤ چلے گئے اور ابتداء کے چھ ماہ تک نائب لائبریرین کی حیثیت سے کام کیا، اس کے بعد چھ ماہ تک مدرس رہے جس میں ابتدائی کتابوں کے علاوہ یحییٰ ابن شرف النووی دمشقیؒ کی کتاب ریاض الصالحین بھی پڑھایا۔ اس دوران نصف سال تک آپ مولانا علی میاں ندویؒ کے روم میٹ بن کر رہے اور اگلے نصف سال میں روم الگ ہوگیا تھا۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں

علم کے اندر مزید گہرائی و گیرائی پیدا کرنے کے لیے ۱۹۶۷ء میں آپ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ لیا اور پانچ سال کی مدت میں کلیۃ اللغۃ سے گریجویشن کی تکمیل کے بعد ۱۹۷۱ء میں فارغ ہوئے۔ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران علامہ عبدالعزیز ابن بازؒ (۱۹۱۲ء۔۱۹۹۹ء) سے آپ کو خاص قربت رہی۔

مغربی افریقہ کے آئیوری کوسٹ ملک میں

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے گریجویشن کی تکمیل کے بعد دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے حکومت سعودی عرب نے ۱۹۷۲ء میں آپ کو مغربی افریقہ کے آئیوری کوسٹ (Ivory Coast) نامی ملک بھیجا، تین سال تک آپ نے وہاں دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ اس دوران جامعہ ازہر مصر میں فاصلاتی نظام تعلیم کے ذریعہ ایم اے میں رجسٹریشن بھی کرایا لیکن ملازمت کی پابندی اور لمبی مسافت کی وجہ سے امتحان میں شریک نہ ہو سکے۔

مشرقی افریقہ کے ملک یوگنڈا میں

آئیوری کوسٹ میں تقریباً تین سال تک دعوت وتبلیغ کی انجام دہی کے بعد ۱۹۷۵ء کے شروع میں آپ کا ٹرانسفر مشرقی افریقہ کے ملک یوگنڈا (Uganda) میں ہو گیا اور وہاں بھی دین کی تبلیغ اور درس وتدریس آپ کا مشغلہ رہا۔

لندن میں اقامت

مذکورہ بالا دونوں افریقی ممالک میں کام کرنے کے بعد حکومت سعودی عرب نے ۱۹۷۵ء میں ہی آپ کو لندن بھیج دیا جہاں ایک طویل مدت تک درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کی خدمت انجام دینے کے بعد آپ ریٹائرڈ ہو گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ گزشتہ سال آپ کی اہلیہ محترمہ کا وہیں لندن میں ہی انتقال ہو گیا ہے۔

درس نظامی کا انگلش ترجمہ

لندن میں اقامت کے دوران آپ نے یہ محسوس کیا کہ یہاں کے اسکولوں میں جو نصاب (Curriculum) پڑھایا جاتا ہے اس سے مسلم طلبہ کے اندر فساد فی العقیدہ پیدا ہو جائے گا یا کم از کم ان کے اندر عقیدہ کی وہ اہمیت ومعنویت باقی نہیں رہ پائے گی جو اسلام کا بنیادی حصہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دن آپ کے معصوم بچے جب اسکول سے گھر آئے تو ایک بچی کہنے لگی کہ آج میں نے اسکول میں مریم علیہا السلام کا رول ادا کیا تھا اور دوسرا بچہ جو مزید کم عمر تھا کہنے لگا کہ اور میں بیبی جیسز (Baby Jesus) بنا تھا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رول بچہ کی حیثیت سے ادا کیا تھا۔ یہ جان کر آپ کو سخت تشویش ہوئی اور آپ یہ سوچنے لگے کہ اپنے بچوں

کے عقیدے کی حفاظت کے لیے میں انہیں لے کر یہاں سے کسی اسلامی ملک منتقل ہوسکتا ہوں لیکن اُن سیکڑوں اور ہزاروں مسلم بچے اور بچیوں کا کیا ہوگا جو یہاں موجود ہیں اور ان کے والدین اس حد تک حساس نہیں ہیں کہ وہ ان باتوں کو محسوس کرسکیں چنانچہ یہیں رک کر اسلامی کتب بطور خاص درس نظامی کی کتابوں کا انہیں کے معیار پر اور انہیں کے انداز میں ترجمہ کرا کر شائع کرنے و پھیلانے کا آپ نے فیصلہ لیا۔ اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے اپنے ہم خیال و معاون دوستوں کے ساتھ سب سے پہلے آپ نے پرائمری درجات (Primary Level) کا آسان انگلش زبان میں ایک نصاب تیار کیا، اس کے بعد سیکنڈری درجات (Secondary Level) کا نصاب مکمل کر کے اپنے طور پر وہاں کے اسکولوں اور مدرسوں میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ احادیث کی کچھ معروف کتابوں کے بعض ضروری ابواب کا انگلش ترجمہ وتشریح، قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر اور اس کے علاوہ مشہور و معروف اسلامی کتابوں کا انگلش ترجمہ کرا کر شائع کرا کے لوگوں کے مابین پھیلایا تا کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے عقائد کو محفوظ کیا جا سکے۔ ہماری دعاء ہے کہ لندن جیسے غیر اسلامی ملک میں مقیم مسلم کمیونٹی کے ایمان وعقائد کو محفوظ کرنے کے لیے آپ کی یہ کوشش آپ کے لیے ذخیرۂ آخرت اور نجات کا ذریعہ بنے۔

مولانا شمس الحق قاسمی، ممبئی (ولادت: یکم فروری ۱۹۴۶ء بمطابق ۲۸ رصفر ۱۳۶۵ھ، سنیچر)

قد لمبا، رنگ گورا، چہرہ پروجیہ اور سر پر کشتی نما لمبی ٹوپی پہنتے ہیں۔ نام شمس الحق ابن حاجی عبد العزیز ابن حاجی محمد اصغر مرحوم ہے۔ ولادت آپ کے قدیم مکان واقع محلّہ گولا بازار بھیرہ میں ہوئی لیکن مسجد ذی النورین کے پاس آپ اپنے نئے مکان میں رہنے لگے تھے۔ قاعدہ بغدادی سے قرآن کریم کے ناظرہ تک کی تعلیم اس وقت گاؤں کے معروف حافظ قرآن جناب عبد الغنی صاحب مرحوم کے یہاں مکمل کی اس کے بعد پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ماسٹر شفیع احمد مرحوم، مولوی حکیم عبد الرشید مرحوم محلّہ پچھّم، حافظ عبد الغفار صاحب ولید پور، مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم سے حاصل کی اور مولانا مرحوم سے ہی اردو کے ساتھ فارسی کی چند کتابیں جیسے نحو میر، میزان، منشعب، فارسی کی پہلی و دوسری کتاب، گلستاں اور بوستاں وغیرہ بھی پڑھیں پھر عربی تعلیم کے حصول کے لیے ۱۹۶۱ء میں مدرسہ عربیہ احیاء العلوم، مبارکپور گئے جہاں

۱۹۶۴ء تک زیر تعلیم رہے اور مولانا عبدالمنان صاحب بانسو پاری سے نورالانوار، ہدایہ اولین، قاری ظہیرالدین صاحب معروفی سے قرأت کا کچھ حصہ اور علم الصیغہ کے ساتھ قرأت کا زیادہ تر حصہ قاری انوارالحق صاحب مبارکپور سے، میزان، منشعب اور دیوان متنبّی مولانا محمد یحیی صاحب معروفی سے اور مختصر المعانی مولانا محمد مسلم صاحب بمہور سے پڑھیں۔ مدرسہ احیاء العلوم میں چار سالہ تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۶۵ء میں دارالعلوم دیوبند گئے، داخلۂ امتحان تقریری ہوا جس میں آپ کو کامیابی ملی اور وہاں تین سال تعلیم حاصل کر کے ۱۹۶۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا معراج الحق صاحب مرحوم سے حماسہ اور سبعہ معلقہ (دارالعلوم دیوبند کے استاذ مولانا وقاری محمد عثمان صاحب منصور پوری مرحوم اس میں آپ کے ساتھی تھے)، ملا محمد حسین بہاری سے مسلم الثبوت وتوضیح تلویح، مولانا انظر شاہ صاحب مرحوم سے دیوان حافظ، مولانا سید اختر حسین سے ہدایہ آخرین، مولانا شریف الحسن سے نسائی شریف، مولانا نصیر احمد خان صاحب سے علم ہیئت کے اندر بست باب شرح چغمینی اور طحاوی شریف، مولانا سید فخر الدین احمد صاحب سے بخاری اول، شاید بخاری جلد ثانی بھی اور علامہ ابراہیم بلیاوی سے ترمذی شریف کا درس حاصل کیا۔ دیوبند سے فراغت کے بعد تعلیمی سلسلہ ختم ہوگیا۔

عقد نکاح

تعلیم سے فراغت کے بعد گھر والوں نے حاجی محمد ہارون مرحوم نزد مسجد ذی النورین (آپ کے موجودہ مکان سے متصل دکھن جانب) اور حاجی مشتاق احمد کی بہن کے ساتھ آپ کو رشتۂ ازدواجیت میں منسلک کر دیا تاکہ ذہنی یکسوئی کے ساتھ آپ دین کی خدمت کا فریضہ انجام دے سکیں۔

مشغولیات

تعلیمی سلسلہ کے اختتام کے بعد ابتدائی ایام میں درس وتدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا چنانچہ کچھ دنوں تک مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد اور اس کے معاً بعد تقریباً ایک سال تک جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ میں تدریس کی خدمت انجام دی۔ جامعۃ الرشاد کی مسجد میں آپ امام بھی تھے اور اس مسجد میں آپ ہی کو سب سے پہلا خطبہ دینے کا اعزاز حاصل ہے۔

تبلیغی جماعت میں ایک سال

اعظم گڑھ میں تبلیغی جماعت کا سب سے پہلا عالمی اجتماع غالباً ۱۹۶۸ء میں ہوا جس میں ایک سال کے لیے آپ جماعت میں نکلے۔ جماعت سے واپسی پر گجرات کے ایک گاؤں راہن پور ضلع پالن پور کے ایک مدرسہ میں بھی ایک سو پچاس روپئے ماہانہ تنخواہ پر تعلیم دی۔ حضرت مولانا جمال احمد صاحب مرحوم (صاحب جمالین) اُس وقت اس کے صدر مدرس تھے اور یہ مدرسہ انجمن جلالیہ کے زیر انتظام چلتا تھا۔

امامت وخطابت

مدارس کے اندر درس وتدریس سے نکل کر اصلاح معاشرہ اور لوگوں کی فکری درستگی کے لیے غالباً ۱۹۷۰ء سے پونے شہر میں تبلیغی جماعت کی مرکزی مسجد چاندتارا سے آپ نے امامت و خطابت کا آغاز کیا اور اس کے بعد ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی کی حالیہ مرکزی مسجد منتقل ہو گئے جہاں بلا انقطاع چالیس سال تک مسجد کے منبر ومحراب سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کرتے رہے۔ چالیس سال کے اس طویل عرصہ میں آپ کا مشاہرہ ڈھائی سو سے شروع ہو کر تیرہ سو پر ختم ہو گیا۔

دیگر مشغولیات

ذاتی مشغولیات کے علاوہ آپ سماجی وفلاحی کاموں میں بھی دلچسپی لیتے رہے ہیں چنانچہ ملک میں مسلمانوں کی نمائندہ تنظیم جمعیت علماءِ ہند، شاخ ممبئی سے بھی آپ برابر منسلک رہے اور تقریباً چار پانچ سال تک جمعیت علماء مہاراشٹر کے نائب صدر رہے۔ اس دوران آپ کا رابطہ دارالعلوم دیوبند سے بھی مستقل طور پر برقرار رہا۔ مہاراشٹر میں جمعیت علماء اور دارالعلوم دیوبند کو متعارف کرانے میں آپ نے اہم رول ادا کیا ہے۔

امامت سے سبکدوشی

۲۰۱۰ء کا سال تھا، آپ حسب معمول نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک آپ کی ناک سے خون نکل آیا اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اس کے بعد یہ واقعہ کئی بار پیش آیا اور آپ معذور ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ آپ کو امامت ترک کرنی پڑی اور آپ نے ممبئی میں گھر ہی پر مستقل سکونت اختیار کر لی۔

اولاد

آپ کے تین لڑکے (۱) بدرالحق مرحوم (۲) مولانا محمد ارشد قاسمی (۳) محمد عمار اور تین لڑکیاں ہیں، اول الذکر کے علاوہ سبھی بقید حیات ہیں اور ممبئی میں مقیم ہیں۔

مولانا محمد ابراہیم قاسمی (ولادت: یکم ستمبر ۱۹۴۹ء بمطابق ۷/ذی القعدہ ۱۳۶۸ھ، جمعرات)

قدرے پستہ قد، سانولا رنگ، سر پر گول ٹوپی، لمبے کرتے سے مزین، شریف الطبع، کریم النفس، صاف گو، حق پرست، متواضع اور با اخلاق انسان ہیں۔ نام محمد ابراہیم ہے، آپ کا مکان محلّہ پچھّم میں ہے۔ والد صاحب کا نام محمد عمر اور دادا کا نام مولوی حکیم عبدالرشید ابن عبدالرحیم ابن نظام الدین ابن محمد حسین تھا۔ ولادت محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ گاؤں کے دیگر اہل علم کی طرح آپ نے بھی اپنی پرائمری تعلیم مقامی مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔

اساتذۂ کرام میں حافظ عبدالغنی صاحب مرحوم، مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم اور ماسٹر شفیع احمد صاحب مرحوم کے نام بطور خاص شامل ہیں۔

فارسی وعربی کی تعلیم

پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے آپ نے قرب وجوار کے معروف ادارہ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد، مئو میں داخلہ لیا اور مولانا نذیر احمد صاحب خیرآبادو مولانا قمرالدین صاحب رسول پور وغیرہ سے فارسی اول سے عربی سوم تک کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد عربی کی مزید تعلیم کے لیے آپ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور، اعظم گڑھ تشریف لے گئے جہاں عربی ششم تک کی تعلیم کی تکمیل مفتی محمد یاسین صاحب مبارکپور، مولانا عبدالمنان صاحب شیخ الحدیث، مولانا جمیل احمد صاحب مبارکپور، مولانا محمد مسلم صاحب بمھور، قاری ابوالحسن صاحب جگدیش پور (سابق استاذ دارالعلوم دیوبند) اور مولانا محمد عثمان صاحب ساحر مبارکپور سے کی۔

دارالعلوم دیوبند

جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور سے عربی ششم کی تکمیل کے بعد سند فراغت کے حصول

کے لیے آپ نے دارالعلوم دیوبند کے لیے رخت سفر باندھا جہاں دوسال (دورۂ حدیث شریف وتکمیل ادب) شیخ الحدیث مولانا فخر الدین صاحب وغیرہ کے ذریعہ مکمل کرنے کے بعد ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۳۹۰ھ میں سند فراغت حاصل کی۔

شادی خانہ آبادی

تعلیم سے رسمی فراغت کے تین سال بعد ۱۹۷۳ء میں جناب حبیب اللہ گرہست مرحوم محلّہ پچھّم بھیرہ کی دختر کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔آپ کی چھ اولاد (ایک بچی اور پانچ بچے) ہیں۔ بچی کی شادی کوئریا پار ضلع مئو میں ہوئی تھی جس کی ۲۰۰۱ء میں ولادت کے موقع سے وفات ہوگئی۔بچوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولانا محمد اسماعیل قاسمی، (۲) حافظ محمد اسامہ، (۳) محمد عثمان، (۴) حافظ محمد اواب، (۵) محمد عباد۔سبھی اولاد اپنے والد محترم کی طرح نیک اور صالح ہیں۔

تدریسی خدمات

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد درس وتدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا اور سب سے پہلے بھوپال کی ترجمہ والی مسجد میں چھ ماہ تک خدمت تدریس انجام دی۔اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن گجرات میں تیرہ سال تک تشنگان علوم نبویہ کی تشنگی کو بجھایا۔

حفظ قرآن کریم

کہتے ہیں کہ اگر انسان کے اندر کچھ کرنے کا جذبہ ہو تو وہ کبھی وقت کی تنگی اور کام کی زیادتی کا شکوہ نہیں کرتا بلکہ انہیں اوقات میں سے وہ اپنے لیے وقت نکال لیتا ہے، اس کے بلند حوصلے اور پختہ عزائم اس کے راستے کی ہر رکاوٹ کو ایک طرف کر دیتے ہیں اور وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ کر رہتا ہے۔ چنانچہ مولانا موصوف نے بھی کچھ ایسا ہی کارنامہ انجام دیا جب مدرسہ تحفیظ القرآن گجرات میں درس وتدریس کے زمانہ میں ہی آپ کو قرآن کریم حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے، آپ اسے حفظ کرنے کا عزم کرتے ہیں اور صرف ایک سال کی قلیل مدت میں بغیر استاذ کے یہ ہدف مکمل کر ڈالتے ہیں۔ چٹانیں چور ہو جائیں جو ہو عزم سفر پیدا۔

المعہد الاسلامی، یوگنڈا، مشرقی افریقہ

تیرہ سال تک گجرات میں خدمت تدریس کی انجام دہی کے بعد مولانا محمد اقبال صاحب محلّہ پچھّم، بھیرہ (مقیم حال لندن) کے توسط سے ۱۹۸۶ء میں مشرقی افریقہ کے ملک یوگنڈا کے المعہد الاسلامی (Islamic Institute Uganda) نامی ادارہ میں حفظ قرآن کی خدمت کے لیے بحیثیت مدرس آپ کا تقرر عمل میں آیا اور آپ یوگنڈا تشریف لے گئے پھر بلا انقطاع بتیس سال کی طویل مدت تک افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ اس دوران افریقہ کے دور افتادہ علاقہ میں کم وبیش آپ نے پانچ سو حفاظ کرام تیار کیے۔ اللہ کی ذات سے امید قوی ہے کہ قرآن کریم کی یہ عظیم خدمت آخرت میں آپ کی کامیابی وسرخ روئی کی ضامن ہوگی۔ افریقہ کے دوران قیام آپ وہاں تبلیغی جماعت کے امیر بھی رہے۔

وطن واپسی

عمر کی درازی اور ضعفِ صحت کی وجہ سے اپریل ۲۰۱۸ء میں افریقہ سے وطن عزیز واپس آ گئے اور پینتالیس سال کے طویل عرصہ پر محیط اللہ کے دین کی اس عظیم خدمت کے بعد اب گھر ہی پر بچوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ محلّہ کی جامع مسجد میں امامت اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ اللہ مولانا موصوف کی عمر میں برکت عطا فرمائیں۔

مولانا عطاء الحق قاسمی محلّہ تکیہ (ولادت: یکم مئی ۱۹۵۲ء بمطابق ۵ر شعبان ۱۳۷۱ھ، جمعرات)

گورے رنگ، لمبے قد اور سر پر صوفیوں والی پانچ پلی ٹوپی سے عبارت مولانا عطاء الحق قاسمی کی ولادت محلّہ نیا پورہ میں محمد سعید مرحوم ابن حاجی محمد ابراہیم کے یہاں ہوئی لیکن اب آپ نقل مکانی کر کے محلّہ تکیہ بھیرہ میں رہنے لگے ہیں۔ عیسوی سن ولادت کے اعتبار سے عمر تقریباً ۷۴ر سال ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ماسٹر شفیع احمد مرحوم اور مولانا محمد یوسف مرحوم وغیرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں آپ کا داخلہ کرایا گیا جہاں فارسی وعربی کی مطلوبہ تعلیم مفتی محمد امین صاحب، مفتی محمد یاسینؒ اور مولانا نیاز احمدؒ وغیرہم سے حاصل کرنے کے بعد ۱۹۷۸ء میں دار العلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔

دیوبند کے اساتذہ میں مولانا نصیر احمد خان، مفتی سعید احمد پالنپوری، مولانا قمر الدین صاحب گورکھپوری رحمہم اللہ اور مولانا سید محمد ارشد مدنی صاحب کے نام شامل ہیں۔ رشتہ میں آپ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب محلّہ تکیہ، بھیرہ کے داماد ہیں۔ آپ کے تین بیٹے (مولانا عبدالحق، مولانا انیس الحق، ظہیر الحق، ایک بیٹی) ہیں۔ تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد درس وتدریس کو آپ نے اپنی زندگی کا مشغلہ بنایا اور سب سے پہلے مدرسہ نورالاسلام ولید پور سے منسلک ہوئے جہاں ایک یا دو سال استاذ رہے۔ مدرسہ مذکور کا حکومت اتر پردیش سے الحاق کرانے میں آپ نے بھی نمایاں رول ادا کیا تھا۔ اس کے بعد جامعہ رشیدیہ بمہور چلے گئے اور دو سال وہاں قیام پذیر رہے پھر وہاں سے بیری ڈیہہ، لال گنج ضلع اعظم گڑھ گئے جہاں پانچ سال رہے۔ اخیر میں اسی سے متصل دونہ جہتمند پور نامی گاؤں میں تقریباً تیس سال تک مسلسل تدریس وامامت کی خدمت انجام دی۔ یہ آپ کی مدت تدریس کا سب سے لمبا زمانہ ہے۔ درازیٔ عمر اور ضعفِ صحت کی وجہ سے اب گھر ہی پر مقیم ہیں۔

مولانا ظفر احمد قاسمی مکی، آٹو اسٹینڈ (ولادت ۵؍ستمبر ۱۹۵۵ء بمطابق ۱۷؍محرم ۱۳۷۵ھ، پیر)

سرزمین بھیرہ کے وہ علماءِ کرام جن کو درس نظامی کی تکمیل کے بعد بیرون ملک میں دیگر یونیورسٹیوں سے استفادہ کا موقع میسر ہوا ان میں ایک نمایاں نام مولانا ظفر احمد قاسمی مکی کا ہے۔ ۵؍ستمبر ۱۹۵۵ء بمطابق ۱۷؍محرم ۱۳۷۵ھ بروز اتوار محلّہ گولہ بازار، بھیرہ کے ایک دیندار گھرانے میں آپ کی ولادت ہوئی۔ والد مرحوم کا نام مولانا محمد یوسف ابن مولانا عبدالمجید ابن خدا بخش عرف چھوٹک تھا جن کا شمار بھیرہ کی معزز ہستیوں میں ہوتا تھا اور مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں استاذ ہونے کی وجہ سے مولانا مرحوم گاؤں کی تقریباً دو نسل کے استاذ ہونگے۔ گھر پر قرآن مجید کا ناظرہ مکمل کرنے کے بعد پرائمری تعلیم گاؤں ہی کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ میں اپنے والد محترم اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم سے حاصل کی، اس کے بعد فارسی سال اول کی کتابیں مدرسہ مذکور میں ہی اپنے والد مرحوم سے پڑھیں پھر فارسی سال دوم مدرسہ عربیہ منبع العلوم، خیر آباد میں مولانا قمر الدین صاحب مرحوم سے پڑھا۔ اس کے بعد عربی اول میں داخلہ کے لیے مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل ہوگئے جہاں مولانا محمد اسحاق مرحوم سے عربی کی ابتدائی کتابیں

پڑھیں ۔ یہاں ایک سال مکمل کرنے کے بعد آپ کا داخلہ مدرسہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں کرادیا گیا اور وہاں عربی دوم سے عربی ششم تک کی تعلیم مکمل کی ۔ مبارکپور کے اساتذہ میں مولانا شکر اللہ مرحوم ولید پور، مولانا جمیل احمد مرحوم پورہ دلہن مبارک پور، مولانا عبدالمنان مرحوم باسو پار، مولانا محمد مسلم مرحوم بمہور، مولانا شمس الدین مرحوم مبارکپور، مولانا عبدالکریم مرحوم ابراہیم پور، مولانا زین العابدین معروفی، مولانا محمد عثمان ساحر مبارک پور اور مولانا محمد عثمان معروفی رحمہم اللہ کے اسماءِ گرامی شامل ہیں ۔ مبارکپور میں درجہ ششم کی تکمیل کے بعد دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے اور داخلۂ امتحان میں کامیابی حاصل کر ۱۹۷۳ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے پھر ۱۹۷۴ء میں تکمیل ادب کا ایک سالہ کورس بھی مکمل کیا ۔ دار العلوم دیوبند میں جن اساتذۂ کرام کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان کے نام ہیں، قاری محمد طیب صاحب دیوبند، مولانا انظر شاہ کشمیری، مفتی محمود حسن صاحب مرحوم (ابتداء میں مفتی صاحب مرحوم سے ہی مولانا کا اصلاحی تعلق قائم تھا لیکن آپ کے انتقال کے بعد یہ تعلق مولانا قمر الزماں صاحب الہٰ آباد کے ساتھ ہوگیا جن کے وہ مجاز صحبت بھی ہیں)، مولانا شریف الحسن دیوبند، مولانا محمد حسین ملا بہاری، مولانا محمد نعیم دیوبندی، مولانا عبدالاحد دیوبندی، مفتی نظام الدین صاحب اعظمی (حضرت مفتی صاحب دار العلوم مئو میں آپ کے والد صاحب کے بھی استاذ رہ چکے ہیں) اور مولانا وحید الزماں کیرانوی رحمہم اللہ وغیرہ۔

عقد نکاح

تعلیم وتعلم کی رسمی کارروائیوں سے فراغت کے بعد جناب عبدالباقی صاحب مرحوم نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ کی تیسری صاحبزادی کے ساتھ آپ کا عقد نکاح منعقد ہوا جن کے بطن سے دو بیٹیاں اور تین بیٹے (احسن ظفر قاسمی، ایمن ظفر، احمد ظفر حقی) متولد ہیں ۔ ایک بیٹی کی شادی محلّہ پچھّم، بھیرہ میں محمد صالح صاحب الیکٹریشن سے اور دوسری کی مولانا عبداللہ ابن ڈاکٹر حسام الدین محلّہ تکیہ، بھیرہ کے ساتھ ہوئی ۔ تقریباً بیالیس سال تک حق رفاقت ادا کرنے کے بعد کچھ سالوں پہلے آپ کی اہلیہ محترمہ اللہ کو پیاری ہوگئیں ۔ حق مغفرت کرے، نیک خاتون تھیں ۔

جامعہ ام القریٰ اور المعہد العالی، مکہ مکرمہ میں

تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ سالوں تک آپ درس وتدریس میں مشغول رہے لیکن اپنی علمی تشنگی کو سیراب کرنے کے لیے ایک بار پھر اشہب علم کو مہمیز لگائی اور سعودی عرب کے شہر مکہ مکرمہ میں واقع عالم اسلام کی معروف یونیورسٹی ام القریٰ میں داخلہ کے لیے درخواست دے دی، خوش قسمتی سے درخواست منظور ہوگئی اور وہاں کے شعبۂ عربی ادب ودینیات (Arabic Lit. & Islamic Studies) میں داخلہ حاصل کر ۱۹۸۷ء میں آپ نے گریجویشن مکمل کیا۔ اس کے بعد المعہد العالی، مکہ مکرمہ سے ۱۹۹۰ء میں عرب اور اسلام کلچر (Arab & Islam Culture) کے موضوع پر پوسٹ گریجویشن کرنے کے بعد وطن واپس آئے۔ جامعہ ام القریٰ میں آپ کے اساتذۂ کرام میں الشیخ عبد الرحمٰن حبنکہ المیدانی الشامی، الشیخ عبد الحی یمن، الشیخ حسن ایوب مصر، الدکتور ابوعمارہ مصر، الدکتور مصطفیٰ کامل مصر اور الدکتور حسن الھواری مصر کے اسماء بطور خاص شامل ہیں۔ دوران تعلیم ذاتی تیاری کے ذریعہ عربی و فارسی بورڈ کے مندرجہ ذیل امتحانات بھی آپ نے پاس کیا۔

(۱) عالم ۱۹۷۲ء (۲) فاضل دینیات ۱۹۷۶ء (۳) فاضل ادب ۱۹۸۷ء (۴) منشی (ہندی طب) ۱۹۷۹ء (۵) منشی کامل ۱۹۸۱، (۶) ایم اے اردو، کانپور یونیورسٹی (پرائیویٹ)۔

تدریسی خدمات

ذیل میں ہم آپ کی تدریسی خدمات کا تذکرہ کر رہے ہیں جس کا دورانیہ تقریباً پچاس سالوں کے طویل عرصہ پر محیط ہے اور اس دوران آپ نے سات مختلف اداروں میں خدمات انجام دیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد جنوری ۱۹۷۵ء میں جامعہ فیض عام مئو سے پہلی بار آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور ۱۹۸۲ء تک وہیں تشنگانِ علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۰ء تک ام القریٰ اور المعہد العالی مکہ مکرمہ میں مقیم رہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

(۲) مکہ مکرمہ سے وطن واپسی کے بعد مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو میں ۱۶/اگست ۱۹۹۱ء کو آپ

کا تقرر عمل میں آیا اور ۱۷ر جولائی ۱۹۹۳ء تک آپ نے وہاں خدمات انجام دیں۔

(۳) ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عام لوگوں کے برخلاف آپ کے خیالات میں ہمیشہ بلند پروازی شامل رہی چنانچہ کبھی آپ نے ام القریٰ اور المعہد الاسلامی مکہ مکرمہ جیسے اداروں کا رخ کیا تو کبھی کانپور یونیورسٹی سے اردو میں ایم اے کر ڈالا۔ اب آپ کی فکر بلند نے ایک بار پھر اڑان بھری تو مشرقی افریقہ کا رخ کیا چنانچہ کینیا (Kenya) کے شہر، ممباسا میں کلیۃ الدراسات الاسلامیہ کے اندر آپ کو تدریس کا موقع میسر ہوا اور ۲۳ر اپریل ۱۹۹۵ء سے ۸ر نومبر ۲۰۰۰ء تک آپ نے افریقہ کے جنگلات میں علم وعمل کا چراغ روشن کیا۔

(۴) اس کے بعد کینیا سے تقریباً نوسو کلومیٹر کی دوری پر واقع مشرقی افریقہ ہی کے ایک دوسرے ملک یوگنڈا (Uganda) کے شہر جنجا (Jinja) میں المعہد الاسلامی نامی ادارہ کے اندر ۲۰۰۲ء میں آپ نے تدریس کا سلسلہ شروع کیا جو ۲۰۰۴ء تک چلا۔

(۵) کم وبیش بارہ سال تک افریقی ممالک کے ان دور افتادہ علاقوں میں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے بعد آپ کی گھر واپسی ہوئی اور ۱۵ر جنوری ۲۰۰۵ء کو جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ میں آپ کا تقرر ہوا جہاں ۳۱ر جولائی ۲۰۰۶ء تک آپ نے خدمات انجام دیں۔

(۶) لیکن ڈیڑھ سال کی قلیل مدت کے بعد آپ وہاں سے مستعفی ہو گئے پھر چند ماہ تک وصیت العلوم کوپا گنج ضلع مئو میں صدر مدرس رہے اور اس کے بعد ۲۰۰۷ء میں خطۂ اعظم گڑھ کی معروف درسگاہ مدرسہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر، اعظم گڑھ کے شعبۂ عربی ادب میں استاذ متعین ہوئے اور ۲۰۱۹ء یعنی تقریباً تیرہ سال تک عربی زبان وادب کے طلبہ کو سیراب کیا۔

(۷) اس کے بعد ۲۰۱۹ء میں جب گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں شعبۂ نسواں فارسی وعربی کا قیام عمل میں آیا تو ذمہ داران مدرسہ کی درخواست اور اپنی پیرانہ سالی وکمزوریٔ صحت کی وجہ سے گھر ہی رہ کر آپ نے اس مدرسہ کی خدمت کرنے کا فیصلہ کیا جو تا حال جاری وساری ہے۔ یہاں آپ شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہیں۔

درسی ساتھی

آپ کے درسی ساتھیوں میں مولانا ریاض احمد مدنی مکی مرحوم بھیرہ، مولانا غلام محمد قاسمی

ولید پور، مولانا محمد ہارون نئی بازار، مولانا ڈاکٹر نظام الدین کرہاں، مولانا حبیب الرحمٰن، مئو آئمہ الہٰ آباد، مولانا سعادت علی الہٰ آباد، مولانا واصف حسین ندیم الواجدی مرحوم دیوبند اور مفتی محمد امین پالنپوری دیوبند برادر خرد مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری رحمہ اللہ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

شاگرد

درس وتدریس کے پچاس سالہ طویل عرصہ میں ملک وبیرون ملک میں آپ کے بے شمار شاگرد پیدا ہوئے جن میں سے چند نام یہ ہیں۔

مولانا محمد شفیع، ناظم جامعہ فیض عام مئو، مولانا حماد الرحمٰن سلفی کوپا گنج استاذ حدیث جامعہ فیض عام مئو، مولانا محمد شمیم مئو صدر مدرس مدرسہ کھیدو پورہ مئو، مظہر علی مدنی شیخ الحدیث وصدر مدرس جامعہ فیض عام مئو، عبداللہ موکلیشو کینیا، محمد یوسف کینیا، محمد ابراہیم صومالیہ، محمد احمد سیمباجہ استاذ کمپالا یونیورسٹی یوگنڈا، سراج میاں جنجا، یوگنڈا انچارج ترکی آرگنائیزیشن یوگنڈا، عبدالرحمٰن منی پور، عبدالقادر تھائی لینڈ، نور محمد برما، محمد الامین بنگلہ دیش، مولانا عبید اللہ طاہر استاذ جامعۃ الفلاح بلریا گنج، مولانا عبدالحمید حاکم مقیم لندن، مفتی اجود اللہ نائب ناظم مدرسہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر، مولوی ومفتی محمد فیصل زاہد بھیرہ استاذ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ، شعبۂ نسواں عربی وفارسی اور حافظ ابرار احمد مقیم ممبئی وغیرہ۔

دیگر مشغولیات

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران حج کے ایام میں انڈین حج آفس کے ذریعہ حج کے ۵ سیزن (۱۹۸۷ء تا ۱۹۹۱ء) میں آپ نے حجاج کرام کی خدمت کا فریضہ بھی انجام دیا۔

تصنیف وتالیف

درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف کا بھی آپ ستھرا ذوق رکھتے ہیں چنانچہ مختلف دینی موضوعات پر اب تک کم وبیش ایک سو سے زائد اردو مضامین ماہنامہ فیضان اشرف سرائمیر اور پچاس سے زائد عربی مقالہ جات مختلف عربی مجلّات بشمول **الاحسان** اور کینیا مشرقی افریقہ کے **المعارف** میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل مطبوعہ وغیر مطبوعہ

کتابیں بھی آپ کے رشحات قلم سے مترشح ہوئیں۔

(۱)علم الصرف للمرحلة الاعدادية (عربی، مطبوعہ)، (۲)قواعد التجويد (عربی، غیر مطبوعہ)، (۳)تعليم الانشاء (اردو، غیر مطبوعہ)، (۴) قصص للطلاب الصغار (عربی، غیر مطبوعہ)۔

مولانا امتیاز احمد ندوی (ولادت: ۵/جولائی ۱۹۵۵ء بمطابق ۱۵/ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ، منگل)

لمبا قد، لمبا چہرہ اور رنگ گورا ہے، کرتا تہبند آپ کا عام لباس اور سر پر لمبی ٹوپی پہنتے ہیں۔ آپ کا مکان نئی جامع مسجد کے پاس ہے۔ ہمارے خیال میں مولانا امتیاز احمد ندوی کو بایں معنی یہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ آپ کو پورے گاؤں میں پہلے ندوی عالم دین ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے علاوہ ایک اور ندوی عالم دین مولانا محمود احمد ندوی موجود ہیں۔ مولانا امتیاز احمد ندوی کے والد محترم کا نام مولانا محمد شریف مفتاحی اور دادا کا نام حاجی عبدالحکیم تھا۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا محمد یوسف مرحوم، مولانا محمد اسحاق مرحوم، ماسٹر شفیع احمد مرحوم اور مولانا ممتاز احمد بھیرہ کے ذریعہ ہوئی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے آپ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں داخل ہوئے۔ وہاں سے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر گئے اور پھر دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے ۱۹۸۱ء میں فراغت حاصل کی۔ مدرسہ احیاء العلوم مبارپور کے اساتذۂ کرام میں مولانا نیاز احمد، مولانا عبدالمعید صاحب، مولانا جمیل احمد صاحب اور مولانا لیاقت علی صاحب وغیرہ اور مدرسۃ الاصلاح سرائے میر کے اساتذہ میں مولانا بشیر احمد مرحوم و مولانا عبدالصمد مرحوم کے نام ہیں۔ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں آپ نے مولانا سعید الرحمٰن اعظمی مئو، مولانا زکریا ندوی اور مولانا برہان الدین ندوی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔

۲۰/اپریل ۱۹۸۲ء کو خیر آباد ضلع مئو میں آپ کی شادی ہوئی، آپ کی نو اولاد ہیں اور مشغولیت شروع سے ہی پارچہ بافی رہی ہے۔

مولانا خیر البشر قاسمی نیاپورہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۵۸ء بمطابق ۱۰/۶/۱۳۷۷ھ، بدھ)

جن اساتذۂ کرام کے سامنے راقم کو زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے ان میں ایک معتبر اور نمایاں نام مولانا کاتب خیر البشر قاسمی صاحب، نیاپورہ کا ہے۔ ویسے تو آپ

فاضل دارالعلوم دیوبند ہیں لیکن اپنے یہاں کاتب صاحب کے نام سے معروف ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک بہترین کاتب ہیں۔جس زمانہ میں کمپیوٹر کی ایجاد نہیں ہوئی تھی اور چھوٹی بڑی ہر طرح کی کتابیں، چھوٹے بڑے تمام اشتہارات، مدارس کے سالانہ کلینڈر، پمفلیٹ، بینر اور ہوڈنگ وغیرہ ہاتھوں سے لکھے جاتے تھے، آپ اپنے فنکارانہ ہاتھوں سے ان کی کتابت کرتے تھے اور خوب کرتے تھے۔قرب و جوار اور علاقے کے تقریباً سارے اشتہارات آپ ہی کی کتابت کے بعد شائع ہوتے تھے۔سلسلۂ تدریس سے منسلک ہونے سے قبل یہی آپ کا مستقل ذریعۂ معاش تھا، مئوشہر کے اندر اس کے لیے آپ نے باقاعدہ ایک آفس بنا رکھا تھا اور اُس وقت چند سالوں تک وہیں مقیم بھی تھے۔مجھے یاد ہے کہ مدرسہ نورالاسلام ولید پور کی طالب علمی کے زمانہ میں مدرسہ کا جلسہ ہونا تھا اور اس میں مہمانوں کے استقبال کے لیے کپڑے کا ایک بڑا سا بینر تیار کیا گیا تھا جو استاذ محترم کے ہاتھوں ہی بنایا گیا تھا اور ہم چند طلبہ نے آپ کی نگرانی میں اس میں رنگ بھرا تھا۔

متوسط قد و قامت، چہرہ پر مکمل سفید ڈاڑھی اور گندمی رنگ والے آپ بلا کے ذہین انسان ہیں۔کرتا، تہبند اور سر پر لمبی ٹوپی آپ کا عام لباس ہے۔جس وقت ہماری طالب علمی کا زمانہ تھا، آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بال بالکل کالے ہوا کرتے تھے اور وہ آپ کا دورِ شباب تھا۔طلبہ کے لیے سارے اساتذۂ کرام ہی قابل احترام بلکہ واجب الاحترام ہوتے ہیں لیکن انہیں میں چند لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو غیر مرئی و غیر محسوس طور پر طلبہ کے دلوں پر اپنی ایک خاص چھاپ چھوڑ جاتے ہیں، آپ انہیں میں سے ایک ہیں۔یاد آتا ہے کہ القرأۃ الواضحہ، میزان الصرف، ترجمۂ قرآن پاک اور امام جلال الدین المحلی (۷۹۱ھ-۸۶۴ھ بمطابق ۱۳۸۹ء-۱۴۵۹ء) کی تفسیر جلالین نصف ثانی ہم نے آپ ہی سے پڑھی ہے۔آپ جن کتابوں کو پڑھاتے تھے ان کا حق ادا کر دیتے تھے۔آپ کے پڑھانے کا انداز یہ تھا کہ آپ طلبہ پر بہت زیادہ سختی نہیں کرتے تھے بلکہ درشتی و نرمی بہم در بہ است آپ کا فارمولا ہوتا تھا اسی لیے طلبہ کے دلوں میں آپ کے ادب واحترام کے ساتھ ساتھ ان پر آپ کا رعب بھی طاری رہتا تھا۔کہتے ہیں کہ ایک استاذ جب طلبہ کو پڑھاتا ہے تو وہ انہیں صرف کتابیں نہیں پڑھا رہا ہوتا ہے بلکہ غیر محسوس طور پر وہ اپنے افکار و خیالات،

اپنے عادات واطوار اور اپنی تہذیب وشائستگی ان کے اندر انڈیل رہا ہوتا ہے چنانچہ درسیات کے علاوہ آپ مثبت فکر وعمل اور عمدہ اخلاق وعادات پر ہمیشہ زور دیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار طالب علمانہ حرکات کی بنیاد پر ہم طلبہ نے جمعرات کے دن ہفتہ واری پروگرام میں گاؤں کی ایک مخصوص جماعت کے خلاف جم کر تقریر بازی کر دی، نتیجہ ظاہر تھا، صبح میں ذمہ دار ارا کین تک شکایت کے بعد دفتر اہتمام میں ہماری پیشی ہوئی، اُس وقت ہمیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہم نے ایک قلعہ فتح کر لیا ہو لیکن اب اُن حرکات پر افسوس ہوتا ہے اور خود کی کم فہمی پر شرمندگی بھی ہوتی ہے۔ اُس وقت ہم طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا کہ آپ لوگ اصلاحی تقریریں کیا کریں جس سے لوگوں میں ایک مثبت پیغام جائے اور ایک اچھا معاشرہ وجود میں آسکے۔ تعلیم وتعلم کے رسمی زمانہ اور زندگی کے مختلف تجربات کے بعد جب ہماری فکریں پروان چڑھیں اور افکار وخیالات میں وسعت پیدا ہوئی تو اُن جیسے ناصحانہ کلمات کا اثر یہ ہوا کہ اسلام کی بنیادی باتوں کے علاوہ اب یہ مسلکی اختلافات اور فرقہ واریت ایک غیر ضروری بحث محسوس ہونے لگی ہے۔

تاریخ ولادت اور نام

آپ کا نام خیر البشر ابن حاجی عبد الباری مرحوم ابن حافظ وحاجی محمد عمر ابن حافظ عبد اللہ ابن حافظ شبراتی مرحوم ہے۔ یکم جنوری ۱۹۵۸ء میں محلّہ نیا پورہ میں ولادت ہوئی اور یہیں آپ کا قدیم مکان ہے جو نیا پورہ پر داخل ہوتے ہی داہنی جانب ہے لیکن ۱۹۹۲ء میں آپ اپنے نئے مکان واقع محلّہ قاضی ٹولہ منتقل ہو گئے اور پھر ۲۰۱۲ء میں اپنے قدیم وجدید دونوں مکانوں کے بیچ ولید پور کے راستہ پر ایک نیا مکان بنا کر دوبارہ نیا پورہ واپس ہو گئے۔

پرائمری اور فارسی وعربی کی تعلیم

۱۹۷۰ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم ولید پور سے کچھ دن یہیں پر فارسی کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد ۱۹۷۱ء میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور، اعظم گڑھ چلے گئے جہاں فارسی وعربی اول تا عربی چہارم کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ احیاء العلوم میں آپ کے اساتذۂ کرام کے نام حسب ذیل ہیں۔

مولانا ممتاز احمد صاحب، مولانا نیاز احمد عمری سریاں، مولانا جمیل احمد پورہ دلہن، مفتی محمد امین صاحب مبارکپور، مولانا عبدالمعید صاحب مبارکپور، مولانا محمد عثمان صاحب معروفی اور مولانا شکر اللہ صاحب ولید پور وغیرہ۔ مبارکپور کے زمانۂ طالب علمی میں قاری اشفاق احمد صاحب ابراہیم پور سے قرأت بروایت حفص اور مولانا ممتاز احمد صاحب پورہ دلہن، مبارکپور سے آپ نے قرأت سبعہ کی تعلیم مکمل کی۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ آخر الذکر استاذ مرحوم کی زیر نگرانی قرأت سبعہ کی تعلیم کے دوران آپ نے مکمل قرآن کا اجراء بھی کیا۔ اسی دوران مولانا محمد عثمان صاحب معروفی سے آپ نے کتابت کا فن سیکھا جو بعد میں کچھ سالوں تک آپ کے معاش کا ذریعہ بنا۔ مبارکپور میں عربی چہارم کی تکمیل کے بعد مرکزی دارالعلوم محمدیہ، گھوسی ضلع مئو میں داخل ہو کر حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مبارکپور اور حضرت مولانا شکر اللہ صاحب ولید پور وغیرہ سے عربی پنجم کی کتابیں پڑھیں۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اور فراغت

مرکزی دارالعلوم محمدیہ، گھوسی میں عربی پنجم پڑھنے کے بعد آپ دارالعلوم دیوبند گئے اور عربی سال ہفتم کے داخلۂ امتحان میں پہلی یا دوسری پوزیشن سے کامیاب ہوئے پھر موقوف علیہ اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۱۹۷۹ء میں وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔ دیوبند میں جن اساتذۂ کرام سے آپ نے کسب فیض کیا ان کے نام ہیں مولانا نصیر احمد خان صاحب (مولانا مرحوم اُسی سال شیخ الحدیث مقرر ہوئے تھے)، مفتی سعید احمد صاحب، مولانا محمد سالم صاحب، مولانا محمد حسین صاحب (ملا بہاری)، مولانا خورشید عالم صاحب، مولانا انظر شاہ صاحب، مولانا قمر الدین صاحب گورکھپور، مفتی شکیل احمد صاحب سیتاپور اور مولانا عبدالاحد صاحب دیوبندی رحمہم اللہ وغیرہ۔

رشتۂ ازدواجیت

ابھی آپ مرکزی دارالعلوم محمدیہ گھوسی میں طالب علم تھے کہ گھر والوں نے ۱۹۷۷ء میں نوادہ، مبارک پور کے رہنے والے جناب الحاج شمس الحق صاحب کی دختر کے ساتھ آپ کو رشتۂ ازدواجیت میں منسلک کر دیا۔ آپ کی کل دس اولاد (۶ لڑکے اور ۴ لڑکیاں) ہیں جن میں سے

چار بچے عالم دین اور چار حافظ قرآن ہیں۔ ۴۸ رسال کی مدت رفاقت کے بعد ۳۱ رجنوری ۲۰۲۶ء بمطابق ۱۲ رشعبان ۱۴۴۷ھ بروز سنیچر آپ کی اہلیہ محترمہ اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

مشغولیات

دارالعلوم دیوبند سے رسمی فراغت کے بعد حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی (وفات: ۲۸ رستمبر ۲۰۱۳ء) کی ایماء پر آپ مدرسہ مصباح العلوم گھنٹہ گھر، الہٰ آباد گئے اور وہیں سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال وہاں قیام پذیر رہے پھر وطن واپس آکر مئو شہر کے اندر چند سالوں تک کتابت کیا جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں سرکاری ملازمت

چند سالوں تک شہر مئو میں کتابت کے پیشہ سے وابستہ رہنے کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور آپ وہاں درجات عالیہ کے مستقل استاذ مقرر ہوئے۔ مدرسہ نورالاسلام ولید پور حکومت اتر پردیش سے ملحق ایک سرکاری مدرسہ ہے جہاں عربی پنجم تک کی تعلیم ہوتی ہے۔ ازابتداء تا انتہاء تقریباً ہر چھوٹی بڑی کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں۔

ریٹائرمنٹ

تقریباً ۳۵ سال کی طویل ملازمت کے بعد ۳۱ / مارچ ۲۰۲۰ء میں آپ خدمت تدریس سے ریٹائرڈ ہوگئے۔ اس دوران سیکڑوں کی تعداد میں طالبانِ علوم نبویہ نے آپ کے منبع علم وعرفان سے سیرابی حاصل کی۔

مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں استاذ حدیث

آپ کے ریٹائرمنٹ کو ابھی دو سال ہی گزرے تھے کہ ۲۰۲۲ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے ذمہ داروں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور پورے عزت واحترام کے ساتھ آپ سے درخواست کی کہ آپ مدرسہ ہذا کے شعبۂ عربی نسواں میں چند گھنٹے پڑھا دیا کریں، آپ نے ان کی یہ درخواست قبول کی اور وہاں پڑھانے لگے۔ گزشتہ سالوں میں مشکوٰۃ شریف اور امسال ہدایہ اول و بخاری جلد ثانی آپ کے زیر تدریس کتابیں ہیں۔ آپ یہ خدمت بلا معاوضہ فی سبیل اللہ انجام دے رہے ہیں۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالی استاذ محترم کی عمر میں برکت عطاء فرمائیں

تا کہ قوم وملت کی بچیاں زیادہ سے زیادہ آپ کی ذات سے مستفیض ہوسکیں۔

اصلاحی تعلق

اصلاح نفس اور تزکیۂ باطن کے لیے حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ، مہتمم دارالعلوم دیوبند سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور کم وبیش دس سال قبل ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۰۱۵ء میں حضرت مہتمم صاحب نے آپ کو خلافت سے نواز کر مجاز بیعت بھی بنایا ہے۔

قاری محمد سلمان اختر نزدنئی جامع مسجد (ولادت: ۱۹۶۱ء بمطابق ۱۳۸۱ھ)

بر بنائے خرابیٔ صحت قاری محمد سلمان اختر صاحب کو شرح جامی کی تعلیم کے بعد اپنا تعلیمی سلسلہ موقوف کرنا پڑا اور آپ مکمل عالم دین نہ بن سکے لیکن ظاہری وضع قطع کے اعتبار سے پورے طور پر عالم نظر آتے ہیں۔ آپ ایک سنجیدہ شخص ہیں، علمی ذوق رکھتے ہیں اور گاؤں کی تاریخ سے خصوصی دلچسپی ہے۔ چنانچہ اس کتاب کی تالیف کے وقت آپ کی ذاتی ڈائری سے کئی اہم معلومات فراہم ہوئیں۔ نام محمد سلمان اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم ابن عبدالمجید ابن نور محمد ابن مومن جراح ابن حیات احمد ہے۔ ولادت ننہال میں نانا حاجی محمد اسلم صاحب خیرآباد کے یہاں ہوئی۔ درجۂ اطفال مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ محمد یوسف صاحب، درجہ ایک حافظ عبدالغنی بھیرہ، درجہ دو مولانا محمد اسحاق صاحب ولید پور، درجہ تین مولانا محمد یوسف بھیرہ اور درجہ چار و پانچ ماسٹر شفیع احمد صاحب مرحوم سے پڑھا۔ درجہ چھ اور سات (سات کا نصف سال) بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں مکمل کیا۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم مولانا عبدالستار صاحب بھیرہ کے گھر، مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ، مولانا شکراللہ صاحب ولید پور کے گھر اور مدرسہ اسلامیہ انوارالعلوم مئو آئمہ الہٰ آباد میں حاصل کی۔ ۱۹۹۵ء میں انوارالعلوم مئو آئمہ اور مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ سے قرأت بروایت حفص کی سند حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا محمد خلیل وارث، قاری رحمت اللہ، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا عین الحق بہاری، مولانا حسن ضمیر مئو آئمہ، مولانا حبیب الرحمٰن اور مولانا محمد اسلم معروفی وغیرہ کے نام ہیں۔

۲۴/ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو حاجی انوارالحق، کریم الدین پور، گھوسی کی دختر سے نکاح ہوا جن سے تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں متولد ہیں۔ تعلیم وتعلم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی پیشہ

پارچہ بافی کو ذریعۂ معاش بنایا، اسی کے ساتھ یونانی دواخانہ اور عطاری بھی کرتے رہے۔ ۲۰۱۰ء میں پارچہ بافی ترک کر کے معلّمی اختیار کر لی چنانچہ سب سے پہلے محمد پور ضلع مئو میں تدریس کے ساتھ امامت سے متعلق ہوئے، اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم سدھاری، اعظم گڑھ میں چھ ماہ اور مدرسہ انصار العلوم بی بی پور، اعظم گڑھ میں تدریس وامامت کی خدمات انجام دیں لیکن یہاں بھی صحت کی خرابی کی وجہ سے زیادہ وقت تک قائم نہ رہ سکے اور گھر واپس لوٹ کر گھریلو کاموں میں مشغول ہو گئے جو تا حال جاری ہے۔ ۱۹۸۷ء سے کم وبیش پندرہ بیس سال تک آزاد لائبریری بھیرہ کے لائبریرئن رہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ کے قیام کے بعد تقریباً دس سال تک اس کی مجلس شوریٰ کے ممبر اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔ تزکیۂ نفس کے لیے حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور حضرت مولانا کی طرف سے آپ کو بیعت کی اجازت بھی حاصل ہے۔

مولانا انصار الحق قاسمی (ولادت: ۱۵/نومبر ۱۹۶۲ء بمطابق ۱۶/۶/۱۳۸۲ھ بروز جمعرات)

گورا رنگ، متوسط قد وقامت، چہرہ پر گھنی سفید ڈاڑھی ہے اور سر پر دیوبندی لمبی ٹوپی پہنتے ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے موجودہ ناظم اعلیٰ ہیں۔ آپ کے والد مرحوم کا نام حاجی محمد مصطفیٰ اور دادا کا نام عبدالرحیم تھا۔ ولادت آپ کے قدیم مکان واقع محلّہ تکیہ، بھیرہ میں ہوئی۔ حقیقی تاریخ ولادت ۱۵/نومبر ۱۹۵۸ء بمطابق ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ بروز سنیچر ہے لیکن تعلیمی اسناد اور سرکاری دستاویزات میں وہی تاریخ درج ہے جو اوپر نام کے ساتھ ذکر کی گئی۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ عبدالغنی مرحوم، مولانا عبدالجبار مرحوم، مولانا محمد یوسف مرحوم اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم سے پرائمری تعلیم حاصل کی اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں داخل ہوئے جہاں مولانا ممتاز احمد، مولانا نیاز احمد، مولانا عبدالمعید، مولانا لیاقت علی اور مولانا بشیر احمد وغیرہ سے عربی سوم تک کی کتابیں پڑھیں پھر مرکزی دارالعلوم محمدیہ گھوسی چلے گئے جہاں مولانا شکر اللہ ولید پور، مولانا عبدالستار معروفی وغیرہ سے عربی ششم تک کی تعلیم حاصل کی پھر ہفتم ودورۂ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے مکمل کرنے کے بعد ۱۹۸۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند کے اساتذۂ کرام میں مولانا نصیر احمد خان،

مولانا انظر شاہ کشمیری، مولانا معراج الحق دیوبند، مولانا محمد سالم دیوبند، علامہ قمر الدین اور مفتی سعید احمد پالنپور کے اسماءِ گرامی شامل ہیں۔

عقد نکاح

گاؤں کے عام ماحول کے مطابق کسی طالب علم کی شادی عموماً تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد ہی ہوتی ہے لیکن استثنائی طور پر مولانا کی شادی فراغت سے دو سال قبل ہی ۱۹۷۹ء میں محلّہ گولا بازار میں جناب عبدالحق صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے ہوگئی تھی جن سے تین بچے اور چار بچیاں ہیں۔

درس وتدریس اور دیگر مشغولیات

۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۸ء تک آپ نے جوگیشوری، ممبئی کے کریم آباد علاقہ میں درس وتدریس کی خدمت انجام دی۔ اس کے بعد تدریس کا سلسلہ ترک کر کے وطن واپس آ گئے اور آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول ہوگئے جو تا حال جاری ہے۔ اپنی ذاتی مشغولیات کے علاوہ مولانا کو سماجی خدمات سے بھی بڑی حد تک دلچسپی ہے چنانچہ جمعیت علماءِ ہند کی مقامی یونٹ کی ذمہ داری کے ساتھ گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کی انتظامی کمیٹی کے ایک لمبی مدت تک ممبر اور ناظم تعلیمات رہنے کے بعد ۲۵/فروری ۲۰۲۱ء بروز جمعرات مدرسہ کی ہونے والی میٹنگ میں آپ کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا اور فی الحال مدرسہ آپ ہی کی نظامت میں چل رہا ہے۔

مولانا محمود احمد ندوی (ولادت ۱۵/نومبر ۱۹۶۵ء بمطابق ۲۱/رجب ۱۳۸۵ھ بروز پیر)

کریم النفس، شریف الطبع، متواضع اور با اخلاق انسان ہیں۔ آپ کا قدیم مکان گولا بازار میں ہے لیکن آٹو اسٹینڈ کے پاس آپ اپنے نئے مکان میں رہنے لگے ہیں۔ اپنے ایامِ طفولیت میں ہم لوگ آپ کو گاؤں میں دیکھا کرتے تھے۔ نماز پنج گانہ کے اوقات میں سنجیدگی اور متانت سے جھکی ہوئی نگاہوں کے ساتھ اکثر اپنے گھر کے قریب گلی سے گزرتا ہوا میں آپ کو دیکھتا تھا۔ آپ اُس وقت ندوہ کی معروف لمبی ٹوپی پہنتے تھے جواب گول ٹوپی میں تبدیل ہوگئی ہے لیکن کم سنی اور عمر میں ناپختگی کی وجہ سے آپ کی صلاحیت وصالحیت کا اندازہ لگانا اُس وقت

ہمارے لیے ممکن نہیں تھا پھر بھی آپ کی خاموش مزاجی، کم گوئی، وقت کی پابندی اور مقصد پر نگاہ نے اسی وقت ذہن پر ایک خاص قسم کا اثر قائم کیا تھا۔ بعد کے زمانہ میں جب درس نظامی کے طالب علم ہونے کا موقع ملا تو یہ طالب علمانہ خیال ہمیشہ ذہن میں گھومتا رہا کہ مجھے مولوی محمود بننا ہے۔ (مولوی محمود تو بننے سے رہا کیونکہ مولوی محفوظ پر ہی آ کر سفر تمام ہو گیا)۔ یاد آتا ہے کہ پچیس تیس سال قبل مدرسہ نور الاسلام ولید پور کے پرائمری درجہ تین میں داخلہ کے لیے جب والد صاحب مرحوم (اللہ انہیں غریق رحمت کریں) مجھے اور بڑے بھائی حاجی منصور احمد صاحب کو لے کر وہاں پہنچے تو مولانا اپنی درس گاہ میں درس دے رہے تھے، والد صاحب کو دیکھ کر فوراً آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے، لپک کر آگے بڑھے، سلام و مصافحہ کے بعد مقصد دریافت فرمایا اور پھر داخلہ فارم منگا کر اپنے کمرے میں ہی ساری کارروائی مکمل کرائی پھر والد صاحب کو رخصت کیا۔

آپ کا نام محمود احمد ہے اور والد صاحب کا نام مولانا محمد یوسف تھا۔ آپ حضرت مولانا ظفر احمد قاسمی صاحب کے برادر خُرد ہیں۔ ولادت محلّہ گولہ بازار بھیرہ میں آپ کے قدیم اور آبائی مکان میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں اپنے والد محترم مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم اور خاندانی برادر ماسٹر شفیع احمد صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ اس کے بعد اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ نے جامعہ فیض عام مئو میں داخلہ لیا جہاں ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۰ء منشی اور کامل کا کورس مکمل کر کے الٰہ آباد عربی و فارسی بورڈ (موجودہ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ اتر پردیش) کے سرکاری امتحانات پاس کیے۔ اساتذۂ کرام میں منشی افضال احمد صاحب اور ماسٹر شمیم احمد صاحب وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ پرائمری اور فارسی و عربی کی ابتدائی تعلیم کے بعد عربی زبان ادب کی اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۸۱ء میں آپ نے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا رخ کیا اور عالمیت وفضیلت کے درجات کی تکمیل کے بعد ۱۹۸۸ء میں وہاں سے سند فضیلت حاصل کی۔ اردو کے علاوہ آپ عربی زبان کے اچھے ادیب اور بہترین قلمکار ہیں جیسا کہ کلیۃ الدراسات الاسلامیۃ، ممباسا، کینیا، مشرقی افریقہ میں آپ کے زیر ادارت شائع ہونے والے مجلّہ المعارف کے اندر آپ کے مطبوعہ مضامین کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے۔ بقدر ضرورت آپ انگلش زبان بھی جانتے ہیں لیکن پوری زندگی اس سے اشتغال نہ رہنے کی وجہ سے اس میں جلا نہیں پیدا ہو سکا۔

اساتذۂ کرام

ندوۃ العلماء لکھنؤ میں جن اساتذۂ کرام کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان کے اسماءِ گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی، مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی ندوی، مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی، مولانا ضیاء الحسن صاحب مئو، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مولانا عبد اللہ حسنی ندوی، مولانا عتیق احمد بستوی قاسمی، مولانا محمد زکریا سنبھلی اور آخری سال میں مفکر اسلام سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کی فیض صحبت میں ہفتہ عشرہ رہ کر اجازۃ الاسانید پانے کی سعادت حاصل کی۔

دیگر تعلیمی اسناد

دوارن تعلیم عربی و فارسی بورڈ کے امتحانات میں شرکت کر آپ نے مندرجہ ذیل ڈگریاں بھی حاصل کیں۔

(۱) منشی ۱۹۷۸ء (۲) منشی کامل ۱۹۸۰ء (۳) عالم عربی اینڈ انگلش ۱۹۹۰ء (۴) فاضل عربی ۱۹۹۴ء (۵) ادیب کامل اردو اینڈ انگلش، جامعہ اردو علی گڑھ۔

رشتۂ ازدواجیت

۱۹۸۵ء کے اواخر یا ۱۹۸۶ء کے اوائل میں کوئریا پار کے رہنے والے حافظ محمد ایوب صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ آپ کی چار اولاد ہیں (تین بچیاں اور ایک بچہ)۔ بچہ کا نام سلمان محمود ہے اور تینوں بچیوں کی شادی ہو چکی ہے جو اپنے اپنے گھروں پر اپنے مقدر کی زندگی گزار رہی ہیں۔

تدریسی خدمات

دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد اپنے اساتذۂ کرام حضرت مولانا سید محمد رابع اور مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی کی ایماء پر ضلع اعظم گڑھ کے منگراواں گاؤں میں اس وقت کے ایک منسٹر جناب مسعود وکیل صاحب کے سرکاری مدرسہ قاسم العلوم سے آپ نے اپنی تدریسی

زندگی کا آغاز کیا لیکن چند ماہ کے بعد مدرسہ کے ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے مستعفی ہوکر وہاں سے گھر آ گئے اور مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں ۲۶ رجون ۱۹۸۹ء کو ہیڈ آف فوقانیہ کی حیثیت سے عربی، فارسی اور اردو زبان وادب کے استاذ مقرر ہوئے جو ۱۳ راکتوبر ۱۹۹۶ء تک چلا۔

آپ مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے کہ اسی دوران مشرقی افریقہ کے ملک کینیا، ممباسا کے ایک کالج میں کلیۃ الدراسات الاسلامیۃ کی جانب سے آپ کو مدعو کیا گیا جہاں آپ کو ۱۸ راکتوبر ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۸ء تک بحیثیت رجسٹرار، لائبریرین، انچارج سرٹیفکیٹ اور کنٹرولر آف اگزامنیشن خدمت کا موقع ملا مگر آب وہوا راس نہ آنے اور مسلسل علالت وناسازگئ طبع کی وجہ سے بغرض علاج افریقہ کو خیر باد کہنا پڑا۔

وطن عزیز میں دوران قیام زیر علاج رہتے ہوئے بھی چنئ (مدراس) کے جامعہ قاسمیہ عربی کالج میں دوسال تدریسی خدمت کے ساتھ جامعہ کے ناظم اعلیٰ مولانا مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب سیف آمبوری کی تقاریر جو کیسٹوں میں محفوظ تھی کو الفاظ کا جامہ پہنا کر خطبات مجاہد کے نام سے دو جلدوں میں مع حواشی وحوالہ جات مرتب کیا۔

بعد ازیں طبیعت روبصحت ہونے پر مجلس المعارف الاسلامیہ ممباسا، کینیا کے رئیس المجلس نے آپ کو مدیر المجلس اور عربی میگزین المعارف کے رئیس التحریر کی حیثیت سے دوبارہ بلا لیا اور بارہ تیرہ سال تک یہ سلسلہ چلا۔ پھر طبیعت کی ناسازگی، ذیابیطس اور کم خوابی کی شکایت دوبارہ وجہ بنی اور جب چھٹی آئے تو دوبارہ کینیا، ممباسا واپس نہیں گئے اور ۲۰۲۳ء سے اپنے گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے شعبۂ عربی نسواں میں تدریس سے وابستہ ہوگئے جو تا ہنوز جاری ہے۔

مولانا عبداللہ قاسمی محلّہ پچھّم (ولادت: ۸ رجون ۱۹۶۷ء بمطابق ۲۹ رصفر ۱۳۸۷ھ، جمعرات)

آپ کا قدیم مکان محلّہ گولا بازار میں ہے لیکن نقل مکانی کر کے آپ نے محلّہ پچھّم میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ نام عبداللہ ابن حافظ نثار احمد مرحوم ابن حاجی محمد طاہر ابن محمد زاہد ابن خدا بخش عرف چھوٹک مرحوم ہے۔ ولادت بھیرہ کے ایک دیندار گھرانے میں ہوئی۔ قرآن پاک

کا ناظرہ گھر ہی پر والد محترم کے ذریعہ مکمل کیا، اس کے بعد پرائمری تعلیم کے لیے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں داخل ہوئے جہاں مولانا محمد اسحاق ولید پور، مولانا محمد یوسف بھیرہ اور ماسٹر شفیع احمد بھیرہ کے ذریعہ پرائمری درجات کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں درجہ پانچ تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں داخلہ لیا جہاں درجہ چھ اور سات پڑھا لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گھر کا ماحول دینی ہونے کی وجہ سے آپ کا ارادہ بدل گیا اور آپ نے اپنے لیے دینی تعلیم کے حصول کو ترجیح دی چنانچہ فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں داخل ہوکر تین سال تک زیر تعلیم رہے۔ خیرآباد کے اساتذہ میں مولانا زبیر احمد خیرآباد، مولانا فضل حق خیرآباد، مولانا قمر الدین رسول پور، مولانا امتیاز احمد خیرآباد، مولانا محمد زاہد خیرآباد اور مولانا وحافظ عبدالحی خیرآباد کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد آپ کے نانا مولانا محمد حنیف صاحب مبارکپور کی ایماء پر آپ کا داخلہ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں کرایا گیا اور وہاں آپ نے عربی سوم وچہارم کی تعلیم مکمل کی۔ مبارکپور میں جن اساتذہ کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان میں قاری اشفاق احمد ابراہیم پور، مولانا لیاقت علی (ماہ پور) محمد آباد، مولانا عبدالمعید قاسمی مبارکپور، مولانا عبدالصمد بستی، مولانا عبدالمنان، مولانا رفیق المنان، مولانا نیاز احمد سریاں کے اسماء ہیں۔ مدرسہ احیاء العلوم کے بعد عربی پنجم وششم کے لیے آپ نے دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا اور یہاں قاری ظفر الاسلام صاحب گھوسی، مفتی انور علی مئو، مولانا فیاض احمد مئو اور مولانا نثار احمد کوپاگنج سے تعلیم حاصل کی۔

دارالعلوم دیوبند

مدرسہ دارالعلوم مئو میں عربی ششم کی تکمیل کے بعد دورۂ حدیث شریف کے لیے آپ دارالعلوم دیوبند گئے، امتحان داخلہ میں کامیابی میسر ہوئی اور ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۴۰۵ھ میں آپ نے وہاں سے سند فضیلت حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند کے اساتذۂ کرام میں مولانا نصیر احمد خان، مولانا عبدالحق اعظمی، مولانا قمر الدین، مفتی سعید احمد پالنپور، مولانا محمد حسین (ملا بہاری)، مولانا ریاست علی بجنور رحمہم اللہ، مولانا سید محمد ارشد مدنی اور مولانا عبدالخالق مدراسی دامت برکاتہم کے نام قابل ذکر ہیں۔

دیگر اسناد

تعلیم سے فراغت کے بعد عربی فارسی بورڈ سے آپ نے منشی، کامل، مولوی، عالم اور فاضل دینیات وغیرہ کے امتحانات بھی پاس کیے۔

مشغولیات

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں تقریباً چھ ماہ فارسی کی ایک دو کتابیں اعزازی طور پر پڑھائیں پھر مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں بھی بحیثیت اعزازی مدرس دو سال تک تدریس کی خدمت انجام دی اور فارسی زبان میں فن صرف کی معتبر کتاب علم الصیغہ پڑھائی لیکن بعض عوارض کی وجہ سے یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا اور تدریس ترک کر دی، اس کے بعد کچھ دنوں تک مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ ابوبکر صاحب بھیروی ثم محمد آبادی کے زیر تدریس قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا لیکن پندرہ پارے حفظ کرنے کے بعد گھریلو نامساعد حالات کی وجہ سے یہ مبارک سلسلہ ترک کرنا پڑا اور آپ نے اپنا آبائی پیشہ پارچہ بافی اختیار کر لیا پھر اسی میں مشغول ہو کر رہ گئے۔

رشتۂ ازدواجیت

۱۹۸۷ء میں گھوسی کے معروف عالم دین مولانا محمد امین صاحب مظاہری گھوسی کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ آپ کی سات اولاد ہیں جن میں تین بچے اور چار بچیاں ہیں۔

مولانا سیف الدین مظاہری (ولادت: ۲۵/اکتوبر ۱۹۶۷ء بمطابق ۲۱/رجب ۱۳۸۷ھ، بدھ)

یوں تو آپ مظاہر علوم سہارنپور کے فارغ التحصیل اور باصلاحیت عالم دین ہیں لیکن گاؤں میں قاری سیف الدین صاحب کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ متوسط قد و قامت، گورا رنگ، وجیہ و شکیل چہرہ اور سر پر دو پلی ٹوپی پہنتے ہیں۔ قاری صاحب کے والد محترم کا نام شمس الضحیٰ مرحوم ابن زین العابدین مرحوم عرف مٹھو حاجی تھا۔ ولادت محلّہ پورب، بھیرہ میں ہوئی۔ چھ سات سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا اور ناظرۂ قرآن کریم کے ساتھ دینیات کی بنیادی

کتابیں اپنے نانا مولانا محمد احمد ابن مولانا عبد الرشید مرحوم سے پڑھیں پھر ۱۹۷۷ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں درجہ دو میں داخل ہوئے اور درجہ پانچ تک تعلیم مکمل کی۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے اساتذہ میں مولانا محفوظ الرحمٰن ولید پور (وفات: ۲۰۱۳ء) اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ کے نام ہیں۔ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد گھر والوں کا خیال تھا کہ عصری تعلیم کے حصول کے لیے آپ کو کسی اسکول میں داخل کیا جائے لیکن دینی تعلیم کی طرف آپ کے طبعی میلان کو دیکھ کر ۱۹۸۱ء میں آپ کو جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں فارسی وعربی پڑھنے کے لیے داخل کر دیا گیا جہاں مولانا عبد الرب مبارکپور، مولانا عبد المنان مرحوم، مولانا لیاقت علی، ماہ پور، محمد آباد (وفات: ۱۲/اگست ۲۰۲۵ء) اور مولانا رفیق المنان وغیرہ سے عربی دوم تک کی کتابیں اور تجوید وقرأت بروایت حفص قاری اشفاق احمد مرحوم ابراہیم پور سے پڑھیں۔ اس کے بعد مولانا اعجاز احمد اعظمی بھیرہ کی معیت میں عربی سوم پڑھنے کے لیے ۱۹۸۴ء میں مدرسہ دینیہ غازی پور چلے گئے اور عربی چہارم تک وہاں پڑھا، مدرسہ دینیہ کے اساتذہ میں مولانا اعظمی کے علاوہ مولانا عبد الرب اعظمی مرحوم ناظم اعلی مدرسہ انوار العلوم جہانا گنج، مولانا صفی الرحمٰن دربھنگہ، مولانا انوار احمد خیر آباد، مولانا رفیع الدین بھاگلپور اور مولانا عبد الشکور صاحب کے نام ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں مولانا اعجاز احمد صاحب مدرسہ دینیہ سے مدرسہ ریاض العلوم گورینی منتقل ہو گئے تو آپ بھی ان کے ساتھ ہو لیے اور وہیں پر عربی پنجم کی تکمیل کی، اسی دوران یہاں پر قاری محمد شمیم اور قاری محمد انیس صاحبان کے ذریعہ قرأت سبعہ بھی مکمل کیا۔ مدرسہ ریاض العلوم کے اساتذہ میں مفتی عبد اللہ بستی، مولانا اکرام اللہ فیضی، مولانا عبد العظیم ندوی ابن مولانا عبد الحلیم مرحوم اور مولانا جمیل احمد بکھراوی اعظمی کے نام شامل ہیں۔ عربی پنجم کے بعد آپ دار العلوم دیوبند کے داخلۂ امتحان میں شرکت کے لیے دیوبند گئے لیکن امتحان میں کامیابی نہ ملنے کی وجہ سے ۱۹۸۷ء میں مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور چلے گئے، مشکوۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد وہیں سے ۱۹۸۹ء میں فراغت حاصل کی۔ سہارنپور میں شیخ محمد یونس صاحب جونپوری، مولانا محمد سلمان صاحب ناظم اعلی، مولانا محمد عاقل صاحب صدر المدرسین، مفتی مظفر حسین صاحب اور مفتی محمد یحیی صاحب وغیرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

درس وتدریس

مدرسہ معراج العلوم کبیر نگر، شاہدرہ، دہلی سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا، اس وقت یہ مدرسہ دوسرے کے مکان میں چل رہا تھا، جب آپ وہاں پہنچے تو یہ صورت حال دیکھ کر پریشان ہوئے اور واپسی کا ارادہ کرلیا لیکن ناظم مدرسہ حافظ معراج الدین جو ایک بزرگ شخص تھے نے آخرت کا خوف دلا کر آپ کو روک لیا کہ اگر آپ چلے گئے اور یہ مدرسہ قائم نہ ہوسکا تو کل بروز قیامت آپ کا مواخذہ ہوگا چنانچہ آپ نے وہاں تدریس شروع کی تا آنکہ مدرسہ قائم ہوگیا اور اب مدرسہ معراج العلوم کے نام سے ایک سہ منزلہ عمارت میں یہ پوری شان وشوکت کے ساتھ چل رہا ہے۔ ۱۹۸۹ء سے ۱۹۹۲ء، تین سال تک آپ نے وہاں خدمت انجام دی، ارادہ تھا کہ وہیں پر مستقل قیام فرمائیں گے کیوں کہ اس مدرسہ کا وجود آپ کی کوششوں کا مرہون منت تھا لیکن اپنے مربیٔ خاص مولانا اعجاز احمد اعظمی صاحب بھیرہ کے حکم پر ۱۹۹۳ء میں مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ چلے آئے اور یہاں پر شعبۂ قرأت میں تقرر ہوا۔ چند سالوں بعد عربی کی بھی کچھ کتابیں پڑھانے لگے، اخیر میں مستقل طور پر شعبۂ عربی میں منتقل ہوگئے اور تقریباً بیس سال تک مدرسہ شیخ الاسلام میں یہ خدمت انجام دی لیکن بعد میں کچھ ناموافق حالات کی وجہ سے ۲۰۱۳ء میں جب مولانا اعظمی وہاں سے علیحدہ ہوگئے تو آپ نے بھی استعفی دے دیا اور حضرت مولانا کے حکم سے مدرسہ انوار العلوم، جہانا گنج اعظم گڑھ چلے گئے۔ ایک سال بعد وہاں سے منتقل ہوکر مدرسہ نور العلوم کشی نگر گئے، وہاں تین سال کی مدتتدریس کے بعد مدرسہ سراج العلوم چھرا، چریا کوٹ، مئو چلے آئے لیکن یہاں پر انتہائی نامساعد حالات سے تنگ آکر دوبارہ کشی نگر میں واقع مدرسہ انوار العلوم نامی ایک دوسرے میں گئے، دو سال بحسن وخوبی گزرا لیکن تیسرے سال میں اہلیہ اور بیٹی کی طبیعت ناساز ہوجانے کی وجہ سے گھر واپسی ہوگئی، بالاخیر ۲۴/ دسمبر ۲۰۱۹ء کو آپ کی جواں سال بیٹی اللہ کو پیاری ہوگئی۔ ان حالات کی وجہ سے تقریباً نو ماہ تک آپ گھر ہی پر مقیم رہے اس کے بعد شوال ۱۴۴۰ھ بمطابق جون ۲۰۱۹ء میں قریبی گاؤں ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ کے مدرسہ عربیہ مظہر العلوم میں تقرر ہوا اور تین سالوں تک وہاں خدمت کی انجام دہی کے بعد اب مستقل طور پر گھر ہی پر مقیم ہیں۔

رشتۂ ازدواجیت

آپ کا پہلا نکاح محلّہ مہر و پور، محمد آباد گوہنہ کے رہنے والے جناب عبدالعزیز صاحب کی لڑکی کے ساتھ اس وقت ہو گیا تھا جب آپ سن شعور کو بھی نہیں پہنچے تھے یعنی ابھی پرائمری درجہ دو کے طالب علم تھے کہ یہ رسم ادا کر دی گئی اور عربی سال دوم کے سالانہ امتحان کے بعد رخصتی بھی ہو گئی۔ ۱۹۸۸ء میں ایک بچی کی ولادت ہوئی لیکن کسی وجہ سے یہ رشتہ برقرار نہ رہ سکا اور اسلامی طریقہ کے مطابق زوجین میں تفریق ہو گئی، بچی اپنی والدہ کے ساتھ نانیہال میں رہنے لگی۔ بعد میں دوسرا نکاح آپ کے بڑے والد عبدالقیوم مرحوم کی صاحبزادی سے ۲۲ رنومبر ۱۹۹۰ء کو ہوا جن سے دس اولاد ہوئیں۔ پہلا بچہ بچپن میں ہی انتقال کر گیا اور ایک بچی محسنہ خاتون کا بھی سترہ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا، چار بچے اور چار بچیاں باحیات ہیں۔ شومئی قسمت کہ دوسری بیوی کا ۲۰۲۱ء میں انتقال ہو گیا پھر تیسرا عقد ۲۰۲۲ء میں محمد نعمان ابن مولانا عبدالحلیم صاحب مرحوم نیاپورہ کی لڑکی سے ہوا جن سے تاحال کوئی اولاد نہیں ہے۔

مولانا ودود احمد قاسمی محلّہ تکیہ، ممبئی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۶۹ء بمطابق ۱۲/۱۰/۱۳۸۸ھ، بدھ)

مولانا ودود احمد قاسمی ابن معظم علی مرحوم ابن محمد علی ابن توحید علی ابن احمد علی مرحوم کا شمار گاؤں کے ان معدودے چند علماءِ کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے تعلیم و تعلم کے بعد عروس البلاد ممبئی کا رخ کیا اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مولانا موصوف نے پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا محمد یوسف، مولانا محمد اسحاق اور ماسٹر شفیع احمد سے حاصل کرنے کے بعد فارسی کی کتابیں گھر پر اپنے والد مرحوم سے پڑھیں۔ اس کے بعد عربی اول تا عربی ششم کی تعلیم مرکزی دارالعلوم محمدیہ گھوسی ضلع مئو میں حاصل کی۔ پھر ۱۹۸۹ء میں دارالعلوم وقف دیوبند سے فراغت ہوئی۔ گھوسی کے اساتذۂ کرام میں مولانا بشیر احمد مبارکپور، مولانا محمد افضل گھوسی، مولانا محمد شکر اللہ ولید پور، مولانا عبدالستار معروفی وغیرہ اور دیوبند کے اساتذہ میں مولانا انظر شاہ کشمیری، مولانا محمد سالم صاحب، مولانا خورشید احمد، مولانا جمیل احمد دیوبند اور مولانا محمد نعیم صاحب دیوبند کے نام ہیں۔

۱۹۹۴ء میں مولانا کی پہلی شادی ممبئی میں ہوئی اور دوسری شادی ۲۰۰۲ء میں املو، مبارکپور

،اعظم گڑھ میں ہوئی۔آپ کی تین اولاد (ایک بچہ اور دو بچی) ہیں۔ممبئی میں درس وتدریس کے علاوہ آپ اپنا چھوٹا موٹا کاروبار بھی کرتے ہیں، نیز ۱۹۹۲ء سے ممبرا میں واقع مدرسہ دارالتقویٰ کے ناظم اعلیٰ بھی ہیں۔اس کے علاوہ اپنی قیام گاہ کے اردگرد چھوٹے چھوٹے دیگر مکاتب ومدارس کی سرپرستی بھی فرمارہے ہیں۔

مفتی منظور احمد قاسمی (ولادت:۱۲رنومبر ۱۹۶۹ء بمطابق ۳۰رشعبان ۱۳۸۹ھ بروز منگل)

لمبا قد، متوازن جسم، رنگ گورا، کسی قدر گول چہرہ، سر پر صوفیاءِ کرام کی کپڑے والی جالی دار گول ٹوپی پہنتے ہیں۔تعلیم وتربیت کی دنیا میں آپ حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ صاحب بھیرہ کے پروردہ ہیں۔مولانا اعظمی مرحوم چونکہ بزرگ، نیک دل اور اللہ والے انسان تھے اس لیے آپ کی ذات میں بھی مولانا مرحوم کی تربیت کا عکس جھلکتا ہے۔اسم گرامی منظور احمد ہے، والد صاحب کا نام عبدالباقی مرحوم اور دادا کا نام نصیر احمد ابن حسین احمد مرحوم تھا۔آپ کا مکان مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کی قدیم عمارت کے بالمقابل جانب پچھّم واقع ہے۔

ابتدائی تعلیم

قرآن کریم کے چند پارے گھر ہی پر اپنی والدہ محترمہ سے پڑھنے کے بعد درجہ ایک تا پرائمری درجہ پانچ کی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کی۔اساتذۂ کرام میں حافظ عبدالغنی صاحب بھیرہ، مولوی محمد اسحاق صاحب ولید پور، ماسٹر محمد نسیم صاحب بہار، مولوی عبدالسبحان صاحب ولید پور، آپ کے ماموں مولوی محمد یوسف صاحب بھیرہ اور ماسٹر شفیع احمد صاحب مرحوم کا نام شامل ہے۔

جامعہ عربیہ نورالاسلام ولید پور

مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں درجہ پانچ تک کی تعلیم کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں درجہ چھ میں داخل ہوکر آپ نے سرکاری وانگریزی اسکول کا نصاب پڑھا، غالبا درجہ سات کا انتظام نہ ہوسکا لیکن دوسرے سال جب فارسی اور عربی اول کے درجات قائم ہوئے تو ایک سال فارسی کی تعلیم بھی وہیں حاصل کی، اسی سال شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ میں واقع مدرسہ ایجوکیشن بورڈ

اتر پردیش کے سینٹر سے آپ نے منشی کا امتحان بھی پاس کیا۔ مدرسہ نورالاسلام کے اساتذۂ کرام میں ماسٹر مقبول احمد صاحب ولید پور، ماسٹر محمد ادریس صاحب ولید پور، ماسٹر عبدالخالق صاحب ولید پور، مولانا محفوظ الرحمٰن صاحبؒ ولید پور اور مولانا عبدالباری صاحب ولید پورؒ کے نام شامل ہیں۔

جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور

عربی اول وعربی دوم کی تعلیم آپ نے جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں حاصل کی یہ وہ وقت تھا جب وہاں کے مسند اہتمام پر مولانا عبدالباریؒ صاحب اور مسند افتا پر مولانا مفتی محمد یسین صاحبؒ فائز ہوا کرتے تھے۔ اساتذۂ کرام میں شیخ عبدالمنان صاحب بانسو پار، مولانا عبدالحنان صاحب بمہور، مولانا رفیق المنان صاحب دیوریا، مولانا لیاقت علی صاحب محمد آباد اور قاری اشفاق احمد صاحب ابراہیم پور کے اسماء گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

مدرسہ دینیہ غازی پور

حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمی صاحبؒ بھیرہ کی سرپرستی میں عربی سوم اور عربی چہارم کی تعلیم آپ نے مدرسہ دینیہ غازی پور میں حاصل کی۔ وہاں کے اساتذۂ کرام میں مولانا اعجاز احمد صاحب بھیرہ، مولانا صفی الرحمٰن صاحب دربھنگہ، مولانا عبد الرب صاحب جہانا گنج (وفات: ۷/دسمبر ۲۰۲۴)، مولانا انوار احمد صاحب خیر آباد، مولانا رفیع الدین صاحب جھارکھنڈ اور مولانا عبدالشکور صاحب دربھنگہ ہیں۔

مدرسہ ریاض العلوم گورینی

۱۹۸۶ء میں حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ صاحب جب مدرسہ دینیہ غازی پور سے سبکدوش ہو کر مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور گئے تو مولانا موصوف کے ساتھ آپ بھی مدرسہ ریاض العلوم چلے گئے جہاں عربی پنجم کی تعلیم مکمل کی اور وہاں جن اساتذۂ کرام کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان میں مولانا مرحوم کے علاوہ مولانا جمیل احمد صاحب بکھراوی اعظمی، مفتی عبداللہ صاحب بستی، مولانا اکرام اللہ صاحب فیض آباد، مولانا عبدالعظیم

صاحب ندوی اور تجوید وقرأت کے استاذ قاری شمیم احمد صاحب چوکیہ گورینی ہیں۔

دارالعلوم دیوبند

مشرقی یوپی کے ان مدارس اسلامیہ سے خوشہ چینی کے بعد تعلیم کی تکمیل کے لیے آپ ازہر ہند دارالعلوم دیوبند گئے اور ۱۹۸۷ء میں سال ہفتم میں داخلہ حاصل کر ۱۹۸۹ء میں دورۂ حدیث شریف سے سند فراغت حاصل کی پھر ۱۹۹۰ء میں شعبۂ تکمیل ادب میں داخلہ لے کر حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانویؒ کی زیر سرپرستی ایک سالہ عربی ادب کا کورس مکمل کیا اور ۱۹۹۱ء میں شعبۂ افتا میں داخل ہوکر ایک سال بعد سند افتا کی دولت سے بھی سرفراز ہوئے۔ سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف کے اساتذۂ کرام میں شیخ الحدیث اول مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ، شیخ الحدیث ثانی مولانا عبدالحق صاحب اعظمیؒ، مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ، مولانا نعمت اللہ صاحب معروفی حفظہ اللہ، مولانا قمر الدین صاحب گورکھپوریؒ، مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ، مولانا زبیر احمد صاحبؒ، مفتی محمد یوسف صاحب تاولی حفظہ اللہ، مولانا محمد حسین صاحبؒ (ملا بہاری)، مولانا محمد ارشد صاحب مدنی حفظہ اللہ، مولانا عبدالخالق مدراسی حفظہ اللہ اور مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصور پوریؒ ہیں۔ شعبۂ افتا کے اساتذۂ کرام میں مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ، مفتی نظام الدین صاحب اندارویؒ، مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادحفظہ اللہ، مفتی ظفیر الدین صاحب دربھنگہؒ اور مفتی کفیل الرحمٰن صاحب نشاط دیوبندیؒ ہیں۔ تکمیل ادب کے اساتذۂ میں مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی، شیخ الادب مولانا معراج الحق صاحب، مولانا ریاست علی صاحب بجنوری، مولانا نور عالم صاحب خلیل امینی، قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری اور مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی ہیں، رحمہم اللہ اجمعین۔

آپ کے زمانۂ طالب علمی تک دارالعلوم دیوبند کے تمام درجات میں ایک سال کے اندر تین امتحانات ہوتے تھے۔ سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ لیکن اس کے بعد سہ ماہی امتحان ختم کر دیا گیا اور سال میں صرف دو امتحانات باقی رہ گئے جو آج بھی علی حالہ برقرار ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے پورے زمانۂ طالب علمی میں آپ نے ہمیشہ فرسٹ ڈویژن کامیابی حاصل کی۔

رشتۂ ازدواجیت

ضلع اعظم گڑھ میں سنجر پور کے قریب کھٹہنہ نامی گاؤں سے تعلق رکھنے والے مولانا زکی احمد صاحب اعظمی (وفات: ۱۶ جولائی ۲۰۲۴ء) حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ بھیرہ کے قریبی شاگرد اور پڑھائی میں مفتی صاحب سے دو سال جونیئر تھے، آپ ہی کی خواہش پر آپ کی چھوٹی ہمشیرہ کے ساتھ مولانا اعظمی مرحوم کی ثالثی میں آپ کا رشتہ قائم ہوا اور ۶ رمئی ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۰ اشوال ۱۴۱۰ھ بروز اتوار آپ رشتۂ ازداجیت میں منسلک ہوئے۔ آپ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ دو اولاد ذخیرۂ آخرت بھی ہوگئی ہیں۔ اولاد کی دولت سے نوازے جانے کے بعد آپ کی رفیقۂ حیات کا وقت موعود مکمل ہو گیا اور دو و تین جون ۲۰۰۳ء کی درمیانی شب میں ولادت کے موقع پر وہ اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ دس روز بعد ۱۳ رجون ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ بروز جمعہ بعد نماز عصر محلّہ کی مسجد ذی النورین میں مرحومہ کی چھوٹی بہن کے ساتھ آپ نے عقد ثانی کیا جو اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک اچھا ذریعہ ثابت ہوا۔ آپ کی تیسری و آخری بچی کی ولادت زوجہ ثانیہ سے ہے۔ ۲۷ و ۲۸ راپریل ۲۰۱۹ء کو آپ کے بڑے بیٹے مولوی زہیر منظور اور بڑی بیٹی بھی رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہو چکے ہیں۔

تدریسی مشغولیات

۱۹۹۱ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد ہی آپ نے اپنی تدریسی وفتویٰ نویسی کی خدمت کا آغاز کر دیا تھا چنانچہ ضلع اعظم گڑھ کے معروف ادارہ مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور سے حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی نور اللہ مرقدہ کی سرپرستی میں آپ نے یہ سلسلہ شروع کیا جو بلا انقطاع ۲۳ رسال کے طویل عرصہ تک چلا۔ اس دوران وہاں سے نکلنے والے ماہنامہ ضیاء الاسلام کے کالم باب الفتاویٰ میں روزمرہ پیش آنے والے دینی مسائل بھی آپ پابندی سے لکھتے رہے۔ مدرسہ مذکور سے مولانا اعظمی مرحوم کی سبکدوشی کے بعد جب آپ اپنے قائم کردہ ادارہ مدرسہ سراج العلوم چھپرہ، چریا کوٹ ضلع مئو تشریف لے گئے تو آپ بھی ان کے ساتھ ہو لیے لیکن ۲۰۱۳ء کے اخیر میں حضرت مولانا کے اس دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد ۲۰۱۵ء میں آپ نے مدرسہ عزیزیہ سہریہ، پوسٹ نظام آباد ضلع اعظم گڑھ میں تدریس اختیار کر لی جو تا حال جاری ہے۔ اس پورے دوران تدریس

میں از ابتداء تا انتہاء تقریباً ہر چھوٹی بڑی کتابیں آپ کے زیر تدریس رہی ہیں۔

مولانا کلام الدین قاسمی، نیا پورہ (ولادت: یکم جون ۱۹۷۰ بمطابق ۱۳۹۰/۳/۲۵ھ، پیر)

نام کلام الدین ابن حاجی انوار الحق ابن حکیم مولانا بشیر الدین ابن میاں جی ضیاء اللہ ابن محمد امان اللہ ابن محمد حیات مرحوم ہے۔ آپ کی ولادت آپ کے قدیم مکان واقع محلّہ نیا پورہ میں ہوئی لیکن اپریل ۱۹۹۶ء میں آپ محلّہ قاضی ٹولہ میں اپنے نئے مکان میں منتقل ہو کر وہیں مستقلاً رہائش پذیر ہو گئے۔ درجۂ اطفال میں چند ماہ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پڑھ کر پرائمری درجہ ایک تا پانچ کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حافظ محمد سلیمان، مولانا مختار احمد مبارکپور، ماسٹر مقبول احمد، ماسٹر عبد الخالق اور ماسٹر منظور احمد مرحوم سے حاصل کرنے کے بعد مدرسۃ الاسلام بمھور، اعظم گڑھ میں فارسی و عربی کی کچھ کتابیں مولانا قمر الدین صاحب رسولپوری سے پڑھیں پھر مدرسہ منبع العلوم خیر آباد میں عربی اول کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا اعجاز احمد اعظمی کی سرپرستی میں مدرسہ دینیہ غازی پور چلے گئے جہاں عربی دوم، سوم اور چہارم کی تعلیم مکمل کی۔ وہاں کے اساتذۂ کرام میں مولانا اعجاز احمد اعظمی بھیرہ، مولانا صفی الرحمٰن دربھنگہ، مولانا عبد الرب مرحوم جہانا گنج، مولانا انوار احمد خیر آباد، مولانا رفیع الدین جھارکھنڈ، مولانا عبد الشکور دربھنگہ اور مولانا مختار احمد خیر آبادی ہیں۔ بعدہ مدرسہ ریاض العلوم گورینی میں مولانا اعظمی مرحوم کے علاوہ مولانا جمیل احمد بکھراوی اعظمی، مفتی عبد اللہ بستی، مولانا اکرام اللہ فیض آباد اور مولانا عبد العظیم ندوی کے ذریعہ عربی پنجم کی تکمیل کے بعد دار العلوم دیوبند گئے اور سال ہفتم و دورۂ حدیث شریف مکمل کر کے ۱۹۸۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔ مدرسہ دینیہ غازیپور سے دار العلوم دیوبند تک آپ مفتی منظور احمد صاحب بھیرہ کے ہم درس رہے ہیں اس لیے آپ کے اساتذۂ کرام کی تفصیل بھی وہی ہے جو مفتی صاحب کے اساتذہ کی ہے۔

تدریس

تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد مدرسہ گلزار علوم گلاؤٹی، بلند شہر، یوپی سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا، وہاں دو سال مقیم رہے پھر مدرسہ دینیہ غازی پور چلے آئے اور یہاں آٹھ سال تک استاذ رہے۔ اس کے بعد ۱۹۹۸ء میں مدرسہ مرقاۃ العلوم، مئو میں آپ کا تقرر عمل میں آیا

جہاں تا حال خدمت انجام دے رہے ہیں۔

عقد نکاح

مئی ۱۹۹۰ء میں محلّہ تکیہ بھیرہ کے رہنے والے جناب نثار احمد سی آر پی کی دختر کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے آپ کی تین اولاد (۲ لڑکے اور ایک لڑکی) ہیں۔

مولانا انوار احمد، محلّہ پورب (ولادت: ۱۳؍جولائی ۱۹۷۰ بمطابق ۹؍۵؍۱۳۹۰ھ، پیر)

مولانا انوار احمد ابن حاجی شمس الحسن محلّہ پورب، بھیرہ گندمی رنگ اور لمبے قد و قامت والے انسان ہیں، سر پر لمبی ٹوپی پہنتے ہیں۔ آپ کے دادا کا نام محمد صدیق تھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولوی محمد اسحاق، مولوی محمد یوسف اور ماسٹر شفیع احمد وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ فارسی کی تعلیم جامعہ رشیدیہ بہور، اعظم گڑھ اور عربی اول سے عربی ششم تک کی تعلیم مرکزی دار العلوم محمدیہ گھوسی میں حاصل کی۔ گھوسی کے اساتذۂ کرام میں قاری وسیم احمد، مولانا شکر اللہ ولید پور، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد افضل، مولانا عبد الستار اور مولانا عبد الجبار معروفی وغیرہ کے نام بطور خاص شامل ہیں۔ اس کے بعد ۱۹۸۹ء میں جامعہ قاسمیہ شاہی مراد آباد سے فراغت پائی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اسی سال ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ میں حاجی شفیع احمد صاحب کی صاحبزادی سے عقد نکاح ہوا جن سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

تدریس

فراغت کے بعد اہرولی ضلع اعظم گڑھ کے ایک مدرسہ میں آپ نے دو سال خدمت تدریس انجام دی اور اس کے بعد مدرسہ عربیہ رحمانیہ ولید پور چلے آئے جہاں تقریباً بارہ سال تک شعبۂ پرائمری میں استاذ رہے لیکن بعد میں بوجوہ چند تدریس کو ترک کر آپ نے اپنے آبائی پیشہ پارچہ بافی کو اختیار کر لیا اور تا حال وہی آپ کی اصل مشغولیت ہے۔

مولانا انوار احمد قاسمی، محلّہ پورب (ولادت ۲۵؍اکتوبر ۱۹۷۰ بمطابق ۲۴؍۸؍۱۳۹۰ھ، اتوار)

رنگ گورا اور قد متوسط ہے۔ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۷۰ بمطابق ۲۴؍شعبان ۱۳۹۰ھ بروز اتوار محلّہ پورب میں ولادت ہوئی۔ والد صاحب کا نام ماسٹر رشید احمد اور دادا کا نام مولانا محمد شریف ابن

حاجی عبدالحکیم تھا۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری کی تعلیم حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولوی محمد اسحاق، مولوی محمد یوسف، مولانا محفوظ الرحمٰن ولید پور، مولانا خلیل وارث ولید پور اور ماسٹر شفیع احمد وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ فارسی و عربی ششم تک کی تعلیم مرکزی دارالعلوم محمدیہ گھوسی میں حاصل کی، وہاں کے اساتذۂ کرام میں مولانا عبدالستار معروفی، مولانا محمد عثمان معروفی، مولانا محمد مجتبیٰ گھوسی اور مولانا محمد اسرائیل گھوسی کے اسماء ہیں۔ ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۴۱۱ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا نصیر احمد خان، مولانا عبدالحق اعظمی، مفتی سعید احمد پالنپوری، مولانا ریاست علی اور مولانا قمرالدین گورکھپوری رحمہم اللہ تھے۔

تعلیم سے رسمی فراغت سے قبل ہی ۱۹۸۷ء میں حاجی سلطان احمد مرحوم، محلّہ اتر، ولید پور کی دختر نیک اختر کے ساتھ عقد نکاح میں منسلک ہو گئے تھے جن سے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تیرہ سال (۱۹۹۶ء۔۲۰۰۹ء) تک مسلسل مدرسہ عربیہ رحمانیہ ولید پور کے شعبۂ پرائمری میں تدریس سے منسلک رہے، اس کے بعد معاش کی فکر میں ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۹ء تک دس سال سعودی عرب کے شہر تبوک میں مقیم رہے جہاں چھ ماہ تک انٹرنیشنل انڈین اسکول میں تدریس اور ایک مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیے اس کے بعد وطن واپسی ہو گئی لیکن تین چار سال بعد ایک بار پھر سعودی عرب کے اسی علاقہ میں چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا جاوید اختر قاسمی (ولادت: یکم اکتوبر ۱۹۷۱ء بمطابق ۱۱ر شعبان ۱۳۹۱ھ، جمعہ)

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے آغاز عمر میں یہ موڑ آیا کہ آپ کے سرپرستان آپ کو انگریزی تعلیم دلانا چاہ رہے تھے لیکن تقدیر ازلی میں حکیم امت ہونا منظور تھا، آخر تقدیر غالب آئی اور تدبیر فیل ہو گئی چنانچہ دنیا نے آپ کو حکیم الامت کے نام سے جانا۔ حضرت شاہ وصی اللہ صاحب خلیفۂ اجل حضرت حکیم الامت کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کہ گھر والے انگریزی تعلیم پر اصرار کر رہے تھے مگر شاہ صاحب کو انگریزی کے نام سے وحشت تھی، تنہائی میں روتے اور اللہ سے مدد طلب کرتے۔ بالآخر اللہ نے اپنے بندے کی فریاد سن لی اور مصلح الامت بنا کر دنیا میں چمکایا۔ فلم انڈسٹری کے معروف اداکار عامر خان کی ۲۰۰۹ء میں ایک فلم ریلیز ہوئی جس کا نام ہے تھری ایڈیٹس (3 Idiots) یعنی تین بے وقوف لوگ۔ عام فلموں کی طرح اس فلم میں عشق مجازی

کے قصے اور کہانیاں کم بیان کر کے اس بات کا سبق دیا گیا ہے کہ والدین اور ذمہ داران کو چاہئے کہ تعلیم سے متعلق بچہ کا میلان جس فیلڈ کی طرف ہو وہ اس کو اسی فیلڈ میں داخل کریں ورنہ درسیات میں عدم دلچسپی کی وجہ سے وہ طالب علم خاطر خواہ کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکے گا اور پھر پوری زندگی احساس کمتری کا شکار رہے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنی ضروریات کی تکمیل اور اپنے مفادات کے حصول کے لیے وہ لوگوں کے ساتھ معاملات میں غلط رویہ اختیار کرے گا اور بجائے مفید بننے کے قوم وملت کے لیے مضر ثابت ہو جائے گا جیسا کہ عام زندگی میں اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کے اندر کی فطری صلاحیت کو پہچانیں اور پھر اسی کے مطابق ان کی زندگی کا خاکہ بنائیں۔ اس مختصر سی تمہید کا مقصود یہ ہے کہ زیر تحریر حضرت مولانا جاوید اختر قاسمی صاحب شیخ الحدیث جامعہ مصباح العلوم کوپا گنج، ضلع مئو کی ذات جس پر آگے کی سطروں میں ہم خامہ فرسائی کرنے جا رہے ہیں، کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ اگر وقت کے نبض شناس عالم دین اور آپ کے دور اندیش والد مرحوم نے بروقت صحیح فیصلہ نہ لیا ہوتا تو آپ شاید اُس مقام ومرتبہ پر نہ کھڑے ہوتے جہاں آج نظر آرہے ہیں۔

ولادت اور تعلیم

یکم اکتوبر ۱۹۷۱ء بمطابق ۱۱ رشعبان ۱۳۹۱ھ، بروز جمعہ آپ عدم کے اندھیرے سے وجود کے اجالے میں تشریف لائے۔ عمر کی چار پانچ بہاریں دیکھنے کے بعد جب آپ اس قابل ہوئے کہ آپ کی بسم اللہ کرائی جائے تو والدہ محترمہ اور والد محترم جناب ماسٹر شفیع احمد صاحب مرحوم کے ذریعہ گھر ہی پر قرآن پاک کا ناظرہ مکمل کرایا گیا۔ اس کے بعد گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں داخل ہوئے جہاں درجۂ اطفال و درجہ ایک قاری عبد الغفار صاحب (پورہ معروف)، درجہ دو ماسٹر محمد نسیم صاحب (بہار)، درجہ تین مولوی محفوظ الرحمٰن صاحب مرحوم ولید پور اور درجہ پانچ کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ آپ بچپن سے ہی ایک ذہین طالب علم تھے اور والد مرحوم کی غیر معمولی صلاحیت نے اپنے بیٹے کے اندر چھپی صلاحیت (Hidden Treasure) کو بھانپ لیا تھا اس لیے آپ نے انہیں درجہ تین کے بعد درجہ چار میں نہ داخل کر کے سیدھے درجہ پانچ میں داخل کر دیا۔ آپ کے والد محترم کا تعلیمی بیک گراؤنڈ

چونکہ عصری تھا، آپ انہیں تعلیم گاہوں کے فیض یافتہ تھے اور بہ اعتبار پیشہ ایک کامیاب مدرس تھے اس لیے بیٹے کے تئیں بھی آپ کا رجحان یہی ہوا کہ آپ کو کسی عصری ادارہ میں داخل کر دنیوی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کریں چنانچہ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد گاؤں کے قدیم اسکول BRK Inter College ولید پور کے درجہ چھ میں آپ کو داخل کر دیا لیکن قدرت کو آپ سے کچھ اور ہی کام لینا منظور تھا اس لیے اس تعلیم میں آپ کو دلچسپی پیدا نہیں ہو سکی اور وہاں جانے سے جی چراتے رہے، اسی کیفیت میں ایک سال گزر گیا پھر جب آپ کے ماموں محترم مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیر آباد (سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند) وطن عزیز تشریف لائے اور اپنی ہمشیرہ سے ملاقات کے لیے آپ کے گھر بھیرہ آئے تو گھریلو باتوں کے ضمن میں اس بات کا بھی تذکرہ ہوا، آپ کے والد مرحوم نے بتایا کہ یہ عربی و فارسی پڑھنے کو کہہ رہا ہے جبکہ میری خواہش ہے کہ انگریزی تعلیم حاصل کرے، حضرت مفتی صاحب نے آپ کا طبعی میلان دیکھ کر فرمایا کہ بچہ جو پڑھنا چاہ رہا ہے اس کو وہی تعلیم دلائیں چنانچہ آپ کے طبعی رجحان اور حضرت مفتی صاحب کے دانشمندانہ مشورہ کے بعد آپ کو بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے نکال کر فارسی و عربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں داخل کر دیا گیا جہاں حضرت مولانا حافظ عبدالحی صاحب ناظم مدرسہ، مولانا محمد افضل صاحب کیمور، مولانا محمد اصغر صاحب مرحوم، مولانا محمد ہارون کرہانی، مولانا محمد عثمان صاحب ساحر مبارک پور اور مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب خیر آباد جیسے مخلص اساتذۂ کرام سے عربی درجہ پنجم (ششم) تک آپ نے تعلیم حاصل کی، بیچ میں درجہ چہارم میں کچھ ہفتوں کے لیے مدرسہ دینیہ غازی پور بھی رہے لیکن پھر مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد واپس آ گئے۔ اس بات میں اُن والدین کے لیے ایک سبق ہے جو بچہ کو اس کی مرضی، شوق اور طبعی میلان کے خلاف تعلیم دلانا چاہتے ہیں اور پھر اس کا مستقبل تباہ و برباد کرتے ہیں۔ اس کے بعد موقوف علیہ (درجہ ہفتم) میں داخلہ کے لیے ازہر ہند دارالعلوم دیوبند گئے اور وہاں کے مشفق اساتذۂ کرام کے سامنے دو سال (عربی ہفتم و دورۂ حدیث شریف) تک زانوئے تلمذ تہہ کرنے کے بعد ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۴۰۹ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۸۹ء کے ابتداء اور اخیر سال میں دو جماعت فارغ ہوئی تھی جس میں آپ کی فراغت اخیر سال کی ہے۔

درس وتدریس

دارالعلوم دیوبند سے رسمی فراغت کے بعد آپ گھر واپس آئے اور اگلے سال شوال کے مہینہ میں مدرسہ ضیاء العلوم، سیدواڑہ، محمد آباد ضلع مئو میں آپ کا تقرر عمل میں آیا جہاں سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ یہاں ایک سال مقیم رہے اور عربی چہارم تک کی کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں۔ اس کے بعد اگلے سال اپنے ماموں حضرت مولانا عبدالحی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم مدنی دارالتربیت کرمالی ضلع بھروچ، گجرات (۱۹۴۴ء۔۲۰۲۰ء) کی ایماء پر جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ تشریف لے گئے، یہاں بھی ایک سال ہی مقیم رہے اور عربی پنجم تک کی مختلف کتابیں پڑھائیں پھر علاقہ کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا شکر اللہ صاحب ولید پور (۱۹۲۳ء۔۱۹۹۱ء) صدر المدرسین مرکزی دارالعلوم محمدیہ گھوسی، ضلع مئو کے ذریعہ آپ کا تقرر مرکزی دارالعلوم محمدیہ میں ہوا، اسی دوران کسی سال کچھ دنوں مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور بھی پڑھایا۔ جس وقت آپ جامعۃ الرشاد اعظم گڑھ شہر میں مدرس تھے اسی وقت مرکزی دارالعلوم محمدیہ میں ایک مدرس کی ضرورت درپیش آئی، مولانا شکر اللہ صاحب مرحوم نے وہاں کی انتظامیہ سے بات کیے بغیر آپ کو جامعۃ الرشاد سے استعفی دلوا دیا اور پھر آپ مولانا مرحوم کے ساتھ ہو لیے۔ اس سے ایک طرف تو مولانا شکر اللہ مرحوم کی اپنی ذات پر خود اعتمادی اور دوسری طرف مولانا موصوف کی تدریسی صلاحیت پر بزرگوں کے اعتماد کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے مولانا مرحوم سے رمضان کی تعطیل کلاں میں فارسی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی تھی۔ کہتے ہیں کہ انسان کے اندر کسی فن کی مطلوبہ صلاحیت اگر موجود ہو تو وہ مواقع کو نہیں بلکہ مواقع (Opportunities) خود اسے تلاش کرتے ہیں۔ مولانا موصوف چونکہ ایک باصلاحیت مدرس ہونے کے ساتھ با اخلاق اور متواضع انسان ہیں اس لیے بزرگوں کی خاص توجہ آپ کی ذات پر رہی اور چند ہی سالوں میں آپ کی شخصیت کے مثبت اثرات لوگوں کے دل و دماغ پر مرتب ہونا شروع ہو گئے چنانچہ مرکزی دارالعلوم محمدیہ میں ساڑھے چار سال کی خدمت کے بعد حضرت مولانا لیاقت علی صاحب محمد آباد استاذ حدیث مدرسہ مصباح العلوم کوپا گنج، ضلع مئو کی کوششوں اور ذمہ داران مدرسہ کی خواہشوں پر آپ کوپا گنج تشریف لے گئے اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مدرسہ مصباح العلوم سرکار سے ملحق

ایک دینی مدرسہ ہے اور کوپا گنج ضلع مئو کا ایک معروف علمی قصبہ جہاں دینی اور دنیوی دونوں طرح کی تعلیم کا بول بالا ہے، ایسے اجنبی اور تعلیم یافتہ ماحول میں لوگوں کے دلوں پر اپنی صلاحیت و صالحیت کا سکہ بٹھانا کوئی آسان بات نہ تھی لیکن یہ مولانا کی استعداد ہی کی بات کہی جاسکتی ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے آپ کا شمار وہاں کے مقبول ترین اساتذۂ کرام میں ہونے لگا اور بہت جلد آپ انتظامیہ کے بھی منظور نظر ہو گئے یہاں تک کہ گزشتہ سالوں جب وہاں کے صدر مدرس کا عہدہ خالی ہوا تو منتظمہ کمیٹی نے آپ کو کرسیٔ صدارت کی پیشکش کی لیکن مزاج کی ساخت اور طبیعت کی افتاد سادگی و سکوں پسند ہونے کی وجہ سے آپ نے اس عہدہ کو قبول کرنے سے معذرت کر لی۔ مدرسہ مصباح العلوم میں از ابتداء تا انتہاء چھوٹی بڑی مختلف کتابیں آپ کی زیر تدریس رہی ہیں اور گزشتہ چند سالوں قبل حضرت مولانا مفتی خلیل احمد صاحب شیخ الحدیث جو آپ کے انتہائی محسنین میں سے تھے کے انتقال کے بعد جب حضرت مولانا محمد مبین صاحب ندوی نے اپنی کمزور صحت کی وجہ سے مدرسہ کی خدمت سے سبکدوشی اختیار کر لی اور آپ کے بعد حضرت مولانا لیاقت علی صاحب شیخ الحدیث بنائے گئے تو بخاری شریف جلد ثانی آپ سے متعلق کر دی گئی پھر مولانا مذکور کے ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ دنوں تک آپ نے بخاری شریف کی دونوں جلدیں پڑھائیں لیکن ذہنی وجسمانی تعب کی وجہ سے جلد ہی یہ سلسلہ موقوف کرنا پڑا اور گزشتہ آٹھ سالوں سے بخاری جلد اول کا درس دیتے چلے آرہے ہیں۔ آپ کے منبع علم وفیض سے سیراب ہونے کے بعد اب تک سیکڑوں شاگرد علم دین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ازدواجی زندگی

تعلیم سے فراغت کے صرف ایک سال بعد ہی والدین نے آپ کو رشتۂ ازدواجیت میں منسلک کر دیا اور خاندان ہی کے ایک بزرگ عالم دین ڈاکٹر محمد احمد صاحب مظاہری مرحوم (وفات: ۲۰۱۴ء) کی صاحبزادی سے ۱۹۹۱ء میں آپ کا عقد نکاح منعقد ہوا جن کے بطن سے اللہ نے اولاد جیسی عظیم نعمت کی شکل میں چار بیٹیوں اور تین بیٹوں سے آپ کو نوازا، اسامہ نامی ایک بیٹا ابتداء سے ہی دماغی وجسمانی طور پر معذور ہونے کی وجہ سے تقریباً تیرہ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ چھوٹے دو بیٹے انعام اور حسان حفظ قرآن کریم کی تکمیل کے بعد عربی درجات کی تعلیم

حاصل کررہے ہیں، مرحوم بیٹے کی طرح ایک بیٹی بھی دماغی وجسمانی طور پر معذور ہے۔ بڑی بیٹی بھیرہ میں ہی جناب مختار علی صاحب، محلّہ تکیہ کے صاحبزادے مولوی محمد نعیم سے اور چھوٹی بیٹی حافظ محمد عارف ابن ریاض احمد صاحب محلّہ پورب، بھیرہ سے منسوب ہیں۔

درس قرآن

لوگوں میں قرآنی پیغامات کو عام کرنے اور اسلامی تعلیمات سے قریب کرنے کے لیے مسجد ذی النورین میں ہر سال رمضان کے مہینہ میں نماز تراویح کے بعد آپ نے درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا جو تقریبا بیس بائیس سالوں سے بلا انقطاع جاری وساری ہے۔عوام میں آپ کا یہ درس بہت مقبول ہے اور لوگ دلچسپی کے ساتھ اس میں شرکت کرتے ہیں۔

امامت وخطابت

گاؤں کی قدیم جامع مسجد محلّہ پچھّم میں نماز جمعہ اور عیدین کے امام مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب جب مختلف قسم کے عوارض میں مبتلاء ہو گئے اور اس خدمت کی انجام دہی آپ کے لیے مشکل ہوگئی تو آپ نے اپنی یہ ذمہ داری مولانا موصوف کو سونپ دی چنانچہ کم وبیش تیس سال سے آپ نماز جمعہ اور عیدین کی امامت کررہے ہیں۔اس کے علاوہ اصلاح بین الناس کے لیے آپ نے گاؤں وقرب وجوار کے علاقہ میں تقریر وخطابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا ہے۔آپ کے بیانات میں الفاظ کے زیر وبم کے ساتھ مسجع ومقفع عبارتیں نہیں ہوتیں ہیں بلکہ آپ کا انداز بیان بالکل عام فہم، آسان اور سامعین کے معیار کے مطابق ہوتا ہے جس سے آپ کی باتیں براہِ راست لوگوں کے دلوں میں اترتی چلی جاتی ہیں۔ یاد آتا ہے کہ ہماری طالب علمی کے زمانہ میں ایک مرتبہ دیولاس کے قریب کے ایک گاؤں میں آپ تقریر کرنے گئے جہاں کے لوگ عموما کم پڑھے لکھے ہیں، دوران تقریر کسی حدیث کے حوالے میں جب بخاری شریف کا نام آیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے سامعین کو سمجھایا کہ یہ حدیث کی اتنی موٹی سی کتاب ہے، میں نے دیکھا کہ لوگ ہمہ تن گوش ہوکر اخیر تک آپ کی باتیں سن رہے تھے۔ایسے ہی ہمارے بچپن میں جمعہ کی فرض نماز کے بعد سنت پڑھنے کا لوگوں میں رواج نہیں تھا لیکن مولانا کے بار بار اس طرف توجہ دلانے سے لوگوں کا مزاج بنتا گیا اور اب اکثر وبیشتر لوگ سنن و

نوافل کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔

درسی ساتھی

آپ کے درسی ساتھیوں میں مولانا مفتی منظور احمد صاحب بھیرہ، مولانا کلام الدین صاحب نیاپورہ، مولانا مفتی عارف جمیل صاحب مبارک پور استاذ عربی ادب دارالعلوم دیوبند اور اڈیٹر عربی مجلّہ الداعی، مولانا متین الحق اسامہ (وفات: ۲۰۲۰ء) سابق صدر جمعیت علماءِ ہند کانپور اور مفتی محمد حذیفہ ممبئی کا نام سرفہرست ہے۔

اخلاق وعادات

ایک ممتاز عالم دین، کامیاب مدرس، شیخ الحدیث اور بہترین خطیب ہونے کے باجود آپ کے اندر وہ کروفر اور ہٹو بچو والا جلوہ بالکل نظر نہیں آتا جو مذکورہ اوصاف حمیدہ سے متصف دیگر علماءِ کرام کے اندر پیدا ہو جاتا ہے بلکہ خلق خدا سے آپ کو یک گونہ لگاؤ اور محبت ہے۔ سماج اور معاشرہ میں لوگوں سے بالکل مل جل کر رہنا آپ کی فطرت ہے، بیماروں کی عیادت اور کسی کے انتقال پر ان کے اہل خانہ سے تعزیت کا آپ اہتمام کرتے ہیں۔ لوگوں سے ان کی حیثیت کے مطابق ملنا، بات چیت کرنا اور سماج کے دبے کچلے لوگوں کی مدد کرنا آپ کے خاص اوصاف ہیں۔ راستہ چلتے ہوئے عام لوگوں یا عام بچوں سے کھڑے ہو کر بے تکلف باتیں کرنے میں آپ کو کوئی عار محسوس نہیں ہوتا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پورے گاؤں میں عموماً اور نوجوان طبقہ میں خصوصا آپ کو ایک خاص مقام حاصل ہے اور یہ طبقہ آپ کی ہر ضرورت کی تکمیل کے لیے ہمیشہ ایک پیر پر کھڑا نظر آتا ہے۔ اللہ نے ان باطنی اوصاف حمیدہ کے ساتھ ساتھ آپ کو ظاہری طور پر بھی انتہائی پروجیہ بنایا ہے لیکن اس کے باوجود آپ کا مزاج انتہائی سادہ ہے، آپ تصنع وتکلف اور شان وشوکت سے کوسوں دور رہتے ہیں، وی آئی پی کلچر کی آپ کے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ کپڑوں کی سجاوٹ اور رہن سہن کے ٹھاٹ باٹ آپ کی سادہ زندگی پر بار محسوس ہوتے ہیں گویا **البذاذة من الایمان** کی مکمل تصویر بن کر آپ زندگی گزار رہے ہیں۔

اصلاحی تعلق

معروف ہے کہ علم ظاہر خواہ کتنا ہی عظیم ہو جائے باطنی اصلاح اور روحانیت کے بغیر وہ نامکمل ہوتا ہے اور تمام تر علمی اشتغال کے باوجود روحانیت یا معرفت کی لذت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب اللہ کے کسی نیک بندے کے ساتھ قلبی تعلق قائم ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے وقت کے معروف محدث ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمہ اللہ (۱۹۰۰ء۔۱۹۹۲ء) وقتاً فوقتاً مئو سے چل کر الہٰ آباد جاتے، وہاں کئی کئی دن قیام فرماتے اور قیام بھی ایک ایسی ہستی کے پاس ہوتا تھا جو فقہ، حدیث یا عربی ادب کے کسی فن میں آپ کی گرد کو نہیں پہنچ سکتی تھی مگر اس ہستی میں معلوم نہیں وہ کون سا جادو تھا کہ مولانا حبیب الرحمٰن جیسا شیخ الحدیث والفقہ ان کی خدمت میں سعادت مند مریدوں کی طرح خاموش، باادب اور سنجیدہ رہتا تھا، وہ ہستی تھی حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھی کی۔ مولانا پرتاپ گڑھی میں جو کمال تھا وہ صرف ان کی روحانیت تھی چنانچہ آپ نے بھی ماضی قریب کے معروف بزرگ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ (۱۹۲۳ء۔۱۹۹۷ء) کے دست حق پرست پر بیعت کی لیکن کچھ ہی دنوں بعد حضرت قاری صاحب اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو آپ نے حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہٰ آبادی کو اپنا مرجع منتخب کیا اور مولانا موصوف نے بہت جلد آپ کو خلافت و اجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔

مولانا ابرار احمد قاسمی (ولادت: یکم فروری ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۵ر ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ بروز منگل)

متوسط قد و قامت، گورا رنگ، وجیہ و شکیل چہرہ اور اس پر سفید گھنی ڈاڑھی ہے۔ سر پر گول ٹوپی پہنتے ہیں۔ نام ابرار احمد اور والد صاحب کا نام حاجی عطاء الحق ہے۔ دادا کا نام حاجی محمد طاہر ابن محمد زاہد ابن خدا بخش عرف چھوٹک تھا جن کا شمار گاؤں کے ذمہ دار حضرات میں ہوتا تھا۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ ولادت محلّہ گولا بازار، بھیرہ کے ایک دیندار گھرانے میں ہوئی۔ گھریلو تعلیم کے بعد آپ کا داخلہ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں کرایا گیا جہاں پرائمری درجہ پانچ تک کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ رحیمیہ کے معروف اساتذۂ کرام میں مولانا خلیل وارث

قاسمی صاحب ولید پور (مقیم حال بہادر گنج، غازی پور)، مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم ولید پور، ماسٹر مقبول احمد صاحب مرحوم اور ماسٹر منظور احمد صاحب مرحوم ولید پور کا نام سرفہرست ہے۔ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد بعض لوگوں نے آپ کے والد محترم کو مشورہ دیا کہ بچے کو کسی انگریزی اسکول میں داخل کر دیا جائے لیکن طبیعت کی افتاد اور گھر کے دینی ماحول کی وجہ سے آپ کے والد اس کے لیے آمادہ نہ ہو سکے اور اپنے بیٹے کے لیے دینی تعلیم کے حصول کا انتخاب کیا چنانچہ فارسی زبان کی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ نے انہیں مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل کر دیا اور ایک سال تک وہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربی درجات کے لیے آپ کا داخلہ مدرسہ دینیہ غازی پور میں کرایا گیا جہاں آپ نے عربی اول و دوم تک کی تعلیم حاصل کی۔ بقول آپ کے زمانۂ طالب علمی میں آپ ایک متوسط قسم کے طالب علم تھے جس کی وجہ سے بسا اوقات مسابقت کے دوڑ میں دیگر طلبہ سے پیچھے رہ جاتے لیکن آپ نے ہمت نہیں ہاری اور یقینِ محکم و عملِ پیہم کا سلسلہ مسلسل جاری رکھا جس نے بعد کے زمانے میں آپ کو نمایاں مقام عطا کیا۔ کہا جاتا ہے کہ طالب علم اپنی جسمانی صلاحیت اور ذہنی لیاقت میں اگر متوسط درجہ کا ہو لیکن سخت محنت اور جہد مسلسل کا عادی ہو، ادھر ادھر کی لغو باتوں سے اعراض کر اپنے مقصد پر نگاہ رکھتا ہو تو ایک وقت آتا ہے جب کامیابی اس کی قدم بوسی کرتی ہے برخلاف اس طالب علم کے جو قدرتی طور پر ذہین اور طباع واقع ہوا ہے لیکن ساتھ ہی طبیعت کے اندر لاابالی پن کا عنصر غالب ہو اور محنت کرنے کا عادی نہ ہو تو بسا اوقات وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو پاتا۔ قانون فطرت کے مطابق انسانی زندگی میں کامیابی کے لیے محنت اور سنجیدگی شرط اول ہے۔ غازی پور میں عربی دوم کی تکمیل کے بعد آپ نے مدرسہ ریاض العلوم، گورینی ضلع جونپور میں داخلہ لیا اور وہاں عربی سوم، چہارم و پنجم کے درجات کی تکمیل کے بعد بقیہ تعلیم کے حصول کے لیے ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے داخلۂ امتحان میں شرکت کی، علم کی سچی طلب، خلوص وللّٰہیت کے ساتھ محنت اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کامیابی سے ہم کنار ہوئے اور وہاں کے جلیل القدر اساتذۂ کرام سے شرف تلمذ حاصل کیا جن میں حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد حسین صاحب

معروف بہ ملا بہاری، حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب مرحوم، حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی مرحوم، مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مرحوم اور حضرت مولانا سید محمد ارشد صاحب مدنی وغیرہ کے نام سرفہرست ہیں۔ شعبان ۱۴۱۱ھ بمطابق فروری ۱۹۹۱ء میں سند فراغت حاصل کی اس کے بعد تکمیل علوم کے شعبۂ میں داخلہ لے کر مزید ایک سال پڑھا۔

تدریب المعلمین

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ میں مربی جلیل، عارف باللہ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ کی خدمت میں رہ کر ایک سال تک تدریب المعلمین (Teacher Tarining) کا کورس بھی کیا۔

رشتۂ ازدواجیت

دوران تدریب ۱۶/ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۹/مئی ۱۹۹۲ء میں بھیرہ کی ایک معزز شخصیت جناب قاضی محمد شعیب صاحب کوثر کی صاحبزادی اور حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی کی چھوٹی ہمشیرہ کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے تین بچے (مولوی انیس الحق نعمانی، قاری مرغوب الحق، حافظ نفیس الحق) اور چھ بچیاں متولد ہیں۔

درس وتدریس

شوال ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹۹۳ء سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے جامعہ رشیدیہ بمہور، اعظم گڑھ میں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور متوسطات تک کی کتابیں آپ سے متعلق ہوئیں۔ ساڑھے تین سال تک وہاں خدمت کی انجام دہی کے بعد جامعہ عربیہ اشاعت العلوم پورہ معروف ضلع مئو چلے گئے جہاں عربی اول تا عربی ششم کی ہر چھوٹی بڑی کتابیں پڑھانے کا موقع میسر ہوا اور چودہ سال کی طویل مدت تک آپ وہاں استاذ رہے۔ شوال ۱۴۳۰ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۰۹ء میں علاقہ کی معروف دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ضلع مئو میں جب صدر مدرس کا عہدہ خالی ہوا تو مدرسہ کے ناظم اعلی حضرت مولانا حافظ عبد الحی صاحب کی نگاہِ انتخاب آپ پر پڑی اور اس خلاء کو پر کرنے کے لیے آپ کو پیشکش کی۔

موصوف کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے آپ نے اس پیشکش کو قبول کیا اور ۲۰۰۹ء سے تا حال وہیں پر قال اللہ وقال الرسول کی نغمہ سنجیوں سے طلبہ کو محظوظ فرما رہے ہیں۔ درجات علیا کی بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آپ کے زیر تدریس ہیں۔

مضمون نگاری

درس و تدریس کے علاوہ مضمون نگاری کا بھی آپ اچھا ذوق رکھتے ہیں چنانچہ مختلف موضوعات پر چھوٹے بڑے، بہت سے مفید مضامین آپ کے قلم سے منصۂ شہود پر آ چکے ہیں۔

درس قرآن

محرم ۱۴۳۱ھ سے محلّہ اتر ولید پور کی مسجد محمدیہ میں آپ قرآن کا درس دیتے ہیں جس میں سامعین پوری دلچسپی کے ساتھ شرکت کر کے اس سے مستفیض ہوتے ہیں، یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔

امامت وخطابت

درس و تدریس اور مضمون نگاری کے علاوہ امامت وخطابت کے فن سے بھی آپ کو خاصہ لگاؤ ہے چنانچہ خیر آباد کلینڈر کی ایک مسجد میں ۱۴۳۵ھ سے آپ نماز جمعہ کے مستقل امام وخطیب ہیں اور اس کے علاوہ گاؤں کی جامع مسجد وقرب و جوار کے علاقوں میں بھی تقریر و خطابت کا سلسلہ رکھتے ہیں۔

مولانا عزیز الحق قاسمی (ولادت: ۲۵؍دسمبر ۱۹۷۳ء بمطابق ۳۰؍ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ بروز منگل)

متوسط سے تھوڑا کم قد، قدرے فربہ جسم، چہرہ پر سرخ رنگ کی مکمل گھنی ڈاڑھی، ایک خوش مزاج، بے تکلف اور با اخلاق انسان ہیں۔ والد صاحب کا نام منشی عبد السمیع ابن جی محمد صابر صاحب مرحوم تھا۔ آپ کا قدیم مکان محلّہ پورب ہوٹل کے پاس ہے لیکن اب آپ انے جدید مکان واقع محمد علی پردھان کا باغ میں رہنے لگے ہیں۔ پرائمری تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مکمل کرنے کے بعد وہیں پر فارسی کے دو سال حضرت مولانا عین الحق صاحب اور عربی اول و دوم کی تعلیم حضرت مولانا ابو بکر صاحب معروفی (موجودہ استاذ مدرسہ نور الاسلام ولید پور) سے حاصل کی۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی

مرحوم کی سرپرستی میں وقت کی معروف درسگاہ مدرسہ ریاض العلوم گورینی تشریف لے گئے جہاں اس زمانہ میں مولانا مرحوم خدمات انجام دے رہے تھے اور عربی پنجم کی تعلیم وہاں مکمل کر کے دارالعلوم دیوبند گئے۔ داخلۂ امتحان میں کامیابی کے بعد دوسال تک وہاں کے معزز اساتذۂ کرام کے سامنے زانوئے تلمذتہہ کیا اور ۱۹۹۲ء میں سند فراغت حاصل کی۔ دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کا ارادہ کیا اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب استاذ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے زیر تدریس ڈھائی سال کے اندر جنوری ۱۹۹۶ء میں آپ نے قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا۔ یہاں پر اس بات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت گاؤں میں عربی درجات کی تعلیم سے قبل بچوں کو حفظ قرآن کی تعلیم دینے کا ماحول ومزاج نہ ہونے کی وجہ سے گاؤں کے قدیم علماءِ کرام عموما حافظ نہیں ہیں لیکن اب یہ مزاج بدل رہا ہے اور لوگ اپنے بچوں کو عربی درجات میں داخل کرنے سے پہلے حفظِ قرآن کا اہتمام کرنے لگے ہیں۔

عقد نکاح

۲۷/مارچ ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۶/شوال ۱۴۱۵ھ بروز پیر آپ کے پڑوسی، محلّہ پورب بھیرہ کے رہنے والے جناب قمرالدین صاحب مرحوم کی صاحبزادی اور جناب سعید الظفر صاحب کی ہمشیرہ کے ساتھ عقد نکاح منعقد ہوا۔ آپ کی چھ اولاد (چار بچے، دو بچیاں) ہیں۔ ایک بیٹا معاویہ عزیز دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہے۔

درس وتدریس

دار العلوم دیوبند سے فراغت اور حفظ قرآن پاک کی تکمیل کے بعد ۱۹۹۷ء میں مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام شیخوپور سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور تین سال ۱۹۹۹ء تک وہاں شعبۂ حفظ میں استاذ رہے لیکن عربی درجات میں تدریس کا شوق ہونے کی وجہ سے اس کو ترک کر کے ایک سال تک گھر ہی پر مقیم رہے پھر ۲۰۰۱ء میں مدرسہ دارالعلوم برئی پور محمد آباد گوہنہ ضلع مئو کے شعبۂ عربی میں مدرسی اختیار کر لی۔ اُس وقت یہ مدرسہ مالی بحران کا شکار تھا، حالات انتہائی ناسازگار تھے یہاں تک کہ زیر تعلیم طلبہ کے لیے لائٹ وغیرہ کا بھی معقول انتظام نہیں تھا لیکن آپ کا شوق تھا جو کھینچ کر آپ کو وہاں تک لے گیا اور اپنے بہی خواہوں کے مشورہ پر

آپ اس مدرسہ کے خدمت گاروں میں شامل ہو گئے پھر کیا تھا بیس سال کے طویل عرصہ تک یہیں پر تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔ کسی فرد اور قوم کی کامیابی میں ثابت قدمی (Perseverance) کا بہت اہم رول ہوا کرتا ہے۔ نا مساعد حالات (Unavoidable Circumstances) کے باوجود ثابت قدمی اور صبر کرنے والا انسان دن بہ دن ترقی کے منازل طے کرتا چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا شمار وہاں کے معزز اساتذۂ کرام میں ہوتا تھا اور آپ قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے لیکن ۲۰۲۰ء میں عالمی وباء کورونا وائرس کی وجہ سے جب پوری دنیا متاثر ہوئی تو مالی بحران کی وجہ سے مدرسہ کی انتظامیہ کو مجبوراً عربی شعبے بند کرنے پڑے چنانچہ آپ وہاں سے سبک دوش ہو کر آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول ہو گئے۔ تقریباً ڈیڑھ سال تک آبائی مشغولیت کے بعد ستمبر ۲۰۲۱ء میں مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور (جہاں آپ کے والد مرحوم اپنی عمر کے آخری ایام تک شعبۂ محاسبی میں ملازم تھے) کے ذمہ داران کی ایماء پر آپ نے وہاں خدمت اختیار کر لی اور کئی سال کی خدمت کی انجام دہی کے بعد گزشتہ چند ماہ سے ایک بار پھر گھریلو پیشہ میں مشغول ہو گئے ہیں۔

امامت وخطابت

نئی جامع مسجد محلّہ پورب، بھیرہ کے امام مولانا ریاض احمد قاسمی صاحب مرحوم کی مستقل علالت کے بعد لوگوں کی نگاہ انتخاب آپ پر پڑی اور آپ جمعہ کی نماز کے لیے مستقل امام منتخب کیے گئے چنانچہ نماز جمعہ کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت وعظ وتقریر کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

مولانا محمد ساجد قاسمی، محلّہ تکیہ (ولادت: ۳؍فروری ۱۹۷۴ء بمطابق ۱۱؍محرم ۱۳۹۴ھ، اتوار)

نام محمد ساجد اور والد صاحب کا نام مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب ہے۔ دادا کا نام مولانا عبد الستار مفتاحی ابن حافظ عبد الغفور تھا۔ آپ ایک دینی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مختلف اساتذۂ کرام سے حاصل کی جن میں سر فہرست ماسٹر مقبول احمد صاحب مرحوم، مولانا محمد صدیق صاحب مرحوم، مولوی امتیاز احمد صاحب مرحوم اور مولانا خلیل وارث صاحب کے نام ہیں۔ اس کے بعد فارسی کی تعلیم کے لیے آپ نے مرکزی دار العلوم محمدیہ گھوسی کا رخ کیا اور تین چار ماہ کی مدت میں فارسی زبان کی ابتدائی کتابیں

حضرت مولانا شکر اللہ صاحب مرحوم کی سرپرستی میں پڑھیں جبکہ گلستاں اور بوستاں کا اکثر ترجمہ اپنے دادا مرحوم اور والد صاحب سے پڑھا اور پھر باقی ماندہ نصاب مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا عین الحق قاسمی صاحب نے مکمل کرایا۔ فارسی تعلیم کی تکمیل کے بعد عربی درجات میں داخلہ کے لیے مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد گئے جہاں عربی اول سے عربی ششم تک کی تعلیم مکمل کی پھر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے کر دو سال وہاں پڑھا اور ۱۹۹۳ء میں فراغت ہوئی۔

۹/مارچ ۱۹۹۶ء میں نزد نئی جامع مسجد محلّہ پورب بھیرہ کے رہنے والے حاجی مختار احمد صاحب مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ آپ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے چار اولاد (تین لڑکے اور ایک لڑکی) ہیں۔

مشغولیت

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد کچھ دنوں تک گھر ہی پر آبائی پیشہ میں والدین کا ہاتھ بٹاتے رہے اور اسی دوران مدرسہ دارالعلوم برئی پور محمد آباد میں بحیثیت اعزازی مدرس عربی کی کچھ ابتدائی کتابیں بھی پڑھائیں، یہ سلسلہ تقریباً دو سال تک چلا۔ اس کے بعد اقرأ پبلک اسکول خیر آباد میں مستقل طور پر ملازمت اختیار کر لی اور چار سال تک وہاں عربی و اردو کی کتابیں پڑھائے لیکن زندگی کی بڑھی ہوئی ضروریات کے سامنے مجبور ہو کر آپ نے یہ سلسلہ منقطع کر دیا اور تلاش معاش کی فکر میں ۲۰۰۶ء میں سعودی عرب کے شہر القصیم چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا انوار احمد قاسمی محلّہ پچھّم (ولادت: ۴/ستمبر ۱۹۷۳ء بمطابق ۱۳۹۳/۸/۶ھ بروز منگل)

متوسط قد، گورا رنگ اور آنکھوں پر بڑا سا گول چشمہ پہنتے ہیں۔ آپ کے والد کا نام مختار احمد مرحوم اور دادا کا نام محمد اکبر مرحوم تھا، مکان محلّہ پچھّم، کوٹ میں ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں ماسٹر شکیل احمد، ماسٹر محمد نعمان اور ماسٹر محمد حبیب وغیرہ سے حاصل کی۔ فارسی کی کتابیں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا عین الحق اور مولانا ابوبکر معروفی سے پڑھیں۔ اس کے بعد مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں داخلہ لیا جہاں مولانا محمد افضل صاحب اور مولانا محمد اصغر صاحب وغیرہ سے عربی ششم تک کی کتابیں پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے اور

درجات ہفتم ودورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد ۱۹۹۲ء میں سند فراغت حاصل کی۔

۱۹۹۳ء میں رسول پور، محمد آباد گوہنہ کے رہنے والے جناب محمد اسلم صاحب کی دختر کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے جن سے نو بچوں کی ولادت ہوئی۔ ایک بچہ اور چار بچیاں بچپن میں ہی انتقال کر گئے اور دو بچے و دو بچیاں بقید حیات ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد درس وتدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا چنانچہ فراغت کے معاً بعد ۱۹۹۲ء میں مدرسہ نجم العلوم کوئر پار ضلع مئو کے شعبۂ فارسی وعربی سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا، وہاں دو سال خدمت کی انجام دہی کے بعد سبکدوش ہو کر ایک یا ڈیڑھ سال کی مدت تک گھر پر مقیم رہے پھر جامعہ رشیدیہ بھور کے شعبۂ عربی میں تقرر عمل میں آیا اور وہاں چار سال تک استاذ رہے، اس کے بعد جامعہ فیض العلوم سرائے میر چلے گئے جہاں ایک سال تک خدمت انجام دی۔ جامعہ فیض العلوم کے بعد جامعۃ الحسنات نسواں، چکیا، حسین آباد ضلع اعظم گڑھ کے شعبۂ عربی میں آپ کا تقرر ہوا اور مسلسل بیس سال تک وہاں قوم کی بچیوں کو اعلیٰ دینی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کرتے رہے۔ بیس سال کی طویل المدت تعلیم کے بعد سالِ رواں ۲۰۲۵ء میں اعظم گڑھ کے معروف ادارہ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر کے شعبہ فارسی سے متعلق ہو گئے ہیں جہاں تا حال استاذ ہیں۔

مولانا محمد ارشد قاسمی، ممبئی (ولادت: ۲۴/اپریل ۱۹۷۴ء بمطابق ۱/۴/۱۳۹۴ھ، بدھ)

نام محمد ارشد، والد صاحب کا نام مولانا شمس الحق قاسمی ہے اور دادا کا نام حاجی عبد العزیز مرحوم تھا۔ آپ کا مکان مسجد ذی النورین کے بالمقابل پچھّم جانب گلی میں ہے۔ آپ کے والد مولانا شمس الحق قاسمی بہت پہلے گاؤں سے ہجرت کر کے ممبئی رہائش پذیر ہو گئے تھے اس لیے آپ کی ولادت، تربیت اور پرورش وغیرہ سب کچھ ممبئی میں ہی ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے لیے آپ کو وہاں کے مقامی مدرسہ مومن اپارٹمنٹ جوگیشوری، ممبئی میں داخل کرایا گیا جہاں مختلف اساتذۂ کرام سے قرآن پاک کا ناظرہ و دینیات کی تعلیم حاصل کی۔ پرائمری کی تکمیل کے بعد مزید تعلیم کے لیے آپ نے درجہ چھ میں داخلہ لیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے ذوق وشوق سے تھوڑا بہت قرآن کریم بھی حفظ کرتے رہے چنانچہ ساتویں جماعت کے بعد آپ کے والد نے قرآن

پاک کو مکمل حفظ کرنے کے لیے مستقل طور پر آپ کو مدرسہ مفتاح العلوم بھیونڈی میں داخل کر دیا جہاں آپ نے ڈھائی سال کی مدت میں قرآن کریم حفظ کیا۔ حفظ کے اساتذۂ کرام میں حافظ محمد اسرائیل صاحب جونپوری، قاری محمد ایوب صاحب اعظمی (موجودہ ناظم اعلیٰ مدرسہ مفتاح العلوم بھیونڈی) اور مولانا شہاب الدین صاحب اعظمی (سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ ہٰذا) کے نام قابل ذکر ہیں۔ حفظ کی تکمیل کے بعد فارسی کی تعلیم کے لیے حضرت مولانا محمد مسلم صاحب بمھوری والد گرامی حضرت مولانا مفتی محمد راشد صاحب اعظمی استاذ فقہ وحدیث دارالعلوم دیوبند کے مشورہ پر ان کے مدرسہ جامعہ رشیدیہ بمھور میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد عربی کی تعلیم کے لیے مبارکپور کی معروف دینی درس گاہ جامعہ عربیہ احیاء العلوم میں داخلہ لیا جہاں مختلف اساتذۂ کرام جیسے حضرت مولانا عبد المنان صاحب، مفتی محمد امین صاحب، مفتی احمد الراشد صاحب، مولانا غلام محمد صاحب ولید پور، مولانا ریاض احمد صاحب بھیرہ وغیرہ سے عربی چہارم تک کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد ام المدارس دارالعلوم دیوبند گئے اور ۱۹۹۸ء میں وہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ دیوبند سے فراغت کے بعد ایک بار پھر آپ نے ممبئی کا رخ کیا اور دستور حیات کے مطابق کسبِ معاش کے لیے تقریباً اٹھارہ سال تک مدرسہ نور محمدیہ جوگیشوری میں درس وتدریس کی خدمت کی اور چار سال تک امامت کے فرائض انجام دیا۔ فی الحال دوسری اصل مشغولیات کے علاوہ ذاتی طور پر آپ نے اپنے آپ کو دینیات کی تعلیم سے بھی منسلک کر رکھا ہے۔

مولانا ذکاء اللہ قاسمی، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۷۵ء بمطابق ۱۸/۱۲/۱۳۹۴ھ، بدھ)

آپ کا قدیم مکان محلّہ گولا بازار میں ہے لیکن محلّہ تکیہ واقع آپ اپنے نئے مکان میں رہائش پذیر ہو گئے ہیں۔ نام ذکاء اللہ ابن مظفر الحسن ابن حاجی محمد صدیق مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مولوی علی اکبر، مولوی دبیر احمد، مولوی محمد جواد، منشی عبد الغفار، ماسٹر جمشید احمد اور ماسٹر مقبول احمد وغیرہ سے پرائمری تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور گئے جہاں مولانا اعجاز احمد اعظمی، مفتی منظور احمد، مولانا ابرار احمد، مولانا سفیان احمد اور مولانا عبد السلام صاحبان وغیرہ سے عربی ششم تک کی کتابیں پڑھنے کے بعد سال ہفتم میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور دورۂ حدیث شریف مکمل کرنے کے بعد ۱۹۹۷ء

میں سند فراغت حاصل کی۔ دیوبند کے اساتذہ میں مولانا نصیر احمد خان، مولانا عبدالحق اعظمی، مولانا ریاست علی، مفتی سعید احمد رحمہم اللہ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

۲۶/اگست ۱۹۹۹ء کو نوادہ، مبارک پور، اعظم گڑھ کے رہنے والے جناب مختار احمد صاحب کی دختر کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا جن سے سات بچوں (تین بچیاں، چار بچوں) کی ولادت ہوئی، ایک بچہ ولادت کے کچھ دنوں بعد فوت ہو گیا۔ تقریباً اکیس سال کی رفاقت کے بعد ۷/دسمبر ۲۰۲۰ء بروز پیر آپ کی اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا اور بعد میں آپ نے نوادہ، مبارکپور کے ہی جناب اشتیاق احمد صاحب کی لڑکی سے نکاحِ ثانی کیا۔

دیوبند سے فراغت کے بعد دو سال تک آپ نے کرہاں میں تدریس کی خدمت انجام دی اس کے بعد گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور تقریباً تیرہ چودہ سال تک شعبۂ پرائمری میں مدرس رہے لیکن بعد میں تدریس کا سلسلہ ترک کر کے اپنے آبائی پیشہ میں مشغول ہو گئے جو تا حال جاری ہے۔

مولانا محمد منور قاسمی، گولا بازار (ولادت: ۵/مارچ ۱۹۷۶ء بمطابق ۴/۳/۱۳۹۶ھ بروز جمعہ)

نام محمد منور ابن محمد ادریس مرحوم ابن عبدالرحیم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ماسٹر مقبول احمد، مولوی صدیق احمد، منشی عبدالغفار اور مولوی زین العابدین وغیرہ سے پرائمری کی تعلیم حاصل کی اور وہیں پر مزید ایک سال پڑھنے کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں داخل ہوئے جہاں مولانا محمد اصلاحی اور مولانا محمود احمد بھیرہ، مولانا عبدالمعبود معروفی اور مولانا ابوبکر معروفی وغیرہ سے فارسی دوم تا عربی سوم کی تعلیم مکمل کی اس کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں داخل ہوئے اور مولانا اعجاز احمد اعظمی و مفتی منظور احمد صاحب وغیرہ سے عربی ششم تک کی کتابیں پڑھنے کے بعد دار العلوم دیوبند گئے اور وہاں موقوف علیہ و دورۂ حدیث شریف پڑھ کر جنوری ۱۹۹۵ء میں فراغت حاصل کی۔

۸/اپریل ۲۰۰۴ء بروز جمعرات چھپرا ضلع مئو میں عقد نکاح ہوا جن سے ایک بچی پیدا ہوئی لیکن دس سال کی مدت رفاقت کے بعد ۳۱/دسمبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ آپ کی اہلیہ محترمہ اللہ کو پیاری ہو گئیں، اس لیے ۱۷/مئی ۲۰۱۵ء کو بیضاء پور ضلع مئو میں نکاح ثانی ہوا

جن سے دو بچیوں اور ایک بچہ کی ولادت ہوئی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا، بیچ میں چند سالوں کے لیے تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب بھی گئے لیکن جلد ہی گھر واپسی ہوگئی اور دوبارہ تدریس سے منسلک ہو گئے، فی الحال گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری درجہ پانچ میں تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔آپ ہی اس وقت صدر المدرسین کی ذمہ داری بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔

مولانا عبدالقدوس قاسمی، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۲۷؍دسمبر ۱۹۷۶ء بمطابق ۶؍محرم ۱۳۹۷ھ، پیر)

نام عبدالقدوس ابن حاجی محمد بلال ہے۔دادا کا نام حاجی محمد یونس تھا۔ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ عماد الدین، ماسٹر محمد جواد، منشی عبدالغفار بھیرہ اور ماسٹر مقبول احمد وغیرہ سے حاصل کی۔فارسی اول مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں مولانا محمد ہارون کرہاں، مولانا کمال اختر خیرآباد اور فارسی دوم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا ابوبکر معروفی اور مولانا محمود احمد ندوی بھیرہ سے پڑھا۔پھر عربی کی تعلیم کے لیے آپ کا داخلہ مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام شیخو پور، اعظم گڑھ میں کرایا گیا جہاں مولانا اعجاز احمد اعظمی بھیرہ، مفتی منظور احمد بھیرہ، مولانا سفیان احمد، مولانا عبدالسلام وغیرہ سے عربی اول سے عربی پنجم تک کی تعلیم حاصل کی۔۱۹۹۶ء میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت پائی۔

فراغت کے دو سال بعد ۱۹۹۸ء میں آپ کا عقد نکاح حاجی شمس الحق خیرآباد کی صاحبزادی سے ہوا جن سے ایک بیٹی کی ولادت ہوئی لیکن ازدواجی زندگی خوش گوار نہ ہونے کی وجہ سے زوجین میں علاحدگی ہوگئی اور وہ بچی اپنی نانیہال میں رہتی ہے۔دوسرا نکاح ۲۰۰۰ء میں ابراہیم پور کے رہنے والے جناب ابوبکر صاحب کی صاحبزادی سے ہوا جن سے پانچ اولاد ہیں۔

فراغت کے بعد تقریباً پندرہ سال تک مدرسہ شیخ الاسلام شیخو پور، اعظم گڑھ میں پھر چند سال مدرسہ سراج العلوم چھپرہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد اخیر میں زیادہ دنوں سے تاحال مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں مدرس ہیں ساتھ ہی آبائی پیشہ سے بھی وابستہ ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن قاسمی، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۳۹۶ھ)

نام عبدالرحمٰن ہے۔ والد صاحب کا نام حاجی عبدالمنان مرحوم اور دادا کا نام حاجی محمد صدیق تھا۔ پرائمری اور فارسی کی ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد عربی اول کی تعلیم کے لیے آپ نے مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور میں داخلہ لیا لیکن سال بھر وہاں پڑھنے کے بعد مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد، مئو چلے آئے اور وہاں عربی دوم سے عربی پنجم تک کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد بقیہ تعلیم کی تکمیل کے لیے از ہر ہند دارالعلوم دیوبند گئے اور دو سال وہاں پڑھنے کے بعد ۱۹۹۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔

درس وتدریس

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد جامعہ عربیہ مخزن العلوم دلدارنگر ضلع غازی پور سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا چنانچہ فراغت کے معاً بعد ۱۹۹۷ء میں ہی وہاں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور ۲۰۰۵ء تک آپ نے وہاں عربی درجات کا درس دیا۔ اس کے بعد کچھ عوارض کی بنا پر اس مدرسہ کو ترک کر اپنے وطن سے قریب قصبہ محمد آباد گوہنہ کے محلّہ سید واڑہ میں واقع مدرسہ ضیاء العلوم میں ملازمت اختیار کر لی اور وہاں ۲۰۰۵ء سے ۲۰۰۹ء تک شعبۂ عربی میں استاذ رہے۔ پھر مدرسہ قرآنیہ آدم پور ضلع جونپور میں ۲۰۰۹ء تا ۲۰۱۱ء خدمت تدریس انجام دی لیکن اس کے بعد مدارس دینیہ میں تعلیم وتعلم سے ہٹ کر تھوڑا مختلف میدان میں خدمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تو ذاکر خان جونیئر ہائی اسکول بھوڑکڑہاں ضلع جونپور میں ملازم ہو گئے اور ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۲ء وہاں استاذ رہے۔ درس وتدریس کے میدان میں پندرہ سال کے طویل تجربہ کے بعد نسل نو کی دینی ذہن سازی اور ان کے بڑھتے ہوئے فکری انحراف کے سدباب کے لیے آپ نے دینی ماحول میں عصری تعلیم کی ضرورت محسوس کی اور اس کے لیے اپنے وطن عزیز کی زرخیز زمین کو میدان عمل کے طور پر اختیار کیا چنانچہ ۲۰۱۲ء میں آٹو اسٹینڈ بھیرہ کے پاس آزاد ملی جونیئر ہائی اسکول کے نام سے لب سڑک ایک جونیئر ہائی اسکول کا قیام کیا جو آٹھ نو سالوں تک کرایہ کے ایک مکان میں اپنے نیر تاباں مستقبل کے لیے سرگرداں تھا اور اس کے لیے ایک روشن مستقبل کی امید کی جارہی تھی لیکن ۲۰۲۰ء میں اچانک جب عالمی وباء

کووڈ ۱۹ نے پوری دنیا کو اپنی زد میں لے لیا تو یہ اسکول بھی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اور مجبوراً اس کو بند کرنا پڑا۔

مولانا افروز احمد قاسمی، مکھلی (ولادت: ۱۱رمئی ۱۹۷۷ء بمطابق ۲۲/۵/۱۳۹۷ھ، بدھ)

نام افروز احمد، والد صاحب کا نام حاجی عبدالوحید ہے اور دادا کا نام حاجی عبدالرشید مرحوم تھا۔ پرائمری تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مولوی محمد اکبر صاحب مرحوم اور ماسٹر منظور احمد صاحب مرحوم ولید پور وغیرہ سے حاصل کی۔ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد فارسی کی کتابیں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ ہی میں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب بھیرہ وقاری عبدالباری صاحب مرحوم ولید پور سے پڑھیں۔ اس کے بعد عربی کی تعلیم کے لیے قرب وجوار کے معروف مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور گئے لیکن ایک سال بعد وہاں سے واپس آکر مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں دوبارہ عربی اول میں داخلہ لیا اور وہیں پر عربی پنجم تک کی تعلیم مولانا فضل حق صاحب، مولانا ضیاء الدین صاحب، مولانا راشد صاحب، مولانا حافظ عبدالحی صاحب ناظم اعلیٰ، مولانا افضل حسین صاحب، مولانا اصغر صاحب مرحوم وغیرہ سے حاصل کی۔ پھر احادیث شریف کی تکمیل اور سند فراغت حاصل کرنے کے لیے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۲۰۰۲ء میں فراغت حاصل کی۔ تعلیمی مراحل کی تکمیل کے بعد ۲۰۰۳ء میں مولانا ڈاکٹر امیر الدین صاحب نیاپورہ کی صاحبزادی کیساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے ایک بچہ کی ولادت ہوئی، آپ نے اس کا نام محمد مقیم انور رکھا۔

مشغولیت

تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ سالوں تک گھر پر موجود کرانہ کی دوکان میں مشغول رہے لیکن اس کے بعد مارچ ۲۰۰۶ء میں بغرض معاش خلیجی ملک دبئ چلے گئے اور تا حال وہیں برسر روزگار ہیں۔

مولانا معاذ احمد قاسمی، محلّہ پچھّم (ولادت: ۵/جون ۱۹۷۷ء بمطابق ۱۷/۶/۱۳۹۷ھ، اتوار)

آپ کا مکان محلّہ پچھّم، کوٹ میں ہے۔ نام معاذ احمد ہے، والد صاحب کا نام عبدالعظیم اور دادا کا نام حاجی عبد الحفیظ مرحوم تھا۔ سنجیدہ اور سلجھی ہوئی شخصیت کے حامل انسان

ہیں۔ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد ضلع مئو کے شعبۂ پرائمری میں ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ محنتی، ایماندار اور با صلاحیت استاذ ہیں۔ کسی بھی معاملے میں سنجیدہ رائے رکھتے ہیں اور انتہائی شائستگی کے ساتھ اسے پیش کرنے کا سلیقہ جانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مدرسہ کے اراکین بھی آپ کی باتوں کو دھیان سے سنتے اور قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

کون سی بات کہاں کیسے کہی جاتی ہے یہ سلیقہ ہو تو ہر بات سنی جاتی ہے

پرائمری درجہ چار تک کی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیرالعلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں حاجی عبدالحفیظ صاحب، ماسٹر محمد زبیر صاحب، ماسٹر وصی احمد صاحب اور درجہ پنجم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب بھیرہ میں ماسٹر مقبول احمد صاحب ولید پور سے حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی اول و فارسی دوم کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا عبدالمعبود صاحب معروفی، مولانا ابوبکر صاحب معروفی، مولانا محمود احمد صاحب ندوی اور ماسٹر نورالعین صاحب علیگ کے ذریعہ حاصل کی۔ مدرسہ نورالاسلام میں فارسی تعلیم کی تکمیل کے بعد عربی درجات کی تعلیم کے لیے آپ نے مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام شیخو پور، اعظم گڑھ میں داخلہ لیا جہاں عربی اول تا عربی پنجم کی تعلیم مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ، مفتی منظور احمد صاحب بھیرہ اور مولانا عبدالسلام صاحب گورکھپور وغیرہ سے حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے اور دو سال بعد ۱۹۹۷ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد گاؤں کے امام مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ ۲۰۰۱ء میں آپ کا عقد نکاح ہوا جن سے دو بچے اور پانچ بچیوں کی ولادت ہوئی۔ مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی کے والد الحاج قاضی محمد شعیب صاحب کوثر مرحوم نے نکاح پڑھایا۔

درس وتدریس

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد ۱۹۹۸ء میں بلریا گنج کے قریب سلیم پور نامی گاؤں میں واقع ایک مدرسہ سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور ایک سال تک وہاں مقیم رہے۔ اس کے بعد ۱۹۹۹ء میں خیرآباد ضلع مئو کے معروف مدرسہ عربیہ منبع العلوم میں پرائمری درجہ دو کے لیے آپ کا تقرر عمل میں آیا اور آپ کی بہترین کارکردگی ومحنت کو دیکھتے ہوئے منتظمین

مدرسہ نے اگلے سال درجہ تین میں آپ کو ترقی دے دی اس کے بعد ہر سال ترقی ہوتی رہی یہاں تک کہ درجہ پانچ میں پہنچنے کے بعد آپ کو شعبۂ پرائمری کا صدر منتخب کر دیا گیا اور تا حال بحیثیت صدر المدرس مدرسہ ہٰذا میں خدمت انجام دے رہے ہیں۔

اپنے گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں بھی تقریباً ایک دہائی سے بحیثیت ممبر اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی صلاحیت وخدمت کو گاؤں والوں کے حق میں قبول فرمالیں۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

مولانا محمد شاہد قاسمی (ولادت: ۸/جولائی ۱۹۷۷ء بمطابق ۲۱/۷/۱۳۹۷ھ بروز جمعہ)

لمبا قد، سانولا رنگ، جسامت متوسط، چہرہ پر ہلکی ڈاڑھی، اور سر پر گول ٹوپی پہنتے ہیں۔ نام محمد شاہد ابن قمر الدین ابن محمد امین ابن محمد صدیق ابن عبد الرحیم مرحوم ہے۔ آپ کا مکان محلّہ پورب، قدیم ہوٹل کے پاس ہے۔ ماسٹر اکبر علی، مولوی دبیر احمد، منشی عبد الغفار، ماسٹر جمشید احمد اور ماسٹر مقبول احمد مرحوم وغیرہ سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی کی کتابیں مدرسہ ہٰذا میں قاری عبد الباری مرحوم سے پڑھیں پھر مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں از عربی اول تا عربی ششم مکمل کرنے کے بعد موقوف علیہ کے سال میں دار العلوم دیوبند گئے اور دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد ۱۹۹۸ء میں فراغت ہوئی۔

۱۹/اگست ۱۹۹۹ء بروز اتوار حاجی عبد الغفار صاحب کرہاں کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے چار بچے (دو لڑکے اور دو لڑکیاں) ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ نجم العلوم کوئیر یا پار، مدرسہ وصیۃ العلوم فتح پور تال نرجا اور مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے شعبۂ پرائمری میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد تلاش معاش کی فکر میں چند سالوں تک سعودی عرب میں مقیم رہے۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ یعنی پاور لوم کے ذریعہ ساڑیوں کا کاروبار ہے۔

مولانا عبد اللہ قاسمی، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۹۷۸ء بمطابق ۱۳۹۸ھ)

مولانا عبد اللہ ابن ڈاکٹر حسام الدین ابن مولانا عبد الستار ابن حافظ عبد الغفور مرحوم کی ولادت محلّہ تکیہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں مولانا عبد المعبود معروفی، مولانا ابو بکر معروفی اور مولانا محمود احمد ندوی

بھیرہ وغیرہ سے فارسی اول و دوم کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد مدرسہ منبع العلوم خیر آباد میں داخل ہوئے جہاں مولانا عثمان ساحر مبارکپور، مولانا محمد افضل کیمور، مولانا محمد اصغر مرحوم اور مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی وغیرہ سے عربی اول تا عربی ششم کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد دارالعلوم وقف دیوبند سے ۱۹۹۶ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

یکم جنوری ۲۰۰۱ء میں مولانا ظفر احمد قاسمی صاحب بھیرہ کی دختر سے نکاح ہوا جن سے آٹھ بچے متولد ہوئے، پہلی بچی کا ایک ہی ہفتہ میں انتقال ہوگیا، سات بقید حیات ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد بہت سالوں تک آپ گھریلو کاروبار پاور لوم میں مشغول رہے لیکن ۲۳ / جولائی ۲۰۱۲ء کو تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب کے شہر تبوک چلے گئے اور تا حال وہیں ملک عبدالعزیز العسکر یہ نامی فوجی کیمپس میں ملازم ہیں۔

مولانا ظہیر الحق قاسمی، گولا بازار (ولادت: یکم جولائی ۱۹۷۹ء بمطابق ۶/۸/۱۳۹۹ھ، اتوار)

مولانا ظہیر الحق قاسمی بایں معنی ایک خوش نصیب انسان ہیں کہ آپ کو بھیرہ کے ایک ایسے خانوادہ میں پہلے عالم دین ہونے کا شرف حاصل ہے جس خانوادہ میں آپ سے پہلے دور تلک کوئی عالم دین نظر نہیں آتا۔ آپ کا تعلق قریشی برادری سے ہے۔ جسم تھوڑا فربہ اور قد متوسط ہے۔ سر پر کشتی نما لمبی ٹوپی پہنتے ہیں۔ ولادت یکم جولائی ۱۹۷۹ء بمطابق ۶ / شعبان ۱۳۹۹ھ بروز اتوار محلّہ گولا بازار، بھیرہ میں ہوئی۔ والد محترم کا نام محمد انصر قریشی ابن محمد یوسف مرحوم تھا جو ایک شریف انسان تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی محمد اکبر، مولوی محمد دبیر، حافظ زین الدین، مولانا جواد احمد، منشی عبدالغفار، ماسٹر جمشید احمد معروفی اور ماسٹر منظور احمد مرحوم ولید پور سے حاصل کی۔ فارسی کی بنیادی کتابیں بھی یہیں پڑھیں پھر عربی اول میں داخلہ کے لیے جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور گئے جہاں مفتی محمد امین، مفتی احمد الراشد، مولانا رفیق المنان اور مولانا ریاض احمد بھیرہ وغیرہم سے عربی ششم تک کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد موقوف علیہ میں داخلہ حاصل کرنے کے لیے دیوبند گئے، دارالعلوم وقف میں داخلہ ہوا اور دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد ۱۹۹۸ء میں سند فراغت حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا محمد سالم صاحبؒ، مولانا انظر شاہ صاحبؒ، مولانا محمد اسلم صاحب اور مولانا خورشید احمد صاحب رحمہم اللہ کے نام بطور خاص شامل ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد فروری ۱۹۹۹ء میں ندوا سرائے کے ایک مدرسہ سے معصوم بچوں کی بنیادی تعلیم اوران کی دینی ذہن سازی کے ذریعہ دین اسلام کی خدمت کوآپ نے اپنا مشغلہ بنایا، اس کے بعد جولائی ۱۹۹۹ء میں بھیرہ چوراہے سے پورب جانب واقع صوفی گنج چلے آئے پھر وہاں سے ۲۰۰۱ء کے اوخر یا ۲۰۰۲ء کے اوائل میں مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور، پھر سریاں ، مبارکپور اور اس کے بعد کرہاں ضلع مئو سے ہوتے ۲۰۲۰ء سے آپ مدرسہ تعلیم الدین سرکنڈہ ضلع مئو میں استاذ اور وہاں کی مسجد میں امام ہیں۔

۲؍فروری ۲۰۰۵ء بمطابق ۲۲؍ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ بروز بدھ بڑہل گنج ضلع گورکھپور میں آپ کی شادی ہوئی۔ زوجۂ محترمہ بھی عالمہ ہیں۔ آپ کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑا بیٹا حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہوکر فارسی وعربی کی تعلیم حاصل کررہا ہے جبکہ دوسرا بیٹا بھی حفظ قرآن مکمل کرکے جامعہ عزیزیہ سہریہ نظام آباد، اعظم گڑھ میں عربی اول کا طالب علم ہے، اس طرح اس خاندان میں علماء اور حفاظ کا ایک سلسلہ چل پڑا ہے جوان شاء اللہ بہت دور تلک جائے گا۔

مولانا محمد خالد، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۲؍اگست ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۸؍رمضان ۱۳۹۹ھ، اتوار)

محمد خالد ابن مولانا عزیز الرحمٰن ابن مولانا عبد الستار مرحوم کی ولادت محلّہ تکیہ کے ایک دیندار گھرانے میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی دبیر احمد، منشی عبد الغفار، ماسٹر جواد اور ماسٹر مقبول احمد کے ذریعہ حاصل کی۔ فارسی کی کتابیں مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں مولانا عبد المعبود معروفی، مولانا ابو بکر معروفی اور مولانا محمد اصلاحی وغیرہ سے پڑھنے کے بعد عربی تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں داخل ہوئے جہاں مفتی احمد الراشد، مفتی محمد امین، مولانا نیاز احمد، مولانا غلام محمد ولید پور اور مولانا عزیز الحق وغیرہ سے کسب فیض کرنے کے بعد ۱۹۹۸ء میں مدرسہ دار العلوم مئو سے سند فراغت حاصل کی۔ مئو کے اساتذۂ کرام میں مفتی انور علی، مولانا احمد اللہ، مولانا نثار احمد قاسمی، مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد اور مولانا محمد عارف مرحوم جہانا گنج وغیرہ کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

۱۰؍جولائی ۲۰۰۸ء میں آپ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے، سسرالی رشتہ خیر آباد میں ہے اور مشغولیت شروع سے ہی آبائی پیشہ پارچہ بافی رہی ہے۔

مولانا عبدالحق، محلّہ تکیہ (ولادت: ۲۰؍دسمبر ۱۹۷۹ء بمطابق ۳۰؍۱؍۱۴۰۰ھ، جمعرات)

دبلے پتلے، متوسط قد والے ایک خوش الحان قاری ہیں اور قرآن شاندار پڑھتے ہیں۔ نام عبدالحق، والد کا نام مولانا عطاء الحق قاسمی ہے اور دادا کا نام محمد سعید تھا۔ آپ کی ولادت قدیم مکان محلّہ نیا پورہ میں ہوئی۔ شروع میں آپ کی پرورش دادی ہال میں ہوئی مگر بعد میں نانا محترم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کا تعلیم اور پرورش دونوں میں اہم کردار رہا۔ ابتدائی تعلیم بھیرہ کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مختلف اساتذۂ کرام سے حاصل کی جن میں ماسٹر مقبول احمد صاحبؒ اور ماسٹر جمشید صاحب معروفی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد فارسی وعربی درجات کی ابتدائی تعلیم مدرسہ رحیمیہ میں ہی نانا محترم، مولانا عبدالباری صاحب ولید پوریؒ اور مولانا عزیز الحق قاسمی صاحب سے حاصل کرنے کے بعد عربی دوم کی تعلیم کے لیے مدرسہ عربیہ نورالاسلام ولید پور گئے جہاں مولانا خیر البشر قاسمی صاحب، مولانا عبدالمعبود صاحب معروفی، مولانا ابوبکر صاحب معروفی حفظہم اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا لیکن گھر پر رہ کر تعلیم کے تئیں پوری توجہ مرکوز نہ ہونے کی وجہ سے عربی سوم میں داخلہ کے لیے آپ نے جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں داخلہ لیا اور مفتی محمد امین صاحب مبارک پوری، مفتی احمد الراشد قاسمی صاحب، مولانا غلام محمد صاحب ولید پور جیسے اساتذۂ کرام کے ذریعہ عربی پنجم تک کی تعلیم مکمل کی۔ اس وقت احیاء العلوم مبارکپور میں دورۂ حدیث کا نظم نہ ہونے کی وجہ سے سند فضیلت حاصل کرنے کے لیے مدرسہ دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا۔ دارالعلوم مئو میں بخاری شریف کے استاذ مولانا محمد عارف صاحبؒ اور دیگر کتب احادیث کے اساتذۂ کرام مفتی انور علی، مولانا نثار احمد قاسمی، مولانا احمد اللہ، مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد قاسمی صاحب وغیرہ تھے۔ ۱۹۹۸ء میں آپ نے مدرسہ دارالعلوم مئو سے سند فضیلت حاصل کی۔

مشغولیات

تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد گاؤں ہی میں بچوں کو قرآن کی تعلیم کے ذریعہ آپ نے اپنی تدریسی خدمات کی ابتداء کی لیکن کچھ ہی دنوں بعد جامعہ فیض عام اعظم گڑھ کے ناظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کے مشورہ پر ان کے مدرسہ میں مستقل مدرس ہوگئے۔ پانچ سال تک

اس خدمت کی انجام دہی کے بعد وقت اور حالات کے تقاضے کے پیش نظر کسبِ معاش کی فکر میں ۲۰۰۵ء کے شروع میں آپ نے سعودی عرب کا سفر کیا اور نو سال تک وہاں کے شہر زلفی میں بحیثیت کاتب ایک پریس میں ملازمت کی، اسی دوران حج وزیارت کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ نو سال کی اس طویل مدت کے بعد ایک بار پھر وطن کی سوندھی مٹی یاد آنے لگی چنانچہ ۱۸/ مارچ ۲۰۱۳ء کو خروج نہائی لگا کر وطن واپس آ گئے اور پھر درس وتدریس کے سلسلہ میں مدرسہ عربیہ دارالعلوم محمد آباد میں ملازمت اختیار کر لی لیکن گردش ایام کی کارستانیوں کے سامنے مجبور ہو کر تلاش معاش کی فکر میں ایک بار پھر وطن سے باہر جانا پڑا اور ۱۱/ فروری ۲۰۱۶ء کو عروس البلاد ممبئی کا رخ کیا، مارچ ۲۰۲۰ء کے وسط تک پٹھان واڑی ملاڈ مشرق میں واقع نورانی مسجد نامی ایک جامع مسجد میں بحیثیت موذن خدمات انجام دیں پھر عالمی وباء کورونا وائرس (کووڈ ۱۹) کی وجہ سے ۲۴/ مارچ ۲۰۲۰ء کو پورے ملک میں لاک ڈاؤن کے نفاذ سے چند روز قبل وطن واپس آ گئے اور گاؤں کے مدرسہ تعلیم القرآن میں استاذ مقرر ہوئے۔ چند سالوں کی تدریس کے بعد مئی ۲۰۲۵ء میں وہاں سے مستعفی ہو کر محلّہ قلعہ، شہر اعظم گڑھ کی ایک مسجد میں امامت سے منسلک ہو گئے ہیں جو تا حال جاری ہے۔

مولانا محمد اسماعیل قاسمی (ولادت: ۲۸/ جون ۱۹۷۹ء بمطابق ۴/ شعبان ۱۳۹۹ھ، جمعرات)

قدرے پستہ قد، متوسط جسم وجثہ، رنگ سانولا، گول چہرہ اور چہرہ پر گھنی ڈاڑھی ہے۔ نام محمد اسماعیل ابن مولانا محمد ابراہیم قاسمی ابن محمد عمر ابن مولوی حکیم عبدالرشید ابن نظام الدین ابن محمد حسن ہے۔ محلّہ پچھّم میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ عربیہ نورالاسلام ولید پور میں داخلہ لیا اور وہاں عربی پنجم تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے جہاں امدادی نمبرات سے کامیابی میسر ہوئی۔ موقوف علیہ اور دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد ۲۰۰۱ء میں وہیں سے سند فضیلت حاصل کی۔ پھر مدرسہ امدادیہ مرادآباد سے عربی ادب اور افتاء کا کورس بھی مکمل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے معاً بعد اپنے وطن سے قریب واقع بمہور شاخ جامعہ رشیدیہ میں تقریباً دو سال مدرس رہے۔ پھر ۲۰۰۷ء میں مدرسہ دینیہ اشاعت العلوم، کوٹلہ، چیک پوسٹ، اعظم گڑھ

میں بسلسلۂ تدریس ملازمت اختیار کر لی اور وہاں کم وبیش دس سال تک خدمت تدریس انجام دی جہاں عربی، انگلش اور اردو کی کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں۔ دس بارہ سال تک درس و تدریس کی خدمت کی انجام دہی کے بعد یکم جون ۲۰۱۷ء کو بغرض معاش سعودی عرب چلے گئے اور وہاں ایک کمپنی میں ملازمت اختیار کر لی جو تا حال جاری ہے۔

عقد نکاح

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۰ر دسمبر ۲۰۰۲ء کو رشتہ میں دور کی خالہ زاد بہن اور جناب عبدالباری صاحب مرحوم، گول کھمبا، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے جن سے چھ بچوں کی ولادت ہوئی، بڑا بچہ محمد عکاشہ حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد جامعہ عزیزیہ سہریہ، نظام آباد، اعظم گڑھ میں عربی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

مولانا محمد عارف اعجاز (ولادت: ۱۷ر جنوری ۱۹۸۰ء بمطابق یکم ربیع الاول ۱۴۰۰ھ، اتوار)

نام محمد عارف ابن مولانا اعجاز احمد اعظمی ابن قاضی محمد شعیب کوثر مرحوم ہے۔ آپ کے والد مرحوم اس وقت بسلسلۂ تدریس الہٰ آباد میں مقیم تھے اس لیے آپ کی ولادت وہیں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عربیہ ریاض العلوم گورینی، جون پور اور مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں حاصل کی۔ اس کے بعد حفظ قرآن کریم اور فارسی وعربی کی مکمل تعلیم مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ میں حاصل کر کے ۲۰۰۶ء میں وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔

مشغولیات

مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ میں تقریباً آٹھ سال شعبۂ پرائمری میں درس و تدریس کی خدمت انجام دی، اس کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال تک مدرسہ سراج العلوم، سراج نگر، چھپرا ضلع مئو میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم دی اور فی الحال مدرسہ تعلیم الاسلام جامع مسجد شہر اعظم گڑھ میں حفظ قرآن کریم کی خدمت سے وابستہ ہیں۔

مولانا راشد ریاض قاسمی (ولادت: ۱۹ر جولائی ۱۹۸۰ء بمطابق ۶ر رمضان ۱۴۰۰ھ، سنیچر)

نام راشد ریاض ہے والد صاحب کا نام مولانا ریاض احمد قاسمی مرحوم اور دادا کا نام عبدالسلام ابن دین محمد مرحوم تھا۔ آپ کے والد مرحوم چونکہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے

فراغت کے بعد دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے ساؤتھ افریقہ میں ایوری کوسٹ (Ivory Coast) نامی ایک ملک کے یمسو کورا (Yamoussoukro) نامی شہر میں مبعوث تھے اس لیے پرائمری درجات کی تعلیم وہیں دارالحدیث نام کے ایک مدرسہ میں شیخ محمد دیارا، شیخ ابوبکر سیلا اور شیخ محمود سیلا کے ذریعہ ہوئی۔ بعد میں حکومت سعودی عرب نے آپ کے والد مرحوم کو ملک ہندوستان میں مبعوث کر دیا اس لیے فارسی کی تعلیم اپنے وطن میں مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا عبدالمعبود صاحب معروفی، مولانا خیرالبشر صاحب اور مولانا محمد صاحب وغیرہ سے حاصل کی اس کے بعد عربی تعلیم کے حصول کے لیے مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں داخل ہوئے جہاں مولانا نیاز احمد صاحب العمری، مولانا رفیق المنان صاحب، مفتی محمد امین صاحب، مفتی احمد الراشد صاحب، اپنے والد محترم مولانا ریاض احمد مدنیؒ وغیرہ سے عربی پنجم تک پڑھا پھر تکمیلِ تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند گئے جہاں عربی ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴۱۸ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ فضیلت کے بعد آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول ہوگئے اور یہی آپ کی مستقل مشغولیت ہے۔

مولانا جمال اختر قاسمی، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۴۰۰ھ)

مولانا جمال اختر قاسمی ابن مختار احمد کی ولادت محلّہ پورب، تکیہ میں ہوئی۔ پتلے دبلے، گورے رنگ اور چھریرے بدن والے وجیہ وشکیل انسان ہیں۔ دادا کا نام محمد اکبر تھا۔ مولوی محمد دبیر، منشی عبدالغفار، ماسٹر جمشید اور ماسٹر مقبول احمد وغیرہ سے پرائمری کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی پھر فارسی اول و فارسی دوم کی کتابیں مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا عبدالمعبود معروفی، مولانا ابوبکر معروفی، مولانا محمد اصلاحی اور مولانا محمود احمد ندوی سے پڑھیں۔ اس کے بعد عربی اول تا عربی ششم تک کی تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں حاصل کی، وہاں کے اساتذۂ کرام میں مولانا محمد افضل صاحب، مولانا محمد اصغر صاحب مرحوم، مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب اور مولانا ضیاء الدین قاسمی صاحب ندوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف مکمل کرنے کے بعد ۱۹۹۹ء میں فارغ ہوئے۔ دیوبند کے اساتذہ میں حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ، حضرت مولانا عبدالحق اعظمی

صاحبؒ، حضرت مولانا ریاست علی بجنوری صاحبؒ، مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ، حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب وغیرہ کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

۱۱رمئی ۲۰۰۲ء میں جناب شمس الضحیٰ صاحب ابراہیم پور کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی جن سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

مشغولیت

تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد اور مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں دوسال تک تدریس کی خدمات انجام دینے کے بعد فکر معاش میں سرگرداں سعودی عرب چلے گئے لیکن جلد ہی وہاں سے واپسی ہوگئی اور پھر وطن میں ہی آبائی پیشہ یعنی کپڑے کے روزگار سے منسلک ہوگئے جو تا حال جاری ہے۔

مولانا ابوسعد، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۴۰۰ھ)

مولانا ابوسعد ابن ضیاء الحق مرحوم ابن حاجی محمد طاہر ابن محمد زاہد ابن خدا بخش عرف چھوٹک مرحوم کی ولادت بڑھئی ٹولہ، محلّہ پورب میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اس کے بعد فارسی کی کتابیں مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پڑھیں پھر عربی اول تا عربی ششم کی تعلیم مولانا محمد افضل، مولانا محمد اصغر اور مولانا فضل حق وغیرہ سے مدرسہ منبع العلوم خیر آباد میں حاصل کی۔ ۲۰۰۰ء میں مدرسہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر سے فراغت پائی۔ فراغت کے بعد آٹھ سال تک مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے شعبۂ پرائمری میں مدرس رہے لیکن اس کے بعد تدریسی سلسلہ منقطع کر کے گھریلو کاروبار میں مشغول ہوگئے۔

۲۰۱۲ء میں حاجی محمد بلال موذن بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ دوسرا عقد نکاح ہوا جن سے اب تک ایک بچہ اور ایک بچی متولد ہیں۔ آپ کی پہلی شادی جہانا گنج، اعظم گڑھ میں ہوئی تھی لیکن کسی وجہ سے یہ رشتہ برقرار نہیں رہ سکا اور زوجین میں تفریق ہوگئی۔

مولانا محمد عامر قاسمی، ممبئی (ولادت: ۵رجنوری ۱۹۸۱ء بمطابق ۲۸رصفر ۱۴۰۱ھ، پیر)

رنگ گورا، قد متوسط اور چہرہ پر سرخی مائل ڈاڑھی ہے۔ مسجد ذی النورین کے عقبی حصہ

میں جانب پچھّم مکان ہے۔ نام محمد عامر اور والد کا نام فضل حق ابن حاجی عبدالعزیز مرحوم ہے۔ درجہ اطفال تا پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مختلف اساتذۂ کرام سے حاصل کی جن میں منشی عبدالغفار صاحبؒ، ماسٹر منظور احمد صاحبؒ اور ماسٹر جمشید صاحب معروفی کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد فارسی وعربی اول کی کتابیں مدرسہ رحیمیہ میں ہی مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب ومولانا قاری عبدالباری قاسمی صاحب مرحوم ولید پور سے پڑھیں۔ بعد ازاں عربی دوم کی تعلیم کے لیے مدرسہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور میں داخلہ لیا جہاں عربی پنجم تک کی تعلیم مولانا ریاض احمد قاسمی صاحب مدنی بھیرہ، مولانا نیاز احمد قاسمی صاحب عمری، مولانا محمد اطہر قاسمی صاحب خیر آباد، مولانا غلام محمد قاسمی صاحب ولید پور، مفتی احمد الراشد قاسمی صاحب، قاری محمد اشفاق صاحب ابراہیم پور اور مولانا انعام الحق قاسمی صاحب بہادر گنج وغیرہ سے حاصل کی۔ مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور میں تعلیم کی تکمیل کے بعد ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴۲۰ھ میں آپ نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ شاہی مراد آباد سے ۲۰۰۱ء اور ۲۰۰۲ء میں بالترتیب تکمیل ادب وتخصص فی الادب کرنے کے بعد ۲۰۰۳ء میں جامعہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر، اعظم گڑھ سے شعبۂ افتاء سے افتاء کی سند بھی حاصل کی۔

قرأت سبعہ

آپ قرأت سبعہ کے عمدہ قاری ہیں جس کی تعلیم آپ نے قاری محمد ممتاز صاحب اور قاری محمد شکیل صاحب پورہ دلہن، مبارک پور سے حاصل کی۔ قرآن کریم انتہائی خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے ہیں، جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو طبیعت جھوم جاتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ آپ پڑھتے ہی جائیں۔

عروس البلاد ممبئی میں اقامت اور درس وتدریس

آپ کے بڑے والد مولانا شمس الحق قاسمی صاحب ابتداء سے ہی ممبئی میں مقیم ہیں اس لیے ۲۰۰۳ء میں تعلیم سے رسمی فراغت اور مختلف علوم وفنون سے آراستہ ہونے کے بعد ۲۰۰۴ء میں آپ نے بھی عروس البلاد ممبئی کا رخ کیا اور وہاں کے معروف ادارہ مدرسہ عربیہ انجمن فدایان رسول، لکشمی نگر، گورے گاؤں میں بحیثیت مہتمم تا حال درس وتدریس کی خدمت انجام دے رہے

ہیں۔مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں شادی ہوئی اور آپ کی پانچ اولاد ہیں۔

مولانا محمد عابد قاسمی، انجان شہید (ولادت: ۲۲/جون ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۸/۸/۱۴۰۱ھ، پیر)

مولانا اعجاز احمد اعظمی مرحوم کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔خوش اخلاق، خوش گفتار، ملنسار اور باصلاحیت عالم دین ہیں۔نام محمد عابد ابن مولانا اعجاز احمد اعظمی ابن قاضی محمد شعیب کوثر مرحوم ہے۔ولادت غازی پور میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عربیہ ریاض العلوم گورینی، جون پور اور مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں حاصل کی، اس کے بعد حفظ قرآن کریم، فارسی اور عربی ششم تک کی تعلیم مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں مکمل کرنے کے بعد ۲۰۰۲ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

مشغولیات

دارالعلوم دیوبند سے سند فضیلت کے حصول کے بعد چند ماہ تک حیدرآباد سے تقریباً ایک سو کلومیٹر دور مدرسہ فیض القرآن کشٹا پور میں تدریسی خدمت انجام دی، اس کے بعد مدرسہ سراج العلوم، سراج نگر، چھپرا ضلع مئو چلے آئے اور وہاں ڈھائی سال تک وابستہ رہے اور پھر بوجوہ چند وہاں سے مستعفی ہوکر ۲۰۰۶ء میں مدرسہ شیخ الہند، انجان شہید ضلع اعظم گڑھ چلے گئے جہاں تاحال تدریس کے ساتھ ساتھ نظامت تعلیمات کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ابتداء سے درجات علیا تک کی کتابیں آپ کے زیرِ تدریس ہیں۔

قلمی خدمات

مدرسہ شیخ الہند سے نکلنے والے سابق سہ ماہی رسالہ فیض شیخ الہند کے مدیر تحریر رہے، یہ رسالہ اب بند ہو چکا ہے۔فی الحال سالانہ مجلّہ 'الاعجاز' غازی پور کے مدیر ہیں۔"دعائیں اور امراض کا علاج کتاب وسنت کی روشنی میں" نامی ایک عربی کتاب کا اردو ترجمہ کر چکے ہیں جو ۲۰۰۵ء میں طبع ہوئی، فن صرف کی دو اہم کتابیں میزان اور علم الصیغہ کا اردو ترجمہ میزان الصرف و منشعب اردو اور علم الصیغہ اردو کے نام سے امسال ۲۰۲۵ء میں شائع ہوئی ہیں۔اپنے والد مرحوم کی نامکمل تصنیف تسہیل الجلالین جس کی صرف ایک جلد چھپی تھی کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔

دوسری جلد آپ کے قلم سے طبع ہوچکی ہے، تیسری پریس میں ہے اور چوتھی جلد زیر تالیف ہے۔اس کے علاوہ درجنوں مضامین ومقالات مختلف رسائل وجرائد میں شائع ہوچکے ہیں۔

مولانا رشید احمد مفتاحی، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۸؍نومبر ۱۹۸۱ء بمطابق ۲۱؍محرم ۱۴۰۲ھ، بدھ)

مولانا رشید احمد ابن مختار احمد مرحوم ابن محمد اکبر مرحوم ابن محمد ناصر مرحوم شریف انسان ہیں۔ پرائمری اور فارسی کی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کی۔عربی اول وعربی دوم کے درجات جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں پڑھا۔ پھر عربی سوم، چہارم اور پنجم کی تعلیم جامعہ رشیدیہ بمہور، اعظم گڑھ میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۲ء میں جامعہ مفتاح العلوم مئو سے فراغت حاصل کی۔فراغت کے بعد تین سال تک مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں تدریس کی خدمت انجام دی۔اس کے بعد تین سال تک جامعہ اشاعت العلوم، پورہ معروف ضلع مئو کے شعبۂ قرأت میں اور پانچ سال تک مدرسہ جامع العلوم، پہاڑ پور، مچھلی شہر ضلع جون پور میں درس وتدریس سے منسلک رہے۔

تقریباً گیارہ سال تک درس وتدریس سے منسلک رہنے کے بعد ۱۵؍اپریل ۲۰۱۸ء کو تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ چلے گئے اور تاحال وہاں ایک رہائشی ہوٹل میں بحیثیت ہوٹل انچارج کام کررہے ہیں۔

مولانا ابواسامہ قاسمی، محلّہ پچھّم (ولادت: یکم دسمبر ۱۹۸۱ء بمطابق ۳؍صفر ۱۴۰۲ھ، منگل)

رنگ گورا اور قد وقامت متوسط ہے۔قدرتی طور پر ذہین انسان ہیں، بڑا اخّاذ قسم کا ذہن پایا ہے۔زمانۂ طالب علمی میں راقم الحروف آپ کا ہم درس تھا اس لیے پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہے کہ اگر آپ اپنی خداداد ذہانت ولیاقت کو عمل پیہم اور جہد مسلسل کے زیور سے آراستہ کردیں تو آپ سے بڑے بڑے کام کی توقع کی جاسکتی ہے۔نام ابواسامہ ہے اور والد مرحوم کا نام محمد ادریس ابن عبدالمجید ابن الہٰ داد تھا جو فدا صاحب مرحوم کے برادر خُرد تھے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا عبدالصمد صاحب قتیل دیوکلی، مولانا خلیل احمد صاحب ولید پور، مولانا دبیر احمد صاحب ولید پور، منشی عبدالغفار صاحب بھیرہ، مولانا منور علی صاحب کوپا گنج، ماسٹر منظور احمد صاحب ولید پور اور ماسٹر فیاض احمد صاحب مئو سے حاصل کی۔اس کے بعد

فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل ہوئے جہاں مولانا عبدالمعبود معروفی صاحب، مولانا ابوبکر معروفی صاحب، مولانا غلام محمد قاسمی صاحب، مولانا خیرالبشر قاسمی صاحب، مولانا محمد اصلاحی صاحب، مولانا قاری نیاز احمد قاسمی صاحب اور ماسٹر نورالعین صاحب علیگ وغیرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرعربی ششم تک کی تعلیم مکمل کی پھر دارالعلوم دیوبند میں سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۲۰۰۴ بمطابق ۱۴۲۴ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ دیوبند کے اساتذۂ کرام میں مولانا احمد صاحب فیض آبادی، مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی، مولانا عبدالحق صاحب اعظمی، مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری، مولانا نصیر احمد خان صاحب، مولانا قمرالدین صاحب گورکھپوری رحمہم اللہ، مولانا نعمت اللہ صاحب معروفی، مولانا سید ارشد صاحب مدنی، مولانا خورشید صاحب گیاوی، مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی اور مولانا یوسف صاحب مظفرنگری دامت برکاتھم کے نام شامل ہیں۔

۲۰۰۶ء میں جناب فضل حق صاحب نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے تین بچوں کی ولادت ہوئی۔ بڑا بیٹا حافظ قرآن ہو چکا ہے اور اب فارسی کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

درس وتدریس

دارالعلوم دیوبند سے ۲۰۰۴ء میں فراغت کے بعد حافظ وقاری عبداللہ صاحب کے ماتحت چلنے والے مدرسہ دارالقرآن محلّہ پچھّم، بھیرہ کے شعبۂ پرائمری میں آپ نے تدریس اختیار کر لی جہاں دو سال (۲۰۰۴ء-۲۰۰۵ء) رہے اس کے بعد موضع چکیا، حسین آباد، ضلع اعظم گڑھ کے ایک مدرسہ میں گئے اور وہاں بھی دو سال (۲۰۰۶ء-۲۰۰۷ء) رہے پھر ۲۰۰۸ء میں جامعہ مظہر سعادت، قصبہ ہانسوٹ، ضلع بھروچ، گجرات چلے گئے اور تا حال وہیں کمپوزنگ، خطاطی اور لائبریرین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مولانا احسن ظفر قاسمی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۵/ربیع الاول ۱۴۰۲ھ، جمعہ)

مولانا ظفر احمد قاسمی کے بڑے لڑکے ہیں۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں حاصل کی۔ ۲۰۰۴ء میں

دارالعلوم وقف دیوبند سے فراغت ہوئی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

مولانا جمشید احمد قاسمی (ولادت: ۲۷؍فروری ۱۹۸۲ء بمطابق ۳؍جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۰۲ھ، سنیچر)

مولانا محمد جمشید قاسمی ابن ابوبکر ابن عبدالباری مرحوم کی ولادت محلّہ نیا پورہ میں ہوئی۔ از پرائمری تا عربی ششم کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۰۱ء میں دارالعلوم وقف دیوبند سے فراغت ہوئی۔ ۱۲؍جولائی ۲۰۱۲ء میں قاری سیف الدین صاحب مرحوم کوئیریا پار ضلع مئو کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی۔ ایک طویل مدت سے آپ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد کے شعبۂ پرائمری میں تدریس کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

مولانا سلمان ریاض قاسمی (ولادت: یکم مارچ ۱۹۸۲ء بمطابق ۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ، اتوار)

نام سلمان ریاض ہے، والد صاحب کا نام مولانا ریاض احمد قاسمی مرحوم اور دادا کا نام عبدالسلام ابن دین محمد مرحوم تھا۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا راشد ریاض کے تذکرہ کے ضمن میں لکھا جاچکا ہے کہ آپ کے والد مرحوم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لیے چونکہ ساؤتھ افریقہ میں ایوری کوسٹ (Ivory Coast) نامی ایک ملک کے یمسوکورا (Yamoussoukro) نامی شہر میں مبعوث تھے اس لیے پرائمری درجات کی تعلیم وہیں دارالحدیث نام کے ایک مدرسہ میں ہوئی، اساتذۂ کرام میں شیخ محمد دیارا، شیخ ابوبکر سیلا اور شیخ محمود سیلا کا نام قابل ذکر ہے۔ بعد میں حکومت سعودی عرب نے آپ کے والد مرحوم کو ملک ہندوستان میں مبعوث کردیا اس لیے فارسی کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا عبدالمعبود معروفی صاحب، مولانا خیرالبشر صاحب ولید پور اور مولانا محمد صاحب اصلاحی وغیرہ سے حاصل کی اس کے بعد عربی تعلیم کے حصول کے لیے مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور گئے جہاں مولانا نیاز احمد صاحب العمری، مولانا رفیق المنان صاحب، مفتی محمد امین صاحب، مفتی احمد الراشد صاحب، اپنے والد محترم مولانا ریاض احمد مدنیؒ وغیرہ سے عربی پنجم تک کی تعلیم مکمل کی پھر آگے کی تعلیم کے لیے دارالعلوم دیوبند گئے جہاں سے ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴۲۱ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ فضیلت کے بعد بغرض ملازمت سعودی عرب چلے گئے اور کم وبیش دس سال وہاں قیام کے بعد وطن واپسی ہوگئی اور فی الحال گھر ہی پر آبائی پیشہ ساڑیوں کے کاروبار میں مشغول ہیں۔

مولانا محمد سلمان قاسمی، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۴/اپریل ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۹/۶/۱۴۰۲ھ، بدھ)

نام محمد سلمان ابن مشتاق احمد زعفرانی مرحوم ہے۔ دادا کا نام محمد احمد ابن مولوی حکیم عبدالرشید تھا۔ محلّہ پچھّم میں ولادت ہوئی۔ گھر پر قرآن پاک کا ناظرہ مکمل کرنے کے بعد پرائمری تعلیم کے لیے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں داخل ہوئے جہاں مولوی عبدالصمد قتیل دیوکلی، مولوی خلیل احمد ولید پور، مولوی دبیر احمد ولید پور، منشی عبدالغفار بھیرہ، مولوی بدر عالم کوپا گنج، مولوی محمد منور کوپا گنج، ماسٹر منظور احمد ولید پور اور ماسٹر فیاض احمد مئو سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مقامی مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخلہ لیا جہاں عربی پنجم تک کی تعلیم کے حصول کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے، داخلۂ امتحان میں کامیابی میسر ہوئی، وہاں دو سال (عربی ہفتم ودورۂ حدیث شریف) کی تعلیم مکمل کی اور ۲۰۰۴ء میں سند فراغت حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تقریباً دو سال تک گھر ہی پر مقیم رہے، پھر ۲۰۰۶ء میں مدرسہ اسلامیہ حسین آباد، موضع چکیا ضلع اعظم گڑھ میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا لیکن طبیعت کی افتاد مختلف ہونے کی وجہ سے تقریباً پونے تین سال بعد وہاں سے مستعفی ہوکر گھر چلے آئے اور کچھ دنوں گھر ہی پر قیام کیا۔ اسکے بعد ۹/جون ۲۰۱۰ء کو تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب کا سفر کیا اور چھ سال تک وہاں مقیم رہے۔ ۵/اگست ۲۰۱۶ء کو وطن واپس ہوکر آبائی پیشہ میں مشغول ہو گئے لیکن وقت اور حالات کے تقاضہ کے پیش نظر ۲۰۲۳ء میں دوبارہ سعودی عرب چلے گئے اور تاحال وہاں کے شہر جدہ کی ایک کمپنی میں ملازم ہیں۔

مولانا اشتیاق احمد قاسمی (ولادت: ۲۰/مئی ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۶/۷/۱۴۰۲ھ، جمعرات)

قد وقامت متوسط، چہرہ قدرے لمبا، پیشانی چوڑی اور رنگ گندمی ہے۔ طالب علمی کے زمانہ سے ہی ایک ذہین اور با اخلاق انسان ہیں۔ اردو، ہندی اور انگلش تینوں زبانوں میں آپ کی ہینڈ رائیٹنگ انتہائی خوبصورت تھی۔ نام اشتیاق احمد ابن ماسٹر نورالعین ابن حبیب اللہ سیٹھ ابن یار محمد محلّہ پچھّم ہے۔ حقیقی تاریخ پیدائش اور مذکور سن سے ڈیڑھ دو سال قبل کی ہے۔ قرآن کریم کا ناظرہ اور پرائمری درجہ دو تک کی تعلیم گھر پر والد محترم سے حاصل کی اس بعد درمیان سال میں ہی مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں داخل ہوئے جہاں مولوی اسماعیل صاحب (بہار شریف) استاذ

تھے لیکن کسی وجہ سے چند ماہ بعد انہوں نے مدرسہ سے چھٹی لے لی تو کچھ ماہ حافظ عبدالحی صاحب محلّہ پورب استاذ رہے۔ اس کے بعد منشی عبدالغفار صاحب مرحوم کے یہاں درجہ تین مکمل کرنے کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل ہوئے جہاں ماسٹر عبدالخالق صاحب سے درجہ چار اور ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم (وفات : ۱۸ر نومبر ۲۰۲۴ء) سے درجہ پانچ کی تعلیم حاصل کی۔ دینیات وسیرت میں دینی تعلیم کے رسائل اور تعلیم الاسلام مولانا انیس الرحمٰن صاحب ولید پور سے پڑھا۔ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد مدرسہ ہذا کے شعبۂ فارسی میں داخلہ لیا اور پھر عربی ششم تک کی تعلیم وہیں مکمل کی۔ مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں اساتذۂ کرام کے نام مولانا عبدالمعبود صاحب معروفی، مولانا کاتب خیرالبشر صاحب ولید پور، مولانا ابوبکر صاحب معروفی، مولانا محمود احمد صاحب ندوی بھیرہ، مولانا محمد انصاری صاحب اصلاحی ولید پور، مولانا غلام محمد قاسمی صاحب ولید پور، قاری نیاز احمد صاحب ولید پور اور آپ کے والد محترم ماسٹر نورالعین صاحب بھیرہ کے نام ہیں۔ مدرسہ نورالاسلام میں تعلیم کی تکمیل کے بعد ۲۰۰۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے سال عربی ہفتم میں داخلہ لیا اور وہاں کی درسگاہ ہفتم ثانیہ میں مفتی محمد یوسف تاؤلیصاحب، مولانا جمیل احمد سکروڈوی صاحب، مولانا سید ارشد مدنی صاحب، شیخ عبدالحق اعظمی صاحب، مولانا مجیب اللہ گونڈوی صاحب اور دورۂ حدیث شریف میں مولانا نصیر احمد خان صاحب، شیخ عبدالحق اعظمی صاحب، مفتی سعید احمد پالنپوری صاحب، مولانا ارشد مدنی صاحب، مولانا قمرالدین صاحب، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب، مولانا ریاست علی بجنوری صاحب، قاری محمد عثمان منصور پوری صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر ۲۰۰۱ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

مشغولیات

۲۰۰۱ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد کم وبیش سات سال تک گھریلو کاموں میں مشغول رہے، اس وقت آپ کے گھر پر کرانے کی ایک دوکان تھی۔ اسی دوران شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی، ساتھ ہی میں کمپیوٹر ڈپلومہ بھی کیا اس کے بعد چکیا ضلع اعظم گڑھ کے ایک مدرسہ میں تقریباً تین سال تک مدرس رہے پھر ۲۰۱۰ء سے تا حال

مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ کے شعبۂ اردو میں اردو و فارسی کے استاذ کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔

رشتۂ ازدواجیت

۲۰۱۴ء کے اوائل میں محمد الیاس صاحب محلّہ نازو پٹی، خیر آباد کی دختر سے عقد سعید ہوا جن سے سعید الرحمٰن، عائشہ خاتون اور نائلہ خاتون کی شکل میں اب تک آپ کی تین اولاد ہیں۔

مولانا ضمیر احمد قاسمی، نئی بستی (ولادت: ۱۲؍جون ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۰؍شعبان ۱۴۰۲ھ، سنیچر)

نام ضمیر احمد، والد صاحب کا نام مولانا ممتاز احمد قاسمی اور دادا کا نام عبد المجید مرحوم تھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد فارسی و عربی کی ابتدائی تعلیم کے لیے مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو گئے۔ پھر مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں عربی سوم میں داخلہ لیا اور بقیہ تعلیم کی تکمیل کے بعد یہیں سے دیوبند گئے اور دار العلوم وقف میں داخلہ ہوا جہاں سے ۲۰۰۲ء میں فراغت پائی۔ فراغت کے بعد کچھ دنوں تک گھر پر مقیم رہے پھر بغرض ملازمت کویت چلے گئے اور بحیثیت فیملی ڈرائیور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا شہاب الدین قاسمی (ولادت: ۲؍دسمبر ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۶؍صفر ۱۴۰۳ھ، جمعرات)

شریف الطبع، شریف النفس، کم گو اور نرم خو انسان ہیں۔ شخصیت کے اندر سنجیدگی پائی جاتی ہے۔ نام شہاب الدین ابن عبد المجید مرحوم ابن غلام محمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری و فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ از عربی اول تا عربی ششم کی تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں ہوئی پھر عربی سال ہفتم کے لیے دیوبند گئے، دار العلوم وقف میں داخلہ ہوا اور دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد ۲۰۰۲ء میں فراغت ہوئی۔ دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی قرآن کریم حفظ کیا۔

۵؍دسمبر ۲۰۰۹ء بروز اتوار خیر آباد میں شادی ہوئی۔ آپ کی دو اولاد ہیں، ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ابتداء سے ہی ذریعۂ معاش آبائی پیشہ پارچہ بافی رہا ہے۔

مولانا محمد اسلم قاسمی، نیا پورہ (ولادت: ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۴۰۲ھ)

متوسط سے تھوڑا کم قد، رنگ گورا، گول چہرہ اور قدرے بڑی بڑی آنکھیں ہیں۔ نام

محمد اسلم ابن مولانا ڈاکٹر امیر الدین مرحوم ابن حاجی حفیظ اللہ مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ نیا پورہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد فارسی وعربی سوم تک کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی اس کے بعد مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں داخل ہوکر عربی سوم سے عربی ششم تک کی کتابیں پڑھیں پھر دیوبند گئے، دارالعلوم وقف میں داخلہ میسر ہوا جہاں سال عربی ہفتم اور دورہ حدیث پڑھ کر ۲۰۰۰ء میں فراغت ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم خیرآباد کی دختر سے شادی ہوئی جن سے ایک بچی اور دو بچے ہیں۔ آپ کے والد مرحوم پیشہ سے ڈاکٹر تھے، انہیں کی معیت میں رہ کر آپ نے بھی فن طبابت سیکھا اور وہی آپ کی موجودہ مشغولیت ہے۔

مولانا محمد نعمان قاسمی (ولادت: ۲۰؍جولائی ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۹؍شوال ۱۴۰۳ھ، سنیچر)

متوسط سے تھوڑا کم قد، جسم متوازن، رنگ گورا، لمبا چہرہ اور لمبے سر سے عبارت مولانا محمد نعمان قاسمی ابن ڈاکٹر عبدالباسط مرحوم کی ولادت محلّہ تکیہ، بھیرہ میں ہوئی۔ ابھی دو سال کے تھے کہ ماں کا انتقال ہوگیا اور آپ ان کی ممتا سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوگئے، والد مرحوم نے دوسری شادی کرلی۔ آپ کے دادا حافظ نذیر احمد مرحوم تھے۔ شخصیت کے اندر سنجیدگی اور متانت پائی جاتی ہے۔ فطری طور پر (Potentially) آپ ایک ذہین انسان ہیں، اگر اپنی خداداد ذہانت کو پوری سنجیدگی اور محنت کے ساتھ بروئے کار لائیں تو آپ سے بڑے بڑے کاموں کی توقع کی جا سکتی ہے۔ حق گوئی وبے باکی آپ کی عادت میں شامل ہے، کسی بھی محفل میں بلاکم وکاست یا بلا کسی مصلحت کے حق اور پوری صاف گوئی کے ساتھ سچ بات کہہ دینا آپ کی خاص بات ہے۔

مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی علی اکبر بھیرہ، میاں جی زین الدین ولید پور، مولوی خلیل احمد ولید پور، حافظ عبدالحی بھیرہ، مولوی دبیر احمد ولید پور، منشی عبدالغفار بھیرہ، مولانا محفوظ عارف کوپا گنج اور ماسٹر منظور احمد مرحوم ولید پور سے پرائمری تعلیم حاصل کی۔ پرائمری درجات کے بعد فارسی کی ابتداء مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ہی قاری عبدالباری مرحوم ولید پور کے یہاں کی لیکن کچھ ہی دنوں بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل ہوگئے جہاں مولانا محمود احمد ندوی، مولانا عبدالمعبود صاحب معروفی، مولانا ابوبکر صاحب معروفی، مولانا غلام محمد صاحب

ولید پور، مولانا خیر البشر صاحب نیا پورہ المعروف بہ کاتب صاحب (موجودہ استاذ حدیث مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ، شعبۂ نسواں)، مولانا محمد صاحب اصلاحی ولید پور، مولانا ریاض احمد صاحب مرحوم بھیرہ، قاری نیاز احمد صاحب ولید پور اور ماسٹر نور العین صاحب بھیرہ سے از فارسی اول تا عربی ششم کی کتابیں پڑھیں۔ ابتداء سے ہی آپ ایک ذہین طالب علم تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی اساتذۂ کرام بھی آپ کی ذہانت وفطانت کا اعتراف کرتے تھے۔

طالب علمی کے ابتدائی زمانہ سے ہی آپ کے اندر جنون کی حد تک ناول پڑھنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا اور یہ شوق ایسا سر چڑھا ہوا تھا کہ خواہ عنایت اللہ التمش کی تاریخی ناولیں ہوں یا ابن صفی کی جاسوسی ناول، یا اس کا تعلق قرۃ العین حیدر کی رومانی ناولوں سے ہو میرے خیال میں آپ کی رسائی سے شاید ہی ناول کی کوئی قسم باقی رہی ہوگی۔ اس میں بڑھی ہوئی دلچسپی کی وجہ سے بسا اوقات اسباق پر کما حقہ توجہ بھی متأثر ہو جاتی تھی لیکن اس کے باجود ہر امتحان میں ہمیشہ امتیازی نمبرات سے کامیاب ہوتے تھے یہاں تک کہ داخلہ کے لیے جب دار العلوم دیوبند گئے تو وہاں بھی امدادی داخلہ میسر ہوا، یہ آپ کی قوت حافظہ اور ذہانت کی وجہ سے ہی ممکن ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ کسی بھی زبان میں دسترس حاصل کرنے کے لیے اس زبان کی ناول بنی ایک اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن کبھی کبھی بطور مذاق جب میں آپ سے کہتا ہوں کہ اتنی ساری ناولیں پڑھنے کے بعد بھی آپ کی اردو کمزور ہے تو کہتے ہیں کہ پوری زندگی ہم ناول کے موضوعات اور اس کی کہانیوں سے لطف اندوز ہونے ہی میں رہ گئے، زبان پر کبھی توجہ نہیں دی، اس کے برعکس یہاں ایک بات آ گئی جو دار العلوم دیوبند کے سابق استاذ حضرت مولانا وحید الزماں صاحب کیرانوی مرحوم (۱۷/فروری ۱۹۰۳ء۔۱۵/اپریل ۱۹۹۵ء) کے کسی مضمون میں پڑھا ہے کہ عربی زبان سیکھنے کے زمانہ میں اس کی عبارتوں، ترکیبوں اور تعبیرات کو سمجھنے میں ہی میں اس قدر میں مستغرق ہو جاتا تھا کہ بسا اوقات ایک مضمون کو کئی کئی بار پڑھ جاتا لیکن اس کا موضوع ذہن میں نہیں آتا تھا کیونکہ اس طرف توجہ ہی نہیں جاتی تھی۔ اس بات کو حقیقت کے معیار پر جانچنے کے لیے دہلی کے زمانۂ طالب علمی میں عربی وانگلش اخبارات وکتابوں کو پڑھتے ہوئے میں نے بھی اس کا تجربہ کیا تو یہ بات بالکل صحیح محسوس ہوئی۔

مدرسہ نورالاسلام کے بعد آپ نے دارالعلوم دیوبند کے داخلۂ امتحان میں شرکت کی اور وہاں کامیابی میسر ہوئی چنانچہ سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف مکمل کرنے کے بعد ۲۰۰۳ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ دارالعلوم کے اساتذۂ کرام میں مولانا سید محمد ارشد مدنی، مولانا جمیل احمد سکروڈوی، مفتی محمد امین، مولانا مجیب اللہ گونڈوی، مولانا نعمت اللہ اعظمی، مولانا عبدالحق اعظمیؒ، مولانا نصیر احمد خانؒ، مفتی سعید احمدؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ فراغت کے بعد شعبۂ کمپیوٹر میں داخلہ لے کر آپ نے ایک سالہ کمپیوٹر ڈپلومہ مع انگلش کورس بھی مکمل کیا۔ شعبۂ کمپیوٹر میں کمپیوٹر کلاسیز کے استاذ مولانا عبدالسلام قاسمی اور انگلش کے استاذ مولانا حسین احمد قاسمی بستی تھے۔

عقد نکاح

۲۶/اپریل ۲۰۱۱ء بمطابق ۲۱/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ بروز منگل جناب عبد الرحمٰن صاحب مرحوم، نوادہ، مبارکپور، اعظم گڑھ کی ایک نیک سیرت صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے جن کے صدف گہربار سے دو بچیوں اور تین بچوں کی شکل میں اب تک پانچ لعل و گہر کی منصۂ شہود پر آمد ہو چکی ہے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد دو سال تک آپ اپنے آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول رہے لیکن اپریل ۲۰۰۵ء میں مدرسہ انوارالعلوم کرہاں ضلع مئو کے شعبۂ پرائمری سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور جولائی ۲۰۰۷ء تک وہاں مدرس رہے۔ اس کے بعد سرائے میر ضلع اعظم گڑھ کے مضافات میں واقع بھاٹن پارہ نامی گاؤں کے ایک مدرسہ میں چلے گئے جہاں ۲۰۱۰ء تک رہے پھر وہاں سے منتقل ہو کر اپنے گاؤں بھیرہ کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں چلے آئے اور یہاں ۲۰۱۴ء کے وسط تک درجہ چار میں استاذ رہے۔ بعدہ مدرسہ عربیہ رحمانیہ ولید پور میں درجہ پانچ کی جگہ خالی ہوئی تو وہاں چلے گئے اور تاحال وہیں پرائمری درجہ پانچ کے استاذ ہیں۔ شعبۂ پرائمری کی صدارت کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے ذمہ ہے۔ اس دوران کسی کسی سال فارسی و عربی کی ابتدائی کتابیں بھی آپ کے زیر تدریس رہی ہیں۔ میری طرف سے بارہا توجہ دلانے کے باوجود عربی درجات کی کتابیں پڑھانے کا خاطر خواہ موقع آپ کو میسر نہ ہو سکا ورنہ اب تک آپ

درجات علیا کے بہترین استاذ رہے ہوتے اور طلبہ کے اندر آپ کے درس کی مقبولیت کا نام ہوتا۔

مولانا محمد اقبال قاسمی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۳ بمطابق ۱۵ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ، سنیچر)

لمبا قد، سانولا رنگ، شریف اور سنجیدہ انسان ہیں۔ مدرسہ تعلیم القرآن، بھیرہ کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ نام محمد اقبال ہے، والد مرحوم کا نام خیر اللہ ابن حاجی محمد صابر تھا۔ حافظ عبد الحی مرحوم، منشی عبد الغفار مرحوم، مولوی امتیاز احمد مرحوم اور ماسٹر فیاض احمد مئو وغیرہ سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد فارسی اول کی کتابیں بھی مدرسہ ہذا میں پڑھیں۔ اس کے بعد مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں داخل ہوکر عربی اول سے عربی ششم تک کی تعلیم مولانا اعجاز احمد اعظمی بھیرہ، مفتی منظور احمد بھیرہ، مولانا سفیان احمد، مولانا عبد السلام، قاری سیف الدین بھیرہ، مولانا ضیاء الحق عرف حاجی بابو خیر آباد اور مفتی فیض احمد کٹولی کلاں سے حاصل کی۔ شیخوپور کے بعد عربی سال ہفتم کے لیے دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور دورۂ حدیث شریف مکمل کرنے کے بعد ۲۰۰۴ء میں وہیں سے فراغت حاصل کی۔

۲۰۰۷ء میں اپنے مرحوم بڑے بھائی کی بیوہ جناب غلام نبی محلّہ ڈیہہ، ولید پور کی صاحبزادی سے عقد نکاح کیا جن سے تین اولاد ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ دنوں تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری رہا لیکن خانگی وجوہات کی بناء پر جلد ہی یہ سلسلہ منقطع ہوگیا اور گھریلو کاروبار پارچہ بافی میں مشغول ہوگئے۔

مولانا وسیم الحق قاسمی (ولادت: یکم جون ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۹ شعبان ۱۴۰۳ھ، بدھ)

نام وسیم الحق ابن شفیع الرحمٰن مرحوم ابن عبد الحلیم ابن حاجی محمد صدیق مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ آپ جسمانی طور پر ایک پیر سے معذور ہیں۔ دراصل پیدائش کے چار ماہ بعد ہی آپ پولیو (Polio) کے شکار ہوگئے تھے۔

پولیو ایک خطرناک قسم کی بیماری ہے جو انسان کو مستقل معذور (Permanent Disable) بنا دیتی ہے یا کبھی کبھی موت کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ بچوں کے علاوہ بڑوں کو بھی متاثر کر دیتی ہے۔ یہ بیماری ایک وائرس کی وجہ سے پھیلتی ہے جسے پولیو وائرس (Poliovirus) کہا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں پولیو کو ختم کرنے کے لیے عالمی

ادارۂ صحت (WHO)، یونیسیف (Unicef) اور دیگر ادارے کام کر رہے ہیں لیکن بر صغیر ہند میں یہ بیماری ابھی تک مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی ہے۔ اس سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے فوراً بعد اس کو پولیو کی ویکسین لگائی جائے جو پانچ سال کی عمر تک کم وبیش چار بار لگائی جاتی ہے۔

مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں درجات پرائمری سے فارسی دوم تک کی تعلیم حاصل کی پھر عربی اول مبارکپور احیاء العلوم میں پڑھنے کے بعد ابھی عربی دوم میں داخل ہی ہوئے تھے کہ امتحان ششماہی کے بعد وہاں شیعہ سنی فساد کی وجہ سے حالات خراب ہو گئے اور آپ نے مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد کے عربی دوم میں داخلہ لیا۔ وہاں عربی پنجم تک پڑھنے کے بعد دار العلوم مئو میں عربی ششم کی تکمیل کی اور پھر دار العلوم دیوبند میں دورۂ حدیث شریف مکمل کر کے ۲۰۰۴ء میں فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد وہیں سے ایک سالہ کمپیوٹر کورس بھی مکمل کیا۔ اس کے بعد پوروانچل یونیورسٹی جونپور سے آپ نے اردو میں بی اے اور ایم اے کیا پھر حکومتِ ہند کی وزارت برائے الیکٹرانکس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ماتحت چلنے والے ادارہ National Institute of Electronics and Information technology (NIELIT) کے ذریعہ منعقد کیے جانے والے Course on Computer Concepts (CCC) نامی آن لائن کمپیوٹر کورس کا امتحان بھی پاس کیا۔

مشغولیات

دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد وہیں پر مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے فتاویٰ کی کمپوزنگ اور شعبۂ کمپیوٹر میں عارضی تدریس کے ساتھ خارج اوقات میں الپائن کمپیوٹر سینٹر دیوبند میں ۲۰۰۷ء کے اوائل تک آپ نے کمپیوٹر کی تدریس کی۔ اس کے بعد اپریل ۲۰۰۷ء میں جامعہ اسلامیہ مظفر پور، اعظم گڑھ کے مرکز الشیخ ابی الحسن علی الندوی نامی شعبۂ بحث وتحقیق میں بحیثیت کمپیوٹر آپریٹر اور کمپیوٹر معلم آپ کا تقرر عمل میں آیا جس سے تا حال وابستہ ہیں۔

۱۲ر نومبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ حافظ عبد الحی صاحب مرحوم نزد مسجد ذی النورین، محلّہ تکیہ، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے دو بچے (سعد وسیم اور معاذ وسیم) متولد ہوئے۔

آپ مع اہل وعیال مدرسہ کے کمپاؤنڈ میں رہتے ہیں۔

مولانا نسیم اختر (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۶؍ربیع الاول ۱۴۰۳ھ، سنیچر)

نام نسیم اختر ابن حاجی نیاز احمد ابن حبیب اللہ مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد از فارسی اول تا عربی ششم کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی۔ پھر دارالعلوم وقف دیوبند میں داخلہ لیا لیکن طبیعت کی ناسازگی کی وجہ سے وہاں دورۂ حدیث شریف کا سال مکمل نہ کر سکے اور وطن واپس آ کر اگلے سال دارالعلوم مئو سے ۲۰۰۴ء میں سند فراغت حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد دو سال تک گھریلو کاموں میں مشغول رہے۔ پھر ۲۰۰۷ء میں اپنے ایک رشتہ دار حاجی مختار احمد صاحب مرحوم کے یہاں ناگپور، مہاراشٹر چلے گئے اور وہاں ایک سال رہ کر Maharashtra State Certificate in Information Technology (MS-CIT) نامی ایک چھ ماہی کمپیوٹر ڈپلومہ کا کورس مکمل کیا اور چھ ماہ تک حاجی صاحب مرحوم کے میڈیکل اسٹور پر کام بھی کیا۔ ۲۰۰۸ء میں واپس آ کر محمد آباد کے کسی کمپیوٹر سینٹر سے کمپیوٹر کا مزید ایک ڈپلومہ کیا پھر سال رواں کے اخیر میں جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ ضلع بھروچ، گجرات جس کے بانی مفتی عبداللہ مظاہری ہیں، میں بحیثیت کمپیوٹر آپریٹر کام کرنے گئے اور ۲۰۱۴ء کے اوائل تک وہاں مقیم رہے۔ اسی دوران ۸؍مارچ ۲۰۱۰ء کو جناب شکیل احمد صاحب محلّہ ڈیہہ، ولید پور کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے دو اولاد (ایک بچی اور ایک بچہ) ہیں۔ بھیرہ سے نقل مکانی کر کے ولید پور میں آپ نے مستقل سکونت اختیار کر لی ہے۔ گجرات سے واپسی پر ۲۰۱۴ء کے وسط میں سعودی عرب کے شہر زلفی میں ایک پرائیوٹ دوکان پر بحیثیت کمپیوٹر آپریٹر اور ڈیزائنر کام کرنے گئے۔ پانچ سال تک سعودی عرب میں قیام کرنے کے بعد ستمبر ۲۰۱۹ء میں وطن واپسی ہوئی۔ کچھ سالوں بعد غالباً ۲۰۲۳ء میں ایک بار پھر سعودی عرب گئے اور ایک پرنٹنگ دوکان پر کام کر رہے ہیں۔

مولانا محمد طلحہ ندوی قاسمی، لندن (ولادت: ۱/۱/۱۹۸۳ء بمطابق ۱۶/۳/۱۴۰۳ھ، جمعرات)

آپ مولانا اقبال احمد برادرِ کلاں حاجی جمال احمد صاحب محلّہ پچھّم، مقیم حال لندن کے

صاحبزادے ہیں۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ کے فارغ التحصیل ہیں، تھوڑا پستہ قد، متوسط جسامت اور رنگ سانولا ہے۔ سر پر گول ٹوپی پہنتے ہیں۔ چونکہ آپ کے والد ایک طویل عرصہ قبل بیرون ملک مقیم ہو گئے ہیں اور آپ حضرات کا تعلق مادر وطن سے بہت کم باقی رہ گیا ہے لہذا بارہا کوشش کرنے کے باوجود بھی آپ کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہ ہو سکیں۔ بس اتنا معلوم ہے کہ ندوۃ العلماء لکھنؤ سے فراغت کے بعد ایک سال آپ دارالعلوم دیوبند میں بھی زیر تعلیم رہے اور ۲۰۰۵ء میں دورۂ حدیث شریف مکمل کر کے سند فضیلت حاصل کی، اسی اندازے سے آپ کی تاریخ ولادت درج کر دی گئی ہے۔ حفظ کی تعلیم آپ نے لندن میں ہی حاصل کی ہے۔

مولانا محمد عامر قاسمی (ولادت: ۷/اپریل ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ، جمعرات)

نام محمد عامر ابن مولانا اعجاز احمد اعظمی ابن قاضی محمد شعیب کوثر مرحوم ہے۔ ولادت غازی پور میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عربیہ ریاض العلوم گورینی، جون پور اور مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں حاصل کی، اس کے بعد فارسی و عربی ششم تک کی تعلیم مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام، شیخوپور اعظم گڑھ میں حاصل کر کے ۲۰۰۲ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔

درس وتدریس

فضیلت کے بعد مدرسہ سراج العلوم، سراج نگر، چھپرا ضلع مئو میں بحیثیت صدر مدرس تقریباً آٹھ سال خدمت انجام دی، اس کے بعد مدرسہ شیخ الہند، انجان شہید ضلع اعظم گڑھ چلے گئے اور تا حال وہیں پر درس وتدریس میں مصروف عمل ہیں۔

امامت وخطابت

تدریسی مشغولیات کے علاوہ انجان شہید سے دو کلو میٹر کی دوری پر واقع چھتّر پور نامی ایک گاؤں کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد فیصل نعمانی گولا بازار (ولادت: ۱۰/جولائی ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۹/۸/۱۴۰۳ھ، اتوار)

بچپن سے ہی شریف، نیک دل اور سادہ لوح انسان ہیں۔ زمانۂ طالب علمی میں بھی تمام

تر طالب علمانہ شوخی وطفلانہ حرکات سے یکسو ہوکر تعلیم کے حصول میں لگے رہتے تھے۔ راقم الحروف سے تین سال سینئر تھے لیکن تعلقات انتہائی دوستانہ تھے۔ پورے زمانۂ طالب علمی میں ایک ممتاز طالب علم کے طور پر جانے جاتے رہے۔ تعلیمی اسناد کے مطابق تاریخ ولادت وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی لیکن آدھار کارڈ میں ۱۰/جولائی ۱۹۸۹ء مذکور ہے۔ پرائمری اور فارسی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں داخل ہوئے جہاں عربی اول سے عربی پنجم تک کی تعلیم مکمل کی۔ بیچ میں عربی سوم کے سال چند ماہ کے لیے مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ گئے لیکن پھر مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں واپس آ گئے۔ نور الاسلام کے اساتذہ میں مولانا عبدالمعبود صاحب معروفی، مولانا ابوبکر صاحب معروفی، مولانا خیر البشر قاسمی صاحب، مولانا غلام محمد قاسمی صاحب، مولانا محمد صاحب اصلاحی اور مولانا قاری نیاز احمد قاسمی صاحب کے نام ہیں۔ اس کے بعد مدرسہ مرقاۃ العلوم، مئو میں داخلہ لیا اور ۲۰۰۱ء میں وہیں سے سند فراغت حاصل کی۔ مرقاۃ العلوم کے اساتذۂ کرام میں مولانا انور رشید اعظمی، مولانا کلام الدین قاسمی نیاپورہ اور مفتی جاوید اختر وغیرہ کے نام ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد دو سال تک مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں اعزازی طور پر مدرس رہے۔ اس کے بعد ۲۰۰۴ء میں حمید پور، ندوا سرائے ضلع مئو میں واقع جامعہ اسلامیہ اشرف العلوم نامی مدرسہ سے باقاعدہ اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ یک درگیر محکم بگیر پر عمل کرنا آپ کا مزاج ہے چنانچہ تقریباً بائیس سال سے اسی مدرسہ سے وابستہ ہیں اور مستقل مزاجی کا عالم یہ ہے کہ گزشتہ ایک ملاقات میں کہنے لگے کہ ارادہ ہے کہ اب پوری زندگی یہیں گزار دینگے۔ آپ ایک کامیاب اور باصلاحیت استاذ ہیں۔

مولانا وسیم اختر قاسمی (ولادت: ۱۰/اگست ۱۹۸۴ء بمطابق ۱۳/ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ، جمعہ)

قد متوسط اور رنگ سانولا ہے۔ نام وسیم اختر ابن الحاج نثار احمد ابن عبدالمجید مرحوم۔ آپ کا مکان محلّہ پورب میں نئی جامع مسجد کے پاس ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں منشی عبدالغفار بھیرہ، مولوی جواد احمد محمد آباد اور ماسٹر منظور احمد مرحوم ولید پور وغیرہ سے حاصل کرنے کے بعد فارسی اول اور دوم کی تعلیم مدرسہ ہذا میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب اور

قاری عبدالباری قاسمی صاحب ولید پور سے حاصل کی۔اس کے بعد عربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل ہوئے جہاں مولانا عبدالمعبود صاحب معروفی، مولانا ابوبکر صاحب معروفی، مولانا خیرالبشر قاسمی صاحب، مولانا غلام محمد قاسمی صاحب، مولانا محمد صاحب اصلاحی اور مولانا قاری نیاز احمد قاسمی صاحب کے سامنے زانوئے تلمذتہہ کرعربی ششم تک کی تعلیم مکمل کی اور پھر آگے کی تعلیم کے لیے علاقہ کی معروف دینی درس گاہ مدرسہ عربیہ دارالعلوم، مئو گئے جہاں مولانا احمداللہ قاسمی صاحب ولید پوری ثم مئوی، مولانا نثاراحمد قاسمی صاحب ندوی کوپاگنج، مفتی انورعلی قاسمیصاحب، مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد قاسمی صاحب اور ڈاکٹر ظفرالاسلام صاحب گھوسی سے کسبِ فیض کرنے کے بعد دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے لیے اگلے سال دارالعلوم دیوبند گئے اور ۲۰۰۱ء میں دارالعلوم وقف سے فراغت ہوئی۔

دیگر تعلیمی اسناد

دوران تعلیم عربی فارسی بورڈ سے منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل دینیات، فاضل ادب اور ہائی اسکول ۲۰۰۵ء یوپی بورڈ کے امتحانات دے کرآپ نے ان کی اسناد بھی حاصل کیں۔

مشغولیات

۲۰۰۱ء میں دارالعلوم وقف دیوبند سے فراغت کے بعد تین سال تک آپ گھریلو کاروبار میں مشغول رہے۔اس کے بعد مدھوبن مریادپور ضلع مئو کے ایک مدرسہ میں ۲۰۰۴ء سے تدریس اور امامت کا سلسلہ شروع کیا پھر ۲۰۰۵ء میں مدرسہ علوم القرآن کریاواں ضلع اعظم گڑھ منتقل ہوگئے، دوسال وہاں خدمت انجام دینے کے بعد ۲۰۰۷ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام، نگواں، اعظم گڑھ میں بحیثیت صدر مدرس آپ کا تقرر عمل میں آیا اور وہاں چلے گئے۔تقریباً ایک سال وہاں رہنے کے بعد مدرسہ اشاعت العلوم کوٹلہ چیک پوسٹ، اعظم گڑھ کی دعوت پر وہاں گئے اور کم وبیش ڈیڑھ سال مقیم رہے لیکن زندگی کی بڑھی ہوئی ضروریات اور مدرسہ کے محدود ذریعۂ آمدنی سے اس کی عدم تکمیل کے سامنے مجبور ہوکرآپ نے ایک نئی راہ اختیار کرنے کا فیصلہ لیا اور ۶ رفروری ۲۰۱۱ء میں سعودی عرب کی ڈومینوز پزہ نامی ایک معروف کمپنی کا ویزہ حاصل کروہاں کے شہر ریاض چلے گئے اور کم وبیش دس سال تک بحیثیت سپروائزر کام

کرنے کے بعد وطن واپس ہوئے۔ گھر پر چند سال قیام کرنے کے بعد ایک بار پھر سعودی عرب گئے لیکن پھر جلد ہی واپسی ہوگئی۔

۲۷/اپریل ۲۰۲۴ء میں حسین آباد، مبارکپور کے رہنے والے جناب افتخار احمد مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ دوسرا نکاح کیا۔ اس سے قبل ۲۷/ستمبر ۲۰۱۹ء بروز جمعہ مولانا خطیب الرحمٰن ندوی، پورہ معروف کی لڑکی کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا تھا لیکن بوجوہ چند یہ رشتہ باقی نہیں رہ سکا اور جلد ہی زوجین کے درمیان تفریق ہوگئی تھی۔ فی الحال آپ لہراضلع اعظم گڑھ میں واقع جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور کی شاخ میں تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد یاسر قاسمی، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۵ء بمطابق ۸/۴/۱۴۰۵ھ، منگل)

نام محمد یاسر اور والد صاحب کا نام ڈاکٹر حسام الدین ہے۔ دادا کا نام مولانا عبد الستار نعمانی ابن حافظ عبد الغفور تھا۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ہوئی، اساتذۂ کرام میں مولوی خلیل احمد، مولوی دبیر احمد، منشی عبد الغفار، مولوی محمد منور کوپا گنج اور ماسٹر منظور احمد مرحوم ولید پور و ماسٹر فیاض احمد مئو کے نام شامل ہیں۔ اس کے بعد فارسی و عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ نے مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں داخلہ لیا اور وہاں کے اساتذۂ کرام مولانا فضل حق، مولانا ضیاء الدین، مولانا راشد، مولانا حافظ عبد الحی ناظم اعلیٰ، مولانا افضل حسین، مولانا اصغر صاحب مرحوم، مولانا حفیظ الرحمٰن اور قاری وثیق الرحمٰن وغیرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرکے عربی ششم تک کی تعلیم مکمل کی، پھر بقیہ تعلیم کی تکمیل کے لیے دیوبند گئے، دار العلوم وقف میں داخلہ ہوا اور حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحبؒ، مولانا انظر شاہ صاحب کشمیریؒ، مولانا محمد اسلم صاحبؒ، مولانا خورشید احمد صاحب، علامہ حسن باندویؒ اور، مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب وغیرہ جیسے کبار اساتذۂ کرام سے فقہ و حدیث کی تعلیم حاصل کرکے ۲۰۰۵ء میں فراغت کی سند حاصل کی۔

مشغولیات

دیوبند سے فراغت کے بعد چار سال تک گھریلو ذمہ کاموں میں مشغول رہے۔ اس کے

بعد ۲۰۰۹ء میں تلاشِ معاش کی فکر میں سعودی عرب گئے اور وہاں کے مقدس شہر مدینہ منورہ میں وزارت دفاع کے ایک پروجکٹ پر ۲۰۱۹ء تک بحیثیت اے سی اور واشنگ مشین ٹیکنیشئن (AC & Washing Machine Technician) کام کیا پھر گھر واپسی ہوگئی۔

۲۰۱۷ء میں آپ کے پھوپھا محترم جناب وحیدالدین صاحب مرحوم نزد مسجد ذی النورین، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا جن سے تین بچے متولد ہو چکے ہیں۔

مولانا انیس الحق، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم فروری ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۰/۵/۱۴۰۵ھ، جمعہ)

رنگ گورا، قد پستہ، گول چہرہ، نام انیس الحق اور والد صاحب کا نام مولانا عطاء الحق قاسمی ہے۔ دادا کا نام محمد سعید تھا۔ ولادت قدیم مکان محلّہ نیا پورہ میں ہوئی لیکن اب اپنے والد کے ساتھ نئے مکان محلّہ تکیہ میں رہنے لگے ہیں۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولوی خلیل احمد، مولوی دبیر احمد، منشی عبد الغفار، مولوی محمد منور کوپاگنج، ماسٹر منظور احمد ولید پور و ماسٹر فیاض احمد مئو کے نام حسب ترتیب شامل ہیں۔ اس کے بعد فارسی و عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ نے جامعہ عربیہ نور الاسلام ولید پور میں داخلہ لیا اور وہاں عربی ششم تک کی تعلیم مکمل کی اور پھر بقیہ تعلیم کی تکمیل کے لیے دار العلوم مئو میں داخل ہو کر دو سال پڑھا اور ۲۰۰۴ء میں فراغت حاصل کی۔

۱۶/ جولائی ۲۰۲۲ء بمطابق ۱۶/ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ بروز اتوار کھیدو پورہ، مئو کے رہنے والے جناب محمد سعید صاحب مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔

مشغولیت

تعلیم سے فراغت کے بعد آٹھ سال تک گھریلو کاموں میں مشغول رہے، اس کے بعد ۲۶/ مارچ ۲۰۱۲ء کو تلاشِ معاش کی فکر میں سعودی عرب کا سفر کیا اور وہاں کے شہر زلفی کی ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی میں ملازمت اختیار کر لی جو تا حال جاری ہے۔

محفوظ احمد، مؤلف کتاب (۱۶/ مارچ ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۴/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ، سنیچر)

نام محفوظ احمد ہے۔ والد صاحب کا نام مقبول احمد اور دادا کا نام عبد الحفیظ ابن خدا بخش ابن

حاجی نور محمد ابن رمضان علی (وفات ۱۸۷۰ء) تھا۔

ولادت

۱۶/مارچ ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۴/جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ بروز سنیچر ہے، (تعلیمی اسناد ودیگر سرکاری دستاویزات کے مطابق) اور حقیقی تاریخ پیدائش ۱۳/جنوری ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۶/ربیع الاول ۱۴۰۲ھ بروز منگل بوقت ساڑھے چار بجے شام ہے، (والد صاحب مرحوم کی ذاتی ڈائری کے مطابق)۔

مقام ولادت

نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، محلّہ پورب، بھیرہ، ولید پور، ضلع مئو، اتر پردیش، ہندوستان۔

تعلیم

قرآن مجید کے چند پارے والد مرحوم سے پڑھنے کے بعد نانیہال میں چھوٹے بچوں کے نہ ہونے کی وجہ سے مجھے وہاں رہنے کے لیے بھیج دیا گیا چنانچہ باقی ناظرۂ قرآن حقیقی نانی مرحومہ اور اسی محلّہ میں رہنے والی دوسری نانی (حقیقی نانی کی چھوٹی بہن)، ماموں قاری فیض الرحمٰن اور خالہ نے مکمل کرایا۔ پرائمری درجہ ایک تا درجہ دو مدرسہ دار التعلیم پورہ صوفی، مبارکپور اعظم گڑھ۔ درجہ تین تا درجہ پانچ مدرسہ نور الاسلام ولید پور۔ درجہ چھ جونیئر ہائی اسکول کھلیسا (ولید پور)۔ فارسی اول ودوم تا عربی ششم مدرسہ نور الاسلام ولید پور۔ موقوف علیہ و دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند میں پڑھا۔

سن فراغت: ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰۰۴ء

گریجویشن اردو لٹریچر: مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد، (۲۰۰۶ء)

عربی وانگلش زبان وادب: معہد التخصص فی اللغۃ العربیہ، ذاکر نگر، نئی دہلی

گریجویشن عربی لٹریچر: جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی (۲۰۱۰ء)

پوسٹ گریجویشن عربی لٹریچر: جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی (۲۰۱۵ء)

ناظرۂ قرآن اور پرائمری کے اساتذۂ کرام

بالترتیب: قرآن پاک کا ناظرہ، والد مرحوم اور نانی مرحومہ۔ درجہ ایک اور درجہ دو، منشی جی

اور مولوی جمال اشرف مبارکپور۔ درجہ تین، الحاج ماسٹر سراج احمد صاحب محلّہ اتر ولید پور۔ درجہ چار، الحاج ماسٹر عبد الخالق صاحب محلّہ ڈیہہ ولید پور۔ درجہ پانچ، الحاج ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم محلّہ ڈیہہ ولید پور (وفات: ۱۸؍نومبر ۲۰۲۴ء)۔ جونیئر ہائی اسکول (درجہ چھ)، بال گووند جی، شری سنگھ جی، پنڈت جی، لالہ جی پرنسپل اور استانی زہرا بانو و فاطمہ چٹرنی وغیرہ۔

مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں فارسی و عربی کے اساتذۂ کرام

مولانا عبد المعبود صاحب معروفی، مولانا ابو بکر صاحب معروفی، مولانا خیر البشر صاحب نیاپورہ، مولانا محمد صاحب اصلاحی، مولانا قاری نیاز احمد صاحب ولید پور (قرأت بروایت حفص)، مولانا غلام محمد صاحب ولید پور اور ماسٹر نور العین صاحب بھیرہ

دار العلوم دیوبند کے اساتذۂ کرام

مولانا نصیر احمد خان صاحب، مولانا عبد الحق صاحب اعظمی، مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری، مولانا ریاست علی صاحب بجنوری، مولانا محمد احمد صاحب فیض آباد، قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری رحمہم اللہ اجمعین، مولانا ارشد مدنی، مولانا عبد الخالق مدراسی دامت براکاتہم۔

معہد التخصص فی اللغۃ العربیۃ، نئی دہلی کے اساتذۂ کرام

مولانا محمد راشد قاسمی صاحب دہلی، مولانا محمد رفیق قاسمی صاحب دہلی، پروفیسر بدر الدین الحافظ قاسمی صاحبؒ دہلی (۱۹۳۵ء۔۳؍جنوری ۲۰۲۴ء)، ڈاکٹر محمد اجتباء ندوی صاحبؒ دہلی (۲۹ ستمبر ۱۹۳۳ء۔۲۰؍جون ۲۰۰۸ء)، مولانا عمید الزماں صاحب کیرانویؒ، مولانا بدر الزماں کیرانوی قاسمی صاحب دہلی، مولانا اسعد اعظمی صاحب دہلی، مولانا محمد شعیب صاحب غازی آباد، دہلی، مولانا محمد اعظم قاسمی صاحب اور مولانا فخر عالم قاسمی صاحب۔

مشغولیات

تعلیم سے فراغت کے بعد ملازمت کے لیے سعودی عرب کے شہر ریاض کا سفر ہوا اور مختلف کمپنیوں سے گزرتے ہوئے فی الحال کیئر انٹرنیشنل (Keir International)، انس ابن مالک روڈ، حی الملقا، ریاض نامی ایک کمپنی میں ملازم ہوں۔

پہلی کمپنی: النصبان گروپ، بدیعہ، ریاض، از ۲۲؍جولائی ۲۰۰۷ء تا ۳۱؍مارچ ۲۰۱۰ء،

پوزیشن: ریکروٹمنٹ انچارج

دوسری کمپنی: شرکہ محی الدین الحرفی وشرکاہ للمقاولات، ملز ریاض، از یکم جون ۲۰۱۰ء تا ۳۱ر دسمبر ۲۰۱۱ء، پوزیشن: آفس سیکریٹری

تیسری کمپنی: شرکہ عبدالرحمٰن الموسیٰ للعقارات، حی المروج، ریاض، از یکم جنوری ۲۰۱۲ء تا ۳۱ر مئی ۲۰۱۶ء، پوزیشن: مترجم

چوتھی کمپنی: الموارد گروپ حی الحمراء، ریاض، ۱۵ر اگست ۲۰۱۶ء تا ۳۱ر اگست ۲۰۲۳، پوزیشن: پروجکٹ مینیجر

پانچویں کمپنی: بیسٹ ہیومن کیئر، ملز، ریاض، یکم نومبر ۲۰۲۳ء تا ۲۹ر فروری ۲۰۲۴ء، پوزیشن: ریکروٹمنٹ مینیجر

چھٹی کمپنی: کیئر انٹرنیشنل، حی الملقا، ریاض، از یکم جون ۲۰۲۴ء تا حال، پوزیشن: اگزکیٹیو اسسٹینٹ اینڈ ریکروٹمنٹ مینیجر

رشتۂ ازداجیت

۱۴ر اگست ۲۰۱۳ء بمطابق ۷ر شوال ۱۴۳۴ھ بروز بدھ، پورہ دلہن، مبارکپور اعظم گڑھ میں ایاز احمد پلائی والے کی دختر (حقیقی خالہ زاد) سے عقد نکاح ہوا۔ ۱۵ر اگست ۲۰۱۳ء بمطابق ۸ر شوال ۱۴۳۴ھ بروز جمعرات ولیمہ ہوا۔ اب تک پانچ بچوں (ہشام محفوظ، رحاب محفوظ، ہانیہ محفوظ فرسٹ، ہانیہ محفوظ سیکنڈ، عبداللہ محفوظ) کی ولادت ہوچکی ہے۔ ان میں سے ایک بچی (ہانیہ فرسٹ) ذخیرۂ آخرت ہوگئی ہے اور اسی بچی کے نام پر دوسری بچی کا نام بھی ہانیہ محفوظ رکھا گیا۔

مولانا محمد اسلم، محلّہ پچھمّ (ولادت: یکم مئی ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۰ر شعبان ۱۴۰۵ھ، بدھ)

نام محمد اسلم ابن شمس الدین ابن رحمت اللہ (سردار) ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی اور فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پڑھا پھر دارلعلوم دیوبند سے ۲۰۰۴ء میں فراغت ہوئی۔ ۸ر جولائی ۲۰۱۸ء کو جہانا گنج میں شادی ہوئی۔ موجودہ مشغولیت ضلع اعظم گڑھ کے مضافات میں کسی مدرسہ کے میں تدریس ہے۔

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی (ولادت: ۱۵؍جون ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۶؍رمضان ۱۴۰۵ھ، سنیچر)

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی حاجی مشتاق احمد صاحب محلّہ پورب کے فرزند ہیں۔ تھوڑا پستہ قد، سڈول جسم، گول چہرہ، چوڑی چکلی پیشانی، بڑی آنکھیں اور چہرہ بشرہ کے اعتبار سے وجیہ وشکیل انسان ہیں۔ تعلیم کی ابتداء گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ سے ہوئی جہاں حافظ محمد ضرار، حافظ عبدالحی، ماسٹر عبدالغفار، مولوی امتیاز احمد اور ماسٹر فیاض احمد مئو وغیرہ کے یہاں پرائمری درجات کی تکمیل کی، اس کے بعد مدرسہ ہذا میں قاری عبدالباری صاحب مرحوم سے فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پرائمری اور فارسی کی تعلیم کے بعد عربی تعلیم کے حصول کے لیے آپ نے مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں داخلہ لیا اور عربی اول سے عربی سوم تک کی تعلیم کے لیے حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ بھیرہ، مفتی منظور احمد بھیرہ، مولانا سفیان احمد اعظمی، مولانا عبدالسلام قاسمی بڑہل گنج، قاری سیف الدین بھیرہ، مولانا فیض احمد اعظمی اور مولانا ضیاء الحق عرف حاجی بابو کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

دارالعلوم دیوبند میں

مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں عربی سوم کی تکمیل کے بعد اپنے پھوپھا حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآباد (سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند) کی ایماء پر ان کی معیت میں ۲۰۰۰ء میں دارالعلوم دیوبند گئے اور عربی چہارم میں داخلہ لیا پھر وہیں سے ۲۰۰۵ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ دیوبند کے اساتذۃ میں مولانا نصیر احمد خان صاحب مرحوم، مولانا عبدالحق اعظمی مرحوم، مفتی سعید احمد پالنپوری، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مولانا ریاست علی رحمہم اللہ، مولانا ارشد مدنی اور مولانا عبدالخالق مدراسی صاحبان وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ فضیلت کی تکمیل کے بعد ۲۰۰۶ء میں شعبۂ تفسیر سے قرآن کریم کا ایک سالہ تفسیر کا کورس بھی مکمل کیا اور پھر ہندوستان کی دارالحکومت دہلی چلے گئے جہاں کچھ دنوں مقیم رہ کر انگلش زبان کی تعلیم حاصل کی۔

ایم اے اردو

دیوبند کے اخیر زمانہ اور دہلی کے قیام کے دوران دارالعلوم دیوبند کی سند فضیلت کی بنیاد پر آپ نے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد سے فاصلاتی نظام تعلیم

(Distance Courses) کے ذریعہ ایم اے اردو کی ڈگری بھی حاصل کی۔

سعودی عرب میں ملازمت

تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد معاش کی فکر دامنگیر ہوئی تو ۲۸/اکتوبر ۲۰۱۱ء میں خلیجی ممالک کے سعودی عرب کا رخ کیا اور ملک عبد العزیز العسکر یہ تبوک کے فوجی کیمپس میں ملازمت اختیار کر لی جو تا حال جاری ہے۔

عقد سعید

۲۲/اکتوبر ۲۰۱۴ء بروز سنیچر محمد امین صاحب شہر غازی پور کی دختر کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے دو بیٹے اور دو بیٹیوں کی ولادت ہو چکی ہے۔ آپ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی کے بیٹے حافظ محمد عادل کے ہم زلف ہیں۔

مولانا عزیز اللہ نعمانی (ولادت سن تخمینی: ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۴۰۵ھ)

نام عزیز اللہ ابن حافظ محمد ضرار ہے۔ مدرسہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری اور فارسی اول کی تکمیل کے بعد مدرسہ نور الاسلام میں داخل ہوئے جہاں فارسی دوم سے عربی ششم تک کی تعلیم حاصل کی۔ پھر دار العلوم مئو میں داخلہ لیا اور سال ہفتم و دورۂ حدیث شریف مکمل کرنے کے بعد وہیں سے سند فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد چند سالوں تک قرب و جوار کے مختلف مدارس اسلامیہ کے شعبۂ پرائمری میں تدریس کی خدمات انجام دینے کے بعد گھر ہی پر آبائی پیشہ میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے حقیقی ماموں حضرت مولانا محمود احمد ندوی کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی۔

مولانا محمد راشد اعجاز قاسمی (ولادت: ۲۶/مئی ۱۹۸۶ء بمطابق ۵/رمضان ۱۴۰۵ھ، اتوار)

نام محمد راشد ابن مولانا اعجاز احمد اعظمی ابن قاضی محمد شعیب کوثر ہے۔ ولادت بھیرہ میں ہوئی۔ پرائمری درجات کے علاوہ قرآن مجید کا حفظ اور فارسی و عربی کی تعلیم مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں مکمل کرنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۳ء مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور میں تدریسی خدمات انجام دیں،

عربی چہارم تک کی کتابیں آپ سے متعلق رہیں۔ پھر ۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۹ء تک مدرسہ سراج العلوم سراج نگر، چھپرا میں مدرس رہے، چھپرا میں ایک سال موقوف علیہ کی جماعت تھی جس کی مشکوۃ شریف اور عربی ششم میں جلالین آپ کے زیر تدریس رہیں۔ ۲۰۱۹ء کے بعد بعض گھریلو ضروریات کی وجہ سے تدریس کا سلسلہ موقوف کر کے گھر ہی پر مقیم ہو گئے۔

مولانا محمد عمار، نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۵/جولائی ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۶/شوال ۱۴۰۶ھ، سنیچر)

نیک اور صالح نوجوان ہیں۔ نام محمد عمار ابن حاجی مقبول احمد ابن عبد الباقی مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم اور مدرسہ منبع العلوم خیر آباد میں فارسی و عربی ششم تک کی تعلیم ہوئی۔ ۲۰۰۹ء میں دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد کمپیوٹر ڈپلومہ بھی مکمل کیا۔

۲۶/نومبر ۲۰۱۹ء میں حاجی شمیم اختر صاحب نوادہ، مبارکپور کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ کچھ دنوں درس و تدریس سے متعلق رہنے اور بغرض معاش سعودی عرب کا ایک سفر کرنے کے بعد فی الحال گھر پر آبائی پیشہ میں مشغول ہیں۔

مولانا محمد ساجد قاسمی (ولادت: ۵/دسمبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۳/ربیع الاول ۱۴۰۷ھ، پیر)

نام محمد ساجد ہے اور والد مرحوم کا نام محمد احسان الحق ابن خلیل الرحمٰن مرحوم تھا۔ آپ کا قدیم مکان مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے پاس ہے لیکن اب آپ اپنے نئے مکان واقع تانے والا باغ میں رہائش پذیر ہو گئے ہیں۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی دبیر احمد، منشی عبد الغفار، مولوی امتیاز احمد، ماسٹر منظور احمد اور ماسٹر فیاض احمد وغیرہ سے حاصل کی۔ فارسی کی کتابیں بھی یہیں پڑھیں اس کے بعد عربی تعلیم کے لیے مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد گئے جہاں عربی پنجم تک کی تعلیم مکمل کی۔ اساتذۂ کرام میں حافظ عبد الحی، مولانا محمد افضل، مولانا محمد اصغر اور مولانا ضیاء الدین صاحبان کے نام شامل ہیں۔ ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۴۲۵ھ میں دار العلوم وقف دیوبند سے فراغت ہوئی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا انظر شاہ صاحب، مولانا سالم صاحب، مفتی انوار الحق صاحب، مولانا محمد اسلام صاحب وغیرہ بطور خاص شامل ہیں۔ فراغت کے بعد شعبۂ پرائمری میں درس و تدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا۔ قرب و جوار کے متعدد

مدارس جیسے مدرسہ روضۃ العلوم نیا پورہ، مدرسہ انوار العلوم بلریا گنج، مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں خدمات انجام دیں۔

۹ر نومبر ۲۰۱۶ء بمطابق ۸ر صفر ۱۴۳۸ھ بروز بدھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ کوپاگنج ضلع مئو کے محلّہ ہونسہ پورہ میں مولانا ڈاکٹر وصی اللہ صاحب اعظمی کی دختر کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔

مولانا محمد داؤد تانے والا باغ (ولادت: ۱۰ر مئی ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۲ر رمضان ۱۴۰۷ھ، اتوار)

نام محمد داؤد، والد کا نام ابرار الحق ہے اور دادا کا نام محمد امین مرحوم تھا۔ ولادت تانے والے باغ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حافظ عبد الحی، مولوی دبیر اور ماسٹر فیاض احمد مئو وغیرہ سے حاصل کی۔ فارسی مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں جبکہ عربی تعلیم مرکزی دار العلوم محمدیہ گھوسی میں حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۰۸ء میں دار العلوم مئو سے فراغت ہوئی۔ اساتذۂ کرام میں مفتی اعزاز احمد، مفتی انور علی، مفتی اشتیاق احمد اور مولانا احمد اللہ وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

۲۸ر اپریل ۲۰۱۴ء کو پورہ معروف میں عقد نکاح ہوا جن سے دو بیٹیاں عائشہ خاتون اور حلیمہ سعدیہ ہیں۔ تعلیم وتعلم سے رسمی فراغت کے بعد آپ اپنے آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول ہیں۔

مولانا فیض الحسن قاسمی (ولادت: ۱۵ر جون ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۸ شوال ۱۴۰۷ھ بروز پیر)

نام فیض الحسن ابن محمود الحسن ابن مولانا محمد یونس مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ پورب، بڑھئی ٹولہ، بھیرہ میں ہوئی۔ پرائمری اور فارسی کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ از عربی اول تا عربی ششم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں پڑھا، اس کے بعد سال عربی ہفتم و دورۂ حدیث شریف دار العلوم وقف دیوبند سے پڑھنے کے بعد ۲۰۰۴ء میں فراغت ہوئی۔ دیوبند کے اساتذہ میں مولانا انظر شاہ کشمیری مرحوم اور مولانا خورشید عالم وغیرہ ہیں۔

یکم مئی ۲۰۱۳ء میں نوادہ مبارکپور میں شادی ہوئی۔ دیوبند سے فضیلت کے بعد قرب وجوار کے مدارس میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ درمیان میں معاش کی غرض سے کچھ سالوں کے لیے

سعودی عرب بھی گئے اور پھر گھر واپسی پر دوبارہ درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔

مولانا محمد سلیم قاسمی نیاپورہ (ولادت: ۵؍دسمبر ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۳؍ربیع الاول ۱۴۰۸ھ، سنیچر)

نام محمد سلیم ابن محفوظ الرحمٰن ہے۔ دادا کا نام محمد ایوب تھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حافظ محمد سلیمان، ماسٹر خورشید احمد، مولانا صلاح الدین، مولانا انیس الرحمٰن، ماسٹر سراج الحق، ماسٹر عبدالخالق اور ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم بھی عربی ششم تک مدرسہ ہذا میں ہوئی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا عبدالمعبود معروفی، مولانا ابوبکر معروفی، مولانا غلام محمد ولید پور، مولانا خیرالبشر ولید پور، مولانا محمد اصلاحی ولید پور اور قاری نیاز احمد کے نام شامل ہیں۔ ۲۰۰۷ء میں دارالعلوم وقف دیوبند سے فراغت ہوئی۔ دیوبند کے اساتذہ میں مولانا محمد سالم، مولانا انظر شاہ کشمیری اور مولانا محمد اسلم رحمہم اللہ وغیرہ کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۲۳ جنوری ۲۰۱۷ء میں جہانا گنج ضلع اعظم گڑھ میں رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے اور درس وتدریس کو اپنا مشغلہ بنایا۔

مولانا ضیاء الحق ابن ظہیر احمد محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۴۰۸ھ)

نام ضیاء الحق ابن ظہیر احمد ابن حاجی عبدالستار مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اور از فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پڑھا پھر ۲۰۰۸ء میں جامعہ یتیم خانہ مظہر العلوم بنارس سے فراغت ہوئی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا خورشید انور، مولانا مجیب الغفار، مولانا عبدالصمد اور مولانا حبیب الرحمٰن وغیرہ کے نام ہیں۔

۲۷؍نومبر ۲۰۱۲ء کو جناب عبدالحق صاحب نزد نئی جامع مسجد، محلّہ پورب، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔ کچھ دنوں تک آپ نے چکیا ضلع اعظم گڑھ کے ایک مدرسہ میں تدریس کی خدمت انجام دی لیکن بعد میں تدریس کا سلسلہ ترک کر کے آبائی پیشہ میں مشغول ہو گئے۔

مولانا فیض الحق قاسمی (ولادت: ۱۵؍فروری ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۶؍جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ، پیر)

مولانا اعجاز احمد اعظمی مرحوم کے حقیقی بھتیجے اور داماد ہیں۔ شریف اور خاموش مزاج

نوجوان عالم دین ہیں۔ نام فیض الحق ابن حاجی امتیاز احمد ابن حاجی محمد شعیب کوثر مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ از فارسی اول تا عربی ششم کی تعلیم مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے اور سال ہفتم ودورہ حدیث شریف کی تکمیل کرکے ۲۰۰۷ء میں فراغت حاصل کی۔

۳ رنومبر ۲۰۱۰ء میں آپ کے بڑے والد مولانا اعجاز احمد اعظمی مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا جن سے چار اولاد (تین بچے، ایک بچی) ہیں۔ بڑا لڑکا سالک فیض پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد قرآن کا حفظ کر رہا ہے۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

مولانا محمد وسیم قاسمی نیاپورہ (ولادت: ۱۶/جون ۱۹۸۸ء بمطابق ۲/۱۱/۱۴۰۸ھ، جمعرات)

نام محمد وسیم ابن نظام الحق مرحوم ابن عبدالقدیر مرحوم ہے۔ جائے پیدائش محلّہ نیاپورہ ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں از فارسی اول تا عربی ششم کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے جہاں سال ہفتم اور دورہ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۰۸ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئی پھر وہیں شعبۂ کمپیوٹر میں داخلہ لے کر کمپیوٹر کا ایک سالہ کورس بھی کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۲۰۱۰ء میں بغرض معاش سعودی عرب کے شہر زلفی چلے گئے، فروری ۲۰۱۴ء میں وطن واپس لوٹے اور گھر ہی پر مقیم ہو گئے۔ ۲۰ راپریل ۲۰۲۱ء میں گھوسی ضلع مئو میں شادی ہوئی۔ کم وبیش تین سال بعد ۱۰ راکتوبر ۲۰۱۶ء بروز پیر دوبارہ سعودی عرب کا سفر کیا اور تاحال وہاں کے شہر زلفی میں ہی کمپیوٹر آپریٹر کا کام کر رہے ہیں۔

مولانا عبداللہ ابن عبدالمعید (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۱/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ، اتوار)

نام عبداللہ ابن عبدالمعید ابن مولانا محمد عمر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن میں حافظ نفیس احمد وحافظ عزیز الرحمٰن کے زیر تدریس حفظ قرآن کریم کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کے بعد از فارسی اول تا عربی ششم جامعہ رشیدیہ بمہور ضلع اعظم گڑھ میں مولانا احسان کرہانی، مولانا عبدالوافی مبارکپور، مولانا رضوان بمہور، مولانا اشفاق احمد بہار اور مولانا طاہر نوادہ وغیرہ سے پڑھا پھر سال ہفتم و دورۂ حدیث

دارالعلوم دیوبند میں پڑھنے کے بعد ۲۰۱۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔ فضیلت کے بعد سے مدرسہ مظہر العلوم، ڈیری، مخدوم پور اعظم گڑھ میں تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مولانا شاہ عالم قاسمی نیا پورہ (ولادت: ۴/مارچ ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۵/رجب ۱۴۰۹ھ، سنیچر)

شاہ عالم ابن ابوبکر ابن حاجی عبدالباری مرحوم ابن حاجی محمد عمر مرحوم ابن عبداللہ مرحوم کی ولادت نیا پورہ میں ہوئی۔ درجۂ اطفال مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں ماسٹر خورشید احمد سے پڑھنے کے بعد پرائمری درجات مولوی دبیر احمد ولید پور، مولوی عبدالصمد قتیل دیوکلی، مولوی امتیاز احمد، ماسٹر انصار احمد کلہا پور بھیرہ اور ماسٹر فیاض احمد مئو سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پڑھا۔ اس کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا عبدالمعبود معروفی، مولانا ابوبکر معروفی، مولانا غلام محمد ولید پور، مولانا خیر البشر ولید پور، مولانا محمد اصلاحی ولید پور، مولانا وقاری نیاز احمد ولید پور اور ماسٹر نورالعین بھیرہ سے از فارسی اول تا عربی ششم کی کتابیں پڑھیں۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں عربی سال ہفتم میں داخلہ لیا اور دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۲۰۰۸ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ فضیلت کے بعد تفسیر کا ایک سالہ کورس بھی کیا۔ دیوبند کے اساتذہ میں مولانا نصیر احمد خان، مفتی سعید احمد، قاری محمد عثمان، مولانا ریاست علی، مولانا نعمت اللہ، مولانا قمر الدین رحمہم اللہ اور مولانا عبدالخالق مدراسی، وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ اس کے بعد کمپیوٹر کے مختلف کورسیز جیسے MFCI Deoband , NCVT Kanpur & AIITI New Delhi بھی مکمل کیا پھر (UCL),Universal Center for Languages, Azamgarh سے انگلش کو چنگ بھی کی۔ کچھ سال مدرسہ عربیہ انوار العلوم جہانا گنج ضلع اعظم گڑھ میں تدریسی خدمت کی انجام دہی کے بعد فی الحال جامعہ مطلع العلوم بنارس کے عربی درجات میں استاذ ہیں۔

مولانا محمد اسجد قاسمی (ولادت: ۵/مئی ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۹/رمضان ۱۴۰۹ھ، جمعہ)

نام محمد اسجد ابن مولانا مقبول احمد ابن عبدالحی مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، فارسی و عربی کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا غلام محمد، مولانا عبدالمعبود، مولانا ابوبکر صاحبان سے حاصل کی اور ۲۰۰۷ء میں دارالعلوم وقف دیوبند سے فراغت پائی۔ دیوبند کے اساتذہ میں مولانا محمد سالم، مولانا محمد اسلم اور مولانا خورشید احمد رحمہم اللہ وغیرہ ہیں۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد حاجی عطاء الحق محلّہ گولا بازار بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح ہوا۔ آپ کی مشغولیت درس و تدریس ہے۔ پہلے نظام آباد ضلع اعظم گڑھ کے ایک مدرسہ میں مدرس تھے لیکن ۲۰۲۳ء سے مدرسہ عربیہ دار العلوم برئی پور، محمد آباد میں پرائمری درجات میں استاذ ہیں۔ بغرض معاش کچھ سالوں تک سعودی عرب بھی رہے ہیں۔

مولانا محمد عرفات قاسمی (ولادت: ۱۳؍جولائی ۱۹۸۹ء بمطابق ۹؍ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ، جمعرات)

تصنیف و تالیف کے اعتبار سے حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ کی اولاد میں سب سے نمایاں نام آپ کے چھوٹے بیٹے مولانا محمد عرفات کا ہے۔ آپ ایک با صلاحیت نوجوان عالم دین ہیں۔ دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔ درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کا بھی ستھرا ذوق رکھتے ہیں اور ایک اچھے قلم کار ہیں۔ مجلّہ سراج الاسلام جو ایک غیر موقت رسالہ تھا کے مدیر تحریر رہ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ماہنامہ صدائے حرم گورکھپور کے مدیر تحریر ہیں۔ آپ کی ولادت بھیرہ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کے والد محترم مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں مدرس تھے اس لیے پرائمری کے ساتھ حفظ قرآن کریم اور عربی و فارسی کی مکمل تعلیم وہیں ہوئی پھر ۲۰۱۲ء میں دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی اور ۲۰۱۳ء میں تنظیم ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند کے ماتحت چلنے والے ادارہ معہد التخصص فی اللغۃ العربیۃ، ذاکر نگر، نئی دہلی میں داخلہ لیا لیکن ابھی دو ماہ ہی گزرے تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور مجبوراً آپ کو گھر واپس جانا پڑا اور پھر تعلیمی سلسلہ مزید آگے نہ بڑھ سکا۔

مشغولیات

اکتوبر ۲۰۱۳ء میں مدرسہ سراج العلوم سراج نگر، چھپرا ضلع مئو میں تدریس سے منسلک ہوئے، اس وقت وہاں تین جماعت قائم تھی، فارسی، عربی ششم اور عربی ہفتم۔ فارسی کی بیشتر کتابیں، عربی ششم کی ہدایہ، ہفتم کی مقدمہ شیخ عبد الحق اور نخبۃ الفکر آپ کے زیر تدریس تھیں۔ اس کے بعد ۲۰۱۸ء میں الجامعۃ الاسلامیہ، گورکھ ناتھ، گورکھپور چلے گئے، پانچ سال وہاں ہوئے تھے کہ ۲۰۲۲ء میں جامعہ کے مقامی ذمہ داروں نے اچانک بغیر کسی معقول وجہ کے فیصلہ لیا کہ شعبۂ عربی بند کر دیا جائے اور صرف ناظرہ اور حفظ قرآن کی تعلیم کو باقی رکھا جائے۔ اس فیصلے پر ناظم مدرسہ

مفتی مطیع الرحمٰن نے استعفیٰ دے دیا اور عربی کے اساتذہ کو لے کر عربی تعلیم کے لیے ایک نئے ادارہ کی بنیاد رکھی۔ اس نئے ادارہ کا نام دار الایمان ہے (مدرسہ کے سابقہ کے بغیر)۔ آپ بحیثیت صدر المدرسین تا حال وہیں تدریسی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ متوسطات کی متعدد کتابیں نور الانوار، اصول الشاشی، مرقات اور معلم الانشاء وغیرہ آپ کے زیر تدریس ہیں۔

درس قرآن و درس حجۃ اللہ البالغہ

۲۰۱۴ء اور ۲۰۱۵ء میں دو سال تک بڑہل گنج، گورکھ پور کی جامع مسجد میں قرآن کا درس دیا۔

۲۰۲۲ء سے تا حال اپنے وطن بھیرہ کی نئی جامع مسجد محلّہ پورب میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

اکتوبر ۲۰۲۲ء سے تا حال الفرقان سینٹر سے ہفتہ میں تین روز پیر، منگل اور بدھ آن لائن درس قرآن دے رہے ہیں۔

۲۰۲۴ء سے تا حال الفرقان سینٹر سے ہفتہ میں ایک دن حجۃ اللہ البالغہ کا آنلائن درس دیتے ہیں۔

تصنیف و تالیف

مایۂ ناز خواتین (۲۰۲۵)

الفرقان اردو (حصہ اول و دوم) ۲۰۲۵

مختار اردو (۲۰۲۵ء) یہ کتاب نیپال کے مکاتب کے لیے بطور نصاب تیار کی گئی ہے۔ اس کا پہلا اور دوسرا حصہ مطبوع ہو چکا ہے، بقیہ چار حصے زیر تالیف و ترتیب ہیں۔

کاروان حرم، سید المجاہدین سید احمد شہید کے سفر حج کی داستان (۲۰۱۷)

شیخ ابو الغوث گرم دیوان بھیروی: حیات و مکتوبات (۲۰۲۳)

مشاہیر علم و ادب کا گورکھپور سے ربط و تعلق (۲۰۲۴)

ترجمہ

انوار الصفی فی اظہار اسرار الجلی و الخفی، فارسی سے اردو ترجمہ (۲۰۲۳)

مناقب غوثی، فارسی سے اردو ترجمہ (غیر مطبوعہ)

ترتیب و تدوین

علوم و نکات، مجموعۂ مضامین مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ (۲۰۱۵)

نمونے کے انسان (۲۰۱۵)

سراپا اعجاز (۲۰۱۶)

بزم کہن (۲۰۱۷)

اعجاز نامے (۲۰۱۹)

نگارشات اعجاز (برقی ایڈیشن، ۲۰۲۰)

کلام جوہر (۲۰۲۲)

کلام کوثر (۲۰۲۳)

ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی بحیثیت مصنف (حصہ اول) از ڈاکٹر سفیر اختر، ترتیب وتقدیم،

ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی بحیثیت مصنف (حصہ دوم) از پروفیسر ریاض الرحمٰن شیروانی، ترتیب وتقدیم، ۲۰۲۳

ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی بحیثیت مصنف (حصہ سوم) از شکیل رشید، ترتیب وتقدیم، ۲۰۲۳

خاص نمبرات کی ادارت

مجلّہ سراج الاسلام چھپرا، مولانا محمد افضال الحق جوہر قاسمی نمبر

مجلّہ سراج الاسلام چھپرا، مولانا محمد ابوبکر غازی پوری نمبر

مجلّہ عکس، نوتنواں، مہراج گنج، مولانا اعجاز احمد اعظمی نمبر

مولانا شمشاد احمد مکھلی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۰ء بمطابق ۲؍جمادیٰ الاخریٰ ۱۴۱۰ھ، پیر)

شمشاد احمد ابن حاجی اشفاق احمد ابن مختار احمد مرحوم کی پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ فارسی کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کی پھر عربی اول تا عربی ششم مرکزی دار العلوم محمدیہ گھوسی میں پڑھا۔ اس کے بعد جامعہ یتیم خانہ مظہر العلوم بنارس سے ۲۰۰۹ء میں فراغت ہوئی۔

۹؍نومبر ۲۰۱۲ء میں پرانی چنگی جاجمئو کانپور (Purani Chungi Jajmau, Kanpur) میں شادی ہوئی جن سے دو بچے ہیں۔ تعلیم وتعلم سے فراغت کے بعد بغرض ملازمت فیملی ڈرائیور کی حیثیت سے کویت چلے گئے، بعد میں ذاتی گاڑی کے ذریعہ ہوم ڈیلیوری کا

کام شروع کیا اور پھر ٹیکسی ڈرائیونگ کا کام کرنے لگے جو تا حال جاری ہے۔ اپنے قدیم مکان واقع مکھلی سے منتقل ہو کر اب آپ اپنے جدید مکان، محلّہ تکیہ، عیدگاہ روڈ پر رہائش پذیر ہو گئے ہیں۔

مولانا محمد سعود، نیا پورہ (ولادت: ۱۲؍جنوری ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴؍۶؍۱۴۱۰ھ، جمعہ)

نام محمد سعود ابن حاجی حبیب الرحمٰن مرحوم ابن حاجی محمد عمر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں فارسی و عربی ششم تک کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد دار العلوم دیوبند میں سال ہفتم و دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۱۰ء میں فراغت ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ سالوں تک آپ درس و تدریس میں مشغول رہے لیکن بعد میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور گھریلو کاروبار میں مشغول ہیں۔

مولانا محمد عابد، گولا بازار (ولادت: ۱۷؍جنوری ۱۹۹۰ء بمطابق ۲؍۶؍۱۴۱۰ھ، بدھ)

نام محمد عابد ابن حافظ نثار احمد ابن حاجی محمد طاہر مرحوم ابن محمد زاہد ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ از فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پڑھا، جامعہ مظہر العلوم بنارس سے ۲۰۱۰ء میں فراغت ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ ہذا کے شعبۂ کمپوٹر میں ایک سال کا کمپیوٹر ڈپلومہ کیا۔ فراغت کے بعد کچھ سالوں تک آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول رہے پھر ۵؍نومبر ۲۰۲۴ء کو سعودی عرب چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا مفتی محمد ابراہیم مئوی، نئی بستی (ولادت: ۲؍فروری ۱۹۹۰ء بمطابق ۵؍۷؍۱۴۱۰ھ، جمعہ)

مولانا مفتی محمد ابراہیم قاسمی دراصل شہر مئو کے رہنے والے ہیں لیکن ۷؍ستمبر ۲۰۱۶ء بمطابق ۵؍ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ بروز بدھ آپ نے نئی بستی، بھیرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے۔ آپ حافظ عزیز الرحمٰن صاحب محلّہ پورب، صحن، بھیرہ استاذ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڑھ کے داماد ہیں۔ نام محمد ابراہیم ابن اخلاق احمد ابن نذیر احمد ابن ابوالحسن ہے۔ ولادت رگھوناتھ پورہ کلیان ساغر میں ہوئی۔ سرکاری دستاویزات کے مطابق تاریخ پیدائش وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی لیکن آپ کے بقول اصل تاریخ پیدائش ۱۹۸۵ء کے اواخر یا ۱۹۸۶ء کے اوائل کی ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ مفتاح العلوم کی شاخ بلڈنگ نمبر ۷ واقع

رگھوناتھ پورہ، مئو میں ہوئی اس کے بعد منشی اور عربی ہفتم تک کی تعلیم دارالعلوم مئو میں حاصل کی بعدازاں ۲۰۰۹ء میں دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کر کے فضیلت کی سند سے سرفراز ہوئے پھر ۲۰۱۰ء میں دارالعلوم مئو سے افتاء کا ایک سالہ کورس کرا فتاء کی سند حاصل کی۔ دارالعلوم مئو کے اساتذۂ کرام میں قاری ظفرالاسلام صاحب شیخ الحدیث وصدر مدرس مدرسہ ہذا، مفتی انور علی صاحب اعظمی، مولانا احمد اللہ صاحب قاسمی ندوی مئو اور مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد صاحب قاسمی کے نام ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے اساتذۂ کرام میں شیخ عبدالحق صاحب اعظمیؒ، مفتی سعید احمد صاحبؒ اور مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ امدادالعلوم کوپاگنج ضلع مئو سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا جہاں ڈیڑھ سال استاذ رہے اور درجاتِ عربی پنجم تک کی کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں اس کے بعد بلریا گنج کے نصیر پور ضلع اعظم گڑھ میں جامعۃ الفلاح کی شاخ جامعۃ الصلاح میں استاذ متعین ہوئے، یہاں بھی عربی پنجم تک کی کتابیں آپ سے متعلق ہوئیں، دو سال کی خدمت کی انجام دہی کے بعد ۲۰۱۴ء میں جامعہ رشیدیہ بمہور ضلع اعظم گڑھ سے منسلک ہو گئے جہاں تا حال مدرس ہیں اور درجات علیا میں شرح جامی، حسامی اور جلالین وغیرہ کتابیں آپ کی زیر تدریس ہیں۔ بھیرہ محمدی جامع مسجد، نئی بستی میں آپ جمعہ کی امامت کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں۔

اگست ۲۰۱۵ء میں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے، آپ کی چار اولاد (دو بچے، دو بچیاں) ہیں۔

مولانا محمد عمر قاسمی، محلّہ پچھّم (ولادت: ۴/مارچ ۱۹۹۰ء بمطابق ۶/شعبان ۱۴۱۰ھ، اتوار)

نام محمد عمر ابن محمد الیاس ابن عبدالمجید مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم اپنے برادر مکرم حافظ عبداللہ، ماسٹر فیاض احمد مئو اور ماسٹر انصار احمد کلہا پور بھیرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد دو سال فارسی اور عربی اول کی کتابیں مدرسہ منبع العلوم خیر آباد میں پڑھیں پھر مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل ہو کر عربی دوم سے عربی ششم تک کی تعلیم حاصل کی اس

کے بعد دار العلوم دیوبند گئے جہاں عربی ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۰۸ء میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ فضیلت کے بعد شعبۂ تفسیر میں داخلہ لے کر تفسیر کا ایک سالہ کورس بھی کیا اور اسی دوران شعبۂ کتابت سے کتابت بھی سیکھتے رہے۔

۵ر ستمبر ۲۰۱۰ء میں مولانا بدر الدین خیر آبادی کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح منعقد ہوا جن سے چار بچیاں ہیں۔ آپ مدرسہ عربیہ دار العلوم محمد آباد برئی پور ضلع مئو میں پرائمری درجہ دو کے استاذ ہیں۔

مولانا عبد الواسع، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۱۵ر مارچ ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۷ر شعبان ۱۴۱۰ھ، جمعرات)

نام عبد الواسع ابن حافظ نیاز احمد ابن عبد الحی مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں فارسی اول تا عربی ششم کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد دار العلوم دیوبند سے سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں فراغت ہوئی۔ فضیلت کے بعد مدرسہ انوار العلوم، آنوک ضلع اعظم گڑھ میں سات سال تک شعبۂ پرائمری درجہ پانچ میں مدرس رہے لیکن نامساعد حالات کی وجہ سے فروری ۲۰۱۵ء میں تدریس ترک کر کے سعودی عرب چلے گئے، دو سال بعد وطن واپسی ہوئی، ڈھائی سال گھر پر موجود رہے۔ اس کے بعد دوبارہ سعودی عرب کا سفر کیا اور چند سال رہنے کے بعد پھر وطن واپسی ہوئی اور گھریلو کاروبار میں مشغول ہو گئے۔

مولانا عبد اللہ تانے والا باغ (ولادت: ۳ر مئی ۱۹۹۰ء بمطابق ۸ر شوال ۱۴۱۰ھ، جمعرات)

نام عبد اللہ ابن حافظ عزیز الرحمٰن ابن حاجی عبد المنان مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ ضرار احمد، حافظ عبد الحی، مولوی محمد جمال اور ماسٹر انصار صاحبان سے حاصل کی۔ فارسی و عربی ششم تک کی تعلیم جامعہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ دار العلوم مئو سے ۲۰۰۹ء میں فراغت پائی۔ مئو کے اساتذہ میں مولانا فیاض احمد، مفتی انور علی، مولانا احمد اللہ وغیرہ کے نام ہیں۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۱ر جولائی ۲۰۱۷ء کو جناب شفیع الرحمٰن صاحب محلّہ پچھمّ بھیرہ کی

دختر کے ساتھ نکاح ہوا۔ جب تک آزاد ملی جونیئر ہائی اسکول بھیرہ کا قیام تھا آپ اس میں تدریس کی خدمات انجام دے رہے تھے۔

مولانا نعیم اختر، محلّہ پچھّم (ولادت: ۵؍مئی ۱۹۹۰ء بمطابق ۹؍شوال ۱۴۱۰ھ، سنیچر)

نام نعیم اختر ابن حاجی نیاز احمد ابن حبیب اللہ مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی اس کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں فارسی اول تا عربی ششم کی تعلیم حاصل کی پھر دارالعلوم دیوبند میں سال ہفتم اور دورۂ حدیث پڑھ کر ۲۰۰۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔ فضیلت کے بعد شعبۂ کمپیوٹر سے ایک سالہ کمپیوٹر کا کورس بھی مکمل کیا۔ بعد میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے اردو زبان وادب میں بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں بھی حاصل کیں۔

۲۷؍اپریل ۲۰۱۷ء کو رسول پور، مبارکپور میں شادی ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چند سالوں تک طلبہ کو انگلش اسپیکنگ کورس کراتے رہے، اس کے بعد مدرسہ نجم العلوم، پھول پور، اعظم گڑھ کے شعبۂ پرائمری میں تدریس کے لیے آپ کا تقرر ہوا اور تا حال وہیں یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی مقامی حکیم آفتاب احمد کی نگرانی میں حکمت وطبابت کی مشق بھی کر رہے ہیں۔

مولانا عبداللہ محلّہ پچھّم (ولادت: ۵؍مئی ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۰؍شوال ۱۴۱۰ھ، جمعرات)

نام عبداللہ ابن انوار الحق مرحوم ابن مولوی حکیم محمد احمد صاحب مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم ہوئی اس کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں فارسی اول تا عربی دوم کی تعلیم حاصل کی پھر مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل ہو کر عربی سوم تا عربی ششم کی کتابیں پڑھیں۔ ۲۰۰۸ء میں دارالعلوم وقف دیوبند سے فراغت ہوئی۔

۲۷ فروری ۲۰۱۲ء بروز منگل جناب عبدالحق صاحب محلّہ پورب بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ آپ کا عقد نکاح ہوا جن سے ایک بیٹا فہد ضیاء اللہ متولد ہے۔ آپ کی مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

مولانا سعید الظفر قاسمی محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۰؍مئی ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴؍شوال ۱۴۱۰ھ جمعرات)

تاریخی نام سعید الظفر احمد، والد کا نام عبدالغنی ہے اور دادا کا نام محمد عمر تھا۔ ابتدائی تعلیم

گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حافظ عبدالحی، مولوی دبیر احمد، منشی عبدالغفار، مولوی امتیاز احمد اور ماسٹر فیاض احمد مئو سے حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخلہ لیا جہاں مولانا عبدالمعبود قاسمی صاحب معروفی، مولانا خیرالبشر قاسمی صاحب، مولانا غلام محمد قاسمی صاحب، مولانا ابوبکر قاسمی صاحب معروفی، مولانا ریاض احمد قاسمی صاحب مدنیؒ، مولانا محمد صاحب اصلاحی، مولانا قاری نیاز احمد صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ مدرسہ نورالاسلام میں عربی ششم تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ہندوستان کی ممتاز دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند گئے اور وہاں کے معزز اساتذۂ کرام جیسے مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ (بخاری شریف اول)، مولانا عبدالحق صاحب اعظمیؒ (بخاری شریف ثانی)، مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری، علامہ قمرالدین صاحبؒ، بحرالعلوم مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی، مولانا سید ارشد صاحب مدنی، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ، مولانا ریاست علی صاحب بجنوریؒ، مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی، مولانا قاری عثمان صاحب منصور پوریؒ، مفتی امین صاحب پالن پوری سے اکتساب علم کرکے ۲۰۰۶ء میں سند فراغت حاصل کی اور ۲۰۰۷ء میں تکمیل ادب کا کورس بھی مکمل کیا۔ ابتداء سے ہی آپ ایک محنتی طالب علم تھے چنانچہ از ابتداء تا انتہاء ہمیشہ ممتاز نمبرات سے کامیاب ہوتے رہے۔

درس وتدریس

۲۰۰۷ء میں تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد آپ نے مدرسہ قاسم العلوم مرادآباد سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور وہاں دو سال تک مقیم رہے۔ اس دوران مدرسہ علوم القرآن کریاواں ضلع اعظم گڑھ کے بلاوے پر کریاواں آ گئے مگر مرادآباد کی انتظامیہ کے اصرار پر کچھ دنوں بعد دوبارہ مرادآباد چلے گئے۔ ۲۰۱۰ء میں مفتی عبداللہ صاحب معروفی صدر شعبۂ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند کے توسط سے جامعہ دارالعلوم رحمانیہ حیدرآباد میں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور تاحال وہیں تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرنے میں مشغول ومنہمک ہیں۔ ابتدائی درجات سے لے کر عربی ہفتم تک کی کتابیں آپ کے زیر تدریس ہیں۔ ایک محنتی اور ایماندار مدرس ہونے کے

ساتھ دارالاقامہ اور طلبہ کی انجمن تہذیب الکلام کی نظامت کی ذمہ داریاں بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ جامعہ دارالعلوم رحمانیہ حیدرآباد میں اہل سنت و جماعت کا سب سے قدیم ادارہ ہے اور طلبہ کی تعداد کے اعتبار سے سب سے بڑا مدرسہ ہے جہاں اقامتی اور غیر اقامتی طلبہ کی تعداد کم وبیش ایک ہزار ہے۔

عقد سعید

۵ / اکتوبر ۲۰۱۵ء میں محترم جناب فضل حق صاحب نزد مسجد ذی النورین بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ انتہائی سادہ انداز میں آپ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے تین بچوں کی ولادت ہو چکی ہے۔

مولانا محمد حارث قاسمی مقیم گھوسی (ولادت: ۳۰ / اگست ۱۹۹۰ء بمطابق ۹ / صفر ۱۴۱۱ھ جمعرات)

نام محمد حارث ابن قاری سلمان اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم ہے۔ آپ کا آبائی مکان محلّہ پورب میں نئی جامع مسجد کے پاس ہے لیکن نقل مکانی کر کے آپ اپنے نانیہال گھوسی میں مقیم ہو گئے ہیں۔ گھر پر والدین سے حروف تہجی کی پہچان کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ ضرار احمد، جناب خیر اللہ مرحوم، حافظ عبدالحی، مولوی محمد جمال، مولوی منور، مولوی ذکاء اللہ، مولوی صدیق احمد ولید پور اور ماسٹر انصار احمد کلہا پور بھیرہ سے پرائمری تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں داخل ہو کر مولانا عبدالمعبود معروفی، مولانا ابوبکر معروفی، مولانا غلام محمد ولید پور، مولانا ریاض احمد بھیرہ، مولانا خیر البشر نیا پورہ، مولانا محمد اصلاحی ولید پور، قاری نیاز احمد اور ماسٹر نور العین بھیرہ کے ذریعہ فارسی اول تا عربی ششم کی کتابیں پڑھیں۔ مدرسہ نور الاسلام کے بعد ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۰۰۹ء میں سال ہفتم میں داخلہ کے لیے دیوبند گئے اور شعبان ۱۴۳۲ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۱ء میں فراغت ہوئی۔ دیوبند کے اساتذہ میں مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب، مفتی سعید احمد پالنپورؒ، مولانا عبدالحق اعظمیؒ، مولانا نعمت اللہ اعظمی، مولانا قمر الدین گورکھپوریؒ، مولانا محمد ارشد مدنی، مولانا ریاست علی بجنورؒی وغیرہ کے نام ہیں۔

تکمیل علوم

فضیلت کی تکمیل کے بعد شعبۂ تکمیل علوم میں داخلہ لیا لیکن کچھ عوارض کی وجہ سے

دوران سال ہی تعلیم ادھوری چھوڑ کر وطن واپس ہونا پڑا۔

تخصص فی الحدیث

دیوبند سے فراغت کے بعد شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۲ء میں مظاہر علوم سہارنپور کے شعبۂ تخصص فی الحدیث میں داخلہ لیا اور دو سال تک علم حدیث میں تخصص کی تعلیم حاصل کی۔ تخصص فی الحدیث کے اساتذہ میں مولانا زین العابدین صاحب معروفی، مولانا خالد سعید مبارکپور، مولانا عبدالعظیم دہلی، مولانا محمد معاویہ سعدی اور مولانا محمد یوسف سورت کے نام ہیں۔

عقد نکاح

۶/اپریل ۲۰۱۶ء کو مولانا ابوعبیدہ ابن مولانا زین العابدین صاحب معروفی کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے ایک بچہ اور تین بچیوں کی ولادت ہو چکی ہے۔

مشغولیات

تخصص فی الحدیث سے فراغت کے بعد شوال ۱۴۳۵ھ بمطابق اگست ۲۰۱۴ء میں علاقہ کے معروف مدرسہ مرکزی دارالعلوم محمدیہ گھوسی میں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور یہیں سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ یہاں دو سال کی خدمت تدریس کے بعد مفتی عبداللہ صاحب معروفی استاذ تخصص فی الحدیث دارالعلوم دیوبند کی ایماء پر ادارہ فیض دارین ورٹھی وایا کیم ضلع سورت، گجرات میں بحیثیت استاذ تخصص فی التفسیر تشریف لے گئے لیکن وہاں کا ماحول اور آب و ہوا راس نہ آنے کی وجہ سے ایک ہی ہفتہ میں واپسی ہوگئی اور گھوسی میں دوبارہ اپنی سابقہ جگہ پر بحال ہو گئے۔ مرکزی دارالعلوم محمدیہ گھوسی میں دو سال کی تدریس کے بعد وہاں سے مستعفی ہو کر ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۸ء میں جامعہ دارالعلوم یاقوت پورہ، حیدرآباد دکن گئے اور وہاں ایک سال رہے۔ اس کے بعد ۲۹/جون ۲۰۱۹ء میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں آپ کا تقرر عمل میں آیا جہاں ۱۵/محرم ۱۴۴۵ھ بمطابق ۳/اگست ۲۰۲۳ء، جمعرات تک خدمات انجام دیں۔ آسان منطق، مرقات، حسامی، نزھۃ النظر، شمائل ترمذی اور جامع ترمذی آپ کے زیر تدریس کتابیں رہیں۔ پھر ۱۶/اگست ۲۰۲۳ء بمطابق ۲۸/محرم ۱۴۴۵ھ بروز بدھ حکومتِ اتر پردیش سے ملحق مدرسہ جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس میں آپ کا تقرر ہوا اور تا حال وہیں استاذ ہیں۔

ابتدائی درجات سے لے کر اعلی درجات تک کی چھوٹی بڑی مختلف کتابیں آپ کے زیر تدریس ہیں۔

مولانا فرخ جمال محلّہ پورب (ولادت: ۱۵/اکتوبر ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۵/ربیع الاول ۱۴۱۱ھ، پیر)

نام فرخ جمال ابن ظہیر الحسن مرحوم ابن عبد السلام مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ پورب، بھیرہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ جامع العلوم کوپا گنج میں مولانا انظار احمد مرحوم، عبد العلام مرحوم، ماسٹر قیام الدین، ماسٹر فیض الرحمٰن، ماسٹر منصور عالم اور مولانا افتخار عالم وغیرہ سے حاصل کی۔ فارسی وعربی کی مکمل تعلیم بھی مدرسہ ہذا میں مفتی نسیم اللہ، مولانا نذیر احمد، مولانا شمیم الاسلام اور مفتی جنید احمد وغیرہ سے حاصل کر کے ۲۰۰۹ء میں وہیں سے سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ فضیلت کے بعد آپ نے کمپیوٹر کا دوسالہ ڈپلومہ بھی کیا اور ۲۰۱۱ء و ۲۰۱۳ء میں بالترتیب حبیب انٹر کالج کوپا گنج ضلع مئو سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد تین سال تک جامعۃ البنات جیَن پور، اعظم گڑھ میں تدریس کی خدمت انجام دی لیکن بعد میں فکر معاش کی تلاش میں دوسال کے لیے بیرونِ ملک کا سفر کیا اور پھر گھر واپسی ہوئی اور آبائی پیشہ میں مشغول ہو گئے۔

مولانا محمد اسعد قاسمی (ولادت: ۱۵/اکتوبر ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۴/ربیع الاول ۱۴۱۱ھ، پیر)

شریف، با اخلاق اور خوش مزاج نوجوان عالم دین ہیں۔ نام محمد اسعد ابن حافظ نثار احمد مرحوم ہے۔ محلّہ پورب، قدیم ہوٹل کے پاس مکان ہے۔ درجۂ اطفال تا پرائمری درجہ پنجم کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی، اساتذۂ کرام میں مولوی محمد زاہد مرحوم، حافظ عبد الحی، مولوی عبد الصمد صاحب قتیل دیوکلی، مولوی امتیاز احمد صاحب مرحوم، ماسٹر فیاض احمد اور ماسٹر انصار احمد وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد فارسی اول کی تعلیم مدرسہ ہذا میں قاری عبد الباری صاحب ولید پور سے حاصل کی۔ اس کے بعد عربی تعلیم کے لیے مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور گئے جہاں عربی دوم تک کی تعلیم مولانا عتیق الرحمٰن صاحب، مفتی منظور احمد صاحب بھیرہ، قاری سیف الدین صاحب بھیرہ اور مولانا عبد السلام صاحب بڑہل گنج سے حاصل کی پھر عربی سوم میں داخلہ کے لیے مدرسہ نور الاسلام ولید پور چلے آئے اور یہاں مولانا عبد المعبود صاحب معروفی، مولانا ابو بکر صاحب معروفی، مولانا خیر البشر قاسمی صاحب، مولانا محمد صاحب اصلاحی کے زیر تدریس عربی ششم تک کی تعلیم مکمل کی، یہیں سے دیوبند گئے اور ۲۰۰۸ء میں

سند فراغت حاصل کی۔ دیو بند سے فراغت کے بعد عصر حاضر سے ہم آہنگ ہونے کے لیے دار العلوم کے شعبۂ کمپیوٹر میں داخلہ لیا اور کمپیوٹر کے ساتھ مولانا صلاح الدین قاسمی اور مولانا حسین احمد قاسمی صاحب کے ذریعہ انگلش زبان کی تعلیم بھی حاصل کی۔ اس طرح ۲۰۰۹ء میں کمپیوٹر کا ایک سالہ کورس بھی مکمل کیا۔ اس کے بعد باقاعدہ انگلش زبان سیکھنے کے لیے کاندھلہ ضلع مظفر نگر کے مدرسہ اسلامیہ سلیمانیہ کے دو سالہ انگلش کورس Diploma in English Language and Literature کیلئے شعبۂ انگلش میں داخلہ لے کر دو سال تک انگلش زبان و ادب کی تعلیم حاصل کی اور ۲۰۱۱ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ انگلش زبان کے اساتذۂ کرام میں مولانا محمد عمیر صاحب، مولانا محمد ثاقب صاحب، مولانا محمد عامل صاحب اور مولانا محمد توقیر صاحب (موجودہ استاذ دار العلوم دیو بند) کے نام شامل ہیں۔

مشغولیات

انگلش کا کورس مکمل کرنے کے بعد مولانا حبیب اللہ مدنی صاحب سہارن پور کے مدرسہ میں کچھ ماہ بحیثیت کمپیوٹر آپریٹر کام کیا اس کے بعد وہاں سے دہلی چلے گئے جہاں ''چھوٹی مسجد حوض رانی، مالویہ نگر'' میں ایک سال تک تدریس کی خدمت انجام دی۔ پھر اگست ۲۰۱۳ تا مئی ۲۰۱۶ء اسماء عربک کالج، پارہ کمال، جون پور میں استاذ رہے اور ساتھ ہی مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی سے اسلامیات (Islamic Studies) میں گریجویشن بھی کرتے رہے جو ۲۰۱۶ء میں مکمل ہوا۔ اس کے بعد کچھ ذاتی وجوہات کی بناء پر تقریباً ایک سال تک آپ کا یہ تدریسی سلسلہ منقطع رہا لیکن پھر جون ۲۰۱۷ء میں اپنے وطن بھیرہ کے مدرسہ تعلیم القرآن کے شعبۂ پرائمری میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا جو ۲۰۲۳ء کے اخیر تک چلا، ساتھ ہی DCSK کالج مئو سے ۲۰۱۹ء میں ایم اے اردو کی ڈگری بھی حاصل کی۔ آج کے زمانہ میں مدارس کے نوجوان فضلاء کے لیے رزق کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے جو مدارس کی قلیل تنخواہوں سے حل نہیں ہوتا نظر آتا اس لیے خواہی نہ خواہی بہت سے باصلاحیت فضلاء بھی تلاش معاش کی فکر میں ادھر ادھر سرگرداں نظر آتے ہیں چنانچہ ۲۳ ردسمبر ۲۰۲۳ء کو الخیر گروپ نامی کمپنی میں کام کرنے کے لیے آپ بھی شارجہ چلے گئے اور تا حال وہاں ٹائپنگ کا کام کرتے ہیں۔

مولانا ابوطلحہ محلّہ پچھّم (ولادت: ۷؍دسمبر ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۹؍جمادیٰ الاولیٰ ۱۴۱۱ھ، جمعہ)

نام ابوطلحہ ابن عبدالقیوم ابن محمد عمر مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم درجہ ششم تک مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کی پھر دارالعلوم دیوبند سے ۲۰۱۰ء میں فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد آپ نے چار سال تک جامعہ اسلامک اکیڈمی نظام آباد، اعظم گڑھ کے شعبۂ پرائمری میں تدریس کے ساتھ ساتھ شاہی جامع مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیا لیکن اس کے بعد تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب کے شہر جدہ چلے گئے اور تاحال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا ابوہریرہ ابن خلیل الرحمٰن نیا پورہ (۵؍فروری ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۰؍رجب ۱۴۱۱ھ، منگل)

نام ابوھریرہ خلیل قاسمی ابن خلیل الرحمٰن ابن حاجی محمد عمر ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں ہوئی۔ اساتذۂ کرام میں حافظ محمد سلیمان صاحب مرحوم، قاری امیر الدین صاحب بھیرہ، مولانا صلاح الدین صاحب کرہاں، مولانا انیس الرحمٰن صاحب ولید پور، ماسٹر سراج الحق صاحب، ماسٹر عبدالخالق صاحب اور ماسٹر محمد ادریس صاحب ہیں۔

حفظ قرآن کریم

مدرسہ منصور العلوم محلّہ اتر ولید پور میں قاری خیر البشر صاحب کی ماتحتی میں حفظ قرآن کی ابتداء کی اس کے بعد جامعہ نورالاسلام ولید پور میں قاری توقیر عالم اریاوی صاحب کے زیر تدریس پڑھے اور پھر مدرسہ ہذا میں حافظ محمد اسلم صاحب کی نگرانی میں تکمیل ہوئی۔

فارسی وعربی کی تعلیم

فارسی وعربی کی تعلیم بھی از ابتداء تا درجہ ششم مدرسہ نور الاسلام، ولید پور میں مکمل کی، اساتذۂ کرام میں مولانا عبد المعبود صاحب معروفی، مولانا خیر البشر قاسمی صاحب، مولانا غلام محمد قاسمی صاحب، مولانا ابوبکر صاحب معروفی، مولانا محمد انصاری صاحب اصلاحی، مولانا قاری نیاز احمد قاسمی صاحب اور ماسٹر نورالعین علیگ صاحب کے نام شامل ہیں۔

۲۰۱۳ء بمطابق ۱۴۳۴ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت ہوئی اور اساتذۂ کرام میں مولانا مجیب اللہ گونڈوی، مفتی امین صاحب پالنپوری، مولانا مفتی یوسف صاحب تاولی،

مولانا ریاست علی صاحب بجنوریؒ، مولانا قاری عثمان صاحبؒ، شیخ ثانی عبدالحق اعظمیؒ، شیخ الحدیث مفتی سعید احمد پالنپوریؒ، مولانا عبدالخالق سنبھلیؒ، مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی، مولانا سید ارشد مدنی صاحب، مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، بحر العلوم مولانا نعمت اللہ معروفی صاحب اور مولانا عبدالخالق مدراسی وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

فراغت کے کچھ سالوں بعد سے محمد پور ضلع اعظم گڑھ میں واقع معاذ بن جبل نامی اسکول میں اردو اور قرآن کی تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ۲۲/اکتوبر ۲۰۱۹ء میں رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔

مولانا کرامت علی (ولادت: ۸/دسمبر ۱۹۹۱ء بمطابق یکم جمادیٰ الاخریٰ ۱۴۱۲ھ، اتوار)

کرامت علی ابن عبدالحی مرحوم ابن محمد شفیع مرحوم نام ہے۔ محلّہ پورب، بھیرہ میں ولادت ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا جمال احمد، مولانا محمد صدیق، مولوی عبدالصمد دیوکلی اور ماسٹر انصار کلہا پور بھیرہ سے حاصل کی۔ فارسی اول تا عربی دوم مدرسہ شیخ الاسلام، شیخو پور میں مولانا محمد اظہار و مفتی منظور احمد بھیرہ وغیرہ سے اور عربی سوم تا عربی پنجم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں مولانا عبدالمعبود معروفی، مولانا ابوبکر معروفی اور مولانا غلام محمد وغیرہ سے پڑھا۔ ۲۰۰۹ء میں جامعہ مظہر العلوم بنارس سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد مدرسہ ریاض العلوم، چوکیہ، گورینی، جون پور سے افتاء کا ایک سالہ کورس کر کے افتاء کی سند حاصل کی اور بعد میں شبلی کالج اعظم گڑھ سے بی اے بھی کیا۔

۲۷/جون ۲۰۱۹ء کو حاجی عبداللہ مرحوم محلّہ پورب بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔ فضیلت کے بعد تقریباً آٹھ ماہ منجیر پٹی اعظم گڑھ کے ایک مدرسہ میں مدرس رہے، اس کے بعد آندھرا پردیش کے ایک مدرسہ میں چلے گئے جہاں ایک سال رہے لیکن نامساعد حالات کی وجہ سے وہاں سے مستعفی ہو کر گھر آ گئے اور ساڑیوں کی تجارت شروع کی جو تا حال جاری ہے۔

مولانا محمد حامد (ولادت: ۲/جنوری ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۶/جمادیٰ الاخری ۱۴۱۲ھ، جمعرات)

نام محمد حامد نیازی ابن نیاز احمد ابن عبدالسلام مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ پورب، بھیرہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد فارسی اول تا عربی ششم

کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور اور سال ہفتم و دورۂ حدیث شریف جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں پڑھ کر ۲۰۱۱ء میں سند فراغت حاصل کی پھر جامعہ عربیہ مفتاح العلوم مئو سے افتاء کا کورس بھی کیا۔ شعبۂ افتاء کے اساتذۂ کرام میں مولانا ابوسفیان مفتاحی، مولانا محفوظ الرحمٰن مفتاحی، مفتی افتخار احمد اور مولانا ارشاد احمد مئو کے نام شامل ہیں۔

۲/اگست ۲۰۱۵ء کو خیر آباد میں شادی ہوئی۔ تعلیم وتعلم سے رسمی فراغت کے بعد درس وتدریس کو اپنا مشغلہ بنایا، درمیان میں یہ سلسلہ منقطع ہوگیا اور گھریلو کاروبار میں مشغول ہوگئے تھے لیکن درمیان میں کچھ دنوں مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں مدرس رہے اور فی الحال مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں درجہ چار میں استاذ ہیں۔

مولانا زاہد فیصل قاسمی (ولادت: ۷/مارچ ۱۹۹۲ء بمطابق ۲/رمضان ۱۴۱۲ھ، سنیچر)

صالح اور نوجوان عالم دین ہیں، نیک طبیعت ونیک سیرت انسان ہیں۔ والد کا نام ظفر احمد ہے۔ پرورش اور تعلیم وتربیت ننیہالی گاؤں بھیرہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی محمد ظاہر، حافظ عبدالحی، مولوی محمد جمال، ماسٹر محمد انصار اور قاری عبدالباری مرحوم سے حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی اول تا عربی ششم کی کتابیں مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں مولانا عبدالمعبود، مولانا ابوبکر، مولانا غلام محمد، مولانا خیر البشر، مولانا محمد، قاری نیاز احمد اور مولانا ریاض احمد مرحوم وغیرہ سے پڑھیں پھر دار العلوم دیوبند میں سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف مکمل کرنے کے بعد ۲۰۱۰ء میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ دیوبند کے اساتذۂ کرام میں مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مفتی محمد یوسف مظفر نگر، مفتی محمد امین پالنپور، مولانا محمد احمد فیض آباد، مولانا خورشید گیاوی، مولانا نعمت اللہ اعظمی، مولانا ارشد مدنی، مولانا عبدالخالق سنبھلی، قاری محمد عثمان، مولانا عبدالحق اعظمی، مفتی سعید احمد پالنپوری وغیرہ ہیں۔ دیوبند سے فضیلت کے بعد مدرسہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر، اعظم گڑھ میں مولانا ظفر احمد صاحب مکی کی زیر نگرانی ایک سالہ عربی ادب اور اس کے بعد مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور سے آپ نے افتاء کا کورس بھی مکمل کیا۔

۱۲/مارچ ۲۰۱۸ء کو کوپا گنج کے رہنے والے جناب مولانا اعجاز احمد صاحب مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ آپ عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔

تدریسی خدمات

تعلیم سے فراغت کے بعد قرب و جوار کے معروف ادارہ مرکزی دار العلوم محمدیہ، گھوسی ضلع مئو میں آپ کو خدمت تدریس کا موقع میسر ہوا، متوسطات تک کی متعدد کتابیں آپ کے زیر تدریس رہیں۔ غالبا ۲۰۲۳ء میں وہاں سے گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے شعبۂ عربی نسواں میں چلے آئے اور تا حال یہیں پر مدرس ہیں۔ آپ سے متعلق کتابیں شرح مأۃ عامل، ترجمۂ قرآن، العقیدۃ الطحاویۃ، سراجی، جامع ترمذی اول وثانی اور شمائل ترمذی ہیں۔

مولانا محمد ارشد قاسمی (ولادت: ۱۲/مارچ ۱۹۹۲ء بمطابق ۷/رمضان ۱۴۱۲ھ، جمعرات)

نام محمد ارشد ابن حاجی مسعود احمد ہے، دادا کا نام عبد الباقی ابن نصیر احمد ابن حسین احمد مرحوم تھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ رحیمیہ میں مولوی عبد الغفار، مولانا محمد جمال، مولانا محمد صدیق اور ماسٹر انصار احمد کلہاپور بھیرہ میں ہوئی۔ فارسی وعربی ششم تک کی تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں مولانا محمد افضل، مولانا محمد اصغر اور مولانا ضیاء الدین صاحبان وغیرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد سال عربی ہفتم و دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند میں پڑھ کر ۲۰۰۹ء میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ دیوبند کے اساتذہ میں مولانا محمد ارشد مدنی، مولانا نعمت اللہ، مولانا عبد الحق اعظمی اور مولانا ریاست علی رحمہما اللہ وغیرہ ہیں۔ فضیلت کے بعد ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۱ء تک انٹریکش کمپیوٹر سینٹر محمد آباد گوہنہ سے Advanced Diploma in Computer Applications (ADCA) نامی کمپیوٹر کا ڈیڑھ سالہ ڈپلومہ بھی کیا، ساتھ ہی MGC Coaching Center, Mohammadabad سے ۲۰۱۲ء تک انگلش زبان وادب کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۲/اپریل ۲۰۱۲ء سے ۲۶/مئی ۲۰۱۴ء تک بی ایس آر کے انٹر کالج (BSRK Inter College) رام نگر موڑ، کھلیسا، ولید پور میں انگلش زبان کے استاذ رہے لیکن بعد میں تدریس کا سلسلہ ترک کر کے آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول ہو گئے۔

۲۰/مئی ۲۰۲۳ء بمطابق ۲۹/شوال ۱۴۴۴ھ بروز سنیچر مولانا عبد الرب قاسمی صاحب مرحوم سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ جامعہ انوار العلوم جہانا گنج، اعظم گڑھ کی صاحبزادی کے ساتھ

رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے ایک بچہ کی ولادت ہوئی لیکن پانچویں دن ہی اس کی وفات ہوگئی۔

مولانا احمد ظفر حقی، آٹو اسٹینڈ (ولادت: ۲؍مئی ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۸؍شوال ۱۴۱۲ھ، سنیچر)

نام احمد ظفر ابن مولانا ظفر احمد قاسمی ابن مولانا محمد یوسف مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم از اطفال تا درجہ تین گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ہوئی اور درجہ چار و پانچ جامعۃ الفلاح بلریا گنج میں پڑھا۔ فارسی اول اور فارسی دوم کی تعلیم مدرسہ وصیت العلوم کوپا گنج اور مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں بالترتیب حاصل کی۔ اس کے بعد عربی اول سے فضیلت تک مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر میں پڑھ کر ۲۰۱۵ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ فضیلت کے بعد تقریباً پانچ سال تک تدریس سے وابستہ رہے پھر آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول ہو گئے لیکن اگست ۲۰۲۴ء سے دوبارہ مدرسہ انوار العلوم، بندی گھاٹ ضلع مئو کے شعبۂ پرائمری میں تدریس سے منسلک ہو گئے ہیں۔

۲۸؍اپریل ۲۰۱۹ء کو حقیقی ماموں مفتی منظور احمد قاسمی صاحب بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی۔ آپ کی تین اولاد ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔

مولانا زہیر منظور قاسمی (ولادت ۲۸؍جولائی ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۶؍محرم ۱۴۱۳ھ، منگل)

نام زہیر منظور ابن مفتی منظور احمد قاسمی ہے، تاریخی نام "زہیر مناظر" ہے جو آپ کے سن ولادت ۱۴۱۳ھ کی طرف غماز ہے یا دوسرا تاریخی نام ''شیر دین زہیر منظور'' ہے جو عیسوی سن ۱۹۹۲ء کو بتاتا ہے۔ دادا کا نام عبد الباقی ابن نصیر احمد ابن حسین احمد مرحوم تھا۔ ناظرۂ قرآن پاک گھر پر والدین کے ذریعہ اور پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی، اساتذۂ کرام میں حافظ عبد الحی مرحوم، مولانا محمد منور قاسمی، مولانا ذکاء اللہ قاسمی، ماسٹر خیر البشر اور ماسٹر انصار کلہاپور بھیرہ وغیرہ کے نام ہیں۔ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور اعظم گڑھ میں داخل ہوئے اور ۲۰۰۵ء میں حافظ ولی اللہ صاحب ضلع چمپارن کی زیر نگرانی حفظ مکمل کیا۔ آپ کے والد مفتی منظور احمد صاحب چونکہ مدرسہ ہذا میں استاذ تھے اس لیے حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد وہیں پر فارسی و عربی ششم تک کی تعلیم مکمل کر کے ۲۰۱۴ء میں

دارالعلوم دیوبند سے سندفراغت حاصل کی۔ شیخو پور کے اساتذۂ کرام میں مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ، آپ کے والد مفتی منظور احمد قاسمی، مولانا سفیان احمد قاسمی، مولانا ضیاء الحق قاسمی عرف حاجی بابو خیرآباد وغیرہ کے نام بطور خاص شامل ہیں۔ دارالعلوم دیو بند سے فراغت کے بعد حضرت مولانا وحیدالزماں صاحب کیرانویؒ کے ایک خاص شاگرد مولانا مفتی اسعد قاسم قاسمی صاحب سنبھلی کے ذریعہ قائم کردہ جامعہ شاہ ولی اللہ دہلوی مرادآباد سے ۲۰۱۵ء میں آپ نے تکمیل ادب کی تعلیم مکمل کی۔ تکمیل ادب کے بعد حیدرآباد شہر سے جنوب مغرب میں سوکلومیٹر کی دوری پر واقع کِشٹا پور نامی گاؤں میں ایک نومسلم کے ذریعہ قائم کیے گئے فیض القرآن نامی مدرسہ میں ۲۰۱۵ء سے ۲۰۲۲ء تک درس وتدریس کی خدمات انجام دیں، وہاں علم الصیغہ، نورالایضاح، شرح مأۃ عامل، ترجمۂ قرآن اور شرح تہذیب وغیرہ کتابیں آپ سے متعلق رہیں پھر ۲۰۲۲ء میں ہی ادارہ عربیہ اشرف العلوم، کُرتھیا ضلع مہراج گنج، اتر پردیش آ گئے جس سے تا حال وابستہ ہیں اور درجات عربی پنجم تک کی کتابیں آپ کے زیر تدریس ہیں۔

۲۷/اپریل ۲۰۱۹ء کو خیرآباد کے رہنے والے الحاج ابواللیث صاحب کی دختر سے عقد نکاح ہوا، آپ کی دو اولاد (ایک بچی اور ایک بچہ) ہیں۔

مولانا خیر اللہ نیا پورہ (ولادت: ۳۰/نومبر ۱۹۹۲ء بمطابق ۵/جمادیٰ الاخریٰ ۱۴۱۳ھ، پیر)

نام خیر اللہ ابن حافظ حفیظ الرحمٰن ابن حاجی محمد عمر ہے اور جائے ولادت نیا پورہ ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حافظ محمد سلیمان، حافظ قاری امیر الدین، مولانا صلاح الدین کرہاں، مولانا انیس الرحمٰن، ماسٹر سراج الحق، ماسٹر عبدالخالق اور ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم سے ہوئی۔ فارسی وعربی کی تعلیم مدرسہ ہذا میں ماسٹر نورالعین، مولانا عبدالمعبود، مولانا ابوبکر، مولانا غلام محمد، مولانا خیر البشر، مولانا محمد اصلاحی، قاری نیاز احمد سے حاصل کی۔ اس کے بعد موقوف علیہ جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس میں مولانا محمد وسیم بنارسی، مولانا توقیر احمد جونپور، مولانا جمیل احمد معروفی، مولانا رضوان احمد معروفی، مولانا عمران احمد معروفی، مولانا ابوصالح صاحب بنارس سے پڑھنے کے بعد دارالعلوم وقف دیوبند سے ۲۰۱۴ء بمطابق ۱۴۳۵ھ میں فراغت ہوئی۔ اساتذہ میں مولانا محمد سالمؒ، مولانا محمد اسلمؒ، مولانا احمد خضر کشمیری، مولانا محمد سفیان

دیوبند، مولانا محمد اسلام بہار، مولانا مفتی محمد عارف دیوبند، مولانا مفتی احسان احمد، مولانا عبد اللطیف، مولانا محمد حسن، مولانا قمر الدین، مولانا محمد فاروق، مولانا فرید الدین، مولانا غلام نبی کشمیریؒ کے نام شامل ہیں۔

مولانا ابواللیث نیا پورہ (ولادت: ۱۵؍دسمبر ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۰؍جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ، منگل)

نام ابواللیث عمری ابن خلیل الرحمٰن ہے اور دادا کا نام حاجی محمد عمر مرحوم تھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں ہوئی، اساتذۂ کرام میں حافظ محمد سلیمان صاحب مرحوم، قاری امیر الدین بھیرہ، مولانا صلاح الدین کرہاں، مولانا انیس الرحمٰن، ماسٹر سراج الحق، ماسٹر عبد الخالق اور ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم ہیں۔ فارسی وعربی کی تعلیم بھی مدرسہ ہذا میں مکمل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا عبد المعبود صاحب معروفی، مولانا خیر البشر صاحب، مولانا غلام محمد صاحب، مولانا ابوبکر صاحب معروفی، مولانا محمد انصاری صاحب ولید پور، مولانا قاری نیاز احمد صاحب اور ماسٹر نور العین صاحب کے نام ہیں۔

۲۰۱۲ء میں دار العلوم وقف دیوبند سے فراغت ہوئی۔ دار العلوم سے فراغت کے بعد ۲۰۱۴ء میں معہد الدراسات العلیا میں عربی اور انگلش ٹرانسلیشن کا کورس مکمل کیا۔ اس کے بعد تنظیم ابنائے قدیم دار العلوم دیوبند کے تحت چلنے والے ادارہ معہد التخصص فی اللغۃ العربیہ، نئی دہلی کے دوسالہ عربی ادب کے کورس میں داخلہ لیا لیکن ایک سال کے بعد ہی وہاں سے نکل گئے اور دہلی یونیورسٹی دہلی سے ایک سالہ عربی ڈپلومہ کا کورس کیا اور اسی دوران جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی سے پرائیویٹ گریجویشن بھی کرتے رہے جو ۲۰۱۷ء میں مکمل ہوا۔

جامعہ ملیہ سے گریجویشن کے بعد ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں پانچ ماہ کے کانٹریکٹ پر ایک پروجیکٹ کے لیے آپ کا تقرر ہوا، اسکے بعد گوگل کمپنی میں چار مہینے کے لیے عربک لینگویج ایکسپرٹ کے طور پر کام کیا پھر خارج اوقات میں اسلامک ریلیف کے ایک پروجیکٹ کی کچھ کتابوں کا انگلش سے اردو میں ترجمہ کیا، اس دوران ساتھ ہی ساتھ جامعہ ملیہ اسلامیہ سے ماسٹر کی تعلیم بھی جاری رہی۔ دریں اثناء ایک امریکن ملٹی نیشنل کمپنی، حیدر آباد سے پیش کش مل گئی اور فی الحال اسی کمپنی میں دوسال سے لینگویج ایکسپرٹ کے طور پے کام کر رہے ہیں۔

مولانا محمد عاصم ابن عبدالمعید (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۳ء بمطابق ۷/رجب ۱۴۱۳ھ، جمعہ)

محمد عاصم ابن عبدالمعید مستری ابن مولانا محمد عمر مرحوم کی پرائمری تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب، بھیرہ میں ہوئی اور فارسی وعربی کی تعلیم جامعہ رشیدیہ بہور میں حاصل کی پھر مدرسہ تعلیم الدین مئو سے ۲۰۱۸ء میں فراغت پائی۔ فراغت کے بعد دلدارنگر، غازی پور کے مدرسہ جامعہ کریمیہ میں ایک سال تک شعبۂ حفظِ قرآن کریم میں تجوید کے مدرس رہے اس کے بعد مدرسہ عربیہ دارالفلاح، دریاپور، پوسٹ بھادوں ضلع اعظم گڑھ میں ایک سال تک شعبۂ پرائمری میں تدریس سے منسلک رہے لیکن اسی وقت کووڈ ۱۹ کی وجہ سے پورے ملک میں لاک ڈاؤن نافذ ہوگیا تو گھر آ گئے۔ ڈیڑھ دوسال تک گھریلو کاموں میں مشغول رہنے کے بعد ۹/جنوری ۲۰۲۲ء کو تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب کے شہر ریاض چلے گئے اور تا حال وہیں ایک کمپنی میں فرنیچر کا کام کر رہے ہیں۔

مولانا محمد یاسر نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۲/فروری ۱۹۹۳ء بمطابق ۹/شعبان ۱۴۱۳ھ، منگل)

نام محمد یاسر ابن حاجی مقبول احمد ابن عبدالباقی مرحوم ہے۔ طبیعتاً شریف نوجوان ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم اور مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں فارسی وعربی ششم تک کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۱ء میں مدرسہ بیت العلوم سرائے میر، اعظم گڑھ سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد درجۂ اطفال وشعبۂ پرائمری میں تدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا اور اسی دوران شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے اردو میں بی اے وایم اے کیا، دریں اثناء جامعہ اردو علی گڑھ سے معلم اردو کا امتحان بھی پاس کیا۔

۲۶/نومبر ۲۰۱۹ء کو محلّہ اتر، ولید پور میں جناب عبدالجلیل صاحب کی دختر کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

مولانا عبدالواحد، نئی بستی (ولادت: ۶/فروری ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۴/شعبان ۱۴۱۳ھ، سنیچر)

صالح اور با اخلاق نوجوان عالم ہیں۔ نام عبدالواحد ابن ریاض احمد ابن حاجی شمس الحسن ابن محمد صدیق مرحوم ہے۔ قدیم مکان محلّہ پورب میں نئی جامع مسجد کے پاس ہے لیکن اب نئی بستی میں نیا مکان بنا کر وہاں منتقل ہوگئے ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ میں ابتدائی تعلیم کے حصول

کے بعد از فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پڑھا۔اس کے بعد مدرسہ دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا جہاں درجات ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۲۰۱۴ء میں فراغت حاصل کی۔فراغت کے سال ہی دوران تعلیم شبلی نیشنل پی جی کالج ، اعظم گڑھ میں آپ نے بی اے (اردو، عربی اور سماج شاستر) میں ایڈمیشن لے لیا تھا چنانچہ مدرسہ کی تعلیم سے فراغت کے بعد بی اے کی تکمیل کے لیے شہر اعظم گڑھ منتقل ہو گئے جہاں گریجویشن کے ساتھ ہی Diploma in Network Engineering کا ایک مختصر کورس بھی کیا پھر ۲۰۱۵ء میں گریجویشن مکمل کرنے کے بعد گھر واپس لوٹ آئے اور ۲۰۱۸ء میں مذکورہ کالج سے اردو میں ایم اے کی تکمیل کی۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ شبلی پی جی کالج اعظم گڑھ، جونپور کی ویر بہادر سنگھ پروانچل یونیورسٹی سے ملحق ہے چنانچہ اس کی ڈگریاں اسی مذکورہ یونیورسٹی سے فراہم کی جاتی ہیں۔

مشغولیات

۷/ستمبر ۲۰۱۶ء میں BRSD NURSING COLLEGE, ROHINI, DELHI میں بحیثیت اکاؤنٹینٹ آپ نے ملازمت اختیار کر لی لیکن ملازمت کی طرف طبعی رجحان کم ہونے کی وجہ سے یکم جون ۲۰۱۷ء کو ملازمت سے مستعفی ہو کر گھر واپس آ گئے اور ۹/نومبر ۲۰۱۸ء کو ذکری ٹریویل ایجنسی کے نام سے ولید پور گودام کے پاس جن سیوا (Public Relation) کا اپنا کام شروع کیا جس میں ہر طرح کی ٹکٹنگ ،فوٹو کاپی، گاڑیوں کا انشورینس، ویسٹرن یونین اور مزید بروکرشپ کا کام کر رہے ہیں۔

مولانا محمد ہاشم ابن افتخار احمد (ولادت:۲/مارچ ۱۹۹۳ء بمطابق ۸/۹/۱۴۱۳ھ، منگل)

نام محمد ہاشم ابن افتخار احمد ہے۔ ولادت محلّہ پورب بھیرہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل ہوئے جہاں فارسی اول تا عربی ششم کی تکمیل کی۔اس کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے اور عربی سال ہفتم و دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۱۱ء بمطابق ۱۴۳۲ھ میں سند فراغت حاصل کی۔فراغت کے بعد دارالعلوم کے شعبۂ انگلش سے مولانا سعید احمد قاسمی اور مولانا توقیر احمد قاسمی کی نگرانی میں دو سالہ ڈپلومہ ان انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر (۲۰۱۲ء-۲۰۱۳ء) کا کورس کیا۔اس کے بعد انگلش زبان کی

تعلیم دینے کے لیے مرادآباد کے ایک ادارہ میں گئے لیکن آب وہوا راس نہ آنے کی وجہ سے جلد ہی وہاں سے واپسی ہوگئی۔ پھر ۲۰۱۴ء میں جمعیت علماءِ ہند نئی دہلی (محمود گروپ) کے شعبۂ نشر واشاعت میں آپ کا تقرر ہوا اور ۲۰۱۵ء تک وہاں ملازم رہے۔ ۲۰۱۶ء میں وہاں کی ملازمت ترک کر سعودی عرب چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا محمد زاہد، نئی بستی (ولادت: ۳؍اپریل ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۰؍شوال ۱۴۱۳ھ، سنیچر)

نام محمد زاہد ابن حافظ نظام الدین ابن عبداللہ ابن ولی محمد مرحوم ہے۔ قدیم مکان گول کھمبا کے پاس ہے لیکن اب اپنے والد کے ساتھ نئی بستی میں واقع اپنے نئے مکان میں رہائش پذیر ہو گئے ہیں۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ، از فارسی اول تا عربی ششم کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور، عربی ہفتم تا دورۂ حدیث شریف کی تعلیم مدرسہ دار العلوم مئو میں مکمل کر کے ۲۰۱۴ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ گزشتہ چند سالوں سے سعودی عرب کے شہر جدہ کی ایک کمپنی میں بغرض معاش مقیم ہیں۔

مولانا ابوسعد محلّہ پچھّم (ولادت: ۸؍جون ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۷؍ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ، جمعرات)

نام ابوسعد ابن عبدالقیوم ابن محمد عمر مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم درجہ ششم تک مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کی اور ۲۰۱۳ء میں مدرسہ دار العلوم مئو سے فراغت ہوئی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

مولانا رفیق انور محلّہ پورب (ولادت: ۵؍جنوری ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۷؍رجب ۱۴۱۴ھ، سنیچر)

نام رفیق انور ابن حاجی انوار الحق (گھڑی ساز) ابن محمد امین مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد مدرسہ نور الاسلام، ولید پور میں فارسی اول تا عربی ششم کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد دار العلوم مئو سے ۲۰۱۶ء میں فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد شبلی نیشل پی جی کالج اعظم گڑھ سے اردو زبان وادب میں بی اے وایم اے کیا۔ موجودہ مشغولیت ولید پور بازار میں شفیق کمپیونیکیشن کے نام سے ٹریویل اینڈ کمیونیکیشن سروسیز کا کام ہے۔

مولانا محمد کاشف، گولا بازار (ولادت: ۸؍فروری ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۶؍شعبان ۱۴۱۴ھ، منگل)

محمد کاشف ابن حافظ نثار احمد مرحوم ابن حاجی محمد طاہر مرحوم کی پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ

رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی، اس کے بعد مدرسہ منصور العلوم ولید پور میں قاری خیر البشر صاحب کی نگرانی میں ۲۰۱۰ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ پھر فارسی پڑھنے مدرسہ ریاض العلوم گورینی چلے گئے، اس کے بعد عربی اول تا عربی ششم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پڑھا۔ ۲۰۱۷ء میں جامعہ مظہر العلوم بنارس سے فراغت ہوئی۔ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

مولانا محمد نسیم، مکھلی (ولادت: ۷/مارچ ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۴/رمضان ۱۴۱۴ھ، پیر)

محمد نسیم ابن حاجی عبد القوی مرحوم ابن حاجی عبد الرشید عرف کھیتر رشید کی ابتدائی تعلیم مدرسہ رحیمیہ بھیرہ، عربی و فارسی کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں اور فراغت ۲۰۱۷ء میں جامعہ یتیم خانہ مظہر العلوم بنارس سے ہوئی۔ کچھ سالوں تک آپ مدرسہ ضیاء العلوم، نئی بازار، کرہاں ضلع مئو میں استاذ رہے۔ فی الحال بسلسلۂ ملازمت سعودی عرب میں مقیم ہیں۔

مولانا اسلام الدین محلّہ پورب (ولادت: یکم مئی ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۰/ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ، اتوار)

نام اسلام الدین ابن انصار احمد ابن حاجی شمس الحسن مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں اور از فارسی اول تا عربی ششم کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں ہوئی پھر دار العلوم وقف دیوبند سے ۲۰۱۶ء میں تمغۂ فراغت حاصل کیا۔ دیوبند سے فراغت کے بعد اپنے آبائی پیشہ پارچہ بافی کو اختیار کر اسی میں مشغول ہیں۔

مولانا وصی اللہ محلّہ پچھم (ولادت: ۲۵/اگست ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۷/ربیع الاول ۱۴۱۵ھ، جمعرات)

نام وصی اللہ ابن ماسٹر نور العین ابن حبیب اللہ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں، فارسی و عربی کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کی اور ۲۰۱۴ء میں دار العلوم مئو سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد مومن انصار گرلس انٹر کالج اتراری خیر آباد سے کمپیوٹر ڈپلومہ کا ایک کورس کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چند سالوں تک گھر پر مقیم رہے اور بعد میں بغرض ملازمت سعودی عرب چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا حمزہ علی محلّہ پورب (ولادت: ۳۰/دسمبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۷/رجب ۱۴۱۵ھ، جمعہ)

نام حمزہ علی ابن ماسٹر عبد الولی ابن الحاج محمد علی پردھان ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں، فارسی اول و فارسی دوم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں اور از عربی اول تا

عربی پنجم کی تعلیم مدرسہ مصباح العلوم کوپا گنج میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ دار العلوم مئو میں درجہ ہفتم ودورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۱۴ء میں فراغت حاصل کی۔ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

مولانا محمد اسعد، مدرسہ رحیمیہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۹ رجب ۱۴۱۵ھ، اتوار)

نام محمد اسعد ابن حاجی مسعود احمد ابن عبد الباقی مرحوم ابن نصیر احمد ابن حسین احمد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی وعربی تعلیم کے لیے جامعہ شیخ الہند، انجان شہید، اعظم گڑھ میں داخل ہوکر عربی ششم تک کی تعلیم مکمل کی پھر مدرسہ بیت العلوم سرائے میر، اعظم گڑھ داخلہ لیا اور ۲۰۱۶ء میں وہیں سے سند فراغت پائی۔ انجان شہید کے اساتذہ میں مولانا فرقان احمد، مولانا محمد عابد اعجاز، مولانا محمد عامر اعجاز، مفتی ذیشان وغیرہ کے نام ہیں۔ فراغت کے بعد جامعہ شیخ الہند میں ہی ملازمت اختیار کر لی جہاں انتظامی امور کے ساتھ شعبۂ پرائمری میں تدریس کی خدمت بھی انجام دی۔ کچھ سالوں تک یہ سلسلہ چلنے کے بعد سعودی عرب چلے گئے اور تاحال وہیں ملازمت کر رہے ہیں۔

مولانا عبد الماجد محلّہ پچھمّ (ولادت تخمینی: یکم جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۹ رجب ۱۴۱۵ھ، اتوار)

عبد الماجد ابن خلیل الرحمٰن مرحوم کی ولادت محلّہ پچھمّ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی اول تا عربی ششم کی کتابیں مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پڑھیں۔ وہاں سے دار العلوم دیوبند گئے جہاں عربی سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۲۰۲۲ء میں فراغت ہوئی۔ دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ دار العلوم مئو سے ایک سالہ افتاء کا کورس بھی کیا۔ اس کے بعد ۲۰۲۴ء میں مدرسہ عربیہ مصباح العلوم، کمہریا بزرگ ضلع مہراج گنج سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور تاحال وہیں مدرس ہیں۔

مولانا ظفر مسعود، نیا پورہ (ولادت: یکم فروری ۱۹۹۵ء بمطابق یکم رمضان ۱۴۱۵ھ، بدھ)

نام ظفر مسعود ابن صلاح الدین ہے، دادا کا نام محمد صغیر تھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں قاری امیر الدین، مولانا صلاح الدین، مولانا انیس الرحمٰن، ماسٹر سراج الحق،

ماسٹر عبد الخالق اور ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ اس کے مدرسہ ہذا میں حافظ محمد اسلم صاحب کی زیر نگرانی قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم بھی عربی ششم تک یہیں مکمل کی۔ اساتذۂ کرام میں ماسٹر نور العین صاحب بھیرہ، مولانا عبد المعبود، مولانا ابو بکر، مولانا غلام محمد، مولانا خیر البشر وغیرہ کے نام ہیں۔ اسکے بعد ۲۰۱۸ء میں مدرسہ دار العلوم مئو سے فارغ ہوئے۔ اساتذۂ کرام میں مولانا احمد اللہ، مولانا اشتیاق احمد اور مفتی انور علی کے نام شامل ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کرانہ کی دکان کو ذریعۂ معاش کے طور پر اختیار کیا اور یہی آپ کی مستقل مشغولیت ہے۔

مولانا عزیز الحق نیا پورہ (ولادت: ۲؍فروری ۱۹۹۵ء بمطابق ۲؍رمضان ۱۴۱۵ھ، جمعرات)

نام عزیز الحق ابن مظہر الحق ابن محمد سعید مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ فارسی وعربی ششم تک کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کی۔ ۲۰۱۵ء میں مدرسہ دار العلوم مئو سے فراغت ہوئی۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب کے شہر مکہ مکرمہ میں ملازمت ہے۔

مولانا ابو اللیث قاسمی (ولادت: ۸؍اپریل ۱۹۹۵ء بمطابق ۸؍ذی القعدہ ۱۴۱۵ھ، سنیچر)

ابو اللیث ابن ظہیر الدین ابن محمد (خنداں) مرحوم ایک نوجوان، صالح عالم دین ہیں۔ مکان مسجد ذی النورین کے پاس ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا محمد اجمل ولید پور، مولانا عبد اللہ ولید پور، مولانا عبد الحنان کلہا پور، مولانا ذکاء اللہ بھیرہ، مولانا محمد منور بھیرہ، ماسٹر خیر البشر بھیرہ اور ماسٹر محمد انصار کلہا پور سے حاصل کی۔ از فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں مولانا حافظ عبد الحی، مولانا محمد افضل، مولانا محمد اصغر مرحوم، مولانا فضل حق، مولانا حفیظ الرحمٰن، مولانا عبد الباسط ولید پور اور مولانا ابرار احمد صاحب بھیرہ وغیرہ سے پڑھا۔ اس کے بعد مشکوۃ شریف کے سال جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس میں داخل ہوئے جہاں مفتی جمیل احمد معروفی، مولانا رضوان احمد معروفی، مولانا ابو صالح بنارس اور مولانا وسیم احمد بنارس کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا پھر ۲۰۱۴ء میں دار العلوم وقف دیوبند سے فراغت ہوئی۔ دیوبند کے اساتذہ میں مولانا محمد سالم صاحبؒ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند وقف،

مولانا محمد اسلم، مولانا محمد اسلام، مولانا احمد خضر اور مولانا غلام نبی کشمیری وغیرہ کے نام ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس وتدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا اور قرب وجوار کے متعدد مدارس اسلامیہ میں شعبۂ عربی سے منسلک رہے لیکن ۲۰۲۰ء میں کورونا وائرس جیسی عالمی وباء کی وجہ سے جب ملکی پیمانہ پر مدارس میں تعلیمی سلسلہ موقوف ہوگیا تو آپ کو بھی گھریلو کاموں میں مشغول ہونا پڑا پھر ۲۰۲۴ء میں دوبارہ آپ نے اپنا تدریسی سلسلہ شروع کیا اور فی الحال اعظم گڑھ کے مضافات میں کسی مدرسہ میں استاذ ہیں۔

مولانا محمد عاقل محلّہ پورب (ولادت: ۱۰/مئی ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۰/ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ، بدھ)

نام محمد عاقل ابن مولانا قاری سیف الدین ابن شمس الضحیٰ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں مولانا جمال اختر، ماسٹر فیاض احمد مئو اور حافظ محمد ساجد جہانا گنج سے حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور میں حافظ عبید اللہ خیرآباد کے زیر تدریس حفظ قرآن کی تکمیل کی اور وہیں پر فارسی وعربی اول کی کتابیں بھی پڑھیں۔ پھر عربی دوم سے عربی ششم تک مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پڑھا اور جامعہ تعلیم الدین مئو سے ۲۰۱۷ء میں فراغت ہوئی۔

۲۰۲۰ء میں رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے، آپ کی ایک بچی بھی ہے اور موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

مولانا محمد اسحاق گولا بازار (ولادت: ۲/اکتوبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۷/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ، پیر)

نام محمد اسحاق ابن حافظ ودود احمد ابن مولوی محمد یوسف مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں، فارسی وعربی ششم تک کی تعلیم مدرسہ منبع العلوم خیرآباد میں حاصل کرنے کے بعد دار العلوم وقف دیوبند میں عربی ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۱۵ء میں فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد آپ نے Advance Diploma in Computer Application (ADCA) نامی کمپیوٹر کا ڈپلومہ بھی کیا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام جیراج پور ضلع اعظم گڑھ کے شعبۂ پرائمری میں خدمت تدریس انجام دے رہے ہیں۔

مولانا شاہ عالم محلّہ پورب (ولادت: ۶/اکتوبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۱/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ، جمعہ)

نام شاہ عالم ابن ماسٹر خیر البشر ابن عبد الحکیم مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ

بھیرہ میں مولانا محمد منور، مولانا ذکاء اللہ، اپنے والد ماسٹر خیر البشر اور ماسٹر انصار احمد کلہا پور بھیرہ وغیرہ سے حاصل کی۔ از فارسی اول تا عربی ششم کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں ہوئی، اس کے بعد ۲۰۱۴ء میں دار العلوم وقف دیوبند سے فراغت پائی۔ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

مولانا عبد اللہ محلّہ پچھمّ (ولادت: ۱۲؍دسمبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۹؍رجب ۱۴۱۶ھ، منگل)

نام عبد اللہ ابن ماسٹر نور العین ابن حبیب اللہ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں اور فارسی وعربی کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل اور ۲۰۱۳ء میں دار العلوم دیوبند سے فارغ ہوئے۔ دار العلوم سے فضیلت کی سند حاصل کرنے کے بعد انترا کچھ، کھیر یا موڑ، ولید پور سے کمپیوٹر ڈپلومہ کر کے شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۱۵ء میں گریجویشن کی ڈگری بھی حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چند سالوں تک گھر پر مقیم رہے اور بعد میں بغرضِ ملازمت سعودی عرب چلے گئے اور تا حال وہیں ملازم ہیں۔

مولانا محمد داؤد ابن حاجی انصار الحق محلّہ پورب (ولادت ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ)

نام محمد داؤد ابن حاجی انصار الحق ابن محمد حسین مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ از فارسی تا عربی ششم مدرسہ منبع العلوم خیر آباد میں پڑھنے کے بعد سالِ ہفتم میں دار العلوم وقف دیوبند گئے اور ۲۰۱۵ء میں فراغت ہوئی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

مولانا محمود الفائز ابن نیاز احمد (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۶ء بمطابق ۹؍شعبان ۱۴۱۶ھ، پیر)

نام محمود الفائز ابن نیاز احمد ابن حاجی محمد ہارون مرحوم ہے۔ مدرسہ عربیہ نور الاسلام ولید پور میں از پرائمری تا عربی اول تعلیم حاصل کی۔ پھر جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں عربی دوم تا عربی پنجم پڑھا، اس کے بعد سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف دار العلوم دیوبند سے مکمل کر کے ۲۰۱۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔ دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ عربیہ ریاض العلوم چوکیہ، گورینی، جونپور سے عربی ادب کی تکمیل کے بعد ذریعۂ معاش کے لیے گھر ہی پر کرانے کی دوکان قائم کر اُس میں مشغول ہیں۔

مولانا مشیر الحق نیا پورہ (ولادت: ۵؍فروری ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۵؍رمضان ۱۴۱۶ھ، پیر)

نیک، صالح، خوب سیرت اور خوب رو نوجوان ہیں۔ ولادت محلّہ نیا پورہ میں ہوئی۔

پرائمری تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں قاری امیر الدین بھیرہ، مولانا صلاح الدین کرہاں، مولانا انیس الرحمٰن، ماسٹر سراج الحق، ماسٹر عبدالخالق، ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم سے اور فارسی وعربی کی تعلیم بھی مدرسہ ہذا میں ماسٹر نورالعین، مولانا عبدالمعبود، مولانا ابوبکر، مولانا غلام محمد، مولانا خیر البشر، مولانا محمد اصلاحی، قاری نیاز احمد سے حاصل کی۔ مدرسہ نورالاسلام میں تعلیم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند گئے لیکن داخلۂ امتحان میں کامیابی میسر نہ ہونے کی وجہ سے وطن واپس ہو گئے اور اپنے نانا محترم مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی ایماء پر مدرسہ دارالعلوم، مئو میں داخلہ لے کر ۲۰۱۷ء میں تمغۂ فراغ حاصل کیا۔ اساتذۂ کرام میں مولانا مفتی انور علی، مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد، مولانا احسان الرحمٰن، مولانا احمد اللہ، مولانا عبدالقوی، مولانا فیاض احمد، مولانا سراج احمد ہیں۔

۲۲؍فروری ۲۰۲۳ء میں تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب گئے اور وہاں کے مقدس شہر مکہ مکرمہ کی طائف ڈیری نامی ایک کمپنی میں امین مستودع (Warehouse Incharge) کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

مولانا ظفر حفیظ تانے والا باغ (ولادت: ۶؍فروری ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۵؍رمضان ۱۴۱۶ھ، منگل)

نام ظفر حفیظ ابن حافظ حفیظ الرحمٰن ابن حاجی عبدالمنان ہے۔ محلّہ تانے والے باغ میں ولادت ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی محمد شاہد، مولوی ابوسعد، مولوی ذکاء اللہ، ماسٹر خیر البشر اور ماسٹر انصار احمد کے ذریعہ حاصل کی۔ فارسی وعربی ششم تک کی تعلیم جامعہ نورالاسلام ولید پور میں مکمل کرنے کے بعد جامعہ تعلیم الدین، مئو سے ۲۰۱۶ء میں فراغت پائی۔ تعلیم الدین کے اساتذہ میں مولانا عبدالعلیم ندوی، مولانا حفظ الرحمٰن اور مولانا خورشید احمد وغیرہ ہیں۔ فضیلت کے بعد سرائے میر ضلع اعظم گڑھ کے دارالقرآن نامی ایک مکتب میں مدرس ہوئے، اس کے بعد وہاں سے منتقل ہو کر مدرسہ انوارالعلوم آنوک، کوٹلہ ضلع اعظم گڑھ چلے گئے اور تاحال وہیں پر تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

مولانا نعیم اختر، محلّہ تکیہ (ولادت: ۲؍اگست ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۷؍ربیع الاول ۱۴۱۷ھ، جمعہ)

نام نعیم اختر ابن ظہور احمد مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ محمد سہیل،

مولوی محمد اجمل ولید پور، مولوی عبداللہ ولید پور، مولوی ابوسعد بھیرہ وغیرہ سے حاصل کرنے کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے جامعہ نورالاسلام ولید پور میں ماسٹر نورالعین بھیرہ، مولانا عبدالمعبود، مولانا ابوبکر، مولانا غلام محمد، مولانا محمد انصاری، مولانا خیرالبشر وغیر کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

۵ رمئی ۲۰۱۶ء میں مدرسہ دارالعلوم مئو سے فارغ ہوئے۔ مئو کے اساتذہ میں مولانا مفتی انور علی مئو، قاری ظفرالاسلام گھوسی، مولانا احمداللہ مئو، مولانا اشتیاق احمد مئو، مولانا فیاض احمد مئو، مولانا عبدالقوی مئو وغیرہ ہیں۔ کچھ سالوں تک آپ نے آمنہ نیاز چلڈرین اسکول خیرآباد میں تدریس کے فرائض انجام دیا لیکن گزشتہ چند سالوں سے سعودی عرب کے شہر ریاض میں ملازمت کررہے ہیں۔

مولانا سہیل احمد نیاپورہ (ولادت: ۱۵ راگست ۱۹۹۶ء بمطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ، جمعرات)

نام سہیل احمد ابن منظور احمد ابن عزیز الرحمٰن مرحوم ہے۔ ازپرائمری تا فارسی وعربی ششم کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی۔ پھر مدرسہ دارالعلوم مئو میں داخلہ لے کر موقوف علیہ و دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۲۰۱۷ء میں فراغت پائی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

مولانا انیس الحق گولا بازار (ولادت: ۷ ردسمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۵ ررجب ۱۴۱۷ھ، سنیچر)

نام انیس الحق ابن مولانا ابرار احمد قاسمی ابن حاجی عطاء الحق ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد مدرسہ اشاعت العلوم پورہ معروف میں حافظ محمد سلیم پرتاپ گڑھ کے زیر تدریس ۲۰۰۹ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم مدرسہ منبع العلوم خیرآباد میں حاصل کی۔ پھر دارالعلوم مئو سے ۲۰۱۷ء میں فراغت ہوئی۔ ۱۶ رنومبر ۲۰۲۳ء میں پورہ معروف میں شادی ہوئی۔ موجودہ مشغولیت مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے شعبۂ اطفال میں تدریس ہے ساتھ ہی آبائی پیشہ سے بھی منسلک ہیں۔

مولانا طلحہ عزیز ابن حافظ عزیز الرحمٰن (ولادت: ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴۱۷ھ)

نام طلحہ عزیز ابن حافظ عزیز الرحمٰن ابن محمد امین موذن مرحوم ہے۔ محلّہ پورب، بھیرہ میں

ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن، بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ منبع العلوم خیرآباد میں پڑھا۔ پھر دارالعلوم مئو میں ہفتم و دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۱۸ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چند سالوں تک سعودی عرب میں ملازمت کی لیکن گزشتہ تقریباً دو سال سے گھر پر آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول ہیں۔

مولانا مشیر الحق نزد نئی جامع مسجد (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۰ رشعبان ۱۴۱۷ھ، بدھ)

نام مشیر الحق ابن عبدالحق ابن منشی عبدالسمیع مرحوم ہے۔ با اخلاق اور شریف نوجوان ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد از فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پڑھا۔ پھر سال ہفتم میں دارالعلوم وقف دیوبند میں داخلہ لے کر سال ۲۰۱۶ء میں فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ سیدنا حضرت ابن عباسؓ، سرائے میر، اعظم گڑھ سے عربی و انگلش کا ایک مختصر کورس اور انتر اکچھ کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر، کھیر یا موڑ، ولید پور سے ایک سالہ کمپیوٹر کورس بھی مکمل کیا۔

حصول تعلیم سے فراغت کے بعد **معهد الرحمة للتعليم و التدريب**، خیرآباد، مئو میں بحیثیت مدرس تقرر عمل میں آیا جہاں عربی، انگلش، ہندی اور کمپیوٹر پڑھانے کے ساتھ ساتھ دفتر کا کام بھی آپ ہی دیکھتے تھے لیکن کچھ دنوں بعد وہاں کی ملازمت ترک کر کے گھریلو کاموں میں مشغول ہو گئے پھر ۲۰۲۲ء کے اخیر میں فکر معاش میں سعودی عرب کے شہر ریاض چلے گئے اور تا حال وہیں ایک کمپنی میں ملازم ہیں۔

مولانا شکیل احمد نئی بستی (یکم جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۰ رشعبان ۱۴۱۷ھ، بدھ)

نام شکیل احمد ابن ریاض احمد ابن عبدالحمید مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اساتذۂ کرام کے نام مولانا محمد اجمل قاسمی، مولانا ذکاء اللہ قاسمی، ماسٹر خیر البشر، اور مولانا ابوسعد بھیرہ ہیں۔ فارسی اول تا عربی اول کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں قاری نیاز احمد قاسمی صاحب، مولانا غلام محمد قاسمی صاحب، مولانا محمد انصاری صاحب اصلاحی، مولانا ابوبکر قاسمی صاحب اور مولانا خیر البشر قاسمی صاحب سے حاصل کی۔ اس کے بعد عربی دوم تا عربی پنجم جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارکپور میں مفتی محمد سالم قاسمی صاحب اور مولانا صلاح الدین

صاحب معروفی وغیرہم سے حاصل کی۔ عربی ششم تا دورہ حدیث شریف مدرسہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس میں مکمل کر کے ۲۰۱۹ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ اساتذہ کرام میں مولانا وسیم احمد صاحب صدر المدرسین، مولانا رضوان الرحمٰن معروفی، مولانا مفتی جمیل احمد معروفی، مولانا عمران احمد معروفی، مولانا شمس الہدیٰ چندول، مولانا توقیر احمد جونپور اور شیخ الحدیث مولانا عبداللہ ناصر قاسمی صاحب کے نام شامل ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی پیشہ پارچہ بافی سے منسلک ہو گئے۔

مولانا محمد عامر محلّہ پچھمّ (ولادت: ۲؍جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۱؍شعبان ۱۴۱۷ھ، جمعرات)

نام محمد عامر ابن حاجی عبدالقیوم ابن حاجی محمد عمر مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں، فارسی کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں، عربی اول تا عربی ششم کی تعلیم مدرسہ شیخ الہند انجان شہید، اعظم گڑھ میں، سال ہفتم اور فضیلت مدرسہ عربیہ بیت العلوم، سرائمیر، اعظم گڑھ میں پڑھ کر ۲۰۱۸ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ کچھ دنوں تک مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں استاذ رہے پھر سعودی عرب چلے گئے جہاں تا حال مقیم ہیں۔

مولانا نعیم اختر قاسمی محلّہ تکیہ (ولادت: ۳؍جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۲؍شعبان ۱۴۱۷ھ، جمعہ)

شریف، سنجیدہ، کم گو اور نوجوان عالم دین ہیں۔ نام نعیم اختر ابن مختار علی ابن عبدالقادر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں حافظ رضوان الحق صاحب کے زیر تدریس ۲۰۱۱ء میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا اور قاری اشفاق احمد ابراہیم پور سے قرأت بروایت حفص کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں داخلہ لے کر عربی ششم تک کی کتابیں پڑھیں پھر دار العلوم دیوبند میں داخل ہو کر عربی سال ہفتم و دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۲۰۱۹ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ ریاض العلوم، گورینی، جونپور سے تکمیل عربی ادب کا کورس بھی کیا۔

تعلیم وتعلم سے دلچسپی کے باوجود کورونا وائرس ۲۰۲۰ء (کووڈ ۱۹) جیسی خطرناک بیماری کے پیش نظر ملکی پیمانہ پر مدارس اسلامیہ و دیگر تعلیمی اداروں کے بند ہو جانے کی وجہ سے کچھ دنوں

تک آپ آبائی پیشہ میں مشغول رہے لیکن جب حالات سازگار ہوئے اور تعلیمی ادارے اپنے معمول کے مطابق جاری ہوگئے تو مدرسہ دارالقرآن، جہانا گنج ضلع اعظم گڑھ میں تدریس اختیار کرلی اور تاحال وہیں پر خدمت انجام دے رہے ہیں۔

۱۰/اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز اتوار حضرت مولانا جاوید اختر قاسمی صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مصباح العلوم کوپاگنج کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے، آپ کے دو بیٹے ہیں۔

مولانا محمد خالد، محلّہ تکیہ (ولادت: ۷/جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۷/شعبان ۱۴۱۷ھ، منگل)

نام محمد خالد ابن انوار احمد مرحوم ابن خلیل احمد مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پڑھا پھر دارالعلوم وقف دیوبند میں سال ہفتم و دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۱۷ء میں فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد گھر ہی پر رہ کر والدہ محترمہ کی خدمت کے ساتھ آبائی پیشہ میں مشغول تھے لیکن گزشتہ تقریباً ایک سال سے بغرض معاش سعودی عرب میں مقیم ہیں۔

مولانا کلیم الرحمٰن، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۰/جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق یکم رمضان ۱۴۱۷ھ، جمعہ)

نام کلیم الرحمٰن ابن ابوالکلام ابن محمد مصطفیٰ مرحوم ابن مولوی حکیم محمد احمد ابن مولوی حکیم عبدالرشید مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم ۲۰۰۷ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ فارسی و عربی کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد جامعہ امام محمد انور شاہ دیوبند سے ۲۰۱۶ء میں فراغت حاصل کی۔ فضیلت کے بعد سرائے میر ضلع اعظم گڑھ کے کسی ادارہ سے عربی، انگلش اور کمپیوٹر کا ڈپلومہ بھی کیا۔ فی الحال آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول ہیں۔

مولانا محمد حارث محلّہ تکیہ (ولادت: ۲/فروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۳/رمضان ۱۴۱۷ھ، اتوار)

محمد حارث ابن حافظ محمد سہیل ابن حافظ نذیر احمد مرحوم کی ولادت محلّہ تکیہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ پرائمری کے اساتذہ میں مولوی عبداللہ ولید پور، مولوی ابوسعد بھیرہ، مولوی ذکاءاللہ بھیرہ، ماسٹر خیرالبشر اور ماسٹر انصار احمد کے نام شامل ہیں۔ اس کے بعد حفظ قرآن کریم کے لیے اونچی مسجد محلّہ پچھّم بھیرہ میں داخل ہوئے

جہاں حافظ قاری نفیس احمد کے زیر تدریس ڈیڑھ سال کی مدت میں قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کی آواز اچھی ہے اور ترتیل و تجوید کی رعایت کرتے ہوئے قرآن اچھا پڑھتے ہیں۔ فارسی و عربی اول کی کتابیں مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پڑھیں۔ اس کے بعد عربی دوم تا عربی پنجم کی تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد ضلع مئو میں حاصل کی۔ مدرسہ منبع العلوم کے اساتذہ میں مولانا حافظ عبد الحی ناظم اعلی مدرسہ ہذا، مولانا فضل حق عارف خیر آباد، مولانا حفیظ الرحمٰن خیر آباد، مولانا نوشاد احمد معروفی، مولانا ابرار احمد بھیرہ اور مولانا عبد الباسط قاسمی ولید پور کے نام قابل ذکر ہیں۔ عربی پنجم کی تکمیل کے بعد دار العلوم دیوبند گئے جہاں سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف میں مولانا ارشد مدنی، مفتی عبد اللہ معروفی، مولانا مجیب اللہ گونڈوی، مولانا نعمت اللہ معروفی اور مفتی ابو القاسم نعمانی دامت برکاتہم وغیرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کے بعد ۲۰۲۲ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ دار العلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ عربیہ شاہی مراد آباد سے ۲۰۲۳ء میں یک سالہ عربی زبان و ادب کا کورس بھی کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ الجامعہ القاسمیہ، غازی پور میں ایک سال تک تدریس کی خدمت انجام دی لیکن بعد میں مزید حصول تعلیم کا ارادہ بنا تو انگلش، عربی اور کمپیوٹر سیکھنے کے لیے دار السلطنت دہلی چلے گئے اور تقریباً ایک سال وہاں رہنے کے بعد ۲/ اکتوبر ۲۰۲۵ء بروز جمعرات سعودی عرب کی دار الحکومت ریاض کی ایک کمپنی میں ملازمت کرنے چلے گئے جہاں تا حال ملازم ہیں۔

مولانا امام الدین قاسمی (ولادت: ۶/ فروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۸/ رمضان ۱۴۱۷ھ، جمعرات)

طبیعتاً نیک اور صالح نوجوان عالم دین ہیں۔ نام امام الدین ابن عبد الباری مرحوم ابن حاجی محمد وزیر مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ حسام الدین ولید پور، مولوی عبد اللہ ولید پور، مولوی ابو سعد بھیرہ، مولوی ذکاء اللہ بھیرہ، ماسٹر خیر البشر بھیرہ اور ماسٹر انصار کلہا پور بھیرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد از فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں مولانا عبد المعبود معروفی، مولانا ابو بکر معروفی، مولانا غلام محمد، مولانا خیر البشر، مولانا محمد اصلاحی، قاری نیاز احمد اور مولانا طاہر نوادہ سے مکمل کرنے کے بعد سال ہفتم میں دار العلوم دیوبند

گئے اور دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد ۲۰۱۷ء میں سند فراغت حاصل کی۔ دار العلوم دیوبند کے اساتذۂ کرام میں مفتی ابو القاسم نعمانی، مفتی سعید احمد پالنپوری، مولانا عبد الحق اعظمیؒ، مولانا نعمت اللہ معروفی، مولانا ارشد مدنی اور مولانا محمد افضل کیموری وغیرہ ہیں۔ فراغت کے بعد ولید پور میں کمپیوٹر کا ایک سالہ کورس کیا۔ بعد میں شبلی نیشنل پی جی کالج سے بی اے کی ڈگری بھی حاصل کی۔

درس وتدریس

مدرسہ عربیہ رحمانیہ ولید پور، مئو میں جولائی ۲۰۱۸ء سے اعزازی طور پر آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ نور الایضاح، تیسیر المنطق اور مالابدمنہ جیسی ابتدائی کتابیں زیر تدریس رہیں۔ آپ کی صلاحیت وصالحیت کے پیش نظر ایک سال بعد جون ۲۰۱۹ء میں مدرسہ کے ذمہ داران نے آپ کا تقرر مستقل کر دیا۔ نور الایضاح، شرح تہذیب، گلزار دبستاں، ترجمۂ قرآن اور جلالین وغیرہ آپ کے زیر تدریس کتابیں ہیں۔ آپ ایک محنتی اور سنجیدہ مدرس ہیں، امید کی آئندہ علم وعمل کی دنیا میں ایک معروف نام سے جانے جائیں گے۔

۲۱ر دسمبر ۲۰۲۳ء بروز جمعرات فخر الدین صاحب فرنیچر والے محلّہ پورب، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح خوانی کر کے عقد نکاح میں مربوط ہوئے اور محمد احنف نامی آپ کا ایک بچہ بھی ہے۔

مولانا عزیز الحق محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۳ر فروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۵ر شوال ۱۴۱۷ھ، اتوار)

نام عزیز الحق ابن حافظ نیاز احمد ابن عبد الحی مرحوم ابن حافظ عبد الغنی مرحوم ابن حافظ عباد اللہ ابن جان محمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ۲۰۱۳ء میں حافظ وقاری خلیل اللہ مبارکپور، حافظ نور الہدیٰ بھیرہ اور حافظ قمر الدین صاحب مرحوم کوئریا پار کی نگرانی میں مدرسہ ہذا میں قرآن پاک حفظ کیا۔ حفظ قرآن پاک کے بعد فارسی اول سے عربی پنجم تک کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کی۔ اس کے بعد مارچ ۲۰۲۰ء میں پورے ملک کے اندر کووڈ ۱۹ کے سبب لاک ڈاؤن لگ جانے کی وجہ سے آپ دار العلوم دیوبند نہیں جا سکے اور جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں عربی ششم و

دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۲۲ء میں فراغت حاصل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے شعبۂ حفظ میں استاذ مقرر ہوئے اور وہاں دو سال و چند ماہ حفظ قرآن کریم کی تعلیم دی۔ پھر وہاں سے مدرسہ المعہد الاسلامی، بسنت پور، سوداگر محلّہ، گورکھپور شاخ مدرسہ اسلامیہ بھٹنی، ڈوہریا بازار، گورکھپور چلے گئے اور ۹/ ماہ تک وہاں شعبۂ حفظ میں استاذ رہے۔ بعدہ سرائے میر ضلع اعظم گڑھ کی قدیم و معروف دینی درسگاہ مدرسۃ الاصلاح میں مئی ۲۰۲۵ء سے شعبۂ حفظ میں خدمت انجام دے رہے ہیں جو تا حال جاری ہے۔

مولانا طفیل احمد نیا پورہ: (ولادت: ۲۰/اپریل ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۲/ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ، اتوار)

نام طفیل احمد ابن منظور احمد اور جائے ولادت نیا پورہ ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں ہوئی۔ اساتذۂ کرام میں قاری امیر الدین، مولانا صلاح الدین، مولانا انیس الرحمٰن، ماسٹر سراج الحق، ماسٹر عبد الخالق، ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم کا نام ہے۔ فارسی و عربی کی تعلیم مدرسہ ہذا میں ماسٹر نور العین، مولانا عبد المعبود، مولانا ابو بکر، مولانا غلام محمد، مولانا خیر البشر، مولانا محمد، قاری نیاز احمد سے حاصل کر کے ۲۰۱۷ء میں مدرسہ دار العلوم مئو سے فراغت حاصل کی، اساتذہ میں مولانا مفتی انور علی، ڈاکٹر مولانا اشتیاق احمد، مولانا احسان الرحمٰن، مولانا احمد اللہ، مولانا عبد القوی، مولانا فیاض احمد، مولانا قاری سراج احمد وغیرہ ہیں۔ موجودہ مشغولیت دوکانداری ہے۔

مولانا محمد توفیق محلّہ پچھمّ (ولادت: ۵/جون ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۹/محرم ۱۴۱۸ھ، جمعرات)

نام محمد توفیق ابن حاجی خیر البشر ابن حاجی محمد عمر مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ہوئی۔ اس کے بعد فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پڑھ کر ۲۰۱۸ء میں مدرسہ دار العلوم، مئو سے فراغت پائی۔ آپ نے شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے گریجویشن بھی کیا ہے۔

مولانا محمد طارق محلّہ پورب (ولادت: ۱۲/دسمبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۲/شعبان ۱۴۱۸ھ، جمعہ)

محمد طارق ابن عبد الحی ابن منشی عبد السمیع مرحوم ایک شریف اور با اخلاق نوجوان عالم

ہیں۔ابتدائی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا انیس الرحمٰن، ماسٹر سراج الحق، ماسٹر عبدالخالق، ماسٹر محمد ادریس مرحوم وغیرہ سے حاصل کی۔اس کے بعد فارسی وعربی کی مکمل تعلیم مدرسہ ہذا میں ہی ماسٹر نورالعین بھیرہ، مولانا عبدالمعبود، مولانا ابوبکر، مولانا غلام محمد، مولانا خیرالبشر، مولانا محمد اصلاحی اور قاری نیاز احمد وغیرہ سے حاصل کرنے کے بعد مدرسہ دارلعلوم مئو میں ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھا اور ۲۰۱۷ء میں فراغت پائی۔مئو کے اساتذہ میں مولانا مفتی انور علی، مولانا احمداللہ، مولانا اشتیاق احمد، مولانا احسان احمد اور مولانا عبدالقوی اور مولانا سراج احمد وغیرہ ہیں۔تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ انوارالعلوم بندی گھاٹ میں تقریباً ڈیڑھ سال تک بحیثیت مدرس خدمت انجام دی لیکن ۲۸ رجون ۲۰۲۴ء کو بغرض معاش سعودی عرب کے شہر ریاض چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔عالمیت کے علاوہ آپ نے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کا امتحان بھی پاس کیا ہے۔

مولانا ابوالمحامد، محلّہ تکیہ (ولادت:۲ رجون ۱۹۹۸ء بمطابق ۶ رصفر ۱۴۱۹ھ، منگل)

نام ابوالمحامد ابن مظفرالاسلام ابن مولانا عزیزالرحمٰن قاسمی ہے۔پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی اس کے بعد از فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پڑھا۔پھر عربی ہفتم کی تعلیم مدرسہ دارالعلوم مئو میں حاصل کی اور ۲۰۱۹ء میں مدرسہ تعلیم الدین، مئو سے فراغت ہوئی۔فراغت کے بعد کچھ دنوں تک گھریلو کاموں میں مشغول رہے پھر مدرسہ عربیہ رحمانیہ ولید پور کے شعبۂ اطفال میں تدریسی خدمت انجام دینے لگے لیکن چند ماہ قبل بغرض ملازمت کویت چلے گئے ہیں۔

مولانا صہیب منظور قاسمی (ولادت:۹ رستمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۷ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ، بدھ)

صہیب منظور ابن مفتی منظور احمد ابن عبدالباقی مرحوم ابن نصیر احمد ابن حسین احمد مرحوم کی ولادت ۹ رستمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۷ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ بروز بدھ ہوئی۔آپ کا تاریخی نام ’’صہیب منظور علوی‘‘ ہے جو آپ کے ہجری سن ولادت ۱۴۱۹ھ کی طرف غماز ہے اور دوسرا نام "رفیع القدر صہیب منظور" ہے جو عیسوی سن ولادت ۱۹۹۸ء پر دال ہے۔قرآن کریم کا ناظرہ گھر پر والدین سے مکمل کرنے کے بعد پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔پرائمری کے اساتذہ میں مولوی عبداللہ ولید پور، مولوی ابوسعد بھیرہ، مولوی ذکاءاللہ بھیرہ

اور ماسٹر خیر البشر کے نام شامل ہیں۔اس کے بعد حفظ قرآن کریم کے لیے مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام ،شیخو پور ضلع اعظم گڑھ گئے جہاں حافظ عبید اللہ طاہر خیر آبادی کی زیر تدریس تقریباً تین سال کی مدت میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا پھر فارسی کی تعلیم کے لیے مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں داخل ہوئے اور ایک سال فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ فارسی کی تکمیل کے بعد مدرسہ عربیہ شیخ الہند انجان شہید ضلع اعظم گڑھ میں مفتی ذیشان احمد، مفتی مامون، مولانا محمد عابد اعجاز اعظمی، مولانا محمد عامر اعجاز اعظمی کی زیر تدریس عربی اول کی کتابیں پڑھیں اس کے بعد مفتی محمد ذیشان صاحب مرحوم کے ذریعہ جامعہ عزیزیہ سہریہ، نظام آباد ضلع اعظم گڑھ کا قیام عمل میں آیا اور آپ کے والد محترم مفتی منظور احمد صاحب کا وہاں تقرر ہوا تو عربی سال دوم میں آپ وہاں چلے گئے اور وہاں کے اساتذۂ کرام مفتی محمد ذیشان مرحوم، والد مفتی منظور احمد، مفتی عبد الحلیم اور مولانا محمد سعد مئو وغیرہ کے ذریعہ عربی ششم کی تکمیل کے بعد دار العلوم دیوبند گئے اور وہاں سال ہفتم و دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۲۰۲۲ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ دار العلوم دیوبند کے اساتذہ میں مولانا سید ارشد مدنی، مفتی عبد اللہ معروفی، مولانا مجیب اللہ گونڈوی، مولانا نعمت اللہ معروفی اور مفتی ابو القاسم نعمانی فامت برکاتہم وغیرہ کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔فراغت کے بعد مدرسہ عربیہ شاہی مراد آباد سے ایک سالہ عربی زبان و ادب کا کورس کیا، اس کے بعد فتح پور تال نرجا ضلع مئو میں مولانا ولی اللہ مجید صاحب کی زیر نگرانی چلنے والے مدرسہ انوار العلوم سے تخصص فی الافتاء کی سند بھی حاصل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۲۰۲۴ء میں شہر مئو میں واقع پیارے پورہ، ادارہ اشاعت الحق سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ ہدایہ ثانی، دیوان متنبّی، نور الانوار اور علم الصیغۃ جیسی کتابیں آپ کی زیر تدریس ہیں۔

مولانا وثیق الرحمٰن، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۱۲/اکتوبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۱/۶/۱۴۱۹ھ، پیر)

نام وثیق الرحمٰن ابن محمد ابوذر مرحوم ابن محمد حمید اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد فارسی تا عربی ششم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پڑھا۔اس کے بعد دار العلوم وقف دیوبند میں سال ہفتم و دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد ۲۰۲۰ء میں

فارغ ہوئے پھر وہیں سے انگلش کا دو سالہ کا کورس بھی مکمل کیا۔ آپ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری درجہ دو میں استاذ ہیں۔

مولانا محمد اسامہ، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۳؍رمضان ۱۴۱۹ھ، جمعہ)

نام محمد اسامہ ابن مولانا قاری سیف الدین ابن شمس الضحیٰ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں مولانا جمال اختر، ماسٹر فیاض احمد مئو اور مولانا محمد ساجد جہانا گنج سے حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور میں حافظ نصر اللہ مہراج گنج کی زیر تدریس حفظ قرآن کی تکمیل کی اور وہیں پر فارسی و عربی اول کی کتابیں بھی پڑھیں۔ پھر عربی دوم تا عربی ششم جامعہ شیخ الہند، انجان شہید ضلع اعظم گڑھ میں مولانا محمد عامر اعجاز، مولانا محمد عابد اعجاز اور مولانا مامون رشید وغیرہ سے پڑھا بعدہ جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس سے ۲۰۱۸ء میں فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد کچھ دنوں تک الہٰ آباد کے کسی مدرسہ میں اور اس کے بعد مدرسہ مظہر العلوم ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ میں استاذ رہے۔ کچھ وقت تک لکھنؤ کی ایک مسجد میں امامت بھی کی۔ موجودہ مشغولیت بلریا گنج سے اتر سلیم پور گاؤں کے ایک میں مکتب میں مدرس اور مسجد میں امام ہیں۔

مولانا محمد شاہد بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۴؍فروری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۷؍شوال ۱۴۱۹ھ، جمعرات)

نام محمد شاہد ابن محمود الحسن ابن مولانا محمد یونس مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں فارسی و عربی کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس سے ۲۰۲۰ء میں فراغت پائی۔ بنارس کے اساتذہ میں مفتی جمیل احمد معروفی، مولانا عمران احمد معروفی اور مولانا وسیم احمد صدر المدرسین وغیرہ ہیں۔ حصول تعلیم کے بعد کچھ دنوں گھریلو کاموں میں مشغول رہے لیکن گزشتہ تقریباً ڈھائی سالوں سے چورسنڈ، گورا بادشاہ پور ضلع جونپور کے ایک مکتب میں تدریس کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

مولانا انیس الحق محلّہ پچھّم (ولادت: ۳؍جولائی ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۲۰ھ، جمعہ)

نام انیس الحق ابن حاجی عبد القیوم ابن حاجی محمد عمر مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ

رحیمیہ بھیرہ میں، فارسی کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں، عربی ششم تک کی تعلیم مدرسہ شیخ الہند انجان شہید، اعظم گڑھ میں، ہفتم جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں پڑھنے کے بعد ۲۰۱۸ء میں دارالعلوم وقف دیوبند سے فارغ ہوئے۔ فضیلت کے بعد دیوبند سے ہی ایک سال کا کمپیوٹر کورس بھی کیا۔ ۲۰۲۲ء کے اخیر سے آمنہ نیاز چلڈرین اسکول، نیاپورہ خیرآباد میں اردو اور عربی کے استاذ ہیں۔

مولانا حذیفہ عزیز، صحن (ولادت: ۶/اکتوبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۵/جمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ، بدھ)

نام حذیفہ عزیز ابن حافظ عزیز الرحمٰن ابن محمد امین مؤذن ابن محمد سلیم ابن محمد امیر احمد مرحوم ہے۔ مولوی محمد قاسم مئو، مولوی خلیق الرحمٰن کوپاگنج، ماسٹر کلیم احمد نیاپورہ اور حافظ عبدالرحمٰن معروفی سے مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب، بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ منصورالعلوم ولید پور میں قاری خیر البشر صاحب معروفی کی زیر نگرانی ۲۰۱۳ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ تکمیل حفظ کے بعد مدرسہ عرفانیہ دارالقرأت، باگی، مئو آئمہ، الہٰ آباد میں حافظ قاری رحمت اللہ صاحب عرفانی کی زیر تدریس دوسالہ قرأت کا کورس بھی کیا، آپ ایک خوش الحان قاری ہیں۔ فارسی کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا محمد صاحب اصلاحی، قاری نیاز احمد قاسمی صاحب اور مولانا محمد طاہر صاحب نوادہ کے ذریعہ حاصل کی، اس کے بعد عربی اول سے عربی سوم تک مدرسہ عربیہ ریاض العلوم، گورینی، جونپور میں پڑھا، وہاں کے اساتذہ میں مولانا محمد یوسف، مولانا افضال الحق اور مولانا ضیاء الدین وغیرہ کے نام ہیں پھر عربی چہارم سے عربی ششم تک کی تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں مولانا نوشاد احمد معروفی، مولانا ابرار احمد قاسمی بھیرہ، مولانا حفظ الرحمٰن مدنی اور مولانا فضل حق خیرآبادی وغیرہ کے ذریعہ حاصل کی اور ۲۰۲۲ء میں مدرسہ عربیہ دارالعلوم مئو سے سند فضیلت حاصل کی، مئو کے اساتذہ میں مولانا اشتیاق احمد شیخ الحدیث، مولانا ریحان مبشر، مولانا ضیاء الدین اور مولانا احسان الرحمٰن وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

مولانا مامون سلمان محلّہ پچھمّ (ولادت: ۵/دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۶/شعبان ۱۴۲۰ھ، اتوار)

شریف اور نوجوان عالم ہیں۔ نام مامون سلمان ابن محمد صالح (الیکٹریشن) ابن شفیع الرحمٰن ابن عبدالحلیم ابن حاجی محمد صدیق ابن حافظ عبدالواحد ابن محمد طول ابن پردل ابن حلیم ابن کریم ابن خیر وابن عبداللہ ہے۔ اوپر کے تمام نسب ناموں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ

اس فہرست میں آپ پہلے شخص ہیں جنہیں بارہ نسلوں تک اپنا نسب نامہ یاد ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ میں ۲۰۰۶ء تا ۲۰۱۱ء مولوی ذکاء اللہ بھیرہ، مولوی محمد اجمل ولید پور، مولوی عبداللہ ولید پور، مولوی ابوسعد بھیرہ، مولوی محمد نعمان بھیرہ اور ماسٹر خیر البشر بھیرہ کے ماتحت پرائمری تعلیم حاصل کی اس کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں ۲۰۱۲ء سے ۲۰۱۹ء تک فارسی وعربی ششم تک کی کتابیں پڑھیں پھر جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھنے کے بعد ۲۰۲۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔ اسی دوران ۲۰۱۸ء میں راشٹریہ جنتا انٹر کالج بھدیڑ سے ہائی اسکول کا امتحان بھی پاس کیا۔ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور سے فراغت کے بعد حق ایجوکیشن ٹرسٹ کانپور سے آپ نے دو سالہ انگلش ڈپلومہ بھی کیا جس سے ۲۰۲۳ء میں فراغت ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چورسنڈ، گورہ بادشاہ پور ضلع جونپور کے ایک اسکول میں تدریس سے منسلک ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کسی خلیجی ملک میں ملازمت کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔

مولانا محمد عادل محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۵؍جولائی ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۲؍ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ، سنیچر)

نام محمد عادل ابن عبدالباری ابن حافظ نذیر احمد ابن حاجی محمد چھوٹک مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں جناب نظام الدین ابن محمد (خنداں) مرحوم، قاری عبدالباری مرحوم، حافظ محمد یونس، حافظ محمد سہیل، مولوی محمد اجمل، مولوی عبداللہ ولید پور، مولوی ذکاء اللہ اور مولوی محمد نعمان کے ذریعہ ہوئی۔ اس کے بعد فارسی اور عربی ششم تک کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا عبدالمعبود صاحب معروفی، مولانا ابوبکر صاحب معروفی، مولانا خیر البشر قاسمی صاحب، مولانا غلام محمد قاسمی صاحب، مولانا محمد صاحب اصلاحی، مولانا مفتی محمد شاداب قاسمی صاحب، مولانا مفتی محمد صادق قاسمی صاحب مبارکپور اور مولانا محمد طاہر قاسمی صاحب نوادہ کے زیر تدریس حاصل کی پھر مدرسہ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور، اعظم گڑھ میں مفتی محمد امین صاحب، مفتی احمد الراشد صاحب، مفتی محمد یاسر صاحب، مفتی محمد سالم صاحب، مولانا شاکر عمیر صاحب اور مولانا محمد حارث صاحب بھیرہ سے سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۲۲ء میں فراغت حاصل کی۔ مدرسہ احیاء العلوم سے فراغت کے بعد ماسٹر محمد مرغوب، ماسٹر محمد نعمت اور رادھیکا صاحبہ

کے ذریعہ ولید پور میں ADCA نامی کمپیوٹر ڈپلومہ بھی کیا۔

تعلیم وتعلم سے رسمی فراغت کے بعد مدرسہ روضۃ العلوم، چورسنڈ، گورا بادشاہ پور ضلع جونپور میں استاذ مقرر ہوئے اور ڈھائی سال تک وہاں درجہ تین، چار اور پانچ میں مدرس رہے پھر وہاں سے مستعفی ہوکر ۱۳؍ستمبر ۲۰۲۵ء کو مدرسہ عربیہ رحمانیہ ولید پور چلے آئے جہاں تا حال درجۂ اطفال میں استاذ ہیں۔ ۱۸؍ستمبر ۲۰۲۵ء بروز جمعرات محلّہ مدا پور چھاؤنی، گھوسی کے رہنے والے جناب حافظ مطلوب احمد صاحب مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی۔

مولانا مہتاب فیضی نیاپورہ: (ولادت: ۱۰؍اکتوبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۳؍رجب ۱۴۲۱ھ، منگل)

نام مہتاب فیضی ابن فیض الحق ابن ماسٹر عبد السمیع مرحوم ہے۔ جائے ولادت نیاپورہ ہے۔ درجہ اطفال مدرسہ روضۃ العلوم نیاپورہ میں پڑھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں مولانا صلاح الدین کرہاں، مولانا انیس الرحمٰن، ماسٹر سراج الحق، ماسٹر عبد الخالق، ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم وغیرہ سے حاصل کی۔ فارسی وعربی کی تعلیم مدرسہ ہذا میں ماسٹر نور العین، مفتی محمد صادق مبارکپور، مولانا ابوبکر، مولانا غلام محمد، مولانا خیر البشر، مولانا محمد اصلاحی، قاری نیاز احمد وغیرہ سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۹ء میں مدرسہ تعلیم الدین مئو سے فارغ ہوئے۔ اساتذۂ کرام میں مولانا عبد العلیم شیخ الحدیث، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا اعجاز احمد مئو، مولانا افضال احمد مئو، مولانا امیر الحسن مئو وغیرہ ہیں۔ موجودہ مشغولیت گھریلو تجارت ہے۔

مولانا ابوسعد محلّہ پورب (ولادت: ۵؍اکتوبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۸؍رجب ۱۴۲۱ھ، جمعرات)

نام ابوسعد ابن ابوشحمہ ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ فارسی اول تا عربی ششم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پڑھا۔ اس کے بعد مدرسہ دار العلوم مئو سے ۱۴؍اپریل ۲۰۱۹ء میں فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج، اعظم گڑھ سے گریجویشن بھی کیا۔ موجودہ مشغولیت گھریلو کاروبار ہے۔

مولانا ضیاء کمال نیاپورہ (ولادت: ۲۰؍دسمبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۳؍رمضان ۱۴۲۱ھ، بدھ)

نام ضیاء کمال ابن نیاز الحق ہے اور جائے پیدائش نیاپورہ ہے۔ درجہ اطفال مدرسہ

روضۃ العلوم نیاپورہ میں پڑھنے کے بعد پرائمری مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں مولانا صلاح الدین کرہاں، مولانا انیس الرحمٰن، ماسٹر سراج الحق، ماسٹر عبدالخالق، ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم وغیرہ سے پڑھا، اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم مدرسہ ہذا میں ماسٹر نورالعین، مفتی محمد صادق مبارکپور، مولانا ابوبکر، مولانا غلام محمد، مولانا خیرالبشر، مولانا محمد اصلاحی، قاری نیاز احمد سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۹ء میں مدرسہ تعلیم الدین مئو سے سند فراغت حاصل کی۔ مئو کے اساتذہ میں مولانا عبدالعلیم شیخ الحدیث، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا اعجاز احمد مئو، مولانا افضال احمد مئو، مولانا امیرالحسن مئو وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ موجودہ مشغولیت گھریلو تجارت ہے۔

مولانا عبدالسلام حبیبی، قاضی ٹولہ (ولادت: ۱۰/جنوری ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴/۱۰/۱۴۲۱ھ، بدھ)

آپ مولانا کلام الدین صاحب قاسمی، نیاپورہ (مقیم قاضی ٹولہ) کے بڑے فرزند ہیں، اطفال کی تعلیم محلّہ کے مکتب مدرسہ روضۃ العلوم، نیاپورہ میں ہوئی، اس کے بعد اپنے والد کے ساتھ مدرسہ مرقاۃ العلوم مئو چلے گئے جہاں آپ تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں، وہاں پر ۲۰۱۰ء میں پرائمری کی تکمیل ہوئی پھر مدرسہ ہذا میں قاری ابوزہیر صاحب کے زیر تدریس چار سال کی مدت میں قرآن کریم حفظ کیا، سال کے اخیر میں ایک نشست میں پورا قرآن اپنے استاذ کو سنانے کی سعادت حاصل کی۔ حفظ سے فراغت کے بعد از ابتداء تا انتہاء اسی مدرسہ میں عربی کی تعلیم حاصل کر ۲۰۲۲ء بمطابق ۱۴۴۳ھ میں فراغت پائی۔ عربی کے اساتذہ میں مولانا انظر کمال صاحب، مفتی جاوید احمد صاحب، مولانا انوررشید اعظمی صاحب، والد مولانا کلام الدین صاحب اور مولانا محمد کوثر اعظمی صاحب بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ اسلامیہ انوارالعلوم نگرا، بلیا کے شعبۂ حفظ میں تدریس سے آپ نے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔

مولانا معاویہ عزیز قاسمی (ولادت: ۱۷/مارچ ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۱/ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ، اتوار)

نام محمد معاویہ ابن مولانا عزیز الحق قاسمی ابن منشی عبدالسمیع مرحوم ابن حاجی محمد صابر مرحوم ہے۔ اطفال تا پرائمری درجہ ایک مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب بھیرہ میں پڑھا۔ آپ کے والد اس وقت مدرسہ دارالعلوم برئی پور، محمد آباد گوہنہ میں مدرس تھے اس لیے آگے کی تعلیم کے لیے آپ کو لے کر وہاں جانے لگے چنانچہ پرائمری درجہ دو تا درجہ پانچ کی تعلیم وہیں مکمل کی۔ پرائمری تعلیم

کی تکمیل کے بعد مدرسہ ہذا میں حفظ قرآن کریم کی ابتداء کی اور ایک سال وہاں پڑھنے کے بعد اپنے گاؤں میں واقع اونچی مسجد محلّہ پچھّم بھیرہ کے مدرسہ تحفیظ القرآن میں داخل ہو گئے لیکن حفظ قرآن سے مناسبت کم ہونے کی وجہ سے ان دو سالوں میں صرف چند پارے ہی یاد کر سکے لہذا یہ تعلیم ترک کر کے مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور ضلع اعظم گڑھ جہاں آپ کے دادا شعبۂ محاسبی میں ملازم تھے، میں عربی تعلیم شروع کر دی تا کہ تعلیم کے ساتھ دادا مرحوم کی خدمت بھی کر سکیں۔ ابھی آپ عربی پنجم کے طالب علم تھے کہ مارچ ۲۰۲۰ء میں کووڈ ۱۹ کی وجہ سے پورے ملک میں لاک ڈاؤن نافذ ہو گیا اور ایک سال تک آپ کی تعلیم موقوف رہی، اس دوران آپ نے تھوڑا بہت فرنیچر کا کام بھی سیکھا۔ اگلے سال جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں عربی سال ہفتم میں داخل ہوئے اور ایک سال پڑھنے کے بعد دیوبند گئے، دارالعلوم وقف میں داخلہ ہوا اور مارچ ۲۰۲۳ء میں فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد ایک سالہ عربی ادب کا کورس بھی کیا۔ فی الحال مدرسہ البلاغ، چھاؤں ضلع اعظم گڑھ کے شعبۂ پرائمری میں مدرس ہیں جہاں درجات دوم، سوم اور چہارم کے طلبہ کو قرآن اور اردو کی کتابیں پڑھاتے ہیں۔

مولانا اعجاز احمد مفتاحی، نئی بستی (ولادت: ۱۳/جولائی ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۱/۴/۱۴۲۲ھ، جمعہ)

نام اعجاز احمد ابن عتیق الرحمٰن ابن مولانا ممتاز احمد قاسمی ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد فارسی و عربی پنجم تک کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی، اس کے بعد ۲۰۲۲ء میں مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم سے سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد ۲/اگست ۲۰۲۳ء کو بغرض ملازمت سعودی عرب کے شہر ریاض چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم و ملازم ہیں۔

مولانا محمد زاہد محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۳/جولائی ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۱/ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ، جمعہ)

مولانا محمد ساجد قاسمی ابن مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی ابن مولانا عبدالستار نعمانی ابن حافظ عبدالغفور مرحوم ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد فارسی و عربی پنجم تک کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی، اس کے بعد ۲۰۲۲ء میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور سے سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام

چکیا، حسین آباد ضلع اعظم گڑھ میں ایک سال تک پرائمری درجات کے استاذ رہے پھر وہاں سے سنجر پور، اعظم گڑھ کے تعلیم الاسلام ہی نامی دوسرے مدرسہ میں چلے گئے جہاں تا حال شعبۂ پرائمری میں مدرس ہیں۔

مولانا ابوالمکارم محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۳؍جولائی ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۱؍ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ، جمعہ)

نام ابوالمکارم ابن ڈاکٹر مظفر الاسلام ابن مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی ابن مولانا عبدالستار نعمانی مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں جناب نظام الدین مرحوم، قاری عبدالباری مرحوم، حافظ محمد سہیل، حافظ محمد یونس، مولوی محمد اجمل، مولوی عبداللہ، مولوی ذکاء اللہ، مولوی محمد نعمان اور ماسٹر خیر البشر کے ذریعہ ہوئی، اس کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں داخل ہوکر مولانا عبدالمعبود معروفی، مولانا ابوبکر معروفی، مولانا خیر البشر قاسمی، مولانا غلام محمد قاسمی، مولانا محمد اصلاحی، مولانا قاری نیاز احمد قاسمی، مفتی محمد صادق قاسمی، مولانا محمد طاہر قاسمی اور مولانا محمد شاداب قاسمی کے ذریعہ فارسی وعربی ششم تک کی تعلیم حاصل کی۔ پھر عربی سال ہفتم جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں مفتی محمد امین، مفتی احمد الراشد اور مولانا محمد حارث بھیروی وغیرہ سے پڑھا اس کے بعد مدرسہ دارالعلوم مئو میں دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۲۳ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ مئو کے اساتذۂ کرام میں مولانا ڈاکٹر اشتیاق احمد اعظمی، مولانا احسان الحق شیخ ثانی اور مولانا عبدالقوی صاحب وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ فراغت کے بعد کچھ دنوں تک محمد آباد میں UCL نامی کوچنگ سینٹر میں انگلش بھی پڑھی۔ تعلیم وتعلیم سے رسمی فراغت کے بعد اب اپنے والد ڈاکٹر مظفر الاسلام کے ساتھ ان کے مطب میں رہتے ہیں۔

مولانا فضیل اختر (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۶؍شوال ۱۴۲۲ھ، منگل)

فضیل اختر ابن عرفان احمد دوکاندار ابن امیر الدین ابن محمد بشیر ابن رفیع محمد ایک با اخلاق نوجوان عالم دین ہیں۔ ۲۰۲۴ء میں دارالعلوم وقف دیوبند سے فضیلت مکمل کرنے کے بعد ۲۰۲۵ء میں شعبۂ تکمیل ادب سے فراغت ہوئی۔ دیوبند کے اساتذۂ کرام میں مولانا محمد سفیان قاسمی مہتمم جامعہ ہذا، مولانا سید احمد خضر شاہ کشمیری شیخ الحدیث، مولانا فرید الدین قاسمی شیخ ثانی،

مولانا محمد احسان قاسمی اور مولانا مفتی محمد نوشاد نوری کے اسماء بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ فی الحال دارالعلوم حیدرآباد، تلنگانہ سے تخصص فی الفقہ والافتاء والقضاء کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ آپ ایک باصلاحیت طالب علم رہے ہیں اور مقالہ نگاری کا بھی ستھرا ذوق رکھتے ہے چنانچہ مختلف موضوعات پر چھوٹے بڑے مضامین لکھتے رہتے ہیں۔ تحریر کے اندر سلاست ہوتی ہے، دھیرے دھیرے فکر میں بھی پختگی پیدا ہوجائے گی۔ امید ہے کہ آنے والے زمانہ میں ایک اچھے عالم دین اور قلم کار کے نام سے جانے جائیں گے۔ آپ کی پرائمری تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں ہوئی۔ تعلیم القرآن کے اساتذہ میں حافظ محمد عادل، ماسٹر محمد کلیم، مولوی محمد عمر کوپا گنج اور ماسٹر محمد نعیم اعظمی کے نام شامل ہیں اور فارسی وعربی کی مکمل تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں مولانا حفظ الرحمٰن قاسمی مدنی خیرآباد، مولانا فضل حق عارف خیرآباد، مولانا ابرار احمد قاسمی بھیرہ، مولانا نوشاد احمد قاسمی معروفی، مفتی جاوید اختر قاسمی خیرآباد اور مولانا محمد ابوذر قاسمی خیرآباد وغیرہ سے حاصل کی۔

مولانا رشاد انور، نئی جامع مسجد (ولادت: ۷/جون ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۴/۳/۱۴۲۳ھ، جمعرات)

نام رشاد انور ابن مولانا امتیاز احمد ندوی ابن مولانا شریف احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد فارسی وعربی پنجم تک کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی، اس کے بعد دارالعلوم وقف دیوبند میں عربی سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر ۲۰۲۴ء میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ مشغولیت ریڈیمیڈ کپڑوں کی دوکان ہے۔

مولانا محمد ثاقب، نئی جامع مسجد (ولادت: ۱۵/جون ۲۰۰۲ء بمطابق ۳/۴/۱۴۲۳ھ، سنیچر)

نام محمد ثاقب ابن حاجی شکیل احمد ابن حاجی نذیر احمد مرحوم ابن عبدالستار مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد فارسی وعربی پنجم تک کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی پھر عربی ششم جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں پڑھا، اس کے بعد ۲۰۲۴ء میں دارالعلوم وقف دیوبند سے سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

مولانا محمد راشد محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۳/اکتوبر ۲۰۰۲ء بمطابق ۶/شعبان ۱۴۲۳ھ، اتوار)

نام محمد راشد ابن مولانا محمد ساجد قاسمی ابن مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی ابن مولانا عبدالستار نعمانی ابن حافظ عبدالغفور مرحوم ہے۔ حقیقی تاریخ ولادت وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی لیکن آدھار کارڈ اور دیگر سرکاری دستاویزات میں ۵/مارچ ۲۰۰۱ء درج ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد فارسی وعربی پنجم تک کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی، اس کے بعد ۲۰۲۳ء میں دارالعلوم مئو سے سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ آپ ابھی جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی میں اردو لٹریچر میں گریجویشن سال دوم کے ریگولر طالب علم ہیں۔

مولانا محمد حسان (ولادت: ۱۵/جولائی ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۸/۵/۱۴۲۵ھ، جمعرات)

نام محمد حسان ابن حافظ قمرالدین ابن حافظ عبدالغفور ابن غلام محمد مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ہوئی۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد فارسی وعربی پنجم تک کی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کی پھر ۲۰۲۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے جہاں عربی سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر جنوری ۲۰۲۶ میں فراغت کی سند سے سرفراز ہوئے۔

مولانا یمان عبداللہ (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۹/۱۱/۱۴۲۵ھ، اتوار)

نام یمان عبداللہ ابن عبداللہ ابن حاجی مسعود احمد ابن عبدالباقی ابن نصیر احمد ابن حسین احمد مرحوم ہے۔ مکان مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے پاس ہے۔ مدرسہ ہذا میں پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں فارسی کی تعلیم حاصل کی، اس کے عربی اول سے عربی پنجم تک مدرسہ رحمانیہ ولید پور میں پڑھا پھر دارالعلوم دیوبند میں عربی سال ہفتم اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر جنوری ۲۰۲۶ میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

☆☆☆

دیوبندی مکتب فکر اور ماضی کے حفاظ کرام

حافظ محمد طاہر

حضرت مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ کے جد امجد ہیں۔ نام محمد طاہر اور والد کا نام پُر دل ابن کریم ابن خیر وابن عبداللہ ابن لعل محمد ابن اسماعیل ابن عبدالرحیم تھا۔ حفظ قرآن کے بعد علوم شرعیہ کا معتد بہ حصہ دہلی کے کسی مدرسہ میں حاصل کیا تھا لیکن سند یافتہ عالم نہیں بن سکے تھے پھر بھی ہمیشہ عالمانہ شان کے ساتھ رہے۔ اُس وقت محمد آباد کے سرکاری قاضی کی طرف سے متعین آپ گاؤں کے قاضی تھے، اختلافات کے وقت لوگوں کے مابین تصفیہ کراتے، نکاح پڑھاتے اور جمعہ و عیدین کی امامت بھی کرتے تھے۔ آپ کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہوسکا۔

حافظ عبدالواحد مرحوم محلّہ پچھّم

حافظ عزیز الرحمٰن (ولادت: ۱۹۵۹ء بمطابق ۱۳۸۷ھ) ابن حاجی عبدالمنان مرحوم محلّہ پچھّم (مقیم تانے والا باغ، بھیرہ) کے پردادا تھے۔ حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کے بقول آپ کی وفات حافظ موصوف کی ولادت سے کافی پہلے ہوگئی تھی۔ مرحوم کے بارے میں تفصیلات نہیں فراہم ہوسکیں اس لیے اتنے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حافظ محمد شفیع اللہ، محلّہ پورب، مکھلی (وفات: سن تخمینی ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ)

حافظ محمد شفیع اللہ مرحوم کا مکان حاجی ممتاز احمد بھرنا والے محلّہ پورب، مکھلی کا مکان تھا لیکن آپ حافظ نور الہدیٰ ابن عبدالحفیظ صاحب مرحوم محلّہ تکیہ کے مکان میں رہتے تھے۔ آپ اصلاً بھیرہ کے باشندے تھے یا کہیں اور سے نقل مکانی کرکے یہاں آباد ہوگئے تھے، ہر ممکن ذریعہ سے کوشش کے باوجود اس بات کی تحقیق نہیں ہوسکی کیونکہ آپ کی کوئی نرینہ اولاد تھی نہ ہی کوئی بھائی وغیرہ یہاں موجود ہیں، بس کسمی نامی ایک بیٹی تھیں جن کی شادی پورہ صوفی، مبارکپور ہوگئی تھی اور

شوہر کا نام غالباً نعمت اللہ تھا، وہ اپنی سسرال میں رہنے لگی تھیں جن کے دو بیٹے عبدالقادر اور عبدالباری تھے۔ عبدالقادر صاحب، حافظ نورالہدیٰ صاحب کے بہنوئی تھے۔ تقریباً باون سال کی عمر میں وفات پائی۔ گاؤں میں آپ کے ممکنہ شاگردوں میں حافظ احمد کریم مرحوم بھیرہ، حافظ محمد امین مرحوم محلّہ اتر، ولید پور (سابق چیئرمین محمد احمد عرف علی کے دادا)، حافظ محمد مصطفیٰ محلّہ اتر ولید پور (حاجی محمد ہاشم سیٹھ کے والد) اور حافظ انوارالحق (حافظ فیض الرحمٰن ناظم مدرسہ منصورالعلوم کے والد) وغیرہ کی عمروں سے آپ کے سن وفات کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ گاؤں کے خواہش مند بچوں کو آپ اپنے گھر پر فی سبیل اللہ حفظ قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔

حافظ عباداللہ محلّہ پورب (وفات: سن تخمینی ۱۹۴۰ء بمطابق ۱۳۵۹ھ)

حافظ عباداللہ مرحوم حافظ عبدالغنی صاحب مرحوم کے والد محترم اور حافظ نیاز احمد صاحب محلّہ پچھّم سابق استاذ شعبۂ حفظ قرآن کریم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے جدامجد (پردادا) تھے جیسا کہ ذیل میں ذکر کیا گیا ہے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی آپ کے بارے میں تفصیلی معلومات میسر نہ ہوسکیں۔ آپ کے لڑکے حافظ عبدالغنی صاحب کی ولادت چونکہ ۱۸۹۷ء میں ہوئی تھی، اس وقت آپ کی عمر کم وبیش اگر تیس سال فرض کر لی جائے اور مکمل عمر ستر پچہتر سال کے درمیان تسلیم کر لی جائے تو اس حساب سے آپ کی وفات ۱۹۴۰ء مانی جاسکتی ہے چنانچہ یہی تخمینی سن وفات میں نے درج کر دیا ہے تاکہ کم ازکم آپ کے زمانے کے بارے میں ایک اندازہ ہوسکے۔

حافظ محمد ابراہیم محلّہ پورب (وفات: سن تخمینی ۱۹۴۲ء بمطابق ۱۳۶۱ھ)

حافظ محمد ابراہیم صاحب مرحوم محلّہ پورب مولانا عبدالستار صاحب نعمانی (وفات: ۲۳؍جولائی ۲۰۰۴ء) کے خسر محترم یعنی مولانا عزیزالرحمٰن قاسمی صاحب کے نانا تھے۔ مولانا قاسمی کے مطابق آپ کے نانا کی وفات اُس وقت ہوگئی تھی جب آپ نے ابھی پرائمری درجات کی تعلیم بھی نہیں شروع کیا تھا۔ مولانا کی پیدائش ۱۹۳۵ء میں ہوئی ہے اور پرائمری تعلیم آپ نے غالباً ۱۹۴۳ء میں شروع کی ہوگی کیونکہ ۱۹۴۸ء میں آپ نے پرائمری درجہ پانچ مکمل کیا تھا، اس اعتبار سے ایک اندازہ کے مطابق ہم نے آپ کا سن وفات ۱۹۴۲ء ذکر کر دیا ہے تاکہ کم ازکم آپ کے زمانہ کا علم ہوجائے۔ آپ کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں فراہم ہوسکیں۔

حافظ نذیر احمد مرحوم ابن حاجی محمد چھوٹک، محلّہ تکیہ (وفات: ۱۹۶۲ء بمطابق ۱۳۸۲ھ)

آپ ڈاکٹر عبد الباسط مرحوم، جناب عبد الباری وحافظ محمد سہیل صاحبان کے والد اور مولانا محمد نعمان قاسمی کے دادا تھے۔ لمبے قد وقامت، وجیہ وشکیل چہرہ، سڈول بدن، بلند آواز والے ایک بہادر انسان سمجھے جاتے تھے۔ نشانے باز ایسے کہ نشانہ جلدی خطا نہیں ہوتا تھا۔ کبڈی کھیلنا اور سہور مچھلی کا شکار جو بندوق کے ذریعہ کیا جاتا ہے، کرنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ طاقتور اتنے کہ کبڈی میں جلدی کوئی مدمقابل نہیں آتا تھا۔ کہتے ہیں کہ پنجہ آزمائی میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ کے قدیم ریکارڈ کے مطابق ۱۳۴۶ھ بمطابق ۱۹۲۸ء میں آپ نے پرائمری تعلیم یہیں سے حاصل کی اور قرآن کریم کا حفظ غالباً حافظ شفیع اللہ صاحب مرحوم کے یہاں کیا تھا۔ کوئیواں والی مسجد (موجودہ مسجد ذی النورین) میں تقریباً بیس سال تک مسلسل تراویح کی نماز پڑھاتے رہے۔ پرائمری کی تکمیل کے وقت اگر آپ کی عمر پندرہ سال تسلیم کر لی جائے تو اس اعتبار سے سن ولادت ۱۹۱۳ء بمطابق ۱۳۳۱ھ مانا جا سکتا ہے۔ ۱۹۶۲ء میں تقریباً اُنچاس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اہل خانہ کی روایت کے مطابق بارش کا زمانہ تھا، سخت آندھی چل رہی تھی اسی میں آپ کے بڑے لڑکے ڈاکٹر عبد الباسط مرحوم جو اس وقت کم عمر تھے کہیں باہر نکل گئے، انہیں کی تلاش میں آپ اپنے گھر کے قریب واقع باغ میں گئے، سوئے اتفاق کہ سخت آندھی کی وجہ سے درخت کی ایک شاخ آپ کے اوپر آ گری اور بالآخر وہی موت کا سبب بن گئی۔

حافظ عبد الغفور مرحوم ابن حسینی بابا، محلّہ تکیہ (وفات: ۱۹۶۵ء بمطابق ۱۳۸۴ھ)

حافظ عبد الغفور صاحب مرحوم ابن حسینی بابا، حضرت مولانا عبد الستار صاحب نعمانی کے والد بزرگوار اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کے دادا تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے اصلاحی تعلق تھا اور غالباً انہیں کے مدرسہ جامع العلوم کانپور میں حفظ کی تعلیم حاصل کی تھی۔ بعد میں آپ کانپور شہر سے تجارت کرنے لگے چنانچہ جب کانپور جاتے تو مولانا تھانویؒ کے یہاں قیام کرتے، انہیں کے پیچھے نماز پڑھتے اور ہر سال نماز تراویح بھی انہیں کی امامت میں ادا کرتے تھے۔ مولانا تھانوی کا یہ معمول تھا کہ ہر چار رکعت کے بعد وقفۂ ترویحہ میں ٹھہرتے اور پڑھی ہوئی آیات کی خاصیت بیان کرتے تھے، اسی میں بتائی گئی باتیں آج ''اعمال قرآنی'' نامی کتاب کی

شکل میں موجود ہے۔ مولانا تھانویؒ نے اپنے دستخط کے ساتھ آپ کو بزرگان دین کا ایک خانقاہی شجرہ بھی دیا تھا۔ قرآن کی تلاوت کے بعد آپ اُس شجرے کو بھی پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آج کی طرح موٹر گاڑیوں کی سہولیات میسر نہیں تھیں چنانچہ آپ بھیرہ سے اعظم گڑھ پیدل جاتے، وہاں سے اونٹ گاڑی کے ذریعہ جونپور اور جونپور سے ٹرین کے ذریعہ کانپور پہنچتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ گھر پر کاشت کاری اور پشو پالن کا کام بھی کرتے تھے۔

حافظ فصیح اللہ مرحوم نابینا، محلّہ پچھّم (وفات: ۱۹۶۸ء بمطابق ۱۳۸۷ھ)

حافظ فصیح اللہ صاحب (نابینا) مرحوم، حاجی جمال احمد ابن شکر اللہ صاحب مرحوم سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے حقیقی چچا تھے۔ نیک اور ولی صفت انسان تھے۔ آپ ایک بہترین عامل ہونے کے ساتھ حکمت و طبابت کی بھی اچھی معلومات رکھتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں نماز تراویح پڑھاتے تھے لیکن جب گاؤں میں حفاظ کرام کی تعداد بڑھ گئی اور ہر مسجد کے لیے حفاظ میسر ہو گئے تو افضلیت کے پیشِ نظر آپ نے تراویح پڑھانا بند کر دیا۔ بصارت سے محرومی کی وجہ سے آپ نے شادی نہیں کی تھی اس لیے آپ کی نسل نہیں چلی۔ تقریباً ۶۰ رسال کی عمر میں ۱۹۶۸ء میں وفات پائی۔

حافظ عبدالغنی مرحوم ابن حافظ عباداللہ محلّہ پورب (۱۸۹۷ء۔۱۹۷۴ء)

اسم گرامی حافظ عبدالغنی ابن حافظ عباداللہ تھا۔ حافظ نیاز احمد صاحب محلّہ پچھّم سابق استاذ شعبۂ حفظ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے دادا تھے۔ ۱۸۹۷ء بمطابق ۱۳۱۴ھ میں محلّہ پورب بھیرہ میں ولادت ہوئی۔ کوشش کے باوجود اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ آپ نے پرائمری درجات اور حفظ قرآن کی تعلیم کہاں اور کس مدرسہ میں حاصل کی تھی کیوں کہ اس زمانہ میں گاؤں میں باقاعدہ کوئی مدرسہ نہیں تھا۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے قیام کے بعد حافظ مرحوم تاحیات اس مدرسہ میں استاذ رہے اور ساتھ ہی مدرسہ ہذا کے ایک اہم رکن بھی تھے۔ مدرسہ کی تعمیر و ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ کی شخصیت ایک با اثر شخصیت تھی، صائب الرائے ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی اور ملی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ مسجد ابوحنیفہ (کھیت والی مسجد) میں نماز پنجگانہ کے مستقل امام تھے اور تاحیات اسی مسجد میں نماز تراویح بھی پڑھاتے رہے۔ ۱۹۷۴ء بمطابق ۱۳۹۴ھ میں وفات پائی۔

حافظ احمد کریم مرحوم (وفات: ۱۷/اپریل ۱۹۸۶ء بمطابق ۶/شعبان ۱۴۰۶ھ، بدھ)

اس گیتی ارضی پر ہمارے اردگرد کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو وسائل کی کمی اور ناموافق حالات (Unavoidable Circumstances) کے باوجود اپنی ذاتی دلچسپیوں، بے پناہ جذبے اور خالص نیتوں کی بنیاد پر بعض ایسے کارہائے نمایاں انجام دے جاتے ہیں جو لمبی مدت تک یاد کیے جاتے ہیں اور اللہ کی ذات سے امید کی جاتی ہے کہ ان کے وہ نیک اعمال رب غفور کے یہاں ان کے لیے بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنیں گے۔ انہیں لوگوں میں ایک نام ہمارے اخص الخواص پڑوسی استاذ الحفاظ حضرت حافظ احمد کریم ابن محمد ابراہیم صاحب بھیروی رحمہ اللہ کا ہے۔ آج سے تقریباً پچاس ساٹھ سال قبل جب گاؤں میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہیں تھا، گاؤں کے بچے قرآن مجید حفظ کرنے کے لیے قرب وجوار میں واقع مدارس اسلامیہ کا سفر کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ اس وقت اسباب کی قلت، سفر کی دقت اور دیگر متعدد وجوہات کی بناء پر عام لوگوں کے لیے یہ کام بہت حد تک مشکل امر تھا لیکن ان حالات میں حافظ مرحوم نے گاؤں کے بچوں کو فی سبیل اللہ اپنے گھر پر حفظ قرآن کریم کی تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کیا اور یہاں کے لوگوں کے لیے یک لخت یہ کام بہت آسان ہو گیا چنانچہ آج بھی گاؤں میں آپ کے پڑھائے ہوئے بہت سے قدیم و بہترین حفاظ کرام باحیات ہیں۔

مرحوم کی صحیح تاریخ ولادت کا علم نہیں ہو سکا لیکن بقید حیات آپ کے شاگردوں اور گاؤں کی معمر شخصیات سے استفسار پر معلوم ہوا کہ تقریباً نوے سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی تھی اور آپ کی وفات ۱۹۸۶ء میں ہوئی ہے، اس اعتبار سے آپ کا سن ولادت ۱۸۹۶ء بمطابق ۱۳۱۳ھ بنتا ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے قدیم ریکارڈ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پرائمری تعلیم اسی مدرسہ میں حاصل کی تھی، اسی ریکارڈ کے اندر پرائمری کے ساتھیوں میں حافظ نذیر احمد مرحوم کا نام بھی ملتا ہے لیکن اساتذۂ کرام کے ناموں کا علم نہیں ہو سکا۔ حفظ قرآن کی تعلیم آپ نے کب اور کہاں حاصل کی اس بات کی حتمی معلومات نہیں ہو سکی لیکن بزرگوں کا خیال ہے کہ اس وقت گاؤں میں موجود ایک قدیم حافظ جناب محمد شفیع اللہ صاحبؒ آپ کے استاد ہو سکتے ہیں کیوں کہ آپ کی تعلیم کا جو زمانہ ہے اس وقت حافظ مرحوم ہی اپنے گھر پر

خواہش مند بچوں کو حفظ قرآن کریم کی تعلیم دیتے تھے۔

قد متوسط، رنگ صاف، باریک بھنویں، ورزشی جسم، مختصر جسم و جثہ، ہلکا پھلکا چہرہ، چہرہ پر سہ طرفہ ڈاڑھی تھی لیکن دائیں بائیں دونوں جبڑوں پر بال قدرے کم اور ٹھوڑی کے اوپر بال زیادہ گھنے تھے۔ کرتہ، تہبند، سر پر دوپلی ٹوپی اور کشتی نما چمڑے کا کالا جوتا جو اس زمانہ میں عموماً علماء و صلحاء کا لباس سمجھا جاتا تھا، پہنتے تھے۔ آواز گونج دار اور کڑک دار تھی لیکن الفاظ نہایت واضح اور انداز گفتگو صاف ہوتا تھا۔ زبان میں لکنت ذرا بھی نہ تھی، مسلسل بولتے تھے۔ مزاج قدرے گرم لیکن اخلاق بہت نرم تھا۔ چہرہ بارعب اتنا کہ آپ سے بات کرنے والا نظریں ملانے سے جی چراتا تھا۔ معاملات میں بالکل کھرے تھے اور خلط ملط قطعاً گوارا نہیں کرتے تھے۔

جناب محمد رفیع صاحب مرحوم ولید پور کی بڑی بیٹی زبیدہ خاتون کے ساتھ شادی ہوئی تھی۔ محمد رفیع صاحب کی پانچ اولاد تھیں، دو بیٹے محمد الیاس و محمد اسحاق اور تین بیٹیاں (زبیدہ خاتون، ساقیہ خاتون اور خدیجہ خاتون)۔ بڑی بیٹی زبیدہ خاتون آپ کی زوجیت میں تھیں جن کے بطن سے چار اولاد ہوئیں۔ دو لڑکیاں علیم النساء و بدر النساء اور دو لڑکے وحید الدین مرحوم و قمر الدین مرحوم۔

آپ کا شمار وقت کے سربرآوردہ لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ کے مکان کے سامنے پورب طرف خالی زمین کی شکل میں ایک احاطہ تھا جہاں وقت گزرنے کے ساتھ اب نئے مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔ اس وقت علماء و صلحاء اور گاؤں کے ذمہ داران حضرات مثلاً مولانا عبدالستار صاحب مرحوم، مولانا حکیم بشیر الدین صاحب مرحوم، مولانا محمد یونس صاحب مرحوم، مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم، حافظ نذیر احمد صاحب مرحوم، حاجی محمد طاہر صاحب مرحوم، حاجی محمد یونس صاحب مرحوم، حاجی محمد صابر صاحب مرحوم اور حاجی وزیر احمد صاحب مرحوم وغیرہ کے علاوہ گاؤں کے دیگر حضرات کی وہاں مجلس لگتی تھی۔ وہ حقہ پیتے تھے، دیگر لوگ بھی حقے میں شامل ہوتے اور جب گاؤں میں کوئی سماجی یا ملی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ یہیں پر حل کیا جاتا، اس طرح کے معاملات میں آپ کی رائے سے عموماً اتفاق کیا جاتا اور وہی قولِ فیصل مانی جاتی تھی کیوں کہ سنا ہے کہ آپ دل اور طبیعت کے بہت قوی تھے، کیسا ہی سنگین معاملہ ہو گھبرانا اور ڈرنا جانتے ہی نہ تھے۔

سابق میں گزر چکا ہے کہ اس وقت گاؤں کے مدرسہ میں حفظِ قرآن کریم کا کوئی معقول نظم نہیں تھا اس لیے حفظ کا ذوق رکھنے والے طلبہ کو آپ اپنے گھر پر فی سبیل اللہ تعلیم دیتے تھے جس میں بھیرہ اور ولید پور کے طلبہ کی اچھی خاصی تعداد ہوتی تھی۔ آپ کے یہاں تعلیم کا نظام بنیادی طور پر وہی تھا جو آج رائج ہے یعنی تعلیم دونوں وقت ہوتی تھی مگر طلبہ کے لیے وقت کی تعیین تھی نہ ہی پورے وقت حاضری کی شرط۔ معمول یہ تھا کہ آپ صبح ناشتے وغیرہ سے فارغ ہوکر دالان میں بیٹھ جاتے، سنانے والے طلبہ آتے اور قرآن سنا کر چلے جاتے، کچھ طلبہ ان کے دالان یا احاطہ میں گھنٹہ دو گھنٹہ یاد کر کے جاتے تھے یا گھر سے آکر پہلے یاد کرتے پھر حافظ صاحب کو سناتے۔ یہی سلسلہ نمازِ ظہر کے بعد بھی جاری رہتا۔ اس طرح ان کی تعلیم بھی ہو جاتی تھی اور گھریلو کاروبار میں گھر والوں کا ہاتھ بھی بٹا دیتے۔ قرآن پاک سے آپ کو قلبی لگاؤ تھا اور یہ لگاؤ اللہ پاک نے آپ کو حفظِ قرآن کی نعمت کی بدولت نوازا تھا جس کی قدردانی کی آپ نے زندگی بھر ہر ممکن کوشش کی۔ اُسی قدردانی کا نتیجہ تھا کہ زندگی کے آخری ایام تک آپ نے حفظِ قرآن کی تعلیم کو اپنا معمول بنائے رکھا اور گاؤں کی قدیم جامع مسجد محلّہ پچھّم میں اپنی زندگی کے دوتہائی حصہ تک مسلسل تراویح میں قرآنِ کریم سنانے کا اہتمام کرتے رہے۔ آپ قرآن کریم تیز لیکن صاف پڑھتے تھے شاید یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگرد حضرات جو ابھی بقید حیات ہیں، بھی قرآن تیز پڑھتے ہیں لیکن اب نئی نسل میں یہ بات قدرے کم ہوگئی ہے۔ قرآن کریم کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو تراویح میں بھی بالکل صاف صاف، ترتیل و تجوید اور مخارج وصفات کی مکمل رعایت کرتے ہوئے آہستہ روی کے ساتھ پڑھا جائے۔

سال گزشتہ ۲۰۲۴ء میں رمضان کا پورا مہینہ گھر پر گزارنے کا اتفاق ہوا، جب اپنی مسجد میں تراویح کے لیے گیا تو ایک نوجوان حافظِ قرآن نمازِ تراویح پڑھا رہے تھے، ان کی تیز رفتار قرأت سن کر عجیب کوفت محسوس ہوئی اور طبیعت پر عجیب طرح کا بوجھ محسوس ہوا، نماز کے بعد جب علماءِ کرام اور کچھ قدیم حفاظ کرام سے اس کا تذکرہ کیا تو معلوم ہوا کہ دورانِ طالب علمی ایسے ہی مشق ہونے کی وجہ سے وہ دھیرے پڑھ ہی نہیں پائیں گے کیوں کہ اگر دھیرے پڑھیں گے تو بھول جائیں گے اس لیے شعبۂ حفظ کے اساتذۂ کرام کو چاہیے کہ ابتداء سے ہی وہ اپنے طلبہ کو

آہستہ، صاف صاف اور ترتیل و تجوید کی مکمل رعایت کرتے ہوئے قرآن پڑھنے کی مشق کرائیں تاکہ بعد میں بھی وہ قرآن کو اس کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ پڑھ سکیں۔

حافظ صاحب مرحوم کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ دیندار بہت تھے اور دینی احکام میں بہت پختگی رکھتے تھے۔ عمر کی ساتویں دہائی میں پاؤں میں پھوڑے کی شکل میں ایک شدید زخم ہو جانے کی وجہ سے جب زیادہ دیر تک کھڑے رہنے سے معذور ہو گئے تو اس معمول میں تبدیلی آ گئی اور اپنے شاگردوں میں سے کسی کو متعین کر کے اپنے گھر کے احاطہ میں ہی تراویح کا اہتمام کرنے لگے۔ اپنے پڑھائے ہوئے طلبہ کے لیے آپ انتہائی فکرمند رہتے تھے۔ آپ کو ہمیشہ اس بات کی فکر رہتی تھی کہ حفاظِ کرام قرآنِ کریم سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کے ادا کرنے میں کہیں غافل نہ ہو جائیں اس لیے حفظ مکمل ہونے کے بعد بھی مسلسل ان سے رابطہ میں رہتے۔ تراویح میں پابندی سے قرآن سنانے کی تاکید کرتے اور ان کے لیے مساجد کا انتخاب خود کرتے حتیٰ کہ معذوری سے قبل ان کی تربیت کی غرض سے وقتاً فوقتاً ان کے پیچھے جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ آپ کی اسی فکر کا نتیجہ ہے کہ آج بھی گاؤں کے قدیم حفاظِ کرام میں قرآنِ کریم کے ساتھ غیر معمولی شغف دیکھنے کو ملتا ہے۔ آپ کے چند شاگردوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولانا اعجاز احمد اعظمی مرحوم، (۲) حافظ نثار احمد مرحوم گولا بازار، (۳) حافظ ضرار احمد، گول کھمبا، (۴) حافظ عزیز الرحمٰن تانے والا باغ، (۵) حافظ حفیظ الرحمٰن تانے والا باغ، (۶) حافظ عبد الغفور محلّہ پچھّم، (۷) حافظ نور الہدیٰ محلّہ تکیہ، (۸)، حافظ محمد اقبال محلّہ پورب، (۹) حافظ نثار احمد مرحوم محلّہ پورب، (۱۰) حافظ نظام الدین گول کھمبا، (۱۱) حافظ اظہار الحق ولید پور، (۱۲) حافظ مظہر الجبار قاضی ٹولہ، ولید پور، (۱۳) حافظ نسیم اختر مرحوم ولید پور، (۱۴) حافظ سمیع اختر ولید پور، (۱۵) حافظ اکرام الحق ولید پور (۱۶) حافظ نیاز احمد بھیرہ وغیرہ۔

حافظ عبید الرحمٰن مرحوم، محلّہ پچھّم (وفات: ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۴۰۷ھ)

حافظ عبید الرحمٰن صاحب کے والد کا نام قاری شاہ محمد تھا۔ آپ دراصل خیر آباد، محلّہ پچھّم کے رہنے والے تھے اور ۱۹۳۵ء میں نقل مکانی کر کے بھیرہ میں آباد ہوئے تھے۔ پرائمری اور حفظ قرآن کی تعلیم کا علم نہیں ہو سکا۔ قاری محمد امین صاحب مرحوم ابن حافظ محمد سعید صاحب مرحوم

(۱۹۰۲ء۔۲۰۰۵ء)، گولا بازار کی ہمشیرہ سے شادی ہوئی تھی۔آپ کی تین لڑکیوں کی شادی حاجی محمد بلال صاحب مؤذن جامع مسجد محلّہ پچھّم ،مولانا ڈاکٹر احمد صاحب مظاہری مرحوم نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمہ اور ڈاکٹر عبدالباسط صاحب مرحوم محلّہ تکیہ سے ہوئی تھی جبکہ لڑکے انوارالحق کی سسرال محمد آباد میں تھی، آپ کے انتقال کے ایک سال بعد ۱۹۸۸ء میں انوارالحق امرحوم بنی سسرال چلے گئے اور وہیں رہنے لگے تھے،اب ان کی اولادیں وہیں مقیم ہیں۔

حافظ محمد رفیع، نیا پورہ (وفات: ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ)

حافظ محمد رفیع ابن نذیر احمد صاحب مرحوم ماسٹر مرغوب الحق صاحب، نیا پورہ کے بڑے والد تھے۔ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اور حفظِ قرآن کی تکمیل منڈی کے کسی مدرسہ میں ہوئی۔امتدادِ زمانہ کی وجہ سے آپ کے بارے میں زیادہ تفصیلات میسر نہ ہوسکیں۔

حافظ شبراتی ابن حیات، نیا پورہ

آپ نیچے مذکور حافظ محمد عمر صاحب مرحوم، نیا پورہ کے دادا ہیں دادا کے تعارف میں پوتے کا حوالہ اس لیے دیا گیا ہے کہ پوتے کی ولادت اور وفات کا سن معلوم ہے، اس سے کم از کم دادا کے زمانہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔آپ کے دولڑکے بھی حافظِ قرآن تھے جن کے نام حافظ عبداللہ اور حافظ محمد اکبر ہیں۔ لمبا وقت گزر جانے کی وجہ سے آپ اور آپ کی دونوں حافظ اولاد کے بارے میں زیادہ تفصیلات نہ مل سکیں۔

حافظ عبداللہ ابن حافظ شبراتی، نیا پورہ

حافظ عبداللہ ابن حافظ شبراتی نیچے مذکور حافظ محمد عمر، نیا پورہ کے والد ہیں۔آپ کی بھی زیادہ تفصیلات نہیں مل سکیں۔

حافظ محمد اکبر ابن حافظ شبراتی، نیا پورہ

حافظ محمد اکبر، حافظ شبراتی ابن حیات کے لڑکے ہیں۔آپ کی بھی زیادہ تفصیلات نہیں مل سکیں۔

حافظ محمد عمر، نیا پورہ (۱۹۰۹ء۔۱۷/نومبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۸/شعبان ۱۴۲۰ھ، بدھ)

حاجی و حافظ محمد عمر ابن حافظ عبداللہ ابن حافظ شبراتی ابن حیات کا مکان نیا پورہ پر ہے۔

آپ استاذ محترم حضرت مولانا خیر البشر صاحب قاسمی المعروف بہ کاتب صاحب کے دادا تھے۔ آپ کی تاریخ ولادت کے بارے میں آپ کے گھر والوں سے بس اتنا علم ہو سکا کہ مولانا بشیر الدین قاسمی، نیا پورہ اور آپ ایک ہی سال میں پیدا ہوئے تھے اور مولانا قاسمی کی ولادت ۱۹۰۹ء میں ہوئی ہے اس لیے آپ کا سن ولادت بھی یہی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ ولید پور میں کسی صاحب کے گھر پر حفظِ قرآنِ کریم کی تکمیل کی تھی۔ اس خاندان کی تفصیلات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ایک زمانہ سے آج تک حفظ قرآن کا کافی اہتمام کیا ہے چنانچہ اس پورے خانوادہ میں حفاظِ کرام کی اب تک بہتات ہے۔ تقریباً نوے سال کی عمر میں وفات پائی۔

حافظ نثار احمد مرحوم گولا بازار (وفات: مارچ ۲۰۰۷ء بمطابق صفر ۱۴۲۸ھ)

متوسط قد اور رنگ گندمی تھا۔ کم گو اور شریف انسان تھے۔ سر پر دو پلی ٹوپی پہنتے تھے۔ آپ کا شمار ماضی قریب کے حفاظ کرام میں کیا جا سکتا ہے۔ بھیرہ میں آپ حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے سب سے پہلے شاگرد تھے اور ولید پور میں حافظ محمد امین (سابق چیئرمین محمد احمد عرف علی کے دادا) پہلے شاگرد تھے۔ ۴۰ سال تک متواتر آپ نے مسجد ابو حنیفہ (کھیت والی مسجد) میں نماز تراویح پڑھائی۔ صورت حال کچھ ایسی بنی کہ یکے بعد دیگرے آپ کی تین شادیاں ہوئیں۔ پہلی شادی حافظ نور الہدیٰ (محلّہ تکیہ، بھیرہ) کی بہن سے ہوئی تھی لیکن سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا، ان سے کوئی اولاد نہیں تھی پھر دوسری شادی مبارکپور میں ہوئی جن سے نرینہ اولاد کی شکل میں مولانا عبد اللہ قاسمی (مقیم حال محلّہ پچھّم، کوٹ) اور تین بچیوں کی ولادت ہوئی، سبھی موجود اور صاحب اولاد ہیں، بعد میں بیماری کی وجہ سے یہ بیوی بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں پھر تیسری شادی خیر آباد میں ہوئی جن سے موجودہ نو اولاد (چھ لڑکے، تین لڑکیاں) ہیں۔ مارچ ۲۰۰۷ء بمطابق صفر ۱۴۲۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا، بوقت انتقال عمر تقریباً ۷۵ سال تھی۔

حافظ محمد عمر محلّہ پورب، مقیم خیر آباد (وفات: ۱۲/اپریل ۲۰۰۷ء بمطابق ۲۳/۳/۱۴۲۸ھ، جمعرات)

حافظ محمد عمر صاحب مرحوم، حاجی محمد صابر ابن علی احمد ابن عبد الغفور ابن محمد اکبر کے بڑے لڑکے تھے۔ آپ کے والد حاجی محمد صابر کی پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا اس لیے آپ نے دوسری شادی کی تھی۔ حافظ مرحوم پہلی بیوی سے تھے اور آپ کے ایک حقیقی بھائی محمد ابراہیم بھی تھے جنہوں

نے محمد آباد میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ دوسری بیوی سے الحاج منشی عبدالسمیع مرحوم اور جناب خیراللہ مرحوم تھے، آپ چاروں بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ بزرگوں سے سنی کی روایت کے مطابق آپ نے مسجد ذی النورین میں قرآنِ کریم حفظ کیا تھا لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ استاذ کون تھے اور قرائن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قاری محمد امین صاحب مرحوم، گولا بازار سے بھی استفادہ کیا تھا۔ دیوریا ضلع کے چاند پالی گاؤں میں شادی ہوئی تھی۔ عبدالرحمٰن نامی آپ کے ایک بیٹے تھے جن کا اب انتقال ہو چکا ہے، ان کے لڑکے رحمت اللہ کے ذریعہ یہ مختصر معلومات میسر ہو سکی ہے۔ غالباً ۱۹۸۵ء میں بھیرہ سے نقل مکانی کر کے آپ خیرآباد کلینڈر پر مقیم ہو گئے تھے۔ خیرآباد مقیم ہونے سے قبل آپ نئی جامع مسجد محلّہ پورب میں نمازِ تراویح کے امام تھے، ایک طرف آپ اس مسجد میں امام تھے تو دوسری طرف آپ کے ہم عصر ساتھی حافظ نذیر احمد صاحب محلّہ تکیہ مسجد ذی النورین میں تراویح کی نماز پڑھاتے تھے۔ تقریباً ۱۰۲ سال کی عمر میں محمد آباد میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حافظ محمد عیسیٰ مرحوم ابن محمد موسیٰ قوال، گولا بازار (۱۹۴۸ء۔۲۰۱۳ء)

حافظ محمد عیسیٰ مرحوم اپنے وقت کے معروف قوال محمد موسیٰ صاحب مرحوم گولا بازار بھیرہ کے بڑے فرزند تھے، محمد موسیٰ کی قوالی مشہور تھی، قوالی کی دنیا میں وہ بہت نامور تھے۔ حافظ محمد عیسیٰ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ آپ آواز اور لب ولہجہ میں اپنے والد کے خلف نہیں نعم الخلف تھے، آثار بتاتے تھے کہ اس میدان میں وہ اپنے والد سے بھی بازی مار لے جائیں گے، بچپن میں ہارمونیم ایسی بجاتے تھے کہ کہنہ مشق بجانے والے بھی انگشت بدنداں رہ جاتے تھے لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا، محمد موسیٰ صاحب کو کسی نے سمجھایا یا خود اللہ ہی نے رہبری فرمائی انہوں نے طے کیا کہ میں اپنے بیٹے کو اس میدان میں نہیں لگاؤں گا چنانچہ بہت سی مخالفتوں کے باوجود غالباً ۱۹۶۰ء کے اخیر میں انہوں نے محمد عیسیٰ کو حفظ قرآن کی تعلیم کے لیے علاقہ کے معروف ادارہ مدرسہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں داخل کر دیا اور پھر پلٹ کر انہیں قوالی و ہارمونیم کی طرف آنے نہیں دیا۔ قدرت نے آپ کو بہترین آواز سے نوازا تھا، آپ ایک خوش الحان قاری تھے۔ اس وقت گاؤں میں حفاظ کرام کی تعداد نہیں کے برابر تھی جب آپ حفظ کی تکمیل

کے بعد گاؤں واپس آئے تو آپ کی تراویح کی دھوم مچ گئی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ والد مرحوم نے بھی قوالی سے توبہ کر لی، نمازوں کے پابند ہو گئے، چہرہ پر خوبصورت سی ڈاڑھی آ گئی اور پھر ایسے نیک ہوئے کہ ولیوں جیسے احوال سے آراستہ ہو گئے۔ آپ کے والد مالی اعتبار سے خوش حال نہیں تھے ایک مرتبہ تنگی بڑھی تو حافظ صاحب کو خیال آیا کہ گھر چھوڑ کر باہر نکلنا چاہئے، واقف کاروں کے مشورے اور رہنمائی میں وہ افریقہ کے ایک چھوٹے سے ملک یوگنڈا جا پہنچے جہاں غالباً رابطۂ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی طرف سے قرآن کریم کی تعلیم کی خدمات پر مامور ہوئے جس سے مالی حالت اچھی ہو گئی، سالوں بعد وہاں سے واپسی ہوئی اور پھر گھر ہی پر رہ گئے، خوش حالی کا معیار نیچے اتر گیا مگر ہمیشہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہے۔ اس کے بعد مختلف مدارس سے وابستہ ہوئے، مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ، مدرسہ رحمانیہ ولید پور، جین پور کا کوئی دینی مدرسہ اور بہت دنوں تک مدرسہ انوار العلوم جہانا گنج، اعظم گڑھ میں حفظ کے استاذ رہے، کچھ دنوں چریا کوٹ میں یہ خدمت انجام دی، جب گاؤں میں مدرسہ تعلیم القرآن کا قیام عمل میں آیا تو اس کے ناظم مقرر کیے گئے اور پوری تندہی کے ساتھ اس کی آبیاری میں لگ گئے۔ اخیر عمر میں فالج کے ساتھ متعدد بیماریوں نے گھیر لیا اور ۱۲؍مئی ۲۰۱۳ء بمطابق ۲؍رجب ۱۴۳۴ھ بروز اتوار اپنے رب کے حضور پہنچ گئے۔

حافظ محمد ہاشم ابن شفیع الرحمٰن مرحوم محلّہ پچھمّ (۲۴؍اکتوبر ۱۹۷۰ء-۱۳؍مارچ ۲۰۱۹ء)

متواضع، ملنسار اور با اخلاق انسان تھے۔ نام محمد ہاشم ابن شفیع الرحمٰن ابن عبد الحلیم ابن حاجی محمد صدیق مرحوم تھا۔ ۲۴؍اکتوبر ۱۹۷۰ء بمطابق ۲۳؍شعبان ۱۳۹۰ھ بروز سنیچر محلّہ پچھمّ میں ولادت ہوئی۔ ۳۰؍اپریل ۱۹۸۷ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ۷؍جون ۱۹۸۷ء میں قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے مدرسہ ہذا کے شعبۂ حفظ میں داخل ہوئے اور دو سال کے اندر قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ اس موقع پر ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں محدث کبیر ابو المآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ، نمونۂ سلف حضرت مولانا صدیق احمد صاحب باندویؒ اور عارف باللہ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ جیسے بزرگان دین نے طلبہ کو اپنے قیمتی پند و نصائح سے نوازا تھا۔ ۲۲؍اگست ۲۰۱۲ء میں حضرت مولانا مفتی ابو القاسم صاحب نعمانی موجودہ مہتمم دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی اور دیگر علماءِ کرام کے

دست مبارک سے طلبہ کے سروں پر دستار فضیلت باندھی گئی۔ اتر پردیش مدرسہ ایجوکیشن بورڈ سے آپ نے منشی اور مولوی کا امتحان بھی پاس کیا تھا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد معاشی مشغولیت کے ساتھ ساتھ محلّہ کی اونچی مسجد میں پنج وقتہ نمازوں کی امامت کرتے اور نماز تراویح بھی پڑھاتے تھے۔ ۲۰۰۵ء میں مدرسہ معارف الاسلام کٹولی کلاں، لال گنج، اعظم گڑھ میں تدریس سے منسلک ہوگئے، ساتھ ہی وہاں کی مسجد عائشہ میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ حافظ مرحوم وقت کے بڑے پابند اور اپنے اصولوں کے بڑے پکے انسان تھے، اپنی ذمہ داریوں کو پوری تندہی کے ساتھ ادا کرتے اور اس میں کسی طرح کی کوئی کوتاہی گوارہ نہیں کرتے۔

آپ کو فن سپہ گری میں بھی بڑی مہارت حاصل تھی چنانچہ گاؤں یا علاقہ میں جہاں بھی اس کا کوئی پروگرام منعقد ہوتا تو آپ کے استاذ حاجی محمد یونس صاحب جو گاؤں میں اس فن کے استاذ کہلاتے تھے، آپ کو لے کر ضرور جاتے، آپ اس میں حصہ لیتے اور خوب داد و تحسین سے نوازے جاتے۔

وفات سے چند سال قبل ضیقِ نفس کے مرض میں مبتلاء ہوگئے تھے، مختلف ڈاکٹروں سے علاج و معالجہ ہوا لیکن افاقہ نہ ہوسکا بالآخر ۱۳/ مارچ ۲۰۱۹ء بمطابق ۶/ رجب ۱۴۴۰ھ کو جمعرات کی شب انتقال ہوگیا۔ پسماندگان میں اہلیہ، پانچ بچے اور دو بچیاں ہیں۔ آپ کی شادی مشتاق احمد ٹال والے مرحوم، مکھلی بھیرہ کی لڑکی کے ساتھ ہوئی تھی۔

حافظ حفیظ الرحمٰن، نیا پورہ (۱۹۴۰ء۔۲۰۲۰ء)

حافظ حفیظ الرحمٰن ابن حاجی حافظ محمد عمر، مولانا خیر البشر صاحب قاسمی کے حقیقی چچا تھے۔ نیک اور شریف انسان ہونے کے ساتھ با اخلاق آدمی تھے۔ پرائمری تعلیم مقامی مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ یا مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں ہوئی تھی اور حفظِ قرآن کریم کی تعلیم حافظ احمد کریم صاحب کے گھر پر یا مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں حاصل کی تھی۔ مولانا محمد یونس صاحب، گولا بازار کی صاحبزادی اور محمود الحسن صاحب مرحوم بڑھئی ٹولہ کی بہن کے ساتھ شادی ہوئی تھی۔ مدرسہ روضۃ العلوم، نیا پورہ کے قیام کے بعد شروع سے تاحیات اس کے ناظم رہے، اب آپ کے لڑکے مولوی خیر اللہ ناظم ہیں۔

۶/ اگست ۲۰۲۰ء بمطابق ۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ بروز جمعرات آپ کا انتقال ہوا۔

حافظ نثار احمد ابن عبدالحکیم مرحوم محلّہ پورب، قدیم ہوٹل (۱۹۵۰ء۔۲۰۲۲ء)

نام نثار احمد ابن عبدالحکیم ابن رحیم اللہ مرحوم ہے۔ مولانا محمد یوسف، حافظ عبدالغنی اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی پھر حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے یہاں ۱۹۷۱ء کی ابتداء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ذہنی اور جسمانی کمزوری کی وجہ سے آپ نماز تراویح نہیں پڑھا سکے۔ ۱۹۸۵ء میں محمد رمضان صاحب مرحوم محلّہ تکیہ بھیرہ کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی۔ آپ کے چار بچے اور تین بچیاں ہیں۔ مشغولیت آبائی پیشہ تھا لیکن گھریلو انتظام وانصرام کے ساتھ مدرسہ تعلیم القرآن میں موجود شادی کے سامان وغیرہ کی ذمہ داری اور اس کی دیکھ بھال بھی کرتے تھے۔ ۲۲/اگست ۲۰۲۲ء بمطابق ۲۳ محرم ۱۴۴۴ھ بروز پیر آپ کا انتقال ہوا۔

حافظ عبدالحی ابن محمد عمر محلّہ تکیہ (۱۹۴۵ء۔۲۰۲۳ء بمطابق ۱۳۶۴ھ۔۱۴۴۴ھ)

آپ کا شمار ماضی قریب کے حفاظ کرام میں ہوتا ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حافظ عبدالغنی، مولوی محمد یوسف اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے مکان پر آپ نے قرآن کریم کا حفظ شروع کیا اور بعد میں مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں داخل ہو کر آج سے تقریباً ترسٹھ سال قبل ۱۹۶۲ء میں حافظ محمد یاسین صاحب بمہوری شاگردی میں حفظ قرآن مکمل کیا تھا۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد درس وتدریس اور خدمت قرآن کو اپنا مشغلہ بنایا چنانچہ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ، نرولی، فتح پور تال نرجا اور اعظم گڑھ کے متعدد علاقوں میں آپ کی کل مدت تدریس انتیس سال پر محیط ہے۔ زیادتی عمر اور ضعف صحت کی وجہ سے اخیر عمر میں گھر پر مقیم ہو گئے۔ ۱۹۶۵ء میں عقد نکاح میں مربوط ہوئے تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ ۱۵ جون ۲۰۲۳ء بمطابق ۲۶/ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ بروز جمعرات آپ کا انتقال ہوا۔

حافظ ظہیر احمد مرحوم محلّہ پورب (وفات: ۴/ستمبر ۲۰۲۳ء بمطابق ۱۸/صفر ۱۴۴۵ھ، پیر)

نام ظہیر احمد ابن مولانا حکیم شریف احمد ابن حاجی عبدالحکیم مرحوم ہے۔ آپ سے رابطہ کے

بعد بھی آپ کی صحیح تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی اس لیے آپ کے اندازہ کے مطابق سن ولادت ۱۹۵۸ء بمطابق ۱۳۷۷ھ درج کردیا گیا ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مولوی محمد یوسف مرحوم و ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد حافظ احمد کریم مرحوم کے گھر پر قرآن کریم کا حفظ شروع کیا اور ۱۹۷۴ء میں تکمیل کو پہنچے۔ مولانا صوفی فخر الدین صاحب مرحوم، کریم الدین پور، گھوسی کی دختر کے ساتھ مارچ ۱۹۷۸ء میں شادی ہوئی تھی۔ آپ کی چھ اولاد (ایک بچہ، پانچ بچیاں) ہیں اور مشغولیت پاورلوم پر ساڑیوں کا کاروبار تھا۔

حافظ محمد یونس گولا بازار (۲؍فروری ۱۹۶۵ء۔ ۲۴؍جنوری ۲۰۲۶ء بمطابق ۲۹؍رمضان ۱۳۸۴ھ، پیر۔ ۵؍شعبان ۱۴۴۷ھ، سنیچر)

رنگ گورا، قد متوسط تھا اور سر پر کشتی نما لمبی ٹوپی پہنتے تھے۔ نام محمد یونس ابن محمد موسیٰ قوال ابن خدا بخش مرحوم تھا۔ آپ حافظ محمد عیسیٰ مرحوم کے برادر خرد تھے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ عبد الغنی مرحوم، مولوی محمد اسحاق مرحوم ولید پور، مولوی محمد یوسف مرحوم اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم سے حاصل کی۔ اُس وقت گاؤں کے اکثر حفاظ کرام کے استاذ جناب حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے یہاں ۴؍جنوری ۱۹۸۱ء میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم مکمل کی۔

۱۸؍اپریل ۱۹۸۳ء میں کوئریا پار کے رہنے والے جناب قربان علی صاحب کی دختر کے ساتھ شادی ہوئی اور آپ کی چار اولاد (دو بچے اور دو بچیاں) ہیں۔ ۱۹۹۸ء سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے شعبۂ اطفال میں زندگی کے آخری ایام تک تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۶۱؍سال کی عمر میں ۲۴؍جنوری ۲۰۲۶ء بروز سنیچر حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال ہوا۔

☆☆☆

دیوبندی مکتب فکر کے موجودہ حفاظ کرام

حافظ نور الہدیٰ ابن عبد الحفیظ محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۹۴۵ء بمطابق ۱۳۶۴ھ)

سر پر لمبی ٹوپی، چہرہ پر یک مشت لمبائی لیے ہوئے قدرے ہلکی ڈاڑھی، متوسط قد وقامت اور رنگ قدرے سانولا ہے۔ آپ کا شمار گاؤں کے موجودہ قدیم حفاظ کرام میں ہوتا ہے اور آپ کی شخصیت چند سربرآوردہ لوگوں میں سے ایک ہے۔ سنجیدگی ومتانت سے بھرپور، صائب الرائے انسان ہیں۔ نام نور الہدیٰ ابن عبد الحفیظ مرحوم ابن عبد الرحیم مرحوم ہے۔ مولانا محمد عمر صاحب مرحوم، مولوی محمد یوسف مرحوم، حافظ عبد الغنی مرحوم اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی۔ اُس وقت چونکہ گاؤں میں قرآن کریم کے حفظ کے لیے باقاعدہ کسی مدرسہ کا نظم نہیں تھا اس لیے حافظ احمد کریم صاحب مرحوم جو گاؤں کے بچوں کو اپنے گھر ہی پر حفظ قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے کے مکان پر آپ نے قرآن مجید کے حفظ کی شروعات کی پھر حافظ مرحوم کے مشورہ پر جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور گئے اور ۱۹۶۳ء میں حافظ محمد یاسین صاحب بھوری، اعظم گڑھ کی نگرانی میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ قاری ظہیر الدین صاحب معروفی، قاری عزیز اللہ صاحب اور قاری ممتاز احمد صاحب مبارکپور سے قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب گاؤں میں حفاظ کرام کی تعداد بہت کم تھی اور معدودے چند طلبہ ہی حافظ قرآن تھے۔ مبارکپور سے واپسی پر آپ اور آپ کے ایک دو ساتھیوں نے گاؤں کی مساجد میں نماز تراویح کے اندر ختم قرآن کا اہتمام کرنا شروع کیا ورنہ اس سے قبل اکثر مساجد میں الم ترکیف ہوا کرتی تھی جبکہ آج صورت حال بالکل مختلف ہے، آج عالم یہ ہے کہ حفاظ کی کثرت کی وجہ سے ان کو نماز تراویح سنانے کے لیے خاطر خواہ مساجد نہیں مل پاتی ہیں تو وہ لوگ یا تو لوگوں کے گھروں میں تراویح کی نماز پڑھاتے ہیں یا جن حفاظ کو مسجد میں تراویح پڑھانے کا شوق ہوتا ہے وہ باہر اور قرب وجوار کے گاؤں میں چلے جاتے ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۷۳ء میں جامعہ اسلامیہ مدنپورہ، بنارس میں آپ نے تدریس کی خدمت شروع کی اور ۱۹۸۴ء تک وہاں استاذ رہے لیکن گیارہ سال بعد وہاں سے برئی پور، محمد آباد چلے آئے جہاں تقریباً تین سال رہے، اس کے بعد کم وبیش اتنی ہی مدت تک چریاکوٹ میں تدریس کی انجام دہی میں مشغول رہے پھر اخیر میں اپنے وطن بھیرہ کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں بھی دو سال تک حفظ قرآن کریم کی خدمت انجام دی لیکن بعد میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور گھر پر مقیم ہو گئے، اس طرح آپ کی خدمت تدریس کا دورانیہ تقریباً انیس سالوں پر محیط ہے۔

۱۹۶۴ء میں ابراہیم پور میں شادی ہوئی۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکی، چار لڑکے ہیں اور دو لڑکوں کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا۔ اس وقت آپ زندگی کی اسی بہاریں دیکھ چکے ہیں لیکن صحت بحمد اللہ ابھی تک اچھی ہے۔ موجودہ مشغولیت گھر کی دیکھ بھال ہے۔ اللہ آپ کی عمر دراز کریں۔

حافظ عبد الغفور ابن غلام محمد مرحوم محلّہ پچھمّ (ولادت: ۱۹۴۷ء بمطابق ۱۳۶۶ھ)

پتلے دبلے، قد لمبا اور رنگ سانولا ہے، سر پر دو پلی ٹوپی پہنتے ہیں۔ نام عبد الغفور ابن غلام محمد ابن محمد صابر ابن عبد الکریم ابن محمد رمضان ابن طُول ہے۔ دیندار، شریف اور با اخلاق انسان ہیں۔ پرائمری تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۱ء اور میڈل اسکول محمد آباد گوہنہ سے ۱۹۶۲ء میں جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں روح اللہ میاں، باسو دیو سنگھ، رام کشور سنگھ اور مہادیو ہیں۔ اس کے بعد ۱۹۶۲ء میں ہی حافظ احمد کریم صاحب مرحوم بھیرہ کے یہاں قرآن پاک کا حفظ شروع کیا جس کی تکمیل ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔

حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد ۱۹۶۹ء سے لے کر ۲۰۱۰ء تک تقریباً بیالیس سال مسلسل آپ جامع مسجد محلّہ پچھمّ میں نماز پنج گانہ کی امامت اور نماز تراویح کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۱۰ر جنوری ۱۹۶۸ء کو جناب عبد الحلیم صاحب مرحوم محلّہ پچھمّ بھیرہ کی لڑکی سے آپ کی شادی ہوئی تھی لیکن چھ اولاد (۳ بچے، ۳ بچیوں) کی ولادت کے بعد ۱۹۸۹ء میں ان کا انتقال ہو گیا اور ۱۹۹۰ء میں جناب نثار احمد صاحب مرحوم سریاں، مبارکپور کی لڑکی کے ساتھ آپ نے دوسرا

نکاح کیا جن سے تین بچے اور دو بچیوں کی ولادت ہوئی یعنی آپ کی کل گیارہ اولاد ہیں۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ ابوبکر، مقیم محمد آباد (ولادت: ۱۰/اگست ۱۹۵۱ء بمطابق ۶/ذی القعدہ ۱۳۷۰ھ، جمعرات)

گاؤں کے قدیم حفاظ کرام میں ایک نمایاں نام حافظ ابوبکر صاحب کا ہے جن کو اللہ نے بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے۔ مکارم اخلاق کے ساتھ نیک دل، خوش مزاج اور ملنسار انسان ہیں۔ ذہانت و فطانت میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں چنانچہ حفظ قرآن کی تعلیم صرف ایک سال کی قلیل مدت میں مکمل کرلیا۔ آپ کے والد کا نام حاجی محمد زاہد مرحوم ابن علی احمد مرحوم تھا۔ آپ کے تین بھائیوں کے نام حاجی عبدالقیوم، حاجی خیرالبشر مقادم اور ابوالوفاء مرحوم ہیں اور آپ کی بہنیں بھی تین ہیں۔

پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ عبدالغنی، مولوی محمد یوسف اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے حاصل کی اس کے بعد جامعہ عربیہ احیاءالعلوم مبارکپور میں داخل ہوکر حافظ محمد یاسین صاحب مرحوم بھور کے یہاں ۱۹۶۵ء میں حفظ قرآن کریم اور قاری حماد احمد اعظمی (شیخوپور) کے یہاں قرأت بروایت حفص کی تکمیل کی۔ آپ کے رفقاء میں مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ بھیرہ، مفتی محمد امین صاحب شیخ الحدیث جامعہ عربیہ احیاءالعلوم مبارکپور، حافظ محمد عیسیٰ مرحوم گولا بازار اور حافظ حفیظ الرحمٰن نیاپورہ کے نام شامل ہیں۔ جامعہ احیاءالعلوم مبارکپور کی طالب علمی کے زمانہ میں آپ اور مولانا اعجاز احمد اعظمی صاحب ایک ہی کمرے میں رہا کرتے تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مستقلاً آپ اپنے آبائی پیشہ پارچہ بافی سے منسلک ہوگئے لیکن اسی دوران مولانا عبدالستار صاحب مرحوم اور مولانا اقبال احمد صاحب مقیم حال لندن کی ایماء پر مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں تین سال تک شعبۂ حفظ میں استاذ بھی رہے اور اس مدت میں بہت سے لوگ آپ کے زیر تدریس حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہوئے جن میں حافظ محمد ہاشم مرحوم محلّہ پچھّم، حافظ محمد حسان محلّہ پورب اور حافظ محمد مصطفیٰ صاحب (نابینا) کے نام قابل ذکر ہیں۔ گاؤں کی متعدد بچیوں کو بھی آپ نے حافظ قرآن بنایا۔ آپ ایک بہترین اور خوش الحان قاری ہیں، جب قرآن پڑھتے ہیں تو سننے والا سر دھنتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ آپ پڑھا کریں اور سنا

کرے کوئی۔شاید یہی وجہ ہے حضرت مولانا عبدالستار صاحب نعمانی جو بذات خود ایک عمدہ قاری تھے،اپنی زندگی میں ہمیشہ آپ کا قرآن سننے کے متمنی رہے۔حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی بھی ایک مدت تک آپ کے پیچھے قرآن سنتے رہے۔سینتالیس سال کی طویل مدت تک مسلسل اور بلاناغہ آپ نے نماز تراویح میں قرآن کریم سنایا جن میں اٹھارہ سال محلّہ پورب بھیرہ کی نئی جامع مسجد میں اور بقیہ انتیس سال اپنے وطن ثانی محمد آباد گوہنہ کی مسجد میں تراویح کی نماز پڑھائی۔آپ کی خواہش تھی کہ آپ پچاس سال مکمل کرینگے لیکن صحت نے ساتھ نہ دیا اور آواز بیٹھ گئی جس کی وجہ سے بادل ناخواستہ یہ سلسلہ موقوف کرنا پڑا۔حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی سے قریبی دوستی کے علاوہ آپ کو مولانا مرحوم سے بڑی عقیدت بھی تھی چنانچہ ان کی زندگی میں اپنا کوئی بھی بڑا کام آپ کے مشورے کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ایک مرتبہ کی بات ہے کہ نماز تراویح پڑھانے کے لیے محمد آباد سے بھیرہ کے لیے نکلے،صرف بیس منٹ باقی رہ گئے تھے اس لیے قرآن پڑھتے ہوئے آپ تیزی کے ساتھ اپنی سائیکل چلائے چلے جارہے تھے کہ اچانک پیچھے سے ایک موٹر سائیکل آئی اور آپ کے قریب ہوتی چلی گئی لیکن آپ تھے کہ اپنی دھن میں چلے جارہے تھے یہاں تک کہ جب مکھلی پر پہنچ کر رکے تو وہ موٹر سائیکل بھی آکر آپ کے بازو میں رک گئی، پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس پر مولانا اعجاز احمد صاحب بیٹھے تھے،آپ نے کہا کہ اتنی دور سے پیچھا کرتے ہوئے چلے آرہے ہیں اور آپ نے بتایا بھی نہیں تو مولانا کہنے لگے کہ ارے یار آپ سائیکل پر تھے تو یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ میں آپ سے آگے بڑھ جاتا، میں نے سوچا کہ آپ کو روشنی دکھاتا چلوں۔یہ ہے ہمارے بزرگوں کا اخلاق اور ایک دوسرے کی قدردانی۔

یکم جنوری ۱۹۷۱ء میں حاجی محمد وزیر مرحوم گول کھمبا کی دختر اور عبدالباقی مرحوم سابق ناظم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کی ہمشیرہ کے ساتھ شادی ہوئی۔آپ کے پانچ بچے ہیں اور ایک بچی۔ملک کی تقسیم کے بعد جب بہت سارے لوگ وطن عزیز چھوڑ کر مملکت خداداد پاکستان ہجرت کر گئے تو ان کے مکانات اور جائداد وغیرہ کو حکومت ہند نے نیلام کرنا شروع کیا چنانچہ ۱۹۵۸ء میں آپ کے والد حاجی محمد زاہد مرحوم نے بھی محلّہ شیخ واڑہ محمد آباد میں ایک مکان خریدا جو آج خاص بازار میں لب سڑک واقع ہے۔والد صاحب کے مشورہ پر ۱۹۸۱ء میں آپ نئے مکان محمد آباد میں منتقل ہو

گئے ۔جس وقت آپ وہاں منتقل ہوئے تھے وہاں کا ماحول غیر دیندارانہ تھا، لوگ نماز وغیرہ کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ وہیں پر ایک مسجد تھی جو بالکل غیر آباد تھی، پہلے آپ نے اس کو آباد کرنے کی کوشش، اس کے لیے لوگوں کو حتی الامکان دین کی دعوت دی۔ دھیرے دھیرے لوگوں کا مزاج بدلنا شروع ہوا یہاں تک کہ اب مکمل طور پر تبدیلی آچکی ہے۔آپ اس مسجد کے متولی منتخب ہوئے اور اس وقت سے آج تک تقریباً پینتالیس سال گزر جانے کے بعد بھی مسلسل آپ ہی اس کے متولی ہیں۔

حافظ ضرار احمد، گول کھمبا (ولادت:۱۹۵۲ء بمطابق ۱۳۷۱ھ)

قد متوسط، جسامت کے اعتبار سے پتلے دبلے اور رنگ گندمی ہے۔آپ کا شمار بھی گاؤں کے قدیم حفاظ کرام میں ہوتا ہے۔ نام ضرار احمد ابن حاجی محمد یونس مرحوم ابن میاں جی ابن حاجی عبدالحق ابن حافظ محمد طاہر (سابق امام جامع مسجد محلّہ پچھّم) ابن پردل ہے۔حافظ عبدالغنی، مولانا محمد یوسف اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم کے ذریعہ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ۱۹۶۵ء میں پرائمری درجات کی تکمیل کی۔اس کے بعد گاؤں کے معروف حافظ قرآن واستاذ الحفاظ جناب حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے یہاں حفظ قرآن کریم کی ابتداء کی جو ۱۹۶۹ء میں تکمیل کو پہنچی پھر مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب سے قرأت بروایت حفص کی تعلیم حاصل کی۔

غالبا ۱۹۷۳ء میں مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم گولا بازار کی دختر کے ساتھ شادی ہوئی۔آپ کی سات اولاد (چھ بچے اور ایک مرحومہ بچی) ہیں۔تعلیم سے فراغت کے بعد تقریباً چالیس سال سے قرب وجوار کے مکاتب ومدارس بشمول گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ اور مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد بچوں کی دینی تعلیم کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

حافظ ودود احمد، گولا بازار (ولادت ۱۹۵۴ء بمطابق ۱۳۷۳ھ)

کم گو اور خلیق وملنسار انسان ہیں۔ نام ودود احمد ابن مولانا محمد یوسف مرحوم ابن مولانا عبدالمجید ابن خدا بخش مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں درجہ دو مولوی محمد احمد مرحوم، درجہ تین اپنے والد مرحوم اور درجہ چار و پانچ ماسٹر شفیع احمد مرحوم سے پڑھا۔ پھر حفظ قرآن کریم کی تعلیم کے لیے حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے یہاں بھیجے گئے جہاں صبح سات بجے سے

آٹھ بجے تک صرف ایک گھنٹہ قرآن یاد کرتے اور سناتے پھر اپنے گھر جا کر گھریلو کاموں میں مشغول ہو جاتے۔ اس طرح سے سات سال کی مدت میں آپ نے پورا قرآن کریم حفظ کیا۔ دوران تعلیم ہی آپ کے استاذ حافظ مرحوم نے آپ کو ولید پور تراویح پڑھانے کے لیے بھیجا جہاں پہلی بار اٹھارہ پارہ پڑھایا پھر اگلے رمضان میں نیا پورہ کی مسجد میں بائیس پارے اور اس کے بعد والے رمضان ۱۹۸۱ء میں مسجد ابوحنیفہ، کھیت والی مسجد میں پورا قرآن تراویح کی نماز میں سنایا اور اس کے بعد اٹھارہ سال تک مسلسل اسی مسجد کے اندر نماز تراویح میں قرآن سناتے رہے۔ اُس وقت مسجد کے امام مولوی شریف احمد صاحب مرحوم تھے جب ان کی صحت خراب رہنے لگی اور وہ کمزور ہو گئے تو مصلیان مسجد نے آپ اور حافظ نفیس احمد صاحب کو نماز پنج گانہ کا امام مقرر کیا۔ حافظ نفیس احمد صاحب بعد میں تدریس کے سلسلہ میں جب گاؤں سے باہر چلے گئے تو اس وقت سے آپ ہی امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

حافظ شمس الحق، نیا پورہ (ولادت: ۱۹۵۶ء بمطابق ۱۳۷۵ھ)

نام شمس الحق ابن محمد سعید مرحوم ہے، آپ مولانا عطاء الحق صاحب قاسمی کے برادر خرد ہیں۔ محلّہ پیا پورہ میں مکان ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری درجہ دو مولانا ممتاز احمد قاسمی، درجہ تین مولانا محمد یوسف مرحوم اور درجہ چار و پانچ کی تعلیم ماسٹر شفیع احمد مرحوم سے حاصل کی۔ حفظِ قرآن کریم کی ابتداء اور تکمیل حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے گھر پر کی، درمیان میں کچھ ماہ کے لیے مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور بھی داخل ہوئے تھے۔ شادی مشتاق احمد ریڈیو صاحب محلّہ پورب بھیرہ کی دختر سے ہوئی، آپ کی گیارہ اولاد (ایک لڑکا، دس لڑکیاں) ہیں۔ ۲۰۲۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی سرفراز ہوئے۔ آپ کی مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ عزیز الرحمٰن، تانے والا باغ (ولادت: ۱۹۵۹ء بمطابق ۱۳۷۸ھ)

متوسط قد، اکہرا بدن اور رنگ گورا ہے۔ بااخلاق اور شریف الطبع انسان ہیں۔ مزاج کے اندر سادگی پائی جاتی ہے۔ نام عزیز الرحمٰن ابن حاجی عبد المنان ابن حاجی محمد صدیق ابن حافظ عبد الواحد ابن محمد رمضان ہے۔ مولوی محمد احمد مرحوم، حافظ عبد الغنی مرحوم، مولوی محمد یوسف مرحوم اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد

مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم سے دوسال تک فارسی کی تعلیم حاصل کی پھر حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے مکان پر ۱۹۷۰ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ حفظ قرآن کی تعلیم کے بعد شیخ واڑہ (کوئری پورہ) محلّہ دکھن، بھیرہ میں ایک سال تراویح کی نماز پڑھائی پھر شیخ واڑہ ولید پور میں ایک سال اور اس کے بعد مسلسل اکتیس سال تک عرس والی جامع مسجد میں تراویح کی نماز میں قرآن سناتے رہے۔ اُس وقت مسجد کے امام مولانا عبدالرحمٰن صاحب (مولانا انیس الرحمٰن صاحب مظاہری ولید پور کے والد) کی درخواست پر آپ کے استاذ حافظ احمد کریم صاحب نے آپ کو وہاں بھیجا تھا۔

سن بلوغت کو پہنچتے ہی آپ کا نکاح آپ کے خالو جناب عبدالعلی صاحب مرحوم خیر آباد کی لڑکی کے ساتھ کر دیا گیا اور رخصتی ۱۹۷۳ء میں ہوئی۔ آپ کی چار اولاد (دو بچے اور دو بچیاں) ہیں۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔ اس وقت صحت خراب رہنے لگی ہے چنانچہ گزشتہ چھٹی میں آپ کو عصا کے سہارے چلتے ہوئے دیکھا تو افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی صحت عطاء فرمائیں۔

حافظ نظام الدین، نئی بستی (ولادت: ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۳۷۹ھ)

آپ کا قدیم مکان گول کھمبا کے پاس ہے لیکن وہاں سے نقل مکانی کر کے آپ نئی بستی میں آباد ہو گئے ہیں۔ لمبا قد، گندمی رنگ اور چہرے پر بھرپور ڈاڑھی ہے، سر پر لمبی ٹوپی پہنتے ہیں۔ گاؤں کے قدیم حفاظ کرام میں شمار ہوتا ہے۔ با اخلاق اور حسن سیرت کے مالک انسان ہیں۔ قدموں میں قدرے سبک روی ہے۔ نام نظام الدین ابن عبداللہ ابن ولی محمد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولانا محمد یوسف، مولانا محمد اسحاق اور رحافظ عبدالغنی مرحوم وغیرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے گھر پر ۱۹۸۳ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ حفظ قرآن کے بعد سے مسلسل پینتیس سال تک نماز تراویح میں پورا قرآن پڑھنے اور سنانے کا اہتمام کرتے رہے جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔ ۳ سال برآمد پور، دو یا تین سال مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کی قدیم عمارت میں، ایک سال قبرستان میں، دوسال گولا بازار کی مسجد عمر فاروق میں، دوسال کرپال پور بھاتکول اور باقی مدت گاؤں میں مختلف لوگوں کے مکانات پر۔

غالباً ۱۹۸۵ء میں قدیم ہوٹل کے پاس، محلّہ پورب، بھیرہ کے رہنے والے جناب عبدالحمید

صاحب مرحوم کی لڑکی سے شادی ہوئی، آپ کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ بڑی لڑکی حافظ محمد سالم ظفر صاحب محلّہ تکیہ اور ایک لڑکی حافظ نورالدین نئی بستی، بھیرہ کی زوجیت میں ہیں۔

حافظ محمد اقبال، محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۳۷۹ھ)

لمبا قد، اکہرا بدن، چہرہ پر تین طرفہ ڈاڑھی اور سر پر لمبی ٹوپی پہنتے ہیں۔ نام محمد اقبال ابن عبدالسلام ابن دین محمد ابن عبدالواحد مرحوم ہے۔ طبیعت میں خوش مزاجی و بے تکلفی ہے اور زبان کے اندر تیز گفتاری۔ اچھے اور با اخلاق انسان ہیں۔ سال ۲۰۰۸ء میں منہ میں کینسر کا مرض لاحق ہوگیا تھا جس کی وجہ سے ۲۰۱۰ء میں آپریشن کرانا پڑا۔ آپریشن کی وجہ سے ایک طرف کا جبڑہ قدرے کاٹ کر نکال دیا گیا اور چہرہ ایک جانب جھک گیا ہے۔ ۱۹۷۵ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حافظ عبدالغنی، مولوی محمد یوسف اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے پرائمری تعلیم حاصل کی پھر حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے گھر پر قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا اور ۱۹۸۰ء میں تکمیل کو پہنچے۔ اس کے بعد ستائیس سال تک مسلسل مسجد عائشہ قاضی ٹولہ، ولید پور میں تراویح کی نماز پڑھاتے رہے۔ ۱۹۸۲ء میں جناب عبدالباقی مرحوم نزد مدرسہ رحیمیہ کی دختر کے ساتھ شادی ہوئی۔ آپ کے آٹھ بچے اور چار بچیاں ہیں۔ مشغولیت پاورلوم پر ساڑیوں کا کاروبار ہے۔

حافظ وکیل احمد قریشی، گولا بازار (ولادت: ۱۹۶۰ء بمطابق ۱۳۸۰ھ)

نام وکیل احمد ابن محمد اختر مرحوم ابن محمد یوسف مرحوم ابن محمد اسماعیل مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمہ بھیرہ میں حافظ عبدالغنی مرحوم، مولوی محمد اسحاق اور مولوی محمد یوسف مرحوم وغیرہ سے پرائمری تعلیم کی تکمیل کر کے کئی سال کے وقفہ کے بعد جناب حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے یہاں ۱۹۸۳ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔

غالباً ۱۹۸۳ء بلریا گنج کے علاقہ میں قاضی کی سریاں گاؤں میں شادی ہوئی، آپ کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ موجودہ مشغولیت پھلوں کا کاروبار ہے۔

حافظ محمد مصطفیٰ، نابینا حافظ جی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۶۲ء بمطابق ۲۳ رجب ۱۳۸۱ھ، اتوار)

انتہائی کمزور نگاہ والے (Severe Low Vision) یا بصارت سے محروم طلبہ

(Blind Students) کے لیے درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کے طریقوں میں ایک بہترین طریقہ بریل سسٹم (Braille System) نامی طریقہ ہے۔ ہارنیس بنانے والے ایک فرانسیسی شخص کا لوئس بریل (Louis Braille) نامی بیٹا (۴؍جنوری ۱۸۰۹ء۔ ۶ جنوری ۱۸۵۲ء) جو تین سال کی عمر میں اپنے والد کی دوکان پر ایک حادثہ میں اندھا ہو گیا تھا، نے بعد میں فرانس کے نیشنل انسٹیٹیوٹ فور بلائنڈ یوتھ (National Institute for Blind Youth, France) میں تعلیم حاصل کر کے ۱۸۲۴ء میں یہ طریقہ ایجاد کیا۔ اگر چہ اس کی زندگی میں یہ طریقۂ تعلیم بہت زیادہ معروف ورائج نہ ہو سکا لیکن اس کی وفات کے بعد اسے عالمی سطح پر قبول کیا گیا اور اس کے موجد کے نام پر ہی اس کا نام بریل رکھا گیا۔ اس طریقۂ تعلیم میں حروف یا علامات کی طباعت کچھ اس طرح کی جاتی ہے کہ وہ کاغذ پر ابھرے ہوئے نقوش (Raised-dot Code) کی طرح ہوتے ہیں اور طلبہ ان کو اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے چھو کر محسوس کرتے ہیں پھر پڑھتے اور یاد کرتے ہیں۔ اس تمہید کے بعد اب اپنے اصل مقصد کی طرف آتے ہیں۔ قرآن پاک اللہ کی کتاب ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جیسا نازل ہوا تھا بلا کسی تغیر وتبدل کے آج بھی ویسا ہی باقی ہے اور تا قیامت ایسے ہی باقی رہے گا کیوں کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ نے لے رکھی ہے (الحجر، ۹) یہاں پر اس بات کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی حفاظت سے مراد مطبوعہ کتابی شکل (Printed Version) کی حفاظت نہیں بلکہ قرآنی متن (Qur'anic Text) کی حفاظت کی ذمہ داری ہے چنانچہ وہ اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کرتا رہتا ہے۔ آج کے اس جدید دور میں مخالفینِ اسلام کی طرف سے اس بات کا بھی دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ بائبل وغیرہ کی طرح قرآن میں بھی تحریف ہو چکی ہے اور یہ اپنی اصل صورت پر قائم نہ رہ کر ایک محرف کتاب (Distorted Book) بن چکی ہے لیکن یہ دعویٰ صرف دعوائے محض ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، تفصیل کے لیے فاضل دارالعلوم دیوبند، ہند نژاد سعودی نیشنل ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی، منو (۱۹۳۰ء۔۲۰۱۷ء) کی کتاب Agelsess Qur'an, Tileless Text یعنی قرآن ایک دائمی کتاب دیکھی جا سکتی ہے، اس کا عربی نام **النص القرآنی الخالد عبر العصور** ہے۔

خدائی پلان کے مطابق قرآن کی حفاظت کے من جملہ طریقوں میں سے ایک طریقہ ننھے ننھے اور معصوم بچوں کے علاوہ بصارت سے محروم لوگوں کے دلوں میں بھی اس کو محفوظ کر دینا ہے۔ بلا شبہ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس کا مقابلہ آج کی سائنس کے ذریعہ ایجاد کردہ نئے نئے طریقے بالکل نہیں کر سکتے، خواہ اس کا تعلق بریل کے طریقے سے ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جس کو بے شمار لوگوں نے من وعن یاد کر کے اپنے دلوں میں محفوظ کر رکھا ہے یہاں تک کہ اگر دنیا سے قرآن کے سارے نسخوں کو جلا کر راکھ کر دیا جائے یا دریا برد کر کے ختم کر دیا جائے جب بھی یہ دنیا سے ختم نہیں ہوگا کیوں کہ لوگوں نے اس کو اپنے دلوں میں محفوظ کر رکھا ہے۔ انہیں سعید لوگوں میں سعید ایک نام حافظ محمد مصطفیٰ صاحب عرف نابینا حافظ جی کا ہے کیوں کہ بصارت سے محروم ہونے کے باوجود آپ نے اپنی انتھک کوششوں سے مکمل قرآن کریم حفظ کیا اور پوری زندگی اس کو باقی رکھا۔ حافظ موصوف کا پورا نام محمد مصطفیٰ ابن عبدالحی ابن عبدالرشید ابن نظام الدین مرحوم ہے، آپ کا تعلق حجام برادری سے ہے۔ با اخلاق، بہترین طبیعت اور بہترین قوت حافظہ کے مالک انسان ہیں۔

ولادت یکم جنوری ۱۹۶۲ء بمطابق ۲۳ رجب ۱۳۸۱ھ بروز اتوار محلّہ پورب، بھیرہ میں ہوئی۔ قد وقامت متوسط، رنگ سانولا اور چہرہ پر بھری ہوئی مکمل ڈاڑھی ہے۔ آپ کے بصارت سے محرومی کا پس منظر یہ ہے کہ آپ ابھی صرف دو یا تین سال کے تھے کہ سخت اسہال (Loose motion/Diarrhea) کے مرض میں مبتلاء ہو گئے جس کی وجہ سے ضعف اتنا بڑھ گیا کہ آنکھیں بند ہو گئیں اور دو تین روز تک کھل نہ سکیں، بعد میں جب کھلیں تو اس پر پردہ پڑ چکا تھا، بینائی جا چکی تھی اور آپ ہمیشہ کے لیے بصارت سے محروم ہو چکے تھے۔

ہمارے اطراف میں عموماً ایک طالب علم مدرسہ میں پہلے پرائمری تعلیم حاصل کرتا ہے پھر حسب ذوق اس کے لیے آگے کی راہوں کا تعین کیا جاتا ہے۔ آپ چونکہ نابینا ہو چکے تھے اور تعلیم کا حصول آپ کے لیے ایک دشوار گزار امر ہو چکا تھا اس لیے پرائمری تعلیم نہ حاصل کر کے جناب حافظ ابوبکر صاحب (مقیم حال محمد آباد گوہنہ) کے گھر براہ راست آپ نے حفظ قرآن کی تعلیم شروع کی۔ چھ یا سات پارہ ابھی حفظ کیا تھا کہ استاذ محترم نقل مکانی کر کے اپنے نئے مکان محمد آباد

میں مقیم ہو گئے چنانچہ چچا جناب عبد السمیع صاحب قانون گو (مقیم مئو) کے مشورہ پر آپ نے مدرسہ تعلیم القرآن، منشی پورہ، مئو میں داخلہ لیا اور ۲/ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو وہیں حفظ قرآن کی تکمیل کر کے اس دولت سے مالا مال ہوئے، **وللہ الحمد و المُنَّۃ**۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مئو، شاہ گنج، غازی پور اور اپنے وطن بھیرہ میں تقریباً اٹھارہ سال تک تراویح کی نماز میں مکمل قرآن سناتے رہے لیکن صحت کی خرابی کی وجہ سے اب یہ سلسلہ بند ہو گیا ہے۔

آپ چونکہ بصارت سے محروم ہیں، آبائی یا کوئی دوسرا پیشہ اختیار کرنا آپ کے لیے ممکن بھی نہیں تھا چنانچہ خدمت قرآن اور دینی تعلیم کو ہی آپ نے اپنا ذریعۂ معاش بنایا چنانچہ بلریا گنج کے ایک مدرسہ میں تقریباً چودہ ماہ تک شعبۂ حفظ میں مدرس رہے پھر گیارہ ماہ تک مذکورہ ضلع کے سون بزرگ نامی ایک گاؤں میں تحفیظ القرآن کی خدمت انجام دی لیکن خرابیٔ صحت کی وجہ سے یہ سلسلہ زیادہ دیر پا ثابت نہ ہو سکا اور آپ کو گھر واپس ہونا پڑا۔ پھر گاؤں میں اہل خیر حضرات کے تعاون سے زندگی گزر بسر ہوتی رہی یہاں تک کہ بچے بڑے ہو گئے اور انہوں نے اپنی قوت بازو سے ذریعۂ معاش کا انتظام کیا۔ اب آپ کے گھر پر پاور لوم بھی ہے اور آپ کے تین بیٹے سعودی عرب میں ملازمت کرنے لگے ہیں۔ ایک لمبی عسرت کے دور سے گزرنے کے بعد جب اللہ نے آپ کو یسرت سے نوازا تو شکریہ کے ساتھ لوگوں کے تعاون کو مزید قبول کرنے سے آپ نے معذرت کر لی اور اب ایک خود کفیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اللہ حافظ نابینا صاحب کی عمر میں برکت عطا کریں۔

۱۹۹۲ء میں جناب فاروق احمد صاحب کو پا گنج ضلع مئو کی صاحبزادی کے ساتھ آپ کی شادی ہوئی۔ فاروق احمد صاحب ایک بھلے اور دینی مزاج وطبیعت کے حامل انسان معلوم ہوتے ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ مکمل طور پر بصارت سے محروم ایک شخص کے ہاتھ میں انہوں نے اپنی بالکل صحیح وسالم بیٹی کی زندگی صرف اس بنیاد پر دے دی کہ وہ حافظ قرآن ہے۔ اللہ انہیں بہترین اجر عطا کریں۔ آپ کی نواولاد (پانچ بچے اور چار بچیاں) ہیں جن میں ایک بیٹا ذکاء اللہ بھی حافظ قرآن ہو چکا ہے اور دو بچیوں کی شادی ہو گئی ہے جبکہ ایک بچی مدرسہ اسلامیہ رحیمہ کے شعبۂ نسواں میں عربی چہارم کی طالبہ ہے۔ اللہ اس گھر پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کے پھول نچھاور کریں۔

حافظ محمد سہیل، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۹۶۲ء بمطابق ۱۳۸۱ھ)

رنگ گورا اور قد متوسط ہے، لنگی، کرتا اور لمبی ٹوپی آپ کا لباس ہے۔ دل کے دھنی اور صاف انسان ہیں۔ مزاج کے اندر قدرے بے تکلفی ہے۔ آپ کا شمار موجودہ قدیم حفاظ کرام میں ہوتا ہے۔ نام محمد سہیل ابن حافظ نذیر احمد ابن حاجی محمد چھوٹک مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ محمد یوسف مرحوم، حافظ عبدالغنی مرحوم، مولوی محمد اسحاق مرحوم ولید پور، مولانا محمد یوسف مرحوم اور ۱۹۷۶ء میں ماسٹر شفیع احمد مرحوم سے (درجہ چار و پانچ) حاصل کی۔ اس کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں درجہ چھ کی تعلیم مکمل کی پھر رشتۂ ازداجیت میں منسلک ہو گئے لیکن اس کے بعد حفظ قرآن کریم کا شوق پیدا ہوا تو حافظ احمد کریم صاحب مرحوم، حافظ نثار احمد صاحب، حافظ ابوبکر صاحب اور حافظ ممتاز احمد صاحب پورہ معروف کے ذریعہ قرآن کریم کے بھی حافظ ہو گئے۔

۱۹۸۲ء میں عبدالعزیز صاحب عرف بیگنی محلّہ پورب، بھیرہ کی ہمشیرہ کے ساتھ شادی ہوئی جن سے دو بچوں محمد قاسم اور محمد ہاشم کی ولادت ہوئی لیکن بعد میں ان کا انتقال ہو گیا اور آپ نے دوسرا نکاح حاجی مختار احمد محلّہ پورب، بھیرہ کی دختر سے کیا جن سے مولوی محمد حارث اور چار بچیاں متولد ہیں۔ اٹھارہ سال تک مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے شعبۂ اطفال میں استاذ رہے اور گزشتہ چھ سال سے مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب، بھیرہ کے مذکورہ شعبہ میں قوم کے معصوم بچوں کے دل و دماغ میں دینی تعلیم و تربیت کا بیج بو رہے ہیں۔

حافظ نیاز احمد، محلّہ پچھّم (ولادت: ۳؍جنوری ۱۹۶۳ء بمطابق ۶؍شعبان ۱۳۸۲ھ، پیر)

قدرے پستہ قد، چہرے پر مکمل ڈاڑھی اور سر پر لمبی ٹوپی سے عبارت حافظ نیاز احمد ابن عبدالحی مرحوم ابن حافظ عبدالغنی صاحب مرحوم ایک ذہین و فطین انسان ہیں۔ پرائمری درجات کی واجبی تعلیم کے باوجود دینی و دنیاوی امور میں اچھی معلومات رکھتے ہیں۔ اپنے دادا حافظ عبدالغنی مرحوم، مولوی محمد اسحاق مرحوم ولید پور، مولوی محمد یوسف مرحوم اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی۔ گاؤں میں اس وقت چونکہ حفظ قرآن کریم کا کسی مدرسہ میں باقاعدہ نظم نہیں تھا اور گاؤں کے بچے حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے گھر پر حفظ کرتے

تھے اس لیے آپ نے بھی وہیں پر حفظ قرآن کی ابتداء کی اور ۱۹۷۹ء میں مکمل کیا۔

حفظِ قرآن کی تکمیل کے بعد پہلی تراویح نیا پورہ کی مسجد بیت المکرّم میں پڑھائی اس کے بعد دو سال مولانا شکر اللہ صاحب قاضی ٹولہ کی مسجد میں پھر تین سال محلّہ عید گاہ، ولید پور مولانا محمد صاحب اصلاحی کے گھر کے بغل والی مسجد میں اور اس کے بعد اونچی مسجد محلّہ پچھّم، بھیرہ میں زیادہ تر تراویح کی نماز پڑھاتے رہے۔

۱۹۸۲ء میں حبیب اللہ گرہست محلّہ پچھّم، بھیرہ کی دختر سے رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ آپ کے سات بچے اور تین بچیاں ہیں جن میں ایک فاضل دارالعلوم دیوبند، ایک اِحیائی اور چار حافظ قرآن ہیں۔ سن ۲۰۱۷ء سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے شعبۂ حفظ میں آپ کئی سالوں تک تحفیظ القرآن الکریم اور اس کی تدریس سے وابستہ رہے۔

حافظ حفیظ الرحمٰن تانے والا باغ (ولادت: ۷/مارچ ۱۹۶۴ء بمطابق ۲۱/شوال ۱۳۸۳ھ، جمعہ)

لمبے قد و قامت کے ساتھ، لمبا چہرہ سر پر لمبی ٹوپی، چہرہ پر چیچک کا داغ، خوب رو، با اخلاق اور کریم النفس انسان ہیں۔ نام حفیظ الرحمٰن ابن حاجی عبد المنان مرحوم ابن حاجی صدیق احمد ابن حافظ عبد الواحد مرحوم ہے۔ آبائی مکان محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ہے لیکن ۱۹۹۲ء میں آپ وہاں سے نقل مکانی کر کے آٹو اسٹینڈ کے پاس تانے والے باغ میں مقیم ہو گئے ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے مکان پر ۱۹۸۶ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ کثرت تلاوت کے اہتمام کی وجہ سے قرآن بہت اچھا یاد ہے اور قدیم لہجہ میں اچھا پڑھتے ہیں۔ جب سے آپ اس محلّہ میں منتقل ہوئے ہیں پہلے نیا پورہ والی مسجد کے مستقل امام تھے لیکن جب باغ میں مسجد ابراہیم خلیل اللہ بن گئی تو اس میں امامت کرنے لگے۔

۱۹۸۷ء میں حاجی بشیر احمد صاحب بھینسوار مرحوم نزد مسجد صدیق اکبر، ولید پور کی لڑکی اور حافظ اظہار الحق صاحب کی ہمشیرہ کے ساتھ شادی ہوئی، آپ کے دو بچے اور سات بچیاں ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ایک زمانہ تک آپ اپنے آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول رہے لیکن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں مدرسہ تحفیظ القرآن کے قیام کے بعد ۲۰۱۴ء سے وہاں حفظِ قرآن کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

حافظ اعجاز احمد محلّہ پچھمّ (ولادت: ۵/جولائی ۱۹۶۸ء بمطابق ۸/ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ، جمعہ)

نام اعجاز احمد ابن مختار احمد مرحوم ابن محمد اکبر مرحوم ہے۔ ماسٹر محمد حبیب، ماسٹر عبدالخالق اور ماسٹر محمد ادریس صاحب مرحوم سے مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ عبدالکریم، حافظ ابوبکر اور حافظ وقاری خیر البشر معروفی کے ذریعہ ۱۹۸۷ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء میں شادی ہوئی، آپ کے چار بچے اور دو بچیاں ہیں۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ حبیب الرحمٰن، محلّہ پورب، صحن (ولادت: ۱۹۶۸ء بمطابق ۱۳۸۸ھ)

نام حبیب الرحمٰن ابن محمد امین مؤذن مرحوم ابن محمد سلیم ابن محمد امیر احمد مرحوم ہے۔ مولوی محمد اسحاق، مولوی محمد یوسف اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حافظ احمد کریم صاحب مرحوم کے مکان پر قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا۔ پھر مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں داخلہ لے کر تکمیل کی۔ آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔ بغرض ملازمت چند سالوں تک آپ سعودی عرب میں بھی مقیم رہے ہیں۔

حافظ محمد ہاشم محلّہ پورب (ولادت: ۲۲/مارچ ۱۹۶۹ء بمطابق ۳/محرم ۱۳۸۹ھ، سنیچر)

سرکاری دستاویزات کے مطابق تاریخ ولادت وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی لیکن حقیقی تاریخ پیدائش اس سے سات سال کم یعنی ۱۹۷۶ء ہے۔ نام محمد ہاشم ابن مولانا ممتاز احمد قاسمی ابن عبدالمجید مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ ہذا میں ۱۹۸۸/۸۹ء تقریباً دو سال کی مدت میں قرآن کریم حفظ کیا پھر ایک سال تک ۱۹۹۰ء میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں اس کا دور کرنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ واپس آکر ایک سال تک فارسی کی تعلیم حاصل کی بعدہ وہاں سے مدرسہ منبع العلوم خیرآباد میں عربی اول میں داخل ہوئے لیکن گھریلو حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے تین چار ماہ بعد تعلیمی سلسلہ منقطع ہوگیا اور گھریلو کاموں میں مشغول ہوگئے۔

۱۸/مارچ ۲۰۰۱ء میں برئی پور، محمد آباد گوہنہ کے رہنے والے حافظ اقبال احمد صاحب کی

لڑکی سے شادی ہوئی۔آپ کی پانچ اولاد ہیں، دو بچے اور تین بچیاں۔۱۳/جون ۲۰۰۶ء میں بغرض ملازمت کویت گئے اور وہاں ایک فیملی ڈرائیور کی حیثیت سے تا حال رزق حلال کے حصول میں سرگرداں ہیں۔

حافظ محمد قطب الدین، محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۳۸۹ھ)

نام قطب الدین ابن شمس الضحیٰ مرحوم ابن زین العابدین ابن محمد رمضان ابن عبد الرحیم ہے۔آپ قاری سیف الدین صاحب کے برادرِ خُرد ہیں۔مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حافظ نیاز احمد صاحب بھیرہ کے گھر پر ان کی زیرنگرانی قرآن کریم پڑھتے اور سناتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۹۳ء میں حفظ مکمل کر لیا۔آپ ایک بہترین حافظ قرآن ہیں اور چھبیس سال تک مسلسل نماز تراویح میں قرآن سناتے رہے۔گھوسی شادی ہوئی اور آپ کی سات اولاد (تین بچے اور چار بچیاں) ہیں۔آپ کے بڑے بھائی جناب فخر الدین صاحب خیر آباد کلینڈر پر فرنیچر کی دوکان کرتے تھے، ابتداء کے کچھ سالوں تک آپ بھی ان کے ساتھ رہے لیکن ایک طویل مدت سے آپ کی موجودہ مشغولیت پاور لوم کا کاروبار ہے۔

حافظ جمشید احمد حجام، محلّہ پورب، مقیم کوپا گنج (ولادت: ۱۹۷۰ء بمطابق ۱۳۸۹ھ)

قد متوسط اور جسم قدرے فربہ ہے۔۲۶/سال قبل ۱۹۹۹ء میں بھیرہ سے نقل مکانی کر کے سسرالی بستی کوپا گنج ضلع منڈی میں رہائش پذیر ہو گئے ہیں۔آپ کی چار اولاد، ایک بچہ اور تین بچیاں ہیں۔نام جمشید احمد ابن نذیر احمد حجام ابن رحیم اللہ مرحوم ہے۔پرائمری تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اس کے بعد مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں حافظ محمد ادریس صاحب کے زیرنگرانی قرآن مجید حفظ کیا۔۱۹۹۶ء میں بغرض معاش آپ سعودی عرب چلے گئے تھے، اٹھارہ سال کی طویل ملازمت کے بعد ۲۰۱۹ء میں وطن واپس لوٹے اور موجودہ مشغولیت بشکل دوکان خود کی تجارت ہے۔

حافظ فضل عظیم، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۷۱ء بمطابق ۳ ذی القعدہ ۱۳۹۰ھ، جمعہ)

نام فضل عظیم ابن مولانا ڈاکٹر محمد احمد مظاہری ابن حاجی محمد طاہر ہے۔پرائمری تعلیم مدرسہ

اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ آپ کے والد چونکہ ممبئی کے ایک سرکاری ہسپتال میں ملازم تھے اس لیے پرائمری کی تکمیل کے بعد آپ بھی ممبئی چلے گئے اور دارالعلوم امدادیہ میں حفظِ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ دارالعلوم امدادیہ میں حفظ کی تکمیل اور دس سال ممبئی میں قیام کے بعد وطن واپس آ کر مستقل سکونت اختیار کر لی۔ بندی کلاں میں ایک دو سال تک نماز تراویح بھی پڑھائی لیکن مرور ایام کے ساتھ فکر معاش میں اس قدر پیچاں وغلطاں ہوئے کہ تلاوتِ قرآن کا اہتمام اور اس پر مواظبت نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کا حفظ تقریباً جاتا رہا۔ خیرآباد میں شادی ہوئی۔ آپ کے چھ بچے ہیں اور ایک بچی ذخیرۂ آخرت بھی ہوگئی ہے۔

حافظ نفیس الحق حجام، محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۳۹۲ھ)

نام نفیس الحق ابن عبدالقدیر حجام مرحوم ہے۔ مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ ابوبکر و حافظ ممتاز احمد معروفی صاحبان کی زیرنگرانی ۱۹۸۶ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔

۱۹۹۶ء میں رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ آپ کی پانچ بچیاں اور تین بچے ہیں۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔ آپ کا تعلق حجام برادری سے ہے۔

حافظ عزیز الرحمٰن، محلّہ پورب، صحن (ولادت: ۱۲/اگست ۱۹۷۳ء بمطابق ۱۲/رجب ۱۳۹۳ھ، سنیچر)

لمبا قد، متوسط بدن، سر پر لمبی ٹوپی، بہترین حافظ اور خوش الحان قاری ہیں۔ نام عزیز الرحمٰن ابن محمد امین مؤذن مرحوم ابن محمد سلیم ابن امیر احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی محمد اسحاق مرحوم ولید پور، مولوی محمد یوسف مرحوم، مولوی نسیم احمد مرحوم اور حافظ عبدالغنی مرحوم وغیرہ سے پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حافظ قاری خیرالبشر صاحب معروفی کی زیرتدریس ۱۹۸۷ء میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم مکمل کی۔ مدرسہ تعلیم القرآن کے قیام کے بعد نو سال (۲۰۰۴ء-۲۰۱۲ء) تک اس میں شعبۂ حفظ کے استاذ رہے۔ اس کے معاً بعد مسجد ابوہریرہ، محلّہ دکھن واقع محمد علی پردھان مرحوم کا باغ میں پانچ سال تک رضاکارانہ طور پر حفظ قرآن کی تعلیم دی پھر اواخر ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۷ء میں

مدرسۃ الاصلاح سرائے میر ضلع اعظم گڑھ کے شعبۂ حفظ میں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور تا حال وہیں پر حفظِ قرآن کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ۲۶ رمئی ۱۹۹۰ء میں شادی ہوئی اور آپ کی آٹھ اولاد (پانچ بچے اور تین بچیاں) ہیں۔

حافظ حسان احمد، نزد نئی جامع مسجد (ولادت: ۱۹۷۳ء بمطابق ۱۳۹۲ھ)

نام حسان احمد ابن حاجی نثار احمد مرحوم ابن عبد المجید مرحوم ہے۔ ماسٹر مقبول احمد مرحوم، ماسٹر صدیق صاحب اور مولوی انوار احمد وغیرہ سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد حافظ ابو بکر صاحب کی زیر نگرانی ۱۹۸۹ء میں مدرسہ ہذا میں حفظِ قرآن کریم کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

۱۹۹۶ء میں عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔ آپ کا ایک بچہ اور چار بچیاں ہیں۔ معاش کے لیے چند سالوں تک سعودی عرب میں بھی مقیم رہے۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ فضل اللہ، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۴ رجنوری ۱۹۷۴ء بمطابق یکم محرم ۱۳۹۳ھ، جمعرات)

نام فضل اللہ ابن حافظ عبد الحی ابن محمد عمر ابن حاجی سعید احمد مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ پورب تکیہ میں ہوئی لیکن بعد میں نقل مکانی کر کے آپ اپنے نئے مکان واقع محلّہ پچھّم میں آباد ہو گئے ہیں۔ حافظ عبد الغنی، مولوی محمد اسحاق، مولوی محمد یوسف اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ ہذا میں قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا۔ پورہ معروف اور قاسم پور کے بیچ واقع بیضاء پور نامی گاؤں میں شادی ہوئی اور آپ کی آٹھ اولاد ہیں۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد احمد، محلّہ تکیہ (ولادت تقریبی: یکم جنوری ۱۹۷۵ء بمطابق ۱۷ رذی الحجہ ۱۳۹۴ھ، بدھ)

نام محمد احمد ابن نثار احمد (سی آر پی) ابن حاجی عبد الرؤوف ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ہذا میں حفظِ قرآن کریم کی ابتداء کی اور آٹھ یا دس پارے پڑھنے کے بعد مدرسہ منصور العلوم، محلّہ اتر، ولید پور میں داخل ہوئے اور غالباً ۱۹۹۵ء کے آس پاس حفظ کی تکمیل کی۔

۱۹۹۹ء میں محلّہ اٹھوریا ٹولہ، خیرآباد کے رہنے والے جناب حاجی افضال احمد صاحب رنگائی والے کی دختر کے ساتھ نکاح میں مربوط ہوئے، آپ کی تین اولاد (تین بچیاں اور ایک بچہ) ہیں۔ مشغولیت ابتداء سے ہی آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد ارشد محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۷۶ء بمطابق ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ، بدھ)

خوش مزاج اور خوش خُلق انسان ہیں۔ نام محمد ارشد ابن احمد کریم ابن عبدالحکیم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد حافظ نیاز احمد محلّہ پچھّم کی زیر نگرانی گھر ہی پر حفظ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی جو ۱۹۹۲ء میں مکمل ہوا۔ ۱۹۹۹ء میں مولانا ڈاکٹر محمد صاحب مرحوم نزد مسجد ذی النورین کی سب سے چھوٹی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے جن سے چار بچیاں ہیں۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے اور بسلسلۂ معاش کئی سالوں تک سعودی عرب میں بھی مقیم رہے۔

حافظ قاری محمد نفیس، مکھلی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۷۶ بمطابق ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ، بدھ)

تھوڑا پستہ قد، گول چہرہ، بھرا ہوا جسم اور سر پر گول ٹوپی سے عبارت حافظ محمد نفیس صاحب ایک با اخلاق اور چاق و چوبند انسان ہیں۔ جید حافظ قرآن ہونے کے ساتھ خوش الحان قاری بھی ہیں۔ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر ضلع اعظم گڑھ کے شعبۂ حفظ میں صدر المدرسین ہیں۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی علی اکبر، مولوی دبیر احمد، ماسٹر جواد احمد خان، منشی عبد الغفار، ماسٹر جمشید احمد معروفی اور ماسٹر مقبول احمد مرحوم ولید پور سے ۱۹۹۱ء میں حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ ہذا کے شعبۂ حفظ میں داخلہ لیا، اس وقت حفظ کے استاذ حافظ ممتاز احمد صاحب معروفی تھے۔ ابھی ان سے ایک ہی پارہ پڑھے تھے کہ حافظ موصوف مستعفی ہوکر پورہ معروف واپس چلے گئے پھر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب بھیرہ حفظ کے استاذ مقرر ہوئے تو ان کے زیر تدریس ڈھائی سال کی مدت یعنی ۱۹۹۳ء میں حفظ مکمل کیا۔ دوران حفظ ہی قاری عبدالباری صاحب مرحوم ولید پور سے قرأت بروایت حفص کی تعلیم حاصل کی۔ تجوید کی کتابیں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب پڑھاتے تھے۔ حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد مولانا موصوف کے حکم سے مسجد ذی النورین میں پہلی مرتبہ نماز تراویح پڑھائی۔ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب

اعظمی مرحوم بھی مکمل تراویح میں شریک رہے۔ دوسرے سال رمضان میں مولانا اعظمی مرحوم کی ایماء پر مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کی قدیم عمارت میں تراویح کی نماز پڑھائی اور یہ تراویح بیس دن میں ختم ہوئی کیوں کہ مولانا کو مسجد میں اعتکاف کرنا تھا۔ مسجد ذی النورین کے بعد مسجد عمر فاروق گولا بازار میں دو تین سال، محلّہ قاضی ٹولہ ولید پور میں پانچ سال، بلریا گنج کے پاس چھینہین نامی گاؤں میں ایک سال اور اس کے بعد محلّہ کی مسجد ابوحنیفہ میں مستقل طور پر تراویح پڑھاتے رہے لیکن جب محلّہ کے کئی بچے حافظ قرآن ہو گئے تو اب کبھی گھر اور کبھی مسجد میں تراویح پڑھاتے ہیں۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایک مرتبہ مسجد ذی النورین میں اپنے ہم سبق دوست حافظ محمد ابوذر صاحب بڑھئی ٹولہ کو ایک ہی بیٹھک میں آپ نے مکمل قرآن مجید سنایا تھا۔

۲۴ر فروری ۱۹۹۸ء میں حافظ عبدالحی صاحب مرحوم محلّہ تکیہ بھیرہ کی پہلی صاحبزادی سے عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تقریباً دس سال تک آبائی پیشہ میں مشغول رہے لیکن مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب کے قیام کے بعد ۲۰۰۳ء میں آپ وہاں پہلے استاذ مقرر ہوئے۔ پھر دو سال بعد ۲۰۰۵ء میں مدرسہ وصیۃ العلوم تال نرجا ضلع مئو چلے گئے جہاں تقریباً ڈھائی سال تک رہے۔ پھر وہاں سے مستعفی ہو کر گاؤں واپس آ گئے اور محلّہ پچھم اونچی مسجد میں جب شعبۂ حفظ کا قیام عمل میں آیا تو وہاں استاذ مقرر ہوئے اور سات سال تک حفظ قرآن کریم کی تدریس میں مشغول رہے۔ اس کے بعد ۲۰۱۵ء میں مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، اعظم گڑھ کے شعبۂ حفظ میں تجوید کے استاذ کی حیثیت سے آپ کا تقرر عمل میں آیا تو وہاں چلے گئے اور تا حال وہیں بحیثیت صدر المدرسین حفظ و تجوید کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر ملک کا ایک قدیم اور بڑا دینی تعلیمی ادارہ ہے۔ وہاں پر بہت سے بڑے بڑے لوگ موجود ہیں لیکن اس کے باوجود عہدۂ صدارت کے لیے اراکین مدرسہ کی نگاہ انتخاب آپ پر پڑنی یہ آپ کے صلاحیت وصالحیت اور استعداد ولیاقت ہی کی بات ہے۔

حافظ ظفر احمد، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۷۶ء بمطابق ۲۸ر ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ، سنیچر)

نام ظفر احمد ابن حاجی محمد مصطفیٰ مرحوم ابن عبدالرحیم ابن پھیکو ہے۔ پرائمری درجہ چار تک کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۹۵ء میں مدرسہ ہذا سے حافظ ابوبکر صاحب

بھیرہ (مقیم حال محمد آباد گوہنہ)، مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب اور حافظ ممتاز احمد صاحب معروفی کی شاگردی میں قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا۔ ۱۹۹۶ء میں شادی ہوئی، آپ کے پانچ بچے اور تین بچیاں ہیں۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد ابوذر، بڑھئی ٹولہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۷۷ء بمطابق ۱۰ محرم ۱۳۹۷ھ، سنیچر)

قدرے پستہ قد، بھرا ہوجسم، چہرے پر گھنی ڈاڑھی اور سر پر گول ٹوپی پہنتے ہیں۔ شریف الطبع اور سنجیدہ شخص ہیں۔ نام محمد ابوذر ابن ضیاء الحق مرحوم ابن حاجی محمد طاہر مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد یہیں پر قرآن کریم کے حفظ کی ابتداء کی، تین سال پڑھنے کے بعد مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ چلے گئے اور ۱۹۹۱ء میں وہاں سے فراغت ہوئی۔ اساتذۂ کرام میں حافظ ابوبکر سابق استاذ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ (مقیم حال محمد آباد گوہنہ) اور حافظ محمد اسماعیل (شیخوپور) کا نام شامل ہے۔ قرأت بروایت حفص کی تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں قاری وثیق الرحمٰن صاحب سے حاصل کی۔

۲۶ مارچ ۲۰۰۱ء کو آپ کے حقیقی پھوپھا جناب حافظ حامد حسن صاحب مرحوم مبارکپور کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔ آپ کی دو اولاد ایک بچی اور ایک بچہ ہیں۔

۲۲ جولائی ۲۰۱۰ء میں بغرض ملازمت سعودی عرب کے شہر ریاض گئے اور وہاں کی الفیحاء نامی معروف کمپنی میں بطور سیلز مین تقریباً دس گیارہ سال تک کام کیا۔ دسمبر ۲۰۲۰ء میں وطن واپسی ہوئی اور آبائی پیشہ میں مشغول ہوگئے لیکن ایک ڈیڑھ سال بعد غیر اطمینان بخش صورت حال کی وجہ سے ۱۶ اپریل ۲۰۲۲ء بمطابق ۱۵ رمضان ۱۴۴۳ھ میں ایک بار پھر اپنے سابقہ کام کے لیے ریاض چلے گئے اور تا حال وہیں برسر روزگار ہیں۔

حافظ قاری امیر الدین نزد مسجد ذی النورین (ولادت: ۳۰/۱/۱۹۷۷ء بمطابق ۹/۲/۱۳۹۷ھ، اتوار)

طبعاً شریف، با اخلاق وقت اور وعدے دونوں کے پابند انسان ہیں۔ ہم نے بچپن سے آپ کو دیکھا ہے کہ ہر خرد و کلاں کو سلام کرنے میں آپ ہمیشہ پہل کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ آپ سے محبت کرتے ہیں گویا حدیث **اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُم** کے مکمل مصداق ہیں۔ آپ کے والد کا نام محمد (خنداں) اور دادا کا نام محمد ابراہیم تھا۔ گھر پر ناظرۂ قرآن کی تعلیم کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ

بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی، اس کے بعد کچھ دنوں تک حافظ ابوبکر صاحب بھیرہ مقیم محمد آباد اور حافظ نیاز احمد صاحب محلّہ پچھّم کے گھر پر پڑھ کر جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور میں حافظ شمیم اختر صاحب بہار کی زیر تدریس ۱۹۹۴ء میں قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا اور قاری اشفاق احمد صاحب مرحوم، ابراہیم پور سے قرأت بروایت حفص کی تکمیل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۹۵ء میں سہراب پور ضلع مئو کے ایک مکتب میں تدریس اختیار کر لی اور سوا دو سال کے بعد اگست ۱۹۹۷ء میں وہاں سے مستعفی ہو گئے پھر یکم نومبر ۱۹۹۷ء میں مدرسہ نور الاسلام ولید پور کے شعبۂ اطفال میں تقرر ہوا جہاں قوم کے معصوم بچوں کے دل و دماغ میں تا حال دینی تعلیم کا بیج بوتے چلے آ رہے ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں گاؤں کے امام حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب قاسمی کی دختر سے شادی ہوئی۔

حافظ محمد ساجد، محلّہ پورب (ولادت: ۲۰؍دسمبر ۱۹۷۷ء بمطابق ۸؍محرم ۱۳۹۸ھ، پیر)

محمد ساجد ابن ریاض احمد ابن حاجی شمس الحسن مرحوم کی پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ میں مولوی دبیر احمد مرحوم، ماسٹر جواد احمد غالب پور، منشی عبد الغفار مرحوم، ماسٹر جمشید احمد معروفی اور ماسٹر مقبول احمد مرحوم ولید پور کے ذریعہ ہوئی اس کے بعد مدرسہ ہذا میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب اور حافظ ممتاز احمد صاحب معروفی کی زیر نگرانی ۱۹۹۵ء میں قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا۔

۱۲؍دسمبر ۲۰۰۲ء بروز بدھ حافظ ودود احمد صاحب محلّہ گولہ بازار، بھیرہ کی لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا جن سے ایک بچی اور چار بچے ہیں۔ دو بچے عباد الرحمٰن اور سعید الرحمٰن حافظ قرآن ہو چکے ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا۔ اب تک آپ کی کل مدت تدریس اٹھارہ سال ہوئی ہے۔ فی الحال آپ مسجد اسماعیل ملت نگر، پرتاپ گڑھ میں امامت کے ساتھ مکتب میں تعلیم کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

حافظ اسرار احمد، گولہ بازار (ولادت: ۱۴؍جنوری ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۵؍صفر ۱۳۹۹ھ، اتوار)

مفصل تذکرہ شعراء کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۶۲۳ پر آ رہا ہے۔

حافظ ودود احمد، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۷۹ء بمطابق یکم صفر ۱۳۹۹ھ، اتوار)

نام ودود احمد ابن قمر الزماں مرحوم ابن عبد الغفور ابن کریم اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ

بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد یہیں پر حافظ ابو بکر (مقیم حال محمد آباد گوہنہ)، حافظ ممتاز احمد معروفی اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحبان کی زیر نگرانی ۱۹۹۵ء میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۹۹ء میں شادی ہوئی اور آپ کی پانچ اولاد ہیں۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد شاہد، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۱۳؍جون ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۷؍رجب ۱۳۹۹ھ، منگل)

نام محمد شاہد ابن حاجی عبد الغنی مرحوم ابن حمید اللہ مرحوم ابن محمد یعقوب مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مکمل کرنے کے بعد ۱۵؍ مارچ ۱۹۹۸ء میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر سرپرستی مدرسہ ہذا میں حفظ قرآن کی تکمیل کی اور قاری عبد الباری صاحب مرحوم ولید پور سے قرأت بروایت حفص تعلیم مکمل کی۔

یکم دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۶؍شوال ۱۴۲۴ھ بروز پیر جناب ظہیر الدین صاحب اترارى، خیر آباد کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔ آپ کی پانچ اولاد (دو بچے اور تین بچیاں) ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد زمین برآمد پور، محمد آباد گوہنہ کی ایک مسجد میں ایک سال تک تدریس کی خدمت انجام دی لیکن اس کے بعد ۱۷؍جون ۲۰۰۹ سے بغرض ملازمت سعودی عرب کے دار الحکومت ریاض سے قریب الدوادمی نامی شہر میں مقیم ہیں۔

حافظ نور محمد، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۱۳؍جون ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۷؍رجب ۱۳۳۹ھ، منگل)

نام نور محمد ابن شمس الدین ابن رحمت اللہ سردار ابن محمد یعقوب مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد ۱۹۹۹ء میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب اور قاری عبد الباری صاحب مرحوم ولید پور کی زیر نگرانی قرآن پاک کے حفظ سے فارغ ہوئے۔

۳۱؍اکتوبر ۲۰۱۰ میں شادی ہوئی۔ آپ کی اولاد میں ایک بچہ اور ایک بچی ہے۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد عادل اعجاز (ولادت: ۱۷؍جنوری ۱۹۸۰ء بمطابق ۲۷؍صفر ۱۴۰۰ھ، اتوار)

شریف اور سنجیدہ انسان ہیں۔ نام محمد عادل ابن مولانا اعجاز احمد ابن قاضی محمد شعیب کوثر ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ ریاض العلوم گورینی، جونپور اور مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ

میں حاصل کرنے کے بعد مؤخر الذکر مدرسہ میں حافظ محمد اسماعیل صاحب کی زیر تدریس ۱۹۹۳ء میں قرآن کریم کا حفظ شروع کیا جو ۱۹۹۶ء میں مکمل ہوا۔ حفظ قرآن کی تکمیل کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام، شیخو پور میں ہی فارسی و عربی سوم تک کی تعلیم حاصل کی لیکن اس کے بعد بوجوہ چند تعلیم کا سلسلہ موقوف ہو گیا۔ ترک تعلیم کے بعد مدرسہ کے بغل میں ہی ایک جنرل اسٹور کی دوکان قائم کی پھر شیخو پور کی سکونت ترک کر کے بھیرہ آ گئے اور مدرسہ تعلیم القرآن میں تقریباً آٹھ سال تک شعبۂ پرائمری میں مدرس رہے۔ ۱۵/مئی ۲۰۱۵ء میں تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب گئے اور تا حال وہیں ایک کمپنی میں بحیثیت الیکٹریشن مع پلمبر کام کر رہے ہیں۔ ۲۰۰۳ء میں غازی پور شہر میں شادی ہوئی۔ سمیہ خاتون نامی ایک بچی اور محمد ارشد نامی ایک بچہ آپ کی اولاد ہیں۔

حافظ شریف احمد نزد نئی جامع مسجد (ولادت: ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۴۰۰ھ)

نام شریف احمد ابن اخلاق احمد ابن حاجی عبد الرحیم ابن عبد اللہ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد یہیں پر شعبۂ حفظ میں داخلہ لے کر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی قرآن کریم حفظ کیا۔ محمد آباد کے محلّہ برآمد پور (نٹ حضرات کی بستی) میں ایک مسجد کے اندر بچوں کو قرآن پڑھاتے ہیں۔ فکر و نظر کے اندر تھوڑی آزاد خیالی ہے لیکن تلاوت قرآن کا خاص اہتمام کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پورے سال قرآن آپ کو مکمل یاد رہتا ہے اور رمضان کے ماہ مبارک میں بلا تکلف تراویح پڑھاتے ہیں۔

حافظ محمد سالم ظفر، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۴/نومبر ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۷/محرم ۱۴۰۲ھ، اتوار)

اصل تاریخ پیدائش وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی لیکن پاسپورٹ اور دیگر سرکاری دستاویزات میں دو سال کم یعنی ۱۴/نومبر ۱۹۸۴ء درج ہے۔ سنجیدہ و صالح انسان ہیں۔ مزاج کے اندر کم گوئی ہے۔ کسی بھی موضوع پر سنجیدہ گفتگو کرتے ہیں۔ حلقۂ احباب میں اعتبار کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں درجہ پانچ تک کی واجبی تعلیم کے باوجود ملکی و بین الاقوامی حالات پر اچھی نظر رکھتے ہیں۔ نام سالم ظفر ابن عبد الغنی ابن محمد عمر مرحوم ابن حاجی محمد سعید ابن عبد الحمید مرحوم ہے۔ مدرسہ عربیہ منصور العلوم لتعلیم القرآن الکریم ولید پور میں قاری خیر البشر صاحب معروفی کی زیر نگرانی ۱۹۹۷ء میں حفظ قرآن کی تکمیل کی پھر دور کرنے کے لیے ۱۹۹۹ء

میں مدرسہ عربیہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ گئے اور ایک سال تک وہاں دور کیا۔

گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کی منتظمہ کمیٹی کے دو پنج سالہ تک رکن بھی رہے۔ ستمبر ۲۰۲۱ء میں جب وقف بورڈ میں مسجد ذی النورین کے رجسٹریشن کے لیے کمیٹی کا انتخاب ہوا تو نائب صدر کے لیے لوگوں نے آپ کے نام کا انتخاب کیا اور آپ اس کمیٹی کے نائب صدر منتخب ہوئے۔

۸/دسمبر ۲۰۱۱ء میں جناب حافظ نظام الدین صاحب، گول کھمبا (مقیم حال نئی بستی)، بھیرہ کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے تین بیٹی و ایک بیٹے کی شکل میں آپ کی چار اولاد ہیں۔ ۲۰۱۱ء کے اخیر میں تلاش معاش کی فکر میں دو سال کے لیے سعودی عرب کے شہر القصیم کا سفر کیا پھر واپس آکر اپنے آبائی پیشہ پارچہ بافی میں مشغول ہوگئے لیکن حالات کے تقاضے کے پیش نظر گیارہ سال بعد اگست ۲۰۲۳ء میں ایک بار پھر وہاں کے شہر ریاض چلے گئے جہاں **السمسق للعطورات** نامی ایک پرفیوم اور عطر کی فیکٹری میں کام کر رہے ہیں۔

حافظ اسامہ، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۹/جنوری ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۲/ربیع الاول ۱۴۰۲ھ، پیر)

نام اسامہ ابن مولانا محمد ابراہیم ابن محمد عمر ابن مولوی حکیم عبد الرشید ابن عبد الرحیم ابن نظام الدین ابن محمد حسین ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مکمل کرنے کے بعد مدرسہ ہذا میں حفظ قرآن کی تعلیم شروع کی لیکن تکمیل مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں قاری مشتاق احمد مرحوم کوئریا پار کی زیر نگرانی ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۲۰۰۴ء کے اخیر میں درس و تدریس کے سلسلہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ اسلامک انسٹی ٹیوٹ بوغمبے، جنجا، یوگانڈا، مشرقی افریقہ چلے گئے اور چودہ سال تک وہاں حفظِ قرآن مجید کی خدمت کرنے کے بعد ۲۰۱۸ء میں وطن واپسی ہوئی۔

۱۵/جولائی ۲۰۱۰ء کو بہادر گنج ضلع غازی پور میں شادی ہوئی، اس وقت آپ کی دو اولاد ہیں۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد عامر محلّہ تکیہ (ولادت: ۳۰؍دسمبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۴؍ربیع الاول ۱۴۰۴ھ، جمعرات)

ایک خوش الحان قاری ہیں اور قرآن اچھا پڑھتے ہیں۔ نام محمد عامر ابن ڈاکٹر حسام الدین ابن مولانا عبد الستار ابن حاجی حافظ عبد الغفور ابن حسین احمد ابن عبد الوہاب ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۹۶ء میں مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں داخلہ لیا جہاں قاری محمد وسیم صاحب کی زیر نگرانی ۱۹۹۹ء میں تین سال کی مدت میں حفظ قرآن پاک مکمل ہوا اور قاری وثیق الرحمٰن صاحب سے قرأت بروایت حفص کی تعلیم حاصل کی۔

۸؍اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز منگل محلّہ پورہ دلہن، مبارکپور کے رہنے والے آپ کے ماموں زاد بھائی جناب مقبول احمد صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی جن سے ایک بچہ اور تین بچیاں متولد ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا۔ چنانچہ ابتداء کے ۹؍ماہ پرائمری کی تعلیم دی پھر مدرسہ انوار العلوم کرہاں، ضلع مئو میں حفظ قرآن کریم کے استاذ مقرر ہوئے۔ اس کے بعد ۲۱؍اکتوبر ۲۰۰۷ء میں شعبۂ حفظ میں تدریس کے لیے جامعہ اسلامیہ علوم القرآن کریاواں پوسٹ بکھرا، ضلع اعظم گڑھ گئے اور تا حال تقریباً اٹھارہ سال سے وہیں بچوں کو حفظ قرآن کریم کی تعلیم دے رہے ہیں۔

حافظ ابو شعیب، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۰؍دسمبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۵؍ربیع الاول ۱۴۰۴ھ، سنیچر)

نام ابو شعیب ابن محمد خالد ابن حمید اللہ ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۵؍دسمبر ۲۰۰۴ء میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم، جہانا گنج، اعظم گڑھ میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ ۱۴؍فروری ۲۰۱۵ء میں محمد آباد کے محلّہ فرید آباد میں شادی ہوئی۔ موجودہ پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ عزیز الرحمٰن مقیم مئو (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۴ء مطابق ۲۶؍ربیع الاول ۱۴۰۴ھ، اتوار)

نام عزیز الرحمٰن ابن نثار احمد ابن عبد الحمید ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام شیخوپور، اعظم گڑھ میں حافظ ولی اللہ صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۰۴ء میں قرآن کریم کے حفظ سے فراغت پائی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی پیشہ

پارچہ بافی میں مشغول ہو گئے۔

۱۶ رجنوری ۲۰۱۳ء بمطابق ۳ ر ربیع الاول ۱۴۳۴ھ بروز بدھ آٹو اسٹینڈ کے پاس تانے والا باغ، بھیرہ کے رہنے والے جناب اسرار الحق مرحوم ابن محمد امین مرحوم کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی۔ آپ کا مکان نئی بستی میں ہے لیکن آپ بھیرہ سے نقل مکانی کر کے مستقل طور پر مئو شہر میں مقیم ہو گئے ہیں۔

حافظ عزیز اللہ، نئی جامع مسجد (ولادت: ۲۵ ر دسمبر ۱۹۸۴ء بمطابق یکم ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ پیر)

نام عزیز اللہ ابن عبد الوحید مؤذن ابن مولانا محمد عمر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی ۱۹۹۸ء میں قرآن مجید کے حفظ کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

۲۰۱۳ء میں شادی ہوئی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پاور لوم ہے۔ کچھ سالوں تک بغرض ملازمت سعودی عرب میں بھی مقیم رہے۔

حافظ منصور احمد، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۹۸۴ء بمطابق ۱۴۰۴ھ)

نام منصور احمد ابن حافظ نور الہدیٰ ابن عبد الحفیظ مرحوم ابن عبد الرحیم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۰۵ء میں مدرسہ ہذا میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب اور مولانا وقاری عبد الباری صاحب مرحوم ولید پور کی زیر نگرانی قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چند سال آبائی پیشہ میں مشغول رہے پھر تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب چلے گئے جہاں کم وبیش دس بارہ سال مقیم رہے اور ۲۰۲۰ء کے نصف آخر میں وطن واپسی ہوئی، کچھ سال گھر رہنے کے بعد عروس البلاد ممبئی چلے گئے اور فی الحال وہیں مقیم ہیں۔

حافظ نسیم اختر، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۹۸۴ء بمطابق ۱۴۰۴ھ)

نام نسیم اختر ابن حاجی انصار الحق ابن محمد حسین مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی پھر مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب و قاری عبد الباری صاحب مرحوم ولید پور کی زیر نگرانی ۲۰۰۳ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ۱۰ ر اپریل ۲۰۱۳ء میں شادی ہوئی۔ آپ کی

ایک بچی اور دو بچے ہیں۔ بغرض معاش کچھ سالوں سعودی عرب میں مقیم رہے، موجودہ مشغولیت الیکٹرانکس کے سامان کی دوکان ہے۔

حافظ کمال الدین، مکھلی (ولادت: ۱۵؍فروری ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ جمعرات)

نام کمال الدین ابن مشتاق احمد (ٹال والے) ابن برکت اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۰۴ء میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی نگرانی میں قرآن پاک کے حافظ ہوئے۔ ۱۲؍اگست ۲۰۱۴ء میں شادی ہوئی اور آپ فرنیچر کے کام سے منسلک ہیں۔

حافظ محمد شاہد محلّہ پورب (ولادت: ۱۸؍مارچ ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۶؍جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ، پیر)

پاسپورٹ کے مطابق تاریخ پیدائش وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی لیکن صحیح تاریخ اس سے دو سال کم ہے۔ نام محمد شاہد ابن ریاض احمد ابن حاجی شمس الحسن مرحوم ابن محمد صدیق مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور ضلع اعظم گڑھ میں حفظ قرآن کی تعلیم شروع کی لیکن آٹھ دس پارے پڑھنے کے بعد واپس گاؤں آ گئے اور مدرسہ تعلیم القرآن میں داخلہ لیا۔ اٹھارہ ماہ کی مدت میں مکمل قرآن حفظ کر لیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد پانچ سال تک آپ نے مدرسہ اسلامیہ شاہی جامع مسجد نظام آباد ضلع اعظم گڑھ میں تدریس کا فریضہ انجام دیا لیکن اس کے بعد اخیر نومبر ۲۰۱۳ء میں تدریس کا سلسلہ ترک کر کے سعودی عرب کے شہر حفر الباطن چلے گئے اور تا حال بحیثیت فیملی ڈرائیور وہاں رزق حلال کے حصول میں لگے ہوئے ہیں۔

حافظ قمر الدین، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۲۸؍مئی ۱۹۸۵ء بمطابق ۷؍رمضان ۱۴۰۵ھ، پیر)

نام قمر الدین ابن حافظ عبد الغفور ابن غلام محمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ ہذا میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی ۱۹۹۸ء میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔

۱۲؍اپریل ۲۰۰۰ء بروز منگل حافظ عبد الحی صاحب مرحوم نزد مسجد ذی النورین بھیرہ کی

صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ آپ کی آٹھ اولاد (پانچ بچے اور تین بچیاں) ہیں۔ گزشتہ سال ۲۰۲۴ء میں آپ کی اہلیہ محترمہ اللہ کو پیاری ہوگئیں اور آپ نے دوسرا نکاح حافظ نیاز احمد صاحب محلّہ پچھّم کی صاحبزادی کے ساتھ کیا۔ آپ کا بڑا بیٹا دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث شریف کا طالب علم ہے۔

حافظ محمد آصف، محلّہ پورب (ولادت: ۱۰؍مئی ۱۹۸۶ بمطابق ۲؍رمضان ۱۴۰۶ھ، سنیچر)

نئی جامع مسجد محلّہ پورب، بھیرہ میں چلنے والے شعبۂ حفظ میں استاذ ہیں۔ نام محمد آصف ابن شمس الحق مرحوم ابن محمد قاسم ابن عبدالحکیم مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مولوی محمد ظاہر مرحوم، مولوی عبدالصمد قتیل دیوکلی، حافظ عبدالحی مرحوم، مولوی جمال اختر مئو، ماسٹر انصار احمد اور مولوی امتیاز احمد مرحوم سے حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ہذا میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب اور قاری عبد الباری صاحب مرحوم ولید پور کی زیر تدریس ۲۰۰۳ء میں بالترتیب حفظ قرآن کریم اور قرأت بروایت حفص کی تکمیل کی۔

دسمبر ۲۰۱۷ء میں محلّہ پورہ دلہن، مبارکپور میں شادی ہوئی۔ مدرسہ سعد ابن وقاص اڈہ بازار ضلع مہراج گنج میں دو سال تک آپ تدریس سے منسلک رہے۔ مئی ۲۰۱۰ء سے اکتوبر ۲۰۲۱ء تک بغرض ملازمت آپ سعودی عرب میں بھی مقیم رہے۔

حافظ ابوحنیفہ، محلّہ پورب، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۴۰۶ھ)

نام ابوحنیفہ ابن ضیاء الحق مرحوم ابن حاجی محمد طاہر مرحوم ابن محمد زاہد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب خیرآبادی کے یہاں حفظ قرآن پاک کی ابتداء کی پھر وہاں سے قاری خیر البشر صاحب معروفی استاذ مدرسہ منصور العلوم ولید پور میں کچھ دنوں پڑھا لیکن بعد میں مدرسہ بیت العلوم سرائے میر چلے گئے جہاں حافظ ضیاء اللہ صاحب سلطان پوری کی شاگردی میں کچھ دنوں رہے اور اخیر میں دوبارہ گاؤں کے مدرسہ رحیمیہ میں داخلہ لے کر مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کے یہاں حفظ کی تکمیل کی۔

۳؍دسمبر ۲۰۲۰ء کو خیرآباد میں شادی ہوئی۔ آپ کی دو بچیاں ہیں۔ آپ کی مشغولیت

شروع سے ہی پارچہ بافی رہی ہے۔

حافظ محمد زاہد، محلّہ پورب (ولادت: ۲؍جنوری ۱۹۸۷ء بمطابق ۱؍۵؍۱۴۹۷ھ، جمعرات)

نام محمد زاہد ابن ریاض احمد ابن حاجی شمس الحسن مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے بعد جامعہ رشیدیہ بمہور ضلع اعظم گڑھ میں حافظ محمد نفیس، حافظ رئیس احمد اور حافظ عبید اللہ خیر آبادی کی زیر نگرانی ۲۰۰۵ء میں قرآن پاک کے حافظ ہوئے۔

۱۱؍فروری ۲۰۲۰ء کو رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے، آپ کا ایک بچہ بھی ہے۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ محمد زکریا، محلّہ پچھّم (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۷ء بمطابق ۱؍۵؍۱۴۰۷ھ، جمعرات)

نام محمد زکریا ابن محمد شمس الدین ابن رحمت اللہ سردار ابن محمد یعقوب مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۵ء میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی اور مولانا وقاری عبد الباری صاحب مرحوم کی زیر نگرانی مدرسہ ہذا میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ ۸؍جولائی ۲۰۱۸ء میں شادی ہوئی، آپ کی ایک بچی بھی ہے۔ پیشہ شروع سے ہی پارچہ بافی ہے۔

حافظ ضیاء الرحمٰن، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۰؍جنوری ۱۹۸۷ء بمطابق ۹؍۵؍۱۴۰۷ھ، جمعہ)

نام ضیاء الرحمٰن ابن حفظ الرحمٰن ابن رشید احمد ہے۔ مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن محلّہ پچھّم بھیرہ میں حافظ نفیس احمد صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۱۳ء میں قرآن کریم کے حافظ ہوئے۔ آپ کی موجودہ مشغولیت بچوں کی ذہنی وجسمانی سیر وتفریح کے لیے جگہ جگہ نمائش (Exhibition) لگانا ہے۔

حافظ عبد الرب، محلّہ پچھّم (ولادت: یکم دسمبر ۱۹۸۷ء بمطابق ۸؍ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ، پیر)

نام عبد الرب ابن محمد ابوذر مرحوم ابن حمید اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۱۳ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ ولی الرحمٰن، آٹو اسٹینڈ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۱؍جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ، جمعہ)

نام ولی الرحمٰن ابن جمشید احمد ابن نثار احمد ممبر ابن امانت اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ

میں حافظ عبدالحی مرحوم، مولوی جمال احمد، مولوی ذکاء اللہ اور ماسٹر انصار وغیرہ کے ذریعہ ۲۰۰۲ء میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۰۶ء میں مدرسہ ہذا میں قرآن کریم کے حفظ سے فراغت ہوئی۔ آپ کا قدیم مکان محلّہ پچھّم میں ہے لیکن آپ کے والد وہاں سے منتقل ہوکر محلّہ پورب، آٹو اسٹینڈ کے پاس رہائش پذیر ہوگئے تو آپ بھی ان کے ساتھ یہیں مقیم ہیں۔ ابراہیم پور کے رہنے والے جناب منصور احمد صاحب کی دختر کے ساتھ عقد زواج ہوا۔ آپ کی موجودہ مشغولیت مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کی شاخ واقع محلّہ پورب، بھیرہ کے شعبۂ اطفال میں تدریس ہے نیز آٹو اسٹینڈ کے پاس روڈ پر آپ کی کپڑے کی دوکان بھی ہے۔

حافظ آصف علی محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۶/ذی القعدہ ۱۴۰۸ھ، جمعہ)

نام آصف علی ابن علی اختر ابن شریف احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں قاری نفیس احمد صاحب کی تدریس میں ۲۰۱۴ء میں حفظ قرآن کریم مکمل کیا۔ دسمبر ۲۰۱۵ء سے آپ سعودی عرب کے شہر ریاض میں مقیم ہیں۔

حافظ محمد دانش، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲/فروری ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۲/۶/۱۴۰۸ھ، پیر)

نام محمد دانش ابن عبدالستار ابن محمد ابن عمر ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی اس کے بعد مدرسہ ربانیہ دیوپٹھان، دلدارنگر، غازی پور میں داخلہ لے کر حافظ رفیق احمد صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۰۴ء میں حفظِ قرآن مجید کی سند سے سرفراز ہوئے۔

۲۰۱۸ء میں جناب عزیز الرحمٰن صاحب پورہ معروف کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح ہوا، آپ کا ایک بچہ بھی ہے اور موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ مجیب الرحمٰن، محلّہ پورب (ولادت: یکم جون ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۶/شوال ۱۴۰۸ھ، بدھ)

نام مجیب الرحمٰن ابن ریاض احمد مرحوم ابن عبدالحمید مرحوم ہے۔ ۲۰۰۴ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں ۲۰۰۹ء میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ ۲۰۱۱ء میں سعودی عرب گئے اور تاحال وہیں مقیم ہیں۔

حافظ محمد زکریا، محلّہ پچھّم (ولادت: ۹/اکتوبر ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۶/صفر ۱۴۰۹ھ، اتوار)

نام محمد زکریا ابن ماسٹر نور العین ابن حبیب اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ۲۰۰۷ء میں قرآن کریم کا حفظ مکمل ہوا۔

۴/مارچ ۲۰۲۰ء بروز بدھ ولید پور میں شادی ہوئی۔ آپ کی تین اولاد (ایک بچہ اور دو بچیاں) ہیں۔ ۱۰/جون ۲۰۱۵ء سے آپ سعودی عرب کے شہر حوطہ بنی تمیم میں بغرض ملازمت مقیم ہیں۔

حافظ عبد الماجد، نئی بستی (ولادت: ۲۰/نومبر ۱۹۸۸ء بمطابق ۹/ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ، اتوار)

نام عبد الماجد ابن مطیع الرحمٰن ابن محمد قاسم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۶/۲۰۰۵ء میں مدرسہ ہذا میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۲۱/ستمبر ۲۰۱۶ء میں مبارکپور میں شادی ہوئی اور ۱۷/دسمبر ۲۰۱۳ء سے آپ سعودی عرب کے شہر الرس، القصیم میں ایک استراحہ (Farmhouse) میں کام کرتے ہیں۔

حافظ عبد الفتاح گول کھمبا (ولادت: ۲۵/دسمبر ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ، سنیچر)

نام عبد الفتاح ابن ابو ہریرہ ابن حاجی محمد یونس ابن عبد الحق مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ منصور العلوم ولید پور میں قاری خیر البشر صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۰۸ء میں قرآن کریم کے حافظ بنے۔ چند سالوں تک بغرض معاش سعودی عرب کے مقدس شہر مکہ مکرمہ میں مقیم رہے، موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔ ۲۰۱۲ء میں آپ کے والد نقل مکانی کر کے خیر آباد میں سکونت پذیر ہو گئے، جب ہی سے آپ بھی ان کے ساتھ وہیں رہتے ہیں۔

حافظ صدق الظفر، محلّہ تکیہ، مقیم ولید پور (ولادت: ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۴۰۸ھ)

ترتیل و تجوید کی رعایت کے ساتھ قرآن عمدہ پڑھتے ہیں اور آواز بھی اچھی ہے۔ ایک بار مسجد ذی النورین میں آپ کوئی جہری نماز پڑھا رہے تھے، مقتدیوں میں حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ بھی موجود تھے، آپ کی قرأت سن کر نماز کے بعد مولانا مرحوم نے پوچھا کہ آپ کن کے لڑکے ہیں اور اپنی خواہش ظاہر کی کہ اگلے سال سے آپ ہمارے مدرسہ سراج العلوم چھپرا ضلع

مئو میں حفظ کے استاذ ہونگے ۔ نام صدق الظفر ابن عبد الغنی ابن محمد عمر مرحوم ہے ۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مولوی محمد ظاہر، حافظ عبد الحی ،منشی عبد الغفار، مولوی امتیاز احمد، مولوی دبیر احمد اور ماسٹر فیاض احمد مئو سے پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۰۲ء میں قرآن پاک حفظ کیا اور قاری عبد الباری صاحب مرحوم ولید پور سے قرأت کی تعلیم حاصل کی ۔

۱۸ / دسمبر ۲۰۱۱ء میں حقیقی ماموں حافظ فیض الرحمٰن صاحب محلّہ اتر ، ولید پور کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے جن سے دو بچیاں ہیں ۔تعلیم سے فراغت کے بعد تقریباً پندرہ سال سے مختلف مدارس کے شعبۂ حفظ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

صفر ۱۴۲۸ھ تا شعبان ۱۴۲۸ھ تقریباً سات ماہ مدرسہ مظہر العلوم شیموگہ ، کرناٹک ۔ ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ تا ۱۱/شوال ۱۴۳۴ھ تقریباً چھ سال مدرسہ منبع العلوم، نظام آباد ضلع اعظم گڑھ۔ ۱۲/شوال ۱۴۳۴ھ تا ۸/صفر ۱۴۳۷ھ تقریباً سوا دو سال مدرسہ اشرف العلوم ،حمید پور، ندوا سرائے ضلع مئو۔ یکم رجب ۱۴۳۷ھ تا ۱۰ / شوال ۱۴۳۸ھ ایک سال چار ماہ دوبارہ مدرسہ منبع العلوم نظام آباد ضلع اعظم گڑھ۔ ۱۱/شوال ۱۴۳۸ھ تا ۲۴/رجب ۱۴۴۱ھ (تقرً یبا تین سال) گاؤں کے مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ ولید پور ضلع مئو۔ ۲۴ / ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ بمطابق ۱۵/اگست ۲۰۲۰ء تا مدرسہ تحفیظ القرآن ، جامع مسجد چکیا حسین آباد ضلع اعظم گڑھ گئے اور اپریل ۲۰۲۲ء سے تا حال محلّہ پورب بھیرہ کی نئی جامع مسجد میں مولانا محمد عرفات اعجاز کے ذریعہ قائم کردہ حفظ قرآن کی درسگاہ میں حفظ کی تعلیم دے رہے ہیں ۔ سال گزشتہ ۲۰۲۴ء میں بھیرہ سے منتقل ہو کر مستقل طور پر آپ ولید پور میں مقیم ہو گئے ہیں ۔

حافظ نور الدین محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۱/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ، اتوار)

نام نور الدین ابن حاجی ابو الکلام مرحوم ابن ہدایت رسول مرحوم ہے ۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ عبد الحی مرحوم ، مولوی عبد الصمد قتیل مرحوم ، مولوی جمال احمد مئو اور ماسٹر انصار احمد کلہا پور بھیرہ کے ذریعہ پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور

میں حافظ سمیع اختر صاحب کی زیر نگرانی قرآن مجید حفظ شروع کیا لیکن پانچ پارہ پڑھنے کے بعد وہاں سے مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ چلے گئے اور ۲۰۰۴ء میں وہیں پر مکمل کیا۔ ۲۳/اکتوبر ۲۰۱۱ء سے سعودی عرب کے شہر ریاض میں ایک کمپنی میں ملازم ہیں۔

۹/مارچ ۲۰۱۹ء میں حافظ نظام الدین صاحب (گول کھمبا) نئی بستی، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی، محمد عیان نامی آپ کا ایک بچہ بھی ہے اور ایک بچی ذخیرۂ آخرت ہوگئی ہے۔

حافظ محمد یاسر، مدرسہ رحیمیہ (ولادت: یکم فروری ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۳/جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ، منگل)

نام محمد یاسر ابن فضل حق ابن حاجی عبد العزیز ابن محمد اصغر ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی اس کے بعد حفظ قرآن مجید کی ابتداء حافظ نور الہدیٰ صاحب بھیرہ کے مکان میں ہوئی پھر وہاں سے مدرسہ منصور العلوم لتعلیم القرآن الکریم محلّہ اتر ولید پور میں داخلہ لیا اور ۲۰۰۷ء میں قاری خیر البشر صاحب معروفی کی زیر نگرانی حفظ کی تکمیل کی۔

۹/اکتوبر ۲۰۱۹ء میں خیر آباد میں رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے، آپ کی دو اولاد ایک بچی اور ایک بچہ ہے، مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد نمیر، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۰/اکتوبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۹/شوال ۱۴۱۰ھ، منگل)

رنگ گورا اور قد و قامت متوسط ہے۔ نام محمد نمیر ابن محمد زبیر مرحوم ابن معظم علی ابن محمد علی مرحوم ہے۔ ابھی ایک سال کے تھے کہ والد کا ایک ٹریکٹر ایکسیڈینٹ میں انتقال ہوگیا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد قرآن پاک کے پندرہ پارے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر تدریس مدرسہ ہذا میں حفظ کیا، اس کے بعد مدرسہ مصباح العلوم کوپا گنج چلے گئے جہاں حافظ عبد اللطیف صاحب کی نگرانی میں ۲۰۰۴ء میں بقیہ پندرہ پارہ مکمل کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ایک سال تک مدرسہ دار العلوم نوتنواں ضلع مہراج گنج میں درجۂ اطفال میں استاذ رہے، اس کے بعد دو سال تک جامعہ اسلامیہ نظام آباد، اعظم گڑھ میں بچوں کو نورانی قاعدہ پڑھایا، بعدہ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں ایک سال تک مدرس رہے پھر تلاش معاش کی فکر میں ۲۰۱۱ء میں سعودی عرب کے شہر مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں چار سال رہ کر

۲۰۱۵ء میں گھر واپس آئے۔ گھر واپسی کے بعد سات سال تک اہل وعیال کے ساتھ خیر آباد میں مقیم رہے پھر ۲۰ ستمبر ۲۰۲۳ء میں ایک بار پھر خلیجی ملک دبئی چلے گئے اور تا حال وہاں عبایہ کی ایک دوکان پر امبرائڈری کا کام کرتے ہیں۔

۲۰۱۰ء میں گھوسی کے رہنے والے جناب صغیر احمد صاحب کی لڑکی کے ساتھ عقد زواج میں مربوط ہوئے اور آپ کی پانچ اولاد (۳ بچے اور دو بچیاں) ہیں۔

حافظ عتیق الرحمٰن، محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۴۰۹ھ)

نام عتیق الرحمٰن ابن عبد القیوم ابن نثار احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۰۲ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد طاہر، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۵ رمئی ۱۹۹۰ء بمطابق ۸ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ، پیر)

نام محمد طاہر ابن ڈاکٹر حسام الدین ابن مولانا عبد الستار مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی مدرسہ ہذا میں ۲۰۰۶ء میں قرآن مجید کے حفظ کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

۲۹ ر اکتوبر ۲۰۲۲ء کو خیر آباد میں شادی ہوئی۔ آپ کی ایک بچی بھی ہے۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے اور آج کل اپنے بڑے بھائی کے ساتھ مل کر خیر آباد کلینڈر پر ہومیو پیتھک فارمیسی رن کرتے ہیں۔

حافظ نجم الدین، محلّہ پورب (ولادت: ۱۵ ر اکتوبر ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ، اتوار)

نام نجم الدین ابن ماسٹر خیر البشر ابن عبد الحکیم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۰۶ء میں مدرسہ ہذا میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت مٹھائی کی دوکان (Sweet Shop) ہے۔ آپ عمدہ قسم کی مٹھائیاں بناتے ہیں جو لوگوں میں کافی پسند کی جاتی ہیں۔

حافظ محمد صدیق، محلّہ پورب، قدیم ہوٹل (ولادت: ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴۱۰ھ)

خوش اخلاق اور خوبرو نوجوان حافظ قرآن ہیں۔ نام محمد صدیق ابن خیر اللہ مرحوم ابن

حاجی محمد صابر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام، شیخو پور، اعظم گڑھ میں ۲۰۰۶ء میں حافظ محمد اسماعیل صاحب کی زیر نگرانی قرآن کریم حفظ کیا اور اس کے بعد گاؤں کے مدرسہ تعلیم القرآن میں حافظ و قاری نفیس احمد صاحب کے یہاں دور مکمل کر کے فراغ حاصل کیا۔

۳۱/مارچ ۲۰۲۱ء میں رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب کے شہر القصیم میں ملازمت ہے۔

حافظ نفیس الحق نزد نئی جامع مسجد (ولادت: ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴۱۰ھ)

نام نفیس الحق ابن عبد الحق ابن منشی عبد السمیع مرحوم ابن حاجی محمد صابر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام، شیخو پور ضلع اعظم گڑھ میں حافظ محمد اسماعیل کی زیر نگرانی ۲۰۱۲ء میں قرآن پاک کے حفظ سے فارغ ہوئے۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

۱۲/اکتوبر ۲۰۲۵ء بروز اتوار محلّہ اسلام پورہ، مبارکپور کے رہنے والے جناب امتیاز احمد صاحب کی لڑکی کے ساتھ رشتۂ ادواجیت میں منسلک ہوئے۔

حافظ محمد اواب، محلّہ پچھّم (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۳/جمادی الاخری ۱۴۱۱ھ، پیر)

نام محمد اواب ابن مولانا محمد ابراہیم ابن محمد عمر ابن مولوی حکیم عبد الرشید ابن نظام الدین ابن محمد حسین ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ ہذا میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۱۳ء میں قرآن کریم کے حافظ ہوئے۔

یکم جون ۲۰۱۷ء سے سعودی عرب میں ملازمت کر رہے ہیں۔ ۲/اکتوبر ۲۰۲۲ء میں جناب شمس الدین صاحب متولی جامع مسجد محلّہ پچھّم، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی۔

حافظ نعیم الظفر محلّہ پچھّم (ولادت: ۲/مارچ ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۲/ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ، پیر)

نام نعیم الظفر ابن خلیل الرحمٰن مرحوم ابن عبد الحلیم ابن حاجی محمد صدیق ابن حافظ عبد الواحد ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی مدرسہ ہذا میں ۲۰۰۳ء میں قرآن مجید حفظ کیا پھر مدرسہ عربیہ منبع العلوم

خیر آباد میں داخل ہو کر ۲۰۰۷ء میں قاری وثیق الرحمٰن صاحب سے قرأت بروایت حفص کی تعلیم حاصل کی۔ حفظ وقرأت کی تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں داخلہ لیا لیکن عربی اول کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد بوجوہ چند تعلیمی سلسلہ موقوف کرنا پڑا اور بغرض تدریس آپ اسلامک اکیڈمی نظام آباد، اعظم گڑھ سے منسلک ہو گئے، وہاں کے شعبۂ پرائمری میں دو سال تک خدمت انجام دی پھر مستعفی ہو کر جونپور کی ایک مسجد میں ایک سال تک امامت کی، اس کے بعد کوٹلہ ضلع اعظم گڑھ میں دو ماہ تدریس سے منسلک رہے لیکن بعد میں وہاں سے مدرسہ شیخ الہند، انجان شہید، اعظم گڑھ چلے گئے اور وہاں شعبۂ حفظ میں ڈیڑھ سال تک استاذ رہے۔ ۲۰۱۴ء میں تدریس ترک کر کے معاش کے لیے سعودی عرب کا سفر کیا اور ۲۰۱۸ء تک وہاں مقیم رہے۔ وہاں سے واپسی پر اسی سال مدرسہ معارف القرآن کٹولی خرد، لال گنج، اعظم گڑھ میں دوبارہ تدریس سے وابستہ ہوئے لیکن حالات کے تقاضے کے پیش نظر چند سالوں بعد ایک بار پھر دبئی چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔ کٹولی میں قیام کے دوران وہاں کی جامع مسجد میں آپ امامت بھی کرتے تھے۔

یکم دسمبر ۲۰۲۰ء کو ماسٹر محمد احسان مرحوم محلّہ پچھم بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے، آپ کی ایک بچی بھی ہے۔

حافظ اویس احمد محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴۱۲/۶/۲۴ھ، منگل)

نام اویس احمد ابن حاجی ابو الکلام مرحوم ابن محمد قاسم صاحب مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد یہیں پر قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا لیکن بعد میں مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں داخل ہو کر حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی حفظ مکمل کیا۔

۱۳/ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ آپ کی دو اولاد (ایک بچہ لڑکا اور ایک لڑکی) ہیں۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ عزیز الحق، گول کھمبا (ولادت: ۵/فروری ۱۹۹۲ء بمطابق یکم شعبان ۱۴۱۲ھ، بدھ)

نام عزیز الحق ابن حاجی امتیاز احمد ابن محمد شعیب کوثر ابن حاجی عبد الحق ابن حافظ محمد طاہر مرحوم

ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی پھر حافظ نورالہدیٰ صاحب کے مکان میں حافظ موصوف کی نگرانی میں قرآن کریم کے حفظ کی شروعات کی۔ اس کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ چلے گئے اور حافظ عبید اللہ صاحب کی شاگردی میں ۲۰۱۰ء میں حفظ کی تکمیل کی۔

۱۱/ مارچ ۲۰۲۰ء میں رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے، آپ کی دو اولاد حماد عزیز وحراء عزیز ہیں۔ مشغولیت ابتداء سے ہی آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ سراج الدین کوٹا والے (ولادت: ۲/ مارچ ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۶/۸/۱۴۱۲ھ، اتوار)

نام سراج الدین ابن انعام الحق مرحوم کوٹا والے ابن محمد حسن ابن ولی محمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ ہذا میں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی حفظ قرآن کریم کی ابتداء کی اور بعد میں مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں ۲۰۱۰ء میں مکمل کیا۔ ۱۷/ نومبر ۲۰۱۹ء میں شادی ہوئی۔ موجودہ مشغولیت حکومت ہند کے ماتحت چلنے والی راشن کی دوکان ہے۔

حافظ سعید الظفر، محلّہ پچھّم (ولادت: ۵/ مارچ ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۹/ شعبان ۱۴۱۲ھ، بدھ)

نام سعید الظفر ابن شبیر احمد ابن شریف احمد ابن حاجی صدیق احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب وقاری عبدالباری صاحب مرحوم ولید پور کی زیر نگرانی ۲۰۰۹ء میں حفظ وقرأت کی تعلیم بھی مدرسہ ہذا میں حاصل کی۔ ۸/ مارچ ۲۰۲۰ء کو رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے، آپ کی دو اولاد ہیں، ایک بچی وایک بچہ۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد طاہر، محلّہ پورب (ولادت: یکم مئی ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۶/۱۰/۱۴۱۲ھ، جمعہ)

نام محمد طاہر ابن امجد علی ابن عبدالحی ابن رشید احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ۲۰۱۲ء میں مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر تدریس قرآن کریم حفظ کیا۔ ندوا سرائے میں شادی ہوئی ہے اور آپ کے تین بیٹے ہیں۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد ابوذر نزد نئی جامع مسجد (ولادت: ۶/جون ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۲/۱۱/۱۴۱۱ھ، بدھ)

نام محمد ابوذر ابن مولانا انوار احمد قاسمی ابن حاجی شمس الحسن صاحب مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد جامعہ رشیدیہ بہور ضلع اعظم گڑھ میں ۲۰۱۱ء میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ مشغولیت پاورلوم پر ساڑیوں کا کاروبار ہے۔

حافظ محمد داؤود، گولا بازار (ولادت: ۱۶/جولائی ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴/محرم ۱۴۱۳ھ بدھ)

نام محمد داؤود ابن حافظ محمد عیسیٰ مرحوم ابن محمد موسیٰ قوال مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ اور مدرسہ عربیہ انوار العلوم جہانا گنج میں حاصل کرنے کے بعد آخر الذکر مدرسہ میں اپنے والد حافظ محمد عیسیٰ مرحوم کے یہاں حفظ قرآن کریم کی شروعات کی لیکن بعد میں مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں داخلہ لیا اور ۲۰۰۹ء میں حافظ فیضان الحق صاحب کی نگرانی میں حفظ سے فراغت پائی۔

۱۱/اگست ۲۰۲۰ء کو وکیل احمد عرف جھنک محمد آباد کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کو اپنا مشغلہ بنایا چنانچہ مختلف مدارس عربیہ جیسے مدرسہ اشاعت العلوم کوٹلہ ضلع اعظم گڑھ، بندول جیراج پور میں دو سال، جموڑی کے ایک مدرسہ میں ایک سال اور مدرسہ رحمانیہ ولید پور میں آٹھ ماہ تک استاذ رہے۔ آپ کی کل مدت تدریس پانچ سال ہے اور موجودہ مشغولیت کارڈ رائیونگ ہے۔

حافظ زہیر منظور نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت ۲۸/جولائی ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۶/محرم ۱۴۱۳ھ، منگل)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۳۸۱ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

حافظ سعود الحسن، محلّہ پورب، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴۱۲ھ)

نام سعود الحسن ابن محمود الحسن ابن مولانا محمد یونس صاحب مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی پھر حفظ قرآن پاک کی ابتداء حافظ نور الہدیٰ صاحب کے مکان پر ان کی نگرانی میں کی اور مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم بھیرہ میں حافظ نفیس احمد صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۰۹ء میں حفظ مکمل کیا۔ کچھ دنوں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کی شاخ

واقع محلّہ پورب میں تدریس کی خدمت انجام دی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔ ماسٹر خیر البشر محلّہ پورب بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی ہے۔

حافظ ابوطلحہ نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴۱۲ھ)

نام ابوطلحہ ابن قمر الدین مرحوم ابن حافظ احمد کریم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ مصباح العلوم کوپا گنج ضلع مئو میں حافظ عبد اللطیف صاحب معروفی کی زیر نگرانی ۲۰۱۱ء میں قرآن مجید کے حفظ سے فراغت پائی۔ مشغولیت پاور لوم پر ساڑیوں کا کاروبار ہے۔

حافظ محمد اعظم، مکھلی (ولادت: ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴۱۲ھ)

نام محمد اعظم ابن محمد اسلم مرحوم ابن ظہیر احمد مرحوم (چکی والے) ابن محمد ایوب مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اور مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم بھیرہ میں ۲۰۰۷ء میں حافظ نفیس احمد و مولانا عزیز الرحمٰن صاحبان کی زیر نگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ ولی الرحمٰن، تانے والا باغ (ولادت: ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۴۱۲ھ)

نام ولی الرحمٰن ابن حافظ عزیز الرحمٰن ابن حاجی عبد المنان ابن حاجی محمد صدیق ابن حافظ عبد الواحد ابن محمد رمضان مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی مدرسہ ہذا میں ۲۰۱۲ء میں قرآن کریم کے حفظ سے فراغت ہوئی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ حبیب الرحمٰن محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۶ر جنوری ۱۹۹۳ء بمطابق ۲ر شعبان ۱۴۱۳ھ، پیر)

نام حبیب الرحمٰن ابن حاجی جمال احمد ابن شکر اللہ ابن سلیم اللہ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مکمل کرنے کے بعد یہیں پر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کے ماتحت حفظ قرآن کریم کی ابتداء کی لیکن بعد میں ہندوستان کے معروف ادارہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخلہ لیا اور حافظ شفیع اللہ صاحب لکھنوی کی زیر نگرانی ۲۰۱۰ء میں فراغت حاصل کی۔ دوران حفظ ہی سر سلیمان جونیئر ہائی اسکول گولا بازار بھیرہ سے آپ نے جونیئر ہائی

اسکول کا امتحان مکمل کر لیا تھا۔ پھر ۲۰۱۲ء میں انٹر یکچھ کمپیوٹر سینٹر کھیر یا موڑ، ولید پور سے ایڈوانس ڈپلومہ ان کمپیوٹر اپلیکیشن (ADCA) کا کورس کیا۔ اس کے بعد کرشنا انٹر کالج غازی پور سے ۲۰۱۴ء میں ہائی اسکول کا امتحان پاس کیا بعدہ تلاش معاش کی فکر میں دو سال (۲۰۱۵ء۔۲۰۱۶ء) سعودی عرب کے شہر نجران میں مقیم رہے لیکن وہاں کی ملازمت میں عدم اطمینان کی وجہ سے گھر واپسی ہوگئی اور ۲۰۱۷ء میں مذکورہ کالج سے ہی انٹر میڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ آپ ایک با اخلاق اور بیدار مغز نوجوان ہیں۔ سماجی و ملی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ آپ کے اندر سیاسی بصیرت پائی جاتی ہے۔ سماجوادی پارٹی کی طرف سے نگر پنچایت ولید پور بھیرہ کے صدر بھی ہیں۔ اگر منظّم حکمت عملی اور صبر و ہمت کے ساتھ آپ نے مسلسل محنت برقرار رکھی تو مستقبل میں مقامی سیاست کے اندر ایک اچھا رول ادا کر سکتے ہیں۔

۱۷/دسمبر ۲۰۱۷ء میں مئو میں شادی ہوئی، اذ کی فاطمہ نامی آپ کی ایک بچی بھی ہے۔ حالات کے تقاضے کے پیش نظر ۱۸/دسمبر ۲۰۲۴ء کو دوبارہ سعودی عرب چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

حافظ گلزار احمد صباغ محلّہ پورب (ولادت: ۱۳/مارچ ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۸/۹/۱۴۱۳ھ، سنیچر)

نام گلزار احمد ابن غیاث الدین ابن نظام الدین مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد حفظ قرآن کی ابتداء حافظ نور الہدیٰ صاحب کی زیر تدریس مدرسہ فاروقیہ چریا کوٹ میں کی اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم بھیرہ میں داخل ہو گئے پھر ۲۰۱۲ء میں مدرسہ منبع العلوم خیر آباد میں حافظ حبیب الرحمٰن صاحب کے یہاں تکمیل ہوئی۔ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

حافظ محمد ابراہیم، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۴۱۴ھ)

نام محمد ابراہیم ابن عبید اللہ ابن حافظ عبد الحی مرحوم ابن محمد عمر مرحوم ابن حاجی سعید احمد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۴ء میں مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں قاری نفیس احمد صاحب کی زیر نگرانی قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ ابوشحمہ، محلّہ پچھّم (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۸ رجب ۱۴۱۴ھ، اتوار)

نام ابوشحمہ ابن عبد القیوم ابن محمد عمر ابن حاجی حکیم عبد الرشید ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں حافظ قاری نفیس احمد صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۱ء میں قرآن کریم کے حافظ ہوئے اوراس کے بعد اُسی سال نظام آباد ضلع اعظم گڑھ میں میکینک کا کام سیکھنے چلے گئے جہاں ۲۰۱۴ء تک رہے پھر ۲۰۱۵ء میں عروس البلاد ممبئی گئے اور ۲۰۱۶ء تک وہاں کار میکینک کا کام کرتے رہے پھر اسی سال وطن واپس لوٹ کر خیرآباد کلینڈر پر گاڑیوں کی مرمت (Car Maintenance) کے لیے اپنی دوکان قائم کی اور یہی آپ کی مکمل مشغولیت ہے۔ آپ ایک اچھے فورویلر میکینک ہیں۔

حافظ محمد کاشف، گولا بازار (ولادت: ۸ رفروری ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۶ رشعبان ۱۴۱۴ھ، منگل)

تفصیل علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۳۸۶ پر گزر چکی ہے، وہاں مراجعت کی جائے۔

حافظ ابوطلحہ ابن قاری محمد سلمان اختر (ولادت: ۹/۲/۱۹۹۴ء بمطابق ۲۸/۸/۱۴۱۴ھ، بدھ)

نام ابوطلحہ ابن قاری سلمان اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم ابن عبد الحمید مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حافظ محمد اسلم صاحب کی زیرنگرانی ۹ رمئی ۲۰۰۹ء کو قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا۔ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ نسیم احمد، مکھلی (ولادت: ۷ رمارچ ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۷ رجب ۱۴۱۴ھ، سنیچر)

نام نسیم احمد ابن حاجی عبد القوی ابن حاجی عبد الرشید مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۰۸ء میں مدرسہ ہذا میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیرنگرانی قرآن پاک حفظ کر کے سند فراغت حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ شفیع الرحمٰن، محلّہ پورب (ولادت: ۱۲ رجون ۱۹۹۴ء بمطابق یکم محرم ۱۴۱۵ھ، سنیچر)

نام شفیع الرحمٰن ابن حاجی شکیل احمد ابن مشتاق احمد ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ رشیدیہ بمہور، اعظم گڑھ میں حافظ سلطان احمد مرحوم

ولید پور اور حافظ ذبیح اللہ مہراج گنج کی زیرنگرانی ۲۰۱۲ء میں قرآن پاک کے حافظ بنے۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ شمیم اختر، ملکھلی (ولادت: ۲۰؍دسمبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۷؍رجب ۱۴۱۵ھ، منگل)

نام شمیم اختر انصاری ابن شمس الدین ابن حاجی عبدالعظیم مرحوم ہے۔ ۲۰۰۵ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ سے پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں حفظ قرآن کریم کی شروعات کی لیکن بعد میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں داخلہ لیا اور ۲۰۱۰ء میں یہیں پر مکمل کیا۔ موجودہ مشغولیت پاورلوم پر ساڑیوں کا کاروبار ہے۔ ۲۰۱۲ء سے ۲۰۱۳ء تک ایک سال آپ سعودی عرب مقیم رہے، اس کے بعد ۲۰۱۴ء میں مسقط، عمان چلے گئے اور تاحال وہیں ملازم ہیں۔

حافظ محمد اسجد، نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ (ولادت: ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۴۱۴ھ)

نام محمد اسجد ابن مسعود احمد ابن عبدالباقی مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۱۲ء میں مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں حافظ محمد دانش کی زیرنگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ موجوہ مشغولیت سعودی عرب کے شہر ریاض میں ملازمت ہے۔

حافظ شاہد جمال، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۸؍رجب ۱۴۱۵ھ، سنیچر)

نام شاہد جمال ابن امتیاز احمد ابن رحیم اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حافظ قمرالدین صاحب مرحوم کوئریاپار سے مدرسہ ہذا میں ۲۰۱۴ء میں قرآن پاک کے حفظ کی تکمیل کی۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ نفیس الحق، نیاپورہ (یکم فروری ۱۹۹۵ء بمطابق یکم رمضان ۱۴۱۵ھ، بدھ)

نام نفیس الحق ابن حافظ شمس الحق ابن محمد سعید مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ نیاپورہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ہذا میں ہی حفظ قرآن کریم کی ابتداء کی لیکن تکمیل جامعہ رشیدیہ بہور ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے، کچھ سالوں تک سعودی عرب میں ملازمت بھی کی ہے۔

حافظ محمد عاقل محلّہ پورب (ولادت: ۱۰؍مئی ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۰؍ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ، بدھ)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۳۹۰ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں

دیکھی جاسکتی ہے۔

حافظ رئیس انور نزد نئی جامع مسجد (ولادت: ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ)

نام رئیس انور ابن مولانا امتیاز احمد ندوی ابن مولانا محمد شریف مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ منبع العلوم خیرآباد میں ۲۰۱۲ء میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ یکم نومبر ۲۰۲۱ء کو عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ عبدالماجد، محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ)

نام عبدالماجد ابن شمس الحسن ابن ابوالحسن ابن رضا حسن مرحوم ہے۔ مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں قاری نفیس احمد صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۶ء میں قرآن کریم کے حافظ ہوئے۔ مشغولیت پاورلوم پر ساڑیوں کا کاروبار ہے۔

حافظ محمد عابد، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۴۱۵ھ)

نام محمد عابد ابن عبدالباری ابن حافظ نذیر احمد مرحوم ابن حاجی محمد چھوٹک مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد، محلّہ پچھّم بھیرہ میں حافظ قاری نفیس احمد صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۴ء میں قرآن کریم کے حفظ سے فارغ ہوئے۔

۲۰۲۲ء میں حضرت مولانا ریاض احمد صاحب مرحوم نزد مسجد ذی النورین بھیرہ کی نواسی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔ محمد زہید نامی آپ کا ایک بچہ بھی ہے۔ کچھ سالوں تک سعودی عرب رہنے کے بعد اس وقت مدرسہ روضۃ العلوم، چورسنڈ ضلع جون پور میں شعبۂ حفظ میں استاذ ہیں۔

حافظ اسامہ عزیز، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۶ء بمطابق ۹ رشعبان ۱۴۱۶ھ، اتوار)

نام اسامہ عزیز ابن مولانا عزیز الحق قاسمی ابن منشی عبدالسمیع مرحوم ابن الحاج محمد صابر مرحوم ہے۔ آپ کے والد محترم مدرسہ دارالعلوم برئی پور محمد آباد گوہنہ میں استاذ تھے اس لیے پرائمری تعلیم وہیں پر ماسٹر امتیاز احمد صاحب مرحوم محمد آباد اور حافظ سراج احمد صاحب وغیرہ کے ذریعہ

حاصل کی پھر حفظ قرآن کی تعلیم کے لیے مدرسہ شیخ الاسلام، شیخو پور، اعظم گڑھ میں داخلہ جہاں حافظ نصر اللہ صاحب مہراج گنج کی زیر نگرانی ۲۰۱۷ء میں حفظ کی تکمیل کی۔ مشغولیت گھریلو کاروبار ہے۔

حافظ محمد اسماعیل محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۶ء بمطابق ۹ رشعبان ۱۴۱۶ھ، اتوار)

نام محمد اسماعیل ابن ابوبکر ابن حاجی محمد حسن مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں حافظ عبید الرحمٰن صاحب ابراہیم پور کی نگرانی میں قرآن پاک کے حفظ سے فراغت ہوئی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ عامر سہیل، گول کھمبا (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۶ء بمطابق ۹ رشعبان ۱۴۱۶ھ، اتوار)

نام عامر سہیل ابن بدرالدین ابن عبداللہ مرحوم ابن ولی محمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم ہوئی اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن میں حافظ قاری نفیس احمد صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۱۲ء میں قرآن پاک کے حفظ سے فراغت پائی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ منور علی، محلّہ پورب (ولادت: یکم رجنوری ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۶ ر۱۰ ر۱۴۱۲ھ، جمعہ)

نام منور علی ابن امجد علی ابن عبدالحی ابن رشید احمد مرحوم ہے۔ درجہ چار تک کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اور درجہ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب بھیرہ میں پڑھا اس کے بعد ۲۰۱۳ء میں مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر تدریس قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ ۲۰۱۷ء سے سعودی عرب کے شہر جدہ میں ملازمت کر رہے ہیں۔

حافظ مبارک علی، محلّہ پورب (ولادت: ۱۳ رجنوری ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۱ رشعبان ۱۴۱۶ھ، جمعہ)

نام مبارک علی ابن عبدالولی ابن محمد علی مرحوم (سابق پردھان بھیرہ ولید پور) ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں ۴ ر دسمبر ۲۰۱۴ء میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد راشد، نئی بستی (ولادت: یکم جون ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۳ رمحرم ۱۴۱۷ھ، سنیچر)

نام محمد راشد ابن حافظ نظام الدین ابن عبداللہ مرحوم ابن ولی محمد مرحوم ہے۔ مدرسہ

اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۱۲ء میں مدرسہ ہذا میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب اور حافظ خلیل اللہ مبارکپور کی نگرانی میں حفظ مکمل کیا۔ موجودہ مشغولیت پاور لوم ساڑیوں کا کام ہے۔

حافظ محمد عادل، محلّہ پورب (ولادت: ۶/جون ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۸/محرم ۱۴۱۷ھ، پیر)

نام محمد عادل ابن ریاض احمد ابن حاجی شمس الحسن مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۱۷ء میں قرآن کریم کے حافظ ہوئے۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ انیس الحق، گولا بازار (ولادت: ۷/دسمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۵/رجب ۱۴۱۷ھ، سنیچر)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۳۹۳ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

حافظ محمد اسماعیل، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۴۱۷ھ)

نام محمد اسماعیل ابن عبید اللہ ابن حافظ عبد الحی مرحوم ابن محمد عمر مرحوم ابن حاجی سعید احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں ۲۰۱۵ء میں قاری نفیس احمد صاحب کی نگرانی میں حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ شاہد جمال، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۴۱۷ھ)

نام شاہد جمال ابن حبیب الرحمٰن ابن حمید اللہ ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۵ء میں حافظ قاری نفیس احمد صاحب کی زیر نگرانی مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ ابو حذیفہ، محلّہ پچھّم (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۰/شعبان ۱۴۱۷ھ، منگل)

نام ابو حذیفہ ابن شکیل احمد ابن محمد اصغر مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں

مکمل کرنے کے بعد مدرسہ ہذا میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی شاگردی میں جون ۲۰۱۵ء میں قرآن پاک کے حفظ سے فارغ ہوئے۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ سعید الدین، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۰ رشعبان ۱۴۱۷ھ، منگل)

نام سعید الدین ابن عبد الباسط مرحوم ابن حافظ نذیر احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں قاری نفیس احمد صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۱۵ء میں حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔ حفظ کی تکمیل کے بعد چند سالوں تک گھریلو کام میں مشغول رہے پھر چریا کوٹ ضلع مئو کے ایک مدرسہ میں حفظ قرآن کی تعلیم دی، اس کے بعد تقریباً دو سال تک سعودی عرب رہے پھر وہاں سے واپس ہو کر دوبارہ آبائی پیشہ میں مشغول ہو گئے لیکن اگست ۲۰۲۵ء میں پھر سعودی عرب کے شہر طائف میں ایک مسجد میں ملازمت اختیار کر لی جو تا حال جاری ہے۔ آپ کی آواز اچھی ہے اور قرآن کریم اچھا پڑھتے ہیں۔

حافظ نعیم اختر، علی تکیہ (ولادت: ۳ رجنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۲ رشعبان ۱۴۱۷ھ، جمعہ)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۳۹۵ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

حافظ محمد حارث، محلّہ تکیہ (ولادت: ۲ رفروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۳ ررمضان ۱۴۱۷ھ، اتوار)

تفصیل علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۳۹۶ پر گزر چکا ہے، وہاں مراجعت کی جائے۔

حافظ عزیز الحق، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۳ رفروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۵ رشوال ۱۴۱۷ھ، اتوار)

تفصیل علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۳۹۸ پر گزر چکی ہے، وہاں مراجعت کی جائے۔

حافظ محمد حامد، محلّہ پورب، صحن (ولادت: ۱۰ رجون ۱۹۹۷ء بمطابق ۳ رصفر ۱۴۱۸ھ، پیر)

نام محمد حامد ابن فیض الحق ابن حاجی عبد السمیع مرحوم ابن حاجی محمد صابر مرحوم ہے۔ مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ دار العلوم برئی پور محمد آباد گوہنہ میں ۲۰۱۶ء میں حافظ محمد معراج صاحب محمد آباد کی زیر نگرانی قرآن کریم حفظ کیا۔ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ عزیز الرحمٰن نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۱۱/جون ۱۹۹۷ء بمطابق ۴/صفر ۱۴۱۸ھ، منگل)

خوش مزاج اور خوش خُلق نوجوان ہیں۔ نام عزیز الرحمٰن ابن مولوی عبدالغفار مرحوم ابن عبدالرحمٰن مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۱۴ء میں مدرسہ منبع العلوم خیر آباد، منّو میں حافظ فیضان الحق خیر آبادی اور حافظ عبدالباری کرہاں کی زیرنگرانی قرآن کریم حفظ کیا۔ مشغولیت گھر پر رہ کر گھریلو کاموں کی دیکھ بھال ہے۔

حافظ معاذ احمد، محلّہ پورب (ولادت: ۲/اکتوبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴۱۸/۵/۲۸ھ، بدھ)

نام معاذ احمد ابن عتیق الرحمٰن ابن مولانا ممتاز احمد ابن عبدالحمید مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ منصور العلوم ولید پور میں حافظ قاری خیرالبشر صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۰ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ مشغولیت گھریلو کاروبار ہے۔

حافظ عطاء الحق، محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴۱۷ھ)

نام عطاء الحق ابن حاجی جمال اختر ابن محمد بشیر مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کیپھر مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب بھیرہ میں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۷ء میں قرآن پاک حفظ کیا۔ مشغولیت پاورلوم پر ساڑیوں کا کاروبار ہے۔

حافظ سعید اللہ، محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴۱۸ھ)

نام سعید اللہ ابن حاجی عبداللہ مرحوم ابن حاجی عبدالقیوم ہے۔ مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۴ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ مشغولیت پاورلوم پر ساڑیوں کا کاروبار ہے۔

حافظ محمد ارشد، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق یکم رمضان ۱۴۱۸ھ، بدھ)

نام محمد ارشد ابن فیضان احمد ابن حاجی محمد مصطفیٰ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کی اور مدرسہ تعلیم القرآن میں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۵ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد آصف، مکھلی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق یکم رمضان ۱۴۱۸ھ، بدھ)

نام محمد آصف ابن محمد اسلم مرحوم ابن ظہیر احمد مرحوم (چکی والے) ہے۔ پرائمری تعلیم

مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کی اور مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں ۲۰۱۶ء میں حافظ نفیس احمد و مولانا عزیز الرحمٰن صاحبان کی زیرِ نگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ محمد احمد، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق رمضان ۱۴۱۸ھ، بدھ)

نام محمد احمد ابن حاجی جمال اختر ابن حاجی محمد بشیر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم، بھیرہ میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب و حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کی زیرِ نگرانی ۲۰۱۹ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔

حافظ سرفراز انور محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق یکم رمضان ۱۴۱۸ھ، جمعرات)

نام سرفراز انور ابن انور جمال ابن رشید احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم، بھیرہ میں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیرِ نگرانی ۲۰۱۸ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ۲۰۲۲ء میں مدرسہ فیض الاسلام چکہ، سید آباد، ہنڈیہ، پریاگ راج (الٰہ آباد) درجہ اول اور دوم میں استاذ رہے پھر ۲۰۲۳ء میں مدرسہ اسلامیہ امدادیہ بنیساں، (پورہ نورم) پھول پور ضلع اعظم گڑھ میں نورانی قاعدہ، قرآن، درجہ چار اور پانچ میں بحیثیت صدر مدرس خدمات انجام دیں۔ ۲۰۲۴ء میں بغرض ملازمت سعودی عرب چلے گئے اور تا حال وہیں کام کر رہے ہیں۔

حافظ محمد علی، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲/اپریل ۱۹۹۸ء بمطابق ۴/ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ، بدھ)

نام محمد علی ابن ارشاد احمد ابن شمس الحق مرحوم ابن عبد المجید ابن یار محمد ہے۔ پرائمری تعلیم حافظ عبد اللہ ابن ماسٹر محمد الیاس کے ذریعہ قائم کردہ مدرسہ دار القرآن محلّہ پچھّم بھیرہ میں مکمل کرنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ۱۴۴۰ھ میں قرآن پاک حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت بنائی ہے۔

حافظ حبیب الحق، محلّہ پچھّم (ولادت: ۳/اپریل ۱۹۹۸ء بمطابق ۵/ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ، جمعرات)

نام حبیب الحق ابن حافظ نیاز احمد ابن عبد الحی مرحوم ابن حافظ عبد الغنی مرحوم ابن حافظ عباد اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ۲۲/مئی ۲۰۱۴ء

میں حافظ نور الہدیٰ صاحب بھیرہ، حافظ قمر الدین صاحب مرحوم کوئریا پار اور مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی نگرانی میں مدرسہ ہذا میں قرآن پاک حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد رابع ابن حافظ ظفر احمد تکیہ (ولادت: ۷؍مئی ۱۹۹۸ء بمطابق ۹؍محرم ۱۴۱۹ھ، پیر)

نام محمد رابع ابن حافظ ظفر احمد ابن حاجی محمد مصطفیٰ مرحوم ابن عبد الرحیم ابن پھیکو ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ہذا میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی ۸؍مئی ۲۰۱۸ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

حافظ عامر فیصل، نئی بستی (ولادت ۳؍جون ۱۹۹۸ء بمطابق ۷؍صفر ۱۴۱۹ء، منگل)

نام عامر فیصل ابن حافظ نظام الدین ابن عبد اللہ مرحوم ابن ولی محمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۳ء میں مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد سے حافظ نفیس احمد صاحب کی زیر نگرانی حفظ قرآن کریم مکمل کیا۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد صادق، محلّہ پچھّم (ولادت: ۳؍اگست ۱۹۹۸ء بمطابق ۹؍ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ، اتوار)

نام محمد صادق ابن محمود احمد ابن عبد السمیع فدا مرحوم ابن عبد المجید ابن الہٰ داد ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم بھیرہ میں قرآن پاک کا حفظ شروع کیا پھر مدرسہ منبع العلوم نظام آباد ضلع اعظم گڑھ میں داخلہ لیا اور وہاں سے جامعہ رشیدیہ بمہور ضلع اعظم گڑھ میں ۲۰۱۸ء میں حفظ مکمل کیا۔

حافظ صہیب منظور (ولادت: ۹؍ستمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۶؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ، بدھ)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۴۰۰ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

حافظ محمد راشد گولا بازار (ولادت: یکم دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۱؍شعبان ۱۴۱۹ھ، منگل)

نام محمد راشد ابن حافظ نثار احمد مرحوم ابن حاجی محمد طاہر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۰ء میں مدرسہ ہذا میں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی قرآن پاک حفظ کر کے فراغت حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد عاصم، محلّہ پورب (ولادت: ۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۶/۵/۱۴۱۹ھ، جمعرات)

نام محمد عاصم ابن حافظ قطب الدین ابن شمس الضحیٰ ابن زین العابدین مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں قرآن کا ناظرہ پڑھا پھر مدرسہ سراج العلوم چھپراچر یا کوٹ میں داخلہ لے کر حفظِ قرآن کریم کی شروعات کی اور دس پارہ وہاں پڑھنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حافظ قمر الدین صاحب مرحوم کوئریاپار کی زیرنگرانی پانچ پارہ پڑھا اور اخیر میں حافظ نیاز احمد صاحب محلّہ پچھّم سابق استاذ مدرسہ ہذا کی زیرتدریس باقی پندرہ پارے پڑھ کر ۲۰۱۷ء میں حفظ مکمل کیا۔ حفظ کی تکمیل کے بعد آبائی پیشہ سے منسلک ہو گئے لیکن ۷/مئی ۲۰۲۴ء کو بغرض معاش سعودی عرب کے شہر ریاض چلے گئے جہاں تا حال بحیثیت پلمبر ایک عسکری کیمپ میں کام کر رہے ہیں۔

حافظ محمد محتشم، محلّہ پورب، صحن (ولادت: ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴۱۹ھ)

نام محمد محتشم ابن مطیع الرحمٰن ابن محمد امین مؤذن ابن محمد سلیم ابن محمد امیر احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ منصور العلوم ولید پور میں حافظ قاری خیر البشر صاحب معروفی کی نگرانی میں ۲۰۱۴ء میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ ریاض الرحمٰن، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴۱۸ھ)

نام ریاض الرحمٰن ابن عبد العلی (ہوٹل والے) ابن محمد عمر ابن حاجی محمد سعید مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ عربیہ دار العلوم برئی پور محمد آباد گوہنہ میں حافظ محمد معراج صاحب محمد آباد کی زیرنگرانی ۲۰۱۵ء میں قرآن مجید حفظ کیا اور قاری جمیل احمد صاحب معروفی سے قرأت بروایت حفص کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد کوئریاپار ضلع منڈی کے ایک اسکول سے ہائی اسکول وانٹرمیڈیٹ کی اسناد بھی حاصل کیں۔ ذریعۂ معاش کے مکھلی، بھیرہ پر ایک کامیاب ٹی اسٹال (ہوٹل) ہے۔

حافظ ابو دجانہ، محلّہ پورب، صحن (ولادت: ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴۱۹ھ)

نام ابو دجانہ ابن شفیع الرحمٰن ابن محمد امین مؤذن ابن محمد سلیم ابن محمد امیر مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ رحیمیہ سے ۲۰۱۸ء میں حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب نیاپورہ کی زیرنگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

حافظ محمد زید، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴۱۹ھ)

نام محمد زید ابن حافظ اعجاز احمد ابن مختار احمد ابن محمد اکبر مرحوم ہے۔ درجۂ اطفال تا درجہ دو کی تعلیم مدرسہ دارالقرآن محلّہ پچھّم بھیرہ میں حافظ عبداللہ ابن ماسٹر محمد الیاس، مولوی عبدالغفار صاحب، ماسٹر سلطان احمد صاحب قاضی ٹولہ اور درجہ تین تا درجہ پانچ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں ۶ رمئی ۲۰۱۸ء میں حافظ قاری نفیس احمد، مولانا عزیز الرحمٰن اور حافظ حفیظ الرحمٰن صاحبان کی زیرنگرانی قرآن کریم حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

حافظ محمد اسامہ، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۳ رمضان ۱۴۱۹ھ، جمعہ)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۴۰۲ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

حافظ ابوسعد، محلّہ پچھّم (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲ رمضان ۱۴۱۹ھ، جمعرات)

نام ابوسعد ابن جمال اختر ابن نورالہدیٰ ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب بھیرہ میں ہوئی اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن محلّہ پچھّم میں قاری نفیس احمد صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۲ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ ضیاء الرحمٰن، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۳/۹/۱۴۱۹ء، جمعہ)

نام ضیاء الرحمٰن ابن حاجی شکیل احمد ابن مشتاق احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۱۵ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد اظہر، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲/۹/۱۴۱۹ھ، جمعرات)

نام محمد اظہر ابن حافظ نثار احمد ابن عبدالحکیم مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۱۲ء میں حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی مدرسہ ہذا میں قرآن کریم حفظ کیا۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد ارشد محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲ رمضان ۱۴۱۹ھ، جمعرات)

نام محمد ارشد ابن جاوید اختر ابن مختار احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۱۵ء میں مدرسہ ہذا میں قرآن مجید حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت کویت میں ملازمت ہے۔

حافظ محمد شعبان، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲ رمضان ۱۴۱۹ھ، جمعرات)

نام محمد شعبان ابن فیضان احمد ابن حاجی محمد مصطفیٰ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کی اور مدرسہ تحفیظ القرآن محلّہ پچھّم بھیرہ میں حافظ نفیس احمد صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۱۶ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد دو سال تک مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں قاری اشفاق احمد صاحب ابراہیم پور کے یہاں قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ طارق معاذ، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲/۹/۱۴۱۹ھ، جمعرات)

نام طارق معاذ ابن وحید الزماں ابن مظفر الحسن ابن الحاج محمد صدیق مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مکمل کرنے کے بعد ۲۰۱۶ء میں مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب و حافظ نفیس احمد صاحب کی زیر نگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

حافظ عادل ظفر، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲/اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۴/۱۲/۱۴۱۹ھ، جمعرات)

نام عادل ظفر ابن حافظ عبدالغفور ابن غلام محمد ابن محمد صابر ابن عبدالکریم ابن محمد رمضان ابن طول ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مکمل کرنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ۲۰۱۳ء میں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر تدریس قرآن کریم

حفظ کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مشغولیت پارچہ بافی تھی لیکن اب سعودی عرب میں ملازمت کررہے ہیں۔

حافظ فیض الرحمٰن، محلّہ پورب (ولادت: ۳؍نومبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۴؍رجب ۱۴۲۰ھ، بدھ)

نام فیض الرحمٰن ابن ریاض احمد ابن عبدالحکیم ابن حاجی امان اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد یہیں پر حافظ وقاری عزیز الرحمٰن صاحب کی نگرانی میں ۸؍صفر ۱۴۳۴ھ میں قرآن کریم حفظ کیا، اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم میں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر سرپرستی قرآن پاک کا دور کیا۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد عاصم، محلّہ پورب (ولادت: ۹؍ستمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۸؍۵؍۱۴۲۰ھ، بدھ)

محمد عاصم ابن حافظ ودود احمد ابن قمر الزماں مرحوم ابن عبدالغفور مرحوم ابن کریم اللہ مرحوم نام ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ریاض العلوم چوکیہ گورینی ضلع جونپور میں داخلہ لیا اور حافظ ذوالفقار احمد صاحب کی نگرانی میں ۱۴۳۶ھ میں قرآن پاک حفظ کیا۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ حذیفہ عزیز (ولادت: ۶؍اکتوبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ، بدھ)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۴۰۳ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

حافظ محمد عارف محلّہ پورب (ولادت ۱۰؍اکتوبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۹؍۶؍۱۴۲۰ھ، سنیچر)

نام محمد عارف ابن ریاض احمد ابن حاجی شمس الحسن مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں مکمل کرنے کے بعد حافظ عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی مدرسہ ہذا میں قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا لیکن تکمیل مدرسہ جامعہ رشیدیہ بمہور ضلع اعظم گڑھ میں ۲۰۱۷ء میں حافظ محمد اشرف صاحب مئو کی زیر نگرانی ہوئی۔ مشغولیت پاور لوم پر ساڑیوں کا کاروبار ہے۔ ۲۳؍نومبر ۲۰۲۵ء بروز اتوار حضرت مولانا جاوید اختر قاسمی صاحب بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ زواج میں منسلک ہوئے۔

حافظ سیف اللہ، محلّہ پچھّم (ولادت: ۵؍دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۶؍شعبان ۱۴۲۰ھ، سنیچر)

نام سیف اللہ ابن انوار الحق مرحوم ابن مولوی حکیم محمد احمد ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ دار القرآن محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی جو حافظ عبداللہ صاحب ابن ماسٹر محمد الیاس صاحب کی سرپرستی میں چل رہا تھا۔ ۲۰۱۴ء میں حافظ و قاری نفیس احمد صاحب کے زیر تدریس مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد محلّہ پچھّم، بھیرہ میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم مکمل کی۔

حافظ محمد داؤود، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۴۱۹ھ)

نام محمد داؤود ابن عبداللہ ابن حافظ عبدالحی ابن عمر ابن حاجی سعید احمد ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ۲۰۱۶ء میں قرآن پاک حفظ کیا، اس کے بعد مدرسہ تعلیم الدین مئو میں قرأت بروایت حفص کی تعلیم حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

حافظ محمد عامر، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۴۱۹ھ)

محمد عامر ابن مولانا انوار احمد قاسمی ابن مختار احمد ابن محمد اکبر ابن محمد حسن نے ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ اور مدرسہ تعلیم القرآن میں حاصل کی۔ حفظ قرآن پاک کی ابتداء ضلع جونپور کے مچھلی شہر میں واقع مدرسہ جامع العلوم میں کی لیکن تکمیل ۲۰۱۸ء میں مدرسہ رحمانیہ ولید پور میں قاری محمد زاہد صاحب گھوسی کے یہاں ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ جامعۃ الشیخ جونپور میں دو سال تک آپ نے تدریس کی خدمت انجام دی۔ موجودہ مشغولیت بھی درس و تدریس ہے۔

حافظ محمد نعمان، گولا بازار (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۳؍رمضان ۱۴۲۰ھ، جمعہ)

نام محمد نعمان ابن حافظ ودود احمد ابن مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر ضلع اعظم گڑھ میں داخلہ لیا اور ۲۰۱۵ء میں حافظ و قاری محمد ندیم احمد صاحب کی زیر نگرانی قرآن کریم حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب کے شہر دمام میں ملازمت ہے۔

حافظ محمد شعیب (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۳ رمضان ۱۴۲۰ھ، جمعہ)

نام محمد شعیب ابن اخلاق احمد ابن عبدالرحمٰن ہے۔ آپ کا مکان مسجد ذی النورین کے بالکل سامنے صحن میں ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ہذا میں حافظ قمر الدین صاحب کوئریا پار مرحوم، حافظ نور الہدیٰ صاحب بھیرہ اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۷ء میں قرآن پاک حفظ کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن بندول، جیراج پور ضلع اعظم گڑھ میں خدمت تدریس انجام دے رہے ہیں۔

حافظ محمد ابراہیم نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۲ مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۴/۱۱/۱۴۲۰ھ، بدھ)

نام محمد ابراہیم ابن ظہیر الدین ابن محمد (خنداں) مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی پھر مدرسہ تحفیظ القرآن محلّہ پچھّم میں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کی مشغولیت آبائی پیشہ تھی لیکن ۲۰۲۵ء سے علاقہ کے کسی مدرسہ میں تدریس سے منسلک ہوگئے ہیں۔

حافظ محمد یاسر، محلّہ پچھّم (ولادت: ۳ مارچ ۲۰۰۰ء بمطابق ۲۶ ذی القعدہ ۱۴۲۰ھ، جمعہ)

نام محمد یاسر ابن ابواللیث ابن عبدالغنی مرحوم ابن حمید اللہ مرحوم ہے۔ صحیح تاریخ ولادت وہی ہے جو اوپر ذکر کی گئی لیکن سرکاری دستاویزات میں درج تاریخ ۳ مارچ ۲۰۰۴ء ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں مولوی عبداللہ، مولوی محمد اجمل، مولوی ذکاء اللہ، ماسٹر خیر البشر اور مولوی محمد نعمان سے حاصل کی۔ ۲۰۱۶ء میں مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں قاری نفیس احمد صاحب اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی قرآن پاک حفظ مکمل کیا۔ نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ۲۰۲۰ء اور ۲۰۲۲ء میں بالترتیب ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد راجکیہ پی جی کالج سے بی ایس سی (B.Sc) کر رہے تھے لیکن بوجوہ چند سال اول کے بعد یہ سلسلہ موقوف ہوگیا اور HVAC کا ایک شورٹ کورس کرنے کے بعد ممبئی میں رہ کر بیرون ملک جانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ آپ کو جلد از جلد کامیابی عطاء کریں۔

حافظ محمد ابوذر، محلّہ پورب (ولادت: ۲ اگست ۲۰۰۰ء بمطابق یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ، منگل)

نام محمد ابوذر ابن رئیس احمد ابن قمر الزماں مرحوم ابن عبدالغفور ابن کریم اللہ ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حفظ قرآن کریم کے لیے مدرسہ ریاض العلوم

چوکیہ، گورینی ضلع جونپور میں داخلہ لیا اور حافظ بدرالدجی صاحب کی شاگردی میں چند پارہ پڑھنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، بھیرہ واپس آ گئے اور حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی دسمبر ۲۰۱۸ء میں تکمیل ہوئی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد راشد نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴۲۱ھ)

نام محمد راشد ابن انوارالحق ابن محمد عمر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ ہذا میں ۲۰۱۶ء میں حافظ قمرالدین صاحب مرحوم کوئریاپار کی زیرنگرانی حفظ قرآن مکمل کیا۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔ ۲۴؍دسمبر ۲۰۲۵ء بروز بدھ خیرآباد میں ہونے والے تبلیغی اجتماع میں آپ کے پڑوسی سلمان اختر ابن وحیدالدین مرحوم کی لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا۔

حافظ محمد عدنان، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴۲۰ھ)

نام محمد عدنان ابن ارشاد احمد ابن محمد ابوذر مرحوم ابن حبیب اللہ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں ۲۰۱۷ء میں حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی حفظ قرآن کریم کی تعلیم مکمل کی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد طلحہ، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴۲۱ھ)

نام محمد طلحہ ابن ابن مولانا عبداللہ قاسمی ابن حافظ نثار احمد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ حفظ قرآن کریم کی ابتداء مدرسہ ہذا میں حافظ قمرالدین صاحب مرحوم کوئریاپار کے یہاں کی لیکن تکمیل مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ۲۰۱۴ء میں حافظ نفیس احمد اور مولانا عزیزالرحمٰن صاحب کی زیرتدریس ہوئی۔

حافظ ابوعبیدہ عزیز، محلّہ پورب صحن (ولادت: ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴۲۱ھ)

نام ابوعبیدہ عزیز ابن حافظ عزیزالرحمٰن ابن محمد امین مؤذن ابن محمد سلیم ابن محمد امیر احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں پرائمری تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ منصورالعلوم ولید پور میں حافظ خیرالبشر صاحب کی نگرانی میں ۲۰۱۸ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد ارقم، محلّہ پورب (ولادت: ۲۰۰۰ء بمطابق ۱۴۲۱ھ)

نام محمد ارقم ابن حافظ اقبال احمد ابن عبد السلام مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن محلّہ پچھّم بھیرہ میں حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۱۱ء میں قرآن پاک حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد حماد نز د مدرسہ رحیمیہ (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۱ء بمطابق ۵ شوال ۱۴۲۱ھ، پیر)

نام محمد حماد ابن عطاء اللہ ابن مظفر الحسن ابن حاجی محمد صدیق مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۱۷ء میں مدرسہ تحفیظ القرآن محلّہ پچھّم بھیرہ میں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی نگرانی میں حفظ قرآن کریم مکمل کیا۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ محمد مجیب، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۱ء بمطابق ۵ رشوال ۱۴۲۱ھ، اتوار)

نام محمد مجیب ابن مقصود احمد ابن صغیر احمد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں ہوئی پھر مدرسہ تحفیظ القرآن محلّہ پچھّم میں مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کی زیر نگرانی ۲۰۱۹ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔

حافظ توقیر انور، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۰ رجنوری ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴ رشوال ۱۴۲۱ھ، بدھ)

نام توقیر انور ابن فیض الحسن صباغ ابن ابوالحسن مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں پرائمری تعلیم حاصل کی پھر مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم بھیرہ میں حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب تانے والا باغ کی زیرنگرانی ۲۰۱۸ء میں قرآن کریم کا حفظ کیا۔ صباغ برادری کے اندر موجودہ وقت میں آپ اکیلے حافظ قرآن ہیں۔ مشغولیت الیکٹریشن کا کام ہے۔

حافظ عبد السلام، قاضی ٹولہ (ولادت: ۱۰ رجنوری ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴ رشوال ۱۴۲۱ھ، بدھ)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۴۰۶ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

حافظ ابوالخیر نعمان، محلّہ پچھّم (ولادت: ۵ رفروری ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۰ رذی القعدہ ۱۴۲۱ھ اتوار)

نام ابوالخیر نعمان ابن محمد صالح الیکٹریشن ابن شفیع الرحمٰن مرحوم ابن عبد الحلیم ابن حاجی

محمد صدیق ابن حافظ عبدالواحد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ ہذا میں حافظ نیاز احمد صاحب کی زیرنگرانی ۲۰۲۱ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔

حافظ محمد راشد، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۲/مارچ ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۶/ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ، بدھ)

نام محمد راشد ابن ممتاز احمد ابن محمد طاہر مرحوم ہے۔ ماسٹر نورالعین صاحب محلّہ پچھّم کے بھانجے ہیں۔ اصل مکان محلّہ قاضی ٹولہ ولید پور میں ہے لیکن اپنے والدہ کے ساتھ محلّہ پچھّم میں رہتے ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد جنوری ۲۰۲۱ء میں مدرسہ ہذا میں حافظ نیاز احمد صاحب کی زیرنگرانی حفظ قرآن پاک مکمل کیا۔ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

حافظ آصف نذیر، محلّہ پچھّم (ولادت: ۷/اپریل ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۲/محرم ۱۴۲۲ھ، جمعہ)

نام آصف نذیر ابن اعجاز احمد ابن محمد عارف ابن محمد ہارون مرحوم ہے۔ درجہ ایک تا درجہ چار مدرسہ دارالقرآن محلّہ پچھّم اور درجہ پانچ کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب بھیرہ میں حاصل کی۔ ۶/مئی ۲۰۱۸ء کو مدرسہ تحفیظ القرآن اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں مولانا عزیز الرحمٰن، حافظ نفیس احمد اور حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد حمران، محلّہ پچھّم (ولادت: ۵/جون ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۲/ربیع الاول ۱۴۲۲ھ، پیر)

نام محمد حمران ابن مشتاق احمد ابن مولوی محمد احمد ابن مولوی حکیم عبدالرشید ابن عبدالرحیم ابن نظام الدین ابن محمد حسن مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم بھیرہ میں ۲۰۱۶ء میں قاری نفیس احمد، مولانا عزیز الرحمٰن اور حافظ حفیظ الرحمٰن صاحبان کی زیرتدریس حفظ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۶/مئی ۲۰۱۸ء بمطابق ۱۹/شعبان ۱۴۳۹ھ بروز اتوار دستار فضلیت سے سرفراز ہوئے۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ شہاب الدین (ولادت: ۴/جولائی ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۲/ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ منگل)

نام شہاب الدین ابن انصار احمد ابن حاجی شمس الحسن مرحوم ہے۔ مکان نزد نئی جامع مسجد،

محلّہ پورب میں ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ۲۰۱۶ء میں مدرسہ ہذا میں قرآن مجید حفظ کیا۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ نفیس الحق گولا بازار (ولادت: ۱۳؍جولائی ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۱؍ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ، جمعہ)

نام نفیس الحق ابن مولانا ابرار احمد ابن حاجی عطاء الحق ابن حاجی محمد طاہر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ ہذا میں قاری قمرالدین صاحب مرحوم کی زیرنگرانی قرآن کریم کا حفظ شروع کیا پھر مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھمّ، بھیرہ میں داخل ہوئے جہاں کچھ وقت تک حافظ نفیس احمد صاحب کی زیرتدریس پڑھا پھر وہاں سے مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں داخلہ لیا اور قاری مظہرالحق صاحب و قاری وسیم احمد صاحب خیرآباد کی زیرنگرانی ۲۰۱۶ء میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد احمد، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۳؍اکتوبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۵؍رجب ۱۴۲۲ھ، منگل)

نام محمد احمد ابن محمد شمس الدین ابن رحمت اللہ سردار ابن محمد یعقوب محمد علی ابن پردل ابن عبدالحلیم ابن عبدالکریم ابن خیر وابن عبداللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۷ء میں حافظ قمرالدین صاحب مرحوم کوئریا پار اور حافظ نیاز احمد محلّہ پچھمّ بھیرہ کی زیرنگرانی مدرسہ ہذا میں حفظِ قرآن کی تکمیل کی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

حافظ فیصل حبیب، محلّہ پورب (ولادت: ۱۰؍اکتوبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۲؍رجب ۱۴۲۲ھ، منگل)

نام فیصل حبیب ابن حافظ حبیب الرحمٰن ابن محمد امین مؤذن ابن محمد سلیم ابن امیر احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی پھر مدرسہ منصور العلوم ولید پور میں حافظ خیرالبشر صاحب معروفی کی زیرنگرانی یکم اپریل ۲۰۱۲ء کو قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا۔ موجودہ مشغولیت مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے شعبۂ حفظ میں تدریس ہے۔

حافظ وصی اللہ، محلّہ پورب (ولادت: ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴۲۱ھ)

نام وصی اللہ ابن حبیب الرحمٰن مرحوم ابن خیر اللہ مرحوم ابن الحاج محمد صابر مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حافظ صدق الظفر صاحب کی نگرانی میں ۲۰۱۷ء میں مدرسہ ہذا میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ آپ ابھی کم عمر ہی تھے کہ والد کا

سایہ سر سے اٹھ گیا۔ پیشہ الیکٹریشن اور وائرنگ وغیرہ کا کام ہے۔

حافظ محمد ارشد، محلّہ پورب (ولادت: ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۴۲۱ھ)

نام محمد ارشد ابن حاجی شکیل احمد ابن حاجی نذیر احمد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ہوئی پھر حافظ صدق الظفر صاحب کی زیر نگرانی مدرسہ تعلیم القرآن میں ۲۰۱۷ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد مدرسہ عربیہ رحمانیہ ولید پور میں عربی سال چہارم تک کی تعلیم حاصل کی پھر بوجوہ چند یہ سلسلہ موقوف ہو گیا۔

حافظ محمد عابد، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۶ رشوال ۱۴۲۲ھ، پیر)

نام محمد عابد ابن فیض الحق ابن حاجی عبد السمیع مرحوم ابن حاجی محمد صابر مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن میں پرائمری تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ۲۰۱۷ء میں حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب نیا پورہ کی زیر نگرانی قرآن کریم حفظ کیا۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ اوصاف، تانے والا باغ (ولادت: ۴ رفروری ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۰/۱۱/۱۴۲۲ھ، اتوار)

نام اوصاف حفیظ ابن حافظ حفیظ الرحمٰن ابن حاجی عبد المنان ابن حاجی محمد صدیق ابن حافظ عبد الواحد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں اپنے والد حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کے یہاں حفظ کی شروعات کی اور مدرسہ شیخ الہند، انجان شہید، اعظم گڑھ میں ۶ رمئی ۲۰۱۸ء میں فراغت حاصل کی۔

حافظ احسن عزیز، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۰ رفروری ۲۰۰۲ء بمطابق ۷ رذی الحجہ ۱۴۲۲ھ، منگل)

نام احسن عزیز ابن شمس الہدیٰ ابن محمد مصطفیٰ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن محلّہ پچھّم بھیرہ میں ۶ رمئی ۲۰۱۸ء میں حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی قرآن پاک کا حفظ مکمل کیا۔ آپ ابھی قرأت بروایت حفص کے طالب علم ہیں۔

حافظ کلیم قیصر، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۰ رفروری ۲۰۰۲ء بمطابق ۷ رذی الحجہ ۱۴۲۲ھ، منگل)

نام حافظ کلیم قیصر ابن فضل الرحمٰن ابن محمد مصطفیٰ مرحوم ابن محمد احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ

رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حافظ نیاز احمد صاحب محلّہ پچھّم بھیرہ کی زیرنگرانی ۲۰۲۱ء میں یہیں پر قرآن مجید حفظ کیا۔

حافظ شفیع اللہ نزد مسجد ذی النورین (۱۵/مارچ ۲۰۰۲ء بمطابق ۳۰/ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ، جمعرات)

نام شفیع اللہ ابن امتیاز احمد ابن عبدالرحمٰن ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ مدرسہ ہذا میں حافظ قمرالدین صاحب مرحوم کوئریاپار کی نگرانی میں ۱۵/اپریل ۲۰۱۷ء میں قرآن پاک حفظ کیا۔ موجود مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد اطہر، محلّہ پچھّم (ولادت: ۶/اپریل ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۲/محرم ۱۴۲۳ھ، جمعہ)

محمد اطہر ابن مولانا عبدالقدوس ابن حاجی محمد بلال ابن حاجی محمد یونس کی پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ اور مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں ہوئی۔ فروری ۲۰۱۷ء میں مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد میں قرآن پاک حفظ کیا اس کے بعد گھریلو کاموں میں مشغول ہوگئے۔

حافظ محمد مطیب، محلّہ پورب، صحن (ولادت: ۲/مئی ۲۰۰۲ء بمطابق ۸/اصفر ۱۴۲۳ھ، بدھ)

نام محمد مطیب ابن مطیع الرحمٰن ابن محمد امین مؤذن مرحوم ابن محمد سلیم ابن امیر احمد ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ منصور العلوم ولید پور سے حافظ قاری خیرالبشر صاحب کی نگرانی میں ۲۰۱۴ء میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد ارشد (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۷/شوال ۱۴۲۳ھ، منگل)

نام محمد ارشد ابن سلطان احمد ابن سراج الدین مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب، حافظ قاری نفیس احمد صاحب اور حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب وغیرہ کی زیرنگرانی ۲۵/مارچ ۲۰۱۸ء کو حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ محمد اصحمہ، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۷/شوال ۱۴۲۳ھ، منگل)

نام محمد اصحمہ ابن مولانا ذکاء اللہ ابن مظفر الحسن ابن حاجی صدیق احمد مرحوم ہے۔

پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۵ء میں مدرسہ عربیہ منبع العلوم، خیرآباد میں حافظ ابوحذیفہ، حافظ عبدالباری اور قاری احمد محمود صاحب کی نگرانی میں قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ سال رواں میں مدرسہ دارالعلوم مئو میں دورۂ حدیث شریف کے طالب علم ہیں۔

حافظ ضیاء الرحمٰن، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۷ رشوال ۱۴۲۳ھ، منگل)

نام ضیاء الرحمٰن ابن عبدالعلی (ہوٹل والے) ابن محمد عمر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن، محلّہ پورب، بھیرہ میں ۲۰۲۰ء میں حافظ صدق الظفر صاحب کی نگرانی میں قرآن پاک حفظ کیا۔ موجودہ مشغولیت چائے خانہ ہے۔

حافظ عبدالمومن، قاضی ٹولہ (ولادت: ۱۵ رجنوری ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۱/۱۱/۱۴۲۳ھ، بدھ)

آپ مولانا کلام الدین صاحب قاسمی، نیاپورہ (مقیم قاضی ٹولہ) کے فرزند ہیں۔ مقامی مکتب مدرسہ روضۃ العلوم، نیاپورہ میں درجۂ اطفال پڑھنے کے بعد اپنے والد کے ہمراہ مدرسہ مرقاۃ العلوم، مئو چلے گئے، پرائمری کی تکمیل وہاں کی اور اس کے بعد منشی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جامعہ تعلیم الدین میں داخل ہوئے۔ منشی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دوبارہ مدرسہ مرقاۃ العلوم کے شعبۂ حفظ میں داخلہ لیا اور ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء بمطابق ۱۷ ررجب ۱۴۳۹ھ میں قاری ابوزہیر صاحب مئوی کی زیر تدریس حفظ کی تکمیل کی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد توصیف، محلّہ پچھّم (ولادت: ۳ رفروری ۲۰۰۳ء بمطابق یکم ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ، اتوار)

نام محمد توصیف ابن حاجی خیرالبشر ابن حاجی محمد عمر مرحوم عرف میاں جی ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حافظ قمرالدین صاحب مرحوم کوئریا پار اور حافظ نیاز احمد صاحب محلّہ پچھّم بھیرہ کی زیرنگرانی ۲۰۱۹ء میں مدرسہ ہذا میں قرآن مجید حفظ کیا۔

حافظ عبدالمہیمن، محلّہ تکیہ (ولادت: یکم مارچ ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۷ رذی الحجہ ۱۴۲۳ھ، سنیچر)

نام عبدالمہیمن ابن مولانا محمد ساجد قاسمی ابن مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب اور حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب کی زیرنگرانی حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

حافظ عبدالواسع، محلّہ پورب (ولادت: یکم جون ۲۰۰۳ء بمطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ، اتوار)

نام عبدالواسع ابن حافظ محمد حسان ابن حاجی نثار احمد مرحوم ابن عبدالمجید مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن، محلّہ پورب، بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۸ء میں مدرسہ ہذا میں حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔ آپ مدرسہ رحمانیہ ولید پور میں عربی چہارم کے طالب علم ہیں۔

حافظ عکرمہ مدنی، محلّہ پورب (ولادت: ۷ مئی ۲۰۰۳ء بمطابق ۵ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ، بدھ)

نام عکرمہ مدنی ابن حافظ قطب الدین ابن شمس الضحیٰ ابن زین العابدین ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ۲۰۲۰ء میں حافظ نیاز احمد صاحب کی زیرنگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ ابھی طالب علم ہیں۔

حافظ عباد الحق، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۴ مئی ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ، پیر)

نام عباد الحق ابن حافظ نیاز احمد ابن عبدالحی مرحوم ابن حافظ عبدالغنی مرحوم ابن حافظ عباداللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ۶ ستمبر ۲۰۱۸ء میں حافظ قمرالدین صاحب مرحوم کوئریاپار اور اپنے والد حافظ نیاز احمد صاحب کی نگرانی میں مدرسہ ہذا میں قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ ابھی مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں عربی درجات کے طالب علم ہیں۔

حافظ ابو بشاری، محلّہ تکیہ (ولادت: ۶ جولائی ۲۰۰۳ء بمطابق ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ، اتوار)

نام ابو بشاری ابن شکیل احمد ابن وصی احمد ابن محمد ہارون مرحوم ہے۔ ۲۰۱۶ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد ۲۰۲۰ء میں مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں حفظ قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔

حافظ ذکاءاللہ، محلّہ پورب (ولادت: ۲ نومبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۷ رمضان ۱۴۲۴ھ، اتوار)

نام ذکاءاللہ ابن حافظ محمد مصطفیٰ عرف نابینا حافظ جی ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب بھیرہ میں پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد نئی جامع مسجد محلّہ پورب میں حافظ صدق الظفر صاحب کی زیرنگرانی ۲۰ مئی ۲۰۱۷ء کو حفظِ قرآن کریم کی ابتداء کی اور ۲۰ فروری ۲۰۲۰ء کو تقریباً تین سال کی مدت میں مکمل کیا۔ ۸ جولائی ۲۰۲۵ء سے بغرض ملازمت سعودی عرب میں مقیم ہیں۔

حافظ محمد شاہد، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۶؍دسمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۲۱؍شوال ۱۴۲۴ھ، منگل)

نام محمد شاہد ابن عبدالغنی ابن محمد عمر مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ تکیہ بھیرہ میں ہوئی، ابھی آپ چھ ماہ کے تھے کہ والدہ کا انتقال ہو گیا اور آپ کے ماموں حافظ فیض الرحمٰن صاحب محلّہ اتر، ولید پور آپ کو لے کر اپنے یہاں چلے گئے۔ مستقل پرورش و پرداخت وہیں ہوئی اور آپ انہیں کے ساتھ رہتے ہیں۔ درجہ اطفال تا پرائمری درجہ پانچ تک کی تعلیم مدرسہ منصور العلوم، محلّہ اتر، ولید پور میں ماموں حافظ فیض الرحمٰن، حافظ محمد حسیب، مولانا تفضّل جمیل ندوی، حافظ جاوید اختر، مولانا عبدالرحمٰن، ماسٹر محمد شاہد سے بالترتیب حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ ہذا میں حافظ قاری خیر البشر صاحب معروفی کی زیر تدریس حفظِ قرآن مکمل کیا اور قاری محمد عرفان صاحب، ولید پور سے قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد راغب، محلّہ پورب (ولادت: ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۴۲۴ھ)

نام محمد راغب ابن حافظ اقبال احمد ابن عبدالسلام مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ۲۰۱۹ء میں حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب نیاپورہ کی زیرنگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد عامر نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: یکم مارچ ۲۰۰۴ء بمطابق ۹؍محرم ۱۴۲۵ھ، پیر)

نام محمد عامر ابن انوار الحق ابن محمد عمر مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم بھیرہ میں ۲۰۲۳ء میں حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب نیاپورہ کی زیرنگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ انعام احمد (ولادت: ۲؍اگست ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ، اتوار)

نام انعام احمد ابن مولانا جاوید اختر قاسمی ابن ماسٹر شفیع احمد مرحوم ابن خلیل الرحمٰن ابن عبدالواحد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد حافظ نیاز احمد صاحب کی زیرنگرانی مدرسہ ہذا میں حفظ قرآن کریم کی ابتداء کی، بعد میں مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب بھیرہ میں داخلہ لیا جہاں حافظ صدق الظفر صاحب استاذ تھے لیکن دوبارہ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں آکر ۱۵؍فروری ۲۰۱۸ء کو حافظ قاری قمرالدین صاحب

مرحوم کوئریا پار کی نگرانی میں حفظ کی تکمیل کی۔

حافظ فہیم الحق، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۸ر دسمبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۵ر ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ، پیر)

نام فہیم الحق ابن حافظ نیاز احمد ابن عبدالحی مرحوم ابن حافظ عبدالغنی مرحوم ابن حافظ عباداللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ۲۸ر دسمبر ۲۰۱۹ء کو اپنے والد محترم حافظ نیاز احمد صاحب کی نگرانی میں مدرسہ ہذا میں قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ ابھی مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں عربی درجات کے طالب علم ہیں۔

حافظ محمد حنظلہ، مکھلی (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۹ر ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ، جمعہ)

نام محمد حنظلہ ابن بلال احمد ابن مشتاق احمد مرحوم ابن حاجی برکت اللہ ابن ضیاء اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ ہذا میں ۲۰۲۰ء میں حافظ نیاز احمد صاحب کی زیرنگرانی حفظ قرآن پاک کی تکمیل کی۔ آپ ابھی طالب علم ہیں۔

حافظ محمد فرحان، مکھلی (ولادت: ۲۵ر فروری ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۵ر محرم ۱۴۲۶ھ، جمعرات)

نام محمد فرحان ابن امیر الدین ابن عبدالعظیم ابن محمد صابر مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۱۹ء میں حافظ صدق الظفر صاحب کی زیرنگرانی مدرسہ ہذا میں قرآن پاک حفظ کیا۔

حافظ اُصَیر م نزد مسجد ذی النورین (ولادت: ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۴۲۶ھ)

نام حافظ اصیر م ابن محمد سلمان اختر ابن وحید الدین مرحوم ابن حافظ احمد کریم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ہذا میں حافظ نیاز احمد صاحب کی نگرانی میں ۲۰۱۸ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ ابھی طالب علم ہیں۔

حافظ اُصَیر م ابن حافظ ودود احمد محلّہ پورب (ولادت: ۲۰۰۵ء بمطابق ۱۴۲۶ھ)

نام حافظ اصیر م ابن حافظ ودود احمد ابن قمرالزماں مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد محلّہ پچھّم میں ۲۰۲۲ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ مدرسہ منبع العلوم خیرآباد میں عربی ابتدائی درجات کے طالب علم ہیں۔

حافظ حسان احمد (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۶ء بمطابق یکم ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ، اتوار)

نام حسان احمد ابن مولانا جاوید اختر قاسمی ابن ماسٹر شفیع احمد مرحوم ابن خلیل الرحمٰن ابن عبد الواحد مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں ۲۰۲۰ء میں حافظ صدق الظفر صاحب کی زیرنگرانی قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ مدرسہ رحمانیہ ولید پور میں عربی درجات کے طالب علم ہیں۔

حافظ محمد سلیمان، گولا بازار (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۶ء بمطابق یکم ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ، اتوار)

نام محمد سلیمان ابن حافظ محمد یونس ابن محمد موسیٰ قوال ابن خدا بخش مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں حافظ صدق الظفر صاحب کے زیرنگرانی ۲۰۲۱ء میں قرآن پاک حفظ کیا۔ آپ ابھی طالب علم ہیں۔

حافظ ابوطلحہ، محلّہ پورب (ولادت: ۲/اپریل ۲۰۰۶ء بمطابق ۳/ربیع الاول ۱۴۲۷ھ، سنیچر)

نام ابوطلحہ ابن ظہیر احمد قریشی ابن محمد اختر مرحوم ابن محمد یوسف ابن محمد اسماعیل مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حافظ قمر الدین صاحب مرحوم کوئریا پار کی زیرنگرانی ۱۸/محرم ۱۴۳۹ھ میں مدرسہ ہذا میں حفظ قرآن پاک کی تکمیل کی۔ آپ ابھی مدرسہ عزیزیہ سہریہ، نظام آباد، اعظم گڑھ میں شعبۂ عربی کے طالب علم ہیں۔

حافظ عمار یاسر نزد نئی جامع مسجد (ولادت: ۳/اکتوبر ۲۰۰۶ء بمطابق ۹ رمضان ۱۴۲۷ھ، منگل)

نام عمار یاسر ابن مولانا انوار احمد قاسمی ابن ماسٹر رشید احمد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۲۱ء میں مدرسہ عربیہ رحمانیہ ولید پور میں حافظ محمد نعمان صاحب گھوسی کی زیرنگرانی حفظ قرآن پاک کی ابتداء کی اور دس پارہ حفظ کیا پھر ۱۵/اکوبر ۲۰۲۳ء کو نئی جامع مسجد محلّہ پورب بھیرہ میں حافظ صدق الظفر صاحب کی زیرنگرانی تکمیل کی۔ اس کے بعد ۲۰۲۴ء میں مدرسہ المعہد الاسلامی غالب پور میں قاری مظفر مسعود صاحب ولید پور کی ماتحتی میں قرآنِ کریم کا دور اور کمپیوٹر کا کورس کیا۔

حافظ محمد یاسر، گولا بازار (ولادت: ۲۴/اکتوبر ۲۰۰۶ء بمطابق یکم شوال ۱۴۲۷ھ، پیر)

نام محمد یاسر ابن مولانا ظہیر الحق قاسمی ابن محمد انصر قریشی مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم

مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد ۶/اپریل ۲۰۱۹ء کو مدرسہ ہذا میں حافظ صدق الظفر صاحب کی شاگردی میں حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔ آپ ابھی طالب علم ہیں۔

حافظ ولی اللہ، نئی جامع مسجد (ولادت: یکم جنوری ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۱/ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ، منگل)

نام ولی اللہ ابن مولانا محمد اقبال قاسمی ابن خیر اللہ مرحوم ہے۔ درجۂ اطفال تا پرائمری درجہ پانچ کی تعلیم مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب، بھیرہ میں حاصل کی جس کی تکمیل ۲۰۲۱ء میں ہوئی۔ اس کے بعد چند ماہ تک قرآن کے چند پارے جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارکپور میں حفظ کیا پھر نئی جامع مسجد محلّہ پورب، بھیرہ کے شعبۂ حفظ میں داخل ہوئے اور ۲۰۲۴ء میں یہیں پر حفظ مکمل کیا، بعدہ چھ ماہ دور کر کے ایک ہی نشست میں پورا قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی پھر مولانا محمد عرفات اعجاز اعظمی کی سرپرستی میں گورکھپور میں چھ ماہ تک فارسی کی کتابیں پڑھیں اور سال رواں جامعہ عزیزیہ سہریہ، نظام آباد میں عربی اول کے طالب علم ہیں۔

حافظ عادل رشید نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۲/مارچ ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۴/صفر ۱۴۲۹ھ، اتوار)

نام عادل رشید ابن مولوی شکیل احمد ابن حاجی بشیر احمد بشیر مرحوم ہے۔ نیک سیرت اور نیک طینت صالح نوجوان حافظ قرآن ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب، بھیرہ میں قرآن کریم کا حفظ شروع کیا لیکن تقریباً ایک سال بعد مدرسہ منصور العلوم محلّہ اتر ولید پور میں داخل ہوئے اور حافظ وقاری خیر البشر صاحب معروفی کی زیر نگرانی ۲۰۲۲ء میں حفظ مکمل کیا۔ آپ مدرسہ رحمانیہ ولید پور میں عربی درجات کے طالب علم ہیں۔

حافظ محمد اسماعیل نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۲/مارچ ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۴/صفر ۱۴۲۹ھ، اتوار)

نام محمد اسماعیل ابن ظہیر الدین ابن محمد (خنداں) مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ منصور العلوم محلّہ اتر، ولید پور میں حافظ قاری خیر البشر صاحب معروفی کی زیر نگرانی قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ ابھی طالب علم ہیں۔

حافظ محمد عبادہ محلّہ پچھّم (ولادت: ۶/ستمبر ۲۰۰۸ء بمطابق ۶/رمضان ۱۴۲۹ھ، سنیچر)

نام محمد عبادہ ابن مولانا ابو اسامہ قاسمی ابن محمد ادریس مرحوم ابن عبد المجید ابن الٰہ داد مرحوم

ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد حافظ و قاری مولوی محمد حارث قاسمی کے یہاں حفظ قرآن کی ابتداء کی اور پانچ پارے پڑھنے کے بعد ۲۸؍جولائی ۲۰۲۱ء کو اپنے والد کے ساتھ گجرات چلے گئے جہاں آپ ایک معروف مدرسہ جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ ضلع بھروچ، گجرات سے وابستہ ہیں اور وہاں پر حافظ عبدالحی صاحب گجراتی کی زیر تدریس ۸؍اگست ۲۰۲۴ء بمطابق ۲؍صفر ۱۴۴۶ھ کو قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ جناب قاری محمد سعد صاحب احمد آبادی کے ذریعہ قرأت بروایت حفص کی تعلیم حاصل کی، آپ قرآن مجید اچھا پڑھتے ہیں اور ابھی فارسی اول کے طالب علم ہیں۔

حافظ عکاشہ زکی، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۲؍مئی ۲۰۰۹ء بمطابق ۲۶؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ، جمعہ)

نام عکاشہ زکی ابن مولانا محمد اسماعیل قاسمی ابن مولانا محمد ابراہیم ابن محمد عمر ابن مولوی حکیم عبدالرشید ابن نظام الدین ابن محمد حسین مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد ۲۰۲۰ء میں اپنے دادا مولانا محمد ابراہیم قاسمی صاحب کے یہاں حفظ قرآن کی ابتداء کی اور پانچ پارے پڑھنے کے بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں داخل ہو کر حافظ نیاز احمد صاحب بھیرہ کی زیر تدریس پندرہ پارہ پڑھا اور اخیر میں نئی جامع مسجد محلّہ پورب بھیرہ میں حافظ صدق الظفر صاحب کے یہاں بقیہ دس پارے پڑھ کر حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ آپ ابھی مدرسہ جامعہ عزیزیہ سہریہ، نظام آباد، اعظم گڑھ میں عربی دوم کے طالب علم ہیں۔

حافظ محمد عدنان، گولا بازار (ولادت: ۱۸؍دسمبر ۲۰۰۹ء بمطابق ۳۰؍ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ، جمعہ)

نام محمد عدنان ابن مولانا ظہیر الحق قاسمی ابن محمد انصر مرحوم ہے۔ درجہ اطفال تا درجہ اول مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ محلّہ پورب بھیرہ اور درجہ دوم تا درجہ پانچ مدرسہ تعلیم القرآن، بھیرہ میں پڑھنے کے بعد مدرسہ تحفیظ القرآن، اونچی مسجد، محلّہ پچھّم میں حفظ قرآن کی ابتداء کی اور ۲۰۲۳ء کے اوائل میں نئی جامع مسجد محلّہ پورب بھیرہ میں حافظ صدق الظفر صاحب کے یہاں تکمیل ہوئی۔ آپ۔ ابھی مدرسہ جامعہ عزیزیہ سہریہ، نظام آباد، اعظم گڑھ میں عربی اول کے طالب علم ہیں۔

☆☆☆

بریلوی مکتب فکر اور ماضی کے علماءِ کرام

اب یہاں سے سابقہ ترتیب کے مطابق ہم بریلوی مکتب فکر کے علماءِ کرام اور حفاظِ عظام کا تذکرہ کریں گے۔ اس کو علیحدہ اور الگ عنوان کے تحت ذکر کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی تاکہ قارئین کو پڑھنے اور تلاش وجستجو میں آسانی رہے۔

مولانا غلام محمد خان مصباحی بھیروی ثم بلرام پوری (۱۵ر مئی ۱۹۴۷ء۔ ۸ر ستمبر ۱۹۹۱ء)

مولانا غلام محمد خان مصباحی مرحوم کی ولادت ۱۵ر مئی ۱۹۴۷ء بمطابق ۲۳ر جمادی لاخریٰ ۱۳۶۶ھ بروز جمعرات محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام عبدالحق خان اور دادا کا نام لال محمد خان تھا۔ پرائمری تعلیم مقامی مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی پھر عربی کی تعلیم الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور میں حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز وغیرہ سے حاصل کیا اور ۱۹۶۲ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

تدریسی خدمات

فراغت کے بعد دارالعلوم اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد میں تقریباً چھ ماہ تک استاذ رہے پھر ۱۹۶۲ء میں ہی اتر پردیش کے ضلع بلرام پور میں واقع مدرسہ عربیہ انوار القرآن، بلرام پور چلے گئے جہاں پوری زندگی بحیثیت صدر المدرسین تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔

شادی

ساکن کاری ساتھ (Karisath)، گھوسی ضلع مئو کے باشندہ جناب عبدالعزیز خاں مرحوم کی لڑکی مشتری بیگم کے ساتھ آپ کا عقد ہوا جن سے تین لڑکے (ماسٹر محمد خالد، استاذ انوار القرآن بلرام پور، محمد راشد، جناب محمد اعظم خان) اور دو لڑکیاں سیدہ یاسمین وطیبہ تسنیم ہیں۔

تلامذہ

آپ کے چند معروف تلامذہ کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

مولانا وصی احمد صاحب دارالعلوم بہار شریف، فیض آباد، مولانا مقیم احمد صاحب

چھتیس گڑھ، مولانا مسیح احمد صاحب پرنسپل انوار القرآن بلرام پور، مولانا عبد القیوم صاحب بھیروی مصباحی استاذ انوار القرآن بلرام پور، خطیب شہیر مولانا غلام محی الدین سبحانیؒ گونڈہ، مولانا عبدالحلیم نوریؒ بھیروی وغیرہ۔

وصال پرملال

۸؍ستمبر ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۷؍صفر ۱۴۱۱ھ بروز اتوار جب آپ فجر کی نماز کے لیے اذان کہہ رہے تھے کہ اچانک مائک میں کرنٹ اتر جانے کے سبب دوران اذان ہی آپ کی موت واقع ہو گئی اور عین اس وقت جب آپ لوگوں کو اللہ کے گھر کی طرف بلا رہے تھے اللہ نے آپ کو اپنے گھر کی طرف بلا لیا اور رب کریم کی شفیق رحمت نے ہمیشہ کے لیے آپ کو اپنی آغوش میں سلا لیا، نعش کو سسرالی جگہ کاری ساتھ گھوسی لایا گیا، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدیؒ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور گھوسی میں تدفین عمل میں آئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا حکیم نذیر احمد بھیروی ثم مبارکپوری

(یکم جنوری ۱۹۱۶۔ ۱۹؍اپریل ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۴؍صفر ۱۳۳۴ھ، سنیچر۔ ۱۸؍۱۲؍۱۴۱۵ھ، بدھ)

مولانا حکیم نذیر احمد بھیروی ابن حاجی محمد صابر ابن حاجی عبدالکریم ابن محمد رمضان مرحوم ۵؍اپریل ۱۹۸۱ء کو بھیرہ سے نقل مکانی کر کے مبارکپور ضلع اعظم گڑھ کے محلّہ اسلام پورہ میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے تھے اور پھر وہیں کے باشندہ ہو گئے۔ آپ لوگ چار بھائی تھے جن کے نام بالترتیب (۱) غلام محمد مرحوم، (۲) حاجی علی احمد مرحوم، (۳) مولانا حکیم نذیر احمد مرحوم، (۴) عبدالغنی مرحوم ہیں۔ تعلق انصاری برادری سے ہے لیکن تعلیمی اسناد میں آپ کی برادری شیخ لکھی ہوئی ہے، پیشہ کاشت کاری اور والد کا نام شیخ محمد صابر صاحب۔ آپ کے والد آبائی پیشہ پارچہ بافی سے ہٹ کر کاشت کاری کرتے تھے، قومیت کے کالم میں شیخ لکھنے کی شاید یہی وجہ رہی ہو۔ آپ کی خاندان کے لوگ آج بھی بھیرہ میں موجود ہیں۔ تکمیل الطب کی سند میں آپ کے داخلہ کا سن ۷؍جولائی ۱۹۳۴ء، فراغت ۱۹۳۷ء اور عمر ۲۱؍سال لکھی ہے، اسی سے اندازہ لگا کر آپ کی تاریخ ولادت درج کی گئی ہے۔ پرائمری، فارسی اور عربی کی متوسطات تک کی تعلیم سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ کے گھر پر ہوئی کیونکہ اُس وقت تک جامعہ اشرفیہ کا قیام

نہیں ہوا تھا۔ آپ کو ڈاکٹر بننے کا شوق تھا اس لیے لکھنؤ کے ایک کالج گئے لیکن اس میں داخلہ کے لیے کسی مدرسہ سے سند یافتہ عالم ہونا ضروری تھا چنانچہ لکھنؤ کے ایک مدرسہ میں پڑھ کر پہلے عالم کی سند حاصل کی، مدرسہ کا کیا نام تھا؟ اس کا علم نہیں ہو سکا پھر ۱۹۳۷ء میں Diploma of the Takmiluttib College Lucknow سے تکمیل الطب نامی تین سالہ ڈپلومہ کیا، اس کے بعد ۲۹/جولائی ۱۹۴۴ء کو The Chistyia Homeopathic Medcial College سکندر پور ضلع بلیا سے ایم بی ایچ۔ Bachelor of Medicine in Homeopathic (MBH) کی ڈگری حاصل کی اور حکمت وطبابت کو ذریعۂ معاش بنایا چنانچہ سب سے پہلے کلکتہ میں اپنا مطب قائم کیا اور وہاں آٹھ سال مقیم رہے پھر بھائیوں کی علیحدگی کے بعد والد صاحب کے بلاوے پر اپنے وطن بھیرہ واپس آ گئے، دس کلومیٹر کی دوری پر مبارکپور میں ڈسپینسری قائم کی اور اہل وعیال کے ساتھ وہیں رہنے لگے لیکن کم وبیش بیس پچیس سال بعد اپنے والد صاحب کے مشورہ پر دوبارہ آبائی وطن بھیرہ واپس آ گئے اور موروثی مکان میں مطب قائم کیا لیکن وہاں کوئی خاص کامیابی میسر نہیں ہو رہی تھی، اسی دوران کچھ گھریلو معاملات کو لے کر آپ کے والد اور ان کے بھائیوں میں اختلافات پیدا ہو گئے چنانچہ ناموافق حالات کی وجہ سے پندرہ سولہ سال بعد جب والد کا انتقال ہو گیا تو ۵/اپریل ۱۹۸۱ء کو دوبارہ مبارکپور چلے گئے، لال چوک کے پاس مطب قائم کیا اور پھر وہیں کے باشندہ ہو کر رہ گئے۔

آپ کی شادی مبارکپور میں محلّہ علی نگر کے رہنے والے جناب محمد ادریس اور عبد الخالق مرحومین کی ہمشیرہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ آپ کی کل چھ اولاد (تین لڑکے اور تین لڑکیاں) ہیں۔ لڑکوں کے بالترتیب نام ہیں، شفاعت احمد عمر ۸۲/سال، دوسرے حیات احمد مرحوم جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی یو ایم ایس (BUMS) کر رہے تھے، ایک دن چھٹیوں میں گھر آ رہے تھے کہ راستہ میں سڑک حادثہ ہو گیا، گھر پہنچ کر علاج معالجہ ہوا لیکن آپ اس سے نبرد آزما نہیں ہو سکے اور ایک آدھ ہفتہ بعد انتقال ہو گیا، تیسرے برکات احمد جو کم وبیش ۴۵/سال کی عمر میں ۱۹/اپریل ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۲/رمضان ۱۴۱۰ھ بروز جمعرات ایک حادثہ کا شکار ہو گئے جس میں آپ کی جان چلی گئی۔ تینوں لڑکیوں کی شادی مبارکپور میں ہی ہوئی۔ عیسوی سن کے اعتبار سے ۷۹/سال اور ہجری سن سے

۸۱؍سال کی عمر میں ۱۹؍اپریل ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۸؍ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ بروز بدھ مبارکپور میں انتقال ہوا اور بندرہی باغ میں تدفین ہوئی۔

مولانا مرحوم کے بڑے لڑکے جناب حاجی شفاعت احمد صاحب کی پانچ اولاد (تین لڑکے، دو لڑکیاں) ہیں۔ بڑے لڑکے محمد ہاشم، عمر تقریباً ۵۰؍سال آبائی پیشہ سے منسلک ہیں اور متوسط درجہ کے گرہست ہیں، آپ نے شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے کیا ہے۔ دوسرے محمد حامد ہیں جو مذکورہ کالج سے بی اے کرنے کے بعد حکومت ہند کی آرمی میں ملازم ہیں اور اس وقت الہ آباد میں پوسٹیڈ ہیں، آپ نے کارگل میں بھی ۷؍سال کام کیا ہے۔ تیسرے لڑکے کا نام محمد نسیم ہے، آپ بھی مذکورہ کالج سے بی ایس سی کرنے کے بعد حکومت ہند کی آرمی میں ملازم ہیں اور فی الحال دہرادون میں برسر روزگار ہیں۔ انٹرمیڈیٹ تک کی تعلیم تینوں لڑکوں نے ایم پی انٹر کالج مبارکپور سے حاصل کی ہے، آپ کی تینوں لڑکیاں بھی گریجوئٹ ہیں۔

مولانا نصر اللہ رضوی بھیروی (۱۵؍فروری ۱۹۵۶ء۔۹؍نومبر ۲۰۱۳ء)

لمبے قد وقامت، گورے رنگ والے، چہرہ پر بھرپور ڈاڑھی، سر پر لمبی ٹوپی، کرتا اور چوڑا پائجامہ پہننے والے مولانا نصر اللہ رضوی بھیروی کی ولادت ۱۵؍فروری ۱۹۵۶ء بمطابق ۳؍رجب ۱۳۷۵ھ بروز بدھ بھیرہ میں ہوئی۔ والد محترم کا نام ماسٹر محمد یونس (وفات: ۱۰ فروری ۲۰۰۴ء) تھا۔ پرائمری اور ابتدائی فارسی کی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کی بعد اعلی دینی تعلیم کے لیے آپ نے جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا جہاں حافظ ملت شاہ عبدالعزیز بانی اشرفیہ، حضرت علامہ حافظ عبدالرؤوف بلیاوی، قاضئ شریعت علامہ محمد شفیع مبارکپوری، بحر العلوم مفتی عبدالمنان اعظمی جیسے بڑے اساتذۂ کرام سے اکتساب فیض کیا۔ ساتھ ہی حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ سے گھر پر اور مبارکپور میں آپ کی زمانۂ طالب علمی کے دوران ہی کچھ کتابیں پڑھیں اور ۱۰؍شعبان ۱۳۹۲ھ بمطابق ۱۷؍ستمبر ۱۹۷۲ء بروز پیر سند فراغت حاصل کی۔ بعد میں آپ نے شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خانؒ بریلی شریف (۱۸۹۲ء۔۱۹۸۱ء) کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت بھی حاصل کی۔

عقد سعید

آپ کی شادی جناب محمد ہاشم ساکن ڈھولنا ضلع مئو کی صاحب زادی قمر النساء سے ہوئی جن

سے پانچ بچیاں اور چار بچے متولد ہیں۔

درس وتدریس

تکمیل علوم کے بعد ۱۹۷۴ء میں حضرت حافظ ملت کے حکم سے مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم ادری میں بحیثیت صدر المدرسین تدریس کی ابتداء کی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک مدرسہ سراج العلوم دیوریا میں خدمت انجام دی۔ پھر ۱۹۷۶ء میں دار العلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر، جمشید پور، جھارکھنڈ میں منصب تدریس پر فائز ہوئے اور اخیر میں ۱۱ر فروری ۱۹۷۸ء میں مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ تشریف لائے جہاں آخر عمر تک خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ کا شمار اس دور کے مایۂ ناز مدرسین میں ہوتا تھا۔

تصنیف وتالیف

درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف سے بھی آپ کو یک گونہ لگاؤ تھا۔ چنانچہ مختلف موضوعات پر متعدد اہم مقالات اور کتابوں کے حواشی کے علاوہ آپ کی کئی کتابیں بھی منظر عام پر آئیں جن میں علم میراث کی اہم کتاب سراجی کا عربی حاشیہ، بہار جاوداں اور ضوفشاں، حاشیہ اردو گلستاں و بوستاں، میراث کے موضوع پر ایک عام فہم رسالہ ''قواعد میراث اردو''، ترجمہ وتشریح حقیقت محمدیہ فارسی، عربی حاشیہ مؤطا امام محمد کا اردو ترجمہ، مکالماتی مضمون بر کتاب سیدنا عبدالوہاب جیلانی کا مدفن بغداد یا ناگور، فلیٹوں کی حیثیت زکوٰۃ کے نقطۂ نظر سے، برقی کتابوں کی خرید وفروخت، انٹرنیٹ کے شرعی حدود، مسئلۂ کفائت عصر حاضر کے تناظر میں، بینک کی ملازمت شریعت کی روشنی میں، ڈی این اے ٹیسٹ (DNA Test) اور اس کی تبدیلیاں ہیں۔

وعظ وتقریر

درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے علاوہ آپ ایک اچھے مقرر اور واعظ بھی تھے۔ سنا ہے کہ آپ کی تقریریں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مدلل ہوتی تھیں۔ جملے بھی مرتب اور شستہ ہوتے تھے۔ دوران تقریر موقع اور مناسبت کے اعتبار سے معانی خیز اشعار بھی خوب پڑھتے تھے۔ آپ کا خطاب مختصر مگر جامع ہوتا جو سامعین کے دل ودماغ پر ایک اچھا اثر ڈالتا تھا۔ گاؤں

میں واقع اپنے مسلک کی مسجد قدم رسول کے ایک زمانہ تک خطیب رہے اور میلاد کی محفلوں میں بھی لوگوں کی دعوت پر بحیثیت خطیب ومقرر شریک ہوتے تھے۔

اخلاق وعادات

اگر چہ مولانا موصوف کے ساتھ ہمارا کوئی راست تعامل نہیں رہا لیکن بارہا آپ کو راستے سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کی ذات سنجیدگی اور متانت سے متصف ہے۔ چنانچہ آپ کے قریبی لوگوں سے معلوم ہوا کہ آپ بڑے ہی اعلی ظرف، مخلص اور مہمان نواز انسان تھے۔ چھوٹے اور بڑے ہر ایک کے ساتھ شفقت ومروت کے ساتھ پیش آتے۔ اپنے گھریلو کاموں کو بذات خود انجام دیتے چنانچہ پاور لوم کی خرابی کو درست کرنا، ایک حد تک مکانات کا نقشہ تیار کرنا، پیمائش اور مجوزہ عمارت کی لاگت کا تخمینہ نکالنے کی بھی آپ اچھی معلومات رکھتے تھے۔

تلامذہ

ملک وبیرون ملک پھیلے ہوئے آپ کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے تاہم ذیل میں ہم ان میں سے چند معروف ناموں کا ذکر کر رہے ہیں۔

مولانا مفتی آل مصطفیٰ مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی، مولانا قاضی شہید عالم جامعہ نوریہ بریلی شریف، مولانا اختر حسین فیضی جامعہ اشرفیہ مبارکپور، مولانا سید محمد فاروق جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس، مولانا مفتی احمد القادری مصباحی بھیرہ، مقیم حال امریکہ، مولانا مفتی جمال اشرف مصباحی، ولید پور استاذ جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج، مولانا ابوالوفا رضوی بھیروی دار العلوم حق الاسلام لال گنج ضلع بستی اور مولانا رضاء الحق مصباحی پرنسپل جامعہ اشرف کچھوچھہ شریف۔

وفات

۹ رنومبر ۲۰۱۳ء بمطابق ۵ رمحرم ۱۴۳۵ھ بروز سنیچر آپ اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی تدفین آپ کے نئے مکان کے پاس ذاتی زمین میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور چار بیٹے شاہد رضا، حامد رضا، مولانا محمد شاداب اور مولانا احمد رضا صاحبان ہیں۔

مولانا عبدالحلیم نوری بھیروی (۱۹۴۶ء۔۲۰۱۷ء)

آپ کا نام عبدالحلیم، والد صاحب کا نام جناب شیخ عبدالشکور ابن بدھوا ابن محمد قاسم تھا۔ ولادت ۱۳۶۶ھ بمطابق ۱۹۴۶ء میں محلّہ نوری نگر، بھیرہ میں ہوئی اور ۲۵ر جنوری ۲۰۱۷ء کو یہیں وفات پائی۔ پرائمری درجات کی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اس کے بعد عربی تعلیم مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے حاصل کر کے سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

اساتذۂ کرام

آپ کے اساتذۂ کرام میں حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی، حضرت علامہ حافظ عبدالرؤوف بلیاوی، قاضی شریعت حضرت علامہ محمد شفیع، بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان اعظمی، حضرت مولانا غلام محمد خان بھیروی کے نام سرفہرست ہیں۔ ۱۹۶۸ء میں الجامعۃ الاشرفیہ کے جلسۂ دستار بندی میں حضرت حافظ ملت اور حضرت مولانا سید مختار اشرف کچھوچھوی کے دست مبارک سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی گئی۔

عقد مسنون

جناب شیخ محمد محمود صاحب صوفی گنج کی صاحب زادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے چار اولاد (تین بیٹیاں اور ایک بیٹا) پیدا ہوئے۔

تدریسی خدمات

فراغت کے بعد مدرسہ معین الاسلام رتسڑ بلیا میں سات ماہ تک مدرس رہے۔ اس کے بعد مدرسہ ناشر العلوم ابراہیم پور میں ایک سال تک خدمت انجام دی۔ مدرسہ اسلامیہ گورکھپور میں چار ماہ، بعدہ مدرسہ اصغر العلوم مہنداول، بستی میں پانچ سال تک درس وتدریس کی خدمات انجام دی۔ پھر دارالعلوم غریب نواز شاہ بھیلواڑہ، راجستھان، دارالعلوم فیض الرحمٰن ضلع جوناگڑھ، گجرات میں تدریسی خدمت انجام دی۔

تصنیف وتالیف

درس وتدریس کے ساتھ ساتھ وعظ وتقریر اور تصنیف وتالیف کو بھی آپ نے اپنا مشغلہ بنایا

چنانچہ آپ کے گہربار قلم سے مندرجہ ذیل کتابیں منصۂ شہود پر آئیں۔(۱) برہان عزیزی، ہندی، مطبوعہ، (۲) حقوق مصطفیٰ، اردو، غیر مطبوعہ ، (۳) شرح شمائل ترمذی، اردو، غیر مطبوعہ، (۴) منظومات کا مجموعہ، اردو، غیر مطبوعہ۔

بیعت وخلافت

تعلیم سے رسمی فراغت کے سال حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور پھر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب بارہ بنکوی ثم احمد آبادی سے سلسلۂ قادریہ چشتیہ میں خلافت اور تعویذات کی اجازت حاصل کی۔

بیعت وارشاد

راجستھان کے قیام کے دوران لوگوں کی اصلاح کی خاطر آپ نے بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی شروع کیا جہاں پر آپ کے بہت سے مریدین پیدا ہوئے جن میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں۔

جناب عبد الحکیم صاحب بھیلواڑہ، راجستھان، جناب فخر الدین صاحب بھیلواڑہ، راجستھان، جناب ذوالقرنین صاحب بھیلواڑہ، راجستھان، جناب منشی عبد الحلیم صاحب بھیلواڑہ، راجستھان، جناب محمد قدیر صاحب بھیلواڑہ، راجستھان، مولانا عبد الرحمٰن صاحب جوناگڑھی۔

وفات

۲۷ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ بمطابق ۲۵ جنوری ۲۰۱۷ء بروز بدھ بوقت عشاء آپ کی وفات ہوئی۔ ۲۶ جنوری ۲۰۱۷ء، جمعرات آپ کے مکان کے سامنے خالی زمین پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

☆☆☆

بریلوی مکتب فکر کے موجودہ علماءِ کرام

مولانا محمد احمد مصباحی (ولادت: ۹ ستمبر ۱۹۵۲ء بمطابق ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ، پیر)

لمبا قد اور رنگ گندمی ہے۔ لمبا کرتا، چوڑا پاجامہ اور سر پر دو پلی ٹوپی پہنتے ہیں۔ آپ بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین ہیں اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ کے سابق صدر المدرسین ہیں۔ نام محمد احمد ہے، والد صاحب کا نام محمد صابر اشرفی (۱۹۰۵ء۔۱۹۹۰ء) ابن عبد الکریم ابن محمد اسحاق ابن جمن خلیفہ تھا۔ ولادت ۹ ستمبر ۱۹۵۲ء بمطابق ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ بروز پیر نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، محلّہ پورب، بھیرہ میں ہوئی۔

تعلیمی مراحل

آپ کی پرائمری تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے ہوئی۔ اس کے بعد عربی و فارسی کی تعلیم کے لیے مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد گئے اور ۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء سے نومبر ۱۹۶۶ء تک وہاں فارسی سے شرح جامی تک کی تعلیم حاصل کی پھر ۱۰ شوال ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۲ جنوری ۱۹۶۷ء میں جامعہ اشرفیہ مبا کپور، اعظم گڑھ میں داخلہ لیا اور تقریباً تین سال تک مختلف علماءِ کبار کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کے بعد ۱۰ شعبان ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۹ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ اس کے بعد آپ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت مولانا شاہ عبد العزیزؒ (۱۸۹۴ء۔۱۹۷۶ء) کے مشورہ پر تعلیم کا سلسلہ مزید ڈیڑھ سال تک جاری رکھا۔

اساتذۂ کرام مدرسہ ضیاء العلوم خیر آباد

مولانا محمد عمر خیر آباد، مولانا محمد حنیف مصباحی مبارکپور، مولانا محمد سلطان رضوی ادری، مولانا غلام محمد بھیرہ (۱۹۴۷ء۔۱۹۹۱ء) حافظ قاری نثار احمد مبارکپور، ماسٹر اسرار احمد خان ادری اور ماسٹر محمد رفیق مبارکپور کے نام شامل ہیں۔

اساتذۂ کرام جامعہ اشرفیہ مبارکپور

حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز مبارکپورؒ، مولانا حافظ عبدالرؤوف بلیا، مولانا محمد شفیع مبارکپور، مفتی عبدالمنان اعظمی، مولانا محمد یحی مبارکپور، مولانا سید حامد اشرف کچھوچھہ، مولانا مظفر حسن ظفر ادیبی اور مولانا اسرار احمد لہرا۔

درس وتدریس

دارالعلوم فیضیہ نظامیہ باراہاٹ اشی پور بھاگل پور، بہار

آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز صوبۂ بہار کے ضلع بھاگلپور سے کیا چنانچہ اپنے استاذ محترم حافظ ملت کے حکم پر پہلی مرتبہ آپ وہاں تشریف لے گئے، تفصیل حسب ذیل ہے۔

مدرسہ دارالعلوم فیضیہ نظامیہ باراہاٹ اشی پور۔ مدت تدریس: ربیع الآخر ۱۳۹۰ھ تا شعبان ۱۳۹۱ھ بمطابق جون ۱۹۷۰ء تا اکتوبر ۱۹۷۱ء

مدرسہ عربیہ فیض العلوم جمشید پور۔ مدت تدریس: دسمبر ۱۹۷۱ء تا نومبر ۱۹۷۶ء

دارالعلوم ندائے حق جلال پور، فیض آباد۔ مدت تدریس: دسمبر ۱۹۷۶ء تا ۱۷ ستمبر ۱۹۷۸ء

مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ۔ مدت تدریس: ۱۹۷۸ء تا جون ۱۹۸۶ء

جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ۔ ابتداء: ۹ رشوال ۱۴۰۶ھ بمطابق جون ۱۹۸۶ء تا حال

جون ۱۹۸۶ء میں آپ کا تقرر جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں عمل میں آیا اور آپ وہاں طالبان علوم نبویہ کے دل ودماغ کو دین اسلام کی تعلیمات سے معمور کرنے میں مشغول ہوگئے۔ علم کے اندر آپ کی پختگی اور درس وتدریس کے علاوہ آپ کی انتظامی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے جامعہ کے ذمہ داران نے یکم اگست ۲۰۰۱ء میں آپ کو جامعہ کے منصب صدارت پر فائز کر دیا اور جون ۲۰۱۴ء میں اپنی مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد رسمی طور پر آپ ریٹائرڈ ہوگئے لیکن یہ آپ کی صلاحیت وصالحیت ہی کی بات کہی جائے گی کہ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اراکین جامعہ نے پرائیویٹ طور پر ناظم تعلیمات کی حیثیت سے آپ کو وہاں باقی رکھا اور کبرسنی کے باوجود بحسن وخوبی آپ یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔

تنظیم المدارس کا قیام

آپ ہی کے عہد صدارت میں ۲۰۰۸ء میں ملک کے اندر تنظیم المدارس کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد بریلوی مکتب فکر کے مدارس اسلامیہ کو باہم مربوط کرنا اور یکساں نصاب تعلیم سے جوڑنا ہے۔ اس کے تحت ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے ایک لمبے ریسرچ کے بعد قدیم نصاب میں ضروری اصلاح اور ترمیم کی، اس کمیٹی کے سرخیل و روح رواں بھی حضرت مولانا ہی رہے۔ ہمارے خیال میں درس نظامی سے متعلق یہ ایک اچھا قدم ہے۔ دیگر مکاتب فکر کے ذمہ داران کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے تاکہ مدارس کے نصاب پر قدامت پسندی کا الزام کسی حد تک کم ہو سکے۔

تصنیف و تالیف

(۱) تدوین قرآن	اردو
(۲) امام احمد رضا اور تصوف	اردو
(۳) تنقید معجزات کا علمی محاسبہ	اردو
(۴) شادی اور آداب زندگی	اردو
(۵) مواہب الجلیل لتجلیۃ مدارک التنزیل	عربی
(۶) حدوث الفتن و جہاد اہل السنن ۱۳۲۱ھ	عربی
(۷) حاشیہ جد الممتاز الجزء الثانی	عربی
(۸) امام احمد رضا کی فقہی بصیرت	اردو
(۹) معین العروض	اردو
(۱۰) فرائض و آداب متعلم و معلم	اردو
(۱۱) خلفائے راشدین اور اسلامی نظام اخلاق	اردو
(۱۲) رسم قرآنی اور اصول کتابت	اردو
(۱۳) رہنمائے علم و عمل	اردو
(۱۴) شرک کیا ہے	اردو

(۱۵) خطبات صدرالعلماء	اردو
(۱۶) مقالات صدرالعلماء	اردو

ازدواجی زندگی

بوجوہ چند مولانا کو اپنی زندگی میں تین شادیاں کرنی پڑیں جس کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے۔

پہلی شادی محمد عمر مرحوم محلّہ پچھّم ، بھیرہ کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے ایک بچہ کی ولادت ہوئی لیکن بچپن میں ہی اس کا انتقال ہوگیا اور بعد میں کچھ ناموافق صورتحال کی وجہ سے اس بیوی سے علیحدگی ہوگئی۔

دوسرا نکاح حضرت مولانا عبدالمصطفی صاحب اعظمی (۱۹۱۵ء۔۱۹۸۶ء) کی لڑکی سے ہوالیکن مرضی رب سے وہ داعئ اجل کو لبیک کہہ گئیں۔

تیسرا نکاح حضرت مولانا محمد فاروق گھوسی، مئو کی صاحبزادی (وفات: ۳۰؍جون ۲۰۱۴) سے ہوا جن کے بطن سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں متولد ہوئیں جو بقید حیات ہیں جبکہ ایک بیٹا ان کے بطن سے بھی اللہ کو پیارا ہوگیا۔ اولاد کے نام ہیں۔ شمیم رضا عرف غلام جیلانی مرحوم، سالمہ خاتون قاسمہ، مولانا محمد عرفان رضا مصباحی، سعیدہ خاتون، مبارک حسین رضوی، مولانا فیضان رضا امجدی مصباحی اور ام الخیر فاطمہ۔

شاگرد

تقریباً چار دہائی کی طویل مدت میں آپ کے علم وعرفان سے خوشہ چینی کرنے والے شاگردوں کی فہرست طویل ہے تاہم ان میں سے چند نمایاں نام درج ذیل ہیں۔

مولانا محمد نصر اللہ رضوی بھیرہ، مولانا عبد الغفار مصباحی، مولانا محمد عارف اللہ خان، مولانا مبارک حسین مصباحی، ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، مولانا سید محمد فاروق صاحب صدر شعبۂ افتا جامعہ حنفیہ بجرڈیہہ بنارس، مولانا ناظم علی رضوی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، مولانا صدرالوریٰ مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور، مفتی آل مصطفیٰ مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مولانا مفتی شمشاد احمد صاحب استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔

بیعت وارادت

یکم اپریل ۱۹۷۳ء بروز اتوار بریلی شریف میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان بریلویؒ (۱۸۹۲ء۔۱۹۸۱ء) سے بیعت واردات کا شرف حاصل ہوا۔ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ میں سلسلۂ معمریہ میں حافظ ملتؒ سے طالب ہوئے۔

ڈاکٹر سید محمد امین میاں جانشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے عرس قاسمی برکاتی کے موقع پر آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

حج بیت اللہ

آپ کو دو مرتبہ حج بیت اللہ کا شرف بھی حاصل ہوا۔ پہلا حج ۱۹۹۵ء میں اور دوسرا ۲۰۱۶ء میں۔

مولانا عبدالقیوم مصباحی بھیروی (ولادت: ۱۲/مارچ ۱۹۵۶ء بمطابق ۲۹/رجب ۱۳۷۵ھ، پیر)

مولانا عبدالقیوم ابن محمد عثمان ابن حبیب اللہ ابن حافظ عبدالواحد کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارکپور تشریف لے گئے۔ وہاں پر ابتدائی چند کتابیں پڑھ کر ۱۹۷۲ء میں جامعہ انوار القرآن بلرام پور چلے گئے جہاں جماعت سادسہ تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۷۸ء میں دوبارہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخل ہوئے اور ۱۹۸۰ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔

اساتذۂ کرام

مفتی شریف الحق امجدیؒ، مفتی عبدالمنان اعظمیؒ، مولانا محمد شفیع مبارکپوریؒ مولانا شمس الحق صاحب گجہڑویؒ، مولانا عبداللہ خان عزیزی، مولانا غلام محمد صاحب بھیرویؒ وغیرہ کے نام سر فہرست ہیں۔

عقد نکاح

۱۹۸۱ء میں جناب شمس الدین صاحب ولید پور کی دختر کے ساتھ آپ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے نو بچوں کی ولادت ہوئی۔

درس وتدریس

۱۹۸۰ء میں جامعہ غازیہ سید العلوم بہرائچ سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا جہاں آٹھ سال مقیم رہے اور پھر ۱۹۸۹ء میں وہاں سے ٹرانسفر کے ذریعہ اپنے مادر علمی جامعہ انوار القرآن بلرام پور واپس ہو گئے اور ایک لمبی مدت تک تشنگان علوم نبویہ کی تشنگی کو بجھانے کے بعد ۳۱/مارچ ۲۰۱۸ء میں اپنی مدت ملازمت پوری کر سرکاری ملازمت سے ریٹائرڈ ہو گئے لیکن ذمہ داران ادارہ نے آپ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے پرائیویٹ طور پر آپ کی ملازت کو باقی رکھا جو تا حال جاری ہے۔

بیعت واصلاح

اصلاح نفس کی خاطر ۱۹۷۷ء میں حضرت مفتی اعظمؒ کے ہاتھوں پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

مفتی احمد القادری مصباحی، امریکہ (ولادت: ۲۲/۱/۱۹۵۹ء بمطابق ۱۲/۷/۱۳۷۸ھ، جمعہ)

مفتی احمد القادری مصباحی، مولانا محمد احمد صاحب مصباحی سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے برادر خُرد اور ہمارے اخص الخواص پڑوسی ہیں۔ آپ کے والد صاحب کا نام محمد صابر اشرفی اور دادا کا نام عبد الکریم تھا۔ آپ کا شمار بریلوی مکتب فکر کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے۔ ۲۲/جنوری ۱۹۵۹ء بمطابق ۱۲/رجب ۱۳۷۸ھ بروز جمعرات نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، محلّہ پورب، بھیرہ میں ولادت ہوئی۔ بچپن سے ہی آپ زیرک انسان ہیں۔ آپ کی پرائمری تعلیم آپ کے گھر کے بغل میں واقع مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ہوئی اور اساتذۂ کرام میں ماسٹر شفیع احمد صاحب مرحوم کا نام بطور خاص قابل ذکر ہے۔ آپ اور ہمارے والد صاحب مرحوم پرائمری درجات میں ہم سبق وہم درس تھے۔ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے آپ جامعہ اشرفیہ مبارکپور تشریف لے گئے۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد و مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں داخلہ لیا جہاں درس نظامی کی متوسطہ کتابیں پڑھنے کے بعد دوبارہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور گئے اور ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء میں وہاں سے سند فراغت حاصل کی۔

اساتذۂ کرام

حضرت مولانا مفتی عبد المنان اعظمی، حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادریؒ، حضرت مولانا محمد شفیع صاحب اعظمی، حضرت مولانا عبداللہ خان صاحب عزیزیؒ، حضرت مولانا عبد اللہ خان صاحب مصباحیؒ، حضرت مولانا عبد الشکور صاحب گیاویؒ، حضرت مولانا امجد صاحب قادریؒ، حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضویؒ وغیرہ کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔

خدمت تدریس

جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے رسمی فراغت کے بعد درس وتدریس کو آپ نے اپنی زندگی کا مشغلہ بنایا چنانچہ دار العلوم قادریہ چریا کوٹ سے اس کا آغاز کیا اور ڈیڑھ سال تک آپ نے وہاں خدمت انجام دی۔ اس کے بعد مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد میں تقرر ہوا جہاں تقریباً گیارہ ماہ رہے پھر وہاں سے مدینۃ العلوم بنارس چلے گئے جہاں پانچ سال تک قیام پذیر رہے اور اس کے بعد آپ کو آپ کے مادر علمی جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں خدمت کی انجام دہی کا موقع میسر ہوا، وہاں درس وتدریس کو ابھی چار سال ہی ہوئے تھے کہ شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدیؒ کے حکم پر زامبیا افریقہ کی غوثیہ نامی ایک مسجد میں امامت وخطابت کے لیے افریقہ چلے گئے۔ دو سال وہاں گزارنے کے بعد ۱۹۹۷ء میں مسلم سوسائٹی امریکہ کی دعوت پر جامع مسجد شکاگو امریکہ کے زیر اہتمام سنی مسلم سوسائٹی امریکہ کی امامت وخطابت کے لیے وہاں تشریف لے گئے اور پھر ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹۹۹ء میں امریکی ریاست ٹیکساس کے معروف شہر ڈیلَس (Dallas) چلے گئے جہاں تا حال امامت وخطابت اور دعوت وارشاد کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف وتالیف

درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے علاوہ آپ تصنیف وتالیف کے میدان کے بھی اچھے شہ سوار ہیں چنانچہ آپ کے قلم سے اب تک جو کتابیں منظر عام پر آئیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) احکام قربانی وعقیقہ، (۲) ثبوت ایصال ثواب اور طریقۂ فاتحہ، اردو وہندی،

(۳) حالات بنارس مع تذکرۂ سلیمانی، (۴) حالات مولانا کامل ولید پوری، (۵) فیض الحکمت ترجمہ ہدایۃ الحکمت، (۶) نقشۂ صوم وصلاۃ، (۸) حالات مولانا ابوالخیر بھیروی، (۸) رفع یدین اورآمین کے احکام، اردو وانگلش۔

بیعت وخلافت

تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم کے دست مبارک پر آپ نے بیعت کی اور چاروں سلاسل طریقت قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کی اجازت وخلافت مندرجہ ذیل بزرگوں سے حاصل کی۔ شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب امجدی، آپ سے حدیث وفقہ اور سند افتاء کی بھی اجازت حاصل ہے۔

مفتی اعظم سکھر حضرت مفتی محمد حسین شیخ الحدیث دارالعلوم غوثیہ سکھر، پاکستان، آپ سے بھی حدیث وفقہ کی اجازت حاصل ہے۔

رشتۂ ازدواجیت

گاؤں سے چھ سات کلومیٹر کی دوری پر جانب پچھّم واقع ابراہیم پور میں آپ کی شادی ہوئی اور آپ کی پانچ اولاد (تین لڑکے اور دو لڑکیاں) ہیں۔ بڑے لڑکے حامد رضا کے علاوہ سب بچے امریکہ میں ہی مقیم ہیں۔

مولانا محمد حسین شمسی (ولادت: ۷/جون ۱۹۷۳ء بمطابق ۶/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ، جمعرات)

مولانا محمد حسین شمسی کے والد مرحوم کا نام محمد وزیر ابن حاجی رحمت اللہ مرحوم ابن محمد خوشحال مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم میں ہوئی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد اور مدرسہ نور العلوم معین الاسلام رتسڑ ضلع بلیا میں حاصل کی پھر ۱۹۹۸ء میں جامعہ شمس العلوم گھوسی سے سند فراغت حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مفتی عبدالمنان اعظمی، مولانا ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی اور مولانا ممتاز عالم مصباحی وغیرہ کے نام ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد قرب وجوار کے مختلف مدارس میں آپ نے تدریس کا فریضہ انجام دیا۔

۱۷/مارچ ۱۹۹۵ء کو شیخ محمد بشیر صاحب ولید پور کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا

جن سے دو بچے اور پانچ بچیاں ہیں۔

مولانا شکیل احمد شمسی (ولادت: ۵؍جنوری ۱۹۷۷ء بمطابق ۱۴؍محرم ۱۳۹۷ھ، بدھ)

مولانا شکیل احمد ابن وکیل احمد قریشی ابن حکیم حمید اللہ ابن نصیب اللہ مرحوم کی ولادت محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاجی عبد الحفیظ مرحوم بھیرہ، مولانا شعبان علی بنارس، ماسٹر فضل الرحمٰن بھیرہ، ماسٹر نور الحسن گھوسی، ماسٹر وصی احمد گھوسی اور حافظ عظیم اللہ وغیرہ سے حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد جامعہ شمس العلوم گھوسی میں داخلہ لیا اور فضیلت تک کی تعلیم وہیں مکمل کی۔ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ کے اساتذہ میں مولانا نصر اللہ رضوی مرحوم بھیرہ، مولانا امجد علی قادری محمد آباد، مولانا فخر الدین گھوسی اور جامعہ شمس العلوم گھوسی کے اساتذہ میں بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، علامہ قمر الدین قمر اشرفی گھوسی، مولانا فداء المصطفیٰ قادری اور حضرت مولانا حاجی محمد شفیق عزیز وغیرہ کے نام ہیں۔ فضیلت کے بعد مدرسہ فیضیہ رضویہ، قلابہ ممبئی میں ایک سال تک قاری عین الدین، قاری غوث الوریٰ، قاری صغیر احمد اور قاری جمیل احمد سے قرأت بروایت حفص کی تعلیم حاصل کی۔

۱۹۹۳ء میں جناب افتخار احمد قریشی ولید پور (مقیم حال مبارکپور) کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔ آپ کی تین اولاد، ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔

مشغولیت

مدرسہ قادریہ سلیم پور، دیوریا میں قبل از فراغت چھ ماہ تک آپ مدرس رہے اور بعد از فراغت ایک سال تک مدرسہ قادریہ سراج العلوم بھاتکول ضلع مئو میں خدمت انجام دی۔ اس کے بعد ۲۰۰۶ء تک مہاراشٹر کے مدرسہ غوثیہ قادری مسجد میں تدریس وامامت سے منسلک رہے پھر ۲۰۱۱ء تک مسجد غوثیہ بھابھ ریکر نگر چارکوپ، کاندیولی کے ماتحت چلنے والے مدرسہ سے وابستہ رہے پھر ۲۰۱۲ء میں میسور اور ۲۰۱۳ء میں اجمیر شریف سے ہوتے ہوئے جامع مسجد انجمن قادریہ گنیش نگر کاندیولی میں ۲۰۱۳ء تا فروری ۲۰۱۶ء امامت وخطابت سے منسلک رہے اور اسی دوران مدرسہ فیضان برکاتیہ ایکتا نگر، کاندیولی میں شعبۂ قرأت میں استاذ بھی رہے۔ مارچ ۲۰۱۶ء

سے تا حال ضلع رائے بریلی کے کوبی وکاس چھتر چھتوہ نزد گاندھی نگر کے ایک پرائمری اسکول میں آپ اردو ٹیچر ہیں۔

مولانا محمد ابوالوفاء رضوی، پچھمّ (ولادت: ۱۹؍شوال ۱۳۹۷ھ بمطابق ۳؍اکتوبر ۱۹۷۷ء، پیر)

مولانا ابوالوفاء رضوی باصلاحیت اور اپنی فکر ونظر کے اعتبار سے متصلب عالم دین ہیں۔ آپ کے والد مرحوم کا نام عبد الرضا قادری مرحوم ابن محمد جنید مرحوم ابن یار محمد مرحوم تھا۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم میں اپنے دادا عبد الحفیظ مرحوم، ماسٹر وصی احمد احسن گھوسی، ماسٹر زبیر احمد اترولیا اور حافظ محمد اسحاق وغیرہ سے ۱۹۸۸ء میں پرائمری تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۹۵ء تک وہاں زیر تعلیم رہے۔ فیض العلوم کے اساتذہ میں حافظ نور الحسن، مولانا فخر الدین نظامی، مولانا امجد علی قادری اور مولانا نصر اللہ مرحوم وغیرہ کے نام ہیں۔ بعدہ ۱۹۹۶ء میں ایک سال کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارکپور گئے پھر ۱۹۹۷ء میں جامعہ شمس العلوم گھوسی میں داخلہ لیا جہاں فراغت کا دوسالہ کورس مکمل کرنے کے بعد ۱۹۹۸ء میں مفتی عبد المنان اعظمی کے ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں آپ کے اساتذۂ کرام میں مولانا عبد الحق رضوی، مولانا اعجاز احمد اور مفتی بدر عالم وغیرہ اور جامعہ شمس العلوم گھوسی میں مولانا عبد المنان اعظمی، علامہ قمر الدین گھوسی، مولانا محمد عاصم اعظمی، مولانا رضوان احمد اور مولانا ممتاز احمد مصباحی وغیرہ کے نام ہیں۔

۲۵؍فروری ۲۰۰۲ء میں مولانا محمد احمد صاحب مصباحی بھیرہ سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے ایک ایک بچہ اور چار بچیوں کی ولادت ہوئی۔

تدریسی خدمات

مدرسہ قادریہ نور العلوم ارہر پور ضلع گوپال گنج بہار سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا لیکن چند ماہ بعد ہی وہاں سے واپس ہو گئے اور مدرسہ امدادیہ مڈھا ضلع بلیا میں آپ کا تقرر ہوا جہاں صدارت کے علاوہ نظامت کی ذمہ داری بھی آپ سے متعلق رہی، اتفاق ایسا کہ ابھی یہاں نصف سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اپنے سسر محترم مولانا محمد احمد مصباحی کی ایماء پر دار العلوم

رضویہ بدر العلوم منتقل ہو گئے اور ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۰ء وہیں مصروف عمل رہے۔ اس کے بعد دار العلوم نور الاسلام مورانواں ضلع انا وٴ اور دار العلوم ضیائے خواجہ گگوانہ اجمیر شریف چلے گئے پھر دار العلوم صدر العلوم سسوا بازار سنت کبیر نگر میں تدریسی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ اس کے بعد ۲۷ر فروری ۲۰۰۸ء میں مدرسہ دار العلوم اہل سنت حق الاسلام، لال گنج بازار ضلع بستی میں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور تا حال وہیں پر تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اس دوران بہت سے طلبۂ دین اسلام کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔

تصنیف وتالیف

درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف کا بھی آپ کو ذوق ہے چنانچہ مختلف موضوعات پر متعدد علمی مقالوں کے علاوہ علامہ نصر اللہ رضوی حیات وخدمات، نقش وفا، خطوط وفا اور تذکرۂ علماءِ بھیرہ ولید پور کے نام سے کتابیں بھی تالیف کر چکے ہیں۔

شعروشاعری

درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے علاوہ شعروشاعری کا بھی آپ کو خاصا ذوق ہے۔ ابتداء میں جناب نور الہدیٰ قمر بھیروی سے مشورے اور اصلاح لینے کا کام لیا اس کے بعد ڈاکٹر احسان اللہ احسان محمد آباد اس سلسلہ میں آپ کے معین ومددگار رہے، بعد کے ایام میں مولانا بدر عالم اشرفی مرحوم سے کچھ مشاورت رہی۔ فن شاعری کی تقریباً تمام اصناف پر آپ نے طبع آزمائی کی ہے لیکن حمد باری تعالیٰ، نعت نبی اور منقبت سے آپ کو خصوصی دلچسپی رہی ہے۔ نقش وفا کے نام سے آپ کا مجموعۂ کلام بھی شائع ہو چکا ہے۔

بیعت وخلافت

۲۵ر دسمبر ۱۹۹۵ء میں مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری کے دست پر آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوئے۔ ۱۰ر مارچ ۲۰۰۹ء بروز منگل علامہ بدر القادری مصباحی نے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں خلافت واجازت عطا فرمائی اور حضرت صوفی سید نجم الدین احمد قادری سہروردی جھونسوی نے سلسلۂ عالیہ قادریہ سہروردیہ کی بھی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

مولانا عرفان رضا مصباحی (ولادت ۱۲/اکتوبر ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۴/ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ، منگل)

لمبے قد وقامت، گورے رنگ والے، خاموش مزاج جوان عالم دین ہیں۔ مولانا محمد احمد صاحب مصباحی بھیرہ سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ دادا کا نام محمد صابر اشرفی ابن عبد الکریم ابن محمد اسحاق ابن جمن خلیفہ تھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخل ہوئے اور از فارسی تا فضیلت کی تعلیم جامعہ ہذا میں مکمل کر کے ۲۰۰۳ء میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ اساتذۂ کرام میں ماسٹر وصی احمد احسن گھوسی، ماسٹر فیروز احمد گھوسی، والد محترم مولانا محمد احمد مصباحی، مفتی نظام الدین رضوی، مفتی بدر عالم مصباحی اور مولانا اعجاز احمد مصباحی وغیرہ کے اسماء شامل ہیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۲۰۰۹ء میں جناب ارشاد احمد صاحب گھوسی کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح ہوا جن سے دو بچے ہیں۔

مشغولیت

تعلیم کی تکمیل کے بعد کچھ مدت تک مختلف مدارس اسلامیہ جیسے مدرسہ عزیزیہ مظہر العلوم نچلول بازار، مہراج گنج، جامعۃ الرضا مالیگاؤں، مدرسہ قادریہ صابریہ برکاتیہ کلیئر شریف اور جامعہ احمد رضا رتنا گیری وغیرہ میں تدریس کی خدمت انجام دینے کے بعد فی الحال المجمع الاسلامی جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں لائبریرین اور نگراں کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

مولانا محمد اشرف رضا، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۲۸/ستمبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۰/ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ، بدھ)

نام محمد اشرف رضا ابن محمد عزیر ابن صوفی محمد عمر مرحوم ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم میں مولانا لئیق احمد، ماسٹر فروز احمد اور ماسٹر زبیر احمد وغیرہ سے پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم مدرسہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج، مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ سے حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں حضرت مولانا مفتی جمال اشرف صاحب ولید پور، مولانا عارف اللہ صاحب فیضی، مولانا نصر اللہ صاحب مرحوم بھیرہ، مولانا محمد احمد صاحب مصباحی بھیرہ، مفتی محمد نظام الدین صاحب رضوی مرحوم اور حضرت مفتی عبد المنان

صاحب مصباحی مرحوم وغیرہ کے نام شامل ہیں ۔۲۰۰۴ء میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے سند فراغت حاصل کی ۔فراغت کے بعد آپ نے تخصص فی الفقہ کا خصوصی کورس بھی کیا ہے۔

۱۹ر ستمبر ۲۰۱۰ء میں مولانا خورشید انور صاحب مصباحی بگھی ،گھوسی کی دختر کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے ۔ام رباب اور غلام صمدانی نامی آپ کی دو اولاد ہیں ۔ تعلیم وتعلم سے رسمی فراغت کے بعد درس وتدریس کو آپ نے اپنا مشغلہ بنایا جو تا حال جاری ہے ۔آپ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم للبنات محلّہ پچھّم ،بھیرہ کے موجودہ ناظم بھی ہیں۔

مولانا عبد العزیز، تانے والا باغ (ولادت:۱۲/۱/۱۹۸۵ء بمطابق ۲۰/۴/۱۴۰۵ھ، سنیچر)

نام عبد العزیز ابن محمد احمد مرحوم ابن عین الحق مرحوم ابن غلام محمد ابن محمد صابر مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں اعدادیہ اور اولیٰ ، جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں ثانیہ اور ثالثہ ، مدرسہ حنفیہ بحر العلوم مئو میں رابعہ اور خامسہ پھر دوبارہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں داخلہ لے کر سادسہ تا فضیلت کی تعلیم حاصل کی اور ۲۰۰۸ء میں وہیں آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی گئی۔آپ کے اساتذۂ کرام میں مولانا نصر اللہ رضوی ،مولانا فخر الدین نظامی اور مولانا محمد مرتضیٰ وغیرہ کے نام ہیں۔

۲۹ر نومبر ۲۰۱۶ء میں محمد احسان ولید پور کی صاحبزادی کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔تعلیم سے فراغت کے بعد آپ گھریلو کاروبار میں مشغول ہیں۔

مولانا حامد رضا، مقیم امریکہ (ولادت:۲ر جولائی ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۳/۱۰/۱۴۰۵ھ منگل)

نام حامد رضا ابن جمیل احمد ابن عین الحق مرحوم ابن غلام محمد ابن محمد صابر مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم ،بھیرہ میں ہوئی اس کے بعد مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد میں اعدادیہ، اولیٰ کی کتابیں پڑھیں پھر جامعہ امجدیہ رضوی گھوسی میں داخل ہوکر ثانیہ تا فضیلت کی تعلیم حاصل کی اور ۲۰۰۷ء میں جامدہ ہذا سے سند فراغت حاصل کی ۔اساتذۂ کرام میں مولانا نصر اللہ رضوی ،مولانا فخر الدین نظامی اور مولانا محمد مرتضیٰ وغیرہ کے نام ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۲۶ر جولائی ۲۰۰۸ء میں مولانا احمد القادری مصباحی کے توسط سے آپ امریکہ چلے گئے اور ۲۵ر اکتوبر ۲۰۰۸ء میں مولانا موصوف کی چھوٹی صاحبزادی کے

ساتھ وہیں پر عقد نکاح میں منسلک ہوئے جن سے دو بچوں کی ولادت ہوئی ۔ فی الحال آپ امریکہ میں فیضان مدینہ سینٹر میں درس وتدریس کے علاوہ امامت وخطابت سے وابستہ ہیں۔

مفتی عالم گیر اشرف مصباحی (ولادت: ۶؍جولائی ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۷؍شوال ۱۴۰۵ھ، سنیچر)

نام عالمگیر اشرف ابن محمد نورالعین اشرفی ابن محمد رفیع ابن سلیم اللہ انصاری ابن محمد صدیق انصاری مرحوم ہے۔ ایک جواں سال عالم دین ہیں، مکان محلّہ پورب میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے پاس ہے۔ آپ کا وطن اصلی محمد آباد گوہنہ ضلع مئو ہے لیکن آپ کے نانیہال میں کوئی نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ابتداء سے ہی آپ کے والد اپنے سسرالی گاؤں بھیرہ میں آباد ہو گئے تھے چنانچہ آپ کی ولادت اور مکمل پرورش و پرداخت یہیں پر ہوئی۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ اور مدرسہ کاملیہ انوار العلوم ولید پور میں پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد جامعہ عربیہ اظہار العلوم نیا بازار، جہانگیر گنج، اتر پردیش میں داخلہ لیا اور وہاں ۱۹۹۶ء تا ۱۹۹۹ء اعدادیہ وعربی سال اول کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد ۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۳ء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں داخلہ لے کر عربی دوم تا عربی ششم کی کتابیں پڑھیں پھر جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا اور ۲۰۰۳ء تا ۲۰۰۵ء پڑھ کر ۸؍جولائی ۲۰۰۵ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں دوبارہ داخل ہو کر ۲۰۰۵ء تا ۲۰۰۷ء تخصص فی الفقہ الحنفی کا دو سالہ افتاء کا کورس بھی مکمل کیا۔ نمایاں اساتذۂ کرام میں مولانا ضیاء المصطفی قادری، مولانا محمد احمد مصباحی، مفتی نظام الدین رضوی، مولانا نصیر الدین مصباحی، مولانا محمد کوثر خان نعیمی جہانگیر گنج، اور مفتی جمال اشرف مصباحی ولید پور وغیرہ کے اسماء شامل ہیں۔

۱۹؍جولائی ۲۰۱۷ء میں جناب رضوان اللہ صاحب مرحوم بڑا گاؤں گھوسی ضلع مئو کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے تین بچے ہیں۔ زمانۂ طالب علمی سے ہی آپ کو مضمون نگاری کا بھی شوق رہا ہے چنانچہ اب تک متعدد علمی مضامین آپ کے قلم سے منصۂ شہود پر آ چکے ہیں۔

درس وتدریس

تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد ۲۰۰۷ء تا ۲۰۱۰ء مدرسہ امجدیہ گھوسی میں درس وتدریس کے علاوہ وہاں کے سہ ماہی رسالہ امجدیہ کے معاون ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ اس کے بعد

۲۰۱۰ء کے اخیر میں مرکزی دارالعلوم اسلامیہ ہمدانیہ، ڈوروشاہ آباد ضلع اننت ناگ، جنوبی کشمیر چلے گئے اور وہاں پر بھی درس وتدریس کے علاوہ ہمدانیہ دارالافتاوالقضاء سے فتاویٰ نویسی کی خدمات انجام دیں، اب تک آپ کے قلم سے تقریباً تین سو سے زائد فتاوے معرض وجود میں آچکے ہیں۔ اس کے ادارہ اہل سنت دارالعلوم بشریہ رضویہ مادھوسنگھ ضلع بھدوہی میں بحیثیت مفتی وصدرالمدرسین آپ کا تقرر ہوا، یہ ایک ابتدائی عربی وفارسی، ناظرۂ قرآن اور پرائمری کا ادارہ تھا لیکن آپ کی سرپرستی میں بہت جلد پروان چڑھا اور ضلع کے چنندہ اداروں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ فی الحال آپ ادارہ اہل سنت دارالعلوم سعیدیہ کھمریا، بھدوہی میں بحیثیت مفتی وصدر مدرس خدمت انجام دے رہے ہیں۔ یہ سرکار سے ملحق اور مراعات یافتہ ایک دینی مدرسہ ہے۔

مولانا شاداب رضا شمسی، تکیہ (ولادت: ۱۲؍دسمبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۰؍ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ، جمعہ)

نام شاداب رضا ابن مولانا نصر اللہ رضوی مرحوم ابن ماسٹر محمد یونس ابن عبدالرحیم مرحوم ہے۔ ۱۹۹۹ء میں پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں مکمل کرنے کے بعد حفظ قرآن کریم کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا اور اٹھارہ پارہ وہاں حفظ کیا پھر جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج چلے گئے اور ۲۰۰۴ء میں وہیں تکمیل کی۔ ۲۰۰۵ء میں مدرسہ حنفیہ ضیاء العلوم بڑا چاند گنج لکھنؤ سے قرأت بروایت حفص کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی کی تعلیم کے لیے مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم خیر آباد میں داخل ہوئے جہاں اعدادیہ کی کتابیں پڑھیں پھر ۲۰۰۷ء سے ۲۰۱۳ء تک از عربی اول تا عالم جامعہ امجدیہ گھوسی میں پڑھا۔ اس کے بعد جامعہ شمس العلوم گھوسی میں داخلہ لے کر جون ۲۰۱۳ء میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

۲۵؍مارچ ۲۰۱۵ء کو شمس الحق صاحب بڑا گاؤں گھوسی کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد دارالعلوم اویسیہ رام نگر نینی تال اتراکھنڈ اور مدرسہ تحفیظ القرآن، سدھاری، اعظم گڑھ سے ہوتے ہوئے دارالعلوم بشیریہ رضویہ قالین آباد مادھوسنگھ بھدوہی میں آکر ٹھہر گئے اور فی الحال وہیں پر تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مولانا محمد یوسف، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۷/اگست ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۴/ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ، اتوار)

نام محمد یوسف ابن حاجی فیاض احمد ابن محمد خلیل مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں ہوئی، پھر مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں اعدادیہ اور اولیٰ کی تعلیم کے حصول کے بعد جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں عربی دوم کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد مدرسہ اظہار العلوم نیا بازار جہانگیر گنج میں داخل ہو کر عربی سوم سے فضیلت تک کی تعلیم حاصل کی اور وہیں سے ۲۰۰۹ء میں فراغت ہوئی۔ ۲۰۱۰ء میں بغرض معاش سعودی عرب کا سفر کیا اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا طارق انور قادری (ولادت: ۲۲/اگست ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۰/محرم ۱۴۱۰ھ، منگل)

نام طارق انور ابن محمد غفران ابن محمد احسان ابن حبیب اللہ ابن عبد الواحد ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ رضویہ بدر العلوم گھوسی اور مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں فارسی و عربی کی کتابیں پڑھیں پھر جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج سے ۲۰۰۹ء میں سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کی تکمیل کے بعد درس و تدریس کو اپنا مشغلہ بنایا چنانچہ سب سے پہلے مدرسہ عزیزیہ اکونہ گھاٹ ضلع مئو میں ڈیڑھ سال تک مدرس رہے، اس کے بعد دار العلوم اشرفیہ رزاقیہ بھیونڈی ضلع تھانہ مہاراشٹر میں جون ۲۰۱۱ء سے اپریل ۲۰۱۷ء تک خدمت انجام دی پھر ۲۰۱۷ء میں ہی دار العلوم انوار مصطفیٰ گوگاواں ضلع کھرگون مدھیہ پردیش چلے گئے اور تا حال وہیں پر تدریس سے منسلک ہیں۔

مولانا جہانگیر اشرف (ولادت: یکم دسمبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۲/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ، جمعہ)

نام جہانگیر اشرف ابن نور العین اشرفی ابن محمد رفیع انصاری محمد آبادی مرحوم ہے۔ آپ مفتی عالمگیر اشرف مصباحی کے برادر خرد ہیں۔ ولادت نزد مدرسہ رحیمیہ، محلّہ پورب، بھیرہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم میں حاصل کرنے کے بعد فارسی و عربی کی تعلیم کے لیے جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی گئے اور وہاں عربی سوم تک کی کتابیں پڑھیں پھر اپنے بڑے بھائی مفتی عالم گیر اشرف مصباحی کی ایماء پر جامعہ غوثیہ حضوریہ بوڑھن پور سریاں شریف ضلع اعظم گڑھ

چلے گئے اور وہاں عربی ششم یعنی عالم تک کی تعلیم حاصل کی ساتھ ہی قرأت بروایت حفص کی تکمیل بھی کی۔اس کے بعد دارالعلوم مسعودیہ مصباحیہ خساری بہرائچ میں داخلہ لیا اور دو سال پڑھ کر مئی ۲۰۰۹ء میں وہیں سے دستار فضیلت حاصل کی۔فضیلت کے بعد تدریس کو اپنا مشغلہ بنایا چنانچہ ۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۸ء تک تدریس سے وابستہ رہے اور سب سے پہلے عروس البلاد ممبئی کی معروف درگاہ و جامع مسجد حضرت شیخ مصریؒ ایس ایم ڈی روڈ انٹاپ ہل ۳۷ میں امامت وخطابت کی ذمہ داری سنبھالی، دو سال تک وہاں قیام کے بعد مہاراشٹر کے شہر شولا پور منگل ویڑا کے مدرسہ فیضان رضا مہود گئے اور ۲۰۱۵ء تک بحیثیت صدر مدرس وہاں مشغول رہے، ساتھ ہی مکہ مسجد میں امامت کا فریضہ بھی انجام دیا۔اس کے بعد بڑہل گنج کے قریب مجوری ہاٹا بازار ضلع گورکھپور کے مدرسہ عربیہ خواجہ غریب نواز میں تقرر ہوا جہاں ۲۰۱۸ء تک رہے۔

بعد میں وتدریس کا سلسلہ منقطع کر کے یکم مارچ ۲۰۱۸ء کو بغرض ملازمت سعودی عرب کے شہر ریاض چلے گئے اور تا حال وہیں پر ایک کمپنی میں کام کر رہے ہیں۔۲۱ فروری ۲۰۲۲ء میں مجوری، پوسٹ نوادہ، ہاٹا بازار ضلع گورکھپور میں شادی ہوئی، آپ کی ایک بچی ہے۔

مولانا احمد رضا دانش مصباحی (ولادت: ۲۸؍فروری ۱۹۹۰ء بمطابق ۲؍شعبان ۱۴۱۰ھ، بدھ)

مولانا نصر اللہ مرحوم محلّہ تکیہ کے سب سے چھوٹے صاحب زادے ہیں۔ولادت محلّہ تکیہ میں ہوئی۔پرائمری تعلیم از اول تا درجہ چہارم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کی اس کے بعد مدرسہ فیض العلوم محمد آباد میں درجہ پانچ اور اعدادیہ، جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج میں عربی اول اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں از عربی دوم تا فضیلت کی تعلیم مکمل کی۔۲۲؍اپریل ۲۰۱۲ء میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

۲۵ مارچ ۲۰۱۵ء بروز بدھ ساری ڈیہ، گھوسی کے رہنے والے جناب رضوان احمد صاحب کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔دارالعلوم غریب نواز دُھلیا مہاراشٹر میں ۲۰۱۳ء، دارالعلوم رضویہ آگرہ میں ۲۰۱۴ء و ۲۰۱۵ء اور دارالعلوم رضویہ کیتھون کوٹہ میں ۲۰۱۶ء میں تدریس کے بعد اب گھریلو کاموں میں مشغول ہیں۔

مولانا فیضان رضا نز دمسجد رضا (ولادت: ۴؍اپریل ۱۹۹۰ء بمطابق ۸؍رمضان ۱۴۱۰ھ، بدھ)

مولانا محمد احمد مصباحی سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ کم گو اور خاموش مزاج انسان ہیں۔ مکمل تعلیم جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں ہوئی۔ درمیان میں چھ ماہ مدرسہ فیض العلوم محمد آباد میں بھی پڑھا۔ ۶؍جون ۲۰۱۱ء میں عرس عزیزی کے موقع پر دستار فضیلت ہوئی۔ فراغت کے بعد مختلف مدارس جیسے دار العلوم قادریہ نیاز یہ فیض آباد، دار العلوم فاروقیہ رضائے غوث پونہ مہاراشٹر، دار العلوم اہل سنت رضائے مصطفیٰ کشمیر وغیرہ میں دو سال پڑھانے کے بعد ۲۰۱۳ء میں محمد آباد گوہنہ میں مصباحی پبلیکیشنز کے نام سے ایک مکتبہ قائم کیا اور بطور معاش اسی کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنایا۔

مولانا دانش علی شمسی، مکھلی (ولادت: ۱۰؍اکتوبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۴؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ، پیر)

مولانا دانش علی شمسی، الحاج اشفاق احمد ابن ڈاکٹر اقبال احمد مرحوم کے صاحبزادے ہیں، محلّہ پورب، مکھلی پر مکان ہے اور وہیں پر ولادت ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اس کے بعد مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں اعدادیہ تا عربی سوم، مدرسہ حنفیہ بحر العلوم مئو میں عربی ہفتم پڑھ کر جامعہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو سے ۲۰۱۴ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد تلاش معاش کی فکر میں ۱۰؍مئی ۲۰۱۶ء میں سعودی عرب کا سفر کیا اور دو تین سال بعد وہاں سے وطن واپسی ہوئی اور گھر پر گھریلو کاروبار میں مشغول ہو گئے۔

مولانا شاہد رضا، محلّہ پچھّم (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۸؍رجب ۱۴۱۵ھ، اتوار)

مولانا شاہد رضا شمسی ابن صلاح الدین ابن محمد عمر ابن حبیب اللہ مرحوم کی ولادت یکم جنوری ۱۹۹۵ء میں محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ ناظرۂ قرآن کریم اور درجہ دو تک کی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ کاملیہ انوار العلوم ولید پور میں درجہ تین، چار اور پانچ پڑھا۔ اس کے بعد مدرسہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں داخل ہو کر فارسی تا عربی چہارم کی تعلیم حاصل کی پھر جامعہ شمس العلوم گھوسی میں داخلہ لیا اور فضیلت تک کی تعلیم مکمل کر کے ۷؍مئی ۲۰۱۷ء میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ اساتذۂ کرام میں مولانا وکیل احمد گھوسی، مولانا مختار احمد ناظم ولید پور، مولانا امتیاز احمد گھوسی اور مفتی عالمگیر اشرف مصباحی وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

بریلوی مکتب فکر اور ماضی کے حفاظ کرام

حافظ محمد فولاد مرحوم، گولا بازار

حافظ وقاری محمد امین صاحب مرحوم (۱۹۰۲ء۔۲۰۰۵ء) گولا بازار کے نسب نامہ سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ قاری صاحب مرحوم کے جد امجد یعنی پر دادا ہیں جیسا کہ نیچے ان کے نسب نامہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کے فرزندان سے مراجعت کے بعد بھی امتداد زمانہ کی وجہ سے آپ کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی بس اتنا معلوم ہوا کہ آپ کا انتقال ممبئی میں ہوا تھا اور وہیں تدفین ہوئی، آپ شاید حج کو جا رہے تھے اور راستہ میں انتقال ہو گیا۔

حافظ محمد یعقوب مرحوم، گولا بازار

آپ حافظ وقاری محمد امین صاحب مرحوم (۱۹۰۲ء۔۲۰۰۵ء) گولا بازار کے دادا ہیں جیسا کہ نیچے ان کے نسب نامہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے آپ کے بارے میں بھی کوئی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔

حافظ محمد سعید مرحوم، گولا بازار

حافظ وقاری محمد امین صاحب مرحوم (۱۹۰۲ء۔۲۰۰۵ء) گولا بازار کے والد ہیں جیسا کہ نیچے ان کے نسب نامہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے آپ کے بارے میں بھی کوئی تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔

حافظ وقاری محمد امین نوری مرحوم گولا بازار (۱۹۰۲ء۔۲۰۰۵ء)

آپ کا شمار بھیرہ کے قدیم ترین حفاظ کرام میں ہوتا تھا۔ آپ نے ایک سو تین سال کی طویل عمر پائی۔ والد کا نام حافظ محمد سعید ابن حافظ محمد یعقوب ابن حافظ محمد فولاد تھا۔ محلّہ گولا بازار، بھیرہ میں ۱۹۰۲ء بمطابق ۱۳۱۹ھ میں ولادت ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب گاؤں میں مسلکی اختلاف کا وجود نا کے برابر تھا چنانچہ آپ کی پرائمری تعلیم دیوبندی مکتب فکر کے مدرسہ نور الاسلام

ولید پور میں ہوئی اور حفظِ قرآن کریم کی تعلیم آپ نے اسی جماعت کے مدرسہ دار العلوم مئو سے حاصل کی پھر مدرسہ قرآنیہ چمپارن، بہار سے دور مکمل کیا۔ آپ کی پرائمری و فارسی تعلیم کے اساتذہ میں حافظ نظام الدین گھوسی اور ماسٹر محمد رفیع محمد آباد جبکہ حفظ قرآن کے اساتذہ میں قاری ریاست علی اور حافظ عبد الحفیظ معروف بہ حافظ بادشاہ کے نام شامل ہیں۔

درس و تدریس

تعلیم سے فراغت کے بعد ایک لمبی مدت تک گھر ہی پر مقیم تھے۔ رمضان کے مہینہ میں محلّہ بھٹی، ولید پور کی ایک مسجد میں نماز تراویح پڑھاتے اور گاؤں کی مسجد ابوحنیفہ (کھیت والی مسجد) میں امامت کرتے تھے، سماجی اور ملی کاموں میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ کم و بیش پچیس تیس سال تک آپ کی خاطر خواہ مشغولیات کا علم نہیں ہو سکا کیوں کہ دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد آپ کے دستاویزات محفوظ نہیں رہ سکے لیکن ۱۹۶۱ء سے ریکارڈ ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۶۱ء سے ۲۶ر جولائی ۱۹۸۴ء یعنی تئیس سال تک آپ نے مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں تدریس کی خدمت انجام دی، اس کے بعد ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۸ء یعنی چودہ سال تک جامعہ رضویہ نور العلوم مہراج گنج میں استاذ رہے۔ ایک بار مہراج گنج کے دورانِ قیام وہاں سے اپنے وطن بھیرہ واپس آ رہے تھے، راستہ میں گھوسی میں گاڑی سے گر پڑے اور کمر و کولہے کے حصہ میں شدید چوٹ آ گئی جس کی وجہ سے دوبارہ مدرسہ نہیں جا سکے اور زندگی کے بقیہ ایام یہیں گزارے یہاں تک کہ ۲۴ر اکتوبر ۲۰۰۵ء بمطابق ۲۱ر رمضان ۱۴۲۶ھ بروز پیر اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا اصلاحی تعلق مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خانؒ (۱۸۹۲ء۔۱۹۸۱ء) سے تھا۔ یکے بعد دیگرے آپ کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔ پہلی شادی عبد القادر صاحب جہانا گنج ضلع اعظم گڑھ کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے تین بچیاں اور ایک بچہ کی ولادت ہوئی۔ دوسری شادی محمد حسن صاحب پورہ دلہن، مبارکپور، اعظم گڑھ کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے چھ بچے (ماسٹر فضل الرحمٰن مرحوم، حافظ فیض الرحمٰن مرحوم، محفوظ الرحمٰن، عتیق الرحمٰن نیتا، عطاء الرحمٰن، مجیب الرحمٰن) اور پانچ بچیوں کی ولادت ہوئی۔ ۲۱ر رمضان ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۴ر اکتوبر ۲۰۰۵ء بروز پیر آپ کا انتقال ہوا۔

حافظ فیض الرحمٰن مرحوم، گولا بازار (۱۹۶۲ء۔۲۰۱۷ء)

لمبا قد، لمبا چہرہ، چہرے پر سفید ڈاڑھی، متوسط جسم اور سر پر لمبی ٹوپی پہنتے تھے۔ گاؤں کی سیاست میں کافی دلچسپی لیتے، تقریباً پوری زندگی بہوجن سماج پارٹی سے منسلک رہے۔ ۵/جون ۱۹۸۸ء کو گرام پنچایت میں ہونے والے پردھانی کے الیکشن میں حصہ لیا، ممبری اور بی ڈی سی وغیرہ کا الیکشن بھی لڑتے رہے لیکن جہاں تک یاد آتا ہے کبھی کامیابی میسر نہ ہوسکی۔ آپ قاری محمد امین صاحب مرحوم کے دوسرے لڑکے ہیں۔ ۱۵/اگست ۱۹۶۲ء بمطابق ۱۴/ربیع الاول ۱۳۸۲ھ بروز بدھ، گولا بازار میں ولادت ہوئی۔ اطفال تا درجہ اول کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی، درجہ دوم تا پنجم اور حفظ قرآن کریم کی تعلیم کی تکمیل مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں کی۔ حفظ قرآن کی تکمیل سے قبل مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد اور مدرسہ اسلامیہ سیمرا ضلع بیتیا، بہار میں بھی آپ نے تعلیم حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد گھریلو کاموں میں مشغول ہوگئے اور تا حیات اسی میں لگے رہے۔ آخری وقت میں تعویذ اور عملیات وغیرہ کا کام بھی کرنے لگے تھے۔

یکم جون ۱۹۷۲ء میں محمد ہارون صاحب خیرآباد کی لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا تھا۔ آپ کی تیرہ اولاد (دس بیٹے اور تین بیٹیاں) ہیں۔ ۲۸/جنوری ۲۰۱۷ء بمطابق ۳۰/ربیع الاخر ۱۴۳۸ھ بروز سنیچر انتقال ہوا۔

☆☆☆

بریلوی مکتب فکر کے موجودہ حفاظ کرام

حافظ ابوالناشد ضیائی، محلّہ پورب (ولادت: ۱۹۶۹ء بمطابق ۱۳۸۹ھ)

نام ابوالناشد فیضان احمد ابن عین الحق ابن غلام محمد ابن حاجی محمد صابر ہے۔ ولادت محلّہ پورب بھیرہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم اور حفظ قرآن پاک کی تعلیم مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم خیر آباد میں حاصل کی۔ ۱۹۹۲ء میں محمد طاہر امجد نگر گھوسی کی دختر کے ساتھ شادی ہوئی، آپ کی چھ اولاد (تین بچے اور تین بچیاں) ہیں۔

حافظ غلام یاسین، محلّہ دکھن (ولادت: ۱۸/اپریل ۱۹۷۱ء بمطابق ۲۲/صفر ۱۳۹۱ھ، اتوار)

حافظ غلام یاسین ابن محمد وزیر ابن حاجی رحمت اللہ ابن محمد خوشحال مرحوم کی ولادت محلّہ دکھن بھیرہ میں ہوئی۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ سے پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد مختلف مدارس سے ہوتے ہوئے آخر میں مدرسہ مدینۃ العلوم چورو، راجستھان سے ۱۹۹۰ء میں کلام پاک کا حفظ مکمل کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد سنی جامع مسجد چورو میں چھ ماہ تک آپ تدریس اور امامت سے منسلک رہے پھر ڈھائی سال تک جامع مسجد غوثیہ جی لم سر چورو میں رہے۔ اس کے بعد ڈیڑھ سال کے لیے مدرسہ سراج العلوم بڑہل گنج چریا کوٹ چلے آئے اور پھر مدرسہ اشرفیہ عزیز العلوم اُچواں غازیپور میں ۲۰۰۰ء تک پڑھایا۔ ۱۹۹۲ء میں حافظ محمد اسحاق بھات کول کی دختر کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے سات اولاد (پانچ بچے اور دو بچیاں) ہیں۔

حافظ عبدالسلام رضوی، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۱۸/جون ۱۹۷۱ء بمطابق ۲۳/۴/۱۳۹۱ھ، جمعہ)

نام عبدالسلام ابن حاجی فیاض احمد ابن محمد خلیل مرحوم ہے۔ ولادت، بڑھئی ٹولہ، محلّہ پورب، بھیرہ میں ہوئی۔ ناظرہ تا درجہ پانچ کی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کی پھر حفظ قرآن کریم کے لیے مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد میں داخلہ لیا اور نومبر ۱۹۹۶ء میں تکمیل ہوئی۔

اس کے بعد سنبھل ضلع مرادآباد کے ایک مدرسہ اور جامعۃ القراء کھدرا لکھنؤ میں ایک ایک سال قرأت پڑھی پھر مدرسہ اظہار العلوم، جہانگیر گنج، امبیڈکر نگر، اتر پردیش میں فارسی اور عربی اول پڑھا لیکن اس کے بعد تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا اور مولانا مفتی احمد القادری مصباحی کی معرفت بغرض ملازمت امریکہ چلے گئے جہاں شکاگو میں سنی مسلم سوسائٹی کے تحت چلنے والے کسی ادارہ میں ۲۱ر نومبر ۲۰۰۰ء سے تین سال تک ملازم رہے، اس کے بعد حجاز فاؤنڈیشن مکہ مسجد ہیوسٹن ٹیکساس میں سات ماہ، گجراتی مسلم سوسائٹی شکاگو میں کم وبیش ڈیڑھ سال، مکہ مسجد (IDE) آئی ٹی بلورڈ ڈیلس ٹیکساس اور اسلامک اکیڈمی پلانو ٹیکساس میں ساڑھے تین سال، دعوت اسلامی شکاگو میں پانچ سال (دسمبر ۲۰۰۷ء۔ دسمبر ۲۰۱۲ء) امامت کے فرائض کی انجام دہی میں مشغول رہے۔ اس کے بعد کم وبیش چار سال مزید امریکہ میں مقیم رہے لیکن اس دوران مستقل طور پر امامت سے منسلک نہیں رہے اور تقریباً سولہ سال امریکہ میں ملازمت کے بعد ۳۰ر نومبر ۲۰۱۶ء میں وطن واپس ہوئے۔

۲۰۱۲ء میں فاطمۃ الزہرا سوسائٹی قائم کر کے مدرسہ گلشن فاطمہ کے نام سے گاؤں میں ایک نسواں مدرسہ قائم کیا جس میں دو معلمات کے ذریعہ کم وبیش پچاس طلبہ وطالبات کو قرآن کریم کا ناظرہ اور درجہ پانچ تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مدرسۃ البنات العزیزیہ خیر العلوم کے قیام، مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم اور مسجد قدم رسول کی تعمیر جدید میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔

امریکہ سے واپسی کے بعد ۸ر مئی ۲۰۱۸ء بروز منگل جناب مقصود احمد صاحب، یوسف پور، چریا کوٹ کی لڑکی کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔

حافظ عبد السبحان شمسی، محلّہ پچھمّ (۱۹۷۲ء بمطابق ۱۳۹۱ھ)

نام عبد السبحان ابن محمد احسان ابن حبیب اللہ ابن حافظ عبد الواحد مرحوم ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد میں حفظ کی شروعات کی لیکن تکمیل ۱۹۸۹ء میں مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے مدرسہ عزیزیہ قادریہ عظمت گڑھ، مدرسہ کاملیہ انوار العلوم ولید پور اور مدرسہ اسلامیہ امدادیہ، مہروپور، محمد آباد میں تدریس کی خدمت انجام دی۔ ۱۹۹۳ء میں مولانا امجد علی قادری کی دختر

کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے پانچ اولاد ہوئیں، دو کا انتقال ہو گیا اور تین باحیات ہیں۔

حافظ عبد الغفار مصباحی (ولادت: ۲۵/اپریل ۱۹۷۲ء بمطابق ۱۱/ربیع الاول ۱۳۹۲ھ، منگل)

نام عبد الغفار ابن شیخ محمود احمد ابن محمد روزن ابن سکھئی ہے۔ ولادت محلّہ دکھن بھیرہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد میں حفظ قرآن کی شروعات کی اور ۱۹۹۵ء میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تکمیل ہوئی۔

حافظ نظام الدین ضیائی (ولادت: ۱۰/جولائی ۱۹۷۸ء بمطابق ۴/شعبان ۱۳۹۸ھ، پیر)

نام نظام الدین ابن فتح محمد شیخ ابن بقر عید ابن دُبری مرحوم ہے۔ آپ کا تعلق شیخ برادری محلّہ دکھن سے ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور حفظ قرآن کی ابتداء مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں کی لیکن نومبر ۱۹۹۶ء میں مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم محمد آباد گوہنہ میں تکمیل ہوئی۔

۱۸/اگست ۱۹۹۷ء میں عبد الرشید مڑہاں ولید پور کی دختر سے شادی ہوئی، آپ کی چار اولاد ہیں۔ ۱۹۹۷ء تا ۱۹۹۹ء مدرسہ علمیہ ریاض العلوم شیخ پور مسنا، تال نرجا، گھوسی میں آپ استاذ رہے، اسکے بعد جامع مسجد غازی پور، خلد آباد میں تین سال امامت کی پھر مدرسہ کاملیہ ولید پور میں تین سال تک تعلیم دی، بعدہ شیخ واڑہ، محمد آباد گوہنہ میں مدرسہ غوثیہ چشتیہ کے نام سے ۲۰۱۰ء میں ایک مدرسہ قائم کیا جس میں آج بھی تدریس کے ساتھ اس کے انتظامی امور کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں۔ آپ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم اور مدرسہ البنات العزیزیہ بھیرہ کے ناظم اعلی بھی تھے۔

حافظ انیس الرحمٰن شمسی، گولا بازار (ولادت: ۵/جنوری ۱۹۸۰ء بمطابق ۱۶/صفر ۱۴۰۰ھ، سنیچر)

نام انیس الرحمٰن ابن ماسٹر فضل الرحمٰن مرحوم ابن قاری محمد امین ابن حافظ محمد سعید ابن حافظ محمد یعقوب ابن حافظ محمد فولاد ہے۔ آپ کا مکان محلّہ گولا بازار میں لب سڑک واقع ہے اور یہی آپ کی جائے پیدائش ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم میں حاصل کی اس کے بعد حفظ قرآن کی تعلیم کے لیے جامعہ رضویہ نور العلوم، مہراج گنج گئے پھر وہاں سے شمس العلوم

گھوسی چلے آئے اس کے بعد مدرسہ غریب نواز، اعظم گڑھ میں داخلہ لیا اور اخیر میں ۱۲؍نومبر ۱۹۹۸ء بروز اتوار مدرسہ شمس العلوم گھوسی سے فراغت پائی۔ موجودہ مشغولیت اتر پردیش کے کسی مدرسہ میں تدریس ہے۔

حافظ محمد علی شمسی، محلّہ دکھن (ولادت: ۷؍فروری ۱۹۸۰ء بمطابق ۲۰؍ربیع الاول ۱۴۰۰ھ، جمعرات)

نام محمد علی شمسی ابن محمد روزن ابن محمد رمضان ہے، ولادت محلّہ دکھن میں ہوئی شیخواڑہ میں ہوئی۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں ابتدائی تعلیم کے بعد حفظ قرآن کریم کی تعلیم کے لیے مدرسہ ضیاء العلوم خیر آباد میں داخلہ لیا پھر جامعہ شمس العلوم گھوسی چلے گئے اور ۲۱؍نومبر ۱۹۹۶ء میں حفظ قرآن کی تکمیل کی۔ حفظ کلام پاک سے فراغت کے بعد مدرسہ عزیزیہ اہل سنت جمن مسجد رسڑا بلیا میں ۱۹۹۹ء تک تدریس کی خدمت انجام دی اس کے بعد مدرسہ اشرفیہ رضویہ مڑہاں میں استاذ مقرر ہوئے اور تا حال وہیں پر یہ سلسلہ جاری ہے۔

حافظ سلطان احمد ضیائی (ولادت: ۱۵؍اپریل ۱۹۸۴ء بمطابق ۱۲؍رجب ۱۴۰۴ھ، اتوار)

نام سلطان احمد ابن شیخ رفیق احمد ابن لعل محمد ابن سمرو مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ دکھن میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم میں حاصل کرنے کے بعد قرآن کریم کے حفظ کے لیے مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد میں داخل ہوئے اور وہیں سے اکتوبر ۲۰۰۲ء میں فراغت ہوئی۔

حافظ شفیق الرحمٰن، گولا بازار (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۰؍ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ بدھ)

نام شفیق الرحمٰن ابن ماسٹر فضل الرحمٰن مرحوم ابن قاری محمد امین مرحوم ہے۔ پرائمری درجہ چار تک مدرسہ رحیمیہ بھیرہ اور درجہ پانچ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم میں پڑھا اس کے بعد حفظ کلام پاک کے لیے مدرسہ غریب نواز سدھاری، اعظم گڑھ میں داخلہ لیا پھر جامعہ شمس العلوم گھوسی سے ۲۰۰۳ء میں تکمیل ہوئی۔

۷؍ستمبر ۲۰۱۵ء کو غلام نبی اللہ مرحوم، محمد آباد کی دختر سے شادی ہوئی۔ آپ کی موجودہ مشغولیت تدریس ہے، ہندوستان کے مختلف مدارس سے ہوتے ہوئے ۲۱؍اگست ۲۰۱۶ء سے تا حال مدرسہ سراج العلوم پورنیہ ضلع بستی میں استاذ ہیں۔

حافظ ابوشحمہ ضیائی، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۳؍مئی ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۳؍شعبان ۱۴۰۶ھ، سنیچر)

نام ابوشحمہ ابن فضل حق ابن عبدالشکور مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم میں حاصل کرنے کے بعد دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے جید حافظ قرآن حافظ حفیظ الرحمٰن صاحب تانے والا باغ کے گھر پر قرآن کریم کے چودہ پارے حفظ کیا پھر مدرسہ اشرفیہ فیض العلوم محمد آباد میں داخلہ لیا اور دو سال پڑھنے کے بعد مدرسہ گلشن برکات گونڈہ چلے گئے اور وہیں پر تکمیل کی، اس کے بعد جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی سے قرأت کی تعلیم بھی حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ دنوں تک دار الحفظ والقرأت رضا مسجد بھیرہ میں تدریس کا فریضہ انجام دیا۔ رضا مسجد بھیرہ میں ایک دو سال آپ نے تراویح بھی پڑھائی، اس دوران اپنے استاذ اول کو دور میں قرآن سناتے پھر تراویح پڑھاتے تھے۔ ۲۰۰۹ء میں بغرض معاش سعودی عرب چلے گئے، کچھ سالوں تک وہاں کام کرنے کے بعد ملک عزیز واپسی ہوگئی۔

حافظ محمد معراج رضا بھیروی (ولادت: ۱۱؍مارچ ۱۹۸۷ء بمطابق ۱۱؍رجب ۱۴۰۷ھ، بدھ)

نام محمد معراج ابن مولانا عبدالقیوم مصباحی بھیروی ابن محمد عثمان ابن حبیب اللہ مرحوم ہے۔ ولادت شہر بہرائچ کے محلّہ منصور گنج میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ کاملیہ انوار العلوم ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد حفظ قرآن کے لیے ضیاء القرآن مینائیہ گونڈہ میں داخلہ لیا، اس کے بعد جامعہ انوار القرآن بلرام پور چلے گئے اور وہیں سے ۲۰۰۷ء میں حفظ قرآن کریم کی تکمیل ہوئی۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

حافظ اشفاق احمد عزیزی، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۵؍جون ۱۹۸۷ء بمطابق ۸؍شوال ۱۴۰۷ھ، جمعہ)

نام اشفاق احمد ابن ممتاز احمد ابن عبدالغفور ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کی۔ پھر قرآنِ کریم حفظ کرنے کے لیے دار الحفظ والقرأت مسجد رضا، بھیرہ، مدرسہ رضویہ دار العلوم گھوسی، دار العلوم گلشن برکات گونڈہ، بحر العلوم مئو اور جامعہ امجدیہ گھوسی سے ہوتے ہوئے اخیر میں دار الحفظ والقرأت بھیرہ سے ۲۰۰۵ء میں تکمیل ہوئی۔ ۲۰۰۷ء میں قرأت مکمل کی۔

۱۴؍اکتوبر ۲۰۱۴ء میں انوار احمد بڑا گاؤں گھوسی کی دختر کے ساتھ نکاح ہوا۔ تعلیم سے

فراغت کے بعد متعدد مدارس میں تدریس کی خدمت انجام دی لیکن موجودہ مشغولیت گھریلو کاروبار ہے۔

حافظ محمد یونس رضوی (ولادت: ۲/اگست ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۹/ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ، منگل)

نام محمد یونس ابن حاجی فیاض احمد ابن محمد خلیل مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں ہوئی پھر حفظ کے لیے دار الحفظ والقرأت زیر اہتمام رضا مسجد بھیرہ میں داخل ہوئے لیکن فراغت ۲۰۰۹ء میں مدرسہ رضویہ دار العلوم گھوسی سے ہوئی۔ آپ کی موجودہ مشغولیت گھریلو کاروبار ہے۔

حافظ صبیح النبی رضوی، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۴۰۹ھ)

نام صبیح النبی ابن نور الہدیٰ گرافر مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم محلّہ پچھّم میں واقع مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں اور حفظ قرآن کریم کی تعلیم دار الحفظ والقرأت، مسجد رضا بھیرہ، مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد اور مدرسہ رضویہ دار العلوم گھوسی سے حاصل کرنے کے بعد آخر الذکر مدرسہ سے ۲۰۰۱ء میں تکمیل کی۔ ۲۰۱۳ء سے تا حال مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

حافظ محمد احمد امجدی (ولادت: ۱۲/جنوری ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۴/۶/۱۴۰۹ھ، جمعرات)

نام محمد احمد ابن لطیف انور ابن عبد الرضا قادری ابن محمد جنید ابن یار محمد ہے۔ ولادت محلّہ پچھّم میں ہوئی۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی اس کے بعد حفظِ قرآن کریم کے لیے دار الحفظ والقرأت مسجد رضا بھیرہ میں داخل ہوئے پھر مدرسہ برکات العلوم سرسہوا میر گنج، سنت کبیر نگر اور دار العلوم حق الاسلام لال گنج بستی گئے اور یہیں سے ۲۰۱۱ء اور ۲۰۱۲ء میں بالترتیب فراغت حاصل کی۔ ۱۱/مئی ۲۰۱۵ء میں بغرض ملازمت سعودی عرب گئے اور ۲۰/جولائی ۲۰۱۶ء کو واپسی ہوئی۔

حافظ وارث علی مصباحی، مکھلی (ولادت: ۶/اپریل ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۰/رمضان ۱۴۱۱ھ، سنیچر)

وارث علی ابن حاجی اشفاق احمد ابن ڈاکٹر اقبال احمد مرحوم کی پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی پھر حفظ قرآن کے لیے دار الحفظ والقرأت بھیرہ میں داخلہ لیا۔ اس کے بعد

جامعہ اشرفیہ مبارکپور گئے اور ۲۰۱۰ء میں جامعہ ہذا سے فراغت ہوئی۔

حافظ محمد صادق رضا، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۴؍مئی ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۹؍شوال ۱۴۱۲ھ، اتوار)

نام محمد صادق رضا ابن محمد عزیر ابن محمد عمر ابن حبیب اللہ مرحوم ابن حافظ عبد الواحد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھمّ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد دار الحفظ والقرأت مسجد رضا میں حفظ قرآن کی ابتداء کی لیکن بعد میں مدرسہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں داخلہ لیا اور ۲۰۰۵ء میں دار الحفظ والقرأت مسجد رضا بھیرہ سے فراغت ہوئی۔ اساتذۂ کرام میں قاری محمد امین صاحب اور قاری نور الحق صاحب کے نام ہیں۔

۲۰۱۷ء میں نوادہ، مبارکپور میں شادی ہوئی، ایک بچہ اور ایک بچی کی شکل میں آپ کی دو اولاد ہیں۔ موجودہ مشغولیت درس وتدریس اور امامت ہے۔

حافظ جمیل الرحمٰن، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۳۰؍جون ۱۹۹۳ء بمطابق ۹؍محرم ۱۴۱۴ھ، منگل)

نام جمیل الرحمٰن ابن حافظ فیض الرحمٰن مرحوم ابن حافظ وقاری محمد امین ابن محمد سعید ابن حافظ محمد یعقوب ابن حافظ فولا دہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھمّ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد دار الحفظ والقرأت، رضا مسجد محلّہ پورب بھیرہ میں حفظ قرآن کریم کی شروعات کی پھر دار العلوم صدر الشریعہ بھیرہ میں داخل ہوئے، اس کے بعد جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا جہاں سے ۱۰؍اگست ۲۰۰۹ء کو سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۵ء مدرسہ عربیہ نور العلوم ریوری ڈیہہ، ندوا سرائے، گھوسی، مئو میں تدریس کی خدمت انجام دی۔ موجودہ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد دانش، محلّہ پورب (ولادت: ۳؍جولائی ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۲؍محرم ۱۴۱۴ھ، جمعہ)

نام محمد دانش رضا مصباحی ابن غفران احمد ابن عین الحق مرحوم ابن غلام محمد ابن محمد صابر ابن عبد الکریم ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھمّ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد دار الحفظ والقرأت، رضا مسجد محلّہ پورب بھیرہ میں حفظ قرآن کریم کی شروعات کی لیکن بعد میں مدرسہ رضویہ بدر العلوم گھوسی میں داخلہ لیا اور ۲۲؍جولائی ۲۰۰۹ء بروز بدھ مدرسہ ہذا سے تکمیل

ہوئی۔ آپ عالم دین بھی ہیں اور درس نظامی کی تعلیم جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں حاصل کر کے ۷؍فروری ۲۰۱۹ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد دار العلوم گلشن مصطفیٰ، طیبہ پیلی بھیت، یوپی سے آپ نے اپنی تدریس کی شروعات کی اور فی الحال یوپی کے ضلع کشی نگر میں درس وتدریس کے ساتھ امامت کی مشغولیت ہے۔

حافظ محمد شاہد رضا، تانے والا باغ (ولادت: ۳؍جنوری ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۹؍رجب ۱۴۱۴ھ، اتوار)

نام محمد شاہد رضا ابن حاجی جمیل احمد ابن عین الحق مرحوم ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد دار الحفظ والقرأت، مسجد رضا بھیرہ میں حفظ قرآن کی ابتداء کی لیکن بعد میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا اور اس کے بعد ۲۵؍مئی ۲۰۱۴ء میں مدرسہ انوار العلوم کاملیہ ولید پور سے تکمیل ہوئی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد ابراہیم، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۳؍اپریل ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۰؍شوال ۱۴۱۴ھ، سنیچر)

نام محمد ابراہیم ابن حاجی فیاض احمد ابن خلیل احمد ابن عبد اللہ ابن محمد اسحاق ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد دار الحفظ والقرأت مسجد رضا بھیرہ میں حفظ قرآن کریم کی ابتداء کی لیکن بعد میں جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج چلے گئے، اس کے بعد وہاں سے مدرسہ رضویہ بدر العلوم گھوسی میں داخلہ لیا اور اخیر میں مدرسہ اشرفیہ سراج العلوم نوادہ، مبارکپور سے ۲۰۱۱ء میں فراغت حاصل کی۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ محمد مصطفیٰ، محلّہ پچھّم (ولادت: ۷؍جولائی ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۷؍محرم ۱۴۱۵ھ، جمعرات)

نام محمد مصطفیٰ ابن محمد سلیم ابن محمد اسحاق مرحوم ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں ناظرہ تا درجہ دو اور مدرسہ کاملیہ انوار العلوم ولید پور میں درجہ تین تا پانچ کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد حفظِ قرآن کریم مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم خالص پور ادری میں دو سال، مدرسہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم ادری میں ایک سال، مدرسہ عزیز العلوم محسن پورہ مئو میں تین سال اور اخیر میں مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیر آباد میں ایک سال پڑھ کر ۲۰۱۸ء میں یہیں سے فراغت حاصل کی۔

محمد کاظم رضا مصباحی (ولادت: ۲۸؍ستمبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۱؍ربیع الآخر ۱۴۱۵ھ، منگل)

نام محمد کاظم رضا ابن محمد عزیر ابن محمد عمر ابن حبیب اللہ مرحوم ابن عبد الواحد ہے۔ پرائمری

تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد دار الحفظ والقرأت مسجد رضا بھیرہ میں حافظ ابوشحمہ کی زیر تدریس حفظ قرآن کی ابتداء کی لیکن بعد میں مدرسہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ میں داخلہ لے لیا اور ۲۰۱۶ء میں حافظ وقاری نور الحق صاحب کی زیر نگرانی وہیں سے فراغت ہوئی۔ موجودہ مشغولیت گھریلو کاروبار ہے۔

حافظ عطاء الصمد (ولادت: ۱۰/اکتوبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ، پیر)

نام عطاء الصمد ابن محمد احمد مرحوم ابن عین الحق مرحوم، تانے والا باغ ہے۔ پرائمری تعلیم ماسٹر انوار اللہ صاحب سے مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں قرآن کریم حفظ کیا پھر بغرض معاش سعودی عرب چلے گئے اور ۲۰۱۶ء میں واپسی ہوئی۔

حافظ افضال احمد، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۶/اکتوبر ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ، منگل)

نام افضال احمد ابن ممتاز احمد ابن عبد الغفور ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم میں پرائمری تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد حفظ قرآن مجید کی ابتداء مدرسہ احسان العلوم گھوسی ضلع مئو میں حافظ ابوشحمہ بھیرہ کی زیر نگرانی کی لیکن بعد میں مدرسۃ الحنفیہ سنیہ مالیگاؤں چلے گئے اور وہاں پر قاری عبد الرحیم صاحب کی شاگردی میں ۲۸/اگست ۲۰۰۹ء میں حفظ قرآن مکمل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ احسان العلوم گھوسی میں کچھ دنوں تک درس وتدریس کی خدمت بھی انجام دی۔ موجودہ مشغولیت بچوں کو ٹیوشن پڑھانا اور کپڑے کی کڑھائی وغیرہ ہے۔

حافظ محمد کلیم رضا کاملی (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۹/رجب ۱۴۱۵ھ، اتوار)

محمد کلیم ابن محمد حنیف انصاری مرحوم ابن حبیب اللہ مرحوم کی ولادت محلّہ پچھّم میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد حفظ کے لیے دار الحفظ والقرأت مسجد رضا بھیرہ میں داخلہ لیا اور ۲۵/جون ۲۰۱۴ء کو مدرسہ کاملیہ انوار العلوم ولید پور سے فراغت ہوئی۔ ۲۰۱۳ء تا ۲۰۱۵ء دار البنات نصو پور میں آپ نے تدریس کی خدمت انجام دی لیکن بعد میں یہ سلسلہ ترک کر کے گھریلو کاروبار میں مشغول ہو گئے۔

حافظ عبد الرحمٰن اویسی، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۸/دسمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۷/شعبان ۱۴۱۷ھ، سنیچر)

نام عبد الرحمٰن ابن حاجی عبد السلام ابن محمد یاسین مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ احسان العلوم گھوسی، مئو، جامعہ اشرفیہ فیض العلوم

چاندہ بازار سلطان پور اور مدرسہ اعجاز القرآن کھیتا سرائے ضلع جون پور میں قرآن پاک حفظ کیا۔

حافظ فرحان احمد، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲۰؍فروری ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۲؍شوال ۱۴۱۸ھ، جمعرات)

نام فرحان ابن فیضان احمد ابن عین الحق مرحوم ابن غلام محمد ابن حاجی محمد صابر ابن عبدالکریم ابن محمد رمضان ابن محمد طول مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی اس کے بعد مدرسہ کاملیہ انوار العلوم ولید پور میں حفظ قرآن کی ابتداء کی لیکن بعد میں وہاں سے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد چلے گئے اور اخیر میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے ۷؍فروری ۲۰۱۹ء کو تکمیل ہوئی۔

حافظ نجم الدین، محلّہ پچھّم (ولادت: ۵؍نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۹؍شعبان ۱۴۲۲ھ، اتوار)

نام نجم الدین ابن عمر فاروق ابن امیر احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم میں پرائمری تعلیم حاصل کی پھر مدرسہ فیض العلوم محمد آباد میں حفظ قرآن کی شروعات کی اور وہاں سے مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں داخل ہو کر ۲۰۱۹ء میں فراغت حاصل کی۔ حفظ کے اساتذہ میں حافظ محمد تعویل، حافظ محمد قاسم اور قاری نور الحق ہیں۔ مشغولیت پارچہ بافی ہے۔

حافظ مبارک حسین، محلّہ پچھّم (ولادت: ۷؍مارچ ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۳؍ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ، جمعرات)

نام مبارک حسین ابن محمد اسلم ابن محمد احسان ابن حبیب اللہ مرحوم ابن حافظ عبدالواحد مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد ۷؍مئی ۲۰۱۸ء کو مدرسہ ضیاء العلوم خیر آباد سے حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔

حافظ لاریب دانش کاملی (۳؍جولائی ۲۰۰۳ء بمطابق ۲؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ، بدھ)

نام لاریب دانش ابن ظفر احمد ابن عبدالغنی مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ کاملیہ انوار العلوم ولید پور میں حافظ محمد مزمل ضیائی ابراہیم پور کی زیر نگرانی ۱۳؍اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعہ حفظ قرآن کریم کی تکمیل کی۔

حافظ شبیہ رضا نزد مسجد رضا، مقیم امریکہ

مولانا احمد القادری مصباحی کے سب سے چھوٹے لڑکے ہیں۔ پرائمری تعلیم گاؤں میں مکمل کرنے کے بعد غالباً ابھی حفظ قرآن مجید کے طالب علم تھے جب ہی اپنے والد کے ساتھ امریکہ چلے گئے اور وہیں پر حفظ کی تکمیل ہوئی۔ آپ مستقل طور پر امریکہ میں ہی مقیم ہیں۔

مسلم گریجوئیٹس / پوسٹ گریجوئیٹس

ماسٹر نذیر احمد محلّہ پورب (ولادت: یکم اگست ۱۹۴۸ء بمطابق ۲۵ / رمضان ۱۳۶۷ھ، اتوار)
نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ریٹائرڈ اردو ٹیچر ہیں۔ ابھی بی ایڈ کے طالب علم تھے کہ ۱۹۷۷ء کے شروعات میں مذکورہ کالج میں آپ کا تقرر ہو گیا تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جنوری ۲۰۱۱ء سے دسمبر ۲۰۲۰ء، دس سال کی مدت تک گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ نام نذیر احمد ابن عبدالحکیم مرحوم ابن حاجی امان اللہ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مکمل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم میڈل اسکول محمد آباد گوہنہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے ۱۹۶۶ء میں ہائی اسکول کیا پھر انٹر میں دو سال ناکام ہو جانے کی وجہ سے ۱۹۷۰ء میں شبلی کالج اعظم گڑھ سے انٹر کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد ۱۹۷۳ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے جیوگرافی، سائیکولوجی اور اردو (Geography, Psychology & Urdu) میں بی اے کیا۔ ۱۹۷۶ء میں مذکورہ کالج سے ہی اردو میں ایم اے کی ڈگری حاصل کی اور ایک سال بعد ۱۹۷۷ء میں شبلی کالج سے ہی بی ایڈ کیا۔ (اس وقت شبلی نیشنل پی جی کالج کا الحاق ویر بہادر پوروانچل یونیورسٹی کے بجائے گورکھپور یونیورسٹی سے تھا)، اس لیے اس کی ڈگری بھی گورکھپور یونیورسٹی سے ہی دی جاتی تھی۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بچے اور بچیوں کی شادیاں بچپن میں ہی کر دی جاتی تھیں چنانچہ ماسٹر موصوف کا نکاح بھی عبدالمجید مرحوم بڑھئی ٹولہ کی دختر کے ساتھ اُس وقت کر دیا گیا تھا جب آپ پرائمری درجات کے طالب علم تھے اور رخصتی ۱۹۶۵ء کے بعد تقریباً سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں ہوئی۔ چونتیس سال کی طویل ملازمت کے بعد جون ۲۰۱۱ء میں آپ ریٹائرڈ ہوئے اور ریٹائرمنٹ کے بعد گھریلو ذمہ داریوں میں مشغول ہیں۔ آپ کی اولاد میں تین بچے اور دو بچیاں ہیں۔

ڈاکٹر حسام الدین، محلّہ تکیہ (ولادت: ۹؍جون ۱۹۴۹ء بمطابق ۱۲؍شعبان ۱۳۶۸ھ، جمعرات)

ابتداء سے ہی پتلے دبلے، نحیف ولاغر جسم، لمبا چہرہ، مشرع ڈاڑھی اور قدرے لمبے قامت والے انسان ہیں۔ کرتا پائجامہ اور سر پر لمبی ٹوپی آپ کا مستقل لباس ہے۔ حضرت مولانا عبدالستار صاحب مرحوم کے چھوٹے بیٹے اور مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب کے برادر خرد ہیں۔ تعلیمی بیک گراؤنڈ اور پیشہ کے اعتبار سے آیورویدک وہومیو پیتھ کے قدیم ڈاکٹر ہیں لیکن ظاہری شکل وصورت اور فکری اعتبار سے ایک عالم دین نظر آتے ہیں۔ بلاشبہ یہ آپ کے دیندار گھرانے کے ماحول اور والد مرحوم کی تربیت کا ثمرہ ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۳ء میں ہائر سیکنڈری اور ۱۹۶۵ء میں انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے مکمل کی۔ اس کے بعد گھریلو ناموافق حالات کی وجہ سے تعلیمی سلسلہ موقوف ہوگیا لیکن کئی سال بعد جب حالات سازگار ہوئے تو دوبارہ آپ نے اشہب علم کو مہمیز لگائی اور تلک دھاری پی جی کالج، جون پور (TD PG College, Jaunpur) سے ۱۹۷۴ء میں بی ایم ایس ر بی اے ایم ایس (Bachelor of Ayurvedic Medicine and Surgery) کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم کی تکمیل کے ایک سال بعد ۱۹۷۵ء میں پریکٹس شروع کی چنانچہ کم وبیش بیالیس سال سے خیرآباد بازار میں واقع آپ کی ہومیو پیتھ کلینک کا لوگ مشاہدہ کرتے چلے آرہے ہیں لیکن گزشتہ ایک دوسال سے طبیعت کی بڑھی ہوئی ناسازگی اور کمزور صحت کی وجہ سے یہ سلسلہ موقوف ہوگیا ہے اور گھر ہی پر ایک دواخانہ کھول کر مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے لائق فرزند جناب ظفیر الحسن صاحب اپنے برادر خرد حافظ محمد طاہر کے ساتھ اپنے والد کے پیشہ کو آگے بڑھا رہے ہیں، آپ نے خیرآباد کلینڈر پر ہومیو پیتھ دواؤں کا ایک میڈیکل اسٹور بھی قائم کرلیا ہے۔

۱۹۶۵ء میں عبدالغفور صاحب محلّہ پورہ دلہن، مبارکپور، اعظم گڑھ کی دختر کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ساٹھ سال کی طویل رفاقت کے بعد ۴ فروری ۲۰۲۵ء بروز منگل اپنی عمر طبعی پوری کرنے کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ اس دار فانی سے رخصت ہوگئیں۔

محبوب احمد انصاری نزد مدرسہ رحیمیہ (۱۹۴۹ء۔۲۰۲۵ء)

مفصل تذکرہ شعراء کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۶۱۶ پر آ رہا ہے۔

ریاض احمد، محلّہ تکیہ مقیم دہلی (ولادت: یکم جون ۱۹۵۰ء بمطابق ۱۵ر شعبان ۱۳۶۹ھ، جمعرات)

ریاض احمد ابن محمد رمضان تعلیم کی تکمیل کے بعد تلاش معاش کی فکر میں دہلی چلے گئے اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ وطن آنا جانا بہت کم بلکہ نا کے برابر ہو گیا۔ خاکہ لکھتے وقت مواد کی فراہمی کے لیے آپ سے گفتگو کے بعد اندازہ ہوا کہ طبیعت کے اندر سنجیدگی اور باوقار شخصیت ہونے کے باوجود سماجی اور معاشرتی اختلاط (Social Gathering) کا مزاج نہیں ہے۔ بچپن میں محلّہ کی مسجد میں مجھے ایک آدھ ملاقات یاد آتی ہے، آپ لمبے قد و قامت اور متوسط جسم والے انسان ہیں۔ نام ریاض احمد ابن محمد رمضان ابن حاجی عبدالرؤوف مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ سے حاصل کرنے کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں درجہ چھ میں داخلہ لیا اور سیکنڈری اسکول کی تعلیم وہیں مکمل کی۔ پھر ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۹ء میں بالترتیب ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کا امتحان ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے پاس کیا، اس کے بعد ۱۹۷۱ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۷۳ء میں گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور سے اقتصادیات میں ماسٹر (MA in Economics) کیا۔

۱۹۷۴ء میں ملازمت کے لیے دہلی گئے اور ایک سال تک حکومت دہلی کے ایک ادارہ میں پرائیویٹ طور پر ملازمت کیا پھر ۱۹۷۵ء میں حکومتِ دہلی کے مستقل ملازم ہو گئے۔ پینتیس سال کی طویل ملازمت کے بعد ۳۱ ر مئی ۲۰۱۰ء میں ڈویژنل اکاؤنٹ آفیسر (Divisional Account Officer) کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے اور اب میور ویہار دہلی میں واقع اپنے گھر ہی پر گھریلو ذمہ داریوں میں مشغول ہیں۔

۱۹۷۷ء میں مئو میں فیض الرحمٰن سردار کی لڑکی کے ساتھ آپ کی شادی ہوئی جن سے دو اولاد (ایک لڑکا اور ایک بچ لڑکی) متولد ہوئیں۔ لڑکا علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے انجینئرنگ کر رہا تھا، ۲۰۰۱ء میں ایک دن دہلی سے علی گڑھ جاتے ہوئے اچانک راستہ میں اس کے ساتھ ٹرین حادثہ پیش آ گیا اور اس میں اس کی موت ہو گئی۔ لڑکی نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم بی بی ایس

(MBBS) اور گینالوجی (Gynaecology) کی تعلیم حاصل کی ۔ بدرکہ اعظم گڑھ کے رہنے والے رضوان احمد (B. Tech) نامی ایک لڑکے جو آپ کے مرحوم بیٹے کا دوست تھا سے اس کی شادی ہوئی اور وہ دہلی میں آپ ہی کے ساتھ مقیم ہے۔

ماسٹر نورالعین، محلّہ پچھّم (ولادت: ۴؍جون ۱۹۵۰ء بمطابق ۱۷؍شعبان ۱۳۶۹ھ، اتوار)

پروفیسر اجتباء ندوی مرحوم کے بارے میں قاضی مجاہدالاسلام صاحب مرحوم کا کہنا تھا کہ آپ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے فارغ التحصیل ہیں لیکن فکری اعتبار سے دیوبندی ہیں ایسے ہی پورے وثوق کے ساتھ میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ماسٹر موصوف اپنے تعلیمی بیک گراؤنڈ کے اعتبار سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ہیں لیکن ظاہری شکل وصورت اور فکری اعتبار سے مکمل طور پر دیندار انسان ہیں۔نماز پنج گانہ کے انتہائی پابند اور چہرہ پر مشرع ڈاڑھی ہم نے اپنے زمانۂ طالب علمی سے ہی دیکھی ہے۔جن اساتذۂ کرام کے سامنے ناچیز کو زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت میسر ہوئی ہے ان میں ایک معزز نام ماسٹر نورالعین صاحب علیگ کا بھی ہے۔ذیل میں ہم ماسٹر موصوف کا مختصر سوانحی خاکہ پیش کررہے ہیں تاکہ گاؤں کی تاریخ کے ساتھ ہماری طرح آپ کے بہت سے شاگردوں کو بھی آپ کے بارے میں معلومات فراہم ہوسکے۔

آپ کی ولادت محلّہ پچھّم بھیرہ کے ایک خوشحال گھرانے میں ہوئی۔ والد مرحوم جناب حبیب اللہ گرہست کا شمار وقت کے متمول اور مالدار لوگوں میں ہوتا تھا۔ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کی۔ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کا امتحان ۱۹۶۷ء اور ۱۹۶۹ء میں بالترتیب ٹاون انٹر کالج محمد آباد سے پاس کیا، اس کے بعد اعلی تعلیم کے حصول کے لیے آپ نے ہندوستان کی معروف علمی دانشگاہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا رخ کیا اور وہاں سے ۱۹۷۳ء میں بی ایس سی آنرز (B.Sc Hons) کی ڈگری حاصل کی۔

مشغولیات

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی ایس سی مکمل کرنے کے بعد جب گھر واپس لوٹے تو معاشی فکر دامن گیر ہوئی اور آپ نے اپنے والد مرحوم کے ساتھ ساڑیوں کی تجارت میں ان کا ہاتھ بٹانا شروع کیا، یہ سلسلہ بلا انقطاع تقریباً پندرہ سولہ سال تک چلا لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تعلیمی پس منظر

اور طبیعت کی افتادعلمی ہونے کی وجہ سے آپ کو یہ پیشہ راس نہیں آ رہا تھا اور ہمہ وقت کسی علمی مشغلہ کی فکر میں رہتے تھے چنانچہ ۱۹۸۹ء میں جب مدرسہ عربیہ نورالاسلام ولید پور میں فوقانیہ کے لیے جگہ خالی ہوئی تو آپ نے تدریس کے لیے وہاں درخواست دے دی جو انتظامیہ کے یہاں باتفاق رائے منظور ہوئی اور آپ وہاں مستقل طور پر انگلش واردو زبان وادب کے استاذ مقرر ہو گئے۔ سابق میں ذکر کر چکا ہوں کہ مدرسہ ہذا کے زمانۂ طالب علمی میں ناچیز کو ماسٹر موصوف سے تلمذ کا شرف حاصل رہا ہے چنانچہ میں نے اردو کے قومی شاعر، میر امن دہلوی کی باغ و بہار اور انٹرمیڈیٹ تک انگلش کی کتابیں آپ ہی سے پڑھی ہیں اس لیے یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ ماسٹر صاحب ایک باصلاحیت اور کامیاب مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ محنتی، ایماندار، وقت کے پابند اور اپنی ذمہ داریوں کے تئیں انتہائی مخلص استاذ تھے۔ بوقت ضرورت طلبہ کے ساتھ درشتی و نرمی کا معاملہ فرماتے اور ان کی اصلاح کی پوری کوشش کرتے۔ آپ کے پڑھانے کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ آج آپ جتنا سبق پڑھاتے اگلے روز حرف بہ حرف طلباء سے سنتے اور یاد نہ ہونے کی صورت میں سخت باز پرس کرتے یہی وجہ تھی کہ بہت سے کمزور یا لاپرواہ طلباء بھی سزا کے خوف سے سبق یاد کر کے آپ کی درسگاہ میں حاضر ہوتے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ مدرسہ کے ماحول میں انگلش زبان کی تعلیم سے طلبہ کی بے رغبتی اور عدم دلچسپی کی وجہ سے اخیر تک پہنچتے پہنچتے معدودے چند طلبہ ہی آپ کی جماعت میں باقی رہ جاتے لیکن آپ نے اپنے اصولوں سے کبھی کوئی سمجھوتا (Compromise) نہیں کیا اور اپنے تدریسی معیار سے کبھی نیچے نہیں اترے چنانچہ انٹرمیڈیٹ کے سال میں پروز اور پوئٹری (Prose & Poetry) جیسی مشکل ترین کتابوں کی تشریح بھی انگلش میں ہی کرتے تھے جو ہندی میڈیم کے عصری اداروں میں تو دور کی بات ہمارے علاقہ کے انگلش میڈیم اسکولوں میں بھی دیکھنے کو نہیں ملتی ہے اور ہمیں اس کا فائدہ یہ ہوا کہ آگے کی تعلیم میں وہی ہمارے لیے بنیاد کا درجہ ثابت ہوئی۔ مدارس کے ماحول میں انگلش زبان کے تئیں طلبہ کی بے توجہی پر آپ کو سخت کوفت ہوتی اور آپ اس کے لیے ہمیشہ شاکی رہتے تھے۔ طلبہ سے کہتے کہ انگلش زبان سیکھ لیں ورنہ آنے والے زمانہ میں بہت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ زندگی کے دو دہائی تجربات اور مختلف نشیب و فراز (Up & Downs) سے گزرنے

کے بعد ہمارے سامنے استاذ محترم کی یہ بات حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ ایک بہترین عالم دین کو اگر انگلش زبان پر بھی اچھی دسترس حاصل ہو جائے تو اس کی افادیت دو چند ہو جاتی ہے۔ آج کے اس زمانہ میں ایک تعلیم یافتہ شخص کے لیے انگلش زبان کا نہ معلوم ہونا عیب کی بات ہے لیکن اگر معلوم ہو تو کوئی بہت بڑی بات بھی نہیں کہ یہ وقت کی ضرورت ہے۔ ۱۹۹۸ء میں آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

جون ۲۰۱۲ء میں باسٹھ سال کی عمر مکمل کرنے کے بعد آپ گورنمنٹ سروس سے ریٹائرڈ ہوئے اور اب گھریلو ذمہ داریوں کے انتظام وانصرام میں مشغول ہیں۔ مدرسہ نورالاسلام میں آپ کی مدت تدریس ۲۳ رسال کے طویل عرصہ پر محیط ہے۔

آپ کی پہلی شادی خیرآباد میں جناب امانت اللہ پردھان کی دختر کے ساتھ ہوئی تھی جن سے تین اولاد (امتیاز احمد عرف خرم، اشتیاق احمد قاسمی اور ایک لڑکی) ہیں لیکن بدقسمتی سے ۱۹۸۵ء کے اواخر یا ۱۹۸۶ء کے اوائل میں ان کا انتقال ہو گیا اور دوسری شادی پورہ معروف کے رہنے والے مولانا قاری محمد عثمان قاسمی صاحب مرحوم کی لڑکی سے ہوئی جن سے پانچ بچے (حافظ محمد زکریا، محمد مصطفیٰ، مولوی عبداللہ قاسمی، مولوی وصی اللہ اور ولی اللہ) ہیں۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ استاذ محترم کی عمر میں برکت عطاء فرمائیں۔

عبدالسمیع بھیروی، قانون گو، مقیم مئو (ولادت: یکم جولائی ۱۹۵۱ء بمطابق ۲۵/۹/۱۳۷۰ھ، اتوار)

عبدالسمیع ابن عبدالرشید ابن نظام الدین صاحب (قانون گو) دراصل بھیرہ کے رہنے والے ہیں، محلّہ پورب میں مکان ہے، تعلق حجام برادری سے ہے، آپ حافظ محمد مصطفیٰ عرف نابینا حافظ جی کے حقیقی چچا ہیں لیکن ۱۹۸۳ء میں بھیرہ سے نقل مکانی کر کے منشی پورہ، مئو میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری درجہ چار کے طالب علم تھے کہ دورانِ سال ہی وہاں سے پرائمری اسکول ولید پور چلے گئے اور درجہ چار و پانچ کی تعلیم وہاں مکمل کی پھر ۱۹۶۴ء میں میڈل اسکول محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول، ۱۹۶۶ء میں ٹاون انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ہائی اسکول اور ۱۹۶۸ء میں مذکورہ کالج سے ہی انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ملک عزیز کو آزاد ہوئے ابھی کم وبیش بیس سال گزرے تھے

اوراس وقت متوسط تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے بھی کسی سرکاری نوکری کا حصول آج کے مقابلہ میں قدرے آسان تھا یہی وجہ ہے کہ انٹرمیڈیٹ کی تکمیل کے بعد ہی ۴/اکتوبر ۱۹۶۹ء کو حکومت اتر پردیش کے محکمۂ مال (Revenue Department) میں بوڑھن پور، تحصیل پھولپور ضلع اعظم گڑھ میں بحیثیت لیکھ پال آپ کا تقرر ہوگیا، اس کے بعد ۱۹۷۴ء میں مڑیاہوں تحصیل ضلع جونپور میں ٹرانسفر ہوا پھر ۱۹۷۷ء میں تحصیل محمد آباد جو اس وقت ضلع اعظم گڑھ کا حصہ تھا میں بھیج دیا گیا۔ محمد آباد میں تیرہ سال کی ملازمت کے بعد ۱۷/جولائی ۱۹۹۰ء کو آپ کو ترقی دے کر قانون گو کی حیثیت سے مئو کلکٹریٹ کی ہیڈ آفس میں تعینات کر دیا گیا۔ تقریباً ۴۲/سال کی طویل ملازمت کے بعد بالآخر ۳۰/جون ۲۰۱۱ء کو بحیثیت قانون گو آپ اپنی نوکری سے ریٹائرڈ ہوگئے اور اب گھریلو ذمہ داریوں میں مشغول ہیں۔

۱۹۶۹ء میں امیلا بازار، تحصیل گھوسی ضلع مئو کے رہنے والے جناب محمد اسحاق صاحب مرحوم کی لڑکی سے شادی ہوئی، آپ کی پانچ اولاد (تین لڑکیاں، دولڑکے) ہیں۔ سبھی لڑکیوں کی شادی ہوچکی ہے اور لڑکے مئو میں آپ کے ساتھ رہتے ہیں۔

مولانا ظفر احمد قاسمی مکی، آٹو اسٹینڈ (ولادت ۵/ستمبر ۱۹۵۵ء بمطابق ۱۷/محرم ۱۳۷۵ھ، پیر)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۲۸۰ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

امتیاز احمد، محلّہ پورب (ولادت: ۱۵/اکتوبر ۱۹۵۹ء بمطابق ۱۲/ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ، جمعرات)

نام امتیاز احمد ابن عبد السلام ابن حاجی دین محمد مرحوم ہے۔ آپ مولانا ریاض احمد قاسمی مرحوم اور حافظ اقبال احمد صاحب کے برادر ہیں۔ ولادت محلّہ پورب بھیرہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول اور ۱۹۷۶ء میں ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی اس کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ۱۹۷۸ء میں انٹرمیڈیٹ کی تکمیل کی پھر ۱۹۸۱ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ۱۹۸۳ء میں گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور سے معاشیات میں ماسٹر (Master in Economics) کی ڈگری بھی حاصل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۶؍اگست ۱۹۹۵ء میں اعظم گڑھ شہر کے ایس پی آفس میں بحیثیت کلرک آپ کا تقرر عمل میں آیا لیکن اس کے ایک ہفتہ بعد ہی ڈی آئی جی آفس میں ٹرانسفر ہوگیا اور یہ ملازمت تقریباً تیرہ سال تک چلی، پھر ۲۰۱۱ء میں دوبارہ ایس پی آفس واپس آگئے اور تقریباً پچیس سال کی لمبی ملازمت کے بعد ۳۱؍اکتوبر ۲۰۱۹ء میں وہیں سے ریٹائرڈ ہوئے۔ دوران ملازمت حکومت اتر پردیش کی جانب سے فراہم کردہ پولیس لائن اعظم گڑھ میں آپ کی سرکاری رہائش گاہ تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اب گھریلو ذمہ داریوں میں مشغول ہیں۔

۱۳؍فروی ۱۹۸۴ء کو مبارکپور میں شادی ہوئی، آپ کی چھ اولاد (چار لڑکے اور دو لڑکیاں) ہیں۔ عمر کا بیشتر حصہ آبائی وطن بھیرہ میں گزارنے کے بعد ۱۲؍جون ۲۰۲۰ء کو نقل مکانی کر کے آپ مبارکپور چلے گئے اور اب وہیں مستقل طور پر رہائش پذیر ہیں۔

ماسٹر خیر البشر، محلّہ پورب (ولادت: ۴؍جولائی ۱۹۶۱ء بمطابق ۲۰؍محرم ۱۳۸۱ھ، منگل)

پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی پھر بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ۱۹۷۳ء میں جونیئر ہائی اسکول، ۱۹۷۵ء میں ہائی اسکول اور ۱۹۷۸ء میں انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۸۰ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی کام (B.Com) کیا، اس کے بعد ایم کام میں ایڈمیشن لیا لیکن کسی وجہ سے مکمل نہ ہوسکا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ذاتی دلچسپی کی بنیاد پر آپ نے میڈیکل فیلڈ کی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور ۱۹۸۲ء میں ولید پور بازار میں ایک کلینک قائم کی جو ۲۰۰۴ء تک چلی لیکن بعد میں یہ مشغلہ ترک کر کے درس وتدریس کو اپنا میدان بنایا چنانچہ ۲۰۰۲ میں مدرسہ رحیمیہ کے شعبۂ پرائمری، درجہ چار میں آپ کا تقرر عمل میں آیا، بعد میں ترقی دے کر درجہ پانچ میں کر دیا گیا اور پھر بحیثیت صدر المدرسین ایک لمبی مدت تک آپ نے یہ خدمت انجام دی۔

۱۹۸۱ء میں خلیل احمد مرحوم محلّہ تکیہ بھیرہ کی دختر کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ آپ کی سات اولاد (پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں) ہیں جن میں سے ایک لڑکی کا انتقال ہوگیا ہے۔

ماسٹر شمیم اختر نزد نئی جامع مسجد (ولادت: ۱۰؍جولائی ۱۹۶۱ء بمطابق ۲۶؍محرم ۱۳۸۱ھ، پیر)

نام شمیم اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم ابن عبد المجید مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ

بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں درجہ چھ سے انٹرمیڈیٹ تک کی تعلیم حاصل کی۔ پھر ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۰ء میں بالترتیب ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کرنے کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۱۹۸۲ء میں بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی بعد میں ۱۹۸۴ء میں علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے فیزیکل اینڈ کیمیکل لیب ٹیکنولوجی Diploma in Physical & Chamical Lab Technology میں ڈپلومہ کیا۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۸۵ء میں ممبئی چلے گئے جہاں اکاؤنٹنگ سے متعلق ٹائپنگ وغیرہ سیکھی اور ۱۹۸۶ء کے اخیر میں وطن واپسی ہوئی پھر ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۱ء تک گھریلو کاموں میں مشغول رہے۔ ۱۹۹۲ء میں بغرض ملازمت سعودی عرب چلے گئے اور وہاں چار سال مقیم رہ کر ۱۹۹۵ء کے اخیر میں واپس ہوئے۔ اس کے بعد ۱۹۹۶ء میں حراء انٹر کالج مبارکپور میں استاذ مقرر ہوئے اور یہ سلسلہ بارہ سال یعنی ۲۰۰۷ء تک چلا۔ یہ حراء انٹر کالج مبارکپور کا ابتدائی زمانہ تھا اور اس کو پروان چڑھانے میں آپ اور ماسٹر محمد نعمان صاحب مرحوم ولید پور کا اہم رول رہا ہے۔ ۲۰۰۷ء میں تدریس ترک کر کے تلاش معاش کی فکر میں دوبارہ سعودی عرب گئے اور ۲۰۱۳ء کے اخیر میں واپسی ہوئی۔ وطن واپسی کے بعد گاؤں میں واقع آزاد ملی جونیئر ہائی اسکول میں ۲۰۱۴ء میں ٹیچنگ شروع کی جو ایک سال تک چلی۔ بعدہ وہاں سے مستعفی ہو کر ۲۰۱۵ء اور ۲۰۱۶ء میں گھریلو کاروبار میں مشغول ہو گئے پھر ۲۰۱۷ء میں نگر پنچایت کے وارڈ نمبر چودہ سے سبھا سد کا الیکشن لڑا جس میں کامیابی حاصل ہوئی اور ۲۰۲۳ء میں ہونے والے اگلے الیکشن تک اپنے وارڈ کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں مشغول رہے۔ فی الحال آپ گھریلو کاموں سے منسلک ہیں۔

نومبر ۱۹۹۷ء میں حقیقی ماموں محمد اسماعیل مرحوم خیر آباد، ضلع مئو کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی جن سے سات اولاد (چار لڑکیاں، تین لڑکے) ہیں۔ بڑا لڑکا ہشام اختر گریجویشن کے بعد دلی میں سول سروسیز کی تیاری کر رہا ہے۔

افتخار احمد۔ بابو، محلّہ پورب (ولادت: ۲۰؍جنوری ۱۹۶۵ء بمطابق ۱۷؍رمضان ۱۳۸۴ھ، بدھ)

نام افتخار احمد ابن عبد الحکیم مرحوم ہے، گاؤں میں افتخار بابو کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے

۱۹۷۶ء میں جونیئر ہائی اسکول اور ۱۹۷۸ء میں ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ۱۹۸۰ء میں بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹرمیڈیٹ کیا پھر ۱۹۸۳ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے مکمل کرنے کے بعد وکالت کی تعلیم شروع کی لیکن بوجوہ چند ایک سال بعد ہی اس کو ترک کر کے ۱۹۸۶ء میں مذکورہ کالج سے ہی جغرافیا میں ایم اے (MA in Geography) کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۹۴ء تک گھریلو کاموں میں مشغول رہے۔ اس کے بعد ۱۹۹۵ء میں حکومت اتر پردیش کے ماتحت چلنے والے محکمہ منصوبہ بندی برائے دیہی ترقی (Rural Development Planning Dept.) میں آپ کا تقرر عمل میں آیا اور پہلی پوسٹنگ وکاس بھون، مئو (Development Office, Mau) میں ہوئی جہاں ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۱ء تک کام کرتے رہے پھر محمد آباد گوہنہ میں ٹرانسفر ہو گیا اور ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۷ء تک وہیں رہے لیکن حکومت اتر پردیش نے اپنی ضرورت کے پیش نظر ۲۰۱۷ء میں آپ کا ٹرانسفر ضلع مئو میں امیلا سے آٹھ کلومیٹر قبل بڑراؤنا می بلاک میں کر دیا جہاں ۲۰۲۴ء کے اخیر سال تک برسر ملازمت رہے اور جنوری ۲۰۲۵ء میں ملازمت سے ریٹائرڈ ہو کر اب گھر پر مقیم ہو گئے ہیں۔

۱۹۸۶ء میں حاجی عبد الحفیظ مرحوم نیا پورہ کی دختر کے ساتھ آپ عقد نکاح میں مربوط ہوئے جن سے آپ کی چھ اولاد (چار لڑکیاں، دو لڑکے) ہیں۔

ڈاکٹر نسیم اختر نزد نئی جامع مسجد (ولادت: یکم دسمبر ۱۹۷۰ء بمطابق ۲ رشوال ۱۳۹۰ھ، منگل)

کم گو اور سنجیدہ مزاج شخصیت ہے۔ نام نسیم اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم ابن عبد المجید مرحوم ہے۔ آپ کا موروثی مکان محلّہ پورب میں نئی جامع مسجد کے پاس ہے لیکن غالباً ۲۰۱۳ء میں نقل مکانی کر کے آپ آٹو اسٹینڈ کے پاس لب روڈ واقع اپنے نئے مکان میں منتقل ہو گئے ہیں۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں مکمل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم ۱۹۸۵ء، ۱۹۸۷ء اور ۱۹۸۹ء میں بالترتیب نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں حاصل کی، اس کے بعد CPEH Medical Institute انجان شہید ضلع اعظم گڑھ سے ۱۹۹۳ء میں الیکٹرو ہومیوپیتھی دواؤں کا Doctorate of Medicine in Electro

Homeopathy(MDEH) ایک سالہ کورس کیا۔ ڈاکٹر ایاز احمد صاحب نیا پورہ کے یہاں چند سالوں کی ٹریننگ کے بعد ۱۹۹۲ء میں پرانے ہوٹل پر ایک چھوٹی سی ڈسپنسری قائم کر کے اپنی ذاتی پریکٹس شروع کی لیکن گزشتہ تقریباً پچیس سالوں سے سہارا میڈیکل اسٹور کے نام سے مکھلی پر ایک کامیاب ڈسپنسری چلا رہے ہیں۔ اسی دوران ضلع باندہ صوبۂ اتر پردیش کے ایک میڈیکل کالج سے فاصلاتی نظام تعلیم کے ذریعہ ۲۰۰۱ء میں Diploma in Naturopathy and Yogic Science(DNYS) نامی دو سالہ کورس بھی کیا۔

ابھی آپ ہائی اسکول کے طالب علم تھے کہ ۱۹۸۵ء میں والدین کے ذریعہ آپ کی خالہ زاد بہن (انوار الحق صاحب خیر آباد کی دختر) کے ساتھ آپ کی شادی کر دی گئی جن سے تین بچے اور ایک بچی کی ولادت ہوئی، تینوں بچوں کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا اور مشیتِ ایزدی کچھ ایسی ہوئی کہ مریم نامی آخری بچی (جو بڑی ہو کر مولوی محمد زاہد ولید پور کی زوجیت میں داخل ہوئی) کی ولادت کے چند ساعت بعد بیوی کا بھی انتقال ہو گیا، اس لیے ۱۹۹۴ء میں ضلع مئو میں مدھوبن کے قریب بھوانی سرائے نامی ایک گاؤں میں محمد سلیم صاحب کی بنت عزیز کے ساتھ آپ نے دوسرا نکاح کیا جن سے تین بچے اور دو بچیاں متولد ہیں، یہ بچے بھی اپنی عمر کے اعتبار سے تعلیم کے حصول میں سرگرداں ہیں۔

ماسٹر مرغوب الحق، نیا پورہ (ولادت: ۵/فروری ۱۹۷۱ء بمطابق ۸/ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ، جمعہ)

نام مرغوب الحق ابن ماسٹر عبد السمیع مرحوم ابن محمد نذیر ابن میاں جی ضیاء اللہ ابن محمد امان اللہ ابن محمد حیات مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ نیا پورہ میں ہوئی۔ درجات پرائمری تا جونیئر ہائی اسکول اور منشی وکامل کی تعلیم مدرسہ جامعہ فیض عام مئو میں حاصل کرنے کے بعد تعلیم الدین انٹر کالج مئو سے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ میں انٹرمیڈیٹ مکمل کر کے وہیں سے فارسی زبان وادب میں گریجویشن کی ڈگری حاصل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۸۹ء سے غالباً جون ۱۹۹۰ء تک مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور میں استاذ رہے پھر یکم دسمبر ۱۹۹۰ء میں مدرسہ اسلامیہ جمعیۃ القریش، محلّہ جالندھری، صدر، اعظم گڑھ میں بحیثیت استاذ آپ کا تقرر عمل میں آیا اور تا حال وہیں پر اردو، ہندی، فارسی

اور انگلش درجات عالیہ کے استاذ ہیں۔

۱۱ رمئی ۱۹۹۶ء میں محلّہ پورب، قصبہ لار ضلع دیوریا، گورکھپور میں شادی ہوئی۔ آپ کی سات اولاد (تین لڑکے اور چار لڑکیاں) ہیں۔ سمیہ خاتون نامی ایک بچی کا طویل علالت کے بعد عین شباب کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ دو لڑکیاں جامعۃ الزاہدات، خیرآباد سے عالمہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مومن انصار گرلس انٹر کالج خیرآباد میں انٹرمیڈیٹ کی طالبہ ہیں۔

اپنی ذاتی مشغولیات (Personal Avtivities) کے علاوہ دینی، رفاہی، سماجی اور ملی کاموں میں بھی آپ دلچسپی رکھتے ہیں اور بقدر استطاعت ان میں حصہ لیتے ہیں۔

وکیل احمد، مکھلی (ولادت: ۱۱ رجنوری ۱۹۷۵ء بمطابق ۲۷ رذی الحجہ ۱۳۹۴ھ، جمعہ)

نام وکیل احمد ابن عبد العظیم مرحوم ابن محمد صابر مرحوم ہے۔ مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد سنت گنی ناتھ راجکیہ مہاودیالے محمد آباد گوہنہ سے ۱۹۹۵ء میں گریجویشن پھر پوسٹ گریجویشن کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۲۰۰۰ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ایل ایل بی کا امتحان بھی پاس کیا۔ اُسی سال نثار احمد صاحب پہلوان خیرآباد، اترارى کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی اور آپ کی چار اولاد ہیں۔ مشغولیت پاور لوم پر ساڑیوں کا کاروبار ہے۔ آپ مستقل طور پر خیرآباد میں مقیم ہیں۔

سعید الظفر، محلّہ پورب (ولادت: ۱۵ رمارچ ۱۹۷۵ء بمطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ، سنیچر)

لمبے قد و قامت والے خوش مزاج اور با اخلاق انسان ہیں۔ نام سعید الظفر ابن قمر الدین مرحوم ابن محمد امین مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد جونیئر ہائی اسکول سے انٹرمیڈیٹ تک کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں مکمل کی۔ ۱۹۹۴ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے کیا اور ۲۰۰۰ء میں معلم اردو علی گڑھ سے معلم کا امتحان بھی پاس کیا۔ گریجویشن کی تکمیل کے بعد ۱۹۹۵ء میں ایک سال تک گھریلو کاموں میں مشغول رہے پھر ۱۹۹۶ء میں دہلی چلے گئے جہاں دو سال تک ایک کمپنی میں بحیثیت سپروائزر کام کیا اور ۱۹۹۷ء میں گھر واپس آ کر دوبارہ گھریلو پیشہ میں مشغول ہو گئے، یہ ایک سال ۱۹۹۸ء

تک چلا۔ اس کے بعد ۱۹۹۹ء میں زینب ہاسپیٹل خیر آباد میں ملازمت اختیار کر لی جو ۲۰۰۴ء تک چلی پھر ڈاکٹر پرکاش (جن کے ساتھ آپ زینب ہاسپیٹل میں کام کرتے تھے)، نے محمد آباد میں اپنا ذاتی ہاسپیٹل قائم کیا تو ۲۰۰۵ء سے ۲۰۰۸ء تک ان کے ساتھ کام کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر پرکاش کے یہاں سے مستعفی ہوکر ۲۰۰۸ء میں بغرض ملازمت سعودی عرب کے شہر ریاض چلے گئے اور تا حال وہیں میڈیکل فیلڈ میں کام کر رہے ہیں۔

۱۴/ مارچ ۱۹۹۹ء میں آفاق احمد صاحب کرہاں مئو کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ آپ کی تین اولاد (دو بچے، ایک بچی) ہیں۔

محمد حامد بھیروی ثم مبارکپوری، کارگل یودّھا (ولادت: ۱۵/۷/۵/۱۹۷۵ء بمطابق ۴/۷/۱۳۹۵ھ، منگل)

محمد حامد، مولانا حکیم نذیر احمد بھیروی ابن حاجی محمد صابر ابن حاجی عبدالکریم ابن محمد رمضان مرحوم کی پیدائش محلّہ پچھّم، بھیرہ میں ہوئی لیکن آپ کے والد نے ۵/اپریل ۱۹۸۱ء کو بھیرہ سے نقل مکانی کر کے مبارکپور ضلع اعظم گڑھ کے محلّہ اسلام پورہ میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی تھی اور اُس وقت آپ کی عمر صرف چھ سال تھی اس لیے اپنے والد کے ساتھ آپ بھی مبارکپور چلے گئے اور اب وہیں کے مستقل باشندہ ہو گئے ہیں۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ اشرفیہ مبارکپور میں ہوئی، پھر جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ تک کی تعلیم ایم پی انٹر کالج مبارکپور میں مکمل کی اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۱۹۹۳ء میں اردو، فارسی اور ملیٹری سائنس میں گریجویشن کیا اسی دوران (۱۹۹۲ء۔۱۹۹۳ء) میں National Cadet Corps (NCC) کا کورس کیا جس میں آپ نے پورے اتر پردیش میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد ۲۳/جون ۱۹۹۴ء کو حکومت ہند کے شعبۂ آرمی میں آپ نے ملازمت اختیار کر لی۔ جموں وکشمیر کے ضلع کارگل میں پوسٹنگ ہوئی، آپ کی پوسٹنگ کے پانچ سال بعد ہی مئی ۱۹۹۹ء میں ہند و پاک کے درمیان کارگل کی معروف جنگ (Kargil Conflict) چھڑ گئی جس میں آپ نے بھی بھرپور حصہ لیا اسی وجہ سے علاقہ میں آپ کو کارگل یودّھا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ۱۹۹۷ء میں حکومت ہند کے اخراجات پر اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (IGNOU)، دہلی سے آپ نے ماسٹر ڈگری بھی حاصل کی۔

نعیم اختر نزد نئی جامع مسجد (ولادت: ۱۵؍جنوری ۱۹۸۰ء بمطابق ۲۶؍صفر ۱۴۰۰ھ، منگل)

نام نعیم اختر ابن حاجی نثار احمد مرحوم ابن عبد المجید مرحوم ہے۔ پرائمری و فارسی سال اول کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ اور سال دوم کی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول محمد آباد گوہنہ سے ۱۹۹۳ء میں درجہ آٹھ، ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۷ء میں بالترتیب نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی پھر شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۰۱ء میں بی ایس سی کا امتحان پاس کر ۲۰۰۳ء میں مذکورہ کالج سے ہی ایم اے اردو کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد ویر بہادر سنگھ پوروانچل یونیورسٹی جون پور سے ۲۰۰۶ء میں ایل ایل بی کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چند سالوں تک گھریلو کاموں میں مشغول رہے۔ ۱۰؍مارچ ۲۰۰۹ء میں تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب گئے اور وہاں ایک کانٹریکٹنگ کمپنی میں نرس کی ملازمت اختیار کر لی جو تا حال جاری ہے۔

۲؍مارچ ۲۰۲۳ء میں محلّہ پورہ دیوان، مبارکپور میں شادی ہوئی جن سے عکاشہ نعیم نامی ایک بچہ کی ولادت ہو چکی ہے۔

ماسٹر محمد نعیم، محلّہ پورب (ولادت: ۲۵؍فروری ۱۹۸۰ء بمطابق ۸؍ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ، پیر)

لمبا قد، چہرہ پر سرخ رنگ کی مشرع ڈاڑھی، سر پر گول ٹوپی، تعلیمی بیک گراؤنڈ اور پیشہ کے اعتبار سے ماسٹر، ظاہری شکل وصورت اور فکری اعتبار سے ایک عالم دین، خوش خلق اور خوش مزاج ماسٹر محمد نعیم اعظمی مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب بھیرہ میں پرنسپل ہیں۔ والد مرحوم کا نام حاجی عبد السمیع ابن حاجی محمد صابر مرحوم تھا جو ایک نیک سیرت اور خدا ترس انسان تھے۔ ۱۹۹۰ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد مدرسہ نور الاسلام ولید پور، سنت روپا داس اسکول بھات کول اور جونیئر ہائی اسکول محمد آباد سے ۱۹۹۳ء میں جونیئر ہائی اسکول کی تکمیل کی پھر ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۷ء میں بالترتیب نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ ۲۰۰۰ء میں ڈگری کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کرنے کے بعد ۲۰۰۲ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے سماجیات (Sociology) اور نو سال بعد ۲۰۱۱ء میں مذکورہ کالج سے ہی اردو لٹریچر میں ماسٹر کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اسی دوران ۲۰۰۶ء میں ڈی ڈی پی

(Diploma in Desktop Publishing) اور ۲۰۱۰ء میں انفوٹیک سولوشن کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ محمد آباد سے پی جی ڈی ایف اے (Post Graduate Diploma in Financial Accountacny) میں کمپیوٹر کا کورس کیا۔ ۲۲ر دسمبر ۲۰۰۳ء میں بڑہل گنج میں شادی ہوئی، آپ کی اولاد میں کل پانچ بیٹیاں ہیں۔

مشغولیات

۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۰ء تک مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں تعلیم بالغاں کے عنوان سے شام کی کلاسیز (Evenning Classes) کا انعقاد کیا جو کئی سالوں تک انتہائی خوبصورتی کے ساتھ چلیں۔ مارچ ۲۰۰۳ء سے ستمبر ۲۰۰۶ء تک ہیون گارڈین انگلش میڈیم اسکول خیر آباد میں تدریس کے فرائض کی انجام دہی میں مشغول رہے۔ اکتوبر ۲۰۰۶ء سے مارچ ۲۰۰۸ء تک برجس محمد السکر ان نامی ایڈورٹائزنگ کمپنی، زلفی، سعودی عرب میں ملازمت کی۔ مارچ ۲۰۰۸ء سے نومبر ۲۰۱۰ء تک Saudi Networkers Services (SNS) ریاض، سعودی عرب کے ایڈمن ڈیپارٹمنٹ میں ملازم رہے۔ مارچ ۲۰۱۲ء سے اگست ۲۰۱۵ء تک آزاد ملی جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں بحیثیت پرنسپل استاذ رہے۔ اگست ۲۰۱۵ء سے فروری ۲۰۱۶ء تک مدرسہ عربیہ دار العلوم، محمد آباد گوہنہ میں عارضی تدریس اختیار کی پھر مارچ ۲۰۱۶ء سے تا حال مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں بحیثیت صدر المدرسین تدریس کی ذمہ داریاں بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔

محمد فضیل، محلّہ پورب (ولادت: ۱۵ر جون ۱۹۸۰ء بمطابق ۲ر شعبان ۱۴۰۰ھ، اتوار)

نام محمد فضیل ابن حاجی مشتاق احمد ابن کریم بخش مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول محمد آباد گوہنہ سے ۱۹۹۳ء میں جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۷ء میں بالترتیب نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کر کے شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۰۱ء میں بی ایس سی مکمل کیا، اس کے بعد میرٹھ کی چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی سے ملحق IME Law College Sahibabad. Ghaziabad,UP سے ۲۰۰۶ء میں ایل ایل بی کیا۔

۱۵/اکتوبر ۲۰۱۱ء میں محبوب عالم، موضع کمریا، پوسٹ کھریہانی، ضلع اعظم گڑھ کی لڑکی سے شادی ہوئی جن سے دو بچے اور دو بچیاں ہیں۔ مشغولیت خلیجی ممالک کے لیے ذیلی ایجنٹ (Sub Agent) کے طور پر مین پاور ریکروٹمنٹ کا کام کرتے ہیں۔

عبدالملک، نیا پورہ (ولادت: ۲۵/جون ۱۹۸۱ء بمطابق ۲۲/شعبان ۱۴۰۱ھ، جمعرات)

نام عبد الملک ابن الحاج حکیم ابو بکر ابن مولوی بشیر الدین ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی پھر ۲۰۰۵ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے کی ڈگری اور بعد میں ایم اے اردو کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۰۵ء میں ہی بغرض ملازمت دبئی چلے گئے اور وہاں کی Mattex Dubai LLC نامی کمپنی میں مارکیٹنگ کوآرڈینیٹر کی حیثیت سے کام کرنے لگے جو تا حال جاری ہے۔ ۲۰۱۰ء میں مبارکپور میں شادی ہوئی اور آپ کی دو اولاد (ایک بچی اور ایک بچہ) ہیں۔

ماسٹر محمد کلیم، نیا پورہ (ولادت: ۱۰/مارچ ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ، بدھ)

ماسٹر محمد کلیم کی ولادت ریاض احمد مرحوم ابن حاجی عبد الحفیظ مرحوم محلّہ نیا پورہ کے یہاں ہوئی۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۰۴ء میں بی اے اور ۲۰۰۷ء میں ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں پھر چودھری چرن سنگھ یونیورسٹی میرٹھ سے ۲۰۰۹ء میں بی ایڈ مکمل کیا۔ ایم اے کی تکمیل کے بعد ۲۰۰۸ء میں مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب بھیرہ میں مدرس منتخب ہوئے اور ۲۰۱۷ء یعنی دس سال تک وہاں تدریسی خدمت انجام دی پھر ۲۰۱۸ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں آپ کا تقرر ہوا جہاں ۲۰۱۹ء تک استاذ رہے لیکن بعد میں یہ سلسلہ موقوف ہو گیا اور اب گھریلو کاموں میں مشغول ہیں۔ ۲۰۱۴ء میں حافظ شریف احمد محلّہ اتر ولید پور کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔

مولانا اشتیاق احمد قاسمی (ولادت: ۲۰؍مئی ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۶؍رجب ۱۴۰۲ھ، جمعرات)
مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۴۱ گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

محمد مستقیم، نیا پورہ (ولادت: یکم جولائی ۱۹۸۲ء بمطابق ۸؍رمضان ۱۴۰۲ھ، بدھ)
نام محمد مستقیم ابن الحاج حکیم ابو بکر ابن مولوی بشیر الدین ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد ایس آر ڈی جونیئر ہائی اسکول بھاتکول سے جونیئر ہائی اسکول، نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مولانا آزاد انٹر کالج انجان شہید، اعظم گڑھ سے حاصل کی۔ پھر ۲۰۰۳ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد بغرض ملازمت کئی سال سعودی عرب کے شہر جدہ میں مقیم رہے۔ موجودہ مشغولیت ولید پور میں حکیمی دواخانہ ہے۔ ۲۰۱۰ء میں ولید پور کے رہنے والے جناب محمد رفیق صاحب مرحوم کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی، آپ کی دو اولاد ہیں۔

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، نیا پورہ (ولادت: ۱۵؍جولائی ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۳؍رمضان ۱۴۰۲ھ، منگل)
با اخلاق اور شریف انسان ہیں۔ نام عتیق الرحمٰن ابن محمد سعید ابن محمد حسین مرحوم ہے۔ ولادت محلّہ نیا پورہ میں ہوئی۔ پرائمری درجہ ایک تا چار کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کی اور درجہ پانچ مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پڑھا پھر تیج ناتھ یادو جونیئر ہائی اسکول (TNY) بھاتکول سے جونیئر ہائی اسکول، ۱۹۹۷ء میں نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول اور ۲۰۰۰ء میں گاندھی انٹر کالج مبارکپور سے انٹرمیڈیٹ کی تکمیل کی۔ اسی دوران ۱۹۹۸ء میں WHO اور UNICEF سے منظور شدہ International Rehabilitation Community Medicine Association (I.R.M.A.) سے ملحق Medical Services (CMC) کا کورس کیا۔ اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج، اعظم گڑھ سے ۲۰۰۴ء میں گریجویشن (بی اے) کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم کے ابتدائی دور سے ہی سہارا میڈیکل اسٹور (ڈاکٹر نسیم اختر صاحب، مکھلی بھیرہ) پر آپ نے میڈیکل کی پریکٹس شروع کردی تھی جو تقریباً تیرہ سال تک جاری رہی اور بعد میں محلّہ پچھّم بھیرہ میں اپنی ذاتی کلینک قائم کی جو تین سال تک بحسن وخوبی چلتی رہی لیکن اس کے بعد سعودی عرب میں ایک کمپنی کے

میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت کرنے چلے گئے اور کم وبیش چھ سال بعد وہاں الیکٹرومیکینکل کی ایک معروف کمپنی SSEM کے مذکورہ ڈیپارٹمنٹ میں منتقل ہوگئے جہاں تاحال ملازم ہیں۔

۱۵/اگست ۲۰۱۳ء بمطابق ۷/شوال ۱۴۳۴ھ بروز جمعرات جناب مقبول احمد صاحب مرحوم نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ، بھیرہ کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے جن سے چار اولاد (تین بیٹیاں اور ایک بیٹا) متولد ہیں۔

ظفیر الحسن، محلّہ تکیہ (ولادت: ۱۰/جون ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۷/شعبان ۱۴۰۲ھ، جمعرات)

صحیح نام تو وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا لیکن تعلیمی اسناد اور دیگر سرکاری دستاویزات میں محمد ظفر الحسن مذکور ہے۔ والد کا نام ڈاکٹر حسام الدین ہے اور دادا کا نام مولانا عبدالستار نعمانی ابن حافظ عبدالغفور ابن حسینی بابا تھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی اس کے بعد جونیئر ہائی اسکول محمد آباد گوہنہ سے ۱۹۹۳ء میں سیکنڈری، نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۷ء میں سینئر سیکنڈری اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ۲۰۰۱ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج، اعظم گڑھ سے بی ایس سی (B.Sc) کی تکمیل کی۔ پھر ۲۰۰۳ء میں ڈسٹینس کورس کے ذریعہ مکھن لال چترویدی راشٹریہ پترکاریتا ودیالئے بھوپال سے پی جی ڈی سی اے (Post Graduate Diploma in Computer Application) کا کورس کر ۲۰۰۷ء میں دہلی میں رہ کر گرو جمبھیشور یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنولوجی، ہسار، ہریانہ (GJU Hisar) سے کمپیوٹر اپلیکیشن میں ماسٹر (MCA) کی ڈگری حاصل کی۔

ماسٹر ڈگری کے حصول کے بعد ۷/فروری ۲۰۰۸ء سے جون ۲۰۱۲ء تک دہلی میونسپل کارپوریشن (MCD) کے شعبۂ باغبانی (Horticulture Dept.) میں ٹیکنیکل سپورٹ انجینئر (Technical Support Engineer) کی حیثیت سے پرائیویٹ طور پر ملازم رہے لیکن حکومت دہلی کی اپنی پالیسیوں کی وجہ سے جب مستقل سرکاری ملازمت کی سبیل بنتی نظر نہیں آئی تو ۱۶/جنوری ۲۰۱۲ میں سعودی عرب چلے گئے اور وہاں کی رائل فیملی سے تعلق رکھنے والے حسام ابن سعود ابن عبدالعزیز کے سرکاری محل میں ۱۰/اپریل ۲۰۱۶ء تک بحیثیت اگریکلچر انجینئر کام کیا۔ اس کے بعد گھر واپسی ہوئی اور اپنے والد کے ساتھ لگ کر ہومیو پیتھ

میں میڈیکل پیشہ اختیار کرلیا جو تا حال جاری ہے۔

۷/اکتوبر ۲۰۱۳ء میں علی اللہ انصاری صاحب، شہر گورکھپور کی لڑکی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے جن سے تین اولاد (دو بچے اور ایک بچی) ہیں۔

مولانا وسیم الحق قاسمی (ولادت: یکم جون ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۹/شعبان ۱۴۰۳ھ، بدھ)

مفصل تذکرہ علماء کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۳۴۷ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

ظفر نعمان، محلّہ پورب (ولادت: ۸/نومبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۲/صفر ۱۴۰۴ھ، پیر)

نام ظفر نعمان ابن ظہیر الحسن ابن عبد السلام مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول، دیولاس سے ہائی اسکول اور دوبارہ نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں داخل ہوکر انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی، اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۱۷ء میں بی کام کی ڈگری حاصل کی۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔ ۱۳/جولائی ۲۰۱۶ء کو رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔

محمد خالد، محلّہ پورب (ولادت: ۲۵/اگست ۱۹۸۴ء بمطابق ۲۶/ذی القعدہ ۱۴۰۴ھ، جمعہ)

نام محمد خالد ابن ماسٹر نذیر احمد ابن عبد الحکیم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی پھر شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۰۴ء میں بی اے اور اس کے بعد ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔ ۲۰۱۳ء میں جناب ابوالکلام صاحب بھیرہ کی دختر کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔ آپ کا ایک لڑکا ہے۔

محفوظ احمد قاسمی (ولادت: ۱۶/مارچ ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ، سنیچر)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۵۴ پت گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی (ولادت: ۱۵/جون ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۶/رمضان ۱۴۰۵ھ، سنیچر)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۵۸ پت گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

محمد نعمان، محلّہ پورب (ولادت: ۳؍جنوری ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۱؍ربیع الآخر ۱۴۰۶ھ، جمعرات)

نام محمد نعمان انصاری ابن منشی عبد السمیع مرحوم ابن حاجی محمد صابر مرحوم ہے۔ مکان محلّہ پورب (قدیم ہوٹل) ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد ایس آر ڈی جونیئر ہائی اسکول بھات کول ضلع مئو سے جونیئر ہائی اسکول، شری سبھاش انٹر کالج، تاڑی بڑا گاؤں، ضلع بلیا سے ہائی اسکول، نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے انٹر میڈیٹ کی تعلیم مکمل کی اور ۲۰۰۷ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی کام کی ڈگری حاصل کی پھر Sametech Computer Education Mohammadbad Gohana سے فینانسنگ میں پوسٹ گریجویشن ڈپلومہ کا کورس کیا۔ اس کے بعد نوئیڈا میں واقع گڈو جمالی کی Aps Infra Pvt. Ltd. نامی کمپنی میں بحیثیت اکاؤنٹ آفیسر ملازمت اختیار کر لی جو تقریباً دس سال مسلسل چلی پھر بوجوہ چند ملازمت ترک کر کے وطن واپس آ گئے اور آبائی پیشے میں مشغول ہو گئے۔

۲۶؍نومبر ۲۰۱۴ء بروز منگل حقیقی چچا جناب خیر اللہ صاحب مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے ایک بچی ہے۔ ۲۰۲۴ء کے نصف آخر میں ملازمت کے لیے سعودی عرب گئے اور ۲۹؍جنوری ۲۰۲۶ء بروز جمعرات وہاں سے واپسی ہوئی۔

ماسٹر ممتاز احمد شیخ (ولادت: ۲۰؍اکتوبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۵؍صفر ۱۴۰۷ھ، اتوار)

نام ممتاز احمد ابن محمد احمد ابن محمد رمضان ہے۔ مکان محلّہ دکھن پورہ میں ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد لال بہادر شاستری اسکول بھات کول سے جونیئر ہائی اسکول، دیولاس سے ہائی اسکول و انٹر میڈیٹ اور ۲۰۰۷ء میں سنت گنی ناتھ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے اور اس کے بعد مذکورہ کالج سے ہی ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ اس وقت بھات کول کے ایک مدرسہ میں استاذ ہیں۔ ۲۰۱۰ء میں مسیح الرحمٰن صاحب گھوسی کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی اور آپ کی پانچ اولاد ہیں۔

نسیم اختر، محلّہ گولا بازار (ولادت: ۲؍مئی ۱۹۸۷ء بمطابق ۳؍رمضان ۱۴۰۷ھ، جمعہ)

نام نسیم اختر ابن محمد ادریس مرحوم ابن عبد الرحیم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ

میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے جونیئر ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد ۲۰۰۷ء میں Sant Ganinath Govt. Degree College محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

۲۰۱۴ء میں تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب کا سفر کیا اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

۲۰۱۷ء میں جناب انیس احمد صاحب نوادہ، مبارکپور، اعظم گڑھ کی دختر کے ساتھ عقد نکاح ہوا۔

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۸/جولائی ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۴/۱۱/۱۴۰۸ھ، جمعہ)

نام محمد مصطفیٰ ابن عبد السلام ابن محمد یاسین مرحوم ہے۔ ۱۹۹۹ء میں پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھمّ میں مکمل کی۔ سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری ایجوکیشن، نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے حاصل کی، ۲۰۰۶ء میں بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹرمیڈیٹ اور ۲۰۰۹ء میں سنت گنی ناتھ گورنمنٹ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے مکمل کیا۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد تلاش معاش کی فکر میں ۲۰۱۱ء تا ۲۰۱۳ء سعودی عرب کے شہر دمام رہے لیکن گھر واپسی کے بعد King's Aden College of Pharmacy محمد آباد گوہنہ سے D. Pharma (ڈپلومہ اِن فارمیسی) کا کورس کیا۔ ڈپلومہ مکمل ہونے کے بعد اپنے مکان کے باہری حصہ میں ہی کلینک قائم کر پریکٹس کر رہے ہیں۔ ۲۰۱۳ء میں محمد صدیق صاحب علی نگر مبارکپور کی صاحبزادی صابرہ خاتون (ایم اے) کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے تین اولاد (ایک بچہ، دو بچیاں) متولد ہیں۔

محمد ظہیر انور صباغ (ولادت: یکم جون ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۶/شوال ۱۴۰۹ھ، جمعرات)

نام محمد ظہیر انور ابن فیض الحسن صباغ ابن ابو الحسن مرحوم ہے۔ ولادت قدیم مکان واقع محلّہ پورب ہوٹل کے پاس ہوئی۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ۱۹۹۹ء میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۹۹ء سے ۲۰۰۴ء تک حراء ہائی اسکول مبارکپور میں جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی اس کے بعد ۲۰۰۶ء میں ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے انٹرمیڈیٹ کیا پھر شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۰۹ء میں بوٹنی اور کیمسٹری (Botany & Chemistry) میں بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۱۱ء میں مذکورہ کالج سے ہی کیمسٹری میں ایم ایس سی (M. Sc. in Chemistry) مکمل کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد تقریباً چار سال تک گھریلو کاموں میں مشغول رہے پھر مئی ۲۰۱۵ء میں سعودی عرب کے شہر ریاض میں ملازمت کرنے گئے اور تا حال وہیں ایک کمپنی میں بحیثیت سیفٹی آفیسر کام کر رہے ہیں۔

۲۲ر فروری ۲۰۱۸ء میں شکیل احمد صاحب مئو کی صاحبزادی کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے جن سے فی الحال ایک لڑکا مولود ہے۔

ظفیر الاسلام، محلّہ پورب (ولادت: ۲۸ر اگست ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۶ر محرم ۱۴۱۰ء، پیر)

ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے ۲۰۰۳ء، ۲۰۰۵ء اور ۲۰۰۷ء میں بالترتیب جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم مکمل کی، اس کے بعد ۲۰۱۱ء میں ملک کے معروف ادارہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی اور ۲۰۱۴ء میں بندیل کھنڈ یونیورسٹی جھانسی سے ایم ایس سی (M.Sc) مکمل کیا۔ ماسٹر ڈگری کے حصول کے بعد Geological Survey of India (GSI, Lucknow) میں بطور کمپیوٹر آپریٹر ۲۰۱۶ء تک پرائیویٹ ملازمت کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۸ء تا ۲۰۱۹ اسماء انٹر کالج جونپور میں دسویں کلاس تک میتھ اور سائنس کے ٹیچر رہے پھر ۲۰۲۰ء میں کووڈ ۱۹ کی وجہ سے گھر واپس آ کر گھریلو کاروبار میں مشغول ہو گئے۔

فیض الدین (ولادت: سن تخمینی یکم جنوری ۱۹۹۰ء بمطابق ۳ر جمادی الاخریٰ ۱۴۱۰ھ، پیر)

نام فیض الدین ابن مسعود اختر ابن غلام محمد ابن خدا بخش ابن حاجی نور محمد ابن محمد رمضان مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کی پھر جونیئر ہائی اسکول کھلیسا (رام نگر موڑ) سے جونیئر ہائی اسکول اور ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر انٹر کالج غازی پور سے ۲۰۰۷ء اور ۲۰۰۹ء میں بالترتیب ہائی اسکول و انٹر میڈیٹ کے امتحانات پاس کیا، اس کے بعد ۲۰۱۳ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے B.Com اور اس کے بعد M.Com کی ڈگریاں حاصل کیں۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب میں ملازمت ہے۔

مولانا نعیم اختر، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۵ر مئی ۱۹۹۰ء بمطابق ۹ر شوال ۱۴۱۰ھ، سنیچر)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۷۱ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

محمد مظہر، محلّہ پورب (ولادت: یکم جولائی ۱۹۹۰ء بمطابق ۸؍ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ، اتوار)

نام محمد مظہر ابن حاجی مشتاق احمد ابن کریم بخش مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کی، اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۱۷ء میں بی اے کیا اور ۲۰۱۹ء میں مذکورہ کالج سے ہی ایم اے اردو کی ڈگری حاصل کی۔

محمد جنید، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۵؍جولائی ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۱؍ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ، اتوار)

نام محمد جنید ابن حاجی عبدالقیوم ابن حاجی محمد عمر عرف میاں جی ابن محمد حمید اللہ مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد بھاتکول سے جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی، اس کے بعد ۲۰۰۵ء میں شری رام بلی یادو ایچ ایس ایس جموئی ضلع مئو سے ہائی اسکول مکمل کر کے ۲۰۰۸ء میں بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹرمیڈیٹ کی تکمیل کی اور ۲۰۱۱ء میں سنت گنی ناتھ راجکیہ پی جی ڈگری کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۱۱ء میں بغرض معاش سعودی عرب چلے گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا محمد اسعد محلّہ پورب (ولادت: ۱۵؍اکتوبر ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۴؍ربیع الاول ۱۴۱۱ھ، پیر)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۷۵ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

عبدالواسع، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۵؍دسمبر ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۷؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ، سنیچر)

نام عبدالواسع ابن ماسٹر محمد احسان مرحوم ابن عبدالرؤوف مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد لعل بہادر شاشتری اسکول بھاتکول میں ہائی اسکول تک کی تعلیم حاصل کی۔ ۲۰۰۵ء میں ہائی اسکول مکمل کرنے کے بعد ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ۲۰۰۷ء میں انٹرمیڈیٹ مکمل کیا۔ پھر ۲۰۱۰ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ریاضی، انگلش اور جغرافیا (Mathematics, English & Geography) میں بی اے کیا۔ ۲۰۱۳ء میں حکومت ہند کے ماتحت Staff Selection Commission (SSC)

کے ذریعہ منعقد ہونے والے Combined Graduate Level امتحان میں شریک ہوئے جس کے نتیجہ کا اعلان ۲۵ / مارچ ۲۰۱۵ء میں ہوا، آپ کو اس میں کامیابی میسر ہوئی اور ۱۴ / دسمبر ۲۰۱۵ء کو Central GST Audit, Ahmedabad, Gujrat میں بحیثیت Tax Assistant in Central Board of Excise & Custom پہلی بار آپ کا تقرر ہوا اور تا حال وہیں سرکاری ملازم ہیں۔

۲۹ / نومبر ۲۰۲۰ء میں ماسٹر انوار احمد لال چوک، مبارکپور ضلع اعظم گڑھ کی صاحبزادی کے ساتھ عقد نکاح ہوا جن سے ایک لڑکی متولد ہے۔

محمد محسن، محلّہ پچھمّ، کوٹ (ولادت: ۲ / مئی ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۷ / شوال ۱۴۱۱ھ، جمعرات)

نام محمد محسن ابن محمد مختار ابن عطاء المصطفیٰ ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھمّ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد لعل بہادر شاستری اسکول، بھات کول سے جونیئر ہائی اسکول کیا پھر بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے لکھنؤ گئے اور GPL Lucknow نامی پولی ٹیکنک کالج سے ۲۰۱۲ء میں میکینکل انجینیر نگ میں ڈپلومہ کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ٹاٹا پروجیکٹس لیمیٹی دہلی میں ملازمت اختیار کر لی جو تا حال جاری ہے۔

ڈاکٹر محمد اسعد، محلّہ پورب (ولادت: ۲ / جولائی ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۹ / ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ، منگل)

نام محمد اسعد ابن حاجی مشتاق احمد ابن کریم بخش مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ، سٹی مانٹیسری اسکول ولید پور اور اسکولنگ نیشنل چلڈرین اسکول محمد آباد گوہنہ میں ہوئی۔ ۲۰۰۵ء اور ۲۰۰۷ء میں بالترتیب نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد کیریر اسکول آف ڈینٹل سائنس اینڈ ہاسپٹل، لکھنؤ سے ۲۰۱۹ء میں بی ڈی ایس (Bachelor of Dental Surgery) کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد کچھ دنوں لکھنؤ میں پریکٹس کیا پھر اپنے علاقہ میں خیر آباد چنگی پر فروری ۲۰۲۵ء کے اوائل میں اپنی ڈسپینسری قائم کی اور یہی آپ کی مستقل موجودہ مشغولیت ہے۔

مولانا کرامت علی (ولادت: ۸؍دسمبر ۱۹۹۱ء بمطابق یکم جمادیٰ الاخریٰ ۱۴۱۲ھ، اتوار)
مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۷۸ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

محفوظ الرحمٰن (ولادت: ۲؍فروری ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۷؍رجب ۱۴۱۲ھ، سنیچر)
نام محفوظ الرحمٰن ابن ریاض احمد ابن عبد الحکیم مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ہائی اسکول، جونیئر ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی پھر ۲۰۱۴ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی کام کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد تلاش معاش کی فکر میں دو سال (۲۰۱۵ء۔۲۰۱۶ء) سعودی عرب میں مقیم رہے بعدہ گھر واپسی ہوئی اور آبائی پیشہ میں مشغول ہو گئے لیکن اس کے بعد ایک بار پھر سعودی عرب چلے گئے اور وہیں ملازمت اختیار کر لی جو تا حال جاری ہے۔

شفیع الزماں، محلّہ دکھن (ولادت: ۱۵؍فروری ۱۹۹۲ء بمطابق ۱۰؍شعبان ۱۴۱۲ھ، جمعہ)
نام شفیع الزماں ابن ممتاز احمد ابن عطاء المصطفیٰ ابن عبد العزیز مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول کی تکمیل کے بعد ۲۰۰۷ء میں ہائی اسکول اور ۲۰۰۹ء میں نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے انٹرمیڈیٹ کیا۔ اس کے بعد راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد سے ۲۰۱۲ء میں بی اے اور ۲۰۱۵ء میں ڈی سی ایس کے کالج مئو سے ایم کے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ ہے۔

مولانا ابو اللیث نیا پورہ (ولادت: ۱۵؍دسمبر ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۰؍جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ، منگل)
مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۸۳ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

محمد شفیق انور، محلّہ پورب (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۳ء بمطابق ۷؍رجب ۱۴۱۳ھ، جمعہ)
نام شفیق انور ابن انوار الحق گھڑی ساز ابن محمد امین مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ سے پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی پھر ۲۰۱۵ء میں راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد گوہنہ سے

بی اے مکمل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ولید پور بازار میں شفیق کمیونیکیشن کے نام سے پرنٹنگ، ٹائپنگ، پاسپورٹ اور عمرہ سروسیز وغیرہ کا کام کرتے ہیں اور ساتھ ہی میں اسٹیٹ بینک آف انڈیا (SBI) سے ملحق کسٹمر سروس کا سینٹر بھی آپ کے پاس ہے۔

جمال ہاشم نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۱۰؍جنوری ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۷؍رجب ۱۴۱۳ھ اتوار)

سنجیدہ اور شریف نوجوان ہیں، حالات حاضرہ پر اچھی نگاہ رکھتے ہیں۔ نام جمال ہاشم ابن مقبول احمد مرحوم ابن عبدالحفیظ نجمی ابن خدا بخش ابن حاجی نور محمد ابن رمضان علی (وفات: ۱۸۷۰ء) ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں ۲۰۰۲ء میں مکمل کرنے کے بعد ڈی ایم سٹی مانٹیسری اسکول ولید پور سے ۲۰۰۵ء میں جونیئر ہائی اسکول اور بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ۲۰۰۷ء میں ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ پھر ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر انٹر کالج غازیپور سے ۲۰۰۹ء میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۱۳ء میں فرسٹ ڈویژن کے ساتھ انگلش، اردو اور فلسفہ (English, Urdu & Philosophy) میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اسی دوران ۲۰۱۲ء میں شہر اعظم گڑھ کے UCL نامی معروف انگلش کوچنگ سینٹر کی ایک شاخ قصبہ محمد آباد میں قائم کر کے اس کی ذمہ داری سنبھالی اور ہفتہ میں تین چار دن اسٹوڈینٹس کی کلاسیز لیتے رہے پھر ۲۰۱۳ء میں روہنی سیکٹر ۳، دہلی میں واقع UAE Global نامی کالج سے ہوٹل مینجمنٹ میں پی جی ڈی سی ایچ ایم (Post Graduate Dipolma in Catering & Hospitality Management) کا ایک سالہ کورس کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۲۰۱۵ء میں پارک پلازا ہوٹل، فرید آباد اور The Muse Srovar Portico Hotel and Resort نہرو، پلیس، دہلی نامی فائیو اسٹار ہوٹلوں میں ملازمت کی۔ اسی دوران چند ماہ جمشید پور، جھارکھنڈ میں رہ کر وہاں کے راشٹریہ ٹیکنیکل کالج، جمشید پور سے انڈسٹریل سیفٹی اینڈ فائر مینجمنٹ میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ اور (IOSH) Institute of Occupation Safety and Health نامی سرٹیفکیشن بھی کیا۔ تقریباً تین سال تک دہلی میں قیام کے بعد ۱۱؍اپریل ۲۰۱۷ء بروز منگل بغرض ملازمت سعودی عرب چلے گئے اور تا حال وہیں ایک معروف کمپنی میں بحیثیت

HSE Engineer کام کررہے ہیں۔

۱۰؍نومبر ۲۰۲۴ء بمطابق ۱۸؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ بروز اتوار پہاڑ پور، تکیہ، شہر اعظم گڑھ کے رہنے والے جناب محمد منور صاحب (ٹائر والے) کی صاحبزادی، ٹیچر سینٹ زیویئر اسکول اعظم گڑھ (St. Xavier School Azamgarh) کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔

مولانا محمد یاسر، محلّہ پورب (ولادت: ۲؍فروری ۱۹۹۳ء بمطابق ۹؍شعبان ۱۴۱۳ھ، منگل)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۸۴ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔

مولانا عبدالواحد، نئی بستی (ولادت: ۶؍فروری ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۴؍شعبان ۱۴۱۳ھ، سنیچر)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۸۴ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جا سکتی ہے

ڈاکٹر فضیل احمد، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۴؍جولائی ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۴؍محرم ۱۴۱۴ھ، اتوار)

نام فضیل احمد ابن حاجی خیر البشر ابن حاجی محمد عمر عرف میاں جی ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ، جونیئر ہائی اسکول نودرگا جونیئر ہائی اسکول ولید پور (۲۰۰۵ء۔۲۰۰۷ء)، ہائی اسکول نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ (۲۰۰۹ء)، انٹر میڈیٹ عبدالعثمان انٹر کالج مئو (۲۰۱۲ء) اور کامل الطب والجراحت (BUMS) ۲۰۱۶ء میں حکیم عبدالحکیم یونانی میڈیکل کالج اینڈ ہاسپٹل دیواس، مدھیہ پردیش میں داخلہ لے کر بی یو ایم ایس کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ڈاکٹر ظہیر الدین صاحب کے ہسپتال اسناد کیئر ہاسپٹل، محمد آباد گوہنہ میں کچھ دنوں پریکٹس کیا، فی الحال گزشتہ چند سالوں سے لکھنؤ کے ایک پرائیویٹ ہاسپٹل میں ملازم ہیں۔ ۲۰۲۵ء کے اخیر میں شہر مئو کی ایک خاتون کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔

نعیم الظفر، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۱۲؍جولائی ۱۹۹۳ء بمطابق ۲۲؍محرم ۱۴۱۴ھ، پیر)

نام نعیم الظفر ابن شبیر احمد ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ۲۰۰۴ء میں پرائمری تعلیم مکمل کی۔ ۲۰۰۷ء میں لعل بہادر شاستری اسکول بھاتکول سے جونیئر ہائی اسکول، ۲۰۰۹ء اور ۲۰۱۱ء

میں بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد ۲۰۱۵ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے Bachelor of Commerce (B.Com) مکمل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد بغرض ملازمت سعودی عرب میں مقیم ہیں۔

مظفر سلیمان، محلّہ پورب (ولادت: ۲۰/اگست ۱۹۹۳ء بمطابق ۲/ربیع الاول ۱۴۱۴ھ، جمعہ)

والد مرحوم کا نام ابوالوفا ابن محمد زاہد مرحوم ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد سرشاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ سے ہائی اسکول اور بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹر میڈیٹ کی تعلیم مکمل کی۔ پھر سنت گنی ناتھ راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ میں داخلہ لے کر ۲۰۱۵ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تقریباً دو سال تک آبائی پیشہ میں مشغول رہے پھر ۲۷/اگست ۲۰۱۷ء کو تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب گئے اور تا حال وہیں مقیم ہیں۔

مولانا رفیق انور، محلّہ پورب (ولادت: ۵/جنوری ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۷/رجب ۱۴۱۴ھ، سنیچر)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ ۳۸۶ پر گزر چکا ہے، وہاں مراجعت کی جائے۔

عبدالرحمٰن، محلّہ پچھم (ولادت: ۹/مارچ ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۶/رمضان ۱۴۱۴ھ، بدھ)

نام عبدالرحمٰن ابن احمد کریم مرحوم ابن رحمت اللہ مرحوم ہے۔ تعلیمی اسناد اور سرکاری کاغذات کے مطابق تاریخ پیدائش ۹/مارچ ۱۹۹۴ء ہے لیکن حقیقی تاریخ ۱۲/جنوری ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۷/رجب ۱۴۱۲ھ بروز اتوار ہے۔ ابتدائی تعلیم ۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۴ء تک مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد دو سال (۲۰۰۵ء۔۲۰۰۶ء) تک مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں فارسی پڑھی اور ۲۰۰۸ء میں سرشاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں درجہ آٹھ کی تعلیم مکمل کی۔ ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۲ء تک بالترتیب بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کا امتحان پاس کیا پھر ۲۰۱۵ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی کام کیا اور ۲۰۱۷ء میں اسی کالج سے Master of Commerce (M.Com) کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد گھر پر ہی جن سیوا کی دوکان کھول اسی میں مشغول ہیں۔

محمد اظہر، محلّہ پورب (ولادت: ۲۰؍مئی ۱۹۹۴ء بمطابق ۸؍ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ، جمعرات)

نام محمد اظہر ابن شمس الحق ابن محمد قاسم مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ، جونیئر ہائی اسکول سرشاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول گولا بازار بھیرہ، ہائی اسکول Ishdutt Inter College ولید پور، انٹرمیڈیٹ بی آر کے انٹر کالج ولید پور اور بی اے کی تعلیم سنت گنی ناتھ گورنمنٹ ڈگری کالج محمد آباد گوہنہ سے حاصل کی۔ تعلیم کی تکمیل کے بعد آبائی پیشہ میں مشغول ہیں۔

محمد ماجد جمال، مکھلی (ولادت: ۴؍جولائی ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۳؍محرم ۱۴۱۵ھ، اتوار)

نام محمد ماجد جمال ابن حاجی عبدالوحید ابن حاجی عبدالرشید مرحوم عرف کھیتیئر رشید ہے۔ مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد اشدت ہائر سیکنڈری اسکول ولید پور سے جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ پھر ایم پی انٹر کالج مبارکپور سے انٹرمیڈیٹ کیا اس کے بعد ۲۰۱۵ء میں آر ڈی رام آر بی سی رام کمال پور، کولورا، مئو سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

وسیم اختر محلّہ پورب، صحن (ولادت: ۲؍اگست ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۳؍صفر ۱۴۱۵ھ، منگل)

نام وسیم اختر ابن ظہور احمد مرحوم ابن محمد یوسف مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم کے لیے سرشاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں داخل ہوئے پھر اشدت انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول کرنے کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹرمیڈیٹ کیا۔ اس کے بعد ۲۰۱۵ء میں سنت گنی ناتھ گورنمنٹ ڈگری کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کا موجودہ پیشہ پارچہ بافی ہے۔ ۱۶؍دسمبر ۲۰۲۵ء بروز منگل کوئریا پار کے رہنے والے جناب حسام الدین صاحب کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی۔

ظہیر الحق، محلّہ تکیہ (ولادت: ۳؍اگست ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۴؍صفر ۱۴۱۵ھ، بدھ)

خوب خو، خوب رو اور خوب سیرت نوجوان ہیں۔ نام ظہیر الحق ابن مولانا عطاء الحق قاسمی ابن محمد سعید مرحوم ہے۔ محلّہ نیا پورہ میں ولادت ہوئی لیکن ۲۰۰۴ء میں آپ کے والد نقل مکانی

کر کے محلّہ تکیہ میں دکھن جانب اپنے نئے مکان میں مقیم ہو گئے اور آپ انہیں کے ساتھ رہتے ہیں اس لیے آپ کی بھی مستقل رہائش یہیں ہے۔ ۲۰۰۳ء میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم مکمل کی، اس کے بعد ۲۰۰۸ء میں نو درگا جونیئر ہائی اسکول ولید پور سے جونیئر ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ۲۰۱۰ء میں ہائی اسکول اور ۲۰۱۳ء میں یہیں سے انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ پھر ۲۰۱۷ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے اور کاشی چندر دیو پی جی کالج بھبھور، اعظم گڑھ سے ۲۰۱۹ء میں اردو سے ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ کی موجودہ مشغولیت ساڑیوں کا کاروبار ہے۔ ۱۶؍جولائی ۲۰۲۲ء کو ولید پور کے رہنے والے حافظ محمد ایوب صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ نور الاسلام کی لڑکی کے ساتھ عقد نکاح میں مربوط ہوئے۔

ظفر الدین (ولادت: سن تخمینی یکم جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۹؍رجب ۱۴۱۵ھ، اتوار)

نام ظفر الدین ابن مسعود اختر ابن غلام محمد ابن خدا بخش ابن حاجی نور محمد ابن محمد رمضان مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کرنے کے بعد سرشاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول، گولا بازار سے جونیئر ہائی کی تعلیم کی پھر الہ آباد میں ایک کالج سے گریجویشن کیا۔ موجودہ مشغولیت سعودی عرب کے شہر جدہ میں ملازمت ہے۔

فیضان رضا، محلّہ دکھن (ولادت: ۴؍مئی ۱۹۹۵ء بمطابق ۳؍ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ، جمعرات)

نام فیضان رضا ابن اقبال احمد ابن عبد الرشید ہے۔ پرائمری سے جونیئر ہائی اسکول تک کی تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں پڑھا اور ۲۰۱۵ء میں ایس جی پی جی آئی، محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ مشغولیت حکومت ہند کی آرمی میں شری نگر کشمیر میں ملازمت ہے۔ ۲۰۱۹ء میں جناب اسد اللہ صاحب ولید پور کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی، آپ کی ایک بچی ہے۔

شمیم اختر، محلّہ پچھّم (ولادت: ۲؍جولائی ۱۹۹۵ء بمطابق ۲؍صفر ۱۴۱۶ھ، اتوار)

نام شمیم اختر ابن حاجی نیاز احمد ابن حبیب اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد نو درگا جونیئر ہائی اسکول ولید پور سے جونیئر ہائی اسکول، بی آر کے

انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد سنت گنی ناتھ گورنمنٹ کالج محمد آباد گوہنہ سے ۲۰۱۵ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد گھریلو کاموں میں مشغول ہیں۔

صدام حسین، محلّہ پچھّم (ولادت: ۹/مارچ ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۸/شوال ۱۴۱۶ء، جمعہ)

نام صدام حسین ابن محمد ابن بشیر احمد ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم ۲۰۱۲ء اور ۲۰۱۴ء میں بالترتیب نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۷ء میں پولی ٹیکنک کے Ambition Institute of Technology, Varanasi سے ڈپلومہ ان کیمیکل انجینئرنگ مکمل کیا اور سردست کیمیکل انڈسٹری میں جونیئر انجینئر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

محمد اجمل حماد، نئی بستی (ولادت: ۱۴/اپریل ۱۹۹۶ء بمطابق ۱۹/ذی القعدہ ۱۴۱۶ھ، پیر)

محمد اجمل حماد ابن عبد الاول ابن عبد الخالق مرحوم کا شمار اُن نوجوانوں میں ہوتا ہے جو گاؤں کی عملی سیاست میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اجمل حماد کی پیدائش نانیہال پورہ معروف میں ہوئی۔ آپ کے آباء واجداد کا قدیم مکان مسجد رضا کے پاس ہے لیکن ۲۰۱۰ء میں آپ کے والد نئی بستی محلّہ پورب میں مقیم ہو گئے تو آپ بھی ان کے ساتھ نئے مکان میں رہائش پذیر ہو گئے۔ اجمل نے پرائمری درجہ دو تک کی تعلیم مدرسہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد درجہ تین، چار اور پانچ کی تکمیل مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں کی پھر سر شاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں جونیئر ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۶ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کیا۔ ۲۹/نومبر ۲۰۱۷ء کو ہونے والے پہلے نگر پنچایت کے الیکشن میں وارڈ نمبر ۱۵ سے پہلی بار سبھا سد منتخب ہوئے اور دوسرے الیکشن میں بھی اُسی وارڈ سے ۶۰۴ ووٹوں کے ساتھ کامیابی حاصل کر کے اس وارڈ کے موجودہ (۲۰۲۳ء۔ ۲۰۲۸ء) سبھا سد ہیں۔ آپ کی مستقل مشغولیت اسٹیشنری اور فوٹو کاپی وغیرہ کی دکان ہے۔

محمد جاوید حجام محلّہ پورب (ولادت: ۲۰/مئی ۱۹۹۶ء بمطابق یکم محرم ۱۴۱۷ھ، پیر)

نام محمد جاوید ابن شبیر احمد ابن رحیم اللہ مرحوم ہے۔ آپ کے والد اہل وعیال کے ساتھ

دہلی رہتے تھے اس لیے پرائمری تعلیم دہلی کے ایک سرکاری اسکول میں ہوئی۔ اس کے بعد راجکیہ سروودے بال ودیالے نئی دہلی سے جونیئر ہائی اسکول مکمل کیا پھر مستقل طور پر وطن واپسی ہو گئی اور نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ہائی اسکول و آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۹ء میں سنت گنی ناتھ راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد گھریلو کاموں میں مشغول ہیں۔

محمد دانش محلّہ پورب (ولادت: ۱۰/اکتوبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۵/جمادی الاولی ۱۴۱۷ھ، بدھ)

نام محمد دانش ابن محمد نعیم ابن سمیع اللہ مرحوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن محلّہ پورب میں پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد لال بہادر شاستری اسکول بھات کول سے جونیئر ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کیا۔ اس کے بعد ۲۰۱۸ء میں سنت گنی ناتھ راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔ ۱۱/مئی ۲۰۲۳ء کو ہونے والے نگر پنچایت کے الیکشن میں وارڈ نمبر ایک کو ڈرا بھیرہ سے آپ نے سبھاسد کا الیکشن لڑا، ۳۰۵ ووٹ حاصل کر کے اس میں کامیاب ہوئے اور اس وارڈ سے موجودہ (۲۰۲۳ء۔۲۰۲۸ء) سبھاسد ہیں۔

محمد عمار (ولادت: ۱۲/ستمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۸/ربیع الاول ۱۴۱۷ھ، جمعرات)

نام محمد عمار ابن وحید الزماں ابن مظفر الحسن ابن حاجی محمد صدیق مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد، جونیئر ہائی اسکول اقرأ پبلک اسکول خیر آباد، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں ہوئی، اس کے بعد سنت گنی ناتھ گورنمنٹ پی جی کالج محمد آباد سے ۲۰۱۷ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی اور اس وقت شیوالِک آیورویدک میڈیکل کالج اینڈ ہاسپٹل، بنکٹ ضلع اعظم گڑھ سے بی اے ایم ایس (بیچلر آف آیورویدک میڈیسین اینڈ سرجری) کے طالب علم ہیں۔

نسیم احمد، ملکھلی (ولادت: ۱۴/نومبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۲/رجب ۱۴۱۷ھ، بدھ)

نام نسیم احمد ابن شمس الدین احمد ابن عبد العظیم مرحوم ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کی پھر Ishdutt Inter College ولید پور سے جونیئر ہائی اسکول اور

بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول وانٹر میڈیٹ کی تعلیم مکمل کی۔اس کے بعد ۲۰۱۷ء میں شیوکماری وشودیالئے سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔

مہتاب عالم، محلّہ دکھن (ولادت:۹؍جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۸؍شعبان ۱۴۱۷ھ، بدھ)

نام مہتاب عالم ابن محمد محبوب ابن عبدالشکور ہے۔پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیرالعلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ اشدت انٹر کالج ولید پور میں اور ۲۰۱۷ء میں ویر بہادر سنگھ پوروانچل یونیورسٹی جون پور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

مولانا امام الدین قاسمی (ولادت:۶؍فروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۸؍رمضان ۱۴۱۷ھ، جمعرات)

مفصل تذکرہ علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۳۹۷ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

عابد رضا، محلّہ دکھن (ولادت:۴؍اپریل ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۵؍ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ جمعرات)

نام عابد رضا ابن اقبال احمد ابن عبدالرشید ہے۔پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیرالعلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔جونیئر ہائی اسکول سر سلیمان جونیئر ہائی اسکول گولا بازار میں پڑھ کر ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے مکمل کیا اس کے بعد ۲۰۱۷ء میں ڈاکٹر رام نریش ای ودیالئے جین پور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔آپ مدرسہ عزیزیہ خیرالعلوم میں استاذ ہیں۔

محمد احمد، مکھلی (ولادت:۳؍مئی ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۵؍ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ، سنیچر)

نام محمد احمد ابن محمد اسلم مرحوم ابن ظہیر احمد (چکی والے) مرحوم ہے۔ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔اس کے بعد Ishdutt Inter College ولید پور سے ۲۰۱۱ء میں جونیئر ہائی اسکول اور ۲۰۱۳ء میں ہائی اسکول مکمل کیا پھر بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ۲۰۱۵ء میں انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔بعدہ حکومت اتر پردیش کے ماتحت ہونے والے پولی ٹیکنک امتحان میں شریک ہوئے جس میں آپ کو کامیابی ملی اور بلیا پولی ٹیکنک کالج سے ۲۰۱۸ء میں Mechanical Engineering in Production میں ڈپلومہ کیا پھر Lutawan PG College غازی پور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔فی الحال آپ کڈس ہاربر انٹرنیشنل اسکول (Kids Harbour International School) محلّہ قاضی ٹولہ ولید پور میں استاذ ہیں۔

افضل انصاری، مکھلی (ولادت: ۲۰؍مئی ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۳؍محرم ۱۴۱۸ھ، منگل)

نام افضل انصاری ابن ظفر احمد ابن عبد المنان ہے۔ آپ مولوی زاہد فیصل کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ لوگوں کی پرورش و پرداخت نانیہال میں ہوئی ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں ہوئی۔ اس کے بعد جونیئر ہائی اسکول نیشنل انٹر کالج محمد آباد میں مکمل کیا پھر Ishdutt Inter College ولید پور سے ہائی اسکول کرنے کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ ۲۰۱۸ء میں شیو کماری صاحب ڈگری کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آبائی پیشہ میں مشغول ہیں۔ مشغولیت آبائی پیشہ پارچہ بافی ہے۔ آپ لوگ اپنے نئے مکان واقع نئی بستی میں رہنے لگے ہیں۔

فیض احمد، محلّہ پورب (ولادت: ۱۹؍اکتوبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۷؍۶؍۱۴۱۸ھ، اتوار)

نام فیض احمد ابن ضیاء الدین ابن محمد رفیق ابن عبد الغفور مرحوم ہے۔ تعلق حجام برادری سے ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد سرشاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول گولا بازار، بھیرہ میں جونیئر ہائی اسکول اور بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں ہائی اسکول و انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۲۰ء میں سنت گنی ناتھ راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے مکمل کر کے ۲۰۲۳ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے اردو لٹریچر میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی موجودہ مشغولیت پاور لوم پر ساڑیوں کا کام ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آپ دونوں پیروں سے معذور ہیں اور چلنے پھرنے سے مکمل طور پر قاصر ہیں، وہیل چیئر کے ذریعہ چلتے ہیں لیکن اتنے بڑے عذر کے باوجود آپ نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی، یہ آپ کے عزم اور حوصلہ ہی کی بات ہے۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ اگر انسان کے اندر کچھ کر گزرنے کا جذبہ ہو تو وہ کبھی حالات اور اعذار کا رونا نہیں روتا بلکہ اپنے جواں حوصلے اور چٹانوں کو چور کر دینے والے عزم و ارادے سے وہ کام انجام دیتا ہے جو دوسروں کے لیے مشعل راہ بن جاتا ہے۔ ہماری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے جلد از جلد کسی مناسب سرکاری ملازمت کی سبیل پیدا فرما دیں تا کہ آپ بسہولت تمام زندگی بسر کر سکیں۔

محمد واصف، نئی بستی (ولادت: ۱۵؍مارچ ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۶؍ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ، اتوار)

نام محمد واصف ابن محمد رمضان ابن عبد الرحمٰن مرحوم ہے۔ ولادت گول کھمبا بھیرہ میں ہوئی لیکن اب اپنے والد کے ساتھ نقل مکانی کر کے نئی بستی میں آباد ہو گئے ہیں۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ پھر ۲۰۱۹ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد پیشہ کے طور پر Easy Load کی دوکان قائم کر کے جن سیوا میں مشغول ہیں۔ ۲۰۱۵ء میں مدرسہ بورڈ لکھنؤ سے آپ نے عالم کا امتحان بھی پاس کیا ہے۔

محمد عباد، محلّہ پچھمّ (ولادت: ۱۰؍جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۵؍ربیع الاول ۱۴۱۹ھ، جمعہ)

شریف اور صالح نوجوان ہیں۔ نام محمد عباد ابن مولانا محمد ابراہیم قاسمی ابن محمد عمر مرحوم ابن مولوی حکیم عبد الرشید ابن نظام الدین ابن محمد حسین ہے۔ نرسری سے جونیئر ہائی اسکول تک کی تعلیم ہیون گارڈین انگلش میڈیم اسکول خیر آباد میں ہوئی۔ ہائی اسکول کا امتحان IESH DUTT ہائر سیکنڈری اسکول ولید پور سے پاس کیا اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم سرجو انٹر کالج، سرہر پور، محمد آباد گوہنہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد الفلاح یونیوسٹی فرید آباد ہریانہ (نئی دہلی) سے ۲۰۱۹ء میں بی سی اے (Bachelor of Computer Application) کی ڈگری حاصل کی اور ۲۰۲۱ء میں Galgotias University Noida, UP سے ایم سی اے (Master of Computer Application) مکمل کیا۔ ۲۸؍فروری ۲۰۲۴ء کو بغرض ملازمت سعودی عرب کی دار الحکومت ریاض گئے اور تا حال وہیں ایک کمپنی کے آئی ٹی سیکٹر میں کام کر رہے ہیں۔

پرویز اختر، ملکھلی (ولادت: ۱۵؍جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۱۹ھ، منگل)

نام پرویز اختر ابن اشتیاق احمد سپاہی ابن ڈاکٹر اقبال احمد مرحوم ہے۔ مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھمّ بھیرہ میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول و ہائی اسکول کی تعلیم اشدت ہائر سیکنڈری اسکول ولید پور سے حاصل کی پھر انٹر میڈیٹ بی ایس آر کے انٹر کالج رام نگر موڑ، کھلیسا، مئو میں پڑھنے کے بعد سنت گنی ناتھ راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے گریجویشن مکمل کیا۔ ۲۰۲۱ء میں ڈی سی ایس کے پی جی کالج مئو سے اردو میں ایم اے کی ڈگری بھی حاصل کی۔ جون ۲۰۲۴ء کے وسط میں رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔ موجودہ مشغولیت گھریلو کاروبار ہے۔

عطاء الرحمٰن، محلّہ پورب (ولادت: ۲؍اکتوبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۰؍جمادیٰ الاخری ۱۴۱۹ھ، جمعرات)

نام عطاء الرحمٰن ابن ریاض احمد ابن عبد الحکیم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن بھیرہ میں پرائمری تعلیم کے حصول کے بعد نو درگا جونیئر ہائی اسکول ولید پور سے جونیئر ہائی اسکول اور ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۹ء میں سنت گنی ناتھ ڈگری کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور تعلیم کی تکمیل کے بعد آبائی پیشہ میں مشغول ہیں۔

امیر الدین، محلّہ دکھن (ولادت: ۱۳؍اکتوبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۲؍جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ، پیر)

نام امیر الدین ابن بشیر احمد ابن عبد المجید ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی کتابیں پربدھ امبیڈکر، زمینوا محمد آباد میں پڑھ کر انٹرمیڈیٹ نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے کیا اور ۲۰۱۹ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی پھر ۲۰۲۱ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ایم اے کی سند بھی حاصل کی۔

زاہد علی، مکھلی (ولادت: ۱۲؍دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۲؍شعبان ۱۴۱۹ھ، جمعہ)

نام زاہد علی ابن حاجی اشفاق احمد صباغ ابن ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم میں حاصل کی۔ اس کے بعد بی ایس آر کے انٹر کالج رام نگر موڑ سے جونیئر ہائی اسکول اور نیشنل انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ مکمل کرنے کے بعد ۲۰۲۱ء میں پولی ٹیکنک کے SSPI Azamgarh کالج سے کمپیوٹر سائنس میں ڈپلومہ کیا۔ ڈپلومہ انجینئرنگ کی تکمیل سے قبل بغرض ملازمت دبئی کا سفر بھی کیا۔ موجودہ مشغولیت علی ٹریولز کے نام سے جن سیوا کیندر کا کام ہے۔

ابو عاصم نزد مدرسہ رحیمیہ (ولادت: ۲۶؍دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۷؍رمضان ۱۴۱۹ھ، سنیچر)

صوم وصلوٰۃ کے پابند، سنجیدہ، سلجھے ہوئے اور صالح نوجوان ہیں۔ نام ابو عاصم ابن مقبول احمد مرحوم ابن عبد الحفیظ نجمی ابن خدا بخش ابن حاجی نور محمد ابن رمضان علی (وفات: ۱۸۷۰ء) ہے۔ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں درجہ تین تک پڑھنے کے بعد ہیون گارڈین انگلش میڈیم اسکول خیر آباد میں داخل ہو گئے جہاں نرسری تا جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد

احیاء العلوم ہائر سیکنڈری اسکول مبارکپور سے ہائی اسکول اور شبلی نیشنل انٹر کالج اعظم گڑھ سے انٹرمیڈیٹ، پھر الفلاح یونیورسٹی فرید آباد ہریانہ (نئی دہلی) سے ۲۰۲۰ء میں الیکٹریکل اینڈ الیکٹرانکس میں بی ٹیک (B.Tech EEE) کی ڈگری حاصل کی۔ بی ٹیک کی تکمیل کے بعد Computech Professional Group, Uttam Nagar, Delhi سے Primavera نامی پروجیکٹ مینیجمنٹ سرٹیفیکیشن کیا۔ جون ۲۰۲۲ء میں سعودی عرب کے شہر ریاض کی SSEM نامی کمپنی میں بحیثیت الیکٹریکل انجینئر ملازمت اختیار کر لی، دو ڈھائی سال وہاں رہنے کے بعد فروری ۲۰۲۵ء میں ریاض میں واقع Keir International نام کی ایک کمپنی میں بحیثیت پلاننگ انجینئر (Planning Engineer) تقرر ہوا تو وہاں منتقل ہو گئے اور تا حال اسی کمپنی میں کام کر رہے ہیں۔

۱۱؍نومبر ۲۰۲۵ء بمطابق ۱۹؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ بروز پیر پورہ دلہن، مبارکپور، اعظم گڑھ کے رہنے والے جناب ایاز احمد صاحب پلائی والے کی صاحبزادی اور حقیقی خالہ زاد (ڈبل ایم اے، انگلش اینڈ اردو) کے ساتھ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے۔

محمد احمد، محلّہ دکھن (ولادت: ۲۵؍مارچ ۱۹۹۹ء بمطابق ۶؍ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ، بدھ)

نام محمد احمد ابن نظام الدین ابن محمد اسحاق ہے۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم بھیرہ میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول نو درگا جونیئر ہائی اسکول ولید پور میں پڑھا۔ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے کیا اور ۲۰۱۹ء میں سنت گنی ناتھ راجکیہ مہاودیالے محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

شاکر علی، مکھلی (ولادت: ۷؍جولائی ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۲؍ربیع الاول ۱۴۲۰ھ، منگل)

شاکر علی ابن اعجاز احمد صباغ کے دادا کا نام ڈاکٹر اقبال احمد مرحوم تھا۔ پرائمری تعلیم مدرسہ عزیزیہ خیر العلوم محلّہ پچھّم میں حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد میں حاصل کی اور ۲۰۲۱ء میں بی اے مکمل کیا۔ آپ کا موجودہ پیشہ الیکٹریشن ہے۔

☆☆☆

غیر مسلم گریجوئیٹس / پوسٹ گریجوئیٹس

ماسٹر بال کرن یادو (ولادت: ۵/جولائی ۱۹۳۹ء بمطابق ۱۸/جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ، منگل)

والد کا نام رام رتن یادو ابن فاگو یادو ہے۔ پرائمری، جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول تک کی مکمل تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ہائی اسکول کی تعلیم صلاحیت کے اعتبار سے آج کے گریجویشن کے مساوی کہی جاسکتی ہے۔ چنانچہ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے تدریس کا پیشہ اختیار کیا اور اخیر عمر میں ہیڈ ماسٹر کی پوسٹ سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں جین پور کے رہنے والے لٹو یادو کے یہاں شادی ہوئی، آپ کی چار اولاد ہیں۔

مرلی دھر، بڑھئی ٹولہ (ولادت: یکم مارچ ۱۹۵۵ء بمطابق ۵/رجب ۱۳۷۴ھ، پیر)

مرلی دھر کے والد کا نام جے کشن ابن بھولا شرما ہے۔ قد لمبا اور جسم متوسط ہے۔ دُھن کے پکے آدمی اور بامقصد انسان ہیں۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کی۔ ۱۹۷۷ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی ایس سی (B. Sc) کی ڈگری حاصل کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آج کی طرح کمپیٹیشن نہیں تھا، صرف گریجویشن کے بعد بسہولت تمام سرکاری یا نیم سرکاری نوکریاں حاصل کی جاسکتی تھیں لیکن تعلیم سے فراغت کے بعد نوکری کی تلاش کے بجائے آپ نے اپنے آبائی پیشہ بڑھئی گیری کو ترجیح دی اور اسی سے منسلک ہو گئے پھر پوری زندگی اسی کے ہو کر رہ گئے لیکن دن رات سخت محنت کر کے آپ نے اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم پر مکمل توجہ دی اور وہ سبھی لوگ تقریباً اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں ہٹی خانہ ضلع غازی پور میں شادی ہوئی۔ آپ کی سات اولاد (پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں) ہیں۔

نیبو لال قنوجیا، محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۵/جولائی ۱۹۵۷ء بمطابق ۱۶/ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ، اتوار)

شریف، سلجھے ہوئے اور مثبت فکر و خیال کے انسان ہیں۔ خاموشی کے ساتھ اپنی اور اپنی

اولاد کی تعلیم وتربیت اور فکر معاش میں مشغول رہتے ہیں۔ والد کا نام تریونی قنوجیا ابن بلر ہے۔ پرائمری اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم جونیئر ہائی اسکول گھوسی میں ہوئی۔ پھر سرووے انٹر کالج گھوسی سے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ مکمل کیا۔ اس کے بعد ۱۹۷۷ء میں سرووے پی جی کالج گھوسی سے ہی بی اے کی تکمیل ہوئی۔ ۱۹۷۲ء میں ناگپور، دہری ضلع بلیا میں شادی ہوئی اور آپ کی چھ اولاد ہیں جو اپنے والد کے پرتو اور اعلی تعلیم یافتہ ہیں۔

رام نیان یادو، پراس کھاڑ (ولادت: ۴؍جنوری ۱۹۶۰ء بمطابق ۴؍رجب ۱۳۷۹ھ، اتوار)

رام نیان کے یادو کے والد کا نام رام رتن یادو ابن فاگو یادو ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، میڈل اسکول محمد آباد گوہنہ اور ہائی اسکول وانٹرمیڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد میں ہوئی۔ ۱۹۸۱ء میں سرووے ڈگری کالج گھوسی سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد بنارس کے کسی کالج سے ایم اے مکمل کیا۔ ۱۹۸۵ء میں اعظم گڑھ کے رہنے والے رمیش چندر یادو کے یہاں شادی ہوئی۔ آپ کی دو اولاد ہیں۔ بسمتی انٹر کالج میں تدریسی فرائض کی انجام دہی کو بھی آپ نے اپنا مشغلہ بنایا۔

ماسٹر شیوناتھ یادو، پراس کھاڑ (ولادت: ۳؍مارچ ۱۹۶۱ء بمطابق ۱۴؍رمضان ۱۳۸۰ھ، جمعہ)

والد کا نام جگنو ابن سرجن یادو ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے کالج محمد آباد سے حاصل کرنے کے بعد ۱۹۸۰ء میں DAV ڈگری کالج اعظم گڑھ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی ایڈ کیا۔ ۱۹۸۰ء میں مبارکپور کے رہنے والے لالسا یادو کے یہاں شادی ہوئی۔ آپ ایک اسسٹینٹ ٹیچر ہیں۔

شنکر رام، پوسٹ مین (ولادت: ۱۵؍مارچ ۱۹۶۲ء بمطابق ۷؍شوال ۱۳۸۱ھ، جمعرات)

شنکر رام ایک شریف انسان ہیں، مقامی ڈاکخانہ میں پوسٹ مین کی ملازمت کرتے تھے لیکن گشتہ چند سالوں قبل ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔ والد کا نام دوئج رام ابن بردھن رام تھا۔ پرائمری اسکول ولید پور میں ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد میڈل اسکول محمد آباد سے جونیئر ہائی اسکول

اور ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ہائی اسکول و انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی پھر ۱۹۸۲ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد سے بی اے کیا۔

۱۹۷۸ء میں گھوسی کے رہنے والے شری رام دھن رام کی لڑکی سے شادی ہوئی، آپ کی سات اولاد ہیں۔

رامانند یادو ابن مور دھن ابن بیچو یادو (ولادت: ۱۹۶۸ء بمطابق ۱۳۸۷ھ)

ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم دیولاس انٹر کالج سے مکمل کرنے کے بعد ۱۹۸۸ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ایم اے و بی اے ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ ہندی کے ایک اخبار میں پتر کاریتا کرتے ہیں۔ ۱۹۹۳ء میں شادی ہوئی۔

ماسٹر درگا شنکر تیواری (یکم جنوری ۱۹۶۹ء بمطابق ۱۲ر شوال ۱۳۸۸ھ بروز بدھ)

والد کا نام سوامی ناتھ ابن رام ٹہل تیواری ہے۔ پرائمری اسکول ولید پور میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد جونیئر ہائی اسکول کھلیسا سے جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی پھر بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ مکمل کیا۔ اس کے بعد غالباً ۱۹۸۸ء میں DCSK College Mau سے بی اے اور ۱۹۹۰ء میں ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں پھر اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (IGNOU) سے ۲۰۰۸ء میں بی ایڈ کیا۔ موجودہ پروفیشن ٹیچنگ اور کاشت کاری ہے۔ ۱۹۸۸ء میں مئو کے رہنے والے درگا وجے دوبے کے یہاں شادی ہوئی۔ آپ کی تین اولاد ہیں۔

سریندر یادو (ولادت: یکم نومبر ۱۹۷۱ء بمطابق ۱۱ر رمضان ۱۳۹۱ھ، اتوار)

آپ کے والد کا نام بال کرن یادو ابن رام رتن یادو ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم بھیٹ اسکول میں حاصل کی۔ ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں مکمل کرنے کے بعد ۱۹۹۴ء میں DAV کالج اعظم گڑھ سے

بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۱۹۹۶ء میں چکر پان پور کے رہنے والے نرمن یادو کے یہاں شادی ہوئی اور آپ کی چار اولاد ہیں۔

نندلال ایڈوکیٹ (ولادت: ۳؍جون ۱۹۷۲ء بمطابق ۲۱؍ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ، سنیچر)

آپ کا مکان آٹو اسٹینڈ کے آگے بائیں جانب دلت بستی میں ہے۔ متوسط سے زیادہ جسم اور قد متوسط ہے۔ رنگ گورا ہے۔ نام نندلال بھارتی ابن آنجہانی دُربل رام ابن آنجہانی کشُن رام ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور ۱۹۹۰ء میں انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۱۹۹۸ء میں بی اے ایل ایل بی (BA LLB) کی ڈگری حاصل کی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۹۹ء میں آپ نے مئوشہر کی ضلعی عدالت میں وکالت کی پریکٹس شروع کی جو مسلسل ستائیس سال سے تا حال جاری ہے۔ بقول آپ کے اس دوران آپ نے کئی اہم شخصیات کے کیس بھی ہینڈل کیا۔ DAV Collage Azamgarh سے تاریخ میں آپ نے ماسٹر بھی کیا ہے۔

۱۹۸۸ء میں ہانسا پور، تھانہ تہبر پور ضلع اعظم گڑھ میں شادی ہوئی۔ آپ کی چار اولاد (دو بچے اور دو بچیاں) ہیں۔ ایک بیٹا آلوک عرف سونو بھی پیشہ سے وکیل ہے۔

گیان چندر (ولادت: ۵؍جولائی ۱۹۷۶ء بمطابق ۶؍رجب ۱۳۹۶ھ، اتوار)

نام گیان چندر ابن پوجن ابن جگائی ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم میڈل اسکول محمد آباد اور ہائی اسکول وانٹرمیڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد جنتا مہاودیالے رانی پور، مئو سے ۱۹۹۷ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ مشغولیت آبائی پیشہ زراعت ہے۔ ۱۹۹۷ء میں ضلع بلیا کے رہنے والے جناب سری کشن کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی اور آپ کی تین اولاد ہیں۔

پرمود کمار وشوکرما، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۲۵ جنوری ۱۹۷۷ء بمطابق ۴؍صفر ۱۳۹۷ھ، پیر)

مرلی دھر ابن جے کشن وشوکرما کے بڑے لڑکے ہیں۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول

ولید پور میں ہوئی۔اس کے بعد جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کی۔ پھر ۲۰۰۰ء میں راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے، ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۶ء میں بالترتیب شبلی نیشنل پی جی کالج سے ایل ایل بی اور ایل ایل ایم (LLB & LLM) کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ کی موجودہ مشغولیت شہر مئو کی ضلعی عدالت میں وکالت کی پریکٹس ہے۔ ۱۹۹۸ء میں اندارا ضلع مئو کے رہنے والے شری شرون صاحب شرما کے یہاں شادی ہوئی۔ آپ کی تین اولاد ہیں۔

اوم پرکاش (ولادت: ۱۲؍جولائی ۱۹۷۷ء بمطابق ۲۵؍رجب ۱۳۹۷ھ، پیر)

اوم پرکاش ابن لال مین ابن جوگو کی ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول محمد آباد گوہنہ، جونیئر ہائی اسکول پربدھ امبیڈکر یانتریک اسکول محمد آباد، ہائی اسکول نیشنل انٹر کالج محمد آباد اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم انجان شہید، اعظم گڑھ سے مکمل کرنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی ایس سی (B Sc.) کی ڈگری حاصل کی پھر بابو لال ڈگری کالج، متھرا، اتر پردیش سے بی ایڈ کیا۔ ۲۰۰۹ء میں صلاح آباد، مئو کے رہنے والے جناب ستی رام کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی۔

مہیش رام، محلّہ پچھمّ، دلت بستی (ولادت: ۱۰؍جولائی ۱۹۷۸ء بمطابق ۴؍شعبان ۱۳۹۸ھ پیر)

مہیش رام کے والد کا نام ڈاکٹر شیو بچن ابن تلک دھاری ہے۔ پرائمری اسکول ولید پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول کھلیسا سے جونیئر ہائی اسکول، نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی پھر ۲۰۰۲ء میں کریشک ڈگری کالج، سٹھیاؤں سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۰۹ء میں سٹھیاؤں کے رہنے والے رام اودھیش رام کے یہاں شادی ہوئی۔ آپ کی تین اولاد ہیں۔

ورییندر یادو، پراس کھاڑ (ولادت: ۵؍اکتوبر ۱۹۷۸ء بمطابق یکم ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ، بدھ)

آپ کے والد کا نام بال کرن یادو ابن رام رتن یادو ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول، ولید پور اور جونیئر ہائی اسکول میڈل اسکول کھلیسا میں حاصل کی۔ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ بھور ضلع اعظم گڑھ میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۱ء میں ستیہ نارائن کریشک ڈگری کالج سے بی اے

اور ۲۰۰۳ء میں ڈی سی ایس کے ڈگری کالج مئو سے ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ شادی کرہاں میں راجیند ریادو کے یہاں ہوئی، آپ کی دواولاد ہیں۔

دیریندرابن بچولال ابن جھولئی رام سونکر (ولادت: ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۳۹۹ھ)

پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈئٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ ڈگری کالج محمد آباد سے ۲۰۰۱ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت کھیتی ہے۔

سنجے یادوابن صوبے داریادو (ولادت: ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۴۰۱ھ)

ابتدائی تعلیم پرائمری پاٹھ اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول لعل بہادر شاستری اسکول بھاتکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈئٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۶ء میں درگا جی پی جی کالج چندیشور، اعظم گڑھ سے بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۰۵ء میں اعظم گڑھ کے رہنے والے شری رام رتن کے یہاں شادی ہوئی اور آپ کی تین اولاد ہیں۔

ویریندر کمار راؤ (ولادت: ۵/اگست ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۵/شوال ۱۴۰۲ھ، بدھ)

ویریندر کمار کے والد کا نام مول چندر ابن بیہو رام ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول، ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد ضلع مئو میں حاصل کی۔ ۲۰۰۷ء اور ۲۰۰۹ء میں بالترتیب راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ ایک Life Insurance Company (LIC) میں کام کرتے ہیں۔ ندواسرائے ضلع مئو میں رام اودھ رام کے یہاں شادی ہوئی۔

امر جیت (ولادت: ۱۰/اگست ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۹/شوال ۱۴۰۲ھ، پیر)

نام امر جیت ابن لال چندر رام ابن نوبت ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول، ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈئٹ کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد سنت گنی ناتھ ڈگری کالج محمد آباد سے ۲۰۰۱ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد TD College Ballia سے ایم اے بھی کیا۔ ۲۰۱۹ء میں دیوریا کے رہنے والے شری جے بہادر کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی جن

سے ایک بچہ متولد ہے۔ موجودہ مشغولیت پرائیویٹ ملازمت ہے۔

شرون کمار، بڑھئی ٹولہ (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۵؍ربیع الاول ۱۴۰۳ھ، جمعہ)

شرون کمار، مرلی دھرابن جے کشن وشوکرما کے تیسرے لڑکے ہیں۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کی۔ ۲۰۱۰ء میں ہریش چندر لاء کالج بنارس سے ایل ایل بی (LLB) کیا۔ موجودہ مشغولیت ایچ ڈی ایف سی بینک ممبئی میں ملازمت ہے۔ ۲۰۱۷ء میں سروجنی نگر لکھنؤ میں شادی ہوئی۔

ماسٹر امت کمار یادو (ولادت: یکم جولائی ۱۹۸۳ء بمطابق ۱۹؍رمضان ۱۴۰۳ھ، جمعرات)

والد کا نام رام کرن یادو ابن رام رتن یادو محلّہ پراس کھاڑ ہے۔ ابتدائی تعلیم سرسوتی ودیا مندر محمد آباد اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم کھلیسا میں ہوئی۔ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد میں مکمل کرنے کے بعد ۲۰۰۳ء میں DAV College اعظم گڑھ سے بی ایس سی (B.Sc) اور اس کے بعد پرتھوی راج چوہان کالج مئو سے بی ایڈ (B. Ed.) کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ پروفیشن ٹیچنگ ہے۔ ۲۰۱۰ء میں چرپن پور کے رہنے والے بلی رام یادو کے یہاں شادی ہوئی، آپ کی دو اولاد ہیں۔

ماسٹر شمبھو پرساد، گولا بازار (ولادت: ۴؍جولائی ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۳؍۹؍۱۴۰۳ھ بروز پیر)

ماسٹر شمبھو پرساد، لال جی گپتا کے لڑکے ہیں۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم جونیئر ہائی اسکول کھلیسا سے حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کی اور ۲۰۰۵ میں رام راجو ڈگری کالج سٹھیاؤں سے بی اے، ۲۰۰۷ء میں DAV College Azamgarh سے ایم اے سوشیولوجی (MA in Socialogy) اور ۲۰۱۹ء میں Purvanchal PG College Rani ki Sarae سے ایم اے سائیکولوجی (MA in Psychology) کی ڈگریاں حاصل کیں۔ بعد میں اوپن یونیورسٹی سے آپ نے بی ایڈ کا کورس بھی مکمل کیا۔

۲۰۰۵ء میں آپ کی شادی ہوئی، آپ کے تین بچے ہیں اور موجودہ پروفیشن محمد آباد کے آگے ایک مضافاتی گاؤں میں ایک سرکاری اسکول میں پرائمری ٹیچنگ ہے۔

امر سنگھ گوتم (ولادت: ۲؍اگست ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۲؍شوال ۱۴۰۳ھ، پیر)

آپ کے والد کا نام شری پرساد ابن شیو پرساد ہے۔ ابتدائی تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، میڈل اسکول محمد آباد، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم DAV انٹر کالج اعظم گڑھ میں حصول کے بعد ۲۰۰۵ء میں مذکورہ کالج سے ہی بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۰۷ء اور ۲۰۱۰ء میں بالترتیب ایم اے اور بی ایڈ کا کورس مکمل کیا۔ آپ نگر پنچایت کی پہلی مدت (۲۰۱۷ء۔۲۰۲۳ء) میں وارڈ نمبر ایک، کوڈرا، بھیرہ سے سبھاسد بھی رہے ہیں۔ ۲۰۱۲ء میں مئو کے رہنے والے شری رام شنکر کے یہاں شادی ہوئی۔

چندن کمار، گولا بازار (ولادت: ۴؍ستمبر ۱۹۸۳ء بمطابق ۲۶؍ذی القعدہ ۱۴۰۳ھ، اتوار)

چندن کمار کے والد کا نام رامیشور لال ابن جوکھو پرساد گپتا عرف منیم جی ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم جونیئر ہائی اسکول کھلیسا سے حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول نیشنل انٹر کالج محمد آباد اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے حاصل کی پھر ۲۰۰۵ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے اور ہری سہائے پی جی کالج جیتی بیلگھاٹ، گورکھپور سے ایم اے و بی ایڈ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۲۰۰۹ء میں کلیان پور، گھوسی، مئو کے رہنے والے مسٹر پاسرناتھ گپتا کے یہاں شادی ہوئی، آپ کے دو بچے اور دو بچیاں ہیں۔ موجودہ مشغولیت ٹیچنگ ہے۔

آشوانی شرما عرف ڈبلو بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۱۰؍جولائی ۱۹۸۴ء بمطابق ۱۰؍۱۰؍۱۴۰۴ھ پیر)

والد کا نام نند لال ابن جیوت ہے۔ لمبے قد و قامت والے، با اخلاق انسان ہیں۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۶ء میں سنت گنی ناتھ راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت پرائیویٹ ملازمت ہے۔ ۲۰۰۰ء میں

راجے سلطان پور، امبیڈکر نگر میں شری لال جیت شرما کی لڑکی سے شادی ہوئی، آپ کی تین اولاد ہیں۔

دھنی ناتھ یادو (ولادت: یکم جنوری ۱۹۸۵ء بمطابق ۸/ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ، منگل)

دھنی ناتھ کے والد کا نام شیو بچن ابن گلاب یادو ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول لال بہادر شاستری اسکول بھاتکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۴ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۰۸ء میں ضلع اعظم گڑھ کے کسی گاؤں میں شادی ہوئی۔ آپ کی تین اولاد ہیں۔

نریندر ناتھ، بڑھئی ٹولہ (ولادت: یکم مارچ ۱۹۸۵ء بمطابق ۸/جمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ جمعرات)

نام نریندر ناتھ ابن ڈاکٹر مانک چندر ابن ہیرالال وشوکرما ہے۔ قدیم مکان بڑھئی ٹولہ میں ہے لیکن حال ہی میں نقل مکانی کر کے خیرآباد کٹیا پر اپنے نئے مکان میں رہنے لگے ہیں۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، میڈل کلاس جونیئر ہائی اسکول کھلیسا، ہائی اسکول نیشنل انٹر کالج محمد آباد اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں کریشک ڈگری کالج کوئریاپار سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد تلاش معاش کی فکر میں سعودی عرب کا سفر کیا اور وہاں شہر ریاض کی ایک معروف کمپنی النصبان گروپ میں ۲۰۰۸ء تا ۲۰۱۲ء بحیثیت میل نرس کام کیا۔

۱۹/اپریل ۲۰۱۲ء میں اعظم گڑھ کے قریب کسی گاؤں میں شری پریم چندر کی لڑکی سے شادی ہوئی۔ موجودہ مشغولیت میڈیکل اسٹور ہے۔

مہیندر ناتھ قنوجیا (ولادت: ۵/جولائی ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۵/شوال ۱۴۰۵ھ، جمعرات)

والد کا نام نیبولال ابن تریوینی قنوجیا ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم لال بہادر شاستری اسکول بھاتکول سے حاصل کی۔ پھر ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے مکمل کیا۔ اس کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی ایس سی، ایم ایس سی اور بی ایڈ (B.Sc, M.Sc & B.Ed) کی ڈگریاں حاصل کیں جن کی تکمیل ۲۰۰۷ء اور ۲۰۰۹ء میں ہوئی۔ موجودہ مشغولیت اسسٹنٹ ٹیچنگ کی ہے۔ ۲۰۱۴ء میں

ضلع اعظم گڑھ کے قصبہ جین پور میں شری لال چندر رام کے یہاں شادی ہوئی۔ آپ کی دو اولاد ہیں۔

اوم پرکاش گپتا، گولا بازار (ولادت: ۱۵؍جولائی ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۶؍شوال ۱۴۰۵ھ بروز پیر)

با اخلاق، خوبرو و خوب سیرت انسان ہیں۔ والد کا نام راجندر پرساد ابن لال جی گپتا ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول کھلیسا، ہائی اسکول نیشنل انٹر کالج محمد آباد اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کالج غازی پور سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۲۰۰۸ء سے کم وبیش دو ڈھائی سال تک سعودی عرب کی دارالحکومت ریاض میں النصبان گروپ نامی کمپنی کے ہیڈ آفس میں ایڈمنیسٹریشن کی جاب پر فائز رہے۔ ۲۰۱۷ء میں کھرہٹ بازار مئو کے رہنے والے شرون گپتا کے یہاں شادی ہوئی جن سے ایک بچہ متولد ہے۔ موجودہ پروفیشن خود کا بزنس ہے۔ آپ اپنے قدیم مکان گولا بازار سے منتقل ہوکر رام نگر موڑ پر اپنے نئے تعمیر شدہ مکان میں رہنے لگے ہیں۔

شیو ناتھ ابن کمٹو رام (ولادت: ۵؍اکتوبر ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۹؍محرم ۱۴۰۶ھ، سنیچر)

مکان محلّہ، پچھّم، دلت بستی میں ہے۔ پرائمری پاٹھ شالہ ولید پور سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد لعل بہادر شاستری اسکول بھاتکول سے جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی پھر بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ مکمل کیا، اس کے بعد ۲۰۰۶ء میں DAV College Azamgarh سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۰۹ء میں جہانا گنج میں لال دھاری پرساد کے یہاں شادی ہوئی، آپ کا ایک بچہ یا بچی بھی ہے۔

سنجے کمار محلّہ پچھّم، دلت بستی (ولادت: ۵؍اکتوبر ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۹؍محرم ۱۴۰۶ بروز سنیچر)

والد کا نام وشوناتھ ہری ہے۔ جیون جیوتی ہائی اسکول میں پرائمری تعلیم حاصل کی اس کے بعد جھارکھنڈ کے کسی اسکول سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۲۰۰۷ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی۔ اسی سال مئو کے رہنے والے شری راجیند رکمار کی لڑکی کے ساتھ آپ کی شادی ہوئی جن سے دو اولاد ہیں۔ موجودہ مشغولیت نجی بزنس ہے۔

گوتم پرساد، گولا بازار (ولادت: ۱۱؍نومبر ۱۹۸۵ء بمطابق ۲۷؍صفر ۱۴۰۶ھ، پیر)

نام گوتم پرساد ابن رامیشور لال ابن جوکھو پرساد گپتا عرف منیم جی ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم جونیئر ہائی اسکول کھلیسا سے حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے حاصل کی پھر ۲۰۰۷ء میں ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر پی جی کالج، اندارا ضلع منّو سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور ۲۰۰۹ء میں روہتک ہریانہ سے بی ایڈ بھی کیا۔ ۲۰۱۳ء میں بڑا گاؤں، منّو کے رہنے والے شری وجے شنکر گپتا کے یہاں شادی ہوئی، آپ کے تین بچے ہیں۔

رام پرتاپ ابن طوفانی ابن رام روپ یادو (ولادت: ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۴۰۶ھ)

ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں، جونیئر ہائی اسکول، لعل بہادر شاستری اسکول بھاتکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۸ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ پیشہ پرائیویٹ ملازمت ہے۔ ۲۰۱۱ء میں شادی ہوئی۔

ماسٹر امیش چندر قنوجیا (ولادت: ۲؍جولائی ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۳؍شوال ۱۴۰۶ھ، منگل)

نام امیش چندر قنوجیا ابن نیبو لال ابن تریوینی قنوجیا ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم لعل بہادر شاستری اسکول بھاتکول میں حاصل کیا۔ اس کے بعد ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے مکمل کیا پھر سنت گنی ناتھ پی جی کالج محمد آباد سے بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اس کے بعد CCS University Meerut سے ۲۰۰۸ء میں بی ایڈ (B.Ed) کا کورس مکمل کیا۔ اضافی تعلیم کے طور پر آپ نے اردو زبان میں ڈپلومہ اور کمپیوٹر میں CCC کا کورس بھی کیا ہے۔ موجودہ مشغولیت ٹیچنگ ہے۔ ۲۰۱۷ء میں ضلع منّو کے ایک گاؤں شکر پور میں شری راجیش قنوجیا کے یہاں شادی ہوئی۔ آپ کا ایک بچہ/بچی ہے۔

ماسٹر سرون کمار گولا بازار (ولادت: ۱۵؍جولائی ۱۹۸۶ء بمطابق ۸؍ذی القعدہ ۱۴۰۶ھ، منگل)

نام سرون کمار ابن ہریش چندر ابن بھگو گپتا ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور،

جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم جونیئر ہائی اسکول کھلیسا سے حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول نیشنل انٹر کالج محمد آباد اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے حاصل کی پھر ۲۰۱۴ء میں علی یاور جون، نیشنل انسٹیٹیوٹ فور ہیئر نگ ہینڈ یکیپڈ ممبئی سے گریجویشن اور بی ایڈ کی ڈگریاں حاصل کیں ۲۰۱۴ء میں ہلدھر پور میں ڈاکٹر یوگیندر پرساد کے یہاں شادی ہوئی، آپ کی تین اولاد ہیں۔ موجودہ مشغولیت ٹیچنگ ہے۔

امت کمار عرف ببلو بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۴/اکتوبر ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۸/محرم ۱۴۰۷ھ جمعہ)

والد کا نام نند لال ابن جیوت وشوکرما ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالئے ولید پور اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم رام نگر موڑ کھلیسا میں واقع جونیئر ہائی اسکول سے حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول و انٹر میڈیٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد میں حاصل کی پھر ۲۰۰۷ء میں کرشک ڈگری کالج، چریا کوٹ ضلع مئو سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے آئی ٹی (Information Technology) میں ڈپلومہ بھی کیا ہے اور لکھنؤ کی ایک کمپنی کے آئی ٹی سیکشن میں ایک طویل مدت سے ملازمت کر رہے ہیں نیز مع اہل وعیال وہیں مقیم ہیں۔ ۲۰۱۳ء میں شادی ہوئی اور آپ کے دو بچے ہیں۔

رام سیوک ابن سُکھو ابن فَودی (ولادت: ۵/جولائی ۱۹۸۷ء بمطابق ۹/ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ، اتوار)

پرائمری اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم IHS اسکول محمد آباد گوہنہ سے حاصل کی۔ ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ دیولاس سے مکمل کیا پھر ۲۰۰۹ اور ۲۰۱۱ء میں بالترتیب راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اور ایم کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۲۰۰۹ء میں امیلا کے رہنے والے پارس ناتھ کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی۔ آپ کے پانچ بچے ہیں۔

راجیو رنجن محلّہ پچھّم، دلت بستی (ولادت: ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۴۰۸ھ)

نام راجیو رنجن ابن وشو ناتھ ہری ابن گنپت ہے۔ جیون جیوتی ہائی اسکول میں پرائمری تعلیم حاصل کی اس کے بعد DAV کالج اعظم گڑھ سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مدینی نگر، پلامو، جھارکھنڈ میں واقع Nilambur Pitamber University سے بی ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۱۴ء میں شادی ہوئی۔

پربھوناتھ ابن آنجہانی شیوبچن ابن گلاب یادو (ولادت: ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۴۰۸ھ)

ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول لعل بہادر شاستری اسکول بھاتکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۱ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

دلیپ کمار سونکر (ولادت: ۲؍جولائی ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۷؍ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ، جمعہ)

نام دلیپ کمار ابن بندیاچل پرساد ابن لالتا سونکر ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم پراتھمک اینڈ اُچ پراتھمک ودیالئے کھلیسا سے حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول وانٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے حاصل کی اور ۲۰۰۹ء میں راجدیو کریشک ڈگری کالج سٹھیاؤں سے بی اے مکمل کیا۔ ۲۰۱۱ء میں کمال سونکر مبارکپور کے یہاں شادی ہوئی، آپ کا ایک بچہ ہے اور موجودہ پیشہ زراعت ہے۔

اودھیش کمار گولا بازار (ولادت: ۱۲؍نومبر ۱۹۸۸ء بمطابق ۲؍ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ، سنیچر)

نام اودھیش کمار ابن رامیشور لال ابن جوکھو پرساد گپتا ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم جونیئر ہائی اسکول کھلیسا میں حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد میں مکمل کی پھر ۲۰۱۲ء میں بدری پرساد پی جی کالج کنجارا، دلشاد پور، اعظم گڑھ سے بی اے کیا۔ ۲۰۱۵ء میں پہاسا، مئو کے رہنے والے مسٹر دواریکا پرساد گپتا کے یہاں شادی ہوئی، آپ کی دو بچیاں ہیں۔

دنیش چندر قنوجیا (ولادت: ۲۵؍نومبر ۱۹۸۸ء بمطابق ۱۴؍ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ، جمعرات)

نام بنیش چندر قنوجیا ابن نیبو لال ابن تریوینی قنوجیا ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم لعل بہادر شاستری اسکول بھاتکول میں حاصل کی۔ پھر جموئی ضلع مئو میں واقع رام بلی یادو نامی اسکول سے ہائی اسکول اور بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹرمیڈیٹ مکمل کیا۔ اس کے بعد سنت گنی ناتھ دغری کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری کے حصول کے بعد شبلی نیشنل کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۱۱ء اور ۲۰۱۵ء میں بالترتیب ایم اے اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ موجودہ مشغولیت وکالت کی پریکٹس ہے۔

پرامانند، بڑھئی ٹولہ (ولادت: یکم مارچ ۱۹۸۹ء بمطابق ۲۱ رجب ۱۴۰۹ھ منگل)

نام پرامانند وشوکرما ابن جگرناتھ وشوکرما ابن پلٹو ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے، ولید پور سے اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم پراتھمک اینڈ اُچّ پراتھمک ودیالے کھلیسا میں حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول وانٹر میڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے حاصل کی اور ۲۰۱۰ء میں راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۷ رمئی ۲۰۱۵ء میں بلریا گنج کے ایک گاؤں میں شادی ہوئی، آپ کے دو بچے ہیں۔ موجودہ پروفیشن آبائی پیشہ بڑھئی گیری ہے۔

شیوبچن وشوکرما، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۲ راگست ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۴۰۹/۱۲/۳۰ھ، بدھ)

نام شیوبچن ابن شیام سندر ابن کتوارو وشوکرما ہے۔ پرائمری پاٹھ شالے ولید پور سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کھلیسا جونیئر ہائی اسکول سے جونیئر ہائی اسکول، ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول وانٹر میڈیٹ اور ۲۰۱۱ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

۷ رمئی ۲۰۰۹ء کو بوڑھن پور اعظم گڑھ کے رہنے والے مسٹر راکیش شرما کے یہاں شادی ہوئی۔ موجودہ مشغولیت آبائی پیشہ بڑھئی گیری ہے۔

سرون کمار ابن ٹیگور ناتھ رام (ولادت: ۴ رمئی ۱۹۸۹ء مطابق ۲۷ رمضان ۱۴۰۹ھ، بدھ)

نام سرون کمار ابن ٹیگور ناتھ رام ابن سدری ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم NPWIC حافظ پور، کرما، مئو سے مکمل کرنے کے بعد ۲۰۱۵ء میں ویریندر پرساد سنگھ پی جی کالج ستون پور، فیض آباد، امبیڈکر نگر سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت ٹیلرنگ ہے۔ شادی کرہاں میں رمیش چندر کی لڑکی سے ہوئی۔

ورییندر کمار، پچھّم، دلت بستی (ولادت: ۲۰ رجولائی ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۷ رذی الحجہ ۱۴۰۹ھ جمعرات)

جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم دیوراسد دیول انٹر کالج مئو سے حاصل کی پھر انٹر میڈیٹ BRK انٹر کالج، ولید پور سے کیا، اس کے بعد ۲۰۰۹ء میں شری بانکے لال بہاری کالج دھوَریا شاہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۱۸ء میں اعظم گڑھ کے سوریہ ناتھ کی لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی۔

شیو کمار، محلّہ پچھّم، دلت بستی (ولادت: ۵/اگست ۱۹۸۹ء بمطابق ۲/محرم ۱۴۱۰ھ بروز سنیچر)

نام شیو کمار ابن شیو شنکر ہے۔ ولید پور پرائمری اسکول سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کھلیسا میں جونیئر ہائی اسکول پڑھا، اس کے بعد دیورسی انٹر کالج دیولاس سے ہائی اسکول اور بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹر میڈیٹ مکمل کیا۔ ۲۰۱۰ء میں سنت گنی ناتھ پی جی کالج محمد آباد سے گریجویشن کرنے کے بعد ۲۰۲۰ء میں بی ایڈ کا کورس بھی کیا۔

سُنیل کمار، محلّہ پچھّم، دلت بستی (ولادت: یکم اپریل ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۹/شوال ۱۴۱۴ھ، جمعہ)

نام سُنیل کمار ابن کنہیا لال ابن جوگار ناتھ ہے۔ پرائمری پاٹھ شالیہ ولید پور سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول کھلیسا سے جونیئر ہائی اسکول اور بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول و انٹر میڈیٹ کی تعلیم مکمل کی۔ ۲۰۱۴ء میں کجرا موڑھ عظمت گڑھ سے بی اے کیا، اس کے بعد BTC کا کورس بھی مکمل کیا۔ ۲۰۱۷ء میں کوئیریا پار کے رہنے والے جناب سوریش رام کی لڑکی سے شادی ہوئی، آپ کی دو اولاد ہیں۔

پریکھر شری واستو (ولادت: ۲۱/اگست ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۸/محرم ۱۴۱۰ھ، اتوار)

والد کا نام ابن دنیش لال ابن جُوالا پرساد ہے۔ ابتدائی تعلیم سرسوتی ودیا مندر میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد ڈی اے وی کالج سے بی کام (B.Com) کی ڈگری حاصل کی۔

آنند کمار، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۴/اکتوبر ۱۹۸۹ء بمطابق ۲/ربیع الاول ۱۴۱۰ھ، منگل)

نام آنند کمار ابن مرلی دھر ابن جے کشن وشوکرما ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول سرسوتی اسکول محمد آباد، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد میں حاصل کی۔ ۲۰۰۹ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت ممبئی کی ایک کمپنی میں ملازمت ہے۔

سُرجیت، محلّہ دکھن، دلت بستی (ولادت: ۳۰/جولائی ۱۹۹۰ء بمطابق ۷/محرم ۱۴۱۱ھ، اتوار)

نام سرجیت ابن شنکر رام ابن دوئج رام ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول بھیرہ میں

حاصل کرنے کے بعد سری سنت تلسی داس میں جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی پھر ٹاون انٹر کالج محمد آباد سے انٹر میڈیٹ مکمل کرنے کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۱۲ء اور ۲۰۱۳ء میں بالترتیب بی کام اور بی ایڈ (B.Com اور B.Ed.) کی ڈگریاں حاصل کیں۔ موجودہ رہائش الہٰ آباد میں ہے۔

اجیت کمار، دکھن، دلت بستی (ولادت: یکم فروری ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۶/۷/۱۴۱۱ھ بروز جمعہ)

نام اجیت کمار ابن شنکر رام ابن دونج رام ہے۔ سر سلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد میڈل اسکول محمد آباد گوہنہ میں جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی پھر امبیڈکر اسکول محمد آباد گوہنہ میں ہائی اسکول پڑھا۔ اس کے بعد چستی پٹی حافظ پور سے انٹر میڈیٹ کیا اور ۲۰۱۶ء میں سوکماری کالج محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے کمپیوٹر میں Course on Computer Concepts (CCC) کا امتحان بھی پاس کیا ہے اور فی الحال ولید پور کی پوسٹ آفس میں اپنے والد کے ریٹائرمنٹ کے بعد انہیں کی جگہ پر ایک پرائیویٹ ملازم کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

پنکج کمار، گولا بازار (ولادت: ۱۶/اپریل ۱۹۹۱ء بمطابق یکم شوال ۱۴۱۱ھ، منگل)

والد کا نام رامیشور لال ابن جوکھو پرساد گپتا عرف منیم جی ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم جونیئر ہائی اسکول کھلیسا میں حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر انٹر کالج غازی پور سے حاصل کی پھر ۲۰۱۳ء میں بدری پرساد پی جی کالج کنجارا، دلشاد پور اعظم گڑھ سے بی اے کی ڈگری سے سرفراز ہوئے۔ ۲۰۲۱ء میں بھاٹ میلا، امیلا، مئو کے رہنے والے شری لال جی گپتا کے یہاں شادی ہوئی۔

سُگریو بھارتی (ولادت: ۴/مئی ۱۹۹۱ء بمطابق ۱۹/شوال ۱۴۱۱ھ، جمعہ)

والد کا نام ٹیگورناتھ ابن صدری ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول محمد آباد گوہنہ، جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول سرجو انٹر کالج سرہرپور، کرہاں اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم عبدالعثمان انٹر کالج پلیان، مئو میں مکمل کرنے کے بعد ۲۰۱۵ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی

ڈگری حاصل کی۔ موجودہ پروفیشن الیکٹریشن ہے۔

ڈیوڈ کمار (ولادت: ۳؍جولائی ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۰؍ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ، منگل)

نام ڈیوڈ کمار ابن رام چندر ابن شیو پوجن ہے۔ ابتدائی تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، ہائی اسکول CHSS سرہر پور، مئو، انٹرمیڈیٹ عبدالعثمان انٹر کالج پلیان ضلع مئو سے مکمل کیا پھر ۲۰۱۳ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے بی ایڈ کا کورس بھی کیا ہے۔

کملیش کمار سونکر (ولادت: ۴؍جولائی ۱۹۹۱ء میں بمطابق ۲۱؍ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ، جمعرات)

مکمل نام کملیش کمار سونکر ابن رام بچن ابن چھیدی رام سونکر ہے۔ پرائمری پاٹھ شالے ولید پور سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کھلیسا جونیئر ہائی اسکول سے جونیئر ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج سے ہائی اسکول وانٹرمیڈیٹ اور ۲۰۱۱ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی پھر ۲۰۱۴ء میں مذکورہ کالج سے ہی ایم اے کیا۔ ۲۰۱۸ء میں پھولپور، اعظم گڑھ میں شادی ہوئی۔

راکیش کمار (ولادت: ۴؍جولائی ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۱؍ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ بروز جمعرات)

نام راکیش کمار سونکر ابن رام بچن ابن چھیدی رام سونکر ہے۔ پرائمری پاٹھ شالے ولید پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کھلیسا جونیئر ہائی اسکول میں جونیئر ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج میں ہائی اسکول وانٹرمیڈیٹ اور ۲۰۱۱ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور پھر ۲۰۱۵ء میں مذکورہ کالج سے ایم اے کیا۔ ۲۰۲۰ء میں اعظم گڑھ میں شادی ہوئی۔

راجنیس سہانی (ولادت: ۷؍جولائی ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۳؍ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ، اتوار)

نام راجنیس سہانی ابن نگما سہانی ابن گلو سہانی ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری پاٹھ شالے ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول لال بہادر شاستری اسکول بھات کول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۱ء اور ۲۰۱۳ء میں راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۲۰۱۴ء میں مئو میں

شادی ہوئی۔ آپ کی دو اولاد ہیں۔

ستیش کمار ابن رام کشور (ولادت: ۸/جولائی ۱۹۹۱ء بمطابق ۲۴/ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ، اتوار)

نام ستیش کمار ابن رام کشور ابن دالینگر ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد نو درگا جونیئر ہائی اسکول سے جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول وانٹر میڈیٹ کی تعلیم پر بدھ ودیالے سے حاصل کی۔ اس کے بعد شیو کماری سحاب مہاوشوودیالے سے ۲۰۲۰ء میں بی اے اور ۲۰۲۱ء میں بی ایڈ کی ڈگریاں حاصل کیں۔

راج کمار ابن ہریش چندرام (ولادت: ۸/فروری ۱۹۹۲ء بمطابق ۳/شعبان ۱۴۱۲ھ، جمعہ)

نام راج کمار ابن آنجہانی ہریش چندر رام ابن بجنو رام ہے۔ پرائمری تعلیم Convent School اور جونیئر ہائی اسکول و ہائی اسکول کی تعلیم DAV School میں حاصل کرنے کے بعد کیندریہ ودیالے Kendriya Vidyalaya سے انٹر میڈیٹ مکمل کر کے IES College of Technology Bhopal سے ۲۰۱۶ء میں بی ای (BE) کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت مدھیہ پردیش کے Singrauli نامی ضلع میں واقع NCL کمپنی میں ملازمت کر رہے ہیں۔

پرویند کمار ابن مہیند رشرما (ولادت: ۸/مارچ ۱۹۹۲ء بمطابق ۳/رمضان ۱۴۱۲ھ، اتوار)

مکمل نام پرویند کمار ابن مہیند رشرما ابن سیتا رام شرما ہے۔ پرائمری اسکول ولید پور میں ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد جونیئر ہائی اسکول کھلیسا میں جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی پھر نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے انٹر میڈیٹ کیا اور ۲۰۱۳ء میں کریشک مہاودیالے کوئریا پار سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۱۹ء میں وارانسی کے قریب چندولی نامی جگہ میں شادی ہوئی۔

برجیش عرف راہل ملاح ٹولی (ولادت: ۱۰/مارچ ۱۹۹۲ء بمطابق ۵/رمضان ۱۴۱۲ھ، منگل)

نام برجیش گونڈ عرف راہل ابن گورکھ ناتھ ابن جٹھن رام لیکھ پال ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور میں، جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم نو درگا جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد سنت گنی ناتھ راجکیہ پی جی کالج محمد آباد سے ۲۰۱۵ء میں بی اے اور ۲۰۱۷ء میں ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اسی سال

مدھوبن کے رہنے والے مسٹر سبھاش کی لڑکی سے شادی ہوئی، آپ کی دو اولاد ہیں۔

موہت کمار بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۲۰ ستمبر ۱۹۹۲ء بمطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ بروز اتوار)

نام موہت کمار ابن اِبھیمنیو وشوکرما ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالئے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول نو درگا انٹر کالج ولید پور، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۵ء میں بدری ناتھ پی جی کالج سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد بغرض ملازمت بیرون ملک مقیم ہیں۔

ارون کمار راؤ (ولادت: ۱۵ فروری ۱۹۹۳ء بمطابق ۲۳ شعبان ۱۴۱۳ھ، اتوار)

نام ارون کمار راؤ ابن تلک دھاری ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد، انٹر میڈیٹ ایس یادو سلطان پور، کولا پور ضلع مئو میں حاصل کی۔ ۲۰۱۴ء میں کاشی رام میموریل کالج مئو سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور ۲۰۱۹ء میں آپ نے ITI بھی مکمل کیا ہے۔

رام بھارتی (ولادت: ۸ مارچ ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۳ رمضان ۱۴۱۳ء، اتوار)

نام رام بھارتی ابن مٹھورام ابن جمنا ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالئے ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول محمد آباد گوہنہ کے کسی اسکول میں حاصل کی۔ اس کے بعد سرہر پور مئو سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ مکمل کیا پھر ۲۰۱۴ء میں کریشک ڈگری کالج کوئر یا پار ضلع مئو سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۱۹ء میں شادی ہوئی، آپ کا ایک بچہ ہے۔ ۲۰۱۰ء سے خلیجی ملک کویت میں بغرض ملازمت مقیم ہیں۔

ہیمنت کمار، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۲ جولائی ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۱ محرم ۱۴۱۴ھ، جمعرات)

نام ہیمنت کمار ابن مرلی دھر ابن جے کشن وشوکرما ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول سرسوتی اسکول محمد آباد، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد میں مکمل کی۔ ۲۰۱۲ء میں کمار یہ یونیورسٹی سے بی سی اے (BCA) کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت ایکسس بینک ممبئی (Access Bank Mumbai) میں ملازمت ہے۔

شوبھم شری واستو (ولادت: ۳؍جولائی ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۲؍محرم ۱۴۱۴ھ، جمعہ)

مکمل نام شوبھم شری واستوابن دنیش لال شری واستوابن جُوالا پرساد ہے۔ ابتدائی تعلیم سرسوتی ودیا مندر میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول نیشنل انٹر کالج محمد آباد، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں پڑھا۔ اس کے بعد ۲۰۱۴ء میں کریشک مہا ودیالے کوئر پار سے گریجویشن پھر شری گاندھی پی جی کالج سے بی ایڈ کی ڈگری حاصل کی۔

دھرمیندر یادو (ولادت: ۵؍اگست ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۶؍صفر ۱۴۱۴ھ، جمعرات)

نام دھرمیندر یادوابن بہادر یادو ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۴ء میں کریشک پی جی کالج کوئریاپار سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

رام ملن یادوابن بھگل یادو (ولادت: ۱۲؍اگست ۱۹۹۳ء بمطابق ۲۳؍صفر ۱۴۱۴ھ، جمعرات)

ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول لعل بہادر شاستری اسکول بھاتکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۳ء میں سنت گنی ناتھ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

متھلیش کمار (ولادت: ۱۰؍دسمبر ۱۹۹۳ء بمطابق ۲۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ، جمعہ)

نام متھلیش کمار ابن گنیش پرساد ابن شیو پوجن ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول بھیرہ میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول، میڈل اسکول محمد آباد گوہنہ میں، ہائی اسکول پربدھ امبیڈکر اسکول محمد آباد گوہنہ اور انٹر میڈیٹ نیشنل پبلک ویلفیئر انٹر کالج، چشتی پور، حافظ پور، کرما، ضلع مئو میں مکمل کیا پھر ۲۰۱۵ء میں ورندر پرساد سنگھ پی جی کالج ستون پور، فیض آباد، امبیڈکر نگر سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت بڑھئی گیری ہے۔ آپ کی شادی چکر پان پور، اعظم گڑھ میں شری جے کرن کی لڑکی سے ہوئی ہے۔

سیلاش کمار ابن سبھاس چندر (ولادت: ۱۵؍دسمبر ۱۹۹۳ء بمطابق یکم رجب ۱۴۱۴ھ)

دادا کا نام آنجہانی پھول چندر ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول میڈل اسکول محمد آباد، ہائی اسکول پربدھ اسکول محمد آباد، انٹر میڈیٹ NPWIC حاجی پور، کرما، مئو اور بی اے کی تعلیم راج دیو کریشک پی جی کالج سٹھیاؤں سے حاصل کی۔

چندن سونکر (ولادت: یکم جنوری ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۸ رجب ۱۴۱۴ھ، اتوار)

پورا نام چندن سونکر ابن جگدیش ابن رام لال سونکر ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمکا سکول ولید پور، جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم پراتھمک اینڈ اُچّ پراتھمک ودیالئے کھلیسا سے حاصل کرنے کے بعد ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کی اور ۲۰۱۷ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت کرناٹکا ایئرپورٹ میں ملازمت ہے۔

رام پرویش (ولادت: ۱۴ اپریل ۱۹۹۴ء بمطابق ۲ ذی القعدہ ۱۴۱۴ھ، بدھ)

نام رام پرویش ابن سنکر پرساد ابن دبر رام ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد نودرگا جونیئر ہائی اسکول میں جونیئر ہائی اسکول اور نتی نال انٹر کالج محمد آباد گوہنہ سے ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کی پھر سنت گنی ناتھ ڈگری کالج سے ۲۰۱۴ء میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

ماسٹر آکاش تیواری (ولادت: یکم جولائی ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۱ محرم ۱۴۱۵ھ، جمعہ)

نام آکاش تیواری ابن درگا شنکر تیواری ابن سوامی ناتھ تیواری ہے۔ سرسلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ایس ایس ایم سٹھیاؤں، اعظم گڑھ سے جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی پھر شبلی نیشنل انٹر کالج اعظم گڑھ سے انٹرمیڈیٹ کیا۔ اس کے بعد ۲۰۱۴ء میں بنارس ہندو یونیورسٹی (BHU) سے بی اے اور ۲۰۲۰ء میں UPRTOU الہٰ آباد سے بی ایڈ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ موجودہ پروفیشن سرکاری ٹیچنگ ہے۔ ۲۰۱۹ء میں بلیا میں ستیندر ناتھ تیواری کے یہاں شادی ہوئی۔

راج جیسوال (ولادت: ۷ جولائی ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۷ محرم ۱۴۱۵ء، جمعرات)

مکمل نام راج جیسوال ابن راجیند ر پرساد ابن رام لگن پرساد ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالئے ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد لعل بہادر شاستری جونیئر ہائی اسکول بھاتکول سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد غالباً ۲۰۱۵ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے اور ۲۰۱۷ء

میں لکھنؤ یونیورسٹی لکھنؤ سے ایم اے مکمل کیا۔

دیوا کریادو (ولادت: ۱۵؍جولائی ۱۹۹۴ء بمطابق ۵؍صفر ۱۴۱۵ھ، جمعرات)

نام دیوا کریادو ابن دیوناتھ یادو ابن رام سومیر یادو ہے۔ پرائمری اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم سرسوتی ودیالے مندر محمد آباد گوہنہ، ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں ہوئی۔ ۲۰۱۶ء میں راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد گوہنہ سے بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۱۹ء میں موہن یادو، جہانگیر گنج، امیپڈ کرنگر کے یہاں شادی ہوئی۔ موجودہ مشغولیت کوچنگ ہے۔

سنجے کمار ابن رادھے شیام محلّہ پچھّم (ولادت: ۱۶؍جولائی ۱۹۹۴ء بمطابق ۷؍صفر ۱۴۱۵ھ، سنیچر)

سنجے کمار کے والد کا نام رادھے شیام اور دادا کا نام دیپ چندر گپتا ہے۔ پرائمری تعلیم نو درگا جونیئر ہائی اسکول ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم سرسلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ، ہائی اسکول بی آر کے انٹر کالج محمد آباد اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۴ء میں کریشک مہاودیالے کوئریاپار سے بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ پروفیشن رام نگر موڑ پر ہارڈ ویئر کی دوکان ہے۔ ۲۰۱۷ء میں کٹیہاری ضلع اعظم گڑھ میں شادی ہوئی، آپ کا ایک بچہ بھی ہے۔

اودھیش کمار سونکر (ولادت: دسمبر ۱۹۹۴ء بمطابق رجب ۱۴۱۵ھ)

نام اودھیش کمار سونکر، والد کا نام لوچن اور دادا کا نام سکھو سونکر ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور اور جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۴ء میں کریشک پی جی کالج کوئریار سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

ماسٹر ابھینو تیواری (ولادت: ۱۸؍جنوری ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۴؍رجب ۱۴۱۳ھ، پیر)

نام ابھینو تیواری ابن درگا شنکر ابن سوامی ناتھ تیواری ہے۔ سرسلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد ایس ایس ایم سٹھیاؤں، اعظم گڑھ سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۵ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ پروفیشن سرکاری ٹیچنگ ہے۔

رکچھا یادوابن رام کمار یادو (ولادت: ۱۲؍مارچ ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۰؍شوال ۱۴۱۵ھ، اتوار)

ابتدائی تعلیم پرائمری پاٹھ شالا ولید پور، جونیئر ہائی اسکول لعل بہادر شاستری اسکول بھاتکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۶ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے آئی ٹی آئی کی ڈگری حاصل کی۔

سجیت کمار ابن بسودیو ابن بنارسی (ولادت: ۱۱؍مئی ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۰؍ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ، بدھ)

پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم Prabudh AYHSS محمد آباد گوہنہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد NPVIC اسکول کیرا مئو سے انٹرمیڈیٹ مکمل کر کے ۲۰۱۶ء میں بابا بھرگو پی جی کالج ضلع مئو سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور وہیں سے B.Ed بھی کیا۔

وپن کمار شرما، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۲۰؍جون ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۰؍محرم ۱۴۱۶ھ، پیر)

والد کا نام ونود شرما ابن بیج ناتھ عرف بیجو ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور سے اور میڈل کلاس، ہائی اسکول وانٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۵ء میں چریا کوٹ ضلع مئو کے ایک کالج سے بی کام کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ مشغولیت پرائیویٹ ملازمت ہے۔

سنجے کمار، محلّہ پچھّم دلت بستی (ولادت: ۲؍جولائی ۱۹۹۵ء بمطابق ۳؍صفر ۱۴۱۶ھ اتوار)

نام سنجے کمار ابن کیلاش پرساد ابن سرجو رام ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک پاٹھ شالے ولید پور میں پڑھنے کے بعد سرسلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم حاصل کی پھر بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ مکمل کیا۔ اس کے بعد ۲۰۱۷ء میں حلیم آباد (ہری رام) محمد آباد سے ITI کی سند حاصل کی۔

وجے کمار گپتا (ولادت: ۱۰؍جولائی ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۰؍صفر ۱۴۱۶ھ، اتوار)

والد کا نام ستیہ نارائن گپتا ابن رام گپتا ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول سرشاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ، ہائی اسکول حافظ پور، کیرا ضلع مئو اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد میں حاصل کی۔ ۲۰۱۵ء میں کریشک مہاودیالے کوئر پار

سے بی اے اور اس کے بعد راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد سے ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۲۰۲۱ء میں کوپا گنج کے لکشمن گپتا کے یہاں شادی ہوئی۔ موجودہ مشغولیت خود کا بزنس ہے۔

موہن کمار گپتا (ولادت: ۱۰؍جولائی ۱۹۹۵ء بمطابق ۱۱؍صفر ۱۴۱۶ھ، پیر)

آپ وجے کمار گپتا کے جڑواں بھائی ہیں۔ والد کا نام ستیہ نارائن گپتا اور دادا کا نام رام گپتا ہے۔ سرسلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں پرائمری اور جونیئر ہائی اسکول کی تکمیل کے بعد حاجی پور، کرما، منڈی میں ہائی اسکول اور نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۵ء میں کریشک ڈگری کالج کوئریا پار ضلع منڈی سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ پروفیشن شام کیمپنگ یا ٹورگائڈ ہے۔ ۲۰۱۷ء میں بلریا گنج ضلع اعظم گڑھ میں شادی ہوئی، آپ کا ایک بچہ بھی ہے۔

سانگ پریس گوتم (ولادت: ۳؍اگست ۱۹۹۵ء بمطابق ۶؍ربیع الاول ۱۴۱۶ھ، جمعرات)

والد کا نام شنکر رام ابن دونج رام ہے۔ سرسلیمان جونیئر ہائی اسکول بھیرہ میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد امبیڈکر اسکول محمد آباد گوہنہ سے جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی اس کے بعد چشتی پٹی حافظ پور سے انٹر میڈیٹ مکمل کیا اور ۲۰۱۶ء میں سوکماری کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور اخیر میں دھوریا موا بیدیسری سے بی ٹی سی Basic Training Certificate (BTC) کا کورس کیا۔

پربھوناتھ یادو (ولادت: ۲۰؍اگست ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۳؍ربیع الاوال ۱۴۱۶ھ، اتوار)

والد کا نام امبیکا یادو ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری پاٹھ شالیہ ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم لعل بہادر شاستری ودیالے بھاتکول سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۳ء میں عبدالحمید گرامین آئی ٹی آئی کالج محمد آباد گوہنہ سے آئی ٹی آئی کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ پیشہ زراعت اور پشو پالن ہے۔

چندر شیکھر رام (ولادت: ۲۱؍اگست ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۳؍ربیع الاول ۱۴۱۶ھ، پیر)

چندر شیکھر رام کے والد کا نام ہے پریم چندر ابن پھاگو ہے۔ ابتدائی تعلیم پراتھمک ودیالے بھیرہ میں، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم پربھو وینترک امبیڈکر

ودیالے محمد آباد گوہنہ، مئو میں مکمل کیا پھر ۲۰۱۷ء میں چندر جیت کاشی پور، سٹھیاؤں سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کا پروفیشن میڈیکل کلینک ہے۔

سندیپ کمار، پچھّم دلت بستی (ولادت: ۳۰/اگست ۱۹۹۵ء بمطابق ۳/۴/۱۴۱۶ھ بدھ)

نام سندیپ کمار ابن سوداگر رام ابن رام کمار ہے۔ پرائمری پاٹھ شالے ولید پور سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد نو درگا جونیئر ہائی اسکول ولید پور سے جونیئر ہائی اسکول اور بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے ہائی اسکول وانٹر میڈیٹ کی تعلیم مکمل کی۔ پھر ۲۰۱۷ء میں سنت گنی ناتھ پی جی کالج محمد آباد سے بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی۔

کنہیا لال (ولادت: ۱۶/اکتوبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۰/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ، پیر)

نام کنہیا لال ابن دینا ناتھ ابن دوبر رام ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری ودیالے بھیرہ میں، جونیئر ہائی اسکول میڈل اسکول محمد آباد، ہائی اسکول وانٹر میڈیٹ پر بدھ امبیڈکر اسکول محمد آباد اور بی اے کی تعلیم ۲۰۱۷ء میں کریشک مہاودیالے کوئریا پار سے حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۹ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد سے ایم اے کی ڈگری بھی حاصل کی۔ مشغولیت پرائیویٹ ملازمت ہے۔

سور بھ تریپاٹھی (ولادت: ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۵ء بمطابق ۲۵/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ، سنیچر)

نام سور بھ تریپاٹھی ابن نو دیشور تریپاٹھی ابن کملا کانت تریپاٹھی ہے۔ سٹی مانٹیسری اسکول ولید پور میں پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد نو درگا بال ودیا مندر ولید پور سے جونیئر ہائی اسکول اور ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے ہائی اسکول وانٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۶ء میں Ewing Christian College Allahabad سے بی اے اور University of Allahabad سے ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔

راکیش کمار (ولادت: ۱۵/جنوری ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۳/شعبان ۱۴۱۶ھ، اتوار)

مکمل نام راکیش کمار ابن گنیش پرساد ابن شیو پوجن ہے۔ ابتدائی تعلیم پراتھمک ودیالے بھیرہ میں، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول پر بدھ امبیڈکر اسکول محمد آباد، انٹر میڈیٹ نیشنل پبلک ویلفیئر انٹر کالج، چشتی پور، حافظ پور، کرما، ضلع مئو میں مکمل کیا پھر ۲۰۱۷ء میں شیر کماری صاحب مہاودیالے محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد مذکورہ کالج سے ۲۰۱۹ اور

۲۰۲۱ میں بالترتیب ایم اے اور بی ٹی سی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ کا موجودہ پروفیشن واٹر پیوریفیکیشن ہے جس میں ندی، تالاب اور سمندر کے پانی کو صاف کر کے قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔ آپ نے مذکورہ کالج میں تدریس کی خدمات بھی انجام دی ہیں۔

سندیپ کمار (ولادت: ۱۰؍جولائی ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۳؍صفر ۱۴۱۷ھ، منگل)

والد کا نام سوبھاس چندر اور دادا کا نام چارلر ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے سرہرپور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں مکمل کرنے کے بعد ۲۰۲۱ء میں KIMT کالج لکھنؤ سے الیکٹرانک اینڈ کمیونیکیشن میں بی ٹیک کی ڈگری حاصل کی۔ فراہم شدہ ڈیٹا کے مطابق آپ کی موجودہ مشغولیت سوشل سروس ہے۔

سنتالال (ولادت: ۱۵؍جولائی ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۷؍صفر ۱۴۱۷ھ، پیر)

نام سنتالال ابن متھورام ابن راج دیو ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور سے حاصل کرنے کے بعد جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم Prabudh AYHSS محمد آباد گوہنہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد کیرما ضلع مئو سے انٹرمیڈیٹ مکمل کر کے ۲۰۱۶ میں بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

پنکج کمار (ولادت: ۱۲؍اکتوبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۹؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ، جمعہ)

پورا نام پنکج کمار ابن سوبھاس چندر ابن پھول چندر ہے۔ ابتدائی تعلیم پراتھمک ودیالے بھیرہ میں، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول پربدھ امبیڈکر اسکول محمد آباد، انٹرمیڈیٹ نیشنل پبلک ویلفیئر انٹر کالج، چشتی پور، حافظ پور، کیرما، ضلع مئو میں مکمل کیا پھر ۲۰۱۷ء میں شیر کماری صاحب محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی اور ۲۰۱۹ء میں مذکورہ کالج سے بی ایڈ کا کورس بھی کیا۔ آپ کا موجودہ پروفیشن PoP Designing ہے۔

دلسنگار یادوابن چندر بھوشن ابن چھتر دھن یادو (ولادت: ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴۱۸ھ)

ابتدائی تعلیم پرائمری پاٹھ شالہ ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم کرشنا انٹر کالج محمد آباد میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۷ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

رنجیت کمار (ولادت: ۱۸؍مارچ ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۸؍ذی القعدہ ۱۴۱۷ھ، پیر)

نام رنجیت کمار ابن لہری رام ابن مٹی رام ہے۔ ابتدائی تعلیم پراتھمک ودیالے بھیرہ، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ پربدھ امبیڈکر اسکول محمد آباد گوہنہ ضلع مئو میں مکمل کیا۔ اس کے بعد ۲۰۱۹ء میں شیر کماری صاحب محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

امیش کمار (ولادت: ۳؍مئی ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۵؍ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ، جمعہ)

والد کا نام گنیش پرساد ابن شیو پوجن ہے۔ ابتدائی تعلیم پراتھمک ودیالے بھیرہ میں، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول پربدھ امبیڈکر اسکول محمد آباد گوہنہ میں اور انٹرمیڈیٹ نیشنل پبلک ویلفیئر انٹر کالج، چشتی پور، حافظ پور، کرما، ضلع مئو میں مکمل کیا۔ اس کے بعد ۲۰۱۹ء میں شیر کماری صاحب مہاودیالے محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ موجودہ پروفیشن پلمبری (Plumbing) ہے۔

مکیش کمار (ولادت: ۷؍اگست ۱۹۹۷ء بمطابق ۳؍ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ، بدھ)

مکمل نام مکیش کمار ابن ٹیگور ناتھ رام ابن سدری ہے۔ ابتدائی تعلیم پراتھمک ودیالے بھیرہ میں، جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول پربدھ امبیڈکر ودیالئے محمد آباد گوہنہ میں اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم نیشنل پبلک ویلفیئر اسکول کیرما، مئو میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۸ء میں شیو کماری محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۲۰ء میں ایم اے اور بی ٹی سی کی ڈگریاں بھی حاصل کیں۔

نریندر کمار، پچھّم دلت بستی (ولادت: ۲۶؍ستمبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۳؍۵؍۱۴۱۸ھ، جمعہ)

والد کا نام سوریہ ناتھ ہے۔ پرائمری پاٹھ شالہ ولید پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کھلیسا جونیئر ہائی اسکول سے جونیئر ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ اور ۲۰۱۸ء میں Hari Ram ITI College, Halimabad, Mohammadabad سے آئی ٹی آئی کی سند حاصل کی۔

راجیو یادوابن سدھیر یادوابن جگنو یادو (ولادت: ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴۱۹ھ)

ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کی تعلیم کرشنا انٹر کالج زمینوا، برآمد پور، محمد آباد میں حاصل کرنے کے بعد انٹرمیڈیٹ کی تعلیم سرجو انٹر کالج

سرہر پور میں مکمل کی۔ ۲۰۱۸ء میں راجکیہ مہاودیالے محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

آدرش کمار، گولا بازار (ولادت: ۱۱؍فروری ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۴؍شوال ۱۴۱۸ھ بروز بدھ)

والد کا نام رمیش چندر سونکر ہے۔ پرائمری اور جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم بھکاری پور آدرش چلڈرین پبلک اسکول منّو میں حاصل کی۔ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ نیشنل انٹر کالج محمد آباد میں پڑھنے کے بعد سانتی سنگھ مہیلا پی جی کالج ندواسرائے سے ۲۰۱۹ء میں بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی۔

رتن لال گولا بازار (ولادت: ۵؍جولائی ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۱؍ربیع الاول ۱۴۲۰ھ، پیر)

نام رتن لال ابن رمیش ابن بلبیر سونکر ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد میں حاصل کرنے کے بعد سانتی سنگھ مہیلا پی جی کالج ندواسرائے سے ۲۰۱۸ء میں بی اے اور ۲۰۲۰ء میں ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔

رام کرشن نشاد (ولادت: ۱۶؍ستمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۶؍جمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ جمعرات)

نام رام کرشن نشاد ابن رمیش چندر نشاد ابن رگھوپت نشاد ہے۔ پرائمری تعلیم نو درگا سکشا سنتوش اسکول، جونیئر ہائی اسکول پورو مادھیمک ودیالے، ہائی اسکول ایش دت ہائر سیکنڈری اسکول ولید پور اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی ایس آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۲۱ء میں ی جی ایس پوروانچل سرہر پور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی موجودہ مشغولیت ٹیچنگ ہے۔

سُگر یوو شوکرما محلّہ پچھّم (ولادت: ۶؍جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۰؍ربیع الاول ۱۴۱۹ھ، اتوار)

نام سُگر یوو شوکرما ابن رمیش ابن سیتا وشوکرما ہے۔ ابتدائی تعلیم پرائمری پاٹھشالے ولید پور میں ہوئی۔ جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد میں پڑھا اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۱۵ء میں راجکیہ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

امبیکا نشاد (ولادت: ۸؍جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۰؍رمضان ۱۴۱۹ھ، جمعہ)

والد کا نام نگینہ نشاد ابن گالو نشاد ہے۔ پرائمری اسکول ولید پور میں ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد نیشنل انٹر کالج محمد آباد سے جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۴ء میں ویر عبدالحمید کالج محمد آباد یوسف پور سے آئی ٹی آئی کا کورس کیا۔

سنجے وشوکرما، بڑھئی ٹولہ (ولادت: ۱۸؍مئی ۱۹۹۹ء بمطابق ۲؍صفر ۱۴۲۰ھ، پیر)

نام سنجے وشوکرما ابن شیام پرساد ابن اندراسن وشوکرما ہے۔ پرائمری تعلیم پراتھمک ودیالے ولید پور اور جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول وانٹر میڈیٹ کی تعلیم نیشنل انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں حاصل کرنے کے بعد ۲۰۲۰ء میں سنت گنی ناتھ ڈگری کالج محمد آباد سے بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔ موجودہ پروفیشن آبائی پیشہ بڑھئی گیری ہے۔

رجنایادو ابن سدھیر ابن جگنو یادو (ولادت: ۲۰۰۰ء بمطابق رمضان ۱۴۲۰ھ)

ابتدائی تعلیم پرائمری پاٹھ شالہ ولید پور میں پڑھ کر جونیئر ہائی اسکول اور ہائی اسکول کرشنا انٹر کالج برآمد پور محمد آباد گوہنہ میں مکمل کیا اس کے بعد کوئریا پار کے کسی کالج سے انٹر میڈیٹ کیا پھر ۲۰۲۰ء میں ارجن پی جی کالج ولید پور سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔

جگدمبا پرساد گونڈ (ولادت: ۹؍مئی ۲۰۰۰ء بمطابق ۵ صفر ۱۴۲۱ھ، منگل)

نام جگدمبا پرساد گونڈ ابن رادھے شیام گونڈ ابن جوٹھن رام گونڈ ہے۔ پرائمری اسکول ولید پور میں ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد سرسوتی شیشومندر محمد آباد سے جونیئر ہائی اسکول، نوزیوان ہائی اسکول ممبئی سے ہائی اسکول اور بی آر کے انٹر کالج ولید پور سے انٹر میڈیٹ کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۹ء میں VBSPU سے ملحق محمد آباد کے کسی کالج سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۲۰۲۰ء میں غازی پور میں شادی ہوئی۔

رام بچن وشوکرما ابن شیام سندر ابن کتوارو وشوکرما

پرائمری پاٹھ شالہ ولید پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کھلیسا جونیئر ہائی اسکول سے جونیئر ہائی اسکول، نیشنل انٹر کالج سے ہائی اسکول پھر ٹاؤن انٹر کالج سے انٹر میڈیٹ اور ۲۰۰۸ء میں راجکیہ پی جی کالج محمد آباد گوہنہ سے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۵؍فروری ۲۰۰۴ء کو

بلریا گنج میں شادی ہوئی، آپ کی تین اولاد ہیں اور موجودہ مشغولیت دبئی میں ملازمت ہے۔

اوم پرکاش ابن دُبر رام ابن بھولا

ابتدائی تعلیم پرائمری پاٹھ شالہ ولید پور، جونیئر ہائی اسکول، ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد گوہنہ میں حاصل کرنے کے بعد شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے ۲۰۰۱ء میں بی ایس سی (B.Sc) کی ڈگری حاصل کی۔ بی ایس سی کی تکمیل کے بعد آپ نے بی ایڈ (B.Ed) کا کورس بھی مکمل کیا اور موجودہ مشغولیت مقامی دواخانہ ہے۔ ابراہیم پور میں بیہن رائے کے یہاں شادی ہوئی، آپ کے تین بچے ہیں۔

☆☆☆

شعراء کرام

مولانا شاہ محمد عثمان فدائی مرحوم، محلّہ پچھّم (۱۸۶۰ء۔۱۹۱۹ء)

اصل نام محمد عثمان فاروقی ہے۔ آپ ہندوستان کی معروف شخصیت، الہٰ آباد ہائی کورٹ کے پہلے مسلم چیف جسٹس، فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر شاہ محمد سلیمان (۱۸۸۶ء۔۱۹۴۱ء) کے والد محترم ہیں۔ معروف عالم دین ملا محمود بھیروی جونپوری مصنف شمس بازغہ کا شمار آپ کے جدامجد میں ہوتا ہے۔ آپ انیسویں صدی کے ایک معروف صوفی شاعر اور صوفی سلسلے کے بزرگ گزرے ہیں۔ دسمبر ۱۸۶۰ء بمطابق جمادی الاولیٰ ۱۲۷۷ھ میں محلّہ پچھّم بھیرہ میں پیدائش ہوئی، آپ کا مکان دریائے ٹونس کے عین اوپر واقع تھا جو امتداد زمانہ کی وجہ سے اب دوسرے لوگوں کی تحویل میں ہو گیا ہے۔ آپ کے والد کا نام شاہ خادم علی ابن شاہ عبدالہادی ابن شاہ محمد ابن شاہ عبدالحق ابن شاہ محمد واجد ابن شاہ محمد شاہ ابن مخدوم شاہ اسماعیل ابن حاجی ابوالخیر ہے۔ شاہ خادم کے تین بیٹے تھے جن میں سب سے چھوٹے مولانا شاہ محمد عثمان فدائی تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے خاندان کے بزرگوں کے علاوہ موضع سلیم پور ضلع غازی پور میں حاصل کی۔ درس نظامیہ کی ابتدائی کتابیں مولوی حفیظ اللہ فتح پوری سے پڑھیں اور منطق و فلسفہ کی تکمیل مشہور زمانہ استاذ عقلیات مولانا ہدایت اللہ رامپوری سے کیبعد ازاں مختلف صوفی بزرگوں سے روحانی تربیت حاصل کی۔ آپ کا رجحان شروع سے وکالت کی طرف تھا اس لیے جب اس طرف متوجہ ہوئے تو جونپور کورٹ کے معروف وکیلوں میں شمار ہوا۔ شاہ محمد عثمان کی قانونی قابلیت کی وجہ سے پورے علاقے کے وکیلوں میں ان کو صف اول کا وکیل تصور کیا جاتا تھا، وہ اردو اور فارسی کے بڑے شاعر تھے، تخلص فدائی تھا۔ آپ اپنے اشعار میں صوفیانہ خیالات اور روحانیت کی گہرائی کو بیان کرتے تھے۔ آپ کی شاعری میں عشق الٰہی، تصوف اور روحانیت کے موضوعات غالب ہیں۔ آپ کی تصانیف میں رباعیات اور دیگر صوفیانہ اشعار شامل ہیں۔ دیوانِ فدائی کے

نام سے آپ کا مجموعۂ کلام بھی شائع ہوا ہے۔ فارسی شعراء متقدمین میں جامی، حافظ اور متأخرین میں حزیں کے بڑے مداح تھے۔ اردو شعراء میں حکیم مومن خاں مومن اور مولانا آسی سکندر پوری کے کلام کے دلدادہ تھے۔ اکثر کہتے تھے کہ مومن کے کلام کی طرف ملک کی بے توجہی اس کی بد مذاقی کی دلیل ہے۔ کیفی چریاکوٹی نے ان کی فرمائش پر ماہانہ رسالہ ''العلم، چریاکوٹ'' میں مومن کے کلام کی شرح لکھنی شروع کی۔ اہل قلم میں نواب عماد الملک کے بہت معترف تھے۔ اردو میں سرسید کی سادگی اور حالی کے قوم پرستانہ جذبات کے قائل تھے۔

پیشہ کے اعتبار سے آپ ایک مشہور و معروف وکیل تھے اور جونپور کی ضلعی عدالت میں پریکٹس کرتے تھے۔ آپ کا شمار جونپور کی عدالت کے اہم وکیلوں میں ہوتا تھا۔

شاہ محمد عثمان کی شادی جونپور کے مشہور وکیل حافظ عابد حسین کی بیٹی مقبول فاطمہ بیگم سے ہوئی تھی۔ حافظ عابد حسین ملا محمود جونپوری کی بہن کی اولاد میں تھے۔ شاہ عثمان نے شادی کے بعد جونپور میں وکالت شروع کر دی اور وہیں مستقل طور پر متوطن ہو گئے تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھیں جن کا نام بالترتیب شاہ محمد سلیمان، شاہ محمد سفیان، شاہ محمد سلمان، شاہ محمد حبیب اور بیٹی کا نام شاہ حبیب تھا۔ بیٹی کے نام کی صحت میں ہمیں شبہہ ہے کہ کیوں کہ جنس کے اعتبار سے یہ لفظ مذکر ہے لیکن ویکیپیڈیا سے لے کر ہر جگہ ہمیں یہی نام ملا۔

۱۳؍دسمبر ۱۹۱۹ء بمطابق ۱۹؍ربیع الاول ۱۳۳۸ھ بروز سنیچر الہ آباد میں بڑے صاحبزادے سر شاہ محمد سلیمان کے گھر پر انتقال ہوا اور گلاب باڑی قبرستان متصل دائرہ شاہ اجمل، الہ آباد میں دفن ہوئے۔

بحوالہ جسٹس سر شاہ سلیمان (حیات و خدمات، ص ۲۰۔۲۱)، Wikipedia & AI ChatGPT

محمد موسیٰ قوال (سن وفات تخمینی: ۱۹۸۵ء بمطابق ۱۴۰۵ھ)

غالباً ساٹھ، ستر کی دہائی رہی ہوگی، موسیٰ قوال، عبدالکریم قوال، یونس قوال، الحاج بشیر احمد بشیر اور آنجہانی بیجو وغیرہ پر مشتمل گاؤں میں قوالوں کی ایک مکمل ٹیم تھی جو اپنے گاؤں کے علاوہ قرب و جوار کے علاقے میں قوالی کا پروگرام کیا کرتی تھی، ان میں محمد موسیٰ کی قوالی زیادہ مشہور تھی، قوالی کی دنیا میں وہ بہت نامور تھے، ان کے ساتھیوں کے ساتھ گاؤں میں اکثر قوالی کی محفلیں جمتی

تھیں، ان کی وجہ سے سرکاری و غیر سرکاری چھوٹے بڑے عہدے داروں کی آمد و رفت بکثرت رہتی تھی، جب بھی کوئی عہدے دار قریبی تحصیل محمد آباد سے، ضلع اعظم گڑھ سے یا اُس وقت کی کمشنری گورکھپور سے آتا تو محمد علی پردھان کی سرکردگی میں قوالی کی محفل جمتی اور یہ لوگ ان کے استقبال میں نظم اور سواگت گان پڑھتے تھے۔ ان میں موسیٰ اور کریم کی جوڑی بہت معروف تھی۔ سنا ہے کہ جب یہ لوگ مل کر کوئی پروگرام کرتے تو محفل میں سماں بندھ جاتا اور سامعین جھوم جھوم جاتے تھے۔ موسی قوال کے بارے میں زیادہ تفصیلات نہ میسر ہوسکیں لیکن بزرگوں کے اندازے کے مطابق کم وبیش ساٹھ سال کی عمر میں ۱۹۸۵ء کے قریب ان کا انتقال ہوا۔ وفات سے چھ سات سال قبل جب آپ کے بڑے بیٹے حافظ محمد عیسیٰ مرحوم قرآن کریم کا حفظ مکمل کر کے جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور سے گھر واپس لوٹے تو اس کی برکت کا اثر یہ ہوا کہ آپ نے بھی قوالی سے توبہ کر لی، نمازوں کے پابند ہو گئے، چہرہ پر خوبصورت سی ڈاڑھی آ گئی پھر ایسے نیک ہوئے کہ ولیوں جیسے احوال سے آراستہ ہو گئے اور بقیہ زندگی اللہ کی عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ آپ کی شادی ولید پور ہوئی تھی اور پانچ اولادتھیں جن میں سے حافظ محمد عیسیٰ، محمد یحییٰ، حافظ محمد یونس اور لڑکی کا انتقال ہو چکا ہے اور ایک لڑکے محمد یوسف ابھی باحیات ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ کی شکل وصورت آپ کے تیسرے لڑکے حافظ محمد یونس کے قریب قریب تھی۔ مذکورہ تمام لوگوں کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اس فن میں ان حضرات کا کوئی وارث نہیں بن سکا اور یہ فن گاؤں سے ختم ہو گیا۔

عبدالحفیظ نجمی نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ (۱۹۲۷ء۔۱۹۸۷ء)

لمبے قد وقامت، دبلے پتلے، چھریرے بدن والے، انتہائی نفیس الطبع انسان تھے۔ لنگی، کرتا آپ کا عام لباس تھا اور سر پر لمبی ٹوپی پہنتے، چہرہ پر ہلکی ڈاڑھی تھی۔ آپ کا شمار قرب و جوار کے کہنہ مشق شعراء میں ہوتا تھا، نجمی تخلص تھا۔ نام عبدالحفیظ ابن خدا بخش ابن حاجی نور محمد ابن محمد رمضان علی (وفات: ۱۸۷۰ء) تھا۔ ولادت ۱۹۲۷ء بمطابق ۱۳۴۶ھ میں بھیرہ کے ایک رئیس گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے جد امجد رمضان علی (وفات: ۱۸۷۰ء) کا شمار وقت کے رئیسوں میں ہوتا تھا۔ وہ غلہ وغیرہ کا ہول سیل کاروبار کرتے تھے اور آپ کے پاس دیسی چینی کا

ایک کارخانہ بھی تھا جسے آج کی اصطلاح میں چینی مِل کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کانپور میں آپ کی جوتے کی دکان تھی، وہیں سے آپ کھانے کے مسالہ جات وغیرہ کا بھی کاروبار کرتے تھے۔ گویا اُس دور میں بھیرہ جیسے چھوٹے سے قریہ میں زمیندارانہ نظام ہوتے ہوئے بھی آپ کا شمار وقت کے رئیسوں میں ہوتا تھا۔ رسمِ زمانہ کے مطابق نجمی مرحوم نے ابتدائی تعلیم گھر پر والدین کے ذریعہ حاصل کی، آپ راقم الحروف کے حقیقی دادا تھے۔ موجودہ خاندانی بزرگوں سے مراجعت کے باوجود سوئے اتفاق کہ آپ کی تعلیم کا خاطر خواہ علم ہو سکا نہ ہی آپ کے بارے میں زیادہ معلومات میسر ہو سکیں۔ آپ اُس وقت اس دار فانی سے رخصت ہو گئے تھے جب ناچیز کی عمر صرف پانچ برس رہی ہوگی۔ فراہم شدہ معلومات کے مطابق دیگر شعراء کی طرح آپ نے بھی فن شاعری کی ہر قسم حمد، نعت، نظم، غزل، قصیدہ اور مرثیہ وغیرہ میں طبع آزمائی کی لیکن حیف کہ تلاش بسیار کے باوجود ہمیں آپ کے کلام کا کوئی خاطر خواہ نمونہ نہ مل سکا جس سے آپ کے فنی معیار کا اندازہ ہو سکے۔ اردو کے علاوہ بھوجپوری زبان میں بھی آپ نے نظمیں کہی ہیں۔ انتہائی تگ و دو کے بعد ایک ہی موضوع پر بمشکل تمام آپ کے چند کلام میسر ہو سکے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی بڑی ہر بحر میں آپ نے طبع آزمائی کی ہے۔

۲۳/اگست ۱۹۸۷ء بمطابق ۲۷/ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ بروز اتوار صبح کے نو بجنے میں ابھی پانچ منٹ باقی تھے کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پسماندگان میں دو لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں جن میں سے دونوں لڑکے اور بڑی لڑکی کا انتقال ہو چکا ہے۔ ذیل میں آپ کے کلام کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

نمونہ کلام

(۱)

نظم بر واقعۂ کربلا

سونا سونا ہے جہاں لعل میرا ہے کہاں — بانو دُکھیا پکارے آ جا، میرے راج دلارے آ جا
ہائے اکبر میرا نوجواں لٹ گیا — آہ اصغر میرا بے زباں لٹ گیا
پیاس بجھی نہ تیری آہ گئی — ماں کو لعل تو ہی سمجھا جا، میرے راج دلارے آ جا
زندگی کا میری کارواں لٹ گیا — کربلا میں میرا آشیاں لٹ گیا

سورج ابھی نہ ڈوبا کیوں اندھیرا ہو گیا — آ کے دیپ اے اصغر جلا جا، میرے راج دلارے اجا
کس گھٹا میں میرا چندرما چھپ گیا — کس جگہ ڈھونڈھے ماں تو کہاں چھپ گیا
بھیگی بھیگی ہے پلک ، آ کے تھوڑی سی جھلک — اے میرے لعل دکھلا جا، میرے راج دلارے آ جا
لعل تو ہی بتا تیری ماں کیا کرے — لوریاں کس کو دے جھولنا کیا کرے
گود خالی ہے میری یاد آتی ہے تیری — روتی ماں کو اے لعل ہنسا جا، میرے راج دلارے آ جا
پالتی تھی تجھے کہ جواں ہوئے گا — آل حیدر میں اک پہلواں ہوئے گا
پھول کھلا نہ ابھی ٹوٹی جیون کی کلی — باغ زہرا کو پھر سے سجا جا، میرے راج دلارے آ جا
جب مدینہ سے کوفہ کو ہم تھے چلے — گود میں تم میری لعل ہنستے چلے
کیا خبر تھی یہ مجھے جاؤ گے تم روٹھ کے ماں سے — روٹھ نہ پیارے تو آ جا، میرے راج دلارے آ جا
دل لرزتا تھا سن سن کے بانو کا غم — کانپ جاتا ہے نجمی کا تھر تھر قلم
کس زباں سے ہو بیاں کربلا کی داستاں — موسیٰ تھوڑی سی کر کے سنا جا ، میرے راج د

(۲)

حُرملا کی تیر، گردن بے شیر، جھولا ہے خالی — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا
ریشمی ڈوریاں ،ماں تیری قربان، آؤ میری جان — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا
توری بہناں کرتی ہے بیاں، اب تک ہو کہا — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا
آؤ میرے لعل، بہنا ہے نڈھال، ماں تیری بے حال — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا
اے نور نظر ، اے لعل و گہر ، اے لخت جگر — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا
اے میرے پیارے، ماں کے دلارے، لعل ہمارے — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا
کپڑے اتاروں ، خون دُھلاؤں ، دودھ پلاؤں — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا
جھولا ہے ویراں ،ماں ہے پریشاں، گئے ہو کہاں — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا
میری چاندنی، میری روشنی ، جاؤ نہ کہیں — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا
بانو کی صدا ، نجمی نے لکھا، پڑھے مصطفیٰ — جھولو جھلنا اصغر لَلَنا

(۳)

حق کے واسطے سوئے کربلا ،لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین — غم کی ہر طرف چھا گئی گھٹا ،لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین
بیعت کیجیے ورنہ اے شہا ، جنگ لیجئے یہ سوال تھا — حق کے واسطے جنگ لے لیا، لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین

تشنہ لب رہے بن میں کوفہ کے، فاطمہ کے لعل شیر مرتضیٰ — دین کے لیے راضی برضا، لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین
بھوکے پیاسے آل نبی کو تین روز تک، گھیرے ہیں لعین — ہائے بے خطا ہائے بے خطا، لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین
ناز اٹھائیں جن کا شاہ دیں، جھولا جُھلائیں جن کا شاہ دیں — تُف ہے دہر میں پانی نہ دیا، لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین
شاہ دین کے خون میں نہا کر، ایک کبوتر کر دیا سفر — غم میں ڈوبتا دیتا یہ صدا، لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین
جلد طے کیا سارا راستہ، گھر پہ شاہ کے بیٹھ جب گیا — کیا خبر تمہیں ہائے صغریٰ، لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین
دختر حسین خون باپ کا، ایک نظر سے دیکھ جب لیا — ہائے کلیجہ غم سے پھٹ گیا، لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین
نجمی کیا کہوں حال صغریٰ، غم کی یہ گھٹا غش پہ غش ہوا — ہائے ای خدا دیں کے پیشوا، لٹ گئے حرم مٹ گئے حسین

آپ کے بڑے صاحبزادے محبوب احمد انصاری (ایم اے انگلش اینڈ ہندی) جو بذات خود ایک باصلاحیت شاعر تھے نے اپنے والد کے بارے میں چند قطعات لکھے، ان قطعات کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر مصرعہ کے پہلے اور آخری حرف کو اوپر سے نیچے کی طرف پڑھنے سے لفظ نجمی بنتا ہوا نظر آئے گا۔

نجمی تھے اک شاعر خوش فکر و اہل فن — نکتہ شناس، پختہ زباں، صاحب سخن
جانِ حیا، چراغ وفا، منکسر مزاج — جتنا بھی دہر ناز کرے کم ہے پھر بھی آج
مرقد پہ ان کی بارش رحمت ہو صبح و شام — محشر میں شاد کام ہوں فردوس ہو مقام
یارب دعا لبوں پہ ہے محبوب کے یہی — یعنی دلوں میں جلتی رہے شمع یاد کی

محمد کریم قوال، محلّہ پورب (سن وفات تخمینی: ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۴۰۹ھ)

پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ موسیٰ قوال کی ٹیم کے اہم رکن تھے۔ تعلق صباغ برادری سے تھا۔ گاؤں کی سن رسیدہ شخصیات کے مطابق آپ کی وفات موسی قوال سے کم وبیش تین چار سال بعد ہوئی۔ اس اعتبار سے وفات کا سن تخمینی میں نے ۱۹۸۹ء ذکر دیا ہے تا کہ آپ کے زمانہ کا ایک اندازہ لگایا جا سکے۔

الحاج قاضی محمد شعیب کوثر، محلّہ پورب (۱۹۲۵ء۔۲۰۰۸ء)

ہندوستان کے معروف عالم دین مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ (وفات: ۲۰۱۳ء) کے

والد محترم ہیں۔ نام الحاج قاضی محمد شعیب اور کوثر تخلص تھا۔ آپ کے دادا مرحوم حافظ محمد طاہر صاحب اپنے وقت میں محمد آباد گوہنہ کے سرکاری قاضی کی طرف سے پرائیویٹ طور پر گاؤں میں قاضی متعین کیے گئے تھے جو جمعہ کی نماز کے علاوہ لوگوں کی شادیوں میں نکاح وغیرہ بھی پڑھایا کرتے تھے اور اسی روایت کو باقی رکھتے ہوئے ان کے پوتے محمد شعیب بھی یہ فریضہ انجام دیتے رہے، شاید اسی وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ بھی قاضی کا سابقہ پایا جاتا ہے۔ ولادت ۱۹۲۵ء بمطابق ۱۳۴۳ھ میں بھیرہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر والد سے حاصل کی۔ اردو زبان پر اچھی دسترس رکھتے تھے۔ آپ کو صرف شعر و شاعری سے دلچسپی ہی نہیں بلکہ آپ ایک اچھے شاعر تھے۔ معیاری غزلیں اور نظمیں کہا کرتے تھے۔ سنا ہے کہ ذکر حبیب کے نام سے آپ کا کوئی نعتیہ مجموعۂ کلام بھی شائع ہوا تھا۔ گزشتہ سال آپ کے پوتے مولانا محمد عرفات اعجاز اعظمی نے آپ کے کلام کو یکجا کر کے کلام کوثر کے نام سے دوبارہ شائع کر دیا ہے۔ آپ کوئی سند یافتہ عالم دین تو نہیں تھے لیکن علماء و صلحاء سے یک گونہ تعلق اور لگاؤ رکھتے تھے۔ اپنے وقت میں آپ گاؤں میں نکاح خوانی کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے۔ طبیعت کے اندر سنجیدگی اور شرافت تھی۔ ہمارے پڑوس کی مسجد کے پنج وقتہ مصلی تھے، میں نے اپنے بچپن سے آپ کی زندگی کے آخری وقت تک پانچوں وقت بلا کسی تخلف کے پوری شائستگی، وقار اور سنجیدگی و ومتانت کے ساتھ نماز کے لیے آپ کو آتے اور جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ بمطابق ۵ر جون ۲۰۰۸ء بروز جمعرات آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

نمونۂ کلام

نعت

ان کا جس سمت بھی نقش کف پا ملتا ہے
سر زمانے کا اسی سمت جھکا ملتا ہے

میں بتا دوں درِ سرکار سے کیا ملتا ہے
آخرت ملتی ہے بندے کو خدا ملتا ہے

صبح کا نور یا شام کی تاریکی ہو
بابِ رحمت تو ہر اک وقت کھلا ملتا ہے

کوئی رنگینی و رعنائی طیبہ دیکھے
مجھ کو اس دیس میں جنت کا مزہ ملتا ہے

ذرہ ذرہ سے نمایاں ہیں جلالی شانیں ارضِ بطحاء کے تقدس کا پتہ ملتا ہے
میں اسی ارض مقدس کی طرف جاتا ہوں بہر تعظیم جہاں عرش جھکا ملتا ہے
لطف قربت سے ہوں محروم مگر بات ہے یہ دردِ فرقت میں محمد کے مزہ ملتا ہے
تاج داروں سے مراتب میں بہت ہی افضل درِ سرکار کا ادنی سا گدا ملتا ہے
یہ وہ دربار ہے شاہانہ جہاں سے کوثر جتنا مانگے کوئی اس سے بھی سوا ملتا ہے

غزل

عیش و نشاط زیست ٹھکرا رہا ہوں میں نزدیک رفتہ رفتہ تیرے آ رہاں ہوں میں
آئیں گے کل وہ پرسش حالات کی خاطر مدت سے اپنے دل کو یہ سمجھا رہا ہوں میں
کانٹے رہِ حیات میں بکھرے تو ہیں مگر دامن بچا بچا کے چلا جا رہا ہوں میں
بادِ صبا نہ چھیڑ ذرا تو ٹھہر ابھی دل کو کسی کی یاد سے بہلا رہا ہوں میں
کیا قہر ہے کہ تجھ سے تعلق کے باوجود رعنائی جہاں میں پھنسا جا رہا ہوں میں
کاٹوں میں دن حیات کے کب تک تیرے بغیر تنہائیاں طویل ہیں گھبرا رہا ہوں میں
کونین پر محیط ہے عکس جمال دوست ہر سمت اس کو جلوہ نما پا رہا ہوں میں
رنج و الم کا عشق میں کوئی گلہ نہیں اپنے کیے کی آپ سزا پا رہا ہوں میں
کوثر رگ گلو سے بھی نزدیک تر ہیں وہ شوق طلب میں ٹھوکریں کیوں کھا رہا ہوں میں

مولانا محمد حسنین مفتاحی، گول کھمبا (۱۹۵۰ء۔۲۰۱۰ء)

مولانا محمد حسنین مفتاحی عالم دین ہونے کے ساتھ ایک بہترین شاعر بھی تھے۔ دیگر شعراءِ کرام کی طرح آپ نے بھی شاعری کی ہر صنف پر طبع آزمائی کی ہوگی لیکن بجز ایک حمد کے آپ کے کلام کے نمونے ہمیں میسر نہیں ہو سکے جن کے درمیان موازنہ کر کے پسندیدہ کلام کو منتخب کیا جائے چنانچہ ذیل میں وہی حمد درج کی جا رہی ہے۔

۱۸ر جنوری ۲۰۱۰ء بمطابق ۳ر صفر ۱۴۳۱ھ بروز پیر انتقال ہوا۔ تفصیلی تذکرہ علماءِ کرام

کے ضمن میں صفحہ نمبر ۲۴۵ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

حمد

ذکر سے ہے فضا وجد میں چار سو سَبِّحُوْا سَبِّحُوْا سَبِّحُوْا سَبِّحُوْا
غنچۂ و گل چمن در چمن رنگ و بو سب ہیں وِردِ زباں وَارکَعُوْا وَاسجُدُوْا
یہ ادا ایک مومن کی معراج ہے وَاعبُدُوْا رَبَّکُمْ وَارکَعُوْا وَاسجُدُوْا
ہے وہ ہر شیی میں جلوہ نما چار سو قلب میں ہو اگر جذبۂ جستجو
ذاتِ وحدانیت کا نہ کوئی کُفُو شَانُہٗ لَم یَلِدْ وَالصَّمَدْ وَحْدَہٗ
جَذبَ میں چشمِ تَر کا پکارے لہو اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ
محسنِ سوختہ کی ہے یہ آرزو ہودَمِ نَزْعَ نوکِ زباں اللّٰہُ

بیجناتھ وشوکرما عرف بیجو، بڑھئی ٹولہ (۱۹۳۴ء-۲۰۱۴ء)

نام بیجو پرساد، تخلص بیجو اور والد کا نام بھولا پرساد تھا۔ ولادت یکم جنوری ۱۹۳۴ء میں بھیرہ کے محلّہ بڑھئی ٹولہ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق وشوکرما برادری سے تھا۔ پرائمری اسکول ولید پور سے درجہ چار تک کی واجبی تعلیم حاصل کی تھی۔ پیشہ کے اعتبار سے آپ بڑھئی گیری کا کام کرتے تھے۔ تقریباً سترہ سال کی عمر میں دوہری گھاٹ کے قریب ٹھاکر گاؤں میں شادی ہوئی، آپ کی اہلیہ کا نام چمپا تھا۔ بیس سال کی عمر میں آپ نے شاعری شروع کر دی تھی۔ اپنی شاعری میں ہندی اور اردو کے ملے جلے الفاظ کا بکثرت استعمال کرتے تھے جس کی وجہ سے کم پڑھے لکھے لوگ بھی بآسانی سمجھ جاتے۔ آپ نے کیرتن، وطن پرستی اور قوالی کے طرز پر مختلف نظمیں لکھیں۔ اس وقت گاؤں میں موسیٰ قوال، کریم قوال، یونس قوال، رام پت اور حاجی بشیر احمد بشیر پر مشتمل قوالی کی ایک ٹیم تھی جس کے تقریباً تیس سال تک آپ ایک اہم ممبر رہے۔ ۱۹۷۷ء میں آپ نے ۹/دن کا ایک رام لیلا پروگرام لکھا اور ۱۹۷۸ء سے مسلسل چھتیس سال تک ولید پور کے لام لیلا میدان میں انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ یہ پروگرام پیش کرتے رہے۔ یاد آتا ہے کہ اس ڈرامائی پروگرام میں آپ راون کا رول ادا کرتے تھے اور کیا خوب کرتے تھے، اس وقت آپ کے کردار کو دیکھ کر

ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مہا بھارت کا دور لوٹ آیا ہے اور تماش بیں حضرات اپنی آنکھوں سے حقیقی منظر دیکھ رہے ہیں۔ اس پروگرام میں آپ کے بھتیجے جناب مرلی وشوکرما جو اُس وقت بالکل پتلے دبلے ہوتے تھے، رشی کا کردار ادا کرتے اور خوب کرتے تھے۔ ۱۷/اپریل ۲۰۱۴ء بمطابق ۱۶/جمادی الاخریٰ ۱۴۳۵ھ بروز جمعرات آپ کا انتقال ہوا۔

نمونۂ کلام

بہادر وہ ہے جو دھیرج دھرے انسان سنکٹ میں — وہی گیانی ہے جو ہوتا نہیں حیران سنکٹ میں
چلے آندھی بھیانک اور اٹھے طوفان سنکٹ میں — رہے ہر دکھ مگر سچا رہے ایمان سنکٹ میں
اسی کا کرتے ہیں ایشور سنو کلیان سنکٹ میں — بہادر وہ ہے جو دھیرج دھرے انسان سنکٹ میں
ہریش چندر بک گئے کاشی میں کرتے کام مرگھٹ کا — کیے تھے سات فاقہ تب ملا ستو جو تھوڑا سا
چلے کھانے کو جب راجہ بھکاری اک وہیں پہنچا — بھکاری نے کہا بھوجن دو میں دس دن کا ہوں بھوکا
نہیں کھائے اٹھا کر دے دیے سب دان سنکٹ میں — بہادر وہ ہے جو دھیرج دھرے انسان سنکٹ میں
بندھا ہے جس میں جگ سارا عجب سنکٹ کا ہے بندھن — لگا کرتا ہے سورج اور چندرما کو بھی گرہن
وہ جیون ویرتھ ہے جس میں نہ کچھ شامل رہے اڑچن — او بیجو دیکھ لو سنکٹ میں اپنا ڈال کر جیون
تو ہوگی دھرم دھیرج متر کی پہچان سنکٹ میں — بہادر وہ ہے جو دھیرج دھرے انسان سنکٹ میں

نورالہدیٰ قمر، محلّہ پچھمّ (وفات: ۲۴/دسمبر ۲۰۱۴ء بمطابق یکم ربیع الاول ۱۴۳۶ھ، بدھ)

نام نورالہدیٰ اور قمر تخلص تھا، بھیرہ کے محلّہ پچھمّ میں ولادت ہوئی۔ رنگ گندمی اور قد و قامت متوسط تھا۔ پیشہ کے اعتبار سے آپ بنارسی ساڑیوں کے گرافر (Graphic Designer) تھے یعنی بنارسی ساڑیوں کی ڈیزائن تخلیق کرتے اور اپنے یہاں پتہ کھودنے کا کام بھی کرواتے تھے۔ (یہ ہینڈلوم اور پاورلوم کے ذریعہ تیار کردہ ساڑیوں پر ڈیزائن بنانے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے جس میں دفتی پر ہتھوڑے اور لوہے کی غلی سے سوراخ کر کے نقشہ بنایا جاتا ہے)۔ زبان کے اندر سرعت گفتار تھی جس کی وجہ سے الفاظ جلدی جلدی ادا کرتے تھے۔ آپ کا شمار اچھے مقامی شعراء میں ہوتا تھا۔ طبیعت کے اندر ظرافت و لطافت تھی جو عام گفتگو میں بھی ظاہر

ہوتی رہتی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والا کبھی اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا تھا۔حمد باری تعالیٰ،نعت نبی، چندہ کی نظمیں اور سہرہ وغیرہ آپ کا خاص میدان تھا۔

۲۴ دسمبر ۲۰۱۴ء بمطابق یکم ربیع الاول ۱۴۳۶ھ بروز بدھ تقریباً ستر سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔۱۹۹۲ء میں مسجد رضا محلّہ پورب بھیرہ کی تعمیر کے وقت چندہ ہو رہا تھا، اس مناسبت سے آپ نے ایک شعر کہا جو مجھے یاد رہ گیا ہے، آپ بھی دیکھیں۔

نہ کر تاخیر اپنا قیمتی گوہر لٹانے میں رضائے رب اکبر ہے رضا مسجد بنانے میں

ہمارے بڑے والد محبوب احمد محبوب نے آپ کی وفات پر ایک منظوم خراج عقیدت پیش کیا تھا جس میں تاریخ وفات کچھ یوں درج ہے۔

لکھ اے محبوب دونوں سن میں تاریخ وفات ان کی قلم کا زور قلم کا زور ہو جدت میں، کچھ ہو خاص ندرت میں
بروز بدھ دسمبر ماہ کی تاریخ چوبیس تھی مسیحی بیس سو چودہ کا سن تھا ان کی میت میں
یکم ماہ ربیع النور، سن چودہ سو چھتیس کو بروز بدھ ہوئے آرام فرما اپنی تربت میں
گرافر حضرت نور الہدیٰ شاعر قمر صاحب رہیں گے مر کے بھی زندہ ہمیشہ فن کی صورت میں
وہی دانا ہے اے محبوب جو کل کے لیے سوچے یہ دنیا ایک دھوکہ ہے نہ پھنس جانا محبت میں
دعاء محبوب یعنی ابن نجمی کی ہے یہ مولا ملے فردوس ان کو حور وغلماں بھی ہوں خدمت میں

عبدالسمیع فدا بھیروی، محلّہ پچھّم (۱۹۴۱ء۔۲۰۱۷ء)

پتلے دبلے، لمبے قد و قامت، گندمی رنگ، جھکی نگاہیں، دنیا کی حرص سے بے نیاز ایک دُرویش صفت انسان تھے۔ماحول کے مطابق لنگی اور قدرے چھوٹا کرتا آپ کا لباس تھا، سر پر کشتی نما لمبی ٹوپی پہنتے اور چہرہ پر ہلکی ڈاڑھی تھی۔راستہ چلتے ہوئے سنجیدگی اور متانت آپ کے قدم قدم سے مترشح ہوتی تھی۔آدھار کارڈ کے مطابق ۱۹۴۱ء بمطابق ۱۳۶۰ھ اور اہل خانہ کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق غالباً ۱۹۳۶ء بمطابق ۱۳۵۵ھ میں بھیرہ میں ولادت ہوئی۔آپ کے والد کا اسم گرامی عبدالمجید ابن الہ داد تھا۔پرائمری درجات کے علاوہ فارسی و عربی کی بنیادی تعلیم حاصل کی تھی۔آپ ایک کہنہ مشق شاعر تھے۔آپ کے کلام میں بلا کی ندرت پائی جاتی۔آپ جب شاعری کرتے تو الفاظ و کلمات آپ کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑے نظر آتے ہیں۔خود تو جسمانی

اعتبار سے آپ کمزور اور نحیف و لاغر انسان تھے لیکن آپ کے اشعار کے اندر غضب کا حوصلہ پایا جاتا تھا۔ مثال کے طور پر یہ شعر دیکھیں اور ان کے حوصلۂ بلند کا تصور کریں۔

پھونک دونگا خرمنِ باطل کسی دن اے فدا قوم وملت کا کچھ ایسا سوز میرے دل میں ہے

اپنی اور اہل وعیال کی زندگی کے گزر بسر کے لیے ہینڈلوم پر بنارسی ساڑیوں کی بُنائی کا کام کرتے تھے جس سے بمشکل تمام ہی گزارا ہو پاتا اور بظاہر آپ ہمیشہ تنگ دستی کے شکار رہے لیکن ان تمام تر تنگدستی کے باوجود کبھی کسی کے سامنے اپنے فقر وغربت کا اظہار کیا نہ ہی کبھی آپ کو دنیا کے مال و دولت کی حرص یا فکر دامن گیر ہوئی۔ بقول ہمارے والد مرحوم ایک بار آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے کبھی بھی اس بات کا شوق یا خواہش نہیں ہوئی کہ میرے پاس بہت سا مال و دولت ہو جائے اور میں ایک خوشحال زندگی بسر کرنے لگوں۔ ایک طرف تو آپ کی طبیعت کی افتاد ایسی تھی دوسری طرف اس کے برخلاف آپ لوگوں کی ضروریات زندگی اور ان کے جذبات کی مکمل ترجمانی اپنے اشعار میں کرتے تھے، جیسے یہ شعر ملاحظہ فرمائیں

ہوتا نہیں خوشی کا تصور بھی اے فدا دشمن کو بھی خدا نہ غم روزگار دے

شاعری کے ابتدائی زمانہ میں اپنے گاؤں کے دو ممتاز شعراء قاضی محمد شعیب کوثر اور عبدالحفیظ نجمی (راقم کے حقیقی دادا) کے علاوہ مولانا شبلی شیدا خیرآباد سے اصلاح کا کام لیا کرتے تھے، آخر الذکر نے ہی آپ کا تخلص فدا رکھا۔ اس کے بعد خیرآباد ہی کے دوسرے بزرگ شاعر جناب مشتاق احمد شیدائی سے استفادہ کرتے رہے اور اخیر زمانہ میں اردو ادب کے شاہ کار، نظم گوئی کے امام جناب اَبر اَحسَنی گِنوَری، ضلع بدایوں کو مستقل طور پر اپنا فنی استاذ تسلیم کیا اور حسب ضرورت انہیں سے اصلاح لیتے رہے۔ ویسے تو آپ نے شاعری کے تقریباً ہر صنف سخن پر طبع آزمائی کی ہے چنانچہ آپ کے قلم گہربار سے لمبی لمبی غزلیں بھی منصۂ شہود پر آئیں لیکن آپ کو حمد باری تعالیٰ اور نعت نبی سے خصوصی لگاؤ تھا یہی وجہ ہے کہ کبھی کبھی غزل کی ابتداء میں بھی حمد اور نعت کے چند اشعار لکھ دیا کرتے تھے لیکن استاذ محترم ابر احسنی نے تنبیہ فرمائی کہ غزل مکمل غزل اور حمد و نعت مکمل حمد و نعت کی شکل میں ہونی چاہیے ورنہ اس سے خلط مبحث لازم آئے گا جو اصول شاعری کے خلاف ہے چنانچہ آپ نے اس پر توجہ فرمائی اور دونوں صنفوں کو الگ الگ جامہ پہنایا۔

آپ کی پہلی شادی خیرآباد میں شادرہ نام کی خاتون سے ہوئی تھی جن سے تین اولاد ہوئیں، (۱) محبوب احمد، (۲) محمود احمد (۳) ایک بیٹی۔ محبوب احمد کا ایک ہی سال کی عمر میں انتقال ہو گیا تھا۔ اس کے بعد مصلحت خداوندی کچھ ایسی ہوئی کہ آپ کی رفیقۂ حیات بھی جلد ہی اس دار فانی سے رخصت ہو گئیں اور بچوں کی پرورش و تربیت کی مکمل ذمہ داری آپ کے سر پر آ گئی چنانچہ آپ نے اس ذمہ داری کو بحسن و خوبی ادا کیا، جب وہ بچے اپنی عمر کو پہنچے تو ان کی شادی کر دی اور وہ لوگ اپنی زندگی گزارنے لگے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر آپ تنہائی کے شکار ہو گئے۔ فطرت انسانی کے مطابق اس تنہائی کو دور کرنے کے لیے آپ کو کسی ایسی رفیقۂ حیات کی ضرورت تھی جو ہر موقعہ پر آپ کے ساتھ کھڑی نظر آئے چنانچہ بھیرہ میں ہی محمد شعیب مرحوم محلّہ پچھّم کی دختر ساجدہ خاتون سے آپ نے دوسری شادی کی، جس مکان میں فدا مرحوم نے اپنی ازدواجی زندگی بسر کی وہی شعیب مرحوم کا مکان تھا جو بطور ہدیہ آپ کو عنایت کیا گیا تھا۔ قدرت نے ان سے تین بیٹے کلیم، ندیم، نسیم اور تین بیٹیاں عطا کیں جو اخیر عمر تک آپ کے ساتھ رہے اور اب اپنے اپنے حصہ کی زندگی گزار رہے ہیں۔

۲ر جون ۲۰۱۷ء بمطابق ۷ر رمضان ۱۴۳۸ھ بروز جمعرات بوقت دس بجے شب تقریباً اکیاسی سال کی عمر میں آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے اور اگلے روز دس بجے صبح بھیرہ کے آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

نمونۂ کلام

نعت شریف

رہِ فکر و عمل ہر گام پہ تعمیر ہو جائے — نبی کا نام لوحِ دل پہ جو تحریر ہو جائے

بفیضِ عشق سرور یہ عطا تاثیر ہو جائے — میرے دل کی صدا باطل کے حق میں تیر ہو جائے

اسیرِ حلقۂ طیبہ رہے گا تا دمِ آخر — یہ دیوانہ نہیں ایسا جو بے زنجیر ہو جائے

شہِ کون و مکاں کے رخ سے ہٹ جائے اگر پردہ — مہ و خورشید و انجم کی خجل تنویر ہو جائے

محبت سرور دیں کی رہے گی جاگزیں دل میں
ہے ناممکن الگ آئینہ سے تصویر ہو جائے

رسول پاک کی سیرت عجب سیرت ہے کیا کہیے
کبھی قرآن بن جائے کبھی تفسیر ہو جائے

اگر سانچے میں دل کا رنگ ڈھل جائے شریعت کے
نگاہِ مردِ مومن آہنی شمشیر ہو جائے

الٰہی بندگی کا دل میں ایسا ذوق پیدا کر
نظر جس سمت اٹھ جائے حرم تعمیر ہو جائے

اگر نزدیک سے میں دیکھ لوں روضہ پیمبر کا
فدا میری یقیناً اوج پر تقدیر ہو جائے

غزل

مجھے ضبط الفت کا یارا نہیں ہے
مگر کوئی شکوہ گوارہ نہیں ہے

سفینہ نہ تھا تو کنارے بہت تھے
سفینہ ملا تو کنارہ نہیں ہے

نگہبان ہو جس کا پھولوں کا دشمن
مجھے ایسا گلشن گوارہ نہیں ہے

شب و روز یہ جگمگاتا رہے گا
کہ آنسو ہے آنسو ستارہ نہیں ہے

یہ کس منہ سے اہل چمن کہہ رہے ہیں
کہ گلزار پر حق ہمارا نہیں ہے

محبت کے دریا میں بھی ہے تلاطم
مگر پر خطر اس کا دھارا نہیں ہے

جہاں شعلہ رو ہیں نشیمن کے تنکے
وہاں بجلیوں کا گزارا نہیں ہے

محبت ہے کانٹے کی بھی میرے دل میں
مجھے پھول ہی صرف پیارا نہیں ہے

سیاست کے ماروں سے ہے عرض مطلب
حکومت کی جانب اشارہ نہیں ہے

نہ الجھاؤ اردو زباں کے مسائل
یہ جھگڑا ہمارا تمہارا نہیں ہے

فدا یوں تو بجھتے ہیں پانی سے شعلے
مگر عشق ایسا شرارہ نہیں ہے

الحاج بشیر احمد بشیر نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ (۱۹۳۲ء۔۲۰۲۱ء)

پتلے دبلے، لمبے قد وقامت والے، چھریرے بدن کے مالک انسان تھے۔ نام بشیر احمد، والد صاحب کا نام خدا بخش اور دادا کا نام حاجی نور محمد ابن محمد رمضان علی (وفات: ۱۸۷۰ء) تھا جن کا شمار گاؤں کے متمول اور مالدار لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ راقم الحروف کے خاندانی دادا میں

سب سے چھوٹے دادا تھے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں ہوئی اور پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد فارسی وعربی کی ابتدائی تعلیم بھی آپ نے مدرسہ ہذا میں حاصل کی۔ اساتذۂ کرام میں مولانا محمد یوسف صاحب مرحوم، مولانا عبدالستار صاحب مرحوم، مولانا شکراللہ صاحب مرحوم ولید پور اور مولانا ہدایت اللہ صاحب مرحوم خیرآباد وغیرہ کے نام بطور خاص شامل ہیں۔ ابتدائے عمر سے ہی آپ کو شاعری کا شوق تھا، جیسے جیسے عمر بڑھتی گئی یہ شوق بھی پروان چڑھتا گیا لیکن زندگی کی بڑھی ہوئی ضروریات اور وسائل کی کمی کی وجہ سے آپ کو کبھی فارغ البالی میسر نہ ہوسکی۔ آپ کی زندگی کے صفحات کی ورق گردانی کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ فکر معاش میں پیچاں وغلطاں رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کا یہ فن عنفوان شباب کو نہ پہنچ سکا اور آپ اردو ادب کے ممتاز خدمت گاروں کی فہرست میں اپنا نام شامل کراتے کراتے رہ گئے۔ آپ کے کلام کا بیشتر حصہ نعت، سہرا، افتتاحی نظمیں اور چندہ وغیرہ کی نظموں پر مشتمل ہے۔ آپ ایک اچھے ترنم اور بہترین آواز کے مالک تھے۔ اپنی حیات مستعار میں طبیعت کی ناسازگی سے قبل اپنے اشعار کو بذات خود اپنی مترنم آواز میں پڑھتے تھے اور آپ کا شمار اچھے نظم خواں حضرات میں ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے سابق ناظم اعلیٰ جناب عبدالباقی صاحب مرحوم (وفات: ۲۰۰۸ء) جن کو اشعار فہمی کا اچھا ذوق تھا نے، آپ کو شہنشاہِ غزل کا خطاب دیا تھا۔ آپ اشعار کہنے اور پڑھنے کے علاوہ قوالی لکھنے اور گانے میں بھی اچھی مہارت رکھتے تھے۔ ہم نے اپنے بچپن میں آپ کو دیکھا تھا جب آپ کی صحت مکمل طور پر آپ کے ساتھ تھی، الفاظ کے زیر وبم کے ساتھ ساتھ جسمانی حرکات وسکنات (Body Language) کا آپ ایسا استعمال کرتے تھے کہ اس کی وجہ سے کلام کا حسن دوبالا ہو جاتا اور سامعین جھوم جھوم جاتے تھے۔ آپ کا پیشہ بھی اپنے آباء واجداد کی طرح بنارسی ساڑیوں کا پیشہ رہا چنانچہ قرب وجوار کے اضلاع میں آپ اس کی خرید وفروخت کا کام کرتے تھے۔ ۲۰۱۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہوئے۔ شعروشاعری کی دنیا میں اگرچہ آپ کا کوئی مجموعۂ کلام شائع نہیں ہوسکا لیکن آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ساہتیہ اکیڈمی اتر پردیش نے ۲۰۰۳ء میں آپ کو سرکاری اعزاز سے نوازا اور غالباً تین چار ہزار روپے کی تاحیات اسکالرشپ آپ کے لیے جاری

کر دی تھی جو وفات تک ملتی رہی۔

۹/مارچ ۲۰۲۱ء بمطابق ۲۵/رجب ۱۴۴۲ھ بروز منگل آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور ۱۰/مارچ بروز بدھ صبح ساڑھے دس بجے آبائی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ جس وقت آپ صاحب فراش تھے اس وقت عموماً اشارے سے نماز ادا کرتے تھے لیکن یہ کس قدر خوش نصیب موت ہے کہ وفات کے دن قدرت نہ ہونے کے باجود گھر والوں سے اصرار کر کے مغرب کی نماز بیٹھ کر ادا کی اور نماز مکمل کر کے ابھی دوسری جانب سلام پھیرا ہی تھے کہ بغل میں بیٹھے اپنے بیٹے مولوی شکیل احمد کے اوپر لڑھکنے لگے جب تک وہ آپ کو سنبھالا دیتے اور دیگر لوگوں کو بلا پاتے، آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ایک علم دوست انسان تھے، جب بھی ملاقات ہوتی مسلم قوم کی تعلیمی زبوں حالی کا اکثر تذکرہ کرتے اور اس کے اسباب وتدارک پر گفتگو کرتے۔ اس سلسلہ میں آپ کی ایک چھوٹی سی خدمت یہ کہی جا سکتی ہے کہ گولا بازار میں سر شاہ سلیمان جونیئر ہائی اسکول کا قیام درحقیقت آپ ہی کی کوششوں اور تحریک کا ثمرہ ہے۔ آپ ہی کے بار بار کے مطالبہ اور توجہ مبذول کرانے پر ضلع اعظم گڑھ کی تحصیل سگڑی، بھُوَ نا بزرگ نامی گاؤں سے تعلق رکھنے والے حکومت اتر پردیش میں سیکنڈری تعلیمی بورڈ کے جنرل سیکریٹری اور کانگریس پارٹی سے ایم ایل سی (Member of Legislative Council) جناب پنچانن رائے (۱۹۴۳ء۔۲۰۰۷ء) نے حکومت سے منظور کرا کر ۱۶/دسمبر ۲۰۰۴ء میں اس کو قائم کیا تھا۔ اولاد میں ایک بیٹے اور چار بیٹیاں موجود ہیں جو رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہونے کے بعد اپنے اپنے مقدر کی زندگی جی رہے ہیں اور ان سب سے بھی ان کی اولاد موجود ہیں۔ ایک بیٹے جناب رئیس احمد صاحب کا عین جوانی کی عمر میں انتقال ہو گیا تھا۔ ذیل میں آپ کے کلام کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

نمونۂ کلام

نعت پاک

سورۂ والشّمس چہرہ احمد مختار کا ہے اجالا دو جہاں میں آپ کے انوار کا

مشک و عنبر کیا ہے جنت کی خوشبو ہیچ ہے — باخدا ایسا پسینہ تھا مرے سرکار کا
گر نقابِ رخ الٹ دیں روئے تاباں سے حضور — پانی پانی حسن ہو جائے مہِ انوار کا
ٹھوکروں میں تیرے قدموں کی جہانِ کفر ہو — گر حوصلہ ہو جائے پیدا طارق و ضرار کا
گامزن اب بھی جو ہو جائیں رہِ اسلاف پر — ایک نعرے میں دہل جائے گا دل کفار کا
تھا زبان پاک پر یا رب ھَب لِی کی صدا — پیار امت سے ہے کتنا احمد مختار کا
رب اکبر کی مشیت تھی تمنائے نبی — مرتبہ صدیق نے پایا ہے یار غار کا
نیل میں حکم عمر سے آ گیا سیلِ رواں — اس قدر تھا دبدبہ حضرت عمر جبار کا
حضرت عثماں کو ذوالنورین کا بخشا لقب — آپ سے تھا پیار کتنا ہاشمی سردار کا
میں علی سے اور مجھ سے ہیں علی بولے حضور — اللہ اللہ یہ تھا رتبہ حیدر کرار کا
ہو یقیں جس کو نہ وہ قرآں اٹھا کر دیکھ لے — مدح خواں ہے مالک کل خود شہِ ابرار کا
چھو لے دل کو بھر دے جو احساس میں رعنائیاں — اے بشیر ایسا ہی کچھ معیار ہو اشعار کا

محبوب احمد محبوب نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ (۱۹۴۹ء۔۲۰۲۵ء)

رنگ گندمی، قد و قامت متوسط اور نام محبوب احمد انصاری تھا۔ ۱۴ر جون ۱۹۴۹ء بمطابق ۱۷ر شعبان ۱۳۶۸ھ بروز بدھ ولادت ہوئی۔ والد صاحب کا نام عبد الحفیظ ابن خدا بخش ابن حاجی نور ابن محمد رمضان (وفات: ۱۸۷۰ء) تھا جن کا شمار وقت کے ممتاز شعراء میں ہوتا تھا۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں حاصل کی۔ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی رحمہ اللہ پرائمری درجات میں آپ کے درسی ساتھیوں میں سے تھے۔ یہاں کے اساتذۂ کرام میں حافظ عبد الغنی مرحوم، مولانا محمد یوسف مرحوم اور ماسٹر شفیع احمد مرحوم وغیرہ کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ طالب علمی کے ابتدائی زمانہ سے ہی آپ بلا کے ذہین انسان تھے۔ پرائمری درجات کی تکمیل کے بعد ۱۹۶۶ء میں جونیئر ہائی اسکول محمد آباد سے جونیئر ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ۱۹۶۸ء اور ۱۹۷۰ء میں ٹاؤن انٹر کالج محمد آباد سے بالترتیب ہائی اسکول و انٹرمیڈیٹ کے درجات کی تکمیل کی۔ آپ کا تعلق چونکہ بنکر طبقہ سے تھا جو ہینڈلوم کے ذریعہ بنارسی ساڑیاں تیار کر کے اپنے گزر بسر اور روزی روٹی کا انتظام کرتا تھا اس لیے انٹرمیڈیٹ

کی تکمیل کے بعد نا مساعد حالات کے پیش نظر تلاش معاش کی فکر دامنگیر ہوگئی اور تعلیمی سلسلہ کو منجدھار ہی میں چھوڑ کر آپ کو ملک کے معروف تجارتی شہر عروس البلاد ممبئی کا رخ کرنا پڑا، دو سال تک مسلسل وہاں کے گلی کوچوں کی خاک چھانتے رہے، کبھی کسی اسکول میں تدریس کا فریضہ انجام دیا تو کبھی کسی دوسرے میدان میں پنجہ آزمائی کی لیکن قدرت کو آپ کے تعلیمی سلسلہ کو آگے بڑھانا منظور تھا اس لیے آپ ممبئی سے گھر واپس آ گئے اور دوبارہ تعلیم کا سلسلہ شروع کیا تو مشرقی یوپی کے معروف ادارہ شبلی نیشنل پی جی کالج سے ۱۹۷۵ء میں اردو، فارسی اور انگلش میں بی اے کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد ۱۹۷۷ء میں مذکورہ کالج سے اردو میں ایم اے کیا پھر دین دیال اپادھیائے یونیورسٹی گورکھپور سے فاصلاتی نظام تعلیم (Distance Courses) کے ذریعہ یکے بعد دیگرے ہندی اور انگلش میں ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۱ء میں ایم اے کی ڈگریاں حاصل کیں۔

سرکاری ملازمت

تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد دیگر نوجوانوں کی طرح آپ کو دوبارہ تلاش معاش کی فکر دامن گیر ہوئی۔ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ آپ بچپن سے ہی انتہائی ذہین وفطین واقع ہوئے تھے چنانچہ تیزیٔ طبع اور علمی لیاقت وصلاحیت کی بنیاد پر آپ کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا اور ۱۹۸۱ء میں حکوت اتر پردیش کے ہینڈلوم کارپوریشن میں پہلی کوشش (First Attempt) میں ہی بحیثیت مینیجر آپ کا تقرر عمل میں آیا۔ آپ راقم کے حقیقی بڑے والد تھے۔ گھر میں بچپن سے ہم نے ایک قصہ سنا ہے کہ جب آپ انٹرویو دینے کے لیے انٹرویو ہال کی تیسری منزل پر پہنچے تو وہاں موجود انٹرویو پینل میں سے ایک سکھ انٹرویور نے بالکل خلاف توقع (Unexpected) اور آپ کی پروفائل سے بالکل غیر متعلق سوال (Irrelevant Question) کر دیا اور پوچھا کہ ابھی جن سیڑھیوں سے چڑھ کر آپ یہاں آئے ہیں اس میں کتنے قدم (Steps) ہیں۔ کبھی کبھی امتحان میں اس طرح کا سوال پوچھ کر طالب علم یا کینڈیڈیٹ کی ذہانت اور حاضر جوابی کا امتحان لیا جاتا ہے تاکہ یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ اگر اچانک کوئی ناگہانی صورت حال پیش آ جائے تو کس حد تک وہ قابو کر سکتا ہے۔ یہ غیر متعلق سوال سن کر گھبرانے کے بجائے آپ نے اطمینان کے ساتھ فوراً جواب دیا کہ سر انسانی زندگی میں بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم ایک چیز کے ارد گرد رہتے

ہیں لیکن کبھی ان پر دھیان نہیں دیتے، مثلاً اگر میں آپ سے پوچھ دوں کہ آپ کے سر پر بندھی ہوئی پگڑی میں کتنے دورانیے ہیں تو کیا آپ بتا سکیں گے؟ یہ مسکت جواب سن کر انٹرویور نے کہا کہ جایئے آپ کا انٹرویو ہو گیا۔ اس کا یہ انداز اور جواب سن کر آپ کے لیے مثبت یا منفی نتیجہ کا اندازہ لگانا مشکل ہو گیا اور آپ سمجھ نہیں سکے کہ یہ اس کی طرف سے طنز ہے یا تعریف (Comment/Compliment)۔ مصرع: اے تیزیٔ طبع تو برمن بلاء شدی، لیکن کچھ دنوں بعد گھر پر تقرر نامہ (Appointment Letter) آیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ فلاں تاریخ سے آ کر آپ چارج سنبھالیے، یہ دیکھ کر آپ کی باچھیں کھل گئیں۔ وفات سے چند ماہ قبل اپنے کچھ دوستوں کی معیت میں میں نے آپ سے اس واقعہ کی تصدیق یا تردید چاہی تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ ہاں یہ بات سچ ہے۔ آپ کی سب سے پہلی پوسٹنگ مغربی اتر پردیش کے ضلع بجنور میں ہوئی جہاں آپ تین سال مقیم رہے پھر حکومت کی ضروریات کے مطابق ہندوستان کے مختلف شہروں میں آپ کا ٹرانسفر ہوتا رہا۔ بعد کے ایام میں ایک سال کے لیے آپ دھام پور تشریف لے گئے پھر وہاں سے تین سال الہٰ آباد، ایک سال گورکھپور، ڈیڑھ سال مدراس، ڈھائی سال راجستھان، گیارہ سال کارپوریشن کی ہیڈ آفس کانپور اور پھر دو سال بنارس میں مقیم رہے۔ غالباً ملازمت کی آخری دہائی تھی، کچھ نامعلوم وجوہات کی بناء پر حکومت اور آپ کے مابین اختلافات پیدا ہو گئے جس کی پاداش میں آپ کو گھر بیٹھنا پڑا لیکن آپ نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا، کچھ سالوں تک مقدمہ چلا، پھر آپ کے حق میں فیصلہ ہوا اور گزشتہ تنخواہوں کی مکمل ادائیگی کے ساتھ آپ کی نوکری دوبارہ بحال کی گئی لیکن بدقسمتی سے چند سالوں بعد کچھ شر پسند لوگوں کی شرارت کی وجہ سے پھر کچھ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا اور اس وقت آپ دوبارہ بحال نہ ہو سکے چنانچہ باقی ایام گھر ہی پر اہل وعیال کے ساتھ رہ کر گزارا اور یکم جنوری ۲۰۲۵ء بمطابق یکم رجب ۱۴۴۶ھ بروز بدھ بوقت ساڑھے سات بجے آپ کا انتقال ہوا، مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! آپ کے انتقال کے بعد بھیرہ گاؤں سے علم وادب اور شعر وشاعری کی قدیم آخری دیوار بھی گر گئی اور جو گاؤں ایک زمانہ سے شعراء و ادباء کا گڑھ تھا اب تقریباً اُن سے خالی سا ہو گیا ہے۔

ازدواجی زندگی

۱۹۷۰ء میں محلّہ سریاں، مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں محمد عمر مرحوم کی دختر کے ساتھ آپ رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے تھے۔ آپ کی دس اولاد ہیں، تین لڑکے اور سات لڑکیاں۔ دو لڑکے اور چھ لڑکیوں کی شادی ہو چکی ہے۔ ان سے بھی ان کی اولادیں ہیں اور سب لوگ اپنے اپنے مقدر کی زندگی گزار رہے ہیں۔

شاعری

شاعری کا ذوق آپ کے اندر عنفوان شباب ہی میں پیدا ہو گیا تھا اور عنفوانِ شباب ہی کیوں، اگر کہا جائے کہ آپ کا یہ فن موروثی ہے تو بیجا نہیں ہوگا کیوں کہ آپ کے والد عبد الحفیظ صاحب نجمی مرحوم کا شمار بھی وقت کے ممتاز شعراء کرام میں ہوتا تھا جیسا کہ ان کے تذکرہ میں ذکر کیا جا چکا ہے چنانچہ زمانہ طالب علمی کے ابتدائی ایام سے ہی آپ نے شعر گوئی کی ابتداء کر دی تھی۔ کچھ سالوں قبل آپ کی ڈائری پر قدیم تاریخ دیکھ کر میرے پوچھنے پر کہ یہ کس وقت کی تخلیق ہے؟ آپ نے بتایا کہ شبلی کالج کے زمانۂ طالب علمی کی۔ آپ فن شاعری کے ایک عظیم شہ سوار تھے۔ آپ کی شاعری میں الفاظ و معانی کی ندرت، ترتیب کی شیفتگی اور اوزان کی سلامتی بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔ آپ جب شاعری کرتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ الفاظ دست بستہ کھڑے ہیں۔ آپ نے شاعری کی ہر صنف پر طبع آزمائی کی ہے، خواہ اس کا تعلق حمد باری تعالیٰ سے ہو یا نعت نبی سے۔ خواہ وہ غزل سے متعلق ہو یا مرثیہ سے۔ مدح ہو یا ہجو، ہر میدان میں آپ نے اپنے فن کا جوہر دکھلایا ہے اور اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ اگر پوری سنجیدگی کے ساتھ آپ نے اپنے اس فن کو آگے بڑھایا ہوتا، آج کے اس زمانہ میں سوشل میڈیا کا بخوبی استعمال کیا ہوتا اور موجودہ بی جے پی حکومت کی طرح آپ کی بھی کوئی آئی ٹی سیل (IT Cell) رہی ہوتی تو آپ کا شمار ہندوستان کے ممتاز شعراء میں ہوتا اور آپ ڈاکٹر نواز دیوبندی، طاہر فراز، اور ڈاکٹر ماجد دیوبندی کی صف میں کھڑے نظر آتے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ذیل میں آپ کی شاعری کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ کریں۔

نمونۂ کلام

حمد

اے خدائے پاک تیری ذات ہے بے شک رحیم — لے کے نامِ پاک تیرا چلتی ہے بادِ شمیم
اے خدا کرتا ہے پوری تو ہی سب کی آرزو — تو ہی قسّامِ ازل ہے ذات ہے تیری قسیم
سامنے تیرے کھڑا ہوں اشک آنکھوں میں لیے — بخش دے میری خطائیں اے میرے رب کریم

حمد

تو ہے مالک کل میں بے بس حقیر — غنی ذات تیری میں ادنیٰ فقیر
میری جان رنج و بلا میں اسیر — تو مختارِ کل ہے خدائے قدیر
سمیعٌ علیمٌ حکیمٌ خبیرٌ — میری بار کیوں دیر اتنی قدیر
تیری ذات ہے پاک پروردگار — تیری رحمتوں کا نہیں کچھ شمار
نہ حد ہے کرم کی نہ کوئی حِصار — میں ناچار و بے کس غریب الدیار
سمیعٌ علیمٌ حکیمٌ خبیرٌ — میری بار کیوں دیر اتنی قدیر
یہ مانا تو قہار و جبار ہے — قیامت کے دن کا بھی مختار ہے
مگر نام تیرا ہی غفار ہے — کریمی تیری شان ستار ہے
سمیعٌ علیمٌ حکیمٌ خبیرٌ — میری بار کیوں دیر اتنی قدیر
بہ پیشِ خدا جب کہ جائے گی امت — بحکمِ خدا ہوگی قائم عدالت
جھکی ہوگی گردن زبارِ ندامت — حبیبِ خدا پھر کریں گے شفاعت
سمیعٌ علیمٌ حکیمٌ خبیرٌ — میری بار کیوں دیر اتنی قدیر

حمد

مالکِ دو جہاں خالقِ رنگ و بو — تیرے جلوے ہیں بکھرے ہوئے چار سو
جس طرف دیکھئے ہے ادھر تو ہی تو — نغمہ زن کیوں نہ ہو بلبلِ خوش گلو

اللہ اللہ اللہ اللہ

صبح دم جب چلی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سجدۂ شکر میں ہر شجر جھک گیا
یک زباں ہو کے ہر برگ گل نے کہا آبِ شبنم سے گلشن میں کر کے وضو

اللہ اللہ اللہ اللہ

تیری توصیف میں کیا کروں اے خدا اچھے اچھوں کا بھی بند ہے ناطقہ
شاہِ خاور جو مشرق سے ظاہر ہوا وہ بھی چپکے سے کہہ کر جھکا قبلہ رو

اللہ اللہ اللہ اللہ

نعت

نہ کرے جدائی جس کی پل بھر بھی رب گوارا نہیں اور کوئی دوجا وہ نبی تو ہے ہمارا
یہ ہماری خوش نصیبی جو نہیں تو اور کیا ہے کہ ہم امتی ہیں اس کے جو خدا کا ہے دلارا
سدا شاہِ بحر و بر پر کریں کیوں نہ جاں نچھاور سر حشر پیش داور ہمیں مل گیا سہارا
سوا لاکھ انبیاء میں کسے فخر ہے یہ حاصل کہ حبیب کہہ کے رب نے سرعرش ہے پکارا
ہے جہاں بھی طاعت رب وہیں ہے اطاعت ان کی ہے کلام پاک شاہد ہے ثبوت آشکارا
سر عرش خود خدا نے دیا ان کو نام احمد یہ ہے میم کا وہ پردہ جو ہے راز کن فکاں را
کروں کس زباں سے مدحت ہے جہاں سراپا رحمت جسے دیکھنی ہو جنت کرے طیبہ کا نظارا
کرے سایہ ابر جن پر پڑھیں جن کا کلمہ کنکر وہ جو کر دیں اک اشارہ تو قمر کا دل ہو پارا
نہیں ہے کوئی سہارا محبوب دل حزیں کا ہوں میں آپ کا اے آقا ہو نگاہ اک خدا را

غزل

خوفِ خدا سے دل تو دہلتا ضرور ہے پھر بھی رہِ گناہ پہ چلتا ضرور ہے
ہر آدمی کا وقت بدلتا ضرور ہے غم بھی خوشی کے سانچے میں ڈھلتا ضرور ہے
وقتِ گراں بھی وقت پہ ٹلتا ضرور ہے جب وقت آئے وقت بدلتا ضرور ہے

دل آتشِ فراق میں جلتا ضرور ہے — پہلو تہی سے دم بھی نکلتا ضرور ہے
آمد پہ دل خوشی سے اچھلتا ضرور ہے — یادیں ہیں دل نواز بہلتا ضرور ہے
ناکامیوں سے اتنا بھی مایوس نہ ہو دل — سورج غروب ہو کے نکلتا ضرور ہے
کیوں منقطع ہو سلسلہ صبر و سلوک کا — پھلدار جو درخت ہے پھلتا ضرور ہے
مضمر رہِ فنا میں ہے منزل وجود کی — سورج غروب ہو کے نکلتا ضرور ہے
رکھیے علو کے ساتھ ہی پستی پہ بھی نظر — چڑھتا ہے آفتاب تو ڈھلتا ضرور ہے
دل ہے نہ سنگ وخشت کہاں تک بھلا ہوصبر — فولاد بھی تپش میں پگھلتا ضرور ہے
ٹھوکر سے یوں تو ہوتا ہے دو چار ہر بشر — با عزم ہے تو گر کے سنبھلتا ضرور ہے
کیوں ہو نہ آہ و نالۂ و فریاد بے اثر — چکنی زمیں پہ پاؤں پھسلتا ضرور ہے
اے رہ نوردِ شوق محبت ذرا سنبھل — رہزن ہے تاک میں جو کہ چھلتا ضرور ہے
کیا کیا نہ دل زمانے میں رسوا ہوا مگر — اُس کے لیے ہی پھر بھی مچلتا ضرور ہے
ہوتا ہے سخت تلخ کلامی سے اور بھی — دل نرم گفتگو سے پگھلتا ضرور ہے
محبوب صبر وشکر و قناعت سے کام لو — حسن عمل کا باغ ہے پھلتا ضرور ہے

غزل

جس کو نہ تیرے حسن کا جلوہ دکھائی دے — ہوتے ہوئے بھی آنکھ وہ اندھا دکھائی دے
تاثیرِ حسن میں وہ کرشمہ دکھائی دے — اعلی بھی آ کے سامنے ادنی دکھائی دے
عشقِ بتاں میں کاش یہ نقشہ دکھائی دے — دنیا میری نظر میں تماشا دکھائی دے
اُس کو کہے گا کون مسیحا جہان میں — بیمار جس کے آگے تڑپتا دکھائی دے
یہ انتہائے عشق نہیں ہے تو اور کیا — ہر شئی میں چشمِ قیس کو لیلا دکھائی دے
دنیا میں آدمی کی ہے فطرت الگ الگ — بد کو برا تو اچھوں کو اچھا دکھائی دے
اُف ہائے تشنگی کہ بیاباں میں بھی سراب — پیاسوں کو ٹھاٹھیں مارتا دریا دکھائی دے

وہ بھی ہیں رہبری کے لیے جنگ آزما منزل کا جن کو خود ہی نہ رستہ دکھائی دے
انصاف کی امید سراسر فضول ہے مجرم ہی جب نگاہ میں اپنا دکھائی دے
شاید اسی کا نام ہے دنیا میں بے بسی جو انجمن میں رہ کے بھی تنہا دکھائی دے
بے شک یہ فیض ہے تیری صحبت کا اے فدا ہر شعر میں نیا جو اک نکتہ دکھائی دے
محبوب لکھتے آپ کچھ اس ڈھنگ سے غزل قطرے میں بحر، کوزے میں دریا دکھائی دے

مولانا ابوالوفاء رضوی (ولادت: ۱۹؍شوال ۱۳۹۷ھ بمطابق ۳؍اکتوبر ۱۹۷۷ء، پیر)

مفصل تذکرہ بریلوی علماءِ کرام کے ضمن میں صفحہ نمبر ۵۱۱ پر گزر چکا ہے، تفصیل وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔

حافظ اسرار احمد، گولا بازار (ولادت: ۱۴؍جنوری ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۵؍صفر ۱۳۹۹ھ، اتوار)

ایک ابھرتے ہوئے باصلاحیت شاعر ہیں۔ نام اسرار احمد اور تخلص اسرار ہے۔ والد مرحوم کا نام عبدالستار ابن عبدالشکور ابن امام بخش تھا۔ تعلق قریشی برادری سے ہے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ میں علی اکبر مرحوم، مولوی دبیر احمد مرحوم، میاں جی زین الدین مرحوم، عبدالجواد خان مرحوم، منشی عبدالغفار مرحوم، ماسٹر منظور احمد مرحوم اور ماسٹر جمشید احمد معروفی وغیرہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد فارسی وعربی کی تعلیم کے لیے مدرسہ نورالاسلام ولید پور میں داخل ہوئے لیکن بوجوہ چند کچھ ہی ماہ بعد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں دوبارہ واپس ہوگئے اور فارسی کے دوسالہ نصاب کے ساتھ ۱۹۹۸ء میں حفظ قرآن کریم اور تجوید وقرأت بروایت حفص کی تعلیم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی صاحب وحضرت مولانا عبدالباری قاسمی صاحب مرحوم کے ذریعہ حاصل کی۔ حفظ قرآن کریم کی تکمیل کے بعد مزید تعلیم کے حصول کی خواہشوں کے باوجود نامساعد حالات کے پیش نظر آپ کو اپنا تعلیمی سلسلہ موقوف کرنا پڑا اور اپنے والد کے ساتھ آبائی پیشہ میں ان کا ہاتھ بٹانا شروع کیا۔ چند سالوں بعد اپنے والد مرحوم کے مشورہ پر ۲۰۰۰ء میں مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد کے پرائمری درجہ دو میں تدریس اختیار کرلی جو تا حال جاری ہے۔ ۱۲؍اپریل ۲۰۰۰ء میں شہر جونپور میں آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کی چار اولاد (ایک بچی اور تین بچے) ہیں۔

شاعری

شعر فہمی کا ذوق وشوق آپ کو بچپن سے ہی تھا چنانچہ مختلف مواقع پر پڑھے جانے والے مختلف شعراء کے کلام کو آپ دھیان سے سنتے اور سمجھنے کی کوشش کرتے پھر اسی طرز پر اپنے الفاظ میں کچھ لکھنے کی بھی کوشش کرتے لیکن ۲۰۱۰ء سے باضابطہ آپ نے شاعری کا آغاز کیا اور ابتداء میں صرف چندے کی نظمیں لکھتے رہے لیکن آہستہ آہستہ شاعری کی تقریباً ہر صنف حمد، نعت، منقبت، غزل، سہرا، رخصتی اور سیاسی موضوعات پر خامہ فرسائی کرنے لگے اور لوگوں میں آپ کے کلام کو اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا جس سے آپ کا حوصلہ بڑھا اور آپ قرب وجوار کے نعتیہ مقابلہ میں بھی حصہ لینے لگے، کئی جگہوں پر آپ کے کلام کو اول، دوم وسوم پوزیشن بھی حاصل ہوئی۔ ایک بات یاد آ گئی، علاقہ میں کسی جگہ طرحی مشاعرہ تھا، مصرع طرح تھا: نہیں سجدہ کیا لیکن وہ پہنچے باغِ جنت میں۔ آپ نے اس پر تضمین کی جو مجھے خوب یاد ہے اور آپ کی اس تضمین کو اول درجہ کے انعام سے نوازا گیا تھا، آپ بھی دیکھئے۔

شہادت پر اُصَیرِم کی نبی نے یہ بشارت دی نہیں سجدہ کیا لیکن وہ پہنچے باغِ جنت میں

ہمارا خیال ہے کہ اس مصرع طرح پر اس سے اچھی تضمین شاید ہی بن سکے۔ اس چھوٹی سی تضمین میں تاریخ اسلام کا ایک مکمل واقعہ آپ نے بیان کر دیا ہے۔ اُصَیرم درحقیقت مدینہ منورہ میں عمرو ابن ثابت ابن وقش نامی ایک کافر شخص کا لقب تھا جو قبیلۂ بنی عبدالاشہل (انصار) سے تعلق رکھتے تھے۔ ۷ر شوال ۳ ہجری کی صبح تھی، مدینہ کے اندر کفار اور مسلمانوں کے مابین جنگِ اُحد چل رہی تھی، وہ اُس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے اور جنگ میں شریک نہیں تھے بلکہ شہر کے اندر موجود تھے، عین لڑائی کے وقت اللہ نے ان کے دل کے اندر اسلام کی حقانیت وا کر دی اور آپ کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا، آپ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا اور فوراً زرہ پہن کر میدان جنگ کے لیے نکل پڑے۔ وہاں پہنچ کر جنگ میں شریک ہوئے اور نماز ظہر کا وقت آنے سے قبل ہی شہید ہو گئے۔ شہادت سے قبل زخمیوں کی دیکھ بھال کرنے والی صحابہ کی جماعت میں سے کسی صحابی کی نگاہ آپ پر پڑی اور آپ نے ان سے پوچھا کہ کن کی طرف سے لڑ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہا ہوں۔ اللہ کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ جنتی ہیں۔صحیح احادیث میں یہ واقعہ مذکور ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ یہ تنہا ایک ایسے صحابی ہیں جنہوں نے ایک وقت کی نماز بھی نہیں پڑھی اور سیدھے جنت میں داخل ہو گئے۔ اس شعر کی تضمین میں اسی اسلامی تاریخ کی طرف اشارہ ہے۔

۲۰۱۹ء میں ماڈرن اسپورٹنگ کلب خیرآباد کے گراؤنڈ میں السراج ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے ذریعہ آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد ہوا جس میں بقول آپ کے منتظمین مشاعرہ کی جانب سے آپ کو استاذ الشعراء ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

اساتذہ

ابتداء میں گاؤں کے ایک بزرگ شاعر حاجی محمد شعیب کوثر کے ساتھ رابطہ میں رہے پھر کوثر صاحب کے انتقال کے بعد گاؤں ہی کے دوسرے ممتاز شاعر جناب عبدالسمیع فدا بھیروی مرحوم سے استفادہ کرتے رہے اور ان کے بھی اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ماسٹر محمد مظہر چشتی مبارکپوری کی شاگردی اختیار کر لی جو تا حال جاری ہے۔

نمونۂ کلام

نعت

چمک رہا ہے میرا نصیبہ نبی کی توصیف کر رہا ہوں
اور عشق آقا میں اپنا دامن گل عقیدت سے بھر رہا ہوں

مجھے ہے لگتا میں ہوں کبوتر یہ بات آتی ہے دل میں اکثر
بلند پرواز سے میں تھک کر حرم کی چھت پر اتر رہاں ہوں

لگا ہے دست نبی سے نیزہ یہ درد لگتا ہے کم نہ ہوگا
کہا یہ ابن خلف نے رو کر قسم خدا کی میں مر رہا ہوں

حضور جاؤنگا اب نہ آگے میں سدرۃ المنتہیٰ کی حد سے
کہیں جل نہ جائیں بال و پر یہ تجلئ رب سے ڈر رہا ہوں

پڑھا لبوں نے درود آقا تو ہوگئی روح میری تازہ
زبان مہکی ہے دل معطر میں تازگی سے نکھر رہا ہوں

خبر یہ بوبکر نے سنی جب کہ آقا سدرہ گئے تھے کل شب
فدا ہوں ماں باپ میرے ان پر میں اس کی تصدیق کر رہا ہوں

بسا لی دل میں نبی کی الفت بدل گئی زندگی کی حالت
عمر نے پڑھ کر نبی کا کلمہ کہا کہ اب میں سنور رہا ہوں

عدو کا نرغہ زبان پہ قرآں ہے صبر عثمان کی ضمانت
خدا سے شاید وہ کہہ رہے تھے میں امتحاں سے گزر رہا ہوں

ہوں اور مرحب تو وہ بھی آئیں اور اپنے مرحب کو وہ بچائیں
علی یہ اعلان کر کے بولے میں کفر کی پر کتر رہا ہوں

قفس میں جیسے ہو قید بلبل وہی ہے اسرار کی بھی حالت
بلا لو آقا مجھے مدینہ میں رنج و غم سے بکھر رہا ہوں

☆☆☆

نمایاں شخصیات

سر شاہ محمد سلیمان، محلّہ پچھّم (۱۸۸۶ء۔۱۹۴۱ء)

چیف جسٹس الہٰ آباد ہائی کورٹ، وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

ماضی میں چند نام ایسے گزرے ہیں جن کے تصور سے ہی کامیاب وکلاء اور کامیاب ججوں کی تصویر پورے شد و مد کے ساتھ ابھر کر ذہن کی اسکرین پر نمودار ہوتی ہے۔ انہیں میں ایک نام سر شاہ محمد سلیمان کا ہے۔ آپ نے اپنی حیات مستعار میں اپنے ہم عصروں پر ایسا ہمہ گیر تفوق اور ایسی بلند و بالا برتری حاصل کی جس کی وجہ سے لوگ ورطۂ حیرت میں پڑے ہوئے تھے۔ آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں کے مانند آپ نے ایک ایسی روشن تاریخ رقم کی جس پر الہٰ آباد ہائی کورٹ کو آج بھی بجا طور پر فخر ہے۔ آپ کی وسعت فکری اور دل و دماغ کی تیزی نے زندگی کے مختلف میدان میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیے جو صدیوں تک یاد رکھے جائیں گے۔ سچائی کی تلاش اور خدمت خلق کا جذبہ آپ کے رگ و پے میں خون کی طرح اترا ہوا تھا۔ انسانی تہذیب و تمدن کے فنون عالیہ میں سے تین بڑے بڑے فنون (۱) قانون سازی، (۲) سائنس (۳) اور تعلیم آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھے۔ اس کے علاوہ اردو اور فارسی شاعری کا بھی آپ اعلیٰ ذوق رکھتے تھے چنانچہ شوق قدوائی کی معروف مثنوی ''عالم خیال'' پر آپ نے ایک انتہائی وقیع مقدمہ تحریر فرمایا۔

ولادت اور ابتدائی تعلیم

سر شاہ محمد سلیمان ۳ر فروری ۱۸۸۶ء بمطابق ۲۷ر ربیع الآخر ۱۳۰۳ھ بروز بدھ بھیرہ کے محلّہ پچھّم میں پیدا ہوئے۔ بھیرہ اس وقت جونپور کے ماتحت ہوا کرتا تھا۔ آپ کا مکان دریائے ٹونس کے بالکل اوپر واقع تھا۔ آپ کے والد حافظ و مولوی محمد عثمان فدائی جن کا شمار جونپور کی ضلعی عدالت کے اہم ممبران میں ہوتا تھا، وقت کے مشہور و معروف وکیل

تھے۔آپ لوگ چار بھائی اور ایک بہن تھے جن کا نام بالترتیب شاہ محمد سلیمان، شاہ محمد سفیان، شاہ محمد سلمان، شاہ محمد حبیب اور بہن کا نام شاہ حبیب تھا۔آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام فاطمہ سلیمان تھا۔معروف عالم دین اور فلسفی ملا محمود بھیروی جونپوری مصنف ''شمس بازغہ'' کا شمار آپ کے جدامجد میں ہوتا ہے۔آپ کے والد چونکہ جونپور کی ضلعی عدالت میں پریکٹس کرتے تھے اور وہیں مقیم تھے اس لیے آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت وہیں ہوئی۔طالب علمی کے ابتدائی زمانہ سے ہی آپ ایک ممتاز طالب علم تھے۔

اعلیٰ تعلیم

میور سینٹرل کالج جونپور (Muir Central College) سے ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ کا امتحان فرسٹ ڈویژن پاس کرنے کے بعد ۱۹۰۶ء میں الہٰ آباد یونیورسٹی (University of Allahabad) سے فرسٹ پوزیشن میں آپ نے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔یہاں اس بات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ اسی وقت ایک دوسرے ممتاز طالب علم سید فضل علی جنہوں نے بعد کے زمانہ میں وکالت کی دنیا میں ایک اہم رول ادا کیا بھی کُوِین کالج بنارس (Queen's College Benares) میں لوگوں کی توجہات حاصل کر رہے تھے۔اسی سال انہوں نے بھی بی ایس سی (B.Sc) فرسٹ پوزیشن کے ساتھ پاس کیا تھا۔سر سلیمان نے، سید فضل علی کے مقابلہ میں پانچ نمبر زیادہ حاصل کیا جس کی بنیاد پر انگلینڈ میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اُس وقت کی انگریزی حکومت نے آپ کو تعلیمی وظیفہ (United Provinces State Scholarship) کا مستحق قرار دیا چنانچہ آپ کیمبرج یونیورسٹی لندن چلے گئے جہاں سے ۱۹۰۹ء میں علم ریاضی میں بی اے آنرز (Tripos in Mathematics) اور اگلے سال وکالت میں بی اے آنرز (Tripos in Law) کی ڈگریاں حاصل کیں۔اپنے ذاتی اخراجات کی بنیاد پر سید فضل علی نے بھی اسی کیریر کے لیے لندن کا رخ کیا۔لفظ Tripos دراصل کیمبرج یونیورسٹی کی ایک خاص اصطلاح ہے جو بی اے (آنرز) کے لیے استعمال ہوتی ہے، اردو میں اس کا ترجمہ سیاق وسباق کے لحاظ سے مختلف ہوسکتا ہے۔

انڈین سول سروسز کے امتحان میں شرکت

۱۹۰۹ء میں دونوں لوگوں نے ہندوستانی سول سروسز امتحان (Indian Civil Services Examination) میں شرکت کی لیکن سوئے اتفاق کہ دونوں لوگ ناکام ہو گئے لہذا وکالت کا پیشہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۱۰ء میں آپ نے ڈبلین یونیورسٹی (University of Dublin - Ireland) سے ایل ایل ڈی (LLD) کی ڈگری حاصل کی۔

وکالت میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری اور جونپور کی مقامی کورٹ میں پریکٹس

انڈین سول سروسز کے امتحان میں ناکامی کے بعد فضل علی ہندوستان واپس لوٹ آئے لیکن سر سلیمان وکالت میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے وہیں رک گئے اور ۱۹۱۱ء میں ڈاکٹریٹ مکمل کرنے کے بعد Middle Temple کی دعوت پر مقامی کورٹ میں ملازمت کے لیے جونپور واپس آ گئے جہاں کچھ وقت اپنے والد کے ساتھ ان کے اسسٹنٹ کے طور پر کام کیا۔

الہٰ آباد ہائی کورٹ میں تقرر

آپ کی اولوالعزمی، بلند حوصلگی اور بے پناہ جذبہ نے صرف ضلعی پیمانہ پر کام کرنے سے آپ کو روک دیا چنانچہ ۱۹۱۲ء میں آپ نے الہٰ آباد ہائی کورٹ کا رخ کیا جہاں اس وقت ایسے وکلاء اور جج موجود تھے جن کی شہرت کا سکہ پورے ملک میں چل رہا تھا اور ان میں مسٹر یوگیندر ناتھ چودھری، پنڈت سندر لال، پنڈت موتی لال نہرو اور ڈاکٹر ستیش چندر بنرجی کے نام سرفہرست ہیں۔ ابھرتے ہوئے لوگوں میں ڈاکٹر تیج بہادر سپرو اور مسٹر بی ای او کونر کا نام لیا جا سکتا ہے۔ سر سلیمان نے بہت جلد ان کے درمیان اپنی ایک شناخت قائم کر لی۔ آپ کے یقین محکم، عمل پیہم اور محبت فاتح عالم نے کورٹ کے ججوں اور آپ کے سینیئرز کو کافی متاثر کیا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ اگلے دن کورٹ میں پیش کیے جانے والے معاملات کی ہدایات و معلومات اور رپورٹ تیار کرنے کے لیے کافی رات گئے تک آپ کام کرتے رہتے اور آپ کو کھانے تک کا خیال نہیں رہتا تھا۔ بار بار کے

بلاوے کے باجود جب آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو آپ کی اہلیہ محترمہ کو مجبوراً آفس کی لائٹ بند کرنی پڑتی تاکہ اندھیرا ہو جائے اور آپ کھانے پر تشریف لے جائیں۔ الہٰ آباد ہائی کورٹ میں پریکٹس کرنے والے بیرسٹر عموماً کرمنل کیس (Criminal Cases) ہی ہینڈل کرتے تھے لیکن سر سلیمان وہ پہلے بیرسٹر ہیں جنہوں نے اس روایت کو توڑا اور سول لاء (Civil Law) کو بھی اپنا میدان عمل بنا کر بہت جلد اس پر عبور حاصل کر لیا۔ آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے پیش نظر بہت جلد کورٹ میں آپ ایک لیڈر کی حیثیت سے ابھرنا شروع ہو گئے۔

اسسٹنٹ جج

قانون پر آپ کی مضبوط گرفت اور اعلیٰ صلاحیت نے بہت جلد دو عظیم چیف جسٹس سر ہینری ریچرڈس (Sir Henry Richards) اور سر گریم ووڈ میئرس (Sir Grimwood Mears) کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی چنانچہ جوانی کی عمر میں ہی کورٹ کے اندر آپ کا عارضی تقرر عمل میں آیا اور ۱۵/اپریل ۱۹۲۰ء تا ۲/اگست ۱۹۲۰ء آپ کو کورٹ کا عارضی جج مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء میں بھی مختصر وقت کے لیے اس کے جج بنائے گئے پھر اپنی پچھلی عدالت میں واپس لوٹ آئے لیکن آپ کا یہ لوٹنا ایک مختصر مدت ہی کے لیے تھا کیوں کہ تقرر کے دوران جن لوگوں کے کیس آپ کے سامنے پیش کیے گئے تھے انہوں نے حکومت سے اس بات کا مطالبہ شروع کر دیا کہ آپ کو مستقل جج کے عہدہ پر بحال کیا جائے چنانچہ ۴/اپریل ۱۹۲۳ء میں آپ کو ہائی کورٹ کا اسسٹنٹ جج مقرر کیا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل اس وقت الہٰ آباد کے اخبارات نے ان الفاظ میں شائع کی تھی۔

Dr. Sulaiman's career in the High Court has been one of uniform brilliance and it must be a great sacrifice on his part to accept the Judgeship of the High Court. In doing so, he has upheld the best traditions of the Bar which requires that a successful advocate is bound, in

point of moral obligation to the State, to serve on the Bench when called by His Majesty the King to do so. As an officiating Judge, on two occasions, he made himself universally popular among all sections of the Bar by his courtesy, patience and evident desire to do justice.

الہٰ آباد ہائی کورٹ میں ڈاکٹر سلیمان کا کیریر ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے اور اس خدمت کو ان کی ایک بڑی قربانی کے طور پر یاد کیا جانا چاہیے کیوں کہ اس کے ذریعہ انہوں نے کورٹ کی عمدہ روایات جو اس بات کا مطالبہ کرتی ہیں کہ ایک کامیاب وکیل اخلاقی اعتبار سے اپنے سینئرز کے حکم پر کورٹ کی خدمت کا پابند ہوتا ہے کو پروان چڑھایا۔ بحیثیت اسسٹنٹ جج دونوں جگہوں پر اپنے عمدہ اخلاق، صبر و استقامت اور انصاف پسند ہونے کی وجہ سے کورٹ کے ہر شعبہ میں آپ نے بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔

ڈاکٹر سلیمان نے کورٹ کو بہت ساری نئی خصوصیات عطا کیں جس کی وجہ سے بہت جلد آپ کا شمار کورٹ کے ممتاز ججوں میں ہونے لگا بلکہ یہ بات بلا تردد کہی جا سکتی ہے کہ اس کی وجہ سے پورے ملک کے اندر آپ حد سے زیادہ متعارف ہو گئے جیسا کہ سر تیج بہادر (Sir Tej Bahadur Sapru) نے ان الفاظ کے ساتھ اعتراف کیا ہے:

Nature had endowed him with gifts of an xtraordinary character. Possessed of a penetrative intellect, a mind which could dissect and analyse things as very few other minds could, a power of expression and take much time on the Bench exposition, he did not before he made everyone feel that we had got a Judge

of unusual ability and unusual gifts. He earned the respect of everyone for his depth of learning for his sweep of mind and for the promptness of his decisions.

قدرت نے آپ کو اعلیٰ اخلاق سے نوازا تھا۔ آپ کی ذہنی پختگی، دوسروں کے مقابلہ میں تجزیہ نگاری کی بے مثال صلاحیت اور اظہار خیال کی بے پناہ طاقت کے وجہ سے بہت جلد لوگوں کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ انہیں ایک اعلیٰ قسم کا باصلاحیت جج مل گیا ہے۔ علم کی گہرائی، تیزیٔ طبع اور سرعت فیصلہ پر قدرت کاملہ کی وجہ سے لوگوں میں آپ بہت احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

سر کا خطاب اور الہٰ آباد ہائی کورٹ میں چیف جسٹس کا عہدہ

۱۹۲۹ء میں برطانیہ کے بادشاہ کے جشن ولادت (Birth Day Celebration) کے موقع پر برطانوی حکومت نے آپ کو سر کے خطاب سے نوازا۔ سر درحقیقت برطانوی حکومت کی طرف سے دیا جانے والا ایک اعزازی خطاب ہے جسے انگلش میں Knighthood کہا جاتا ہے، یہ خطاب برطانوی بادشاہ کی جانب سے نمایاں خدمات کی اعتراف میں دیا جاتا ہے۔ جس شخص کو یہ اعزاز مل جائے وہ اپنے نام سے پہلے سر لکھ سکتا ہے جیسے سر سید احمد خان۔ سر گریم ووڈ میئر کی غیر موجودگی میں آپ چیف جسٹس کا رول ادا کرتے اور ۱۹۳۰ء میں پشاور فرقہ وارانہ فساد کی تحقیقی کمیٹی (Peshawar Enquiry Committe) کے ممبر کے طور پر بھی آپ نے خدمت انجام دی۔ سر گریم ووڈ میئر کے ریٹائرمنٹ کے بعد ۱۶/مارچ ۱۹۳۲ء میں تینتالیس سال کی عمر میں آپ کو ہائی کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کیا گیا۔ الہٰ آباد ہائی کورٹ، پورے اتر پردیش کے لیے اور ہم اہل بھیرہ کے لیے بھی بطور خاص یہ ایک یادگار واقعہ تھا جس نے پورے ہندوستانیوں کا سر فخر سے اونچا کر دیا اور ملک کے اندر جاری سیاسی آزادی کی تحریک کی تقویت کا ذریعہ بنا۔ اگر چہ اس منصب کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے والے آپ پہلے ہندوستانی نہیں تھے کیونکہ آپ سے پہلے سر شادی لعل لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس رہ چکے تھے لیکن آپ کے تقرر نے برطانوی حکومت کے دل و دماغ میں اس بات کو راسخ کر دیا کہ

ہندوستان کے لوگ جوڈیشل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داریاں بھی بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء تک آپ اس عہدہ پر فائز رہے۔ بحیثیت ہائی کورٹ کے چیف جسٹس آپ نے اپنے ساتھیوں کا مکمل اعتماد حاصل کیا۔ پیدائشی صلاحیت اور کورٹ کے ممبر کی حیثیت سے حاصل ہونے والی شہرت کی بناء پر آپ عدالتی ٹیم کے لیڈر شمار کیے جاتے تھے جس کی وجہ سے کورٹ میں چار چاند لگ گیا۔ اس کی ایک قابل ذکر مثال میرٹھ سازش قضیہ (Meerut Conspiracy Case) ہے۔ ضلعی عدالت میں یہ معاملہ دو سال تک چلنے کے بعد جب اس کو ہائی کورٹ میں شنوائی کے لیے لایا گیا تو لوگوں کا خیال تھا کہ اس کیس میں کم از کم چند ہفتے تو لگ ہی جائیں گے لیکن سر شاہ سلیمان اور جسٹس ینگ نے اسکی شنوائی کو صرف آٹھ دن کے اندر ختم کر دیا اور سر سلیمان نے فوراً کورٹ میں اپنا فیصلہ نافذ کرایا۔

فیڈرل کورٹ آف انڈیا (سپریم کورٹ) میں جج کا عہدہ

پورے ملک کے اندر آپ کی شہرت وعظمت کے پیش نظر یہ بات بالکل باعث حیرت نہیں رہی جب مئی ۱۹۳۷ء میں یہ اعلان کیا گیا کہ آپ کو فیڈرل کورٹ آف انڈیا (Fedral Court of India) کا جج مقرر کیا جا رہا ہے۔ یہ نئی کورٹ، حکومت ہند ایکٹ ۱۹۳۵ (Government of India Act, 1935) کے تحت بنائی گئی تھی جو آج سپریم کورٹ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ برٹش قانون میں بالکل پہلی بار ملک کے اندر ایک مرکزی محکمۂ انصاف (عدالت عظمیٰ) کی داغ بیل ڈالی گئی تھی جس میں ملک کی مختلف ہائی کورٹ کی طرف سے اہم قانونی سوالات پیش کیے جاتے تھے اور صوبائی حکومت یا دو صوبوں کے درمیان اختلاف کی صورت میں اس کو فیصلہ کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا تھا۔ جب آپ کے تقرر کا اعلان کیا گیا تو ہائی کورٹ میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور چاروں طرف سے مبارکباد کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر جب آپ کے دہلی جانے کا وقت آیا تو لوگوں نے غم اور خوشی کی حالت میں ایک الوداعی تقریب منعقد کی چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء کو فیڈرل کورٹ آف انڈیا کے جج کی حیثیت سے آپ نے اس آفس کا چارج سنبھالا۔

آنکھ میں آنسو تبسم لب پہ تھا احباب کے جب خوشی کی لے میں غم کی راگنی گائی گئی

شروع سے آخر تک آپ قانون میں ایسے رچے بسے رہے کہ قانون آپ کی فطرت ثانیہ بن گئی۔ اس بارے میں آپ کی مثال ایسے شخص سے دی جا سکتی ہے جس کے شعور میں یہ حقیقت پیوست ہوگئی ہو کہ خدا حاضر و ناظر ہے۔ اس لیے وہ خلوت و جلوت میں کہیں بھی خدا کے بتائے ہوئے راستے سے انحراف نہیں کرتا۔

دیگر مشغولیات

ایک مشغول ترین وکیل کے لیے یہ بات آسان نہیں کہ وہ اپنے پیشہ کے علاوہ غیر متعلق کاموں میں مشغول ہو سکے۔ جن لوگوں نے دوسرے میدان میں کوئی اہم کردار ادا کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے ان کے پاس یا تو کام نہیں ہوتا تھا جیسا کہ Buckley نے کیا جب انہوں نے کمپنی کے قوانین سے متعلق ایک کتاب لکھی کیوں کہ اس وقت ان کا نیا نیا تقرر ہوا تھا اور ابھی کام کی زیادتی نہیں تھی، یا تو اپنے کام میں اس قدر خود اعتمادی پیدا ہوگئی ہو جس کی وجہ سے غلطیوں کا امکان کم رہ جاتا ہے لیکن انتہائی مصروف زندگی میں گھرے ہونے کے باوجود سر شاہ سلیمان نے علم ریاضیات اور علم فلکیات پر ایسے اہم کارنامے انجام دیے ہیں جو زمانے تک یاد کیے جائیں گے۔ طبعی طور پر ایک سائنسداں شام کو اپنے گھر کے اس حصہ میں بیٹھنا پسند کرتا ہے جو سائنس کی بڑی بڑی کتابوں، ٹیکنیکل سامانوں اور دیگر مشینوں سے گھرا ہوا ہو اور جہاں سے وہ خدا کی بنائی ہوئی دنیا کے ان قوانین فطرت پر غور و خوض کر سکے جن کو ابھی تک مکمل طور پر سمجھا نہیں جا سکا ہے۔ ایک لمبی مدت تک نیوٹن کا ضابطۂ کشش (Law of Gravitation) متفقہ طور پر لوگوں میں مقبول تھا اور سائنس کے طلبہ شمسی سیاروں کی حرکت اور ان کی سیٹ لائٹس کی وضاحت کے لیے اسی ضابطۂ کشش کو اپلائی کرتے تھے لیکن تھیوری آف ریلیٹیوٹی (Theory of Relativity) یعنی نظریۂ اضافت کے موجد البرٹ آئنسٹائن (Albert Einstein) نے اس نظریہ سے اختلاف کرتے ہوئے اس کو غلط ثابت کیا۔ اس کے نظریہ نے وقت اور خلاء کے درمیان مکان و زمان کا تسلسل (Space-time continuum) کے نام سے ربط پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس نظریہ نے سائنسدانوں کے درمیان ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا لیکن سر شاہ سلیمان نے آئن سٹائن کے اس نظریہ کو من و عن قبول نہیں کیا بلکہ انہوں نے

اس سے زیادہ ممتاز ایک نظریہ پیش کیا، انہوں نے دنیا کو بتایا کہ جسم کے اندر سے نکلنے والی شعاعیں لائٹ والیکٹران کی ''تیز اور متحرک رفتار'' کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ سرسلیمان کے اس نظریہ نے نیوٹن اور انسٹائن کے نظریے کے درمیان اختلاف کی وضاحت کا مطالبہ کیا اور اس نے ہند و بیرون ہند کے مشہور و معروف سائنسدانوں کی توجہ مبذول کی جن میں ہارورڈ یونیورسٹی میں علم ریاضیات کے معروف اسکالر ڈاکٹر ہارلو شپلے (Dr. Harlow Shapley) نے اس کے ریاضی نتیجہ کو خوب خوب سراہا۔ سائنسی تحقیقات کا راستہ بہت ہی طویل اور دشوار ہے، بسا اوقات انسان اس میں جھلاہٹ اور ناکامی کا شکار ہو جاتا ہے لیکن سرشاہ سلیمان کے اعلی دماغ اور ان کی بلند ہمتی نے تمام رکاوٹوں کو ان کے راستہ سے بالکل ہٹا دیا، وہ رکاوٹیں کس قدر مشکل ترین تھیں آج کے اس ترقی یافتہ دور میں اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا ہے۔

www.allahabadhighcourt.in-An English Article by RS Pathak

مرحوم اپنی تحقیقات کے نتائج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ طبعیات کے عام جلسہ میں اکثر پیش کرتے۔ جس خود اعتمادی سے آپ لکچر دیتے اس سے ایسا محسوس ہوتا کہ تمام عمر آپ نے اسی فن پر کام کیا ہے۔ فن کے ماہرین بھی کافی تعداد میں موجود ہوتے لیکن بیشتر کی رائے یہی ہوتی کہ سرسلیمان کا پلہ اونچا رہا۔ ایک بار ایک مشہور پروفیسر نے بہت ردوقدح کے بعد کہا کہ اچھا یہ تو بتائیے کہ آپ کا یہ نظریہ کس فارمولے پر مبنی ہے اور آپ کیوں کر اس نتیجہ پر پہنچے؟ سرشاہ سلیمان کا جواب تھا کہ میں آپ کے سامنے نتائج پیش کرتا ہوں جو واقعات سے ثابت ہیں۔ آپ واقعات و نتائج کی تاویل کیوں کر کریں گے۔ فارمولا تو بعد میں بنے گا اور یہ میں نہ بنا سکا تو آپ بنائیے۔

بحوالہ گنجہائے گرانمایہ از رشید احمد صدیقی بواسطہ www.rekhta.org

شعروشاعری کا ذوق

سرشاہ سلیمان قانون اور سائنس کے انسان تھے لیکن اس کے علاوہ آپ اردو اور فارسی شاعری کا اچھا ذوق رکھتے تھے، شاعروں کی بڑی تعظیم کرتے، مشاعروں میں بڑے شوق سے شرکت کرتے اور باوجود اس کے کہ وہ عام گفتگو میں لطف سخن کی خاطر بھی جوش اور مبالغہ کو قبول نہ کرتے تھے، مشاعروں میں اوسط درجہ کے شعر کی بھی دل کھول کر داد دیتے۔ تعجب ہوتا ہے کہ

سر شاہ سلیمان جیسی طبیعتوں اور مصروفیتوں کا آدمی اس طرح کے کاموں میں کس طرح وقت گزارنا پسند کرتا تھا۔ مشاعروں میں ان کی شرکت رسمی نہ ہوتی، صدر بنائے جاتے، چنانچہ جب تک مجلس ختم نہ ہو جاتی کوئی نہ کوئی عذر کر کے اٹھ جانا تو درکنار وہ شروع سے آخر تک دلچسپی لینے میں معمولی سے معمولی آدمی سے بھی پیچھے نہ رہتے۔ جہاں تک اردو شاعری اور مشاعروں کا تعلق ہے الہٰ آباد میں سر شاہ اور سر تیج سے زیادہ ان کا اور کوئی قدر دان نہ تھا۔ سر شاہ ذوق کا کلام بہت پسند کرتے تھے۔ ان کے قصائد کو مدون کیا اور ان پر تبصرہ بھی لکھا۔ ایک اچھے جج کے مانند کلام کو اسی حد تک سراہا جس کا وہ مستحق ہے۔

بحوالہ گنجہائے گرانمایہ از رشید احمد صدیقی بواسطہ www.rekhta.org

اپنے والد مولوی محمد عثمان فدائی کے کلام کو مرتب کر کے ''دیوانِ فدائی''، ذوق دہلوی کے کلام کو ''قصائدِ ذوق (۱۹۲۴ء)، انتخابات غزلیات ذوق (۱۹۲۶ء)'' اور میر کے کلام کو ''مثنواتِ میر (۱۹۳۰ء)'' کے نام سے مرتب کر کے شائع کیا۔

تعلیم سے محبت

آپ کا دوسرا ذوق تعلیم سے محبت اور علم وفن کی اشاعت تھی چنانچہ آپ نے بہت سے تعلیمی ادارے قائم کیے اور بہت سے اداروں کا بھرپور مالی تعاون کیا۔ ایک زمانہ تک الہٰ آباد اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کورٹ کے ممبر رہے۔ ۱۹۲۸ء میں اجمیر کے اندر ہونے والی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور بعد میں دہلی میں ہونے والی آل انڈیا اڈلٹ ایجوکیشنل کانفرنس کی آپ نے صدارت بھی فرمائی۔ ڈھاکہ، علی گڑھ، حیدرآباد اور آگرہ کی یونیورسٹیوں میں آپ نے کلیدی خطبے پیش کیا۔ اینگلو عربک کالج دہلی (Anglo Arabic College Delhi) کے بھی بہت سالوں تک آپ صدر رہے۔

یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ علم اور تعلیم سے اس حد تک پیار ہونے کے باوجود نہ معلوم کیوں آپ کی نظر کرم جونپور کے اُس دور افتادہ گاؤں بھیرہ پر نہیں پڑ سکی جس کے آپ سپوت تھے۔ اے کاش کہ آپ کی نگاہ کرم اِس طرف بھی متوجہ ہو گئی ہوتی اور آپ کے ذریعہ ایک یونیورسٹی یا ایک اچھے کالج کا قیام اِس گاؤں کا بھی مقدر بن گیا ہوتا جو آپ کے لیے کوئی مشکل کام نہ تھا

تو نئی دہلی کے اوکھلا جس کی ترقی یافتہ شکل جامعہ ملیہ اسلامیہ کی مرہون منت ہے، کی طرح شاید آج اس گاؤں کی قسمت بھی سنور گئی ہوتی اور وہ بھیرہ گاؤں سے نکل کر آج ایک ترقی یافتہ بھیرہ شہر کی شکل میں ہمارے سامنے موجود رہا ہوتا۔

وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۱ء چار سال تک آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔ اپنے دور اقتدار میں آپ نے یونیورسٹی کے تعلیمی اور انتظامی امور کی نشأۃ ثانیہ کا کام کیا۔ اردو زبان کو بی اے میں ایک آزاد سبجیکٹ کے طور پر آپ ہی نے متعارف کرایا اور یونیورسٹی کے اندر تعلیم نسواں پر کافی زور دیا۔ آپ کی عظیم شخصیت نے وہاں کے طلبہ کے اندر تعلیمی بیداری کے تئیں صور پھونکنے کا کام کیا جس کی وجہ سے یہ یونیورسٹی کل ہند مقابلہ جاتی امتحانات (All India Competitive Examinations) میں شرکت کرنے میں کامیابی حاصل کرنے کی مجاز ہوسکی۔ اس میں ہوتے ہوئے ملک کے اندر پانی سے متعلق کاموں کی تنفیذ اور ٹیکنیکل اداروں کے قیام میں آپ نے کافی مدد کی۔ آپ نے یونیورسٹی کی مالی حالت کو کافی مضبوط کیا۔ سائنس کے تحقیقاتی امور میں آپ کے مشوروں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ یونیورسٹی خاص طور سے آپ کے احسان تلے دبی ہوئی ہے۔ بعد کے زمانہ میں یونیورسٹی کے اندر سر شاہ سلیمان ہال آپ ہی کے نام پر تعمیر کیا گیا۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پر ایک دور بڑا سخت گزرا ہے جب اس پر ایک تحقیقاتی کمیشن بٹھایا گیا تھا۔ کمیشن نے یونیورسٹی کی آئندہ در و بست کے لیے جو سفارشات تجویز کی تھیں ان کو مکمل ضابطہ کی شکل دے کر نافذ کرنا نازک اور مشکل کام تھا اور ایسے شخص کی ضرورت تھی جو قانونی نکتوں سے واقف، علی گڑھ کی دیرینہ روایات کا قدرداں اور علی گڑھ کی ناموری و نیک نامی کا دل سے خواہاں ہو۔ جن لوگوں نے وہ زمانہ دیکھا ہے وہی جانتے ہیں کہ مرحوم نے کس قابلیت، جانفشانی اور دلسوزی کے ساتھ اس مرحلہ کو طے کیا۔ شکستہ خاطروں کی دلجوئی کی، کام کرنے والوں میں کام کرنے کا از سرے نو ولولہ پیدا کیا اور بہتوں کے وزن و وقار کو دوبارہ زندگی بخشی۔ اپنی عمر کے آخری ایام تک تقریباً ہر اتوار کو یا جب کبھی فیڈرل کورٹ کی چھٹی ہوتی یا آپ کو جب بھی موقع

ملتا آپ علی گڑھ پہنچ جاتے اور پہنچتے ہی یونیورسٹی کے کاموں میں منہمک ہو جاتے۔ آفس میں قیام کرتے، ڈائننگ ہال سے خرید کر کھانا کھاتے اور آفس ہی میں سوتے۔ یونیورسٹی کا ایک پیسہ اپنی ذات پر نہ صرف کرتے۔ اس بارے میں وہ اس درجہ محتاط تھے کہ بعض پرانے زمانے کے لوگوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ دن رات طلبہ، اسٹاف، بیرونی عمائد اور اکابر سے سابقہ رہتا، ان کی سنتے اپنی کہتے اور کام نبٹاتے۔ انہوں نے کسی سے کسی حال میں ملاقات کرنے سے گریز نہ کیا۔

بحوالہ گنجہائے گرانمایہ از رشید احمد صدیقی بواسطہ www.rekhta.org

اخلاق کریمانہ

ذیل میں مندرج بالا حوالہ سے ہم چند واقعات نقل کرتے ہیں جن سے آپ کے اخلاق کریمانہ کا بحسن وخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

اتنے بڑے بڑے مناصب پر فائز اور دولت سے بہرہ مند ہونے کے باجود آپ بے حد متواضع تھے، ہر شخص سے ملنے کے لیے تیار رہتے۔ پان سگریٹ سے پرہیز کرتے تھے لیکن یہ چیزیں ہر ملنے والے کو پیش کی جاتیں۔ گرمی میں شربت اور سردی میں چائے سے ضرور تواضع کرتے۔ وہ مشکل کشائی پر آمادہ رہتے اور دفع الوقتی سے کبھی کام نہ لیتے۔ بڑے آدمی تھے لیکن بڑے آدمیوں کے وطیرہ کے خلاف اپنے اثر واقتدار سے اپنے آپ کو نفع یا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے بجائے ہمیشہ دوسروں کی مدد کرتے تھے اور جھوٹے وعدوں سے دوسروں کو لٹکا کر رکھنے کی آپ میں بالکل عادت نہ تھی۔ مرحوم کے بارے میں ان کا دشمن بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کبھی کسی سازش میں شریک ہو سکتے تھے، وہ اپنے بچوں پر جان چھڑکتے تھے۔ اسلامی روایات اور مشرقی ادب کا بڑا احترام کرتے تھے۔ بڑی صفائی اور سلیقہ سے رہتے تھے۔ کپڑے صاف اور سجل پہنتے تھے۔ پچاس سے متجاوز ہونے کے باوجود جسمانی صحت، خوش دلی، چلت پھرت، چہرہ بشرہ سے وہ کہیں کم نظر آتے تھے۔ میں نے سرشاہ سے خوبصورت بال کسی اور کے نہ دیکھے۔ بہت جلد ہنس پڑتے جن میں خلوص اور بے تکلفی ہوتی۔ انہوں نے مسلم یونیورسٹی کو دیا بہت کچھ لیا کچھ بھی نہیں۔ کاش موت نے ان کو اتنی مہلت اور دی ہوتی کہ وہ زندگی میں براہ راست ہماری مدد اور ہماری رہبری کرتے۔

ایک مرتبہ کی بات ہے کہ اپنی بڑی بیٹی کی شادی کی تقریب کے کچھ دنوں بعد آپ کسی ضروری سفر پر الہٰ آباد سے باہر جا رہے تھے۔ اسٹیشن پہنچے تو دیکھا کہ مزدوروں کا ہجوم ہے اور بحیثیت لیڈر ایک تعلیم یافتہ نوجوان ان کے ساتھ سرشاہ کا منتظر ہے۔ نوجوان نے سرمایہ اور مزدوری کے مسئلہ پر ایک دھواں دھار تقریر کی اور سرشاہ پر الزام لگایا کہ لڑکی کی شادی میں انہوں نے مزدوروں کی مزدوری نہیں دی اور یہ آئین مروت و آئین انسانیت دونوں کے خلاف تھا۔ مرحوم نے یہ تقریر بڑی توجہ اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ سنی، اس درمیان پلیٹ فارم پر مجمع اور زیادہ ہوگیا۔ مرحوم نے اپنے کلرک کو موٹر پر کوٹھی بھیجا اور بتایا کہ فلاں الماری میں فلاں فائل فلاں نمبر پر رکھی ہوئی ہے، فوراً لاؤ اور جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہے، مزدوروں سے پوچھتے رہے کہ تمہاری یومیہ مزدوری کیا ہے، اب کیا کرتے ہو اور اسی قسم کی باتیں کرتے رہے۔ کلرک نے تھوڑی دیر میں فائل لاکر دے دی۔ مرحوم نے فائل کھول کر پوچھنا شروع کر دیا کہ کس شخص نے کس دن شادی میں کام کیا تھا؟ معلوم ہوا کہ کسی نے کام نہیں کیا تھا اور سارے کے سارے مزدور ادھر ادھر سے اکٹھا کر لیے گئے تھے۔ سرشاہ نے نوجوان اور مزدوروں کو اپنی فائل دکھائی جس میں ہر مزدور کا نام اور پتہ لکھا ہوا تھا۔ ہر ایک کے نام کے آگے مزدوری اور بے باقی لکھی ہوئی تھی اور دستخط وانگوٹھے کا نشان بنا ہوا تھا۔ اس کے بعد مرحوم نہایت اطمینان کے ساتھ جیسے کوئی واقعہ ہوا ہی نہ تھا سب سے رخصت ہو کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ نوجوان نے البتہ پھر کبھی سرشاہ کا سامنا نہ کیا۔

سرشاہ کے ایک پیش کار تھے جو روپے پیسوں کا بھی حساب رکھتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ ایسا ہوا کہ پیش کار صاحب نے بیس روپے غلطی سے کہیں زائد دے دیے۔ سرشاہ نے وہ روپے ان سے وصول کر لیے اور بولے کہ یہ اس لیے کہ آپ سے پھر کبھی ایسی چوک نہ ہو۔ اتفاقاً ایک بار خود سرشاہ دوسو روپے پیش کار صاحب کو غلطی سے دے گئے۔ حساب ہوا تو غلطی دریافت ہوئی۔ پیش کار صاحب نے بہتیرا چاہا کہ وہ دوسو روپے جو ان کے پاس محفوظ تھے واپس کر دیں لیکن مرحوم نہ مانے اور فرمایا کہ یہ دوسو روپے تمہارے ہیں، یہ اس لیے کہ آئندہ مجھ سے غفلت نہ ہو۔

جس زمانہ میں آپ الہٰ آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے، ایک صاحب کی معیت میں مرحوم کی کوٹھی پر رات بسر کرنے کا اتفاق ہوا۔ شب کا کھانا سرشاہ کا باہر تھا، ہم سب کھا پی کر سو

چکے تھے، مرحوم بارہ بجے رات کے بعد واپس آئے۔ میں غنودگی کی حالت میں تھا۔ کچھ آہٹ ہوئی، کیا دیکھتا ہوں کہ سر شاہ پورے ڈنر سوٹ میں ملبوس ایک سینی میں کھانا لیے ہوئے شاگرد پیشہ کوارٹرز کی طرف جا رہے ہیں۔ صبح سویرے اس کی فکر ہوئی کہ معاملہ کیا تھا، معلوم ہوا کہ ہمارے ساتھ جو نوکر تھا اس کو کھانا نہ ملا تھا۔ سر شاہ نے ڈنر سے واپس آنے پر دریافت کیا کہ مہمانوں کی مدارات میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہوئی؟ اس وقت معلوم ہوا کہ مہمانوں کا نوکر چونکہ شہر چلا گیا تھا اس لیے اس کو کھانا نہ مل سکا۔ چنانچہ بغیر کسی تامل کے سر شاہ نے یہ فریضہ پورا کیا۔ گھر میں کسی نے کہا کہ نوکروں میں سے کسی کو جگا کر کھانا بھیج دیا جائے لیکن نہ مانے اور کہا کہ نوکر دن بھر کے تھکے سو رہے ہیں، یہ کام مجھ ہی کو کرنا چاہیے۔ میں مہمان ہی کا میزبان نہیں ہوں، ان کے نوکروں کا بھی میزبان ہوں۔

بحوالہ گنجہائے گرانمایہ از رشید احمد صدیقی بواسطہ www.rekhta.org

آپ کی پوتی بیرسٹر شاہدہ جمیل جو بنگال کے سابق وزیر اعلیٰ حسین شہید سہروردی کی نواسی بھی ہیں کے حوالہ سے پاکستان کی ایک ویب سائٹ پر مذکور ایک اور واقعہ نظر سے گزرا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اولاً تو ہمارے دادا عوامی تقریباًت میں جاتے نہ تھے تاہم ایک بار انہیں علاقہ کے ایسے کاروباری فرد کی جانب سے شادی کی تقریب میں شرکت کی دعوت موصول ہوئی جسے نظر انداز کرنا ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ انہوں نے ہائی کورٹ کے اپنے رجسٹرار کو ذمہ داری سونپی کہ وہ معلوم کر کے آگاہ کرے کہ ایا اُس دعوت دینے والے محترم یا ان کے خاندان کے کسی فرد کا کوئی مقدمہ ان کی عدالت میں زیر سماعت تو نہیں ہے۔ طے یہ پایا کہ اگر مقدمہ ہوا تو وہ اس تقریب میں شرکت سے معذرت کر لیں گے۔ رجسٹرار نے رپورٹ کی کہ اس کا کوئی مقدمہ یا تنازعہ اس عدالت میں نہیں ہے لہذا دعوت قبول کر لی گئی۔ پروگرام کے مطابق جب دعوت میں شرکت کے لیے آپ وہاں پہنچے، عدالت کا رجسٹرار بھی آپ کے ہمراہ تھا، تو دیکھا کہ تقریب میں شرکت کرنے والے مہمانوں کا استقبال کرنے والوں میں ایک فرد ایسا تھا جو اگرچہ اہل خانہ کا رشتہ دار تو نہ تھا مگر اس کا ایک مقدمہ عدالت میں زیر التواء تھا، یہ دیکھ کر چیف جسٹس صاحب دروازہ سے واپس ہو گئے۔

بحوالہ pensive-man.blogspot.com

وفات حسرت آیات

آپ جہاں بھی رہے ہمیشہ لوگوں کے لیے مرکز توجہ بنے رہے۔ بظاہر آپ کی زندگی کے ابھی بہت سارے سال باقی تھے لیکن قدرت نے آپ کے لیے کچھ اور ہی فیصلہ کر رکھا تھا چنانچہ ۱۲/مارچ ۱۹۴۱ء بمطابق ۱۳/صفر ۱۳۶۰ھ بروز بدھ جب آپ کا کیریر بالکل شباب پر تھا اور آپ فل پاور میں تھے، اچانک آپ برین ہیمریج (Brain Hemorrhage) کے شکار ہوئے اور چند ہی گھنٹوں کے اندر صرف ۵۵/سال کی عمر میں اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دہلی میں واقع نظام الدین درگاہ کے امیر خسرو کے بغل میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آج بھی جب کوئی الہٰ آباد ہائی کورٹ میں چیف جسٹس کورٹ روم کے باہر ماربل ہال سے گزرتا ہے تو اس کی نگاہ دیوار پر لگے ہوئے ایک معمولی سے پتھر پر پڑتی ہے جس پر لکھا ہوا ہے: سر شاہ محمد سلیمان کی یاد میں، ایم اے، ایل ایل ڈی، بیرسٹر اِن لاء، (اسسٹنٹ جج ۱۹۲۳، چیف جسٹس ۱۹۳۲، جج آف فیڈرل کورٹ ۱۹۳۷، ۱۲/مارچ ۱۹۴۱ وفات)۔ اس کورٹ کے ججوں اور ممبروں کی طرف سے پتھر کا یہ ٹیبلیٹ لگایا گیا ہے۔ آپ تو تاریخ کے اوراق میں گم ہو گئے لیکن آپ کی یادیں ہمیشہ باقی رہیں گی۔ آپ کے انتقال پر نوبل انعام یافتہ سی وی رمن (CV Raman) نے لکھا تھا کہ بحیثیت چیف جسٹس الہٰ آباد ہائی کورٹ اور بحیثیت وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سر سلیمان ایک بہت معروف ہندوستانی تھے۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ بڑے کام کے آدمی تھے۔

اولاد

آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہیں جن کے اسماء کچھ اس طرح ہیں۔ شاہ محمود سلیمان، شاہ احمد سلیمان (بیگم اختر جہاں کے شوہر اور پہلی پاکستانی خاتون فیڈرل منسٹر آف لاء شاہدہ جمیل کے والد)، شاہ حامد سلیمان اور بیٹی سلمٰی اختر۔ ملک کی تقسیم کے بعد یہ لوگ پاکستان ہجرت کر گئے اور اب ہندوستان میں آپ کا کوئی علمی وارث موجود نہیں رہا جو بلاشبہہ پورے ملک کے لیے عموماً اور ہندوستانی مسلمانوں کے لیے خصوصاً ایک خسارہ کی بات ہے کیوں کہ اگر وہ لوگ آج یہاں موجود ہوتے تو ملک کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوتے اور شاید بابری مسجد اور اس جیسے دیگر واقعات نہ پیش آپاتے۔

خدا بخش مرحوم نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ (وفات سن تخمینی ماقبل: ۱۹۴۵)

آپ راقم الحروف کے جدامجد ہیں۔ والد کا نام حاجی نور محمد ابن محمد رمضان علی تھا۔ محمد رمضان کی وفات ۱۸۷۰ء میں ہوئی۔ قد و قامت متوسط اور رنگ گندمی تھا۔ آپ کا مکان مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کی قدیم عمارت کے بالمقابل جانب دکھن ہے جس میں آج بھی آپ کی اولاد واحفاد وغیرہ رہتے ہیں۔ آپ کا شمار وقت کے سربرآوردہ لوگوں میں ہوتا تھا۔ ایک ذی شعور اور صائب الرائے انسان تھے، کسی بھی مسئلہ پر بڑے مہذب اور سلجھے ہوئے انداز میں اپنی باتیں رکھنے کا ہنر جانتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب تعلیم کے حصول کے لیے گاؤں میں کسی مدرسہ کا معقول انتظام نہیں تھا۔ بچے مسجد ذی النورین کی دالان بیٹھ کر قرآن کریم کا ناظرہ، اردو، ہندی اور حساب وغیرہ کی بنیادی تعلیم حاصل کرتے تھے جو زمانہ کے تقاضہ کو پورا نہیں کر پاتا تھا، ضرورت اس بات کی تھی باقاعدہ ایک مدرسہ قائم کر کے اس سلسہ کو منظّم طریقہ پر آگے بڑھایا جائے چنانچہ اس مقصد کی حصولیابی کے لیے آپ نے اپنی ذاتی زمین وقف کر دی جس پر آج مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کی شاندار عمارت قائم ہے۔ مدرسہ کے قیام کا پس منظر اور تفصیلی تذکرہ صفحہ نمبر ۱۳۹ تا ۱۴۷ گزر چکا ہے۔ آپ کی پانچ اولاد تھیں: (۱) عبد الحفیظ نجمی، (۲) دین محمد، (۳) ولی محمد، (۴) غلام محمد، (۵) الحاج بشیر احمد بشیر جن کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

لال شاہ بابا (وفات: ۹/مارچ ۱۹۵۸ء بمطابق ۱۷/شعبان ۱۳۷۷ھ)

مکھلی سے اتر جانب ولید پور جو راستہ جاتا ہے اس سے نیچے اترتے ہی نیا پورہ کی شروعات سے قبل بائیں طرف ایک مزار ہے جو لال شاہ بابا کے نام سے معروف ہے۔ کہتے ہیں کہ اس مزار میں مدفون شخص اپنی حیات میں سرخ رنگ کا کپڑا پہنتے تھے اسی لیے بعد کے زمانہ میں جب پیری مریدی کا سلسلہ شروع کیا تو لال شاہ بابا کے نام سے معروف ہوئے، اسی وجہ سے ان کے مزار کا نام ہی لال شاہ بابا کا مزار ہو گیا۔ غالباً اسی مناسبت سے ان کے مزار کے اوپر بنے ہوئے روضہ کا گنبد بھی ہمیشہ سرخ ہی رکھا جاتا ہے۔

آپ کا نام دین محمد ابن ولی اللہ ابن حبیب اللہ سیٹھ ابن محمد قاسم تھا۔ ولادت محلّہ پورب میں صباغ (رنگریز) برادری میں ہوئی۔ آپ لوگ پانچ بھائی تھے۔ (۱) دین محمد عرف لال شاہ بابا

(۲) غلام محمد (۳) محمد عثمان (۴) سراج الدین (۵) محمد سفیان۔ آپ ان میں سب سے بڑے تھے۔ شادی ضلع بلیا کے شہر رسڑا میں ہکالنگی والے کے یہاں ہوئی تھی۔ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی، خدیجہ نامی ایک لڑکی تھی جس کی شادی کلکتہ میں غالباً نصیر احمد نامی ایک شخص سے ہوئی تھی لیکن کچھ ہی سالوں بعد آپسی اختلافات کی وجہ سے ان کے درمیان جدائی ہوگئی اور زندگی کے بقیہ ایام اپنے مائکہ بھیرہ میں گزار کر تقریباً پچاسی سال کی عمر میں خدیجہ انتقال کر گئیں۔ خدیجہ سے اختر نام کا ایک بیٹا تھا (لال شاہ بابا کا نواسہ) جس کی مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں شادی ہوئی لیکن شادی کے ایک سال بعد عین جوانی کے عالم میں اس کا انتقال ہوگیا، اس سے کوئی اولاد نہیں تھی، اس طرح آپ کا سلسلۂ نسب یہیں مکمل طور پر ختم ہوگیا۔ لال شاہ بابا نظام الدین صباغ مرحوم کے حقیقی چچا تھے۔ آپ کی تعلیم واجبی تھی لیکن بنگلہ، اردو، ہندی اور فارسی کی اچھی معلومات رکھتے تھے۔ معروف ہے کہ آپ کو کُشتی کا بہت شوق تھا اور آپ پہلوانی بھی کرتے تھے۔ قد وقامت کے اعتبار سے تقریباً سات فٹ لمبے تھے اور سر پر ایک ہاتھ لمبا بال رکھتے تھے جس کی وجہ سے پرسانلٹی بھی خوب بھاری بھرکم نظر آتی تھی۔ بچپن کی عمر بھیرہ میں گزارنے کے بعد نقل مکانی کر کے کلکتہ منتقل ہوگئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ کلکتہ کی چٹکل مل میں کام کرنے لگے۔ بعد میں وہاں اپنے ایک دوست کی مصاحبت میں جو فقیرانہ زندگی بسر کر رہا تھا، آپ نے بھی فقیرانہ زندگی اختیار کر لی اور پیری ومریدی کا سلسلہ شروع کر دیا۔ کلکتہ اور گردونواح میں آپ کے ارادت مندوں کا ایک بڑا حلقہ تیار ہوگیا جس میں مسلم وغیر مسلم سب شامل تھے۔ آپ کے خاص مریدوں میں صوبۂ بہار میں ضلع بھوجپور کے شہر آرا سے تعلق رکھنے والے جناب غازی نظام الدین اور دوسرے راس بہادر سرما، برہم پور گاؤں ضلع بکسر صوبۂ بہار کے نام شامل ہیں۔ عمر کا ایک معتدبہ حصہ گزر جانے کے بعد اپنے وطن بھیرہ واپس آگئے اور یہاں بھی پیری مریدی کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کے آباء واجداد کا قدیم پیشہ پارچہ بافی تھا اور وہ لوگ ایک خوش حال زندگی بسر کر رہے تھے چنانچہ آپ کے مریدین کے کھانے پینے کا مکمل بندوبست رہتا تھا۔ گھر پر ایک نوکرانی ہوتی تھی، جب کوئی مرید آتا تو وہ فوراً اس کے لیے کھانا تیار کرتی۔ آپ اپنے مریدین کا علاج خود کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ پان کے بڑے شوقین تھے، آپ کی مجلس میں زائرین کے

لیے پان کا تحفہ بڑے شوق سے پیش کیا جاتا تھا۔

سو سال سے زائد کی عمر پائی اور ۹/ مارچ ۱۹۵۸ بمطابق ۱۷/ شعبان ۱۳۷۷ھ بروز اتوار انتقال ہوا، نیا پورہ پر تدفین ہوئی جہاں آپ کی قبر اب ایک روضہ کی شکل اختیار کر گئی ہے اور ہر سال ۹/ مارچ کو آپ کے مزار پر کلکتہ کے متوسلین کی جانب سے باقاعدہ سالانہ عرس کا اہتمام کیا جاتا ہے، یہ سلسلہ دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے۔

آپ کے افکار و نظریات اور عملی زندگی کے بارے میں گاؤں میں لوگوں کے خیالات بہت مختلف ہیں اور ان میں طرح طرح کی منفی باتیں بھی معروف ہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

دین محمد کا مریڈ نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ (۱۹۱۴ء۔۱۹۸۰ء)

نام دین محمد، والد کا نام خدا بخش اور دادا کا نام حاجی نور محمد ابن محمد رمضان علی (وفات: ۱۸۷۰ء) تھا۔ آپ کی ولادت غالباً ۱۹۱۴ء بمطابق ۱۳۳۲ھ میں محلّہ پورب بھیرہ میں ہوئی۔ اس وقت گاؤں میں تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہیں تھا اس لیے بنیادی تعلیم کے بعد گھر ہی پر اپنے والد کے ذریعہ فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی لیکن اس کے بعد تعلیم کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ سنا ہے کہ ابتداء سے ہی آپ بلا کے ذہین انسان تھے۔ چنانچہ واجبی تعلیم کے باوجود بھی اس وقت کے زمیندار لوگوں کی شکستہ اردو جو دستاویزات پر لکھی جاتی تھی بآسانی پڑھتے اور لکھتے تھے۔ سیاست میں نظریاتی طور پر آپ کا تعلق کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا سے تھا۔ کورٹ اور عدالت کے معاملات سے آپ کو خاص دلچسپی تھی اور وہی آپ کا میدان عمل تھا جو خدمت خلق کے ساتھ ساتھ کسب معاش کا ذریعہ بھی تھا۔ ظلم کے خلاف بولنا اور حق کی آواز بلند کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ بزرگوں کے ذریعہ معلوم ہوا کہ کمزور اور غریب لوگوں کے مقدمات کی پیروی بلا اجرت انجام دیتے تھے۔ اس میدان میں آپ کے مخالفین بھی آپ کی صلاحیت کا اعتراف کیے بنا نہیں رہ پاتے تھے۔ ۱۲/ جون ۱۹۸۰ء بمطابق ۲۷/ رجب ۱۴۰۰ھ بروز جمعرات آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا۔

ولی محمد عرف اشفاق احمد کا مریڈ، نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ (۱۹۱۹ء۔۲۰۰۳ء)

آپ دین محمد مرحوم کے چھوٹے بھائی تھے۔ نام ولی محمد، والد کا نام خدا بخش اور دادا کا نام حاجی نور محمد ابن محمد رمضان علی (وفات: ۱۸۷۰ء) تھا۔ آپ کی ولادت غالبا ۱۹۱۹ء بمطابق

۱۳۳۷ھ میں بھیرہ کے محلّہ پورب میں ہوئی۔ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس وقت گاؤں میں تعلیم کا کوئی معقول انتظام نہیں تھا اس لیے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی والد محترم کے ذریعہ حاصل کی۔ عنفوان شباب کو پہنچ کر جب آپ نیسیاست کی گلیاروں میں قدم رکھا تو کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے نظریات کی طرف میلان ہوا۔ گاؤں میں رہ کر ہر طرح کی پسماندگی کا احساس ہونے لگا تو یہاں سے نکل کر ۱۹۴۰ء میں مئوشہر چلے گئے اور وہاں کے محلّہ رگھوناتھ پورہ میں بود و باش اختیار کر لی پھر کمیونسٹ پارٹی کو اپنی سیاست کا محور بنایا۔ خاندانی بزرگوں سے سنا ہے کہ پارٹی میں ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور نگر کمیٹی کے صدر ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف عہدوں پر فائز رہے چنانچہ مئو شہر و قرب و جوار میں اشفاق احمد کامریڈ کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور ان کو اعلی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی پانچ اولاد میں سے اکثر و بیشتر اعلی تعلیم یافتہ ہیں۔ ۷ر ستمبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۹ر رجب ۱۴۲۴ھ میں آپ اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

غلام محمد کامریڈ نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ (۱۹۲۷ء۔۲۰۰۴ء)

مرتب کتاب کے حقیقی دادا کے چھوٹے بھائی تھے۔ رنگ گندمی اور قد و قامت متوسط تھا۔ انتہائی زیرک و دانا، مفکر اور دور اندیش انسان تھے۔ نام غلام محمد ابن خدا بخش ابن حاجی نور محمد ابن محمد رمضان علی (وفات: ۱۸۷۰ء) تھا۔ ابھی ہمارے طالب علمی کا زمانہ تھا کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ گاؤں میں آپ سے زیادہ دور اندیش اور باریک بیں انسان کم از کم مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ دینی اور دنیاوی کتابوں کا خوب مطالعہ کرتے تھے، یاد آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات پر ایک ضخیم کتاب پہلی بار آپ ہی کے پاس تھی اور آپ سے لے کر اس وقت میں نے بھی اس کا مطالعہ کیا تھا۔ سماجی، ملی اور عالمی مسائل پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔ کسی بھی معاملہ میں روایتی انداز سے اوپر اٹھ کر سوچنا آپ کی فطرت تھی۔ سیاست میں نظریاتی طور پر کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا سے متاثر تھے اسی لیے کبھی کانگریس اور دیگر ریاستی پارٹیوں کی تعریف کرتے ہوئے آپ کو نہیں سنا۔ ۸ر دسمبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۲۴ر شوال ۱۴۲۵ھ بروز بدھ انتقال ہوا۔

ماسٹر شفیع احمد نزد مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ (۱۹۳۳ء۔۲۰۰۴ء)

سرزمین بھیرہ پر کچھ شخصیات ایسی گزری ہیں جن کو ان کی خوبیوں اور خلوص وللّٰہیت کی

بناء پر کم از کم ایک نسل تک ضرور یاد رکھا جائے گا، انہیں میں ایک نام ماسٹر شفیع احمد مرحوم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انتہائی وجیہ وشکیل بنایا تھا۔ متوسط قد وقامت، گورا رنگ، چوڑی چکلی پیشانی، چہرہ پر سفید ہلکی ڈاڑھی اور خوبصورت مہرے بشرے والے انسان تھے۔ ماسٹر مرحوم انتہائی باصلاحیت استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خوددار، غیرت منداور حق گوانسان تھے جیسا کہ آگے کی سطروں میں ذکر کیا جائے گا۔ مرحوم کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ آپ کے ہم عصر طبقہ سے لے کر آج تک گاؤں کی تاریخ میں آپ کا کوئی مماثل پیدا نہیں ہوا تو یہ بات غلط نہ ہوگی۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

آپ کا اسم گرامی شفیع احمد ابن خلیل الرحمٰن ابن عبدالواحد مرحوم تھا۔ ولادت ۲۸/اکتوبر ۱۹۳۳ء بمطابق ۷/رجب ۱۳۵۲ھ بروز سنیچر بھیرہ میں ہوئی۔ گاؤں کی روایت کے مطابق آپ کی پرائمری تعلیم مقامی مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں ہوئی۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے آپ نے میڈل اسکول محمد آباد گوہنہ میں داخلہ لیا۔ پورے اسکول میں آپ سب سے زیادہ ذہین اور صاحب استعداد طالب علم تھے یہاں تک کہ بعد کے زمانہ میں آپ کے اساتذۂ کرام کو بھی آپ کی شاگردی پر ناز ہوتا تھا۔ بچپن ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ تنگ دستی کے شکار ہو گئے۔ چنانچہ ہائی اسکول تک کی تعلیم انتہائی مفلسی کے عالم میں ہوئی۔ غربت اور مفلسی کی وجہ سے تعلیمی فیس بھی معاف تھی لیکن اسکول کے ایام اس ڈھنگ سے گزارے کہ کبھی کسی پر اپنی مفلسی کا اظہار نہ ہونے دیا اور اپنے دوستوں وہم عصروں کو اس بات کا احساس دلایا کہ:

اس غریبی میں بھی چلتے ہیں سر اونچا کر کے ہم بھی اے دوست کلہ دار ہیں اپنے گھر کے

ہائی اسکول کے بعد آپ کی اعلیٰ تعلیم کی تفاصیل نہیں مل سکیں جس سے معلوم ہو کہ تعلیم کے کن کن مدارج کو طے کر کے علم وعمل کی ان بلند وبالا عمارتوں تک آپ کی رسائی ہوئی تھی اور تعلیمی اسناد میں سے کون سی سند آخری تھی۔ تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد تحصیل محمد آباد گوہنہ میں آپ نے ملازمت اختیار کر لی اور کچھ دنوں تک وہیں خدمت انجام دی لیکن جلد ہی اس بات کا احساس ہو گیا کہ کام کی نوعیت کے پیش نظر یہاں کی ملازمت میں بادل ناخواستہ ہی سہی بہت سے ناجائز

کام بھی کرنے پڑ سکتے ہیں تو فکر و مزاج کے دینی ہونے کی وجہ سے فوراً سے پیشتر وہاں سے استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گاؤں میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کے ذمہ داران نے ہیڈ ماسٹر کی کرسی آپ کے حوالے کردی، پھر کیا تھا آپ نے نسل نو کی تعلیم و تربیت اور ذہن سازی کا جو سلسلہ شروع کیا تو پوری زندگی اسی کے ہو کر رہ گئے چنانچہ پورے گاؤں کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ راقم السطور کے والد مرحوم (اللہ انہیں غریق رحمت کریں) بھی انہیں خوشہ چینوں میں سے ایک تھے جو پوری زندگی انتہائی ادب و احترام کے ساتھ آپ کا نام لیتے رہے۔ آپ کے شاگردوں میں علماءِ عظام و حفاظِ کرام کے ساتھ عصری دانشگاہوں سے فیض یافتہ لوگوں کی بھی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ آپ کے پڑھانے کا طریقہ اور انداز اتنا سہل و آسان ہوتا تھا کہ کمزور سے کمزور طالب علم بھی بآسانی آپ کی بات کو سمجھ جاتا گویا آپ پڑھاتے نہیں گھول کر پلاتے تھے۔ آپ کی تدریسی خصوصیات کو درجہ ذیل تین طریقوں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) علم ریاضیات کے پیچیدہ مسائل کی اتنے عام فہم انداز میں وضاحت کرتے کہ طلبہ بآسانی سمجھ جاتے۔

(۲) ریاضی کے فارمولے کی تشریح کے وقت طلبہ کے ذہنی اور فکری معیار کا لحاظ رکھتے۔

(۳) صورت حال اور وقت کی مناسبت سے درشتی و نرمی کے اصول کی پابندی کرتے۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است چوں فاصد کی جراح مرہم نہ است

طلبہ آپ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ آپ کو علم ریاضیات، فن تاریخ اور جغرافیا میں یدطولیٰ حاصل تھا نیز تعلیمی پس منظر مختلف ہونے کے باوجود دینی معلومات میں اچھا درک رکھتے تھے۔ آپ کا قوت حافظہ انتہائی مضبوط تھا۔ بقول آپ کے فرزند ارجمند مولانا جاوید اختر قاسمی صاحب کے بچپن میں پڑھی ہوئی باتیں آخری عمر میں کتاب کے صفحہ نمبر کے ساتھ بتلایا کرتے تھے۔ اللہ پر کامل توکل اور تقویٰ جیسے اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف تھے۔ دنیا کی حرص و طمع بالکل نہیں تھی۔ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ ڈپٹی تحصیل دار اور قانون گو وغیرہ سے تعلقات کی بنیاد پر ان لوگوں نے آپ سے کہا کہ ماسٹر صاحب آپ کا مکان کچا ہے اور وہ بھی مخدوش حالت میں ہے۔

جی ایس (Gram Samaj) کی زمینوں کے سلسلے میں ہمیں اختیار ہوتا ہے، اگر آپ کہیں تو آپ کی مرضی کے مطابق گرام سماج کی کچھ زمین ہم آپ کے نام رجسٹرڈ کرا دیں۔ ماسٹر صاحب نے جواب میں فرمایا کہ میں اس کام کو اپنے لیے پسند نہیں کرتا کہ مبادا کوئی انگلی اٹھا دے اور میری غیرت جو میرا کل سرمایہ ہے کو ٹھیس پہنچ جائے، پھر میری زندگی میں نہ سہی لیکن بہت ممکن ہے کہ میری حیات کے بعد میری اولاد کے ساتھ یہ واقعہ پیش آ جائے اور مجھے یہ بھی گوارہ نہیں ہے۔ بلا شبہ یہ بات آپ کی بے انتہاء غیرت اور خودداری پر دالّ ہے ورنہ موقع سے فائدہ اٹھانا تو آج کی مفاد پرست دنیا کا پسندیدہ شیوہ بن چکا ہے۔ مدرسہ میں ملازمت کے دوران تنخواہ معمولی تھی اور وہی زندگی گزارنے کا واحد ذریعۂ آمدنی بھی لیکن کیا مجال تھی کہ کبھی دوسروں کے سامنے اس بات کا اظہار کیا ہو۔

اس چمن میں ہم بھی عجب وضعدار ہیں　　دل ہے لہو لہان جبیں پر شکن نہیں

ایک طویل مدت تک مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں خدمت کی انجام دہی کے بعد اچانک ایک وقت ایسا آیا اور حالات کچھ ایسے بنے کہ مجبور ہو کر مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ کو خیر باد کہنا پڑا اور آپ نے مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیر آباد میں ملازمت اختیار کر لی۔ وہاں بھی مسلسل پندرہ سال تک ہیڈ ماسٹر کے عہدہ پر فائز رہے۔ یہاں پہنچ کر ایک واقعہ کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے، مدرسہ عربیہ منبع العلوم کی تدریس کے زمانہ میں ایک مرتبہ علم ریاضیات کے ایک ماہر استاذ کا تقرر عمل میں آیا جو کسی سرکاری اسکول سے ریٹائرڈ ہو کر آئے تھے۔ بحیثیت ہیڈ ماسٹر آپ ان کے طلبہ کی کاپیاں چیک کر رہے تھے اور ایک حساب پر آپ نے غلط کا سرخ نشان لگا دیا۔ مذکورہ ماسٹر کو یہ بات ناگوار گزری، انہوں نے اس کو اپنی انا (Ego) کا مسئلہ بنا لیا اور نظماء و ذمہ داران مدرسہ کے یہاں اس بات کی شکایت درج کرا دی۔ چنانچہ آپ سے باز پرس ہوئی کہ حساب کے صحیح ہونے کے باوجود آپ نے غلط کا نشان کیوں کر لگایا؟ آپ نے اطمینان کے ساتھ فرمایا کہ میرا جو ریمارک ہے وہی صحیح ہے۔ آپ حضرات اگر چاہیں تو کسی ثالث کو فیصل مقرر کر لیں اور فیصلہ اس کے اوپر چھوڑ دیں۔ چنانچہ لکھنؤ یونیورسٹی میں ریاضیات کے ایک پروفیسر کے پاس مسئلہ لے جایا گیا، فریقین کے فارمولے کو دیکھنے کے بعد انہوں نے ماسٹر صاحب کے طریقہ کو درست قرار دیا۔

ایک مرتبہ طلبہ کو جغرافیا پڑھاتے ہوئے لفظ ضلع کی تحقیق کرا رہے تھے۔ عربی کے ایک استاذ کچھ دور کھڑے ہو کر آپ کی باتیں سن رہے تھے۔ ماسٹر صاحب بتا رہے تھے کہ ضِلَعٌ اور ضلعٌ (لام کے زبر اور جزم کے ساتھ) دونوں عربی زبان کے لفظ ہیں اور ان کے معنی پسلی کی ہڈی کے ہوتے ہیں۔ عربی کے وہ استاذ قریب آ کر پوچھنے لگے کہ ماسٹر صاحب عربی زبان کی کسی معتبر لغت میں آپ یہ بات دکھا سکتے ہیں؟ ماسٹر صاحب نے کہا کہ مصباح اللغات لائیے، فوراً نکال کر دونوں لفظ دکھایا جبکہ آپ عربی زبان و ادب کے آدمی نہیں تھے۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ آپ کے منہ لگنا اپنے آپ کو رسوا کرنا ہے۔ آخری عمر میں کچھ دنوں تک اقرأ پبلک اسکول خیر آباد سے بھی وابستہ رہے۔

وفات حسرت آیات

۲۷ر نومبر ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۳ر شوال ۱۴۲۵ھ بروز سنیچر گھر ہی پر نماز فجر کی ادائیگی کے بعد اندر سے لائٹ لا کر اسٹول پر رکھا اور بغرض تلاوت الماری سے قرآن مجید نکال رہے تھے کہ اچانک سینہ میں درد ہوا، وہیں رکھی چارپائی پر لیٹ گئے اور چند ہی لمحہ بعد اپنے رب کے دربار پہنچ گئے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون.**

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے سبزۂ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

بعد نماز ظہر جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ آپ کے شاگرد اور وقت کے معروف عالم دین حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمیؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بھیرہ، ولید پور کے علاوہ خیر آباد، مبارکپور، کوپاگنج اور مختلف جگہوں کے لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی بطور خاص علماء وحفاظ کی بہت بڑی تعداد آپ کے جنازہ کی نماز میں شریک ہوئی۔ مرحوم نہایت دیندار اور مخلص انسان تھے۔ حسن اخلاق اور بلند و بالا کردار کے مالک تھے۔ شرافت و مروت، حلم و بردباری، اخلاص وللّٰہیت، عفو و درگزر، تواضع و خاکساری اور عزم و ارادہ کی پختگی آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ اللہ مغفرت فرمائے۔

پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔ بیٹیاں اپنے اپنے گھروں پر خوش حال زندگی بسر کر رہی ہیں اور بیٹے قرب و جوار کے معروف عالم دین حضرت مولانا جاوید اختر قاسمی صاحب

شیخ الحدیث جامعہ عربیہ مصباح العلوم کوپا گنج کی ذات گرامی ہے جن کا علمی و روحانی فیض گاؤں وقرب وجوار کے علاقہ میں جاری ہے۔

عبدالباقی مرحوم، ناظم مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ (وفات: ۲۰۰۸ء بمطابق ۱۴۲۹ھ)

فربہ جسم، سانولا رنگ، متوسط سے کم چہرے کی ساخت، سر پر لمبی ٹوپی، بدن پر کرتا، لنگی اور بارعب چہرہ، یہ آپ کا حلیہ تھا۔ تقریباً ۲۴ سال تک مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ کے ناظم اعلیٰ رہے۔ ۸/ مارچ ۲۰۰۳ء بمطابق ۴/ محرم ۱۴۲۴ھ بروز سنیچر جب صحت کمزور پڑ گئی تو مدرسہ کے اراکین کو اپنا استعفی سونپ دیا جو بمشکل تمام منظور ہوا لیکن اگلی میٹنگ میں پھر آپ ہی کو ناظم منتخب کر دیا گیا اور ڈھائی سال کی مدت کے بعد دوبارہ مستعفی ہو گئے اور مکمل طور پر سبکدوشی اختیار کر لی۔ آپ کی شخصیت بارعب تھی لیکن عام طور پر نظماءِ مدارس کے مزاج کے برخلاف مزاج میں نرمی تھی۔ بارعب شخصیت ہونے کے باوجود مدرسہ کے اساتذہ کے ساتھ عمدہ اخلاق اور نرمی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ایک بار کسی نے آپ سے شکایت کی کہ مدرسہ کے اساتذہ تعلیمی اوقات میں وقت کا خیال نہیں کرتے ہیں اور اکٹھا ہو کر آپس میں باتیں کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے طلبہ کی تعلیم کا نقصان ہوتا ہے۔ اس طرح کی باتیں سن کر عموماً نظماء اور مہتممین حضرات کا تیور بدل جاتا ہے اور بلا کسی خاص تحقیق کے وہ لوگ اساتذہ سے باز پُرس کر بیٹھتے ہیں لیکن آپ نے اُن صاحب سے فرمایا کہ ایسا تو نہیں ہے بلکہ میں جب بھی مدرسہ جاتا ہوں تو اساتذۂ کرام کو پڑھاتا ہوا ہی پاتا ہوں اور میں روزانہ کم از کم ایک بار ضرور حاضر ہوتا ہوں۔ طلبہ پر رعب کا عالم یہ تھا کہ وہ انہیں دیکھ کر اپنا راستہ بدل دیتے۔ آپ شعر و شاعری تو نہیں کرتے تھے لیکن اشعار فہمی کا اچھا ذوق وصلاحیت رکھتے تھے، غزلیں بہت پسند کرتے تھے، اپنے وقت کے شاعر اور قوال الحاج بشیر احمد بشیر کو شہنشاہِ غزل کا خطاب دے رکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ بہترین نشانہ باز بھی تھے چنانچہ محمد آباد پولیس اسٹیشن پر اُس وقت ہر سال نشانہ بازی کا مقابلہ ہوتا تھا اور آپ ہمیشہ اس میں پہلی پوزیشن لاتے رہے۔ آپ کے پاس جرمنی کی اچھی قسم کی دو نالی بندوق بھی تھی، شکار کے انتہائی شوقین تھے، ندیوں میں سہور نامی ایک خاص قسم کی بڑی مچھلی جس کا بندوق کے ذریعہ شکار کیا

جاتا ہے، کا اکثر شکار کرتے تھے۔ ۲۰۰۸ء بمطابق ۱۴۲۹ھ میں انتقال ہوا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک لڑکی اور پانچ لڑکے ہیں۔

مقبول احمد۔ مرتب کتاب کے والد (۱۷؍دسمبر ۱۹۵۵ء۔ ۱۲؍مارچ ۲۰۱۳ء)

(۱۲؍مارچ ۲۰۱۳ء بمطابق ۲۹؍ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ بروز بدھ ہمارے والد صاحب ایک حادثہ میں اچانک اس دنیا سے رخصت ہوگئے، اس موقع پر راقم السطور نے ایک تحریر لکھی تھی، والد مرحوم کے تعارف کے لیے وہی تحریر یہاں شامل کی جارہی ہے تاکہ اس کی تاریخی حیثیت باقی رہے)۔ (راقم الحروف)

خدا بھی ہونے کے کیا کیا ثبوت دیتا ہے

(والد ماجدؒ کی یاد میں۔ وفات ۱۲؍مارچ ۲۰۱۳ء)

ماہ رواں کی گیارہ تاریخ تھی، پیر کا دن تھا، گھڑی اس وقت صبح کے تقریباً دس بجا رہی تھی، سورج کی شعاعیں چاروں طرف پھیل چکی تھیں، لوگ بستر استراحت سے فراغت کے بعد ایک نئے جذبے اور نئے ولولے کے ساتھ دخترانِ مادرِ ایام کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو رہے تھے، زیادہ تر لوگ اپنی اپنی آفسوں کو پہنچ چکے تھے اور کچھ لوگ ابھی تیاریوں میں مشغول تھے، مجھے بھی آفس پہنچے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزرا تھا اور حسب معمول روزمرہ کی مشغولیات میں مشغول ہو چکا تھا کہ اچانک موبائل کی گھنٹی بج اٹھی، دیکھا تو گھر کے نمبر سے فون تھا، خلاف معمول گھر کے نمبر سے فون آنا اور موبائل کی گھنٹی کا تسلسل کے ساتھ بجنا اس بات کی واضح علامت تھی کہ اہل خانہ ابھی اور اسی وقت بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ قبل اس کے کہ فون کر کے حقیقت حال معلوم کروں طرح طرح کے مثبت اور منفی خیالات ذہن کی اسکرین پر نمودار ہونے لگے، کبھی تو خیال آیا کہ شاید احوال وکوائف سے آگہی حاصل کرنے کے لیے خلاف معمول انہوں نے فون کرلیا ہو لیکن معاً ہی یہ خیال باطل ہوگیا کیوں کہ ضرورت اشد کے بغیر آفس کے اوقات میں وہ لوگ فون کرنے سے اجتناب کرتے ہیں، کبھی خیال آیا کہ اس بے وقت فون کا محرک لا سَمَحَ اللہ کوئی منفی واقعہ تو نہیں، گویا میں اسی ادھیڑ بن میں مبتلاء تھا اور تفکرات وخیالات کے سمندر میں ایک طغیانی کی سی کیفیت پیدا ہوتی چلی جارہی تھی چنانچہ فوراً اپنے ٹیبل سے کنارہ کشی اختیار کر کال ریسیو کی تو ادھر سے آواز آئی، السلام علیکم! بابو میں آپ کا ماموں عمران بول رہا ہوں۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ، جی ماموں! خیریت ہے؟ آپ اس وقت کہاں ہیں؟ ہمارے گھر کے نمبر سے فون کر رہے ہیں؟ وہ بھی بے وقت؟ میں نے تھوڑے استعجاب کے ساتھ ایک ہی سانس میں کئی سوالات کر ڈالے۔ جی بابو! بات ہی کچھ ایسی ہے، آپ کے ابو کی طبیعت سخت خراب ہے۔۔۔۔ کیا؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے، ابھی تو رات ہی میں ابا سے میری تفصیلی گفتگو ہوئی ہے اور انہوں نے تعمیری کام کے سلسلے میں تمام تفصیلات مجھے بتائی ہیں، میں نے قدرے حیرت اور گھبراہٹ کے ساتھ پوچھا۔ اس کے بعد ماموں انتہائی درد بھرے انداز میں اپنے لرزہ براندام ہونٹوں سے مجھے تفصیلات سنا رہے تھے۔ ۔۔۔۔۔ آج صبح مزدوروں کی نگرانی کرتے ہوئے جب وہ چھت کی جالی (Open Sky) کے پاس سے گزر رہے تھے جو اوپر سے نیچے مٹی گرانے کے لیے کھولی گئی تھی تو راستہ میں پڑی کسی وائر یا رسی وغیرہ میں ان کا پیر الجھ گیا اور بلا اختیار وہ جالی سے نیچے زمین پر گر پڑے۔ ان کے دماغ میں شدید چوٹ آ گئی۔ فوراً فیملی ڈاکٹر کو بلایا گیا، انہوں نے ابتدائی علاج و معالجہ (First Aid) کے بعد مقامی ہاسپٹل منتقل کرنے کا مشورہ دیا۔ منتقلی کے بعد صورت حال کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے وہاں کے ڈاکٹروں نے فوراً شہر اعظم گڑھ کے ایک بڑے ہاسپٹل میں ریفر کر دیا جہاں ان کو انتہائی نگہداشت والے شعبہ (ICU) میں وینٹی لیٹر پر رکھا گیا ہے۔ لوگوں کے مشورہ کے مطابق اگر آپ لوگ آ جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ یہ کہنے کے بعد انہوں نے مزید کہا کہ فون آپ اپنے کسی دوست کو دیدیں تاکہ میں انہیں بھی تفصیل بتا سکوں۔ اتنا سننا تھا کہ مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ بات شاید ابا کی ناگفتہ بہ حالت سے آگے بڑھ کر کسی اور مرحلہ میں پہنچ چکی ہے جو ماموں فون پر مجھ سے ظاہر نہیں کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فون اپنے ایک دوست انجینئر سعید الدین حیدر آباد کو دے دیا، بات کرنے کے بعد وہ سیدھے Ticketing Department گئے اور پہلی ممکنہ فلائٹ (First Available Flight) سے میرے لیے ایک ٹکٹ ایشو کرنے کا مشورہ دیا۔ Ticketing Depart میں ان کا جانا میرے شبہہ کو مزید تقویت دینے لگا لیکن واپس آ کر انہوں نے بھی وہی بات دہرائی جو ماموں نے مجھ سے کہی تھی۔ ماموں کی یہ باتیں سن کر سر چکرانے لگا اور طبیعت کے اندر ایک بھونچال سا پیدا ہو گیا۔ اپنے پردۂ سماعت پر یقین نہیں ہو رہا

تھا کہ کل جس ابو نے اتنی دیر تک باتیں کی تھیں آج ان کی حالت کچھ ایسی بھی ہو سکتی ہے۔ کاش کہ جو میں سن رہا ہوں اس کا حقیقت سے تعلق نہ ہوتا اور میرا عدمِ یقین صحیح ثابت ہو جاتا لیکن یہ ایک واقعہ تھا جو ہو چکا تھا اور اس پر یقین کرنا اب ہماری مجبوری تھی۔ چنانچہ فوراً خروج وعودہ (Exit ReEntry) کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد شام چھ بجے کی پرواز سے میں ممبئی کے لیے روانہ ہو گیا اور ہندوستانی وقت کے مطابق رات کے ساڑھے بارہ بجے میں ممبئی ایئر پورٹ پر اتر گیا لیکن وارانسی کے لیے میری اگلی فلائٹ صبح کے نو بجے تھی، ساڑھے آٹھ گھنٹے کا یہ وقفہ ایئر پورٹ کی کرسیوں پر ہی بیٹھ کر ہی گزارنا تھا، چنانچہ کنارے ایک مناسب جگہ دیکھ کر بیٹھ گیا۔ جس وقت ممبئی ایئر پورٹ کی کرسیوں پر بیٹھا میں اپنی اگلی فلائٹ کا انتظار کر رہا تھا اس وقت طرح طرح کے خیالات ذہن کی اسکرین پر نمودار ہو رہے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ تقدیر کے بنانے والے قادرِ مطلق نے انسان کی زندگی میں کیسی کیسی تقدیریں مقدر کر رکھی ہیں کہ کبھی تو فرحت و شادمانی کا موقع میسر کر جمیع اہل خانہ کی زندگی کو خوشیوں سے بھر دیتا ہے تو کبھی اپنی نعمت عطائی کا یک لخت ازالہ کر زیست کے لمحات کو ضیّق اور تنگ بنا دیتا ہے۔ کبھی اپنی نعمت غیر مترقبہ عطا کر اپنے مختارِ کل ہونے کی دلیل پیش کرتا ہے تو کبھی ان نعمتوں کو ہم سے چھین کر اپنی قوت خدائی کا ثبوت پیش کر دیتا ہے۔ میں انہیں خیالات کے بحرِ بے کراں اور موج تلاطم میں دیر اور بہت دیر تک غوطہ زن رہا اور جب ان موجوں کے تھپیڑوں سے باہر نکلا تو ایک بار پھر محسوس ہوا کہ دل و دماغ کے ساتھ ساتھ جسمِ ناتواں بھی مشلول ہو گیا ہے اور سوچنے سمجھنے و نقل و حرکت کی ساری توانائی سلب کر لی گئی ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ کبھی حیران و پریشان موبائل نکال کر اپنے بزرگوں کو فون کرتا اور ان سے دعاء کی درخواست کرتا تو کبھی بے اختیار ہو کر خود بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہو جاتا کہ رب ذوالجلال تیرے قبضۂ وقدرت سے کوئی چیز ماوراء نہیں ہے، تو ایک بار میرے والد کی صحت کو لوٹا دے۔ انہیں حالات کے اندر ایئر پورٹ کے گہما گہمی ماحول میں جب وہاں کے مسافروں پر نظر پڑتی جن میں کوئی تیزی کے ساتھ ایک طرف سے دوسری طرف بھاگ رہا ہوتا تو کوئی ٹرالی پر اپنا سامان رکھے اپنی فلائٹ کی طرف بڑھ رہا ہوتا، کوئی ہنستے ہوئے اپنے اعزۂ واقارب کو فون کر رہا ہوتا کہ میں ممبئی ایئر پورٹ پر آ گیا ہوں اور دوپہر کا کھانا ساتھ میں

کھائیں گے تو کوئی اپنے دوستوں کے ساتھ گپ شپ میں مشغول ہوتا، یہ دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ ''جہاں بجتی ہے شہنائی وہیں ماتم بھی ہوتا ہے''۔ ایئرپورٹ کی رونق، لوگوں کی چہل پہل، وہاں کا رنگ برنگ اور خوشنما منظر سب کچھ میری نگاہوں میں تاریک ہو چکا تھا اور چاروں طرف مجھے صرف اور صرف اندھیرا ہی نظر آ رہا تھا۔ جذبات کا یہ عالم تھا کہ دل چاہتا تھا کہ ابھی اور اسی وقت اڑ کر اعظم گڑھ پہنچ جاؤں لیکن یہ کیوں کر ممکن ہو؟ اور ہوتا بھی کیسے کہ اُس خالق کائنات نے اِس مجبور محض انسان کی بساط سے اس چیز کو بالکل ماوراء رکھا تھا۔ خدا خدا کر کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور ایئرپورٹ کے عملہ کی طرف سے اعلان ہونا شروع ہوا کہ Air India کی فلائٹ نمبر AI 695 بالکل تیار ہے، مسافروں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی نشست پر تشریف لائیں۔ میں بھی نڈھال جسم ولڑکھڑاتے قدموں سے چل کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا اور دو گھنٹے کی پرواز کے بعد ہمیں وارانسی ایئرپورٹ پر اتار دیا گیا۔ وہاں سے ٹیکسی کے ذریعہ اعظم گڑھ پہنچا اور سیدھے ہاسپٹل کا رخ کیا۔ ہاسپٹل پہنچ کر دیکھا کہ خرد و کلاں کا ایک جم غفیر وہاں موجود ہے اور سب کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔ دیکھ کر مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ ابو کی حالت شاید اور نازک ہوگئی ہے اور وہاں پر موجود سن رسیدہ و تجربہ کار افراد نے محسوس کر لیا ہے کہ اس حادثۂ جانکاہ سے نبرد آزمائی مریض مرحوم کے لیے شاید ناممکن کی حد تک پہنچ چکی ہے۔ مجھے سیدھے وینٹی لیٹر روم (Ventilator Room) میں لے جایا گیا جہاں پر والد صاحب کو وینٹی لیٹر مشین پر رکھا گیا تھا۔ دیکھ کر سینہ فرط جذبات سے بھر گیا اور بے ساختہ ان کی پیشانی کو چوم لیا پھر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کانپتے ہوئے ہاتھوں اور کپکپاتے ہوئے ہونٹوں سے دیر تک دل ہی دل میں دعا مانگتا رہا کہ یا رب کریم تو تو ہر چیز پر قادر ہے، تیری طاقت تو وہ ہے جس کی نہ حد ہے نہ حساب، تو تو مردوں کو بھی زندہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے، تو چاہے تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ایک بار اپنی عظیم قدرت کا کرشمہ دکھا کر میرے والد کی زندگی کو لوٹا دے۔ کچھ دیر بعد وہاں سے باہر آیا تو جس خدشہ سے دوچار تھا وہی ہوا اور لوگوں نے بتایا کہ ڈاکٹروں نے اپنے آپ کو سرینڈر کر دیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ اب آپ لوگ چاہیں تو یہیں انتظار کریں یا گھر لے جائیں۔ اب ان کی زندگی کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی۔ بزرگوں سے مشورہ کے بعد طے ہوا کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے

منتظر فردا سے بہتر ہے کہ اطمینان قلب کے لیے کہیں اور لے کر چلا جائے چنانچہ قریب میں واقع لائف لائن (Life Line) نامی ہسپتال میں ایک دوسرے ماہر اعصاب ڈاکٹر (Neurologist) کے پاس لے جایا گیا۔ لائف لائن جاتے ہوئے ایمبولنس میں ابو کے سر کے پاس بیٹھا میں سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں دعائیں کر رہا تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد ہم لائف لائن پہنچ گئے اور آناً فاناً ڈاکٹر کے سامنے پیش کیا گیا لیکن اپنے آلۂ کار سے چیک کرنے کے بعد ڈاکٹر نے افسوس کے ساتھ کہا کہ مریض کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے اور انہوں نے اپنی جان جاں آفریں کے سپرد کر دی ہے۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون.** اتنا سننا تھا کہ اپنے بڑے بھائی کے علاوہ جو کہ بغرض ملازمت بیرونِ ملک انڈونیشیا میں موجود تھے، ہم سبھی بھائیوں اور ماموں کے صبر کا بندھن ٹوٹ پڑا اور بے اختیار سب کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ بذات خود غم سے نڈھال ہونے کے باوجود ہر ایک دوسرے کو تسلی دے رہا تھا اور دوسروں کی دل جوئی کے لیے اپنا غم چھپانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کب تلک؟ کب تلک اس جھوٹی تسلی سے کام چلتا؟ کب تلک اس تسلیٔ بے جا سے غمِ جاں کو چھپایا جاتا؟ کب تلک ایک دوسرے کو دھوکہ دیا جاتا؟ بالآخر ہر ایک کے صبر کا پیمانہ چھلک پڑا اور ایک دوسرے کو پکڑ کر بے ساختہ بآواز بلند رو پڑے۔ پانچ دس منٹ کے اُس ماحول کی عکاسی کرنے کے لیے الفاظ میرا ساتھ دینے سے قاصر ہیں۔ بالآخر اُسی کم مائیگی و بے مائیگی کی حالت میں اپنے والد عزیز کی نعش عزیز کو لے کر ہم گھر واپس لوٹے۔ گھر کیا لوٹنا تھا کہ وہاں کہرام بپا ہو گیا۔ اس حادثۂ فاجعہ اور خلاف توقع موت پر زائرین و تعزیت کرنے والوں کا ایک سیلاب امنڈ پڑا۔ عورتوں کے ہجوم میں جا کر والدہ محترمہ اور عزیزہ ہمشیرہ کے بیچ بیٹھ کر دیر تک تسلی کے کلمات بولتا رہا اور آخر کار وہ وقت آ ہی گیا جب تجہیز و تکفین کے مرحلہ سے فراغت کے بعد دیگر لوگوں کی معیت میں اپنے ہی کندھوں پر اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے والد محترم کو قبرستان پہنچایا، نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اللہ کے حوالہ کر واپس آ گیا۔ قبر کی لحد میں رکھ کر جب ابو محترم کے رخ سے کفن کے کپڑے کو تھوڑا ہٹا کر قبلہ رخ کیا تو بے ساختہ زبان حال سے یہ کلمات جاری ہو گئے کہ ابا جان اب آپ اللہ رب العزت کے پاک دربار میں حاضر ہو رہے ہیں جو کہ پیارے حبیب کے ایک پیارے امتی کی زندگی کا

اصل منشأ ہے۔ ہم نے اب آپ کو اللہ کے حوالہ کر دیا۔ اللہ آپ کو ہر طرح سے خوش رکھیں۔ ہمارا بھی وقت متعین جب پورا ہو جائیگا تو آپ سے ان شاء اللہ وہیں ملاقات ہوگی۔ اللہ حافظ۔ اللہ حافظ۔ اللہ حافظ۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

والد محترم کی شخصیت، ان کے خاموش وجود اور خاموشی کے ساتھ ذمہ داریوں کی ادائیگی پہ ایک نظم یاد آ گئی، آپ بھی ملاحظہ کریں۔

ہو اجازت اگر تو اے ابرِ کرم — پوچھنا ہے مجھے آپ سے چشمِ نم
میں نے ڈھونڈے بہت ہیں مگر نہ ملے — آپ گھر میں کہاں پہ چھپاتے تھے غم
والد محترم والد محترم والد محترم — والد محترم والد محترم والد محترم
اپنے سینہ پہ مجھ کو سلاتے تھے آپ — اور خود جا کے مٹی میں ہی سو گئے
میرے بچپن کے دن وہ سنہرے سے دن — خواب جیسے تھے اور خواب ہی ہو گئے
دل ربا دل نشیں ہر گھڑی ہر قدم — والد محترم والد محترم والد محترم
آپ تھے تو یہ منظر بہاروں سا تھا — میرے آنسو بھی گویا ستاروں سے تھے
آپ تھے تو تلاطم کا ڈر تھا کسے — آپ تھے تو یہ دریا کناروں سے تھے
آپ کے بعد سہتا ہوں سارے ستم — والد محترم والد محترم والد محترم
ہر کڑی دھوپ میں سائباں آپ تھے — ہر اندھیرے میں اک کہکشاں آپ تھے
جگمگاتے ہوئے مسکراتے ہوئے — بس دعاء ہی دعاء مہرباں آپ تھے
آپ کے پاؤں چھو لوں خدا کی قسم — والد محترم والد محترم والد محترم
سبز و شاداب روشن مقامات ہوں — آپ ہوں اور جنت کے باغات ہوں
پھول، خوشبو، دعاء، روشنی، دل کشی — یوں خدا کی ہمیشہ عنایات ہوں
پھر ملیں گے کبھی نہ جدا ہونگے ہم — والد محترم والد محترم والد محترم

اے اللہ! آپ نے ہمارے والد کا اتنا ہی وقت مقرر کیا تھا۔ اسی محدود مدت کے لیے ہمیں ہمارے ابا جان سے نوازا تھا۔ وہ آپ کی چیز تھی جو آپ نے ہمیں عارضی طور پر عطاء کی تھی۔

جب اس کا وقت موعود پورا ہو گیا تو آپ نے ہم سے واپس لے لیا اور ہم نے ان کو آپ کے حوالہ کر دیا۔ ہم اس کو بہ سر و چشم قبول کرتے ہیں اور آپ کے ہر فیصلہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ بس اب آپ سے اتنی سی دعاء کرتے ہیں کہ جیسے آپ نے ہمارے ابو کو اس دنیا میں عزت سے سرفراز کیا تھا اس سے کہیں زیادہ آخرت میں سرفراز کریں۔ رَوح و ریحان کی کھڑکیاں ان کے لیے کھول دیں اور کل بروز محشر جب وہ اٹھیں تو ان کو اپنا قرب خاص عطاء فرمائیں جو ایک مومن کی زندگی کا ماحصل ہے۔

والد صاحب کوئی عالم دین تو نہیں تھے لیکن دینی کتابوں کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ کسی بھی مسئلہ میں جب تک اطمینان بخش جواب نہیں مل جاتا علماءِ کرام سے رجوع فرماتے رہتے یہاں تک کہ شرح صدر ہو جاتا۔ آپ کے عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کے قائل سبھی خرد و کلاں تھے۔ سماج کے کمزور اور ضعیف لوگوں کے تئیں آپ کے دل میں ہمیشہ نیک خواہشات موجزن رہتی تھیں۔ سچ کو سچ اور غلط کو غلط کہنا آپ کا مزاج تھا۔ وہ کوئی سیاسی انسان تھے نہ ہی کسی خاص سیاسی پارٹی سے کوئی تعلق تھا لیکن ان کے انتقال پر مسلم، غیر مسلم، سیاسی اور غیر سیاسی لوگوں کا ایک اژدحام دیکھنے میں آیا۔ میرے لیے یہ پہلا موقع تھا جب قبرستان میں جنازہ کے ساتھ مسلم حضرات کے علاوہ غیر مسلم حضرات کو بھی موجود پایا اور جنازہ میں حاضر لوگوں کے مطابق اتنا بڑا جنازہ گاؤں کی تاریخ میں پہلی بار دیکھنے کو ملا ہے۔ ان کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کرنے کے لیے ایک مکمل کتاب درکار ہے۔

میں کبھی کبھی یہ سوچ کر کانپ جاتا تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب ہمارے والدین اس دنیا میں نہیں ہونگے لیکن کسے معلوم تھا کہ موت کے مضبوط بازو اتنی جلد اور اچانک ہماری چوکھٹ پھلانگ کر اندر داخل ہوں گے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے والد کو ہمیشہ کے لیے ہم سے اچک لیں گے۔ والدین کا سایہ اللہ کی عطاء کردہ کتنی بڑی نعمت ہے اس کا اندازہ صرف انہیں لوگوں کے لیے ممکن ہے جو اس سایۂ عاطفت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو چکے ہیں۔ قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جن کے والدین کی شفقت تا ہنوز انہیں سایہ فگن کیے ہوئے ہے۔ اس لیے ان کو غنیمت شمار کیجئے اور ان کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریے۔

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر زاں پیشتر کی بانگ بر آید فلاں نماند

الھم ارحمنی وارحم والدی ووالد والدی والمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات.

ماسٹر عبدالسمیع مرحوم، نیاپورہ (۱۹۳۹ء۔۲۰۱۶ء)

جسم پتلے دبلے، قد لمبا تھا، چوڑا پائجامہ اور سر پر لمبی ٹوپی پہنتے تھے، رفتار میں تھوڑی تیزی تھی۔ نام عبدالسمیع اور والد مرحوم کا نام محمد نذیر تھا۔ یکم اگست ۱۹۳۹ء بمطابق ۱۵ر جمادی الاخریٰ ۱۳۵۸ھ بروز منگل محلّہ نیاپورہ میں ودلادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ نور الاسلام ولید پور میں حاصل کرنے کے بعد بی آر کے انٹر کالج ولید پور میں داخلہ لے کر جونیر ہائی اسکول مکمل کیا پھر وہیں سے ۱۹۵۵ء میں ہائی اسکول کا امتحان بھی اچھے نمبرات سے پاس کیا۔ ہائی اسکول کے بعد جامعہ اردو علی گڑھ سے آئی جی ڈی، ادیب ماہر، منشی کامل، ادیب کامل اور بامبے آرٹ وغیرہ کے امتحانات دیا۔ بامبے آرٹ اُس زمانہ میں ایک قسم کی خوبصورت پینٹنگ و پرنٹنگ سرٹیفکیٹ ہوتی تھی جو بڑی اہمیت کی حامل سمجھی جاتی تھی اور بامبے کے اسکولوں و کالجوں میں اس کا باقاعدہ ایک کورس ہوتا تھا۔ اردو، ہندی، انگلش اور فارسی زبانوں کی اچھی معلومات رکھتے تھے، علم ریاضی میں بھی بڑا درک حاصل تھا۔ تعلیم سے رسمی فراغت کے بعد مدرسہ دارالعلوم مئو سے آپ نے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ آپ وہاں پرائمری درجات کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ آپ کی علمی صلاحیت وقابلیت کو دیکھ کر مدرسہ نور الاسلام ولید پور کے ذمہ داران نے آپ کے اہل خانہ سے درخواست کی کہ آپ اپنے مادر علمی میں تشریف لائیں اور یہیں خدمت انجام دیں۔ چنانچہ اپنے چچا مرحوم مولانا حکیم بشیر الدین صاحب کے مشورہ پر آپ مئو کو خیر باد کہہ کر ولید پور چلے آئے اور بحیثیت صدر مدرس پرائمری درجات میں خدمت انجام دینے لگے۔ کم وبیش چھ سال تک آپ یہاں رہے اور اس دوران طلبہ کی ایک اچھی خاصی تعداد کو آپ سے استفادہ کا موقع میسر ہوا لیکن اس کے بعد کسی وجہ سے مدرسہ نور الاسلام چھوڑ کر جامعہ فیض عام مئو چلے گئے اور تقریباً تیس سال کے طویل عرصہ تک مئو واعظم گڑھ کے مختلف مدارس عربیہ میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیتے

رہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ آپ کو علم ریاضی میں بہت درک حاصل تھا۔ اس لیے منشی درجات میں پڑھائی جانے والی الجبرا ارتھمیٹک نامی کتاب جو ہائی اسکول کے مساوی تھی اور اردو زبان میں ہونے کے ساتھ ساتھ خالص اردو اصطلاحات میں تھی جس کی وجہ سے منشی و مولوی کا امتحان پاس کر کے سرکاری ہندی میڈیم اسکولوں میں داخلہ لینے والے طلبہ کو ریاضی کی اصطلاحات سمجھنے میں کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، آپ نے اردو و ہندی کی مشترکہ اصطلاح کے ساتھ اس کو از سرے نو مرتب کیا جس سے طلبہ کو کافی آسانی ہوگئی لیکن اس کی تکمیل سے قبل ہی آپ کا وقت موعود آ گیا اور وہ کتاب نامکمل ہونے کی وجہ سے زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوسکی۔ اس کے علاوہ درجہ چھ، سات اور آٹھ کی مسلم بچیوں کے لیے ہوم سائنس میں آپ نے اردو میڈیم میں ایک کتاب تصنیف کی جو حکومتِ اتر پردیش سے منظوری حاصل کرنے کے بعد آج بھی مئو، اعظم گڑھ اور قرب و جوار کے بہت سے اسکولوں میں داخل نصاب ہے۔ تیس سال کے طویل و عریض عرصہ تک خدمت تدریس کے بعد ۳۰/جون ۲۰۰۰ء کو مدرسہ فیض عام مئو سے ریٹائرڈ ہو کر آپ گھر آ گئے۔ اس دوران مئو و اعظم گڑھ کے بے شمار طلبہ کو آپ کی شاگردی کا اعزاز حاصل ہوا۔ انہیں خوشہ چینوں میں معروف کتاب ''ہندوستان میں ذات پات اور مسلمان'' کے مصنف ڈاکٹر مسعود عالم فلاحی بھی ہیں۔ گھر آنے کے بعد بھی آپ کے تعلیمی شوق نے آپ کو سکون سے بیٹھنے نہیں دیا چنانچہ اطراف و جوانب کے مدارس میں ارباب مدارس آپ کو لے کر جاتے رہے اور آپ وہاں اپنا فیض لٹاتے رہے۔ اخیر میں الحرم گرلس جونیئر ہائی اسکول ولید پور میں پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہوئے جہاں سیکڑوں کی تعداد میں طالبات نے آپ کی ذات سے استفادہ کیا۔

اسی دوران اچانک ایک دن آپ فالج اور برین ہیمریج کے شکار ہو کر صاحب فراش ہو گئے اور تقریباً پانچ چھ سال تک بستر علالت پر رہنے کے بعد ۲۶/اگست ۲۰۱۶ء بمطابق ۲۳/ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ بروز جمعرات اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی سسرال خیر آباد کے اٹھوریا ٹولہ میں تھی اور پسماندگان میں تین لڑکے و پانچ لڑکیاں ہیں۔ آپ کے تعلیمی ادوار کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

جونیئر ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج ولید پور، ۱۹۵۲ء۔ ہائی اسکول، بی آر کے انٹر کالج ولید پور، ۱۹۵۵ء۔ ادیب ماہر، جامعہ اردو علی گڑھ، ۱۹۶۳ء۔ آئی جی ڈی، ۱۹۷۰ء۔ ادیب کامل، ۱۹۷۱ء۔ ہائی اسکول اردو، ۱۹۷۳ء۔ منشی، الہٰ آباد بورڈ، ۱۹۷۵ء۔ کامل الہٰ آباد بورڈ، اردو و فارسی، ۱۹۸۳ء۔

ڈاکٹر بنگالی، بڑھئی ٹولہ (وفات: ۱۸/جنوری ۲۰۲۳ء، بدھ، ۴ بجے شام)

کم و بیش تین دہائی پہلے کی بات ہے، جہاں تک یاد آتا ہے ۹۴/۱۹۹۳ء کا سال تھا، تلاشِ معاش کی فکر اور گردش لیل و نہار میں غلطاں و پیچاں، انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں ایک ڈاکٹر (جو بعد میں ڈاکٹر بنگالی کے نام سے جانے اور پہچانے گئے) اپنے ایک دوست کے ساتھ کلکتہ سے نقل مکانی کر کے اتر پردیش آئے اور یہاں کے مختلف علاقوں کی خاک چھانتے ہوئے بھیرہ آ پہنچے، کچھ دنوں بعد آپ کے دوست یہاں سے محمد آباد چلے گئے اور پھر وہاں سے کہاں گئے؟ کسی کو اس کا علم نہیں لیکن ڈاکٹر بنگالی بھیرہ آئے تو یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ جس وقت آپ یہاں آئے تھے آپ کے عنفوان شباب کا دور تھا، عمر کوئی پچیس تیس سال رہی ہوگی۔ رزق حلال اور روشن مستقبل کی تلاش نے آپ کو اپنے وطن سے دور اور بہت دور بھیرہ جیسے دور افتادہ گاؤں میں پہنچا دیا جہاں ہر چیز آپ کے لیے اجنبی تھی، یہاں کے لوگ اجنبی تھے، گرد و پیش کا ماحول اجنبی تھا، زبان اجنبی تھی، بود و باش اجنبی تھا، کلچر اجنبی، تہذیب و ثقافت اجنبی گویا کہ دائیں اجنبی، بائیں اجنبی، آگے اجنبی، پیچھے اجنبی اور اجنبی ہی اجنبی لیکن کہتے ہیں کہ اگر انسان کے ارادہ کے اندر پختگی اور عزم کے اندر صلابت ہو تو سارے ناموافق حالات (Unavoidable Circumstances) کو وہ سَر کر لیتا ہے، اُس کے آہنی ارادوں کے سامنے پہاڑ جھک جاتے ہیں، سارے اجنبی ماحول اور ساری اجنبیت کو وہ اپنے پیروں تلے روند ڈالتا ہے۔ ڈاکٹر بنگالی نے بھی کچھ ایسا ہی کیا۔ اپنے عمدہ اخلاق، شیریں زبان، لوگوں کے ساتھ حسن تعامل اور صاف ستھرے معاملات کی وجہ سے آپ نے لوگوں کا دل جیتنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک محلّہ، دو محلے اور تین محلوں نہیں بلکہ پورا گاؤں ہی آپ کا گرویدہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ محلّہ میں قریبی مطب کو چھوڑ کر بہت سے لوگ آپ کے مطب پر جاتے اور اپنا علاج

کراتے تھے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ آپ سگریٹ نوشی نہیں کرتے تھے لیکن ابتدائی زمانہ میں اپنی دوکان میں آنے والوں کے لیے اپنے ٹیبل پر بیڑی کا ایک ڈبہ رکھتے تھے تاکہ لوگ اس سے بے تکلف بیڑی پی سکیں۔

ڈاکٹر بنگالی کا اصل نام نارائن بسواس تھا لیکن لفظ بنگالی آپ کے نام پر ایسا غالب آیا کہ آپ ڈاکٹر بنگالی کے نام سے ہی معروف ہو گئے اور اصل نام پردۂ خفا میں چلا گیا یہاں تک کہ اخیر وقت تک بہت کم لوگوں کو آپ کا اصل نام معلوم رہا ہوگا۔ سانولے رنگ والے متوسط قد و قامت کے انسان تھے، بعد میں وزن بڑھ گیا تھا اور جسم قدرے فربہ ہو گیا تھا۔

آپ جب بھیرہ آئے تو یہاں کے محلّہ بڑھئی ٹولہ میں لیلی اینڈ مجنوں کے مکان کے ایک چھوٹے سے کمرہ میں ایک چھوٹی سی کلینک کھولی، وہی کمرہ آپ کی کل کائنات تھا، اسی میں ایک طرف کھانا بناتے، کبھی ٹیبل پر تو کبھی نیچے بستر لگا کر سوتے۔ اسی میں مریضوں کا علاج کرتے اور اسی میں دوپہر کا قیلولہ بھی کرتے۔ کچھ دنوں بعد محلّہ کے ایک خیر خواہ جناب مرلی وشوکرما نے اپنی دوکان والے مکان کے چھت پر فری آف کوسٹ سونے کی پیشکش کر دی تو تقریباً چار سال تک وہاں سوتے رہے۔ پھر تین چار سال بعد جب رشتۂ ازدواجیت میں منسلک ہوئے تو جناب اشوک وشوکرما نے اپنے گھر میں رہنے کی آفر کی اور دو سال تک وہاں رہے۔ وقتاً فوقتاً اُسی محلّہ کے مختلف گھروں کے مختلف کمروں میں آپ کی دوکان منتقل ہوتی رہی لیکن بعد میں جب تنگ دستی کے بادل چھٹے، وسعت نے اپنا دامن پھیلایا اور کامیابی نے آپ کی قدم بوسی کی تو اپنی دوکان کے سامنے جناب بُھلّھن صاحب (مقیم حال کوپا گنج) کا مکان خرید لیا اور بھیرہ کو ہی اپنا وطن اصلی بنا ڈالا۔

ڈاکٹر بنگالی کی تعلیمی صلاحیت ولیاقت یا ڈگری کا صحیح علم نہیں ہو سکا لیکن سردی زکام، جلے کٹے، پھوڑا پھنسی، داد دینائی، کھاج کھجلی، سر درد، پیٹ درد، بدن درد اور بخار وغیرہ جیسے ابتدائی امراض کے لیے ہر کس و ناکس ان سے مراجعت کرتا اور مناسب قیمتوں پر وہ دوائیں دیتے جن سے لوگوں کو خاطر خواہ فائدہ ہوتا تھا۔ ابتدائی زمانہ میں جب سہولیات کم تھیں تو وقت بے وقت لوگوں کے بلاوے پر سائیکل چلا کر آپ ان کے گھروں کو جاتے، مریض کو

دیکھتے اور پھر مطب آ کر دوا دیتے تھے۔

اگر چہ آپ بھیرہ گاؤں کے اصل باشندے نہیں تھے لیکن تقریباً تیس پینتیس سال کا ایک طویل عرصہ یہاں گزارنے کے بعد آپ یہاں کے اصل باشندوں کی طرح ہو گئے تھے، لوگوں کے یہاں شادی بیاہ اور خوشی وغمی کے موقعہ پر شریک ہوتے، کچھ قریبی لوگوں سے فیملی مراسم ہو گئے تھے، ہمارا گھر بھی انہیں لوگوں میں سے ایک تھا۔ کچھ سالوں قبل اپنے گھر کے پیچھے خالی پڑی تقریباً ایک بسوازمین بھی خرید لی تھی لیکن ۱۸؍جنوری ۲۰۲۳ء بروز بدھ بوقت ۴؍بجے شام موت جیسی نا قابل انکار حقیقت نے چپکے سے آپ کے گھر پر دستک دی اور آپ ہمیشہ کے لیے پرلوک سدھار گئے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آپ کا شوگر لیول بڑھ کر ۴۵۰ سے زیادہ ہو گیا تھا، گردن میں بیک سائڈ کی کوئی رگ بلاک ہو گئی تھی اور پھیپھڑہ بھی متاثر ہو گیا تھا۔ طبیعت کے بگڑنے پر میدانتا ہاسپیٹل لکھنؤ میں چار پانچ روز ایڈمٹ رہے، ڈاکٹروں کے مطابق آپریشن کی ضرورت تھی لیکن اس کے بعد بھی صحتیابی کی کوئی گارنٹی نہیں تھی چنانچہ لائف لائن اعظم گڑھ لے کر آیا گیا، دو تین روز وہاں بھی ایڈمیٹ رہے لیکن آپ کی عمر پوری ہو چکی تھی اور پھر وہی ہوا جس کے سامنے دنیا کی ہر طاقت نے گھٹنے ٹیک دیا ہے اور جس سے آج تک کوئی جیت نہیں سکا یعنی موت موت اور موت۔ آخری پَرَکریا کے لیے لاش کو آپ کے آبائی وطن کلکتہ لے جایا گیا اور وہیں انتم سنسکار رہوا۔

آپ کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ بڑی لڑکی بی ایس سی اور چھوٹی نے انٹرمیڈیٹ کرنے کے بعد کنگس اڈن کالج آف فارمیسی محمد آباد گوہنہ سے (GNM) General Nursing & Midwifery کا کورس کیا ہے، بڑی بچی فی الحال کڈس ہاربر انٹرنیشنل اسکول، قاضی ٹولہ، ولید پور میں ٹیچر ہے اور لڑکا جونیئر ہائی اسکول کا طالب علم۔

الحاج منشی عبدالسمیع مرحوم، محلّہ پورب، قدیم ہوٹل (۱۹۳۸ء۔۲۰۱۸ء)

لمبے قد وقامت، لحیم شحیم، دینی مزاج، چہرہ پر بھرپور ڈاڑھی، علماءِ کرام سے محبت کرنے والے، انتہائی با اخلاق اور با مروت انسان تھے۔ نام عبدالسمیع اور والد صاحب کا نام الحاج محمد صابر تھا۔ شجرۂ نسب کچھ اس طرح ہے۔ عبدالسمیع ابن محمد صابر ابن علی احمد ابن عبدالصمد۔

ولادت ۱۹۳۸ء بمطابق ۱۳۵۷ھ بھیرہ میں ہوئی۔ بقول آپ کے، آپ کو ۱۹۴۷ء کی جنگ آزادی کا منظر یاد تھا اور آپ نے بھی بچوں کے جھرمٹ میں کانگریسی جھنڈے کے ساتھ اس وقت نعرہ بازی کی تھی۔ رواج زمانہ کے مطابق ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ بھیرہ میں حاصل کرنے کے بعد مڈل اسکول محمد آباد گوہنہ میں درجہ آٹھ تک تعلیم حاصل کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ملک عزیز پر قابض انگریز حکومت کی مخالفت میں انگریزی تعلیم کا حصول معیوب سمجھا جاتا تھا اس لیے اپنے والد بزرگوار کے مشورہ پر منشی کا کورس مکمل کر کے تعلیمی سلسلہ منقطع کر دیا اور والد صاحب کے ساتھ کپڑے کے کاروبار میں ہاتھ بٹانے لگے لیکن اس میں خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی تو آپ نے دوسرا راستہ اختیار کیا چنانچہ محمد آباد میں واقع اپنے نئے مکان میں کبھی پاور لوم لگا کر اس پر جفاکشی کی تو کبھی سوت کی تجارت کی غرض سے بنارس، کلکتہ اور بھیونڈی جیسے تجارتی شہروں کا رخ کیا جہاں ایک مدت تک نفع ونقصان کی بازی لگاتے رہے لیکن زندگی کی اس تگ ودو نے آپ کو مضمحل کر کے رکھ دیا، جسم کمزور پڑنے لگا اور ڈاڑھی کے بال سفید ہونے لگے تو آپ نے گھر پر قیام کا ارادہ کیا۔ ذاتی پاور لوم لگایا، چرخہ نصب کیا اور اسی کو ذریعۂ معاش بنا کر گھر کے انتظام و انصرام میں لگ گئے۔ اپنے تعلیمی پس منظر کی وجہ سے فن منیمی میں مہارت کی حد تک واقفیت رکھتے تھے چنانچہ انہیں ایام میں بھیرہ سے متصل خیرآباد ضلع مئو کے کسی گرہست نے اپنے یہاں آپ کو ملازمت کی پیش کش کی لیکن دل و دماغ دینی اور علماء وصلحاء سے گہری عقیدت کی وجہ سے وقت کے معروف بزرگ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی بھیرہ سے مشورہ طلب کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے بہتر ہے کہ آپ کسی مدرسہ میں یہی خدمت انجام دیں اور ہمارے یہاں بھی ایک منشی کی ضرورت ہے جو مدرسہ کے مالی حساب وکتاب کو درست رکھ سکے، اگر آپ چاہیں تو ہمارے یہاں تشریف لے چلیں۔ پھر کیا تھا جیسے منہ مانگی دولت ہاتھ لگ گئی ہو چنانچہ زندگی کی اٹھاون بہاریں ہنگامہ خیزیوں کی نذر کرنے کے بعد مدرسہ کے نوارنی اور پرسکون ماحول میں آپ نے قدم رکھا، مدرسہ کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا اور اخیر عمر تک مدرسہ سے ہی وابستہ رہے۔ آپ کا تعلیمی بیک گراؤنڈ اگرچہ دینی نہیں تھا لیکن آپ کی فکر دینی تھی، آپ علماء واہل اللہ سے حد درجہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب کی معیت اور مدرسہ کے دیگر

اساتذۂ کرام وعلماءِ عظام کے ساتھ نشست و برخاست نے آپ کو بھی عالمانہ شان عطاء کر دی تھی۔ آپ کی ظاہری شکل وصورت کسی اچھے عالم دین سے کم نہ تھی۔ جب عبادت و ریاضت کا ذوق بڑھا، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ تطہیر قلب کا احساس پیدا ہوا تو حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔ حضرت مفتی صاحب نے ذکر واذکار کی تلقین کے ساتھ آپ سے فرمایا کہ ''مال ایک خطرناک اور مہلک چیز ہے اس کو دیکھ کر بہت سے دل بہک جاتے ہیں، آپ مدرسہ کے منشی ہیں لہذا حساب وکتاب بالکل صاف ستھرا اور واضح ہو، یہی آپ کا وظیفہ ہے''۔ آپ نے تاعمر پوری دیانتداری کے ساتھ مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڑھ میں اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا۔ یہی وجہ ہے کہ ذمہ داران مدرسہ آپ کی ایمانداری، فرض شناسی اور اصابت رائے کے اخیر وقت تک قائل رہے۔ یہاں تک کہ اخیر عمر میں جب ضعف صحت کی وجہ سے آپ مدرسہ کی خدمت سے دست بردار ہوگئے تو وہاں کے لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کے گھر کے ایک فرد کے لیے مدرسہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا اور یہ بات اس وقت صحیح ثابت ہوئی جب آپ کے صاحبزادے مولانا عزیزالحق قاسمی صاحب کی مدرسہ دارالعلوم محمد آباد سے سبک دوشی ہوئی تو مدرسہ شیخ الاسلام کے لوگوں نے فوراً آپ کو وہاں جگہ عنایت فرمائی۔ قیام مدرسہ کے دوران جب آپ جمعرات کو گھر آتے تو اپنے سارے بچوں اور پوتوں کو جمع کرتے، ان کو کھلاتے پلاتے، پیسے دیتے، نصیحت کرتے، آداب زندگی سکھاتے، نماز پڑھنے کی تاکید کرتے، اللہ کی ذات پر بھروسہ کرکے معاش پر محنت کی تلقین کرتے اور اکثر فرماتے کہ اللہ کی نافرمانی کے ساتھ دنیا اگر حاصل بھی ہوجائے جب بھی یہ نقصان ہی نقصان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے انتقال کے بعد بھی آپ کی اولاد میں یہ صفت باقی ہے اور یہ حضرات روزانہ عشاء کی نماز کے بعد اپنی تمام تر مشغولیات کے باوجود اپنے چھوٹے سے مہمان خانہ میں جو ان کے والد مرحوم کا کمرہ تھا اپنے اپنے گھروں سے آکر کچھ دیر بیٹھتے ہیں، بالکل بے تکلف اور دوستانہ انداز میں ایک دوسرے کی سنتے اور سناتے ہیں، ساتھ میں چائے پان کرتے ہیں اور پھر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ چند بھائیوں پر مشتمل ایک گھر کو منظّم انداز میں چلانے اور ایک دوسرے سے اپڈیٹ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ دن بھر کی

ساری مشغولیات کے بعد رات میں تھوڑا وقت نکال کر کچھ دیر ایک ساتھ بیٹھا جائے تا کہ ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت ہو سکے۔ آج کے اس مشغول ترین زمانہ میں جب فکرِ معاش نے زندگی کے نظام کو درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے اور تلاشِ معاش کے لیے لوگ اندرون ملک و بیرونِ ملک کے مختلف حصوں میں مقیم ہو گئے ہیں، ہم نے اس کی شکل یہ نکالی ہے کہ ہفتہ میں ایک دن متعین کر لیا گیا ہے اور اس دن جمیع برادران آنلائن میٹنگ (Vartual Meeting) میں شرکت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی ہفتہ بھر کی کارروائی سے آگہی حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے گھر کے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ کے خانۂ دل میں تین خواہشیں ہمہ وقت موجزن رہتی تھیں۔ پہلی تمنا یہ تھی کہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہو جائے جو اللہ نے پوری فرمائی اور حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی کی معیت میں یہ سعادت میسر ہوئی۔ دوسری خواہش یہ کہ آپ کے باغ میں ایک خانۂ خدا کی تعمیر ہو۔ اس کے لیے آپ نے اپنی اخیر عمر میں اپنے بڑے بھائی کی زمین کا حصہ خرید کر اس کا نصف حصہ مسجد کے لیے وقف کر دیا چنانچہ حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی و دیگر علماءِ کرام کے مبارک ہاتھوں مسجد ابو ہریرہ کے نام سے وہاں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس میں اب باقاعدہ پنج وقتہ نماز ادا کی جاتی ہے۔ تیسری خواہش یہ تھی کہ ایک الگ زمین پر مہمان خانہ کی تعمیر ہو جہاں پورے گھر میں آنے والے مہمانوں کی ضیافت اور ان کی ضروریات کا مکمل لحاظ ہو سکے لیکن قلت اسباب کی وجہ سے آپ کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا اور زندگی کی کم و بیش اسی بہاریں دیکھنے کے بعد اخلاق و مروت، تواضع وانکساری، ایمانداری اور دیانتداری کا یہ پیکر ۲۰ر جون ۲۰۱۸ بمطابق ۵ر شوال ۱۴۳۹ھ بروز بدھ ہمیشہ کے لیے اپنے معبود حقیقی سے جا ملا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی بیش بہا دولت سے بھی خوب نوازا تھا چنانچہ آپ کے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں اور سبھی بقید حیات رہ کر اپنے اپنے مقدر کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

☆☆☆

حوالہ جات

بھیرہ نام کے متعدد گاؤں، قصبات اور شہر	https://en.wikipedia.org/wiki/Bhira_Kheri, http://www.onefivenine.com/india/villages/Kheri/Bijuwa/Bhira , AI ChatGPT, https://en.wikipedia.org/wiki/Bhira_Hydroelectric_Project https://en.wikipedia.org/wiki/Bhera,
بھیرہ کی وجہ تسمیہ	مستفاد از دیار پورب میں علم اور علماء
اس کی مدت قیام	مستفاد از دیار پورب میں علم اور علماء
پارچہ بافی کی ابتداء	AI ChatGPT
تعلیم اور شرح خواندگی	www.census2011.co.in
رسم ورواج	https://en.wikipedia.org/wiki/Holi, https://hi.wikipedia.org/wiki/dipawali, www.tourmyindia.com, https://en.wikipedia.org/wiki/Chhath
قبرستان کمیٹی کا قیام	قاری سلمان اختر صاحب کی ذاتی ڈائری
دریائے ٹونس رتمساندی	www.uppcb.com/pdf/River-Tamsa-22july19.pdf, https://en.wikipedia.org/wiki/Tamsa_River,ttps ://www.euttaranchal.com/uttarakhand/tons-river
۱۹۷۱ء کا سیلاب، ۲۰۰۵ء کا سیلاب	حکایت ہستی، ص ۳۰۰۔۳۰۱، والد صاحب مرحوم کی ذاتی ڈائری،
شوالے	مرلی وشوکرما کی ذاتی ڈائری
ہندو مسلم فرقہ وارانہ فسادات	قاری محمد سلمان صاحب کی ذاتی ڈائری، والد صاحب مرحوم کی ذاتی ڈائری
سیاسی منظر نامہ	http://panchayatiraj.up.nic.in/docs/ActsnRules/GP-Act-Eglish.pdf

الیکشن	ممتاز احمد صاحب، سابق نائب پردھان کی ذاتی ڈائری، محمد شعیب کوثر صاحب مرحوم کی ذاتی ڈائری، والد صاحب مرحوم کی ذاتی ڈائری، https://sec.up.nic.in/eleclive/IndividualULBResult.aspx, https://sec.up.nic.in/site/IndividualULBResult2023.aspx
فاروقی خانوادہ کے علماءِ کرام	دیار پورب میں علم اور علماء
مولانا احسان علی واعظ	نزہۃ الخواطر
بریلوی مکتب فکر اور ماضی کے علماءِ کرام	تذکرۂ علماء بھیر ولید پور
بریلوی مکتب فکر کے موجودہ علماءِ کرام	تذکرۂ علماء بھیر ولید پور
بریلوی مکتب فکر اور ماضی کے حفاظ کرام	تذکرۂ علماء بھیر ولید پور
بریلوی مکتب فکر کے موجودہ حفاظ کرام	تذکرۂ علماء بھیر ولید پور
سر شاہ محمد سلیمان چیف جسٹس الہ آباد ہائی کورٹ	www.allahabadhighcourt.in -An English Article by RS Pathak www.rekhta.org گنجہائے گرانمایہ از رشید احمد صدیقی بواسطہ pensive-man.blogspot.com

☆☆☆